سننے والے ہی اُٹھا سکتے ہین۔ اگر کسی پہلے آدمی نے ان سے یہ بھی کہا کہ مہاراج کیون چکر لگا رہے ہو برہم بھوج کر کے اپنے گھر جاؤ۔ ہم حسب منشاء سامگری جمع کئے دیتے ہین۔ یہان درگا کنڈ پر برہم بھوج کر دو۔ تو آپ گنگا کے کنارے کرنے کا بہانہ کرتے ہین۔ اور اگر کوئی گنگا کے کنارے کرا دینے کے لئے کہتا ہے تو آپ کہتے ہین کہ داتا کا کام دینے کا ہے کچھ ساتھ پھرنے کا نہین۔ مین خود کر دونگا آپ کرا دینے والے کون۔ اب ناظرین خود سوچ سکتے ہین کہ آیا انکی پھیری کس غرض کو لئے ہوئے ہے۔ اس گروہ کی بابت جسقدر بھی لکھا جائے وہ تھوڑا ہے۔ سمجھنے والے اتنے ہی سے سب کچھ سمجھ سکتے ہین لیکن خیال رہے اب یہ بیماری جین سماج مین بھی زور پکڑنے لگی ہے۔ ہمین بھی بابا جی نام کا ایک گروہ تیار ہونے لگا جو حلوا پوری کے علاوہ نیز تھ کشیترون کے نام سے روپیہ اُگاہنے لگا ہے۔ اس سے جینی بھائیون کو ہوشیار رہنا چاہیے۔ ورنہ دیش والون کی ساتھ تو دیسے مین گیہون کی طرح سے پس ہی رہے ہین۔ پھر ڈبل لیسائی ہونے لگیگی۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ مضمون جینے کانون مین گونج لگائیگا۔ سے کال تو اسکی اصبیت کو ہرگز نہ بھولینگے اور اپنی مفاسی کا ذریعہ اس گروہ کو سمجھکر اس سے اپنا پنڈ چھڑا ئینگے۔

سیٹھی ارجن لعل جی کیلئے میرٹھ مین جین برادری کا جلسہ

ناظرین کو معلوم ہے کہ پنڈت ارجن لعل سیٹھی بی اے عرصہ تخمیناً آٹھ سال سے جے پور راجیہ مین نظر بند ہین۔ آپ نے حصول علم سے فارغ ہو کر اپنی زندگی کو جین دھرم کے پرچار و جین سماج کی اونتی مین صرف کیا۔ مثلاً بیغام تعلیمی کامون مین بھی ہمیشہ مصروف رہے ہے۔ گورنمنٹ یا راجیہ کے خلاف کارروائی کرنا تو درکنار آپ نے کبھی پالیٹکس کی طرف رخ بھی نہین کیا۔ نہ بذریعہ عدالت کوئی جرم ثابت ہو کر آپ کو سزا دی گئی۔ محض شبہ مین آپ نظر بند کر دئے گئے جس سے جین سماج کو بڑا دکھ ہے۔ اور آپکے استری پُتر نہایت تکلیف مین ہین۔ آپکی عدم موجودگی سے جین دھرم و جین سماج کی ترقی مین بڑی ہانی ہو رہی ہے جین سماج نے پیشتر کچھ آواز اوٹھائی تھی لیکن اوسوقت کچھ سماعت نہوئی۔ خوش قسمتی سے اب نظر بند قید والون کے لئے زمانہ کچھ موافق آرہا ہے اس لئے جین سماج نے پھر کچھ آندولن سیٹھی جی کے لئے شروع کیا ہے۔ جگہ بجگہ سبھائین ہو کر تار بخدمت گورنمنٹ بھیجے جا رہے ہین اور امید واثق ہے کہ گورنمنٹ سیٹھی ارجن لعل جی کو کہ جو بالکل بے گناہ ہین رہائی بخشیگی چنانچہ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۱۹ء کو جین مندر شہر میرٹھ مین بھی ایک جلسہ جین برادری میرٹھ کا بصدارت چودھری کندنلعل منیجر جین مندر ہوا کہ جسمین بالاتفاق رائے تجویز ہوا کہ پنڈت ارجن لعل سیٹھی کی رہائی کے لئے تار بحضور وائسرائے ہند و مہاراجہ صاحب جے پور بھیجے جائین اور حسب تجویز مذکور ہر دو جگہ تار بہ دستخط پریسیڈنٹ جلسہ روانہ کئے گئے۔

رکھب داس بی۔ اے وکیل

کنوان بنوانے کی آواز لگاتا ہے۔ کوئی جگ جونار کے لئے سوال کرتا ہے۔ کوئی شوالہ یا مٹھ بنواتا ہے۔ اور کسی کو لڑکی کا بیاہ کرنے کی سخت ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ غرض ان سوالون کو یہ اس ترکیب سے پبلک کے روبرو پیش کرتے ہین کہ بھولی پبلک ان کے قابو مین آجاتی ہے اور ان کی خواہش کو پورا کر دیتی ہے۔ جس ترکیب سے یہ پھیری والے فقیر روپیہ وصول کرتے ہین۔ اُس ترکیب کے مضمون کو ایسا گھوک لیتے ہین کہ جیسے پوجا کرانے والے برہمن اپنے ٹکونکے سیدہا کرنیوالے منترون کو گھوک لیتے ہین۔ فی زمانہ فقیرون کی تعداد مین بیشی ہے۔ اور یہ دن بدن بڑھتے جارہے ہین۔ بدمعاش۔ لچے۔ لفنگے۔ مفت خورے۔ آلسی۔ فضول خرچ۔ اُٹھائی گیرے۔ نشیالے۔ غرض سب فقیری لباس اختیار کرلیتے ہین۔ اس لباس نے ہر ایک کو پناہ دے رکھی ہے جیسے کمہار کا حرامی گدہا محنت سے ڈر کر شیر کی کھال پہن کر گھومنے لگے۔ اور اُسکو کوئی گدہا سمجھ کر کام مین نہ لاسکے بلکہ ہر ایک شیر سمجھکر خوف کھانے لگے۔ بس ٹھیک یہی حالت اس لباس کی ہورہی ہے۔ اور اس شیر کے لباس مین دن دہاڑے لٹائی ہورہی ہے۔

کیا ہی اچھا ہو کہ جو بھارت باسی اپنی مفلسی پر غور کرکے ان مفت خورون سے اپنا پنڈ چھڑانے کو تیار ہوجائین اور ان کو نہ دینا ہی پنڈ چھڑانا ہے۔ جتنا جتنا ان کو دیا جاتا ہے۔ اُتنا اُتنا ہی یہ گروہ ترقی پکڑ جاتا ہے۔ کیونکہ بھولے لوگون نے ایک مثل بنا رکھی ہے کہ بھائی مانگنے کا نام دینا ہی دہرم ہے، لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ اگر مانگنے کا نام دینا ہی دہرم ہے تو دوسرے لفظون مین یون کہنا چاہئے کہ اپنی مفلسی کو خود بلانا ہی دہرم ہے۔ بھلا جب معمولی حساب سے ۱۵ لاکھ روپیہ روزانہ ہماری جیب خاص سے اس گروہ کے لئے نکلا جارہا ہے تب اور مفلسی کا ذریعہ کیا ہوگا یہ پندرہ لاکھ روزانہ کا خرچ ایک معمولی حساب سے ہے۔ یعنی ۶۰ لاکھ کے لئے فی کس چار آنہ لگائے ہین۔ لیکن انہین لاکھون تو ایسے ہونگے کہ جنکا خرچ ایک اچھے گرہستی ساہوکار سے بھی بڑھا ہوا ہوگا۔ اور بہانہ بازی کا ٹکہ رہا الگ۔

کچھ دنون سے دیش اور سماج کی ترقی کا بیڑا اُدہر ماتا لوگون نے اُٹھایا ہوا ہے جسکے لئے کالج۔ اسکول ودیالیہ پاٹھ شالائین گئو شالائین۔ دہرم شالائین آناتھالیہ وغیرہ۔ انسٹی ٹیوشن بنائے جارہے ہین جنکا کام چندہ عام سے بخوبی چل رہا ہے اور جب تک یہ رفاہ عام کے کام جاری رہینگے۔ تب تک چلتا رہیگا۔ لیکن ان کامون مین چاندی کا بادل برستا ہوا فقیرون سے نہین دیکھا گیا۔ اور ان کے منہ مین بھی پانی بھر آیا۔ بس پھر کیا تھا یہ لوگ بھی ہزار طرح کی سنستہاؤن کے مالک بن بیٹھے۔ آپ لوگون مین سے کوئی ہردوار گئے ہونگے تو انکو اس کا بخوبی تجربہ ہوگا۔ ورنہ گھر بیٹھے ہی صدہا فقیر تشریف لاتے ہین۔ اور بہت دور کی سُناتے ہین۔ گوشالائین تو گویا فقیرون کی ہر ایک جھونپڑی مین ہی بن گئی ہین۔ غرض اس گروہ نے کوئی بھی ذریعہ لوٹ مار کا نہین چھوڑا۔

اب حال مین دو پھیری والے فقیر دیوبند کے گلی بازارون مین چکر لگاتے پھر رہے ہین۔ ایک برہم بھوج کرانا چاہتا ہے۔ اور دوسرا ایک کنوان۔ برہم بھوج کے کرانے والے مہاتما جس خوبصورتی سے اپنے مضمون کو ادا کرتے ہین وہ آنند تو

کھاتولی مین جل یاترا اُتسب

ناظرین! آپکو جین اخبارون سے معلوم ہوا ہوگا کہ ۲۲ جون ۱۹۳۶ء سے کھاتولی مین ایک جین چیتیالہ واسطے پوجا پرکشال دستہ بہائیون کے قایم ہوا ہے۔ اس چیتیالہ کی قایمی مین سب سے زیادہ امداد دہلی کے جین بہائیون کی ہے۔ دہلی کے جین بہائیون نے علاوہ ہمارا اُتساہ بڑہانیکے جین پرتیا بھی عطا فرمائی ہین۔ اور ہمکو ہمیشہ کافی سے زیادہ امداد دیتے رہتے ہین۔ علاوہ ازین جین دہرم بہوشن تیرہلال برہمچاری شیتل پرشاد جی اور شریمان بابا بہاگیرت داس جی کی بھی اس دہرم کارہ مین خاص کوشش ہے۔ شریمان بابا بہاگیرت داس جی نے تو اپنا چوماسہ یہان کرکے روزانہ شاستر سبہا کرکے دہرم اُپدیش دیا۔ اور دہرم کا پرکاش کیا یعنی بہادون سدی ۱۴ اکو لالہ ماڑے لعل جی جین آنریری مجسٹریٹ کی تحریک سے شہر کی تمام ہٹیان بندکرائی گئین اور آیندہ ہر ماہ کی چودش کو جیسا کہ مقدم سے پہلے بند ہوا کرتی تہین۔ بند کرانے کا انتظام کیا گیا۔ دسلاکشن پرب مین سوتر جی کا ارتھ بڑی قابلیت کے ساتھ سُنایا گیا اور چودس کے روز جل یاترا کا جلوس بڑے آنند کے ساتھ نکالا گیا۔ سہارنپور و دہلی کے بہائیون نے دیگر ہمارے اُتساہ کو دوبالا کیا۔ ہم دہلی کی معزز برادری کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنکی کرپا سے ہمارا دہارمک دروازہ کھلا اور ہمکو دہارمک کریاؤن کے ادا کرنے کا شبھ اوسر ملا۔

خادم قوم کشن لال جین منیجر جین چیتیالہ کھاتولی۔

(نوٹ) یقین ہے کہ کھاتولی کے دستہ بہائیون کی طرح سے دوسری جگہ کے دسہ بہائی بھی چیتیالہ بناکر دہرم آرادہن کرینگے۔ "پردیپ"

فقیرون کی پھیری

ہندوستان مین فقیرون کی بہرمار ہے۔ ۳۲ کروڑ ہندوستانیون مین ۶۰ لاکھ فقیر۔ اور فقیر بھی کیسے "مانگ کر کہانا مُفت مین رہنا" یہ فقیری لباس کسی خاص فرقہ یا گروہ مین ہی نہین ہے بلکہ ہندوستان بھر کے ہر ایک فرقہ اور گروہ مین پایا جاتا ہے۔ یہ لوگ خواہ کسی زمانہ مین اُپدیش داتا بنے ہی رہے ہون لیکن موجودہ حالت مین تو بجز بہنگ چرس سُلفہ اور شراب پینے و تر مال کہانے کے اور کوئی بھی کام انکو نہین ہے۔ اگر ہو سکا تو گرہستیون کو دس بیس گالیان سُنا دین یا موقعہ لگا تو کسی بہولی اور انجان عورت کو بہگا لی۔ نابالغ لڑکون کو بہکا کر اپنے گروہ کی ترقی مین یہ لوگ دل و جان سے لگے رہتے ہین۔ اور علاوہ ازین اس گروہ مین بڑے بڑے مشہور ڈاکو خونی اور روپوش بھی پناہ لیتے ہین۔ غرض اس فرقہ نے ہندوستان کو تباہ و برباد کر رکہا ہے۔ جتنے لوگ اس دیش مین نشہ باز نظر آتے ہین وہ سب ان فقیرون کی بدولت ہی نشون کے چکر مین پڑے ہین۔ اگر یہ گروہ با اخلاق ہوتا اور دہرم پرچار ناکے اندر ہوتی تو دیش کا بہت کچھ اپکار ہوتا لیکن اب بجائے نفع کے ازحد نقصان ہو رہا ہے۔ بہارت ورش کا [illegible] لاکھ روپیہ روزانہ ان مفت خورون کے پیٹ مین جا رہا ہے۔ اور جو یہ بہاند ہانک کر کے نقد اینڑ لیتے ہین وہ [illegible] جدا۔ مانگنے کی ترکیب ان فقیرون کو خوب یاد ہے۔ اور یہ ہر ترکیب کو کرتے ہین۔ اسی کے سہارے اپنا جیون بتا دیتے ہین [illegible]

شری ہستناپور کشیتر کا سالانہ میلہ

اور شبھہ برہمچریہ آشرم کا سالانہ جلسہ

پیارے جینی بھائیوں آج جبکہ آپ لوگوں کے ہاتھ میں جین پردیپ کا یہ پرچہ ہوگا۔ تب شری ہستناپور کے سالانہ میلہ کے اور شبھہ برہمچریہ آشرم کے سالانہ جلسہ کے تقریباً تین ہفتہ رہ گئے ہونگے۔ شری ہستناپور کی تعریف میں کس زبان سے کروں۔ آپ صاحب وہاں کی سرسبز زمین اور دھارمک تواریخ سے خوب واقف ہیں۔ اور جنہوں نے یہ کاتکی میلہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے۔ اُنکے لئے تو کہنے کی کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ جو یاتری ایک مرتبہ اس شبھہ اوسر پر آجاتا ہے وہ ہمیشہ کیلئے یہ ارادہ کر لیتا ہے کہ بشرط تندرستی ہمیشہ آؤنگا۔ لیکن جب سے یہاں جین سماج کی خوش قسمتی سے برہمچریہ آشرم کھل گیا ہے تب سے تو اسکی رونق دوبالا سے بھی بڑھکر ہو گئی ہے۔ برہمچریہ آشرم کی وجہ سے اور انتظام سے بڑے بڑے ودوان۔ ریفارمر۔ لیڈر ہمیشہ سالانہ جلسہ پر آنے لگے ہیں۔ جنکے دھارمک اور سماجک اپدیشوں سے آنے والے بھائیوں کو بہت کچھ لابھ ہوتا ہے۔ اب پہلی طرح سے بہت سا وقت رائیگاں اور برباد نہیں جاتا۔ بلکہ دھرم سادھن میں ہی لگا رہتا ہے۔ علاوہ ازیں آشرم کی طرف سے یاتریوں کو ہر طرح کا آرام پہنچانے کی کوشش ہی کیجاتی ہے۔ قومی سیوک ہر طرح کی سیوا کو تیار رہتے ہیں۔ شہر سے تھوڑی بھی کرایہ دینے کے لئے مہیا کئے جاتے ہیں اور کپڑوں، موڑھوں کا انتظام بھی کیا جاتا ہے۔ غرض آشرم کی وجہ سے اس میلہ کی رونق بہت ہی بڑھ گئی ہے۔ اب زیادہ تر یاتری براہ میرٹھ اور موانہ کو آنے لگے ہیں۔ میرٹھ میں چونکہ دو دھرم شالہ جینیوں کی بن گئی ہیں۔ اسلئے بڑا آرام ملنے لگا ہے۔ میرٹھ سے موانہ تک کے لئے موٹر لاری اور ٹمٹم کافی تعداد میں ملتی ہیں۔ اور ریل گاڑی میں سیدھی ہستناپور تک کے لئے ملجاتی ہیں۔ موانہ سے بیل تانگہ فوراً تیار ملتے ہیں۔ موانہ میں میلہ کے موقعہ پر آشرم کی طرف سے ایک کلرک اور ایک چپراسی و چند والنٹیر موجود رہتے ہیں۔ جو یاتریوں کو آرام سے ہستناپور پہنچانے کا انتظام کرتے ہیں۔ غرض کسی یاتری کو ذرا بھر بھی تکلیف نہیں ہونے پاتی۔

اب میلہ نزدیک آگیا ہے یعنی کاتک سدی اشٹمی لغایت پورنماشی مطابق تاریخ ۲۲ نومبر لغایت ۲۸ نومبر ۱۹۲۳ء تک ہے۔ اور انہی دنوں کے درمیان یعنی کاتک سدی ۱۱ لغایت چودس مطابق ۲۴ نومبر لغایت ۲۷ نومبر تک آشرم کا سالانہ جلسہ اور اسکی انتظامیہ کمیٹی کی میٹنگ بھی ہے اور اس جلسہ میں بہت سے ودوان۔ سدھارک۔ اوپدیشک تشریف لاوینگے جنکے دھرم اپدیش سے بڑا آنند رہیگا۔ انبالہ شہر کے سوتیا مہر سماج کی مشہور بھجن منڈلی بھی اس موقعہ پر ضرور آئیگی۔ ایسی اطلاع ملی ہے اور بھی چند بھجن منڈلیوں کے آنے کی امید ہے۔ غرض یہ جلسہ بڑے آنند سے ہوگا لہذا جینی بھائیوں کو اس موقعہ پر ضرور پدھار کر دھرم لابھ اٹھانا چاہیئے۔ جن صاحبان کو ڈیرے تمبو کی ضرورت ہو وہ ۱۵ نومبر تک منتظم برہمچریہ یا دفتر شریان ادھشٹاتا صاحب لکھدیویں۔ اور جو بھائی کہ اس موقعہ پر سیلج سیوا کرنا چاہیں وہ دیو بند دفتر ایڈیٹر صاحب جین پردیپ کو اطلاع دیویں۔ اور میرٹھ کے قابل جو سیوا ہو مجھ سے مجھکو مطلع فرماویں جتنی بالامکان حکم کی تعمیل کیجائیگی۔ (دیابو) کیسر داس جین بی اے وکیل سبھا ایک منتری شبھہ برہمچریہ آشرم، میرٹھ شہر

کہولو۔ دیوبند میں جینیکا پرتاپ کیسا سورج بہان سدا تیجو سے براجتا ہے۔ جاتی کو جگاؤ۔ یہ پتر آپ دہرم دہت چہہ روپیا سے لکھا ہے۔ اور بہیجا ہے ایک وچار کیا دو دارا لکنے کے جتنے مین اہر ہیں لیتے ہین۔ گرو دیو کی کرپا سے ملتی ہو تو ہینکا سیوا کرنیکی بہاؤنا ہے۔ اور جین دہرم کا اینکانت سروپ پرگٹ کرنیکی بہاؤنا ہے۔ ہر تمان مین لوگون نے جین مت کر دیا۔ دہرم نہین رکہا۔ سیوک رتن لعل۔

اگر دہلا اصحہ ۔ گرو دیو کی تحریک سے جینیون کی ترقی کی تدبیر جین بہائیون کی توجہ کیلئے اور عمل مین لانے کیلئے پیش کرتا ہون۔ پہلے آچاریون نے گاؤن گاؤن جینی بنائے تہے جینمین سب ورن اور پیشہ کے لوگ تہے۔ انکو آپسمین دہرم اتکبنا کر دینی اور دینیاوی کام کرنیکی اجازت دیگئی پہر جیسے ہی جاتیان بن گئی کہنڈیلوال۔ اگروال۔ اوسوال وغیرہ جاتیون کی تواریخ اور گوتون کے نامون سے یہ ظاہر ہے۔ آچاریون کے بیچے ہوئے شاسترون اور سوترون مین جاتی بہید کا نام تک نہین پایا جاتا۔ لہذا کل جین جاتیون کو آپسمین روٹی بیٹی ایک کرکے پریم اور سچائی کی ترقی کرنا چاہیے۔ بعد ازان یہ بہی قابل غور ہے کہ جو برابر گن۔ کرم سوبہاؤ والے شخص محدود دائرہ مین ہو کر صرف آپس مین ہی بیاہ شادی کرتے ہین تو انکی اولاد مین آہستہ آہستہ بزرگون کے جسمانی اور روحانی عیب بڑہ جاتے ہین جس سے اونچے گنون کا بہی خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ گروہ آخیر مین اپنے اوچے گن۔ کرم سوبہاؤ سے گر کر بُری حالت اور نگم نامی کو پہونچ جاتا ہے۔ لہذا اپنے اونچے گن کرمون اور ہستی کی حفاظت کے لئے ہی جینیونکی کل جاتیون میں روٹی بیٹی کا ایک ہو جانا ضروری ہے۔ اس سے صدہا کنوارے ہتیارے بکر نہ مرینگے۔ اور جین کل کی بڑہواری ہوگی بہت سی جاتیان کم ہونے اور مرنے کے قریب ہو نیسے بچینگی۔ جدا جدا اگن کرم سوبہاؤ والی جین جاتیان باہمی تعلق نہ کرنیسے اپنا کل جلال کہو بیٹہی کسترون کیسا بل جاتا۔ ہا قابل نفرت خود غرض۔ بڑہ گئی۔ لہذا اب کوری باتون کے بنانے والے لیڈرون سے کام نہ چلیگا عمل کے ذریعہ سے کر دکہلاؤ راستہ کہولو۔ دیوبند مین جین کا تیج خواہ سورج بہان ہمیشہ پرکاش کے لئے رہتا ہے۔ جاتی کو جگاؤ۔ یہ پتر کسی نہ کسی طرح سے لکہہ بہیجا ہے۔ بہت سے خیالات عمل کے ذریعہ پورا ہونے کی دلمین لہرین لیتے ہین۔ گرو دیو کی کرپا سے ملتی ہو تو سنگہ اور سیوا کرنیکی بہاؤنا ہے اور جین دہرم کا پرچار کرنیکی بہاؤنا ہے موجودہ زمانہ مین لوگون نے جین مت کر دیا۔ دہرم نہین رکہا۔ خادم ارجن لعل۔

دلوش جینی بہائیون! سیٹھی جی کے اونچے وچاران دونون پترون سے ظاہر ہو رہے ہین۔ انکے دلمین سماجک پریم اور راجیہ بہکتی نے کسقدر گہر بنا رکہا ہے دسیان کو یہ پتر بہت اچہی طرح سے بتلا رہے ہین سیٹھی جی جب سماج کے اندر کام کر رہے تہے تب بہی انکو سماج سے سچا اور قابل قدر پریم تہا اور اب مصیبت کے زمانہ مین بہی سماج کی خیر خواہی کا دم بہر رہے ہین سیٹھی جی کی نصیحت کہ جینیونکو بہی ایک دستہ بنانا چاہیے۔ اور میدان جنگ مین جاکر گہائلیون کی سیوا کرنی چاہیے۔ قابل غور ہے۔ اگر آج سیٹھی جی جیسا سور بیر سماج کے اندر رہ کر پہونکتا ہر ایک شخص یہ کام نہین لیکن سیٹھی جی اس کام کو بہت اچہی طرح سے کر سکتے تہے سیٹھی جی نے اپنی چٹھی مین جین پنڈتون کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لوگون کو میدان جنگ میں جانے کیلئے تیار کر دے۔ پنڈت لوگ بہلا ایسا کاہے کو کرتے ہین۔ اور اگر وے چاہین بہی تو انکی سننے والا کون ہے۔ ایسی باتون کے اوپر تو کسی کسی کا ہی بہاؤ پڑا کرتا ہے لیکن پہر بہی سماج کو آپکی نصیحت پر غور کرنا چاہیے۔ دوسرے چٹھی مین بیاہ شادی اور کہان پان کی جو تدبیر بتلائی گئی ہے اسکی ضرورت تو زمانہ خود بتلا رہا ہے اور کہہ بہی ہزار و لاکہ رہے ہین۔ لیکن جب کوئی عمل کرنے لگ جائے تب ہم مانینگے کہ ہان یہ دروازہ کہلا۔ خیر مطلب یہ ہے کہ اب سماج کو سیٹھی جی کی از حد ضرورت ہے۔ بلا سیٹھی جی کے سماج بالکل نکمی ہو رہی ہے لہذا سماج کو کوشش کرنا چاہیے کہ جس سے سیٹھی جی جلد جیلخانہ سے نکل کر کے

سمپادک جی۔ جاتی ہت اور راجیہ بھکتی کی دیہ بھاؤنا سے پریرت ہو کر پتر چھپوانے سے ہی بلکہ بھیجا ہے کیا کرون اجازت نہین لکھنے کی
کرپیا آپ پتر مین پرکاشت کیجیے۔ سیوک راجن لعل سیٹھی۔

اردو خلاصہ۔ پیارے بھائیون! ہندوستان کی تقریبا سب جاتیون کے لائق بیٹون نے ہندوستان کو اُبہارنے والی سرکار انگریز کے واسطے میدان جنگ مین جاکر اپنے پرانون کی قربانی کی ہے۔ اور کر رہے ہین۔ سینکڑون فوج مین بھرتی ہو کر دیش بھکتی اور راج بھگتی کا ثبوت دیتے ہین لیکن جینیون نے اپنی سرکار کی اس سخت مصیبت مین کچھ بھی مدد یا خدمت نہین کی۔ ہمارا بھی فرض ہے کہ شاہی ہستی کے لئے خود کو قربان کرین۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہمیشہ کیلئے ہندوستان کی تواریخ مین جینیون پر احسان فراموشی اور بزدلی کا دھبہ لگا رہیگا۔
کشتری کل شری مہا بیر کے پوجنے والون غور کرو۔

لہذا جینی استری پرشون کا ایک گروہ والنٹیرز کا بنانا چاہئے جو میدان جنگ مین جاکر زخمیون کی خدمت کرے اُم پدلیش دیکر شانتی دلاوے اور اُنکے فرض پر اُنکو قایم کراوے۔ یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ ایک نیتھہ ہو کاج مین جینیون کو دیگر ملکی بھائیون سے پیچھے نہ رہنا چاہئے۔ اس گروہ کا سفر خرچ وغیرہ قوم کے چندے سے ہونا چاہئے۔ دسلاکشن پرب مین پنڈت لوگون کا فرض ہے کہ لوگون کو اُپدیش دیکر نیم دلاوین اور فہرست سرکار کو پیش کرین۔ اُس گروہ مین تیاگی مرد عورت۔ برہمچاری لوگ۔ روحانی تجربہ کار۔ اور گیانی زیادہ ہونے چاہئین لیڈرون کو کوشش کر موقعہ نہ چوکو۔ (نوٹ) اگر کر پاسے جو مجھے رہائی ملے تو ایسے مہابیر سیوک سنگہ کی خدمت کے واسطے کچھ زمانہ تک رہنا سا ہی بھاونا ہے۔
ایڈیٹر صاحب! قوم کی بہبودی اور راجیہ بھکتی کی از حد بھاؤنا سے یہ کارڈ کسی نہ کسی طریقہ سے لکھ بھیجا ہے۔ کیا کرون لکھنے کی اجازت نہین مہربانی فرماکر آپ اپنے اخبار مین شایع کر دیجئے۔ خادم راجن لعل سیٹھی۔

پنچایت کے نام چٹھی۔ اسمین بھی وہے دوہے ہین کہ جو اوپر شایع ہوئے ہین

گرودیو کی پرنا سے مین اُنتی کا اُپائے جین بندہون کے وچار نارتھہ اُوم ویوہار مین لانے کے لیے پرستت کرتا ہون۔
پورباچاریون نے گرامون کے گام نیکانت جین دہرمی بنائے تھے جنمین سب ورن اور بیفہ کے لوگ تھے۔ اُنکو پرسپر مین سدہرمی سنگہ بنا کر دہارمک تہا لوکک بیوہار کرنے کی آگیا دی گئی تھی وہی جاتیان ہو گئین۔ کہنڈیلوال۔ اگروال۔ اوسوال۔ آدی جاتیون کے اتہاس اور گوترون کے نام سے یہ سپشٹ ہے۔ جینارش شاسترون تہا سوترون مین جاتی بھید بیوستہا کا نام تک نہین ہے۔ اتہ سرب جین جاتیون کو پرسپر مین روٹی بیٹی بیوہار کر کے تعلیم اور دہرمیک کی بردہی کرنا چاہیے۔ تد اُپرانت یہ بھی وچارنیہ ہے کہ جو سادہارن گن کرم سوبھاؤ والے عرصہ تک بیاہ کر کے آپس مین ہی بواہ کرتے ہین اُنکی سنتان مین سنے سنے پو ہنیون کے شاریرک اوم مانسک دوش بڑھ جاتے ہین۔ جس سے اوچھ گنون کا بھی ہراس ہو جاتا ہے اور وہ جن سنگہیا انت مین اپنے اوچھ گن کرم سوبھاؤ سے چیت ہو کر ادھوگتی اور ششٹتو کو پہونچ جاتا ہے۔ تہا اپنے اوچھ گن کرمون اور آستون کے رکشا بھی جینیون کی سرب جاتیون مین روٹی بیٹی بیوہار ہونا آوشیک ہے۔ اس سے سینکڑون کنوارے ہتیارے رہنے سے بچ جائینگے اور جین دہرم کی بردھی ہوگی کئی جاتیان پست اور مرت پرایہ ہونے سے بچینگی۔ یہتہ بہت گن کرم سوبھاؤ والی جین جاتیان پرسپر مین بیوہار نہ کرنے سے شودر تیز ہین ہو گئین۔ چاہتا اور دریہ جاتا رہا۔ نغمہ یہ سوار تہہ بڑھ گیا۔ اندر تہہ اب کوری باتون کے بتناؤن سے کام نہ چلیگا۔ کرپا دوا اگر کرما و بہت

کہولو۔ دیو بند مین جینیون کا پرچم جیسے سورج یہان سدا نیچو ہے برلجتا ہے۔ جاتی کو جگاؤ۔ یہ پترز یادہ دہرم وہت چورو پائے سے لکہا گیا۔ اور پچہا ہے ایک وچار کر یا دوار اکرنے کے چت مین لہرین لیتے ہین۔ گرودیو کی کرپا سے شکتی ہو تو ٹہیک سا سیوا کرنے کی بہاؤنا ہے۔ اور جینی دہرم کا اُنکا نت سروپ پرگٹ کرنیکی بہاؤنا ہے۔ برتمان مین لوگون نے جین مت کر دیا۔ دہرم نہین رکہا۔ سیوک رجن لعل۔

اردو خلاصہ۔ گرودیو کی تحریک سے جینیون کی ترقی کی تدبیر جین بہائیون کی توجہ کیلئے اور عمل مین لانے کیلئے پیش کرتا ہون۔ پہلے آچاریون نے کالوگ کو جینی بنائے تھے جنمین سب ورن اور پیشہ کے لوگ تھے۔ اُنکو آپسمین دہرم اپنا کر دینی اور دنیاوی کام کرنیکی اجازت دی گئی۔ پہر پیچہے جاتیان بن گئی۔ کہنڈیلوال، اگروال، اوسوال وغیرہ جاتیون کی تواریخ اور گوتون کے نامون سے یہ ظاہر ہے۔ آچاریون کے بنے ہوئے شاسترون اور سوترون مین جاتی بہید کا نام تک نہین پایا جاتا۔ لہذا کل جین جاتیون کو آپسمین روٹی بیٹی ایک کر کے پریم اور سچائی کی ترقی کرنا چاہئے۔ بعد ازان یہ بہی قابل غور ہے کہ جو برابر گن۔ کرم سوبہاؤ والے شخص محدود دائرہ مین ہو کر صرف آپس مین ہی بواہ شادی کرتے ہین اُنکی اولاد مین آہستہ آہستہ بزرگون کے جسمانی اور روحانی عیب بڑہ جاتے ہین جس سے اونچے گنون کا ہی خاتمہ ہو جاتا ہے اور وہ گروہ آخیر مین اپنے اونچے گن۔ کرم۔ سوبہاؤ سے گر کر بُری حالت اور گم نامی کو پہونچ جاتا ہے۔ لہذا اپنے اونچے گن کرمون اور ہستی کی حفاظت کے لئے ہی جینیونکی کل جاتیون مین روٹی بیٹی کا ایک ہو جانا ضروری ہے۔ اس سے صد ہا کنوارے بیچارے بیکار نہ مرینگے۔ اور جین کل کی بہبوداری ہوگی بہت سی جاتیان گم ہونے اور مٹنے کے قریب ہو نیسے بچینگی۔ جدا جدا گن کرم سوبہاؤ والی جین جاتیان باہمی تعلق نہ کرنیسے اپنا کل جلال کہو بیٹہی کسترون کی سا بل جاتا رہا قابل نفرت خود غرضی بڑہ گئی۔ لہذا اب کوری باتون کے بنانے والے لیڈرون سے کام نہ چلیگا عمل کے ذریعہ سے کرو کہلاکر راستہ کہولو۔ دیو بند مین جینیون کا تیز خواہ سورج یہان ہمیشہ پرکاش کے لئے رہتا ہے۔ جاتی کو جگاؤ۔ یہ پتر کسی نہ کسی طرح سے لکہا گیا ہے۔ بہت سے خیالات عمل کے ذریعہ پورا ہونے کی دلمین لہرین لیتے ہین۔ گرودیو کی کرپا سے ملتی ہو تو شکسہا اور سیوا کرنیکی بہاؤنا ہے اور جینی دہرم کا پرچار کرنیکی بہاؤنا ہے موجودہ زمانہ مین لوگون نے جین مت کر دیا۔ دہرم نہین رکہا۔ خادم ارجن لعل۔

وا قفیت جینی بہائیون اسیٹہی جی کے اونچے وچاران دونون پترون سے ظاہر ہو رہے ہین۔ اُنکے دلمین سا ماجک پریم اور راجیہ بہکتی نے کسقدر گہر بنا رکہا ہے اس بات کو یہ بہت اچہی طرح سے بتلا رہے ہین سیٹہی جی جب سماج کے اندر کام کر رہے تہے تب بہی اُنکو سماج سے سچا اور قابل قدر پریم تہا اور اب مصیبت کے زمانہ مین بہی سماج کی خیر خواہی کا دم بہر رہے ہین سیٹہی جی کی نصیحت کہ جینیونکو بہی ایک دستہ بنانا چاہئے۔ اور میدان جنگ مین جاکر گہایلون کی سیوا کرنی چاہئے۔ قابل غور ہے۔ اگر آج سیٹہی جی جیسا سور بیر سماج کے اندر روح پہونکنا ہر ایک شخص کا کام نہین لیکن سیٹہی جی اس کام کو بہت اچہی طرح سے کرسکتے تہے سیٹہی جی نے اپنی چٹہی مین جن پنڈتون کی طرف اشارہ کیا ہے کہ لوگون کو میدان جنگ مین جانے کیلئے تیار کر دے پنڈت لوگ بہلا ایسا کاہے کو کرتے ہین۔ اور اگر وے چاہین بہی تو اُنکی سننے والا کون ہے۔ ایسی باتون کے اوپر کسی کسی کا یہ بہاؤ پڑا کرتا ہے لیکن پہر بہی سماج کو اُنکی نصیحت پر غور کرنا چاہئے۔ دوسرے چٹہی مین بواہ شادی اور کہان پان کی جو تدبیر بتلائی گئی ہے اسکی ضرورت تو زمانہ خود بتلا رہا ہے اور کہتی ہی ہزارون نے ہے ہین۔ لیکن جب کوئی عمل کرنے لگ جائے تب ہم مانینگے کہ ہان یہ دروازہ کہلا۔ خیر مطلب یہ ہے کہ اب سماج کو سیٹہی جی کی انتہا ضرورت ہے۔ بلا سیٹہی جی کے سماج بالکل نکمی ہو رہی ہے لہذا سماج کو کوشش کرنا چاہئے کہ جس سے سیٹہی جی جلد چہٹکارا حاصل کرکے

سبہا دک جی۔ جاتی ہت اور راجیہ بہکتی کی اوسیہ بہاؤ ناسے بیوہار ہو رہا ہے سے ہی بلکہ سمجہا ہے۔ کیا کرون اجازت نہین لکہنے کی
کرپیا آپ پتر مین پرکاشت کیجیے۔ سیوک لاجپت لعل سیٹہی۔

اردو خلاصہ۔ پیارے بہائیون! ہندوستان کی تقریبا سب جاتیون کے لائق بیٹون نے ہندوستان کو پیار نے والی سرکار انگریز کے واسطے میدان جنگ مین جا کر اپنے پرانون کی قربانی کی ہے۔ اور کر رہے ہین سینکڑون فوج مین بہرتی ہو کر دیش بہکتی اور راج بہکتی کا ثبوت دیتے ہین۔ لیکن جینیون نے اپنی سرکار کی اس سخت مصیبت مین کچہ بہی مدد یا خدمت نہین کی۔ ہمارا بہی فرض ہے کہ شاہی ہستی کے لیے خود کو قربان کرین۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہمیشہ کیلیے ہندوستان کی تواریخ مین جینیون پر احسان فراموشی اور بزدلی کا دہبہ لگا رہیگا۔
کنستری کل شری مہا بیر کے پوجنے والون غور کرو۔

لہذا جینی استری پرشون کا ایک گروہ والنیٹرز کا بنانا چاہیے جو میدان جنگ مین جا کر زخمیون کی خدمت کرے اور پردیش دیکر شانتی دلاوے اور انکے فرض پیار انکو قایم کراوے۔ یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ ایک نتیجہ یہ کہ آج ہین جینیون کو دیگر ملکی بہائیون سے پیچہے نہ رہنا چاہیے۔ اس گروہ کا سفر خرچ وغیرہ قوم کے چندے سے ہونا چاہیے۔ دسلاکشن پرب مین پنڈت لوگون کا فرض ہے کہ لوگون کو اپدیش دیکر نیم دلاوین اور فہرست سرکار کو پیش کرین۔ اس گروہ مین تیاگی مرد عورت۔ برہمچاری لوگ۔ روحانی تجربہ کار۔ اور گیانی زیادہ ہونے چاہئین لیڈرون کوشش کرو موقعہ نہ چہوڑو۔ (نوٹ) اگر دکرپا سے جو مجہے رہائی ملے تو ایسے مہا بیر سیوک سنگ کی خدمت کے واسطے کچہ زمانہ تک رہون۔ ایسی بہاونا ہے۔
اڈیٹر صاحب! قوم کی بہبودی اور راجیہ بہکتی کی از حد بہاؤ نا سے یہ کارڈ کسی نہ کسی طریقہ سے لکہہ بہیجا ہے۔ کیا کرون لکہنے کی اجازت نہین مہربانی فرما کر آپ اپنے اخبار مین شایع کر دیجیے۔ خادم لاجپت لعل سیٹہی۔

پنچایت کے نام چٹھی۔ اسمین بہی دو ہے وین کہ جو اوپر شایعہ ہوئے ہین

گرودیو کی کرپا سے جین مُنی کا اُپائے جین بندہُون کے وچار نارتہ ایوم ویوہار مین لانے کے لیے پرستت کرتا ہون۔
پوربا چاریون نے گرامون کے گوت ہانیکانت جین دہرمی بنائے تہے جنہین سب ورن اور ویشیہ کے لوگ تہے۔ انکو پرسپر مین سدہرمی سنگہ بنا کر دار یک تہا لوک بیوہار کرنے کی آگیا دی گئی تہی جاتیان ہوگئین۔ کہنڈیلوال۔ اگروال۔ اوسوال۔ آدی جاتیون کے اتہاس اور گوترون کے نام سے یہ سپشٹ ہے جینیدرش شاسترون تہا سوترون مین جاتی بہید یوستہا کا نام تک نہین ہے۔ اتہ سرب جین جاتیون کو پرسپر مین روٹی بیٹی بیوہار کرکے تعلیم اور سمیک کی ورِدہی کرنا چاہیے۔ تدُپرانت یہ بہی وچار نے ہے کہ جو ساتن گن کرم سوبہاؤ والے دہرمی سیا بیدہ کر کے آپس مین ہی بیواہ لگن کرتے ہین انکی سنتان مین سے پوربجون کے شاریرک ایوم مانسک دوش بڑہ جاتے ہین۔ جس سے اوچہ گنون کا بہی ہراس ہو جاتا ہے اور وہ جن انت مین اپنے اوچہ گن کرم سوبہاؤ سے پتت ہو کر ادہوگتی اور شونیتو کو پہونچ جاتا ہے۔ اتہ اپنے ادہ گن کرمون اور استون کے رکشہ ہیتو جینیون کی سرب جاتیون مین روٹی بیٹی بیوہار ہونا آوشیک ہے۔ اس سے سینکڑون کنوارے ہتیارے رکہنہ مرینگے اور جین بنس کی بردہی ہوگی کئی جاتیان پست اور مرت پرایہ ہونے سے بچینگی۔ یہ بہت گن کرم سوبہاؤ والی جین جاتیان پرسپر مین بیوہار نہ کرنے سے شودر تیز ہین ہوگئین۔ چہاتر اور دار یہ جا تار ہا۔ نند یہ سوار تہ بڑہ گیا۔ اتہ اب کوری باتون کے جہگڑون سے کام نہ چلیگا کیا دوا اگر کیا ودستہ

جانوروں تک کو جنکی خوراک ہی مانس ہے ۔ اور سور کتا وغیرہ گندگی کھانے والے ناپاک جانوروں تک کو اپنی سبھا مین جگہ دین اور انکو بھی وہی اپدیش سنا دین جو پوتر منیوں کو سنایا جاتا ہے اور ہم اسکے خلاف یہ کوشش کرین اور ساتھ بیڑا اٹھا دین کہ فلان فلان ذات یا گروہ کو دہرم سادہن کا ادہکار نہین ہے ۔ اگر یہ رات دن کا فرق نہین ہے تو اور کیا ہے اگر اسکو ہم کال کی مہانتا کہا جائے تو اور کیا کہا جا سکتا ہے

سیٹھی ارجن لال جی کے دو پتر

۱۰ اکتوبر سنہ ۱۹۳۵ء کی ڈاک سے ہمارے پاس دو پوسٹ کارڈ آئے ہین ۔ جنپر جے پور سیٹی کی موہر لگی ہے ۔ یہ دونوں پتر سیٹھی ارجن لعل جی کے نام سے آئے ہین ۔ ایک پتر خاص ہمارے نام ہے ۔ دوسرا پتر جین پنچایت کے نام ہے جو ہماری معرفت آیا ہے ان دونوں پتروں مین جو مضمون درج ہے وہ کسی خاص کیلئے ہی نہین بلکہ کل جین سماج کے لئے ہتکاری ہے ۔ اسلئے ہم ان دونوں پتروں کو جوں کا توں شایع کرتے ہین ۔ چونکہ پتروں کی بہاشا مشکل ہے ۔ اسلئے نیچے اردو ترجمہ کر دیا گیا ہے ۔ یقین ہے کہ ہمارے بہائی ان سے لابھ اٹھایا کرینگے اور سیٹھی جی کے اونچے خیالات کا اندازہ لگا سکینگے ۔ "پردیپ"

(۱) جے پور کارا باس سے سیٹھی ارجن لال کے دوہا ۔ اشٹ دیو شری پارشو کو ۔ بندون بار مبار ۔ وگہن ہرن منگل کرن ۔ سدہ ردہ داتار ۔ پتر لکہون شری سنگہ کو سونے مین نت بہال ۔ (۲) لوک مانیہ مانو تلک جینی ہون بل بیر ۔ راجہ بہکت نشکام اور مہودار گمبہیر ۔ (۳) ہو دیا لکشمی یکت ہون جین بنس ابہی جات ۔ کرون پرارتہنا پارشو سے مین سیوک دن رات ۔ (۴) جین جاتی مان کا تنے کشٹ کرادن دوش ۔ وگہن تاپ ماتا ہر و آشو شانتی سکہ پوش (۵) جین دہرم کی سرن مے بیٹھون جین سماج ۔ کرون پرگٹ پرستاو اک اجیہ بہکتی کے کاج (۶) مہا پرب پریوشن مین جین بندھو ابکتر ۔ شدہ بہاؤ و اتسلیہ سے پڑہو پڑہاؤ پتر ۔

پریہ باندھوو ! بہارت کی پرایہ سب جاتیون کے سپوتوں نے ہمارتو دہارک سرکار انگریز کے لئے سمرانگن مین جاکر اپنے پرانون کی آہتی کی ہے ۔ اور کر رہے ہین سینکڑون سینا مین بہرتی ہوکر دیس بہکتی اور راجیہ بہکتی کا پرچے دیتے ہین ۔ پرنتو جینون نے اپنی سرکار کی اس گہور آپتی مین کچھ بھی سہایتا سیوا نہ کی ۔ ہمارا یہی کرتویہ ہے کہ شاسک ستا کے لئے اپنے کو سمرپن کرین ۔ یدی ایسا نہ ہوا تو چرکال کیلئے بہارت کے اتہاس مین جینون پر کرتگہنتا اور کایرتا کا کلنک بنا رہیگا ۔ بہاتر نسی مہابیر کے انیاسکو وچار نہ ۔

"सभा वित कब चाकी ीत मरराद गाजर च्यत"

راجپوتانہ جین استری پرشون کا ایک دل ایسا سوسم سیوکون کا بنانا چاہئے جو سمر استہان مین جاکر گہایلون کی سیوا شسروشا کرے ۔ آپ دہرتی سے سہاتوتا دے ۔ اور کرتویہ پراستہی کرنی کرادے ۔ یہ پرم پونیہ کا کاریہ ہے ۔ ایک نتھہ دو کاج ہین ۔ جینون کو انیہ دیسی بہائیون سے پیچھے نہ رہنا چاہئے ۔ اس سنگہ کا خرچا جاتی کے چندے سے ہونا چاہئے ۔ پریوشن پرب مین پنڈتون کا کرتویہ ہے کہ لوگون کو اپدیش دیکر پریرنا دلا دین اور فہرست سرکار کو پیش کرین ۔ اس سنگہ مین تیاگی استری پرش ۔ برہمچاری لوگ آتم انوبہوی گیانی اور کہ ہونے چاہئیین ۔ نیتا و اگیوک کرو موقعہ مجھکو (نوٹ) گرد کر پاسے جو مجھے بکتی ملے تو ایسے مہابیر سیوک سنگہ کی پرچار میٹنگ کا رہون ۔ ایسی بہاونا ہے ۔

یا حیوان، سورگ کا دیو ہو یا نارکی، چانڈال ہو یا برہمن، امیر ہو یا غریب، پاپی ہو یا دھرماتما سب کے ہی واسطے ہے کالکر ونجنی
مین للکار کی کوشش کی ہے جیسے سورج کی دھوپ گندگی کوڑی پر بھی پڑتی ہے اور گلاب کے خوشبودار پھولوں پر بھی اسی طرح بھگوان
مہاویر کا سندیش سب کے واسطے ہے نہ کسی ایک فرقہ یا ذات کیلئے اسواسطے جو کوئی شخص جین دھرم کو کسی خاص فرقہ کی میراث بتاتا ہے
وہ مہاویر بھگوان کی منشا کے خلاف کرتا ہے اور دیا دھرم کا ستیاناس کرتا ہے۔

پونا کے رہنے والے ہندوستان کے مشہور لیڈر بال گنگا دھر تلک کے پرانے مضمون کو پڑھو اور معلوم کرو کہ ہندوستان میں ایک وہ وقت آ چکا ہے
جبکہ گھر گھر جیو ہنسا ہوتی تھی۔ مندروں میں جانوروں کی قربانی کیجاتی تھی اور زندہ جانور ہون میں پھونک دئیے جاتے تھے۔ اور ان بے زبان جانوروں
کے ساتھ یہ ایسا بے رحمی کا سلوک صرف اسی وجہ سے ہوتا تھا کہ انکو اپنے سے کمتر مان لیا تھا لیکن آخر کار پاپ کی ناؤ ڈوبی اور ان بیچارے
دربل جانوروں کو بچانے کے واسطے شری مہاویر سوامی کا جنم ہوا جنکے دھرم اپدیش نے جنگلی درندوں نے جنگلی شیر جیسی گرجنا نے دنیا کے لوگوں کو
جتا دیا کہ سب جیو ایک ہیں۔ دھرم کے لحاظ سے کوئی چھوٹا بڑا نہیں۔ انسان میں بھی وہی پاک روح ہے جو ایک کیڑے میں ہے۔ برہمن کی
آتما کا بھی وہی پوتر جوہر ہے جو ایک چانڈال کی آتما کا ہے۔ اپنے ہی نیک و بد افعال سے یہ جیو کبھی براہمن اور کبھی چانڈال کبھی انسان
اور کبھی حیوان ہوتا رہتا ہے اسواسطے کوئی جیو کسی بھی جیو کو غیر نہ سمجھے بلکہ ہر ایک شخص کو واجب ہے کہ وہ سنسار کے ہر ایک جیو کو اپنا
جیسا جانے اور اپنا بھائی مانے۔ بھگوان کے اس پوتر اپدیش سے ستیہ دھرم کی اس نئی روشنی سے لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ انہوں نے دیا
دھرم کے اصول کو جانا۔ جیو کو جیو پہچانا۔ گھمنڈ اور سرکشی کو دور کیا۔ اور اپنے پچھلے افعال پر پشچاتاپ کرتے ہوئے قربانی کے طریقہ کو دور کیا
اور اہنسا دھرم کو گرہن کیا۔ یہ اسی اپدیش کا پرتاپ ہے کہ اب تک ہندوستان میں وشنو آدک کئی دھرموں کے لوگ ہنسا کو
پاپ سمجھتے ہیں اور قربانی کرنے سے باز آ گئے ہیں۔

بھائیو گھمنڈ کرنا برا ہوتا ہے گھمنڈ کا سر ہمیشہ نیچا ہوتا ہے۔ اور پھر گھمنڈ بھی ہم کس برتے پر کریں ہم ہیں ہی کیا چیز جو اپنے کو اونچا
سمجھیں اور دوسروں کو نیچا مانیں؟ ہماری یہ حالت ہے کہ ایک دن کھانے کو نہ ملے تو چھکا سا منہ نکل آوے۔ اور کسی وقت میں ایک وہ
بھی تھے جو مہینوں کے واسطے ان جل کا تیاگ کر کے آتما کے دھیان میں لگ جاتے تھے اور ویسے کے ویسے اٹل بنے رہتے تھے لیکن آج جبکہ
ہم ناچیز تو ابھیمان کریں دھرم کے موروثی حقدار بنیں اور اکڑ کر بیٹھیں اور ان تپسیوں پرشوں کے پاس ابھیمان پھٹکنے بھی نہ پاوے
وہ تو ہر ایک جیو کو ایسا ہی سمجھیں جیسا کہ اپنے جیو کو اور ہم شیخی کے مارے جامے سے ایسے باہر ہو جاویں کہ ہر ایک جیو تو کیا انسان کو بھی حقیر
سمجھنے لگیں اور دھرم سیوا سے محروم کرنے لگیں اور خود ہم جو پاپ تین جھوٹھ بولتے ہیں دغا فریب سے کام لیتے ہیں اور پانچ انوبرت بھی
نہیں پال سکتے اور خود کو پوتر سمجھیں اور دوسروں کو اپوتر قرار دینے کا فتویٰ لگا دیں اور مہابرتوں کے پالنے والے ۲۸ مول گنوں کو جتنے والے
اور ۲۲ پریشہ کی اندرونی اور بیرونی پرگرہوں کو تیاگنے والے منی چانڈالوں تک کو دھرم کا اپدیش سنا دیں اور بارہ چوڑے پھیلے
کوڑھیوں تک کو سراوک کے برت گرہن کرا دیں جنہوں نے زمین آسمان کا فرق نہیں گوارا کیا ہے تین لوک کے ناتھ شری تیرتھنکر بھگوان کو کیول
گیان پراپت ہونے پر بھی گاؤں در گاؤں دھرم کا اپدیش دیتے پھرتے ہیں۔ بھولوں بھٹکوں کو راہ بتاتے ہیں اور شیر چیتا وغیرہ ایسے درندہ

شدھ بدھ پرماتما بننے کی شکتی رکھتا ہے۔ چنانچہ بہت سی نیچ سے نیچ آتمائین ترقی کرکے پرماتما بن گئی ہین اور بنتی رہتی ہین۔ اسی ہی ایک
مسئلہ کی وجہ سے جین دہرم کو دیگر دہرمون پر فوقیت ہے اور اسی ہی ایک وجہ سے یہ جین دہرم پتت پاون یعنی نیچ کو پوتر کرنیوالا
اور دین بندہو یعنی کمزور کا مددگار ہے۔ دنیا کے سب ہی پرانی کرمون کی بیڑی پہن کر اس سنسار روپی قیدخانہ مین بند پڑے ہین اور
جس طرح قیدخانہ کا قیدی کبھی ایک کوٹھری مین اور کبھی دوسری مین بند کیا جاتا ہے اسی طرح یہ بھی سنسار کی ۸۴ لاکھ یونیون مین پہرائے
جاتے ہین۔ جین دہرم کے اصول کے بموجب ہر ایک جیو تین لوک کا ناتھ بننے کی شکتی رکھتا ہے۔ اپنے اصلی سوبہاو کے بموجب پرم گیان
کا دھاری اور پرم آنند کا بھوگنے والا ہے لیکن کرمون کے پھندے مین پھنسکر اسکی یہ درگتی ہو رہی ہے جو بیان سے باہر ہے گیان تو
اسکا اتنا رہ گیا ہے کہ ہمیشہ پیچھے کی بھی چیز نظر نہین آتی ہے اور سکھ اسکا اتنا گھٹ گیا ہے کہ ہر وقت فکر مین ہی گذرتی ہے۔ تنہا نیچ
اوستہا ہونے پر بھی اگر کوئی شخص اس بات کا گھمنڈ کرے کہ مین راجا ہون دیگر لوگ میری پرجا ہین مین امیر ہون دیگر غریب ہین یا مین اونچی
جاتی کا ہون اور دوسرے نیچ جاتی کے ہین تو کتنے افسوس کی بات ہے۔ قیدخانے کے چند قیدیون مین اگر ایک قیدی اس بات کی شیخی مارے کہ مجھے
روٹی پکانے کا اتم کام سپرد ہوا ہے اور تمکو چکی پیسنے کا نیچ کام تو کیا اس قیدی کی عقل پر ہنسی نہین آئیگی۔ اسی ہی طرح جو لوگ اونچ
جاتی کا دعوی کرتے ہین اور دوسرون کو نیچ بتاتے ہین انکو بھی شرم آنی چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ جبتک کرمون کا بندھن اور سنسار
کا قیدخانہ ہے تب تک ہم سب ہی نیچ اوستہا مین ہین جس سے چھٹکارا پانے اور اونچ بننے کے واسطے جین دہرم کی شرن لینے کی ضرورت
ہے۔ گرے ہوؤن کو اوپر اٹھانے، ڈوبے ہوؤن کو باہر نکالنے، نیچے پڑے ہوؤن کو اٹھانے اور سنسار کی قید سے چھڑا کر درگتی سے
بچانے کا ذریعہ ایک جین دہرم ہی ہے۔ جین دہرم کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ گھٹیا کو بڑھیا بنا دے۔ نیچ کو اونچ کرے اور چانڈال
سے پوجیہ بنا دے یہانتک کہ گندگی کے ایک چھوٹے سے کیڑے کو پرماتما کے درجہ تک پہونچا دے۔ اسواسطے جو لوگ جین دہرم مین اونچ
نیچ جاتی کا جھگڑا لگاتے ہین اور دہنی ترقی کیلئے کسی کو مستحق اور کسی کو غیر مستحق ٹھیراتے ہین وہ جین دہرم کی عظمت کو بگاڑتے ہین
اور اپنے متون کے موافق اسکو بھی ایک دنیاوی دہرم بناتے ہین۔ وستو کے اصلی سوبہاو کو بتانے والا سنسار کے جیو کے کھوٹ
کو نکال کر اسکو شدھ اور پوتر بننے کا راستہ بتانیوالا۔ اور درگتی سے نکال کر سوگتی مین پہنچانیوالا ایک جین دہرم ہی ہے اسواسطے
جین دہرم مین کسی کو یہ اختیار نہین ہے کہ وہ کسی جیو کو ترقی کرنے سے روکے اسکے دہرم سادہن مین مانع ہو اور اسکو درگتی
ہی مین پڑا رہنے کے لئے مجبور کرے۔ جین دہرم کے اصول کے بموجب یہ جیو کسی دیوی دیوتا یا کسی پرمیشور یا خالق کے
احکام یا خواہش کے بموجب اونچ نیچ نہین بنایا گیا ہے کہ جس سے اسکو اپنی حالت کی تبدیلی کا اختیار نہو بلکہ ہر ایک جیو خود اپنی
قسمت کے بنانے بگاڑنے والا ہے اور خود ہی ترقی تنزلی کرنیوالا ہے اسواسطے کسی کو کوئی استحقاق نہین ہے کہ اسکی ترقی مین رکاوٹ پیدا
کرے اور اسکے دہرم سادہن مین خاردار کانٹے بچھائے۔

بھگوان مہابیر تنگ خیال نہین تھے انہون نے اپنے گیان کی روشنی کو اور کلیان کے مارگ کو انسانون کے کسی ایک فرقہ یا صرف انسانون
تک ہی محدود نہین رکھا بلکہ سنسار کے ہر ایک جیو کے واسطے اپنے گیان کی روشنی کو پھیلا کر ترقی کا راستہ دکھا دیا ہے اور کوئی انسان یا

دھرم کرم کی آزادی مل گئی تو فرق کس بات کا رہیگا۔ ہم اور وہ پھر ایک سے ہی ہو جاوینگے۔ کیا اسی کا نام دھرم ہے۔
سوم یہ کہ ہندو مسلمان۔ عیسائی۔ سکھ۔ اور آریہ و دیگر اور مذاہب نے اپنی تعلیم کے ذریعہ سے چھوٹی ذاتوں کو اٹھا کر اپنی برابر کا بھائی بنا لیا ہے جب اس زمانہ میں سینکڑوں جاتیاں چھوٹے سے بڑی بن چکی ہیں۔ یا بن رہی ہیں۔ تو یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سناتن اناد کال سے ابتک شودر ہی چلی آ رہی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب چھوٹی ذاتوں کو لیکر کمزور لوگوں کو اٹھانے والے نیتا (لیڈر) پیدا ہوئے یا خود وہ کمزور لوگ تکالیف پا پا کر ان سے رہائی حاصل کرنے کی غرض کو لیکر دوسروں کی شرن میں گئے۔ تو کیا آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پھر بھی وہ اپنی پہلی ہی حالت میں رہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے جتنا یہ خیال گرا ہوا ہے اس سے زیادہ گرا ہوا یہ کہ پچھلے جنگو بسیات کا وہ کر خیال آتا ہے اور افسوس ہوتا ہے کہ ایک تو ہمارے وہ پرم پوجیہ بزرگ مہاتما تھے کہ جنہوں نے چنڈالوں تک کی آتماؤں کو چھاتی سے لگا کر اسکو دھرم رس پلایا تھا۔ اور پوتر بنایا تھا۔ انھوں نے ان لوگوں تک سے بھی نفرت نہیں کی کہ جنکے بدن سے گو مُرد ٹپک رہا تھا۔ بدبو آ رہی تھی۔ مکھیاں بھن بھنا رہی تھیں اور وہ خود اپنے پر نفرت کر رہے تھے۔ بلکہ انکو بھی جین دھرم روپی امرت پلا کر آنند مئی بنا دیا تھا لیکن آج ہم انکے بھگت ان مہاتماؤں کے ماننے والے۔ ان کے مارگ پر چلنے کا دعویٰ کرنے والے بیچارے کمزور لوگوں پر ہی اپنے جوش کو اتار کر اپنے کو سب کچھ مان رہے ہیں۔ کیا بھگوان کا یہی اپدیش ہے کہ جو اپنے سے کمزور ہوں انکو نفرت کی نگاہ سے دیکھو۔ انکو اپنی کل شکتی لگا کر دبا دو۔ اگر بھائی لالہ صاحب یہی اپدیش آپ نے بھگوان کا قرار دے رکھا ہے تو اپنے دل کے اندر لئے بیٹھے رہو۔ اس تمہارے مانے ہوئے اپدیش کو دنیا ماننے والی نہیں ہے اس تنگ دائرہ پر بھگوان کی سناتن چلنے والی نہیں ہے جنکے ایسے چھوٹے اور تنگ خیال ہونگے وے ہرگز بھی اپنی ہستی کو قایم نہ رکھ سکینگے۔
چہارم یہ کہ بلوانوں کا اثر نربلوں پر بہت جلد اور زیادہ پڑا کرتا ہے۔ اگر آپ اس جین دھرم کو بھگوان کا کہا ہوا جین دھرم مانتے ہیں۔ تو اسکو سرب ویاپی بنائیے۔ یعنی تمام دنیا میں پھیلائیے دھارمک ٹریکٹ ہر ایک زبان میں شایع کرائیے جینی اور اجینی کل اخباروں میں جین دھرم کے مضامین نکلوائے اور بھگوان کے پوتر اپدیش کو پرچار کر کے بچے بچے کل چھوٹے بڑوں کے کانوں میں ڈلوائے تب کہیں دنیا وی جیووں کا کلیان ہوگا۔ اور سوارتھ کا ناس ہوگا۔ بھگوان کا اپدیش اپنے پیروں کے بل کھڑا ہونا سکھلاتا ہے۔ وہ کسی دوسرے کے سہارے چلانا نہیں چاہتا۔ وہ کہتا ہے کہ دوسروں کا سہارا مت تکو۔ تم خود قابل بنو۔ تم میں اننت شکتی موجود ہے۔ انسان سب برابر ہیں۔ ہر ایک جسم کے اندر ایک سی ہی شکتی ہے۔ پرماتما کی شکتی ظہور میں آئی ہوئی ہے۔ دوسرے آتما کی شکتی چھپی ہوئی ہے۔ اسکو ظہور میں لانیکی کوشش کرو۔ کیا راکھ تلے کی آگ آگ نہیں ہے۔ ہے اور ضرور ہے۔ لیکن اسکو نکالنے کی ضرورت ہے بھائی لوگو! اٹھو۔ دھرم کی روشنی کرو۔ زمانہ تمہارا ساتھ دیگا۔ بھگوان کے جھنڈے کو اٹھاؤ اسکے سایہ میں پرانی ماتر کو آنے دو کسی کو محروم مت رکھو۔ بھگوان پرانی ماتر کے خیر خواہ تھے۔ وہ اکیلے جینوں کے خیر خواہ نہیں تھے اس لئے ہر ایک پرانی کا جین دھرم پر اتنا ہی ادھیکار ہے کہ جتنا تم خود اپنا سمجھے بیٹھے ہو۔ اوم شانتی

(نوٹ) جین دھرم کی خاص زبردست تعلیم یہی ہے کہ ہر ایک جیو اور ہر ایک پرانی وہ اسوقت چاہے کیسی ہی گری ہوئی حالت میں ہے لیکن

دھرم سب کا ہے

(انقلاب سے مترجمہ رسول جین دہلی)

ایک مضمون لالہ متصدی لعل جی زمیندار ساکن سرپوڑہ کا جین گزٹ ہندی نمبر ۴۲ مورخہ ۱۸ اکتوبر سنہ ۳۸ء میں میری نظر سے گزرا مضمون کے تمام حصے شائع ہوا ہے جسکا یہ مقصد ہے کہ چھوٹی ذاتیں کبھی نہیں اُبھر سکیں۔ اُنکے واسطے شاستر میں ایسا ہی حکم ہے۔ کہ وہ بڑی ذاتوں کی ہمیشہ غلامی کریں۔ اُنمیں اس قسم کا گیان پیدا کرنا کہ وے اس غلامی کے کرم سے نجات حاصل کر سکیں جینندر بھگوان کی آگیا کا مٹانا ہے۔ اسکے متعلق سوال اُٹھتا ہے۔ کہ جین دھرم میں شدھ بدھ انادی مکت پرماتما کی ہستی سے قطعی انکار کیا ہے۔ اس مذہب کی زبردست تعلیم یہی ہے کہ پرانی ماتر ہی آتما میں شدھ بدھ ہونے کی شکتی رکھتا ہے۔ کوئی دوسری طاقت ایسی نہیں کہ جو اُس کی ترقی میں رکاوٹ پیدا کر سکے۔ یہ اپنی تقدیر کا بنانے والا خود ہے جیسی چاہے بنا سکتا ہے یہ سب اسکے اختیار میں ہے اس کی ترقی میں کوئی کیا حق رکھتا ہے کہ جو خار دار کانٹے بچھانے کو تیار ہو محض اس خیال سے کہ اگر چھوٹی ذاتیں ترقی کر گئیں تو ہماری خدمت کون کریگا یہ سب کچھ خود غرضی کا خیال ہے اس سے بڑھکر اور دوسرا گناہ کیا ہو سکتا ہے ایسے خیال کے کرنے والا خود اپنی آتما کو نیچے گرانے کو تیار ہوتا ہے۔

دوم یہ کہ ورن یا ذاتی کا دھرم سے کوئی تعلق نہیں۔ دھرم آتما کا نج سوبھاؤ ہے۔ دھرم کے سب جیو برابر حقدار ہیں۔ ورن یا ذات کوئی قدرتی بات نہیں ہے کہ جو تبدیل ہی نہ ہو سکے۔ یہہ تو سب کرم پر منحصر ہے آجتک نہ معلوم ورن اور ذاتوں میں کسقدر تبدیلیاں ہوئی ہونگی۔ شری بیر بھگوان سے لیکر اسوقت تک انمیں بڑا زبردست پریورتن ہو چکا ہے۔ بیر بھگوان کا تنگ خیال نہ تھا اُنہوں نے پشو پکشیوں تک کو دھرم کا امرت پلا کر انکی آتمک شکتی کا وکاش کیا تھا۔ اور اُنکو اُن ظالم انسانوں کی قربانیوں سے بچایا تھا جو دھرم کے نام پر انکو مار مار کر دیوتاؤں پر چڑھاتے تھے۔ یہ بیر بھگوان کا ہی مقولہ تھا کہ ہر ایک جیو کو اپنی زندگی اُتنی ہی پیاری ہے کہ جتنی تم سب کو۔ سب اپنی زندگی کو قایم رکھنا چاہتے ہیں۔ تم بھی یہ پسند نہیں کرتے کہ تمہاری زندگی کو تلخ کرنیکے سامان کوئی پیدا کرے۔ پھر تمکو کیا حق ہے کہ تم کسی غیر کی زندگی کو تلخ بنانے کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ اسلئے جیسا سلوک تم اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو۔ ویسا ہی تم دوسروں کے ساتھ کرو۔ بیر بھگوان کے اس اُپدیش کا اثر دنیا کے لوگوں پر آجتک موجود ہے۔ لہذا آپ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جنہوں نے جانوروں تک کو بے رحم انسانوں کے پھندے سے چھڑایا۔ اور اُنکی زندگی کو دنیا میں اسوقت تک قایم رہنے دیا کہ جبتک وہ خود جی سکیں۔ بھلا پھر اُنکی ایسی تعلیم کب ہو سکتی ہے کہ اپنے سوارتھ کی خاطر دوسروں کی ترقی کا گلا گھونٹ دو اور اُنکے اُبھرنے کے تمام ذرایع (جسقدر بھی تمہاری شکتی ہے اُسکا کام میں لاکر) دھرم کی آڑ لیکر منہدم کر دو اور یہ آواز بلند کر دو کہ دنیا میں نیچوں کو اپنی رکھشا کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور نہ وہ دھرم کا پالن کر کے اپنی روحانی ترقی کر سکتے ہیں اور نہ عمدہ کھانا کھا سکتے ہیں۔ اور نہ عمدہ لباس پہن سکتے ہیں یہ دنیا کی کل نعمتیں شدھ وروں کے لئے رچی ہیں۔ ہم ہی انسے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں اگر انکو

آتم وچار کی شکتی پڑکر چیت ہر وقت شانت رہتا ہے۔ جیسا کہ سادہو مہاتماؤن اور وچاروان و دہرماتما گرہستون کا رہتا ہے
غرض آپ نے وہ اُپدیش دیا کہ جس سے حاضرین کے دل پر کافی اثر پڑا۔ اور کیون نہ پڑے۔ آپ بال برہمچاری اور ایک سچے مہاتما
ہین۔ چنانچہ بہادون سدی ۷ کے دن شری تپسوی چھوٹے لال جی مہاراج کے ۱۰ دن پارنے کے بعد قابل تعریف دان پن ہوا
اور ودیا دان کا بھی خیال کیا گیا۔ جسکے لئے ایک اونچی پایہ کا سکول جاری کرنے کا وچار ہو رہا ہے۔ اسکے بعد آپ نے ساہو
جگمندر داس صاحب رئیس نجیب آباد کو مخاطب فرما کر فرمایا۔ جینیون مین سچا پریم نہین ہے جسکے بغیر بڑی بڑی خرابیان پیدا ہو رہی
ہین۔ جین سماج کی تعداد روز بروز گھٹتی جا رہی ہے۔ اب بجائے کروڑون کے لاکھون کی تعداد پر نوبت آگئی ہے۔ اب سب
دگمبریون۔ سوتامبریون۔ اور ساوہ مارگیون کو ملکر پریم سے کام کرنا چاہیئے۔ جس سے سماج کی ترقی ہو اور ودیا دہرم و چیچے
گیان کا پرکاش ہو۔ آپکی اس تقریر کا حاضرین جلسہ پر اچھا اثر پڑا۔ بہت سے بھائیون نے ہر ایک فرقہ کے جلسون مین
شامل ہونے کا پختہ ارادہ کیا۔ بعد اسکے ساہو صاحب نے کھڑے ہو کر ظاہر کیا کہ بلا شک پریم کے بغیر کوئی کام نہین ہو سکتا
آپنے سچے سکھ کا خلاصہ ظاہر کرتے ہوئے سوامی جی کے اُپکار سے پبلک کو امید دلائی کہ آیندہ بھی آپ اسطرح جین دہرم کی ترقی
پر ودیا کھیان دیتے رہینگے۔ پھر بابو دلیل سنگھ جی منتری نے حاضرین جلسہ کا اور ساہو صاحب کا سبھا کی طرف سے شکریہ ادا
کیا۔ اور سبھا بسرجن ہوئی۔ بشمبر دیال جین پہاڑی دہیرج دہلی۔

سیٹھی ارجن لعل جی بی اے کی رہائی کیلئے جلسہ

(مظفرنگر) ۵ اکتوبر کو دوپہر کے وقت منتریان رائے بہادر لالہ گھنڈی لال جی رئیس کی زیر پریذیڈنٹی ایک جلسہ ہوا لالہ بشمبر داس
جی کا گیہ۔ دہاکی جتر سین جی دلو لچند جی کے پُر اثر لیکچر ہوئے سیٹھی جی کی لائف سُنائی گئی۔ اور اُن کے چھٹکارے کے لئے
دو تار (ایک بخدمت وائسرائے ہند اور دوسرا مہاراجہ جے پور کی سیوا مین) دئے گئے۔

(بڑوت) یہان کی جین سبھا نے ۲۹ ستمبر [illegible] کو سیٹھی جی کی رہائی کیلئے تین تار روانہ کئے ایک حضور وائسرائے ہند کی سیوا
مین۔ دوسرا مہاراجہ جے پور کی۔ اور تیسرا اسکرٹری آف انڈیا لارڈ مانٹیگو کی سیوا مین لندن دیا گیا۔

(کلکتہ) بابو چھیدی لال جی کی پریذیڈنٹی مین ایک جین سبھا ہو کر چند ریزولیشن پاس ہوئے۔ اور انکی رہائی کے لئے مہاراجہ
جے پور اور وائسرائے ہند سے پرارتھنا کی گئی۔ کہ انکو اب رہائی دیجائے انکے بغیر جین سماج کو بہت نقصان پہنچ رہا ہے۔

(متھرا) جمبو سوامی جی کے استہان پر سیٹھی جی کے چھوڑے جانے کے لئے دو تار (ایک وائسرائے ہند کی اور دوسرا مہاراجہ جے پور
کی سیوا مین) معرفت سیٹھ دامودر داس جی سوپتر سورگیہ راجہ سیٹھ لکشمن داس جی سی آئی ای بہیجے گئے۔

ضروری اطلاع | ہستناپور کا میلہ نزدیک آگیا ہے۔ اسکے لئے والنٹیرون کی ضرورت ہے۔ مہربانی
فرماکر جو اصحاب سماج سیوا کرنا چاہین۔ وے ایڈیٹر جین پردیپ کو لکھ بھیجین۔ خلاصہ حال اگلے پرچہ مین آئیگا۔

دھرم کے کام مین مقدمہ بازی کرنی دھرم ورودھ خیال کرکے انکو ٹالا جسپر وہ میرے سے ناراض ہو گئے۔ چونکہ دوکان پر خوشی رام وغیرہ کا قبضہ نہ تہا اسلئے دوکان کا کلا یہ نامہ شاید کیدریان مین سے کسی کے نام کا ہوگا جو محض وصول کرایہ کی بابت ہوگا غلط ہے کہ کسی کا منشاء دہرم ارتہہ کو دبانے کا ہو۔ میرا ہرگز کسی جائداد پر قبضہ نہین ہے اور نہ ہوا۔ پنجاب سبہا کو بیشک لالہ خوشی رام نے لکہا مگر انکے دفتر مین چلی وصیت پہونچ چکی ہے۔ اور پنجاب سبہا بھی مقدمہ بازی کرنا نہین چاہتی اسلئے انہون نے لالہ خوشی رام کو کوئی جواب نہ دیا
(نوٹ) جائداد منقولہ بھی گھر ستر وکہ ہریال مین ہی تھی جسپر قبضہ خوشی رام وغیرہ دعورت رشتہ دار ہریال کا تھا۔ مہربانی کرکے چٹھی چھپکر غلط فہمی جو مسٹر خوشی رام نے پھیلائی ہے دور کر دیوین۔ بندہ پرمانند وکیل قصور۔
(نوٹ) لالہ پرمانند جی کی چٹھی سے ثابت ہوتا ہے کہ لالہ خوشی رام جی نے جو کچھ پہلے لکھکر چھپوایا ہے۔ وہ خود غرضی کو لئے ہوئے تھا اگر ایسا ہے تو آئندہ ایسے لوگون کو احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ محض اپنے سوارتھ کے بس ہو کر اس قسم کی غلط فہمی نہ پھیلانی چاہئے۔ اس غلط فہمی کے بہت برے نتیجہ نکلتے ہین۔ جنسے بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے اور سماج کو بڑا بھاری دھکا پہونچتا ہے۔ کیا قصور کے کوئی سرینج یا پنچ بہائی بھی اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا فرمائینگے۔ پردیپ

سُکھہ کیسے مِل سکتا ہے

ناظرین دنیا مین ہر ایک جیو کی ہر ایک وقت سکھ کو حاصل کرنے اور دکھ کو دور کرنے کی خواہش رہتی ہے۔ جیسا کہ آپ کو ایک مشہور شاعر کے بچن سے معلوم ہو جائیگا۔ وہ فرماتے ہین کہ "جے تریہوان مین جیو انت۔ سکہ چاہین دکھ سے بہے ونت۔" لیکن سکھ چیز کیا ہے۔ اور وہ مل کیسے سکتا ہے۔ اسکی سدھی یعنی نرکار سکھ کے سروپ کو بروز اتوار دہلی بارہ دری گھنٹہ گھر کشادہ صحن مین شری بال برہمچاری سوامی دیوی لال جی نے عام پبلک کے روبرو بڑی خوش اسلوبی اور تشریح کے ساتھ بتلایا جو کچھ انہون نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا اسکا لطف تو وہ خود تا مین ہی حاصل کر سکے ہین۔ کہ جو باوجود بارش ہونیکے بھی سینکڑون کی تعداد مین تشریف لائے تھے۔ لیکن مین چند باتین پیش کرکے امید کرتا ہون کہ میرے دیگر بزرگ بھائی بھی فائدہ اٹھا کر اپنا منش جنم سپھل کرینگے۔ آپ نے فرمایا کہ سکھ دو پرکار کا ہے۔ ایک کچا یعنی جھوٹا۔ اور دوسرا پکا یعنی سچا۔ تن۔ دھن۔ جوبن۔ بہائی بہن۔ استری پوتر۔ وغیرہ دنیاوی سامان کا سکھ بالکل جھوٹا سکھ ہے۔ اور آتمیک وچار اور گیان کا سکھ سچا سکھ ہے۔ تم لوگ روزمرہ دیکھتے ہو کہ دنیاوی سکھ جو بالکل بے بنیاد ہے تھوڑا ہے۔ اور پریشانی وحیرانی کے ساتھ پراپت ہوتا ہے فوراً ہی ناش ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کو آپ نے بہت سے راجا مہاراجاؤن کی تمثیلین دیکر سمجھایا۔ اور کہا کہ تمہارا روزمرہ کا تجربہ اسکا شاہد ہے۔ پھر آپ نے سچے سکھ کا سروپ جسکی پراپتی وچار۔ وولیہ پریم سے ہو سکتی ہے بتلاتے ہوئے ظاہر کیا کہ اسکے لئے نہ کوئی دقت ہے۔ اور نہ کسی ساز و سامان کی ضرورت ہے۔ اور نہ اسمین دکھ کا مول کارن بیاد یا دوئی لگتا ہے۔ اور اسکا چاہنے والا انسان پرانی ماتر کا پریمی ہتیشی۔ اور اپکاری ہے جس سے اسکی کیرتی سنسار بھر مین پھیلکر ہر ایک اسکو اونچی نظرون سے دیکھنے لگتا ہے۔ اور اسکی خواہشات بالکل کم ہو جاتی ہین جس سے

ہوتی کی لیکن اب وقت آگیا ہے کہ میں اخباروں اور عام لوگوں کو ایک خاص واقعہ کی معلوم کرا دوں۔ گذشتہ ۱۲ ستمبر کو میں بمبئی سے مدراس کے
لئے روانہ ہوا تھا۔ ریل کے کمرہ میں ۲۲ مسافروں کے لئے جگہ تھی۔ دو رات بعد مجھے مدراس پہونچنے تک ریل میں تبادل ہوئیں لیکن انمیں آرام لگانے
تک کی بھی کوئی چیز نہیں تھی۔ پونا پہونچتے پہونچتے کمرہ میں تعداد سے زیادہ آدمی بھر گئے۔ دو تین زبردست مسافر تو سو سکے۔ اور باقی سب
بیٹھے رہے آگے چلکر بھیڑ اور بھی زیادہ ہو گئی۔ ریلوے ملازم صرف مسافروں کو بھر دینے کے ہی لئے تھے ایک آدمی نے گارڈ سے اسکی
شکایت کی لیکن گارڈ نے اسکو دو چار بے تکی سنائیں۔ اسٹیشنوں پر چاہ کی جگہ ایک میلا پانی بکتا تھا جسکو لوگ چاہ کہکر پیتے تھے۔ اور کھانے
کی چیزیں بھی بالکل خراب تھیں کسی بھی اسٹیشن پر گاڑی کا کمرہ نہیں دہویا گیا۔ حالانکہ انمیں خوب گرد آگئی تھی پانی کے نلوں میں پانی نہیں پڑ گیا
واپسی میں بھی مجھے ریلوے سفر میں کوئی آرام نہیں ملا۔ کمرہ میں کئی پنجابی اور مسلمان تھے انمیں سے بھی کئی ایک کئی راتوں کے جاگے ہوئے
سفر کر رہے تھے دو ایک نے کہا کہ ہم رشوت دینے پر تو ٹکٹ خرید سکے۔ ×× دیگر سفروں میں بھی میں نے کئی ایک مسافر خانوں کو دیکھا جو کہ
بالکل خراب اور گند سے بھرے ہوئے تھے مسافروں کے بیٹھنے لائق بھی وہ نہیں تھے۔ شاہی راجدہانی کے تیسرے درجہ کے بکنگ آفس کا
یہ حال دیکھا کہ وہ بالکل ہی کال کوٹھری ہے ×× مدراس میں تیسرے درجہ کے کرایہ سے پہلے درجہ کا کرایہ پانچ گنا ہے۔ لیکن کیا تیسرے
درجہ کے مسافر پانچویں حصہ یا دسویں حصہ بھی آرام پاتے ہیں۔ ہر ایک انسان ایسی سفر کو پوری طرح سے نکرنا ہی اچھا سمجھتا ہوگا کیونکہ تندرستی
کو بگاڑنے والا سفر کون کرنا چاہیگا یہہ تو ایک معلوم کی ہوئی سچی بات ہے کہ تیسرے درجہ والوں کے ٹکٹ اونچے درجہ والوں کی سہولیت
اور انکے آرام میں خرچ کئے جاتے ہیں دیگر باتوں کے ساتھ میں یہ بھی ضرور کہونگا کہ اگر اونچے درجہ میں سفر کرنے والے وائسرائے۔ کمانڈر انچیف
راجا مہاراجا اور آنریبل ممبران تیسرے درجہ میں بے معلوم کبھی کبھی سفر کیا کریں تو ہم کچھ دنوں بعد ضرور دیکھینگے کہ ایک خاص تبدیلی ہو گئی ہے
اور تیسرے درجہ کے مسافر اپنے ٹکٹ کے بدلے آرام بھی پانے لگے ہیں۔ " گاندہی "

پچھلے پرچہ میں جو قصور کے ایک دہرم ارتہہ مکان کی بابت لالہ خوشی رام کا مضمون نکلا تھا۔ اسکے بارے میں بابو پرمانند صاحب جین وکیل چیف
کورٹ پنجاب قصور کی ایک چٹھی بغرض شائع ہونے کو آئی ہے جس سے معاملہ کی اصلیت پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے ہم اس چٹھی کو حروف
بحروف نیچے درج کرتے ہیں تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ " پردیپ "

جناب ایڈیٹر صاحب جین جیند جناب کے ۹/۱۲ ۲۵ پرچہ کے نوٹ و لالہ خوشی رام کے مضمون کو پڑھکر حیران ہوں مثال پنجابی مشہور
ہے کہ " اونٹ نکو دے بوسکو دے " معاملہ یہ ہے کہ میرا ایک پھوپھی لالہ ہریا مل واقعی عرصہ تین سال سے سرگباش ہو گیا ہے۔ اسنے
ایک وصیت تو پندرہ ۱۵ سال ہوئے کی تھی کہ اسکے مرنے کے بعد اسکی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کو میں دہرم ارتہہ معہ لالہ دیوانچند (جو اسکا
دیگر پھوپھی تہا) لگا دوں۔ لالہ دیوانچند مر چکے ہیں۔ ہریا مل کے مرنے سے چند یوم پہلے سنا گیا ہے کہ ایک وصیت اور اس سے کرائی گئی۔
جسکے ذریعہ سے نصف حصہ گھر کا خوشی رام وغیرہ دبانا چاہتے ہیں اور نصف ایک عورت رشتہ دار ہریا مل۔ دیگر پھوپھیاں نے چاہا کہ
مکان و دوکان دونوں دہرم ارتہہ کر دی جاویں۔ مگر مکان پر خوشی رام وغیرہ قابض تھے اسلئے میں نے چاہا کہ مقدمہ بازی نہو۔ اور باہمی
فیصلہ ہو جاوے تو اچھا ہے۔ دوسری وصیت کی نقل میرے دوسرے پھوپھیاں نے حاصل کی کہ دعوی کرکے اسکو فسخ کرایا جاوے میں نے

اشتیاق رکھین موجود تھے جنکی پہلے سے ہی ہندوستان بھر میں بہت زیادہ پوجا ہوتی تھی اور مانند عجب پھیلا ہوا تھا۔ اس سے بھی اگلا یعنی تیسرے پرچہ مین ہم آدی پوران کے ہی مضمون سے یہ دکھلا دینگے کہ بھرت مہاراج کی معرفت برہمن ورن قائم ہونے سے ساٹھ ستر پیڑھی پہلے سے جین برہمن بھی موجود تھے۔ اسکے بعد کے پرچون مین آہی جا رہے" ہیں دیکھی عجیب عجیب باتین ظاہر کیجاوینگی جنکی تفصیل دینے کی بہ وقت کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ جبکہ پردیپ اخبار کے ناظرین زیادہ تر شمالی ہند کے رہنے والے ہین۔ انکو دکشن دیش کی بہت ہی کم واقفیت ہے۔ شمالی ہند مین کل جینی ویش یعنی بنئے مہاجن ہی ہین لیکن دکشن دیش مین بہت سے برہمن بھی جینی ہین جو جین مندرون کا کام اسی طرح کرتے ہین جسطرح یہان کے برہمن ہندو مندرون کا کرتے ہین دکشن دیش مین درزی جولاہے وغیرہ بھی جینی ہین اور انکے یہان بیوہ عورتون کا کراو اسی طرح ہوتا ہے جسطرح یہان شودر ورن مین ہوتا ہے دکشن دیش مین یہ شودر لوگ بھی جین مندر بناتے ہین اپنے گھرون مین ان پر تما رکھتے ہین اور پوجن پرکشال کرتے ہین غرضیکہ دکشن دیش مین سب ہی ورن کے لوگ جینی ہین اور دگمبر جینی ہین۔ اسواسطے برہمن چھتری ویش اور شودر ان چار ورنون کے بنائے جانیکا جو مضمون آدی پوران وغیرہ گرنتھون مین ملتا ہے وہ تب ہی ٹھیک سمجھ مین آسکتا ہے جبکہ دکشن دیش کے جینیون کی موجودہ اور گذشتہ حالت مفصل معلوم ہو اس بارے مین بہت کچھ تلاش اور چھان بین کے بعد جو کچھ واقفیت ہمنے حاصل کی ہے وہ ہم ہدیہ ناظرین کرتے رہینگے یقین ہے کہ اس سے اس عقدہ کے سلجھانے مین بہت کچھ مدد ملیگی

تیسرے درجہ کے ریلوے مسافر اور انکی تکالیف

مہاتما گاندھی کی رائے

مہاتما گاندھی کے نام سے ہمارا جین سماج بخوبی واقف ہے۔ آپ جین دھرم کے اہنسا برت کا بخوبی پالن کرتے ہین۔ آپ خود تو ہزارہا تکالیف برداشت کرتے ہین لیکن دوسرون کو آرام پہونچانے کی امکان سے زیادہ کوشش کرتے ہین۔ آپ کی زندگی بڑے سادہ طریقہ سے گذر رہی ہے۔ آپکو دیکھکر کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ بھارت کے پوجیہ مہاتما یعنی مسٹر گاندھی آپ ہی ہین جنہنے بذات خود آپکے درشن کئے ہین۔ آپ پتلے دبلے مگر شانتی سروپ والے جوان پرش ہین۔ آپکی آتما بلوان ہے لباس آپکا دیشی اور بالکل سادہ ہے۔ ننگے پاؤن رہنا زیادہ پسند کرتے ہین۔ آپکی سادگی کا سب سے زیادہ پتہ اس بات سے ملیگا کہ آپ بھارت کے پوجیہ لیڈر ہوکر بھی ہمیشہ ریلوے کے تیسرے درجہ مین سفر کرتے ہین۔ بھارت کی ریلوے مین سفر کرتے ہوئے آپکو بہت عرصہ گذر گیا۔ اب آپنے تیسرے درجہ کے مسافرون کی تکالیف پر روشنی ڈالی ہے۔ آپکی چٹھی بہت سے اخبارون مین چھپی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے "امریکہ سے ہندوستان مین آئے مجھکو دو سال سے زیادہ ہو گئے۔ اس درمیان مین مین نے اپنی خواہش کے مطابق ریلوے کے تیسرے درجہ مین سفر کرکے ایک چوتھائی سے زیادہ وقت گذارا ہے۔ شمال مین لاہور تک گیا ہون۔ جنوب مین ٹرنک و بیر تک۔ کراچی سے کلکتہ تک کا سفر مین نے تیسرے درجہ کے مسافرون کی حالت معلوم کرنے کے لئے کیا ہے۔ مین نے حتی الامکان اس معاملہ مین نکتہ چینی سے کام لیا ہے اور اچھی نگاہ سے مین نے ریلوے کے متعلق بہت سی باتون کو دیکھا۔ اور اسمین جو خرابیاں معلوم ہوئین انکے بارے مین خط و کتابت

سے کوئی کسی دشمنی کی وجہ سے راجا کے سر پر لیش پُشپ یعنی زہر بھرا ہوا پھول رکھدے تو راجا کا بالکل ہی ستیاناس ہو سکتا ہے جس طرح اگر کوئی
دشمن کرن پُشپ یعنی بس مین کرنیوالا منتر پڑھا ہوا پھول راجا کے سر پر رکھدے تو راجا بالکل ہی اسکے بس مین ہو سکتا ہے اسلئے راجا لوگونکو انیہمت
دیوتاؤن کے پھول اور اُنکا آشیرواد لینا بالکل بند کر دینا چاہئیے جو راجا ان باتون کو بند نہین کریگا وہ کل کا ہو جاویگا یعنی راجا ارہنت
دیو کے پجاریون کی سیوا کیا کرتے ہوتے ہین اسواسطے انکو شری ارہنت دیو کے ہی پوجا کے پھول اور سنان کا پانی گرہن کرنا چاہیے جس سے انکے
پاپ کا ناش ہو جو لوگ ایسی نہین ہین اُنکو کوئی اختیار نہین ہے کہ وہ راجا لوگونکو اپنے دیوتا کا پرساد دیوین راجاؤنکو اپنے کل کی رکشا کرنے مین
ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیے اگر وہ ایسا کرینگے تو انیہ متی لوگ جھوٹے پوجاریون کا اُپدیش سنکر اُنکو ٹھگ لینگے ۔

مذکورہ بالا اُپدیش سے صاف ظاہر ہے کہ راجا لوگون کو انیہمت کے دیوتاؤن کی پوجا کا پرساد اور براہمنون کا آشیرباد لینے سے روکنے کیلئے بھرت
مہاراج نے صرف دہرم اُپدیش دینا ہی کافی نہین سمجھا بلکہ اُسکو بڑے بڑے ڈراوے دکھانے کی بھی ضرورت ہوئی جس سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ جسوقت کا یہ ذکر ہے اُسوقت انیہمت کا حد سے زیادہ پربھاؤ اور پرچار تھا لیکن جس زمانہ کا یہ ذکر آدیپران مین بتایا جاتا ہے وہ نئے یگ کے
آغاز ہونے یعنی کرم بھومی کے شروع ہونے کا زمانہ تھا۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ بھوگ بھومی کے ختم ہونے اور کلپ برکشون کے ناش ہو جانے کے سبب
شری آدناتھ بھگوان نے اُسوقت کے لوگونکو آگ جلانا، روٹی پکانا، کھیتی کرنا وغیرہ وہ سب کام سکھائے تھے جنکی انسان کو از حد ضرورت ہے
اور اندر کی معرفت مکانات بنوا کر اور اُنمین ان لوگون کو بسا کر گاؤن آباد کئے تھے اور پھر اُنکی حسب لیاقت کسی کو محافظ کسی کو مالدار اور کسی کو خدمتگار
یعنی چھتری ویشیہ اور شودر اُنکی تین قسم کردی تھین اور چوتھی قسم یعنی برہمن ورن کرنا کر بھرت مہاراج اس تقسیم کو مکمل کرنیکے ابھی نئے ہی تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا
جبکہ شری آدناتھ بھگوان کیول گیان پراپت کرکے اپنی دبیہ دہونی کے دوارا جگت بھر مین ستیہ دہرم کا پرکاش کر رہے تھے اور اُنکے بیٹے بھرت مہاراج
چھ کھنڈ پرتھوی کو جیت کر ۳۲ ہزار مکٹ بند راجاؤن پر راج کر رہے تھے اسواسطے یہ مضمون کسی طرح بھی اُس زمانہ کے مطابق نہین ہو سکتا ہے
اور نہ یہ اُپدیش بھرت مہاراج کے منہ سے کسی طرح شوبھا دیتا ہے۔ البتہ یہ مضمون شری جن سین آچاریہ کے زمانہ سے حرف بحرف ملتا ہے جبکہ سارے
ہی ہندوستان مین براہمنون کا بڑا بھاری زور تھا۔ ہندوستان بھر مین اموگھ ورش جیسے ایک دو ہی جینی راجا تھے اور باقی سب انیہ متی
تھے۔ ایسے وقت مین اموگھ ورش جیسے جینی راجاؤن کا بھی انیہمت کے براہمنون کے ہاتھ سے اُنکے دیوتا کا پرشاد لینا اُن براہمنونکو نمسکار
پالاگن کرنا اور اُنکا آشیرباد لینا بہت ہی ممکن معلوم ہوتا ہے اور اُسوقت سارے ہی ہندوستان مین ان براہمنون کی بڑی بھاری تعظیم اور عزت
ہونیکے سبب جین راجاؤنکو جو تعداد مین صرف ایک دو تھے اپنے راج مین ان براہمنون کی تعظیم کو بند کرنا بہت مشکل معلوم ہونا زیادہ ممکن جان پڑتا
ہے نہ کہ بھرت مہاراج کے زمانہ مین جبکہ انسان کا سارا کارخانہ ہی بھرت مہاراج اور اُنکے پتا شری آدناتھ بھگوان کے ہاتھ سے چلایا گیا تھا۔
اور جبکہ شری آدناتھ بھگوان تیرتھنکر یعنی دہرم کے مہاراجہ ہوکر سارے ہندوستان پر دہرم کی حکومت کر رہے تھے اور اُنکے بیٹے بھرت چکرورتی ہوکر ساری
پرتھوی پر دنیاوی حکومت چلا رہے تھے۔ اس بحث مین صرف اسقدر ہی لکھنا کافی سمجھکر ہم اپنے بھائیون سے درخواست کرتے ہین کہ وہ بھی انیک
مضمونون سے اس معاملہ کی کھوج کرین جس سے صحیح اور سچے نتیجہ تک پہنچنے مین آسانی ہو۔ آگے پرب مین ہم آدیپران کے ہی مضامین سے
ثابت کرینگے کہ جس روز بھرت مہاراج کی معرفت برہمن ورن کا جاری ہونا بیان کیا جاتا ہے اُس ہی روز اور اُس سے بہت پہلے سے

بیلان نہین کیا جاتا ہے صاف بناوٹ دکھائی دیتا ہے اور آدھے پران کے دیگر مضامین کے بالکل ہی خلاف ہو جاتا ہے۔
آدھے پران کے پرب ۴۱ مین ذکر ہے کہ برہمن ورن بنانے کچھ دن بعد بھرت مہاراج کو سولہ سپنے آئے جنکو خواب کہا دینے والا سمجھکر بھرت
مہاراج شری آدناتھ بھگوان کے سموسرن مین گئے اور برہمن ورن کے بنائے جانیکا ذکر کر کے شری بھگوان سے دریافت کیا کہ یہ کام اچھا
ہوا یا برا اسپر شری بھگوان نے جو فرمایا تھا اُسکا خلاصہ مطلب حسب ذیل ہے۔ "تو نے جو ساد ہوؤن کے ستکار کیا اور جونکا پوجن کیا ہے
وہ بہت ہی اچھا کیا ہے لیکن اسمین کچھ دوش ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تک چوتھا کال رہیگا تب تک تو یہ لوگ ٹھیک ٹھیک آچرن کرینگے لیکن جب
کل جگ قریب آجاویگا تب یہ لوگ اپنی جاتی کے ابھمان سے اپنے اُتم آچرنون سے بھرشٹ ہوکر سچے دہرم کے خلاف ہوجاوینگے۔ اپنی جاتی کے
گھمنڈ مین یہ لوگ اپنے کو سب لوگون سے بڑا سمجھکر دہن کی خواہش سے بد ہیہ جہوٹے شاسترون کے لوگونکو پھیلاتے رہینگے یہ لوگ ہنسا کرنے
لگینگے شہد اور مانس کھانے کو اچھا سمجھینگے اور ہنسا روپ دہرم کو پھیلا وینگے۔ یہ دُشٹ لوگ اہنسا دہرم مین عیب لگا دینگے اور ہنسا کرنیکو
دہرم بتاوینگے۔ آپکے نشان کے طور پر جنیو کو پہنے ہوئے اور جیوون کے مارنے مین مستعد یہ دہورت لوگ آیندہ زمانہ مین اس سچے موکش
مارگ کے دشمن ہوجاوینگے (دیکھو پرب ۴۱ سلوک ۴۵ سے ۵۵ تک) بھرت مہاراج کو جو سولہ سپنے آئے تھے اُنمین دسوان سپنا یہ تھا کہ گدہا اور ستکار
کیا جا رہا ہے اُسکی پوجا کیجا رہی ہے اور وہ نئی ویدیہ (لڈو پیڑے وغیرہ ترمال) کھا رہا ہے اسکا پھل شری بھگوان نے یہ بتایا تھا کہ پنچم کال مین
ابرتی براہمن بھی گنی پاترون کی طرح آدر ستکار پاوینگے۔ بھرت مہاراج نے راجاؤن کو اُپدیش دیتے ہوئے جن ویدیا شہی برہمنون کی بڑائی کی
ہے اُنکا بیان پنچم کال کے اُن براہمنون کے ساتھ کہنے سے جنکا بیان شری آدناتھ بھگوان نے اپنی پیشینگوئی مین کیا ہے ان دونون کی
شکل بالکل ایک ہی ہوجاتی ہے یعنی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شری آدناتھ بھگوان نے براہمنون کی جو حالت پنچم کال مین ہوجانی بیان کی تھی اُسی
پنچم کال کی بگڑی ہوئی حالت کے براہمن بھرت مہاراج کے اُپدیش کے زمانہ مین یعنی چوتھے کال کے ہی شروع مین موجود تھے۔ بھرت مہاراج کا مذکورہ
بالا اُپدیش پڑھتے ہوئے بالکل یہی معلوم ہوتا ہے کہ گویا بھرت مہاراج پنچم کال مین اوتار لیکر کلوکال کے جینی راجاؤنکو ان براہمنون کی چھوت
لگانے کے واسطے اُپدیش دے رہے ہین۔ اور اگر بھرت مہاراج کی جگہ اُپدیش دینے والے شری جن سین آچاریہ اور اُپدیش سننے والے راجا امو گھ
ورش وغیرہ پنچم کال کے راجہ مان لئے جاوین تو سارا ہی مضمون ٹھیک بیٹھ جاتا ہے۔ بھرت مہاراج نے جو اُپدیش اپنے دربار مین آئے ہوئے
راجاؤنکو دیا تھا اُسکے باقی ماندہ حصہ کو پڑھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اُسوقت براہمنونکا درجہ اس سے کئی گنا زیادہ تھا جتنا کہ اوپر بیان
کیا گیا ہے۔ یہانتک کہ جینی راجا بھی ان مجھیاتی براہمنون کے پوجا کے اکشتون اور پشپون کو اور اُنکے دیوتاؤن کے ستان کے پانی کو مستک
پر چڑھاتے تھے اور یہ رواج ایسا زور پکڑ رہا تھا کہ اسمین کچھ بھی دوش نہین سمجھا جاتا تھا اور اسی وجہ سے اس رواج کا بند کرانا بہت
ہی مشکل ہو رہا تھا بھرت مہاراج کے اُس اُپدیش کا خلاصہ مطلب اس طرح پر ہے (دیکھو پرب ۴۲ سلوک ۱۱ سے ۲۰ تک) "چھتری لوگون کو
کوشش کے ساتھ اپنے جسم کی رکشا کرنی چاہئے اور وہ اسطرح پر ہو سکتی ہے کہ اُنکو دیگر مت پر شردھا نکرنا اُنکے دئیے ہوئے شیشا یعنی اُنکی پوجا کے
اکشتون اور پشپون کو اور اُن کے دیوتاؤن کے ستان کے پانی کو ہرگز گرہن نہین کرنا چاہئے اگر کوئی کہے ان چیزون کے لینے مین کیا برائی ہے تو
اسکا جواب یہ ہے۔ زہر سے پناہ تریجاتا رہتا ہے اُنکے آگے سر جھکانے اور اُنکو نمسکار کرنے سے اُنکے سامنے گھٹیا بننا پڑتا ہے۔ اسکے علاوہ اگر انکا

قطعی انکار کرینگے اور صاف لفظون مین کہینگے کہ ہم لوگون کو سنسار سے پار کرنے والے ہین سب لوگ ہمکو مانتے ہین اسواسطے ہم اگر کچھ بھی محصول نہ لینگے
تو کچھ زیادہ تعجب کی بات نہین ہے یہ ہے کہ بھرت مہاراج کے ان اُپدیش سے پہلے نہ صرف عام رعایا ہی ان لوگون کو مانتی تھی بلکہ راجا لوگ بھی اور دیگر
ودیا بھی انکا لحاظ کرتے تھے اور انکو عام رعایا سے زیادہ ان کا نہ محصول نہین لیتے تھے کیونکہ بھرت مہاراج نے جن راجاؤن کو یہ اُپدیش دیا تھا وہ جینی
تھے تب ہی تو انکو یہ سمجھایا گیا تھا کہ صرف جینی براہمنون کو ہی ماننا چاہیے نہ کہ ان تھاتیون کو۔ ناظرین ذرا بھی وچار کرنے پر یہ اُپدیش کا مضمون کسی
طرح بھی بھرت مہاراج کے زمانہ کے مطابق نہین بیٹھتا ہے کیونکہ وہ کرم بھومی کا شروع زمانہ تھا شری آدناتھ بھگوان جنھون نے چھتری ویشیا شودر
تین ورن بنا کر اور رعایا کو سب کام سکھا کر کرم بھومی کا آغاز کیا تھا ابھی تک زندہ موجود تھے یعنی ابھی تو کرم بھومی کو شروع ہوئے بھی ایک
پیڑھی بھی نہین گذری تھی ابھی سے یہ وید پاٹھی براہمن کہان سے آسکتے تھے جنکو راجا لوگ عام رعایا سے زیادہ مانتے ہون اور اسہی واسطے عام رعایا
کی مانند اُنسے محصول نہ لیتے ہون جنکو اپنی ذات کا گھمنڈ ہو جنکو عام لوگ سنسار سے پار کرنیوالا مانتے ہون اور جنکا اتنا بھاری پربھاؤ پھیل
رہا ہو اور ایسا زبردست زور بندھ رہا ہو کہ جنکی طرف سے اس بات کا ایکا خوف ہو کہ وہ اپنے پوجیہ پنے کے گھمنڈ مین راجا کو محصول دینے سے صاف
انکار کر دینگے۔ ناظرین اس بات کو قریب ڈیڑھ ہزار برس کا زمانہ گذرا ہے جبکہ ہندوستان بھر مین ہندو راجاؤن کا راج ہو جانے پر براہمنون نے جین
اور بودھون سے یہانتک نفرت کی تھی کہ انکی چھایا پڑجانے پر بھی اسنان کرتے تھے اور ایسی ایسی آگیا جاری کردی تھی کہ اگر مست ہاتھی سے بچنے
کے واسطے بھی جین مندر مین گھس جانے کے سوا اور کوئی پناہ نہ ہو تو بھی مرجانا قبول کرنا چاہیے لیکن جین مندر مین نہین جانا چاہیے براہمنون
کی اس تعصب کی آگ اس وقت ہندوستان مین اسقدر زیادہ بھڑکی تھی کہ بودھون کو یہ ہندوستان قطعی چھوڑ دینا پڑا لیکن چونکہ اسوقت
کچھ جینی راجا دکشن مین موجود تھے اسواسطے جینیون نے وہین جاکر پناہ لی اور اسطرح جین دہرم ہندوستان مین بنا رہا۔ آدپُران کے بنانے
والے شری جین سین آچاریہ کو ہوئے قریبًا ایک ہزار برس گذرے ہین وہ دکشن مین کرناٹک دیس کے رہنے والے تھے انکے زمانہ مین اُس ملک
کا راجا اموگھ ورش جین دہرم کا پکا شردھانی اور جین مہاراج کا پورا بھگت تھا۔ آدپُران کا یہ مضمون جسکو ہمنے اوپر نقل کیا ہے بھرت مہاراج
کے زمانہ سے کسی طرح بھی مطابق نہ ہو کر راجا اموگھ ورش کے زمانہ سے حرف بحرف مطابق ہو جاتا ہے کیونکہ اسوقت سارے ہی ہندوستان
مین براہمنون کا زور تھا وہ سب جگہ پوجے جاتے تھے اور اُنسے کسی قسم کا کوئی محصول نہین لیا جاتا تھا یہانتک کہ بھاری بھاری جرم کرڈالنے
پر بھی انکو سزا نہین دیجاتی تھی سارے ہی ہندوستان مین اُنکی ایسی مانتا ہونے سے راجا اموگھ ورش کے راج مین بھی انکو رعایا سے
زیادہ ماننا اور اُنسے محصول نہ لیا جانا کچھ تعجب کی بات نہین ہے۔ لیکن جینی راجا کے راج مین بھی ایسا ہونا آچاریہ مہاراج کو کسی طرح بھی برداشت
نہین ہو سکتا تھا اسہی واسطے آچاریہ مہاراج نے آدپُران مین ان براہمنون کا اکثر ملیکش نیچ اور عام رعایا سے بھی گھٹیا کہہ ڈالا ہے اور
عام رعایا کی طرح انسے بھی محصول لئے جانے کی کوشش کی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ راجا اموگھ ورش کو بہت سمجھانے پر بھی آچاریہ مہاراج نے
یہ اُپدیش بھرت مہاراج کی طرف سے اسوقت کے راجاؤن کو دلایا تا آدپُران مین اس غرض سے درج فرمایا ہے کہ راجا اموگھ ورش کے سوا اور بھی
سب جینی راجا جو اسوقت کہین تھے یا کہین راج کرتے ہون یا جو آیندہ کسی وقت کہین راج کرین وہ سب اسی اُپدیش سے مستفید ہون اور
اپنے راج مین ان براہمنون کو کسی طرح بھی اُبھرنے نہ دین۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ آدپُران کا یہ مضمون بھرت مہاراج کے زمانہ سے کسی طرح بھی

تحریک کے ناظرین کے سامنے پیش کرکے ادب کے ساتھ استدعا کرتے ہین کہ اگر میرے سمجھنے یا نتیجہ نکالنے مین کسی قسم کی بھی کوئی غلطی رہی ہو تو اُس سے بذریعہ
اس ہی اخبار کے مطلع فرما دین تاکہ میرا و عوام کا بھلا ہو۔ اور اگر میرا نتیجہ نکالا ہوا صحیح ہو تو بذریعہ دیگر تحقیقون کے اس معاملہ کی اور بھی زیادہ کھوج
کرنے کی تکلیف گوارا فرماوین جس سے ایک بالکل صحیح سچی اور واقعی بات طے ہو جاوے۔ ورن آشرم کی بابت یہ بحث بڑی نازک اور لمبی چوڑی ہے
اسپر مضمون بھی بہت طول طویل ہی لکھنا پڑا ہے جسکا ایک چھوٹا سا حصہ بطور شروعات کے اس پرچہ مین دیا جاتا ہے آئندہ بھی اسی طرح تھوڑا تھوڑا
حصہ ہر پرچہ مین شائع ہو کر کئی پرچون کے بعد یہ مضمون ختم ہو جائیگا اور تب ہی اسکا نتیجہ ناظرین کو معلوم ہو سکیگا اسواسطے دست بستہ یہ بھی التجا ہے
کہ کل مضمون کے ختم ہو جانے تک کوئی صاحب اسپر قلم اُٹھانے کی تکلیف نہ اُٹھاوین۔ ناظرین کو مین یہ بھی یقین دلاتا ہون کہ اس مضمون کا ہر ایک
حصہ نیا رنگ نئی دلائل اور نیا ہی نتیجہ لیکر ناظرین کے سامنے آویگا جس سے طبیعت اُکتانے کے بجائے ہر ایک پرچہ ناظرین کو نئے ڈھنگ کی تر و تازگی
اور جدید طرز کی دلبستگی ہوتی رہیگی اور بالکل ایک نیا ہی معاملہ معلوم ہوتا رہیگا یقین ہے کہ ہمارے بھائی میری اس تحریر کو بغور ملاحظہ فرماکر میری
حوصلہ افزائی کرتے رہینگے۔ اور میری غلطی نکالتے رہینگے۔

شری جین سین آچاریہ نے آدی پران کے پرب ۴۲ مین ایک لمبا چوڑا اُپدیش درج کیا ہے جو بھرت مہاراج کیطرف سے اپنے دربار مین آئے ہوئے چھتری
اور راجاؤن کو دیا جانا بیان کیا جاتا ہے اس اُپدیش کے کچھ حصہ کا خلاصہ مطلب حسب ذیل ہے (ملاحظہ ہون شلوک ۱۸۱ سے ۱۹۲ تک) "جو اکثر
ملیکش اپنے دیش مین رہتے ہون، پر کسانون کے مانند کچھ محصول ضرور لگانا چاہیے جو وید پڑھکر اپنی آجیوکا کیا کرتے ہین اور ادہرم کرنے والے
پاٹھ پڑھکر لوگون کو ٹھگا کرتے ہین وہ اکثر ملیکش کہلاتے ہین یہ ادہم دوج (براہمن) اپنی جاتی کے گھمنڈ سے وید شاستر کے ارتھ کو بہت زیادہ ملتے
ہین جیو ہنسا کرنے اور مانس کھانے کو پشٹ کیا گیا ہے۔ ان لوگون کو عام رعایا کی برابر یا اُنسے بھی کمتر ماننا چاہیے یہ لوگ کسی طرح بھی مانے جانے
کے لائق نہین ہین بلکہ وہی دوج (براہمن) مانے جانے کے لائق ہین جو ارہنت دیو کے سیوک ہین۔ اگر وہ برہمن یہ اعتراض کرین کہ ہم ہی لوگون کو سنسار
سے پار کرنے والے ہین ہم ہی دیو برہمن ہین اور سب لوگ ہم ہی کو مانتے ہین اسواسطے ہم لوگ راجا کو اپنے اناج کا کچھ بھی حصہ نہ دینگے تو اُنسے پوچھنا چاہیے
کہ دیگر ورن والون سے تم مین کیا خصوصیت ہے اور کیون ہے صرف جاتی سے تو کسی کو کوئی شریشٹ ہو نہین سکتا اور گنون سے تم مین بڑائی ہے نہین کیونکہ
تم تو صرف نام کے ہی براہمن ہو۔ گنون مین تو وہ ہی بڑے ہین جو برتون کو دھارن کرنے والے جین برہمن ہین تم لوگ برت رہت نمسکار کرنیکے ایوگیہ
بے شرم پشوؤن کی ہنسا کرنے والے اور ملیکشون جیسے آچرن کرنے مین تتپر ہو اسواسطے تم کسیطرح بھی دہرم کے برہمن نہین ہو۔ راجاؤن کو چاہیے
کہ ان اکثر ملیکشون سے عام رعایا کے مانند اناج کا حصہ لیکر انکو عام رعایا کے مانند مانین۔ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے راجاؤن کو چاہیے
کہ وہ اُتم جین براہمنون کے سوا اور کسی کو بھی پوجیہ نہ مانین"

آدی پران کے اس کلام سے بلا کسی شک صاف ظاہر ہے کہ جسوقت کے راجاؤن کو یہ اُپدیش دیا گیا ہے اُسوقت ان راجاؤن کے بیچ مین ایسے برہمن بھی تھے
جو وید پڑھکر ہی اپنی کمائی کرتے تھے اور یہ لوگ ایسے نہین تھے جنہون نے تب ہی کوئی اپنا نیا پنتھ کھڑا کیا ہو بلکہ پشت ہا پشت سے وہ لوگ
یہی کام کرتے چلے آتے تھے تب ہی تو ان لوگون کو اپنی جاتی کا گھمنڈ تھا اور یہ گھمنڈ انکا اُسوقت ایسا زبردست ہو رہا تھا کہ بھرت مہاراج کو انکی
طاقت کا خیال ہوا اور اسی خیال کو اپنے اُپدیش مین بھی ظاہر کرنا پڑا کہ عام رعایا کے طور پر انسے بھی محصول طلب کیا جاوے پر وہ لوگ محصول دینے سے

وغیرہ کا حال بیان کیا ہے تو وہ بھی بہت بڑھا کر بیان کیا ہے کسی جگہ انسانی خوبصورتی بیان کرنے پر جو قلم اٹھا ہے تو صفحے کے صفحے عبارت آرائی سے رنگ دئے ہیں پھر کسی دوسری جگہ بہادری کا سین دکھلایا ہے تو وہ بھی اپنے جوش وخروش کے ساتھ دکھلایا ہے کہ جس سے ایک دفعہ کو از حد کاہل و بزدلوں کے دل میں بھی دلیرانہ خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔

جین پوران علاوہ مذکورہ بالا باتوں کے اخلاقی و روحانی اتہاس کو بھی ایک نمایاں درجہ تک لئے ہوئے ہیں انہیں پنیہ پاپ کو خوب دکھایا ہے کرم فلاسفی و چارتر کے نمونوں کو درشٹانت روپ سے دکھلایا ہے۔ انہیں بتلایا ہے کہ دیکھو فلاں شخص نے ایسا پاپ کیا تو اوسکی آتما کی اوس پاپ کے اثر سے یہ خراب حالت ہوئی۔ فلاں شخص نے ایسا ایسا پنیہ کا کام کیا تو اوسکی روح کو اوس پنیہ نے اسی اونچی کے درجہ پر پہونچایا۔ نیک و بد خیالات و افعال کے نتائج تمثیلات کے ذریعہ سے جس خوبی سے ان پورانوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں جین پوران مثالیں دیکر یہ بتلاتے ہیں کہ آتما کیسے ادنیٰ درجہ سے سب سے اعلیٰ درجہ پر کسطرح پہونچتا ہے۔ جین پوران نمونے سامنے رکھکر یہ سکھلاتے ہیں کہ ایک برے چارتر کا شخص کسطرح اچھے و نیک چارتر والا بن سکتا ہے۔ اور کسطرح انسان اعلیٰ درجہ کی جاہ و حشمت پیدا کر کے پھر نیچے گر جاتا ہے اور ایک رنک دار روزی کن ذریعوں سے مالدار اعلیٰ رتبہ والا ہو جاتا ہے۔ الغرض جین پوران بلحاظ اسکے کہ اونمیں راجاؤں سیٹھ ساہوکاروں عالموں فاضلوں رشیوں منیوں وغیرہ وغیرہ یعنی بھارت ورش کی سب راجا پرجا کی ترقی تنزل کا اتہاس بھرا ہوا ہے اتہاسک درشٹی سے دیکھے جا سکتے ہیں گو وہ زمانہ حال کے اتہاسک طریقے سے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ عالم لوگوں کو بجائے اسکے کہ انکو تعصب کی نگاہ سے دیکھیں اور بیجا نکتہ چینی کریں لازم ہے کہ انکی عزت و توقیر کریں اور انسے نئے ڈھنگ کے اتہاس مرتب کریں۔

جین شاستروں سے تواریخی کھوج

(از فخر قوم بابو سورج بھان جی وکیل دیوبند)

براہمن چھتری۔ ویش اور شودر ورنوں کی ابتدا اور براہمن ورن کی پیدائش

جین کتھا گرنتھوں کے موافق آجکل جینیوں کی یہ شردھا ہے کہ بھوگ بھومی کے ختم ہونے اور کرم بھومی کے شروع ہونے پر شری آدناتھ بھگوان نے اسوقت کے سب ہی لوگوں کو چھتری ویشیہ اور شودر ان تین ورنوں میں تقسیم کر دیا پھر انکے بیٹے بھرت مہاراج نے ان ہی لوگوں میں سے دھرماتما گرہستیوں کو الگ چھانٹ کر انکو براہمن بنا دیا۔ تب سے براہمن کا ورن بھی قایم ہو کر بجائے تین کے چار ورن جاری ہو گئے یعنی شری آدناتھ بھگوان کی معرفت تین ورن بنائے گئے اسے پہلے کوئی بھی ورن اس ہندوستان میں نہیں تھا اور بھرت مہاراج کی معرفت براہمن ورن بنائے گئے اسے پہلے کوئی براہمن نہیں تھا۔ ان ہی کتھا گرنتھوں کے آدھار پر جینیوں کی یہ بھی شردھا ہے کہ چوتھے کال میں تو سب براہمن لوگ جینی ہی رہے لیکن شری آدناتھ بھگوان کی پیشینگوئی کے موافق اسی پنچم کال میں ہی یہ لوگ بھرشٹ ہو کر ویدوں کے ماننے والے اور جین دھرم کے دشمن ہو گئے لیکن شری جن سین آچاریہ کے بنائے ہوئے آدپوران نامی مہان گرنتھ کے پرب ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، اور ۴۲ میں براہمن ورن کا جو بیان بہت ہی زیادہ تفصیل اور توضیح کے ساتھ کیا گیا ہے اسکے پڑھنے اور بلا تعصب کے آزادانہ غور کرنے سے ایک بالکل ہی عجیب و غریب معاملہ کا پتہ لگتا ہے جسکو ہم ذیل میں

اتہاس کے مذکورہ بالا اصلی معنی و مقصد کے لحاظ سے جین پرانون کی بابت خیال کیا جائے تو اس کہنے مین ہرگز تامل نہین ہو سکتا کہ بلاشک اتہاس کی حیثیت
سے دیکھے جا سکتے ہین۔ اس دور زمانہ مین جو بہت چوبیس بارہ چکورت۔ نو نارائن۔ نو پرتی نارائن نو بلبھدر اور چوبیس تیرتھنکر و مہاپرش ہوئے
ہین اونکا سب حال جین پرانون مین دیا ہوا ہے کہ اونھون نے کس کس طرح دنیاوی کامون مین ترقی کی اور کس کس کو زوال ہوا اونکو کس طرح ہوا اور علاوہ
ان کے اور بہت سے مشہور و معروف راجاؤن۔ شاہی خاندانون۔ سیٹھ ساہوکارون۔ عالم فاضلون رشی منیون کے حالات دیئے ہوئے ہین کہ جنسے
بھارت باسیون کے قوانین سلطنت طرز معاشرت۔ ساماجک رسم و رواج اخلاقی و روحانی ترقی وغیرہ کے سب حالات معلوم ہوتے ہین جو اتہاس
کا اصلی مقصد و مطلب ہے وہ ضرور ان پرانون سے پورا ہوتا ہے اس لئے مقصد و مطلب کے لحاظ سے دیکھا جائے تو ضرور ان مین اتہاسک
درشٹی پائی جاتی ہے اور ان سے اتہاس مرتب ہو سکتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ یہ اتہاس کے موجودہ طریقہ پر لکھے ہوئے
نہین ہین آپ نے شاستر بہاؤ مین یہ ذکر سنا ہوگا کہ کہاوت کہی جاتی ہے سو واقعی ان پرانون مین کتھاؤن کی کیستائی بہت بڑی بڑی ہے یہی بات ہے
کہ جیسا اردو مین شاعرون کی مبالغہ آمیز عبارت کہتے ہین۔ پُران سادہ عبارت مین لکھے ہوئے نہین ہین بلکہ ان مین بہت سی عبارت آرائی ہے
ان مین بہت سے استعارے و علم زبان کی باریکیان ہین۔ بہت سی تمثیلات و تشبیہات اس قسم کی ہین کہ جنمین ایک بہت زیادہ حد تک مبالغہ
سے بھی کام لیا گیا ہے اور تمثیلات و تشبیہات مین قدرتی طور سے مبالغہ ہوا کرتا ہے کچھ تعجب کی بات نہین ہے بعض اصحاب کا جو یہ خیال ہے کہ
پرانونکے مضمون کو حرف بحرف ماننا ٹھیک نہین ہے اگر وہ ان سب باتون کے لحاظ سے ایسا کہتے ہین تو اونکا یہ کہنا کسی حد تک درست ہے
لیکن اگر وہ مطلب و مفہوم کے لحاظ سے ایسا کہتے ہین تو اونکا یہ کہنا غلط ہے آجکل جو ہمارے جین سماج مین بعض اصحاب کے ایسے بھاؤ
پائے جاتے ہین کہ وہ پرانونکی وقعت و توقیر اوڑانا چاہتے ہین یہ ٹھیک نہین۔ سمجھ مین نہین آتا کہ پرانون مین ایسی کونسی بات ہے کہ جس سے اونکو
بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھتے ہین اگر آپ دیگر مذاہب کے پرانونکو دیکھینگے تو اونکو کسی حالت مین جین پرانون سے بہتر نہین پائینگے پھر آپ
دیکھتے ہین کہ دیگر مذہب والے اپنے پران و دھرم شاسترون کی کیسی قدر کرتے ہین۔ کیا آپ آجکل دیکھ نہین رہے کہ دیگر مذہب والے
اپنی مذہبی کتابون کو کیسے عظمت کے درجہ پر پہونچا رہے ہین۔ ایسی مذہبی کتابین کہ جنمین نہ کوئی فلاسفی ہے نہ اونمین کوئی اعلیٰ درجہ کی اخلاق
کی باتین ہین بلکہ معمولی دنیاداری کی باتین اور ہنسا کا اوپدیش بھرا پڑا ہے ایسی کتابون سے دیگر مذہب والے سائنس کے اصول نکالے کر
ملا رہے ہین۔ لیکن بڑے تعجب و افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بعض جینی اصحاب اپنی مذہبی کتابون کی بجائے عظمت و وقعت بڑھانے کے اونکی جڑ
کاٹنے پر آمادہ ہو رہے ہین۔ ان کا اس قسم کا برتاؤ ہرگز قابل تعریف نہین ہے۔ انسان کی یہی عادت اس طرح کی بنانی چاہئے کہ ہر مذہب و ہر ملت کی
کتابون مین جہان کہین اچھی بات ہو اوسکو گرہن کرے۔ دنیا بھر کی کتابون مین جو اچھی باتین ہون اونکو قبول کرے اور ان کتابونکو جو ہماری مذہبی
شکھچا کیلئے اپنی مذہبی کتابون کی مخالفت مین زبان کھولی جائے۔ اور جین پرانون مین تو ایسی کوئی قابل اعتراض بات بھی نہین ہے کہ
جس سے اونکو بے وقعتی کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ ہان یہ ضرور ہے جیسا کہ مین نے اوپر کہا ہے کہ زمانہ حال کے اتہاسک اسلوب کے بموجب
وہ لکھے ہوئے نہین ہین۔ اونمین سینکڑون جگہ النکار ہین۔ کتھاکارون نے اپنی کیستائی کو لیکر عبارت لکھی ہے جس جگہ قدرتی نظارون کی تعریف کی گئی
ہے مثلاً پہاڑون۔ جنگلون۔ دریاؤن۔ سمندرون وغیرہ کی تو انکو بہت حد سے زیادہ پہونچا دیا ہے۔ جہان کہین انمین ملکون۔ شہرون۔ مکانات

ولت کر دیکھو تو آپ کو فلان امر اسی طرح ثابت ہوگا۔ پیارو تاہم آپ نے مضامین مین بہت فقرے پڑھے ہونگے کہ فلان بات کی
جانچ اتہاس کی کسوٹی سے کرو فلان بات اتہاسک درشٹی سے ٹھیک نہین ہے۔ الغرض آجکل اتہاس کا چرچا ہو رہا ہے۔ اور
واقعی اتہاس ہے بھی اصل مین ایک چیز۔ اس ہی بہاؤ کو لیے ہوسکتا آجکل ہماسے سماج مین اکثر لوگون کی زبان پر اتہاس کا لفظ
پڑا رہتا ہے۔ بعض کہتے ہین کہ فلان بات جین اتہاس سے ثابت نہین ہوتی۔ بعض کہتے ہین کہ جین اتہاس ادھورا ہے یعنی پڑا ہوا ہے
جین اتہاس کو کھوج لگا کر باقاعدہ طور سے مرتب کرنا چاہیئے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ جین اتہاس کس چیز سے مرتب ہو اسکا جواب
یہی دیا جائیگا کہ جین پرانون سے۔ پھر دوسرا سوال کھڑا ہوتا ہے کہ کیا جین پران اتہاسک درشٹی سے دیکھے جاتے ہین۔
اس پر ہی آج مین کچھ اپنے وچار پرگھٹ کرنا چاہتا ہون

اتہاس کو انگریزی مین ہسٹری کہتے ہین اور لفظ ہسٹری ایک ایسے لفظ سے نکلا ہے کہ جسکے معنی ہین جاننا یعنی درحقیقت ہسٹری کے
معنی گیان یعنی علم کے ہین۔ کسی چیز کے حالات کا ایسا گیان کہ جس سے اوسکی ترقی و تنزل اور انکے اسباب کے معلوم ہو سکین اوس
چیز کی ہسٹری ہے۔ اور اصطلاح مین زیادہ تر کسی ملک یا کسی قوم کے اس قسم کے گیان کو ہسٹری کہتے ہین۔ زمانہ حال مین لفظ ہسٹری
کا اطلاق ایسے سنون مین ہی ہوتا ہے کہ کسی شاہی خاندان یا کسی قوم کا فلان بادشاہ فلان سن مین مرا اوسکے بعد فلان بادشاہ
فلان سن مین تخت پر بیٹھا وہ فلان سن مین مرا اوس نے فلان فلان ملک فلان فلان سنون مین فتح کئے اسطرح کے سلسلہ وار
حال کو ہسٹری کہتے ہین۔ اس قسم کا غیر دلچسپ حال گو ایک قسم کی ہسٹری ہے لیکن اس قسم کا حال ہسٹری کے اصلی مقصد کو پورا نہین کرتا ہسٹری
کا اصلی مقصد و مطلب یہ ہے کہ اوس سے کسی قوم یا نسل یا ملک کی ترقی و تنزل و آرام و تکلیف کے اسباب معلوم ہون اور اسکے پڑھنے
سے بخوبی ظاہر ہو کہ فلان قوم یا نسل کے فلان بادشاہ نے اس اس طرح سے ترقی کی۔ اس طرح سے تنزل کیا۔ ان ان باتون سے آرام پایا
ان ان باتون سے تکلیف اوٹھائی۔ زمانہ حال مین اور خاصکر جو ہندوستان مین طلباء کو ہسٹری صرف سنون و تاریخون وغیرہ کا مجموعہ
پڑھایا جاتا ہے اوس سے کچھ اس قسم کا مقصد زیادہ تر پورا نہین ہوتا اور نہ اس قسم کا اتہاس بہت زیادہ مدت مدید کا ہوسکتا ہے۔
میرے خیال مین اس قسم کا اتہاس یعنی جسمین سن و سال۔ بادشاہون کی حیات و وفات و دیگر مشہور واقعات کا سلسلہ وار دیا گیا ہو اس قسم کا
اتہاس دنیا کی کسی قوم و ملک کا تین ہزار برس سے زیادہ پہلے کا موجود نہین ہے۔ پس اس قسم کا اتہاس قدرتی طور پر نہ تو زیادہ مدت مدید کا
ہوسکتا ہے اور نہ اس قسم کے اتہاس سے جو اتہاس کا اصلی مقصد و مطلب ہے وہ پورا ہوتا ہے زیادہ تر ہمکو ایسے لٹریچر کی جن سے یہ معلوم
ہو کہ کن کن امور کے کرنے سے کسی ملک کے بادشاہون نے ترقی حاصل کی کن کن کامون کے کرنے سے اونکو تنزل ہوا انکی کن اسباب سے
اوس ملک کے سینہ سپر ہو کار رہی۔ تاجرون مختلف علم و ہنر کے جاننے والون نے عروج پایا اور برخلاف اسکے کن کن باتون سے اونکو
زوال ہوا کس قسم کا انتظام سلطنت کرنے سے رعایا و پرجا کو آرام نصیب ہوا اور کن کن خرابیون سے رعایا نے تکلیف اوٹھائی۔ اس قسم
کے بیان کے لٹریچر اگر ہین تو وہ اتہاس کے اصلی معنی مین اتہاس ہین۔ اب اگر جین پرانون کا اتہاس کے ان خیال کے معنی کے لحاظ سے یعنی
سن و سال وغیرہ کے سلسلہ وار حال کے لحاظ سے دیکھا جاوے تو ضرور کہنا پڑیگا کہ پران اتہاسک درشٹی سے نہین دیکھے جاسکتے لیکن اگر

کہنا بالکل ٹھیک و درست ہے۔ آج کل اس بات کی واقعی ضرورت ہے کہ ان باتوں کی طرف زیادہ توجہ دیجاوے لیکن ہماری سماج ادہر
توجہ نہیں دیتا۔ اور یہ بات ہمیشہ ہوتی ہے کہ جو قوم اصلی اصول کو بھولجاتی ہے اور صرف کریا کانڈ کے پیچھے پڑ جاتی ہے وہ ان باتوں
پر کم توجہ دینے لگتی ہے۔ چنانچہ ایسا ہی حال آجکل جین سماج کا ہے میرے خیال میں جب تک وہ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں دیگی اوسکی
حالت نہیں سدہر سکتی سماج کی آیندہ ہستی کا دارو مدار سماج کی آیندہ سنتان پر ہے۔ اسلئے سماج کو اپنی سنتان کی جسمانی۔
دماغی اخلاقی حالت درست کرنیکے لئے مناسب طریقے جاری کرنے کو سب سے بڑا دہرم سمجہنا چاہیئے۔ مردم شماری کی رپورٹوں کو ضرور
پڑہنا چاہیئے اور اپنی مردم شماری کی دن بدن گہٹتی کو روکنے کیلئے تدابیر کرنی چاہئیں۔ اور بال بواہ۔ برده بواہ۔ انمیل بواہ۔ کنیا
بکری و فضول خرچی وغیرہ کا سماج سے منہ کالا کرنا چاہیئے۔ یہ تو نہیں ہے کہ جینی دوسروں کا اوپکار نہیں کرتے ہیں لیکن ہاں اصلی
اصول کو فراموش کر دینے کی وجہ سے ایک اندری جیووں کے اوپکار کی طرف زیادہ جہکے ہوئے ہیں۔ سوا ہنسا پرمو دہرم کے اصول
کو ٹھیک طور سے سمجہکر کل جیو ماتر کے اوپکار کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیئے۔ منشوں کا اوپکار کافی طور سے کرنا چاہیئے دیش کے فائدہ
کے کاموں۔ صنعت و حرفت و تجارت کے کاموں۔ زمانہ کی نئی ایجادوں و تحقیقاتوں میں حصہ لینا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی ساتھ
اپنے دہرم کی واقفیت و اپنے دہرم کے نیموں کی پابندی کرتے رہنا چاہیئے جس جین دہرم کو تم جیو ماتر کا کلیان کرنیوالا سمجہتے ہو
اوسکا پرچار کشادہ دلی سے کرنا چاہیئے۔ اوسکو صرف اپنی ہی میراث نہیں خیال کرنا چاہیئے۔ ان ہی سب باتوں کو زیادہ ترقی
دینے کے لئے بعض اشخاص جوش میں آکر دہارمک کریاؤں کا النیدہ کر دیتے ہیں۔ لیکن یاد رکہو سخت غلطی ہے اونکو چاہیئے کہ دہارمک
کریاؤں کو لئے ہوئے یا زمانہ کے موافق اون کریاؤں کی کسی اچہی ترمیم شدہ شکل کو لئے ہوئے سدہار کا اوپدیش دیں۔ ٹولیس ہر کسو کرہم
پرانی بات اور اچہی) پالیسی کچھ اچہی نہیں ہوتی ہے کانسرویٹو (پہلی باتوں کو مناسب طریقہ سے قایم کرنیکی) پالیسی سے کام کرنا
چاہیئے۔ اس مضمون سے میرا مطلب کچھ بحث مباحثہ سے نہیں ہے۔ میں اعتدال پسند ہوں۔ میری دلی خواہش ہے کہ جین دہرم
دنیا میں قایم رہکر جیووں کا کلیان کرتا رہے۔ اور جین سماج کی ہر طرح سے ترقی ہو میرے خیال میں یہ ترقی ایکانت طریقہ سے
کسی ایک طرف کو کہینچ کرنے سے ہرگز نہیں ہوگی۔ بلکہ اصول و کریا دونوں کو عقلمندی و اعتدال کے ساتھ ملاکر عمل کرنے سے ہوگی
اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اصول کو بہی نہ بہولیں اور کریاؤں کو بہی مناسب طریقہ سے کرتے رہیں۔ ایک کو چہوڑنے سے دوسرا
بہی لازمی طور سے چہوٹ جائیگا اور پہر ایک لامذہب غیر دلچسپ زندگی رہجائیگی

کیا جین پوران اتہاسک درشٹ سے دیکھے جا سکتے ہیں

(از بابو ... داس جی جین بی۔ اے وکیل میرٹھ)

اس زمانہ دنیا میں اتہاس کا بہت چرچا ہے۔ ہر قوم اپنے اتہاس کی کہوج لگا رہی ہے۔ ہر فرقہ اپنے اتہاس کی جستجو میں ہے جب
کسی کو کوئی بات ثابت کرنی ہوتی ہے تو اتہاس کی مدد تلاش کی جاتی ہے اکثر آپ نے آدمیوں کو کہتے سنا ہوگا کہ فلاں اتہاس سے کہ وقت

دو دہیو تو مین شفاخانہ کے سے ہین جہان پر آپ جا پانی دوا نکر ہین ۔ اور دو مدسہ کہ ایسے شخص کو دیتے کہ جو تنگی کی حالت
مین ہو ۔ شرم کے باعث کسی پر سوال نہ کرسکتا ہو ۔ (نوٹ) لالہ صاحب کا منی آرڈر آگیا ہے ۔ روپیہ حسب تحریر دیا جائیگا ۔ ہم چا
دان اسکو کہتے ہین ۔ آپ نے دسلاکشی دہرم کے سروپ کو سمجھ کر تیاگ دہرم کی جا معلوم کرکے یہ دان کیا ہے ۔ اسکے علاوہ کچھ روپیہ
دیگر مین انسٹیٹیوشن کو بہی روانہ کئے ہین ہم جین سماج کے دولت مندون کی توجہ اسطرف دلاتے ہین کہ وے لالہ سوج بہان جی
سے سبق حاصل کرین ۔ اور اپنے دان کو جائز طریقہ سے دیکر پونیہ حاصل کرین " پرویپ "

لوکل

موسم اچھا ہے ۔ بخار کی شکایت جاری ہے ۔ رات کو سردی ہونے لگی ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ بارش کی زیادتی سے فصل کپاس کی خراب
ہوگئی ہے یہ سب غریب لوگونکی بدقسمتی کا نتیجہ ہے ۔ ویسا ہی پہلے ہی روئی کا نرخ گران تہا ۔ اب فصل کی خرابی نے اور بہی خرابی
پیدا کردی ہے ۔ دیکھئے جاڑون کا موسم غریب لوگ کسطرح سے گذارینگے ۔
بہادون سدی دسمی کو چہڑیون کا میلہ ہوگیا ۔ مقامی سیوا سمتی نے اپنا فرض ادا کیا میلہ مین جانے والون کو ٹہنڈا پانی پلایا ۔
مستورات کی نگرانی کی ۔ چند بچون کو تلاش کرکے انکی ماتاؤن کے سپرد کئے ۔ میلہ کے بازار مین خراب اشیاء نہ بکنے پائین اسکی نگرانی
کی غرض بڑی شانتی سے اپنا فرض پورا کیا جس سے لوگون کو بڑا آرام ملا ۔ اسکے بعد اننت چودس کو نکلنے والے جین جلوس
مین بہی سیوا سمتی نے کام کیا ۔ اور وہ کام کیا کہ جس سے ہندو مذہب کے ہر ایک فرقہ مین پریم کا دائرہ وسیع ہوا ۔ ہم یہان پر
دیگر کام کی کوچنا نہین کرتے صرف اتنا ہی لکھ دیتے ہین کہ اگر سمتی مذکور اسی طرح سے اپنا فرض ادا کرتی رہی تو یہ پبلک کی
نظرون مین بہت بڑی وقعت سے دیکھی جاویگی ۔ اننت چودس کے روز جین مندر مین بابو کلونت رائے جی کی تحریک اور بابو
اننت پرشاد جی کی تائید سے سیوا سمتی کا شکریہ پرستاؤ پاس ہوا ۔ پہر بابو کلونت رائے جی کی تحریک اور ہماری تائید سے گورنمنٹ
کی جنگ مین جلد فتح ہونے کے لئے پرارتھنا کی گئی اور پرستاؤ پاس ہوکر ضلع مجسٹریٹ بہادر کی سیوا مین روانہ کیا گیا ۔ پہر ہماری تحریک
اور بابو اننت پرشاد جی کی تائید سے پنڈت ارجن لال جی سیٹھی کے بارے مین پرستاؤ پاس ہوکر ایک تار بغرض رہائی سیٹھی جی صاحب
حضور ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کی خدمت مین شملہ اور ایک تار بخدمت مہاراجہ جے پور روانہ کیا گیا ۔ " چندیپ "

اصول ورسم فروعات

(گذشتہ سے پیوستہ)

دوسری قسم کے اصحاب پر اپکار کرنے ۔ رہنی سنتان کو لائق بنانے ۔ دنیا سے بیہودہ قال بہری عادات دور کرنے ۔ اور دعمال کی
نئی ایجادون اپنی تتیماتون کا فائدہ پہونچانے ۔ اپنا علم بڑہا کر انکی ایجادین وغیرہ دیگر تحقیقاتین ذخیرہ کرنے پر زور دیتے ہین ۔ سیوا وغیرہ

کیا زیادہ تعداد مین عورتون کے جمع ہوجانے کا نام پربہاؤ نا ہے۔ یا ناٹک کے لڑکون کا اچھا سوانگ بنکر جانا پربہاؤ نا ہے۔
یا گانا ناچنا یا تماشا دکھانا اسکا نام پربہاؤ نا ہے اگر مجمع کا نام پربہاؤ نا ہے تو سہارنپور مین جب لالہ جیو پرشاد جی کے یہان
گوبردہان بندی کا ناچ ہوا تھا تب سارے شہر کے بڑے بڑے لوگون کی گاڑیان آتی جاتی تھی اور بہت بھیڑ تھی جگہ نہ ملتی تھی۔ تو وہان
زیادہ پربہاؤ نا ہوئی ہوگی کیونکہ لالہ صاحب بہی پربہاؤ نا کے مضمون سے خوب واقف ہین۔ اور اگر لڑکون کے سوانگ کا نام
پربہاؤ نا ہے تو دیوبند اور ڈیرہ دون وغیرہ اسکے گہر کہہ جانے چاہئین کہ جہان پر بڑی دہوم دہام کے سوانگ ہوتے ہین اور لڑکون کو
سوانگ بہرکر بالکل عورت کے روپ مین بنا دیتے ہین۔ گویا روپ بہرنے والے ایک نئی سرشٹی رچ دیتے ہین۔ اور اگر بیانی ناچنے
گانے چٹکلے کا نام پربہاؤ نا ہے تو پاپی شہر مین رنڈیون کے ناچ مین زیادہ پربہاؤ نا ہوتی ہوگی۔ ایسا ہمارا یقین ہے۔ اور اگر ان باتون مین پربہاؤ نا نہین ہے
تو ناٹک کہ جسمین پربہاؤ نا کہی جاسکتی ہے بہی خوف ہے کہ ہندو بہائیون کی رام لیلا کرشن لیلا۔ ہیر رانجہا۔ پدماوتی وغیرہ کی طرح
سے یہ جین ناٹک بہی کہین زور نہ پکڑ جائین۔ اور ان کے کل جلسات کے ہی سہارے سے بند ہونے لگ جائین۔ اگر ایسا ہو گیا
تو اس سماج کے اندر بجائے انگریزی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ اردو۔ تواریخ۔ دہرم شاستر وغیرہ سب علم و ہنر کے صرف ناچنے گانے
اور مٹکنے کی تعلیم لازمی اور ضروری ہو جائیگی جس سے سماج کو سکول و دیالیہ۔ بورڈنگ وغیرہ کا بہشٹ (؟) نہ کرکے چند ڈوم
ڈاریون کا ملازم رکھ لینا کافی ہوگا۔ ” پردیپ “

(۹) انبالہ چہاونی سے لالہ پدم پرشاد جی منتری تحریر فرماتے ہین کہ ۳ اکتوبر ۱۹۱۲ء کو ہماری قوم کے شرومنی پنڈت شریمان دہنالال جی
و شریمان پنڈت دیو کی نندن جی مورینہ تشریف لائے۔ اور رات کو جین مندر جی مین آپ صاحبان کے منوہر ویاکہیان ہوئے اگلے
روز جین مندر کے باہر میدان مین عام سبہا ہوئی۔ لالہ سوہن لال جی سبہاپتی بنائے گئے اول پنڈت چمن لال جی اودہیاپک جین
پاٹہ شالا انبالہ نے منگلاچرن کیا۔ بعد اسکے پنڈت دیو کی نندن جی نے مورتی پوجا پر بڑا عمدہ اور مدلل ویاکہیان دیا۔ اور ثابت کیا
کہ مورتی پوجا لازمی اور ضروری بات ہے۔ اسکی ہر شخص کو ضرورت ہے۔ اور ہر شخص مورتی پوجک ہے۔ اسکی تائید شریمان پنڈت دہنا
لال جی نے بہت اچہی طرح سے کی جسکا حاضرین جلسہ پر بہت اچہا اثر پڑا۔ بعد ازان لالہ میہر سنگہ صاحب نے ویاکہیان کی تائید کرتے
ہوئے پنڈت جی صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ اور اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے مورتی پوجا کو لازمی اور مفید بتلایا۔ اسکے بعد لالہ
منوہر لال جی نے پنڈت صاحبان کا اور سبہاپتی صاحب کا و حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کیا پہر جے جین ہوکر جلسہ سمابت ہوا۔
(نوٹ) مورتی پوجا کا مضمون ہر ایک دنیادار کو ماننا ہوگا اب سوال کہ مورتی کیسی ہو اور پوجا کس طرح سے کرنی چاہئے۔ یہہ
شانتی کے ساتھ وچارنا اور سمجھنا ہوگا۔ ہمارے خیال مین تو پنڈت صاحبان انبالہ غرض چندہ سد شانت (؟) ودیالیہ مورینہ
کے تشریف لے گئے ہونگے۔ لیکن لالہ رام پرشاد جی نے یہ مضمون ظاہر کیا کہ ودیالیہ کے لئے چندہ کس قدر ہو گیا ہے امید تو یہ ہے کہ
انبالہ سے اچہی کامیابی ہوئی ہوگی جو معلوم ہونے پر آئندہ ظاہر کیا جائیگی۔ ” پردیپ “

(۱۰) بلاس پور ضلع انبالہ سے لالہ سورج بہان جی جین تحریر فرماتے ہین کہ مبلغ چار سو روپیہ ہر بندیہ منی آرڈر رسال خدمت انہیں سے

ستی کا مقصد قوم اور دیش کی سیوا کرنا ہے۔ چنانچہ گلی و کوچوں پاس نے اپنی خدمات انجام دی ہیں۔ اب دو سال کشتی ہوئے کہ موقع پر بھگوت بھگتی کا آنند اس کی وجہ سے خوب ملا۔ سنت کا اندر نیز لگا کر بڑے آنند سے بھجن ہوتے تھے جن کا خلاصہ ہندی زبان میں بھائی پنجابی چندی سود سنالال بھی نے خوب اچھی طرح سے کر دیا کہ شتاب اس ستی کی طرف سے ایک پاٹھ شالہ جہاں کہ عوام کے لئے دھارمک گرنتھ اور اخلاقی پستک جمع کیا جائیگی اور اخبارات بھی منگائے جائینگے چندہ ہو رہا ہے کچھ جمع کیا ہے۔ امید ہے کہ آپ بھی کچھ امداد فرما کر مشکور فرمائینگے ۔

نوٹ ۔ ہم بلا استثنیٰ سب کو بدھائی دیتے ہیں کہ اس ستی کے نوجوان سیوکوں سے ملے۔ اور کچھ نصیحت آمیز باتیں بتلائیں جن کو سب چھوڑ کر ہر لڑکی کی ضرورت ہے۔ لیکن یہ ہم ضرور کہینگے کہ اس ستی کے سیوکوں کو بلا خیال کسی مذہب یا قوم حتی الامکان پرانی رسم کی سیوا کرنی چاہیے تب ہی پریم اور سیوا کا نام سارتھک ہو سکیگا۔ نام بڑا اور کام تھوڑا کچھ خوبصورت نہیں ہوا کرتا۔ بلکہ نام چھوٹا اور کام بڑا بہت اچھا معلوم ہوا کرتا ہے۔ سیوا کے وسیع دائرہ میں دھرم۔ کرم۔ شانتی آنند۔ سکھ۔ مکتی غرض سب آجاتے ہیں اور دوسرے سیوا کے دائرہ میں موکش تک کو آجانے کی گنجایش ہے۔ اس لئے پریم سے سیوا کرو۔ سیوا کرنا چھوٹا کام نہیں ہے یہ ایک بڑے مہتو کا کام ہے۔ سیوا کرنے سے ہی سرداری ملتی ہے۔ سیوا ہی سکھ شانتی کا برکش ہے لیکن وہ سیوا وسیع میدان کو لئے ہوئے ہو۔ وہ سیوا سچی بھاؤنا کو لئے ہوئے ہو۔ اور وہ سیوا سچے دل سے کی گئی ہو۔ پس عزیز سیوکو سیوا تمہارا دھرم ہے۔ اسکو ادا کرو اور آنند سے دن بتاؤ۔ پردیپ

(ھ) ریاست رامپور سے پنڈت بنارسیداس جی تحریر فرماتے ہیں کہ لالہ بسنت رائے جی خلف لالہ گرداری لعل صاحب رئیس ریاست رامپور نے انت چودس کے روز مبلغ ایک ہزار روپیہ اس تفصیل سے دان کیا ہے کہ مبلغ پانچسو روپیہ شیش بھر ہیچیریہ آشرم کو اور مبلغ پانچسو روپیہ جین مندر رامپور کو۔ اور روپیہ اس طریقہ سے لگایا جاوے کہ ایک ہزار کی جائداد خرید کیجاوے جس کی نصف آمدنی آشرم کو اور نصف مندر جی کو دی جاوے یہاں کی جین دھرم اُنتی سبھا کا جلسہ ۳۱ اگست کو بڑے دھوم دھام سے ہو گیا تھا۔ اس موقعہ پر منیا سندری ناٹک بھی کھیلا گیا تھا جس سے جین دھرم کی پربھاؤنا زیادہ ہوئی۔ اور دسلاکشن پرب بڑی دھوم دھام کی پربھاؤنا کے ساتھ سماپت ہوا۔ اس موقعہ پر بھی ناٹک ہوا۔ اور جل دہار مرادآباد کے میلہ پر بھی یہاں سے ناٹک گیا رائے بہادر لالہ چھوٹے لعل جی کی کوٹھی پر دو ہزار اشخاص کی حاضری میں کھیلا گیا۔ بہت پربھاؤنا ہوئی ۔

(نوٹ) لالہ بسنت رائے جی کا دان قابل تقلید دیگر دولتمندوں کے ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ اب ہمارے بھائی دان کا طریقہ سمجھنے لگے ہیں۔ اگر سندر جی میں دان کیا ہوا پانچسو روپیہ نقد دیا جاتا۔ تو ضرور تھا کہ کوئی ہاتھی گھوڑوں کے شوقین بھائی اس روپیہ سے ایک ہاتھی کا روغن دار کھلونا تیار کرا لیتے۔ یا بلا ضرورت پردہ۔ چندوا بنوا کر منگوا لیتے لیکن آپ نے ایسا نہ کر کے ہمیشہ کے لئے روزانہ خرچ میں آنے والی آمدنی مقرر کر دی ہے۔ یہ بہت ہی اچھا ہوا۔ ہم آپکا سماج کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اب رہی ناٹک اور پربھاؤنا کی بات۔ ہمیں سخت تعجب ہے کہ ہمارے بھائیوں نے پھر بھی پربھاؤنا کس چیز کا نام رکھ چھوڑا ہے

مقامات سے خبریں آ رہی ہیں کہ ضلع بجنور بہر کے جال جلا دئے گئے ہیں اس کامیابی کیلئے پنڈت نوبہت رام جی کا چھند لینے شکریہ ادا کیا جاتا ہے
(نوٹ) کہاروں کی پنچایت نے بڑی برادریوں کے لئے رستہ جاری کیا ہے۔ کہ وے بھی اپنے اندر سے نرا یوں کو دور کریں۔ کہار قوم کو
بڑی اونچی قوموں نے اپنا رکہا ہے۔ اسکے ہاتھ کا پانی پیا جاتا ہے۔ کھانا کھایا جاتا ہے۔ پھر اس قوم کا سماج فی چلنا بڑا ضروری ہے ہم
دیگر ضلعوں کے کہاروں کو اسطرف متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وے مانس وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کریں۔ اور اپنے آچرنوں کو شدھ بنا دیں۔
جین بہائیوں کو لازم ہے کہ اپنے اپنے یہاں کے کہاروں کو اسکے لئے تیار کریں۔ "پردیپ"

(۶) میرٹھ سے رائے صاحب لالہ پربہو لال جی تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر ۲۵ ستمبر ۱۹ء کو بوقت دن کے دو بجے جین برادری کے رو برو یہ طے شدہ
ہوا کہ لالہ کندن لعل جی ۳۰ سال سے مندر جی کا کام نہایت کوشش اور جانفشانی سے انجام دے رہے ہیں۔ اور حساب آمدنی و خرچ باقاعدہ
اُن کے پاس ہے۔ جو کہ ہر ایک برادری کا بہائی دیکھ سکتا ہے۔ وے کسی کو کبہی انکار نہیں کرتے۔ مگر پھر بہی اُنکی دل شکنی کے لئے کسی مخالف
شخص نے مندر جی میں نوٹس لگایا اور جین گزٹ میں ایک مضمون چھپوایا ہے۔ مندر جی کے نوٹس پر لالہ کندن لعل جی نے بہی ایک نوٹس
لگا دیا تھا کہ آج فلاں وقت ہم مع حساب کتاب مندر جی میں حاضر رہینگے۔ جس بھائی نے نوٹس لگایا ہے وہ خود یا برادری کا کوئی بہی بہائی
حساب آکر دیکھ لیوے۔ اور حسب وعدہ وے مندر جی میں موجود رہے۔ لیکن کوئی نہ آیا۔ لیکن پھر بہی یہ کارروائی بند نہ ہوئی۔ اور نوٹس
برابر لگتے رہے۔ آج پنچایت کے رو برو جین گزٹ نمبر ۳۰ صفحہ ۹ و ۱۰ مضمون بہی پڑہا گیا جسپر سب نے افسوس ظاہر کیا اور لالہ کندن لعل
جی کی کل کارروائی قابل اطمینان و تسکین دہ ہے۔ اور ان سے بہتر شخص اس کام کے لئے کوئی نظر بہی نہیں آتا۔ اس لئے تجویز ہوا کہ
لالہ صاحب سے درخواست کیجاوے کہ وہ بلا خیال ایسی غیر ذمہ دار شکایتوں کے اپنا فرض منصبی برابر ادا کرتے رہیں۔

(نوٹ) ایسے تنگدل انسان ہر ایک برادری میں پائے جاتے ہیں۔ اور انکی تنگدلی اُسوقت زیادہ کام کر جاتی ہے جبکہ انکو نادر ...
پر ہر لوگوں کا سنبھال جاتا ہے۔ ہم لالہ کندن لعل جی سے بذات خود واقف ہیں۔ وے بیشبہہ برہمچریہ آشرم ہستناپور کے ... انچارج ہیں
لیکن یہ ہم کہے بلا ہرگز نہیں رہ سکتے کہ لالہ کندن لعل جی فی زمانہ ایک بڑے ہی دہرماتما پرش ہیں آپکی پرکرتی سولتا اور بہولا پن
دراصل دیوتاؤں جیسا ہے۔ آپکے کام میں کسی کو شک کی گنجائش رکھنا بالکل اپنی تنگدلی اور گرے ہوئے خیالات کا ثبوت دینا ہے۔
اسمیں کچھ شک نہیں کہ عام طور سے مندروں کے منتظمان بڑے بڑے ہاتھ مارتے ہیں مندروں کے روپیہ سے اپنے خرچ کے مکانات بنوا
لیتے ہیں۔ مندروں کی آمدنی سے اپنے چولہے کا خرچ چلاتے ہیں۔ اور مندروں کے از خود مالک بنتے ہیں لیکن کیا سب ہی ایک سے
تہوڑا ہی ہوتے ہیں۔ بعض بعض منتظم خود مانگتے ہیں۔ اور مندروں میں لگاتے ہیں۔ غرض سب انسان اپنی اپنی طبیعت اور پرکرتی کے
ہوتے جدا جدا کام لیتے ہیں۔ ہم میرٹھ کی جین سماج کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جس نے لالہ صاحب کے کام کی قدر کی۔ اور لالہ صاحب سے
درخواست کرتے ہیں کہ ایسی اوچھی باتوں کا ذرا بہی خیال نہ کریں۔ اور اپنی دہارمک سیوا کو بدستور انجام دیتے رہیں۔ "پردیپ"

(۷) مظفر نگر سے لالہ ادگرسین جی صراف لکہتے ہیں کہ "قومی ترقی چاہنے والوں کو یہ معلوم کرکے نہایت خوشی ہوگی کہ یہاں پر بہائی ...
جی سہوپتر لالہ دہوم سنگہ صاحب رئیس کی کوشش سے ایک "پریم سبہا" قائم کی گئی ہے۔ جسمیں کل ممبر نو عمر شریک کئے گئے ہیں۔ اس

بھائیوں کا ارادہ ایک دلالی شکشا کو پھیلانے کے لئے ایک سکول اونچی سکیم پر کھولنے کا ہو رہا ہے۔ جو یقینی ہے کہ بہت جلد کام کرنا شروع کریگا۔ کیونکہ لالہ گوکل چند۔ مانگی مل وغیرہ کی کوشش سے تقریباً سات سو روپیہ ماہوار کی آمدنی کا ایک جائداد ہو گئی ہے جس سے چندہ وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ مستقل آمدنی کی اس سے بھی زیادہ ہو جانے کی امید پڑتی ہے۔ سکول کے لئے لالہ جوہری جی بہت زیادہ کوشش کر رہے ہیں جس سے کامل یقین ہے کہ اسکول باقاعدہ کام کریگا۔ اور یہاں کی ایک او سوال دھرماتما استری نے بھی مبلغ ایک ہزار روپیہ جیو دیا میں دان دیا ہے۔ جسکا بار بار شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ سوامی جی کے ویاکھیان میں بہت حاضری ہو جاتی ہے اور جو آتے ہیں۔ وے سنکر نہایت خوش ہوتے ہیں۔ یہ موقعہ بڑے ہی بھاگیہ سے ہاتھ آیا ہے۔ اسلئے میں درخواست کرتا ہوں کہ میرے بھائی ضرور لابھ اٹھاویں۔

(۴) دہلی سے ماسٹر پریم چند جی جین تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر چاندنی چوک کے فوارہ پر ہر ایک مذہب کے لیکچر ہوتے ہیں سب کو سرکار کی طرف سے دن ملے ہوئے ہیں۔ لیکن افسوس جینی بھائی اس پرچار کے کام سے بالکل غافل ہیں۔ یہاں جب سے جین سماج کا آریہ سماج کے ساتھ بڑے معرکہ کا مباحثہ ہوا ہے۔ اور آریوں نے پورے طور سے شکست کھائی ہے تب سے آریہ سماج کے پرچارک فوارہ پر کھڑے ہو کر جینیوں کو کھلے میدان گالیاں دیتے ہیں اور تیرتھنکروں کی شان میں ایسے بُرے الفاظ استعمال میں لاتے ہیں کہ جو دائرہ تہذیب سے نکلکر بد تہذیبی کے دائرہ میں آجاتے ہیں۔ اور پبلک کو جینیوں سے اور جین دھرم سے نفرت دلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر دہلی کے جینیوں کو ضرور ہوشیار ہو جانا چاہیے۔ اور اپنا پرچار بھی فوارہ پر شروع کرنا چاہیے وغیرہ۔ (نوٹ) آپکی چٹھی بہت لمبی چوڑی ہے اور اس میں جوش دلایا گیا ہے۔ لیکن بھائی صاحب کو خیال کرنا چاہیے کہ جن کے پاس بجز گالیوں کو اور کچھ ہے ہی نہیں۔ وہ دوسروں کو اور دے ہی کیا سکتے ہیں۔ اُن لوگوں کی گالیوں کا گلہ کرنا فضول ہے۔ البتہ اپنے مشن کے پرچار کا انتظام کرنا چاہیے اور ضرور کرنا چاہیے۔ جو لوگ بکتے ہیں۔ اُنکو بکنے دو۔ کتوں کو بھونکنے سے ہاتھی کی طاقت میں فرق نہیں آتا۔ ہم دہلی کی جین سماج کا دھیان اس طرف دلاتے ہیں کہ ضرور دھرم کے پرچار کا انتظام کرے۔ اسکا آسان ذریعہ یہ ہے کہ چند ٹریکٹ مثلاً۔ اندر دیوتا سوم دیوتا وغیرہ جو ہمارے پاس تیار ہیں اُنکو شایع کراکر اور ویدوں کی اصلیت کھول کر تو آریہ سماجیوں کے منہ کو بند کرے۔ اور جین دھرم کے اصول شایع کراکر پبلک میں تقسیم کرے تاکہ خود بخود ہی اصلیت کا اظہار ہو جائے۔ ایڈیٹر

(۵) کیرت پور ضلع بجنور سے لالہ سکھر چند جی جین لکھتے ہیں کہ گذشتہ ماہ میں یہاں پر ضلع بجنور کے کہاروں کی ایک بڑی زبردست پنچایت ہوئی جسمیں تقریباً بارہ سو کہار مختلف مقامات سے آکر جمع ہوئے۔ ایک روز یہاں پنڈت نوبت رائے جی کا اہنسا دھرم کے اوپر بڑا ہی پُر اثر لیکچر ہوا۔ آپکے لیکچر کا ان لوگوں کے دلوں پر ایسا اثر پڑا کہ انھوں نے فوراً ہی حسب ذیل قواعد بنا کر برادری سے منظور کرائے۔ (۱) ضلع بجنور کا کوئی کہار ماس نہ کھائیگا۔ (۲) شراب نہیں پی سکیگا۔ (۳) مچھلیاں نہیں ماریگا (۴) دیوی کے آگے بکرا نہیں چڑھائیگا۔ (۵) اگر کوئی ان قواعد کے خلاف عمل کرے گا تو اسپر برادری مبلغ ۲۵ روپیہ جرمانہ کریگی۔ (۶) جو اس قسم کی بھی اطلاع برادری کو دیگا وہ مبلغ ۱۰ روپیہ انعام پائیگا۔ اسکے بعد مچھلیاں پکڑنے کے تمامی جال تو اسی وقت جلا دئیے گئے۔ سب دیگر

ہے بھگوان۔ اکلنک۔ تم تو ہماری سُنلو۔ کیا ایسے پاپیوں کے ہاتھوں سے دہرم کا ناس ہوئے۔ جو آپ کو منظور ہوگا۔ کیا ان دہرم
درد ہی لوگوں سے دہرم کی رکشا کرنے کے لئے آپ جنم نہ لینگے۔ بچاؤ مہاراج دہرم کو۔ اور مٹاؤ ان پاپیوں کے اس پاپ چرن
کو۔ تب ہی دہرم کی رکشا ہوگی اور دہرماتماؤں کا کلیان ہوگا۔ کچھ دیر بعد باوا جی چیلوں کے نظروں سے غائب ہوگئے اور
انکا آج تک پتہ نہیں لگا۔

خط و کتابت

(۱) لالہ کشنامل بشنامل جی راماں منڈی سے تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر شری پرم پوجیہ سوامی سوہن لعل جی مہاراج کے چیلے سوامی
بہاری لعل جی مہاراج و بہو سوتری شری سوامی کرم چند جی مہاراج ٹھانے چار سکھ سیاتا سے براجمان ہیں۔ دہرم دہیان خوب ہو رہا ہے
اور پجوسنوں میں حلوائیوں کی بہٹیاں قصاب خانہ۔ آٹے کی مشینیں سب بند کرا دی گئی تہیں۔ اور سب بہائیوں نے خوب دہرم دہیان کیا۔
(۲) منشی درگا داس سکرٹری جین سیوک سوسائٹی انبالہ شہر تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر شری پرم پوجیہ سوامی سوہن لعل جی کے ممبر چیلے
شری لیکی ستی ہیموجی ٹھانہ چار سکھ سیاتا سے براجمان ہیں۔ اور پریوشن بہت آنند سے منایا گیا۔ دیاکھیان میں حاضری چار سو کے قریب
رہی۔ اور جین سیوک سوسائٹی کی تحریک سے تقریباً ۲۵۰ روپیہ نقد اور وعدہ سے جمع ہوا جو دہرم ستھانوں شملہ جین پاٹھ شالا و
جین بورڈنگ ہاؤس اور دیگر دہرم کاریوں میں لگایا گیا۔ اُمید ہے کہ دیگر جینی بہائی بہی اسی طرح سے اپنے دان کی پرنالی کو بدل کر
سچے دان میں دہن لگاوینگے۔
(۳) دہلی سے لالہ السمبر داس جی جین تحریر فرماتے ہیں کہ ہم بڑے فخر کے ساتھ یہ بات ظاہر کرتے ہیں کہ شری سوامی بال برہمچاری سوامی مولی چند
جی مہاراج و شری سوامی چھوٹے لعل جی مہاراج و دیگر سات ٹھانوں کا چترماس دہلی میں ہے جنکے پربہاؤ شالی عام دیاکھیان و کڑی
تپسیائے جو جین دہرم کا ہتو پرگٹ ہوا اور ہو رہا ہے وہ دیکھنے اور سُننے والے ہی جانتے ہیں۔ ہاں ہم اتنا ضرور کہینگے کہ ہزارہا جیوں کی
جان بچائی گئی اور ۱۵ دن کے اپواس کے بعد یعنی پارنے کے دن صدہا غریبوں محتاجوں کو حسب خواہش دودہ پلایا گیا اور لڈو و روٹیاں
تقسیم کی گئی۔ لالہ پورن چند رتن چند جی جوہری نے ۲۵ من دودہ میں تین من چینی ملا کر بڑے ہرش سے عام طور پر پلایا اور لالہ
ستسدی لال جی پہاڑی دہیرج والوں نے ۴ من لاڈو سادہرمی بہائیوں کے گھر تقسیم کرکے باتسلیہ پن ظاہر کیا اور دس من لاڈو
و پچاس روپیہ کی ریزگاری بہوکوں کو بانٹ کر پنیہ حاصل کیا۔ اسی طرح سے بہت سے بہائیوں سلطان چیلہ و یہاں کے اوسوال
بہائیوں نے مبلغ [illegible] روپیہ پارنے کے دن اور [illegible] روپیہ چوہری سے پہلے جیو دیا کے لئے دان دے کر بہت سی گائے بہینس
بیل و دیگر جانوروں کی جان بچائی۔ اور بچا رہے ہیں۔ و زیادہ شخصوں نے چار پرکار کا نیم لیا۔ یعنی تین تیاگ۔ کچی ہری و پہل پہول کے
استعمال کا تیاگ۔ کچے پانی کا تیاگ۔ سبزی کا قطعی تیاگ۔ اس تیاگ کا نتیجہ ہے اندری دمن کیتے ہوئے آتمک شکتی کا بڑہنا ہے۔
اور لالہ گوکل چند جی جوہری شہر دہلی۔ و لالہ جوہری لعل جی مکیم پہاڑی والوں نے جیو دیا دان میں بہت کچھ اسی طرح یاد دیلی سنگہی
شریمتی۔ لالہ امراؤ سنگھ و لالہ ماگی لال جی۔ لالہ بہکا مل جی وغیرہ بہائیوں نے خوب دریا دلی سے دان پن جیو دیا کے لئے کیا۔ اور یہاں کے

گرو گھنٹال کو نکالنا چاہتی باواجی۔ ایک آدمی کی طرف اشارہ کر کے۔ ارے بول تو کیا چاہتا ہے۔ (آدمی) مہاراج میری خواہشات
ایسی نہیں ہیں۔ کہ جیسی ان بدمعاش رنڈی نے ظاہر کی ہیں۔ میں تو محض دو باتیں آپسے چاہتا ہوں مجھے تو یہ پروان ہو جائے کہ
(۱) میرے گھر میں ہمیشہ لڑکیاں ہی پیدا ہوں جس سے میرا گھر روپیہ پیسہ سے بھرا نظر آئے۔ اور خود بھی مجھ کو کبھی منہ نہ دکھانا پڑے۔ (۲)
میں گئو خرفروشی جیسے کنجڑوں کے کام کو کرتے ہوئے بھی برادری میں عزت دار بنا رہوں۔ باواجی۔ ارے اس گھو پاپی کو بھی یہاں سے
نکالو اور زمین کو لیپ پوت کر صاف کرو۔ ایسی ہی پاپی آتماؤں نے اس سنسار کو بھرشٹ کیا ہے۔ ہائے کنجڑوں کے کام کریں اور
عزت کا سہرا سر پر باندھیں۔ کتنا غضب۔ کتنا ظلم۔ کیا اب بھی کوئی مہا پرجیسی آتما پیدا نہیں ہوگی۔ (چیلا اٹھتا ہے۔ اور اسکی
گردن میں ہاتھ ڈالکر باہر نکال دیتا ہے۔) باواجی۔ تیسرے آدمی کی طرف دیکھکر کہو تم کیا چاہتے ہو۔ آدمی۔ مہاراج میں گلے کاٹوں
کا چودھری بنا ہوا عزت دار ہوں۔ مالدار ہوں میری خواہشات بُری نہیں ہیں۔ میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ ٹھگی خوب کروں۔
دوسرے ٹھگوں کا مال ہضم کروں۔ اپنے بھائیوں کے ٹانک گلے کی چھری سے کٹواؤں۔ اور پھر بھی عزت دار ہی بنا رہوں۔ کوئی
مجھے ٹھگ نہ کہے۔ باواجی۔ ارے نکالو۔ نکالو۔ اس پاپیوں کے گرو گھنٹال کو۔ یہ تو وشواس گھاتی ہے۔ متردروہی ہے۔ اور
احسان فراموش ہے۔ ایسے ہی لوگوں کی ہستی نے اس دیش کو پامال کر رکھا ہے۔ ارے غضب (چیلا آگے بڑھتا ہے اور چار دھول جما کر باہر
نکالتا ہے۔ باواجی۔ ایک بظاہر پارسا اور باطن شیطان سے پوچھتے ہیں۔ کہو جی تم کیا چاہتے ہو۔ جلدی کہو۔ آدمی۔ مہاراج میں
کوئی دنیادار نہیں ہوں۔ جو اپنی بُری خواہشات رکھوں۔ یہ سب لوگ جو نکالے گئے ہیں پاپی تھے۔ دُشٹ تھے اور چنڈال تھے
میں تو ایک دھارمک آدمی ہوں۔ میری خواہش یہ ہے کہ میں باواجی کہلاؤں۔ کوئی میرے آچرن کی پریکشا کے لئے تیار نہ ہو۔ آج کل
دھرم چورن کی سنگھٹن بھی نہیں ہے کہ جو شاستروں کے مطابق آچرن پالے جائیں۔ گرم پانی پینے گرمی معلوم ہوتی ہے۔ اسلئے ٹھنڈا
پانی پینا پڑتا ہے۔ بہت لوگ بھکتی کے لیس ہو کر حلوا۔ پوری۔ مٹھائی۔ پھل۔ پھول۔ میوا وغیرہ کھلاتے ہیں۔ یہ سب انکا پریم
قایم رکھنے کے لئے کھانا پڑتا ہے۔ لوگوں کی منہ دیکھی کہنی پڑتی ہے۔ اگر انکی ہاں میں ہاں نہ ملائی جائے تو بنی بنائی روٹیاں ملنی
مشکل ہو جائیں۔ بھلا ہم تھوڑے ہی بنی بنائی لے یا۔۔ اگر بناکر کھانی آتی تو ایسا ڈھونگ ہی کیوں بناتے۔ غرض مہاراج ہم اور کچھ نہیں
چاہتے۔ ہماری خواہش تو بس یہی ہے کہ ہم مانے جائیں۔ اور باواجی کہلائے جائیں۔ کوئی ہماری روٹیوں میں بادھک نہ ہو۔
باواجی۔ چیلوں۔ دیکھتے کیا ہو غضب ہو گیا۔ پلو بابا لے۔ یہاں کا تو دانہ پانی ہی پاپ کا مول ہے۔ ہائے ہائے یہ دُشٹ دھرم
دروہی کس قدر بُری باسنا رکھتا ہے۔ اور پھر بھی اپنے کو دھارمک بتلاتا ہے۔ ایسے ایسے ڈھونگیوں نے ہی دھرم کا سوانگ
بنایا ہے۔ بھلا کہاں تو مہا پرسوامی کا کلیان کاری اپدیش۔ اور کہاں ان ڈھونگیوں کی پوپ لیلا۔ یہ تو جہاں اس کھتری [illegible]
کو بھی ملیامیٹ کرنے والے ہیں۔ یہ شخص ان پہلے پاپیوں سے بھی بڑھکر پاپی ہے وے تو دنیا کو ہی بھرشٹ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن
یہ شیطان تو دھرم کو بھی بھرشٹ کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ ہائے یہ پاپی سوانگ بنا دے۔ ہائے یہ پاپی روٹیوں کے لئے دھرم
کا گلا گھونٹے۔ اور کوئی اسکو منع نہ کرے۔ چیلو۔ نکالو اس شیطان کو یہاں سے اور اٹھاؤ اپنا ڈنڈا کمنڈل یہاں کا رہنا بہت ہی بُرا ہے

لوگون تم کیسے آئے ہو۔ اپنا مطلب ظاہر کرو۔ سب چند آدمی ہاتھ جوڑکر مہاراج آپکے پوتر درشنون کو آئے ہین۔ اور
مطلب کچھ نہین۔ باداجی دل مین۔ دیکھوان دنیاوی کتون کی بات۔ آئے ہین طرح طرح کی دنیاوی غرض لیکر۔ اور بتاتے ہین
درشنون کو۔ ظاہر۔ اچھا بھائی لوگون درشن تو تم نے کر لیئے۔ اب اپنے اپنے گھر کا راستہ دیکھو کیون جاسے گیان دھیان مین باہج ہوتا ہو
چند آدمی ہاتھ جوڑکر مہاراج آپ سے ہم لوگ اپنا دکھڑا رونے آئے ہین۔ آپ سادھو ہین۔ سنت ہین۔ کرم کی ریکھ پر میخ مارنے
والے ہین۔ اگر ہم کو کچھ بردان دوگے تو ہم دنیاداروں کا کلیان ہوجائیگا۔ باباجی۔ اچھا۔ اچھا بس کرو ہمنے تو پہلے ہی سمجھ لیا
تھا کہ دنیا کے جھگڑے ہمکو جھگڑنے کی غرض سے آئے ہین بھلا ہم تمہاری بناوٹی باتون مین کب آنے والے ہین۔ فقیری کرتے کرتے زمانہ
گذر گیا۔ تمہارے جیسے لاکھون آدمیون سے پالا پڑا ہے۔ کیا ہم اتنی بھی سمجھ نہین رکھتے۔

سب لوگ ہاتھ جوڑکر۔ ہان ہان مہاراج آپ تو پورن برہم ہین۔ انترجامی ایشور ہین۔ بھلا جب آپ ہی گھٹ گھٹ کی جانوگے۔
تو جانیگا کون۔ ہم سب آپکے بال بچے ہین۔ آپکی شرن مین آن پڑے ہین اور آپ سے آشیرباد چاہتے ہین۔ کرپا کرکے بردان کیجئے۔
باداجی ارے گیانیو مت زیادہ بولو۔ ہم ایشور نہین ہین بلکہ آدمی ہین تم خود غرض ہو اسلئے ہماری بڑائی کے پل باندھتے ہو
ہمکو تمہاری یہ باتین پیاری نہین لگتی۔ سب لوگ۔ ہان ہان مہاراج ٹھیک ہے۔ آپ ایشور تو نہین لیکن ایشور کا روپ ضرور
ہین ہمارا ارادہ کشا کیجئے۔ باباجی۔ ایک عورت کی طرف اشارہ کرکے۔ مائی تو بتا کیا چاہتی ہے۔ اور تیری اصلی غرض کیا ہے۔
عورت (جو ننگی تھی) ہاتھ جوڑکر۔ بھگوان آپکو سلامت رکھین۔ مہاراج مین تو بہت کم باتین چاہتی ہون۔ آپ مجھے اسقدر
بردان دیجئے کہ (۱) دنیا کے مرد بیچارے ہوجائین۔ (۲) جسقدر لڑکے پیدا ہون انکی شادیان نہ ہون (۳) جن مردون کی
شادیان ہوچکی ہین انکی عورتین مرجائین۔ اور وے رنڈوے ہوجائین (۴) سب مردون کے بوڑھے ماں باپ مرجائین
کیونکہ وے ہماری آمدنی مین بادھک ہوتے ہین۔ (۵) کل اخبارون کے ایڈیٹر اور اخلاقی کتابون کے مصنف مرجائین جو
سب ہماری برائی کرتے رہتے ہین (۶) جو گرہستون مین آگ لگ جائے۔ اور بے پردیشی لوگ مرجائین۔ تاکہ ہماری آمدنی کا
راستہ صاف ہوجائے (۷) دنیا مین جسقدر بھی لڑکیان پیدا ہون وے سب ہمارے ہاتھ لگ جائین تاکہ ہماری ترقی ہو۔
(۸) سب نوجوان گانٹھ کے پورے عقل کے اندھے یعنی زردار بیوقوف ہوجائین تاکہ ہمارا کچھ راج ہوجائے (۹) علمی
دنگا ہین۔ اور سندر وغیرہ سب گرجائین۔ کیونکہ یہ بھی ہماری آمدنی مین رکاوٹ ڈالتے ہین۔ بس مہاراج یہ خواہش پوری
کردو۔ اور اگر کوئی باقی رہیگی تو کل عرض کرونگی۔

باواجی بلند آواز سے۔ ارے کوئی آدمی ہے۔ اس بدکشنی کو ذرا بین اور یہان کو یہانسے جلد نکالو۔ یہ تو دنیا بھر کو بھرشٹ کرنا
چاہتی ہے۔ بڑے غضب کی بات ہے کہ اسقدر انگل چاہنے والی کیسے بیوقوف آدمی ننگا ملکھی کے نام سے پکارتے ہین جب دیش
مین ایسے انگل چاہنے والی ہون جہان کے باشندہ ایسی پاپنی عورتون کو منگلا مکھی کہتے ہون۔ پھر بھلا دیش غارت
نہ ہوجائے تو اور کیا ہو۔ ہائے غضب اے جگدیش۔ اے دین بندھو۔ تو بہ ہے۔ یہ سنکر ایک مضبوط سا چیلا اٹھتا ہے۔ اور پنڈی

یعنی اگر پانچ ہزار روپیہ مستقل فنڈ میں جمع ہو جائے تو سکول ریکگنائز ہو سکتا ہے۔ بھلا یہ رقم بھی میرٹھ صدر کی برادری کے نزدیک کوئی بڑی بات ہے۔ پانچ ہزار میں مڈل سکول مستقل ہوتا ہے۔ بنا بنایا کھیل مفت میں ہاتھ آتا ہے۔ بنا بنایا کام اپنے کو ملتا ہے اور کام بھی وہ جس سے سنتان کا بھلا ہو۔ اور اپنا دنیا بھر میں نام ہو۔ ایک تو وہ لوگ ہیں کہ پرائے گھر جا کر کوڑی کوڑی جمع کرتے ہیں اور اپنے گھروں میں سکول قایم کرتے ہیں۔ اور ایک یہ لوگ ہیں کہ بنے بنائے سکول کے لئے ایسی کوشش نہیں کرتے کہ جس سے یہ ترقی کرتا چلا جائے۔ اور مستقل بن جائے۔ یہ برادری کی خوش قسمتی کا باعث ہے کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب ایک بڑے ہی قابل اور لایق نوجوان ہاتھ آ گئے ہیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کی ہم تعریف نہیں کرتے بلکہ سچے دل سے قدر کرتے ہیں۔ لہذا ایک جین سکول کو وہ کس قابلیت کے ساتھ چلا رہے ہیں۔ ہم سچ کہتے ہیں کہ جس سکول کو ایسے لایق ہیڈ ماسٹر نصیب ہو گئے ہوں اگر اس سکول کی طرف برادری بھی کافی توجہ دے تو وہ سکول مڈل ہی نہ رہے بلکہ بہت جلد ہائی سکول کی شکل میں نظر آئے۔ ہم خاص طور سے میرٹھ صدر کی اور عام طور سے کل بھارت ورش کی جین سماج کا دھیان اس طرف دلاتے ہیں کہ اس اسکول کی امداد کرنی چاہیئے تاکہ یہ لگا لگایا پودا پرورش پا کر اچھے پھل کا داتا بنے۔ ایسی چلتی ہوئی سنستھاؤں کی جڑ مضبوط نہ کر کے جو لوگ نئی نئی سنستھائیں کھولنے میں اپنی طاقت کا استعمال کرتے ہیں وے گودڑ کے کو ڈال کر پیٹ کے کی آس کئے بیٹھے رہتے ہیں۔ بغرض ایسے لوگ سخت غلطی کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اس سکول کے مربی لالہ چھتر مل جی و دیگر اصحاب کیا تدبیر عمل میں لاتے ہیں کہ جس سے سکول بہت جلد ریکگنائز ہو کر باقاعدہ کام کرتا ہوا ہماری سنتان کے لئے مفید ثابت ہو۔ کیا اس تحریر پر ہمارے لایق دوست بابو سلطان سنگھ صاحب وکیل وائیڈ بڑھ جین پرچارک (جو اس سکول کی انتظامیہ کمیٹی کے ایک قابل ممبر ہیں) کچھ توجہ فرمائینگے۔ اگر وے اس طرف توجہ فرمائینگے تو ضرور کامیابی حاصل ہوگی اور ویسے بھی آج کل آپ بہت کچھ کام کر رہے ہیں جینیوں پر چارک کی گری ہوئی حالت کو سدھارنا بڑوت میں جین سکول قایم کرانا۔ اور میرٹھ شہر میں ایک جین کالج کا کھلوانا یہ سب آپکی ہمت اور کوشش کا ہی نتیجہ ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس میرٹھ صدر کے سکول کو بھی مستقل بنا سکتے ہیں چونکہ ساجک کاموں میں اتفاق کی بڑی ضرورت ہے۔ اور اب تک وے ہی ساجک کام بے ڈھنگے نظر آ رہے ہیں کہ جنمیں کبھی نہ کسی طرح سے فرقہ بندی کا سوال اٹھایا جاتا ہے۔ ورنہ اتفاق سے چلائے ہوئے کام کبھی ہی ادھورے نہیں رہا کرتے لہذا اسکے لئے بھی آجکل ہمارے مستر بابو سلطان سنگھ جی نے دیسے دل سے کام لینا شروع کر دیا ہے جیسا کہ ہم پہلے پرچہ میں ظاہر کر چکے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو کہ جو آپ کی کوشش سے اس سکول کی جڑ بھی مضبوط ہو کر کچھ دنوں بعد یہ سکول ہائی سکول کی شکل میں نظر آنے لگے۔ پردیپ۔

باواجی بردان دو!

ایک میلا کے کنارے ایک بڑ ہے باواجی اور ما نکے چار چیلے بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہت سے درشن کرنے والے چلے آ رہے ہیں۔ اژدہام جمگھٹ لگا ہوا ہے۔ سب لوگ رفتہ رفتہ پر نام کر کے مناسب مقاموں پر باواجی کے روبرو بیٹھے ہیں۔ "باواجی کیسا ہائی

انعام کی لوٹ

لیکن وِدوان کے لئے

(۱) ایکسو روپیہ کا انعام

اُس شخص کو دیا جائیگا کہ جو بھاگوت وغیرہ ہندو پرانون مین جین دہرم کی بابت جو کچھ لکھا ہے اُسکی بلا تعصب مختصر اور پرمان سے صاف طور پر ہندی بھاشا مین) ریویو لکھ بھیجینگے جنکا مضمون سب سے اچھا ہوگا وہ انعام کے مستحق ہون گے (۱) مضمون فلس کیپ کاغذ کے ۰۰ اورق سے کم نہ ہو۔ (۲) آخیر مارچ ۱۹۱۸ء تک سبھاپتی شری آتما نند جین سبھا انبالہ شہر کے نام آجانا چاہیئے۔ (۳) مضمون تین اور اجین سب کا منظور کیا جائیگا۔ (۴) جو مضمون پسند ہوگا اُسکے چھپوانے اور سواد مین رکھنے کا کل حق کمیٹی کو ہوگا۔

(۲) دس روپیہ کا انعام

اُس شخص کو دیا جائیگا کہ جو جین سندھیا (بِرتی کرمن) کا رہسیہ اس بارے مین ہندی بھاشا مین ایک مضمون لکھکر بھیجین گے اور جنکا مضمون سب سے اچھا ہوگا۔ (۱) مضمون فلس کیپ کاغذ کے ۲۰ ورقون پر آنا چاہیئے (۲) آخیر نومبر ۱۹۱۷ء تک آجانا چاہیئے۔ اور اس پتہ سے آنا چاہیئے۔ گوپی چند جین بی اے وکیل سبھاپتی سوسائٹی انبالہ شہر۔

جین مڈل سکول صدر میرٹھ

دُنیا مین دیکھا جاتا ہے کہ جن لوگون کے سنتان نہین ہوتی۔ وے اسکے لئے ترپتے رہتے ہین۔ اور بڑے دُکھی ہوتے ہین۔ لیکن جنکے دو دو چار چار بال بچہ ہوتے ہین۔ وے ایسے لاپرواہ ہو جاتے ہین کہ اُنکی پرورش کی طرف ہی پوری طور سے متوجہ نہین ہوتے۔ بالکل اسی طرح سے جین سماج کے اندر بھی یہی ہوا کام کر رہی ہے۔ لوگ ترقی ترقی چلا رہے ہین۔ اور ترقی کا باعث لاعلمی کو ظاہر کر رہے ہین۔ لہذا یہ خواہش کر رہے ہین کہ پاٹھشالائین کھلین سکول جاری ہون۔ ودیالیہ بنائے جائین۔ غرض جسطرح سے بھی ہو تعلیم کا پرچار ہو۔ اسکے لئے جہان جہان پر کوئی ذریعہ تعلیم کے پرچار کا نہین ہے وے لوگ ہی آور کر کوشش کر رہے ہین۔ جیسا کہ بڑوت۔ دہلی۔ پانی پت۔ وغیرہ مین دیکھا جا رہا ہے۔ لیکن جہان پر بلا مزید کوشش کے کوئی پاٹھشالا یا سکول بن جاتا ہے وہان کی برادری اُسکی طرف کچھ بھی دہیان نہین دیتی۔ آج ہم ایک ایسے ہی سکول کا ذکر کرتے ہین میرٹھ صدر مین کئی سال سے ایک سکول کام کر رہا ہے۔ اور اب تک اسکا کام ماہواری چندہ سے چل رہا ہے۔ اور چندہ بھی کیسی غیر کا نہین ہے بلکہ برادری میرٹھ صدر کا ہی ہے۔ لیکن برادری میرٹھ صدر کو جسقدر توجہ اسکی طرف کرنی چاہیے تھی وہ نہین ہے۔ بھلا جو سکول مڈل تک تعلیم دے رہا ہو۔ اور اب تک رینگتا پڑا ہوا ہو تو یہ کتنا بڑا تعجب ہے۔ سوال اُٹھتا ہے کہ اب تک رینگتا بڑ کیون رہا۔ اسکے لئے کہنا پڑتا ہے کہ برادری میرٹھ صدر نے کوئی کوشش اسکے لئے نہین کی۔ حالانکہ سوال بہت چھوٹا سا ہے

سب اگروال ہین۔ انکا نکاس اگروہے نگر سے ہوا ہے۔ چونکہ انکی راجدھانی کا مقام تھا۔ اس لحاظ سے یہ سب ایک ہی مہا
پرش کی اولاد ہین یعنی دوسرے لفظون مین بھائی بھائی ہین۔ اب آگے چلکر ان لوگون سے ۱۸ بھائیون کی اولاد ہونیکی وجہ
سے گوت کا بچاؤ رکھا ہے۔ اگر ایک بھائی کی اولاد مین سے لڑکا اور لڑکی دونون ایک ہوکر سنجوگ کر لیوین۔ لیکن دوسرے بھائی کی
لڑکی سے کچھ ہرج نہین ہے۔ اسی طرح سے اور دیگر فرقہ بھی قائم ہوئے ہین۔ کہنڈیلوال کی بابت بتلایا جاتا ہے کہ وے
کہنڈیلا گاؤن سے نکلے تھے۔ اس لئے کہنڈیلوال کہلاتے ہین۔ جیسے اب بھی بہت سے مقامات پر دہلی والون کو دہلی وال۔
اور اجمیر والون کو اجمیر آیا اجمیروال کہدیا کرتے ہین۔ غرض یہ جات پات اور کوئی اونچ نیچ نہین ہین۔ صرف اپنا اپنا گروہ ہے۔
جیسے کسی جگہ کے دس ملنے والے ایک جگہ پر جمع ہوکر اکٹھا بیوپار کرنے لگے اور آہستہ آہستہ اور دنیاوی کام بھی اتفاق سے کرنے
لگے تو انکا ایک گروہ بن جاتا ہے۔ وہی گروہ کسی وقت جات پات کی شمار مین آجاتا ہے۔ لیکن ورن سے اسکا کوئی تعلق نہین ہے
اول تو ورن بھی کرم سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ نہ بھی مانا جائے تو دھارمک وچار سے ورن ہی مانا جا سکتا ہے نہ کہ جاتی بھید۔
جین دھرم کے ماننے والے جسقدر بھی لوگ ہین وے عموماً ویش ورن سے تعلق رکھتے ہین۔ یہ ممکن ہے کہ برہمن کشتری اور شودر
بھی جین دھرم کے ماننے والے ہون لیکن ویش زیادہ ہین۔ اب اس ویش ورن کی صدہا جاتین بن گئی ہین۔ اور وے سب جاتین
جداگانہ پلی۔ اور جدا جدا سمبندھ کرتی ہین اور کٹتی چلی آرہی ہین۔ جس سے جین دھرم کو انحد نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور اسکے
ماننے والون کی تعداد روز بروز کم ہو رہی ہے۔ اگر جین سماج جاتی بندھن کو توڑ کر ورن بیوستھا کو ماننے کے لئے تیار ہو جاوے
تو ہم کہہ سکتے ہین کہ اسکی تعداد مین فوراً ہی اضافہ ہو۔ اور خاطر خواہ ترقی ہو۔ جین بیرو! سونے کا وقت نہین ہے بلکہ چیتنے کا
وقت ہے۔ اب جاتی بندھن کے دائرہ سے نکلو۔ کون اگروال اور کون کہنڈیلوال سب ایک ہین۔ ان سب مین ناطہ رشتہ کرو۔ ان سب کا
کھان پان ایک کرو۔ سوتنبامبر ہو یا دگمبر ستھانک واسی ہو یا بیس پنتھی۔ غرض کوئی ہو۔ لیکن ہو ویش ورن سے۔ اور بیربھگوان
کے دھرم کا ماننے والا۔ بس ان سے بیواہ شادی کرو۔ کہان پان کرو۔ تب دیکھنا کہ جین سماج کا کسقدر کلیان ہوتا ہے اور یہ بھی
خیال رہے کہ بیربھگوان کے شاسن کو اگر کوئی دھکہ پہونچانے والا ہے تو یہ سب آپکا باہمی درویش ہے اس باہمی درویش کو سماج
سے نکالو۔ اپنے اپنے مندرون کے اندر دگمبر ہو سوتنبامبر ہو ستھانک واسی ہو اپنے اپنے طریقون سے مذہبی
فرائض ادا کرو۔ لیکن جب کام کے میدان مین قدم ڈالو تب سب جینی بنکر ڈالو۔ بیربھگوان کی سنتان بنکر ڈالو۔ یہی تدبیر
تمہاری ہستی کو دنیا مین قایم رکھنے والی ہے۔ یہی دوائی ہے یہ گھٹنی کا روگ جانے والا ہے۔ ورنہ یاد رکھو پچھلی صدی مین تمہاری
تعداد دو لاکھ سے زیادہ گھٹ گئی ہے۔ صرف سوا صدی کی اور دیر ہے جبکہ جین سماج کا نام دنیا کے کاغذون سے بالکل مٹ جائیگا
اور جین دھرم کے حق مین کوئی نام لیوا اور پانی دیوا بھی نظر نہ آئیگا۔ پردیپ۔

خیالات کو لئے ہوئے ہین۔ جین دہرم کا پرچار خوب ہو بہہ بھگوان کا شاسن دنیا بھر مین پھیلے جین دہرم کی روشنی سے تمام دنیا روشن ہو جائے۔ اور اناد کال سے مہتیات کی دل دل مین پھنسے ہوئے جیو اسکا سہارا لیکر نکل بھاگنے کی تیاری کرین۔ یہ ہماری بھی رائے ہے۔ اب رہا دوسرا سوال شادی بواہ۔ اور کھان پان کا۔ اسکے لئے جین سماج کے اندر مذہب کی پابندی نہین کی جاتی بلکہ جات۔ پات کی پابندی کیجاتی ہے۔ مثلاً اگروال کہلانے والی جاتی کے لوگ دگمبر سوتیامبر اور ستہانک واسی فرقون مین پائے جاتے ہین۔ ان سب لے شادی بواہ بلا خیال مذہبی فرقہ کے بے روک ٹوک ہوتے ہین بلکہ یہ اگروال لوگ ویشنو دہرم کے ماننے والے اگروالون تک سے بواہ شادی بلا کسی چون چرا کے کرتے ہین۔ لیکن دگمبر فرقہ کے اگروال دگمبر فرقہ کے کہنڈیلوالون سے ہرگز بھی شادی بواہ کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ اور نہ کہنڈیلوال ہی ایسا کرنے کے لئے آمادہ نظر آئینگے۔ ۱۲ سے ثابت ہو رہا ہے کہ بواہ شادیون مین مذہبی پابندی نہین ہے بلکہ جات پات کا جھگڑا اٹھ رہا ہے اب ہمکو یہ دیکھنا ہے کہ یہ جات پات کا جھگڑا کیا ہے۔ جہان گرنتھ آدپوران کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شری رشبہہ دیو بھگوان نے تین ورن اور انکے بیٹے بہرت مہاراج نے ایک ورن یعنی کل چار ورن قایم کئے تھے۔ جو کہ براہمن کشتری۔ ویش اور شودر کے نام سے مشہور ہین۔ اس زمانہ مین کوئی تفریق جات پات کی نہین تھی۔ اور یہ ورن کرم کے اوپر رکھے گئے تھے یعنی جسکا جیسا کام تھا اسکا ویسا ہی ورن تہا۔ جیسے کہ برہمن کا کام دہرم شاسترون کا پڑھانا پڑھنا۔ دان دینا یا لینا۔ اپدیش دینا وغیرہ۔ اور کشتری ورن کا کام رعایا کے جان و مال کی رکشا کرنا۔ ویش ورن کا کام کھیتی باڑی بنج بیوپار کرنا اور شودرون کا کام ان تینون ورنون کی سیوا چاکری کرنا۔ غرض جو جس کام کو اختیار کر لیتا تھا وہی اسکا ورن ہو جاتا تھا لیکن جات پات کا کوئی جھگڑا نہین تہا۔ اور یہ ورن کی تقسیم اب تک چلی آتی ہے لیکن اسکی تقسیم پر جات پات نے پردہ ڈال دیا ہے۔ دیگر ورنون کو جانے دیجئے۔ صرف ویش ورن کے اندر ہی صدہا تفرقہ پڑگئے۔ اگروال۔ کہنڈیلوال۔ پلی وال۔ جیسوال اوسوال۔ پرروار۔ پدماوتی پروار۔ لمیچو۔ راج بنسی۔ رستوگی وغیرہ۔ اب ان صدہا ٹکڑون نے ویش ورن کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ایک جاتی کا دوسرے جاتی سے کہان پان یا بواہ شادی کا کوئی تعلق نہین ہے۔ اگروال صرف اگروالون سے ہی تعلق رکھ سکتا ہے۔ پلی وال محض پلی والون کے ہی دایرہ مین کام کر سکتا ہے۔ لہذا اسی طرح سے ہر ایک فرقہ اپنی جاتی کا لحاظ رکھتے ہوئے اور دہرم کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شادی بواہ اور کہان پان کی رسم ادا کرتا ہے اور آگے چلکر ان جاتیون مین بھی گوت۔ سانک وغیرہ بچانے کے جھگڑے ڈالے گئے ہین۔ جو بڑے ہی عجیب و غریب ہین۔ ان گوتون اور سانکون کی وجہ سے رشتہ داری کرنے مین بڑی بھاری دقتین پیش آتی ہین۔ اور پریشان ہونا پڑتا ہے لیکن رسم و رواج کی پابندی کرنے کے لئے یہ سب کچھ برداشت کیا جاتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جاتی بہید کیا چیز ہے۔ اور اسکی پابندی کرنی چاہیے یا نہ کرنی چاہیے۔ ہمارے اپنے خیال سے یہ جاتی بہید بالکل ایک محدود دائرہ کی پابندی ہے سب سے پہلے اگروالون کی بابت لیجیے۔ یہ لوگ راجہ اگرسین کی سنتان بتلائے جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ اگرسین کے ۱۸ لڑکے تھے انہی کی سنتان سے یہ

لوگ کوئی نئی بات جاری کرنیسے ہمیشہ خوف کھایا کرتے ہین لیکن بڑے آدمی جو کام کیا کرتے ہین وہی رواج بن جاتا ہے۔ شادیون مین بندی لیجانے کا رواج بڑے ہی آدمیون نے ڈالا ورنہ معمولی آدمیون کی تو مجال نہین ہوسکتی تھی آپ اگر چاہین تو ہمیں لوگ بھی بُری رسمون کو دور کرسکتے ہین۔ میرے خیال مین جینیون کو کوئی ایسی سبھا یا کمیٹی بنانی چاہیے جسمین کل ہندوستان کے ہر سہ فرقہ کے جینی ملکر کام کیا کرین کیونکہ جو بات ایسی مشترکہ سبھا سے باتفاق رائے پاس ہوگی وہ مجبوراً سب کو ماننی پڑیگی۔ تینون فرقون کے باہمی ملاپ کا یہی سب سے اچھا طریقہ ہے۔ دوسرے تینون فرقون کے علیحدہ علیحدہ کام کرنے سے ایک اور بڑا نقصان یہ ہے کہ جب کوئی دوسرا مذہب جینی دھرم پر بیجا حملہ کرتا ہے تو جینی متفق ہوکر اسکا مقابلہ نہین کرتے کیونکہ ان مین اتفاق سے کام کرنیوالی کوئی سبھا نہین ہے۔ لہذا اچھا ہو کہ تینون فرقون کے عالم باہم ملکر ایسی باتون سے مذہب کو پاک کرلیوین اور یکجا ہوکر اشاعت دھرم کا کام شروع کرین۔ جینیون کو عیسائیون اور اہل اسلام سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ انمین فرقہ بندی ہوتے ہوئے بھی وہ لوگ اشاعت مذہب کے معاملہ مین ایک ہوجاتے ہین جینیون مین اُسوقت تک ملاپ ہونا ناممکن ہے جبتک کہ تینون فرقون کے کارکن یکجا ہوکر ایسی سبھا نہ کھولین۔ ایک آدمی کے چلانے یا ایک اخبار کے صفحہ سیاہ کرنے سے یہہ کام نہین ہوسکتا۔ کیا ہمین قوم مین ایسا کوئی حوصلہ مند ہے کہ جو قوم کی گالیان کھاکر اس کام کو اپنے ہاتھ مین لے۔ بھارت جین مہامنڈل ہی صرف جین قوم مین ایک ایسی انجمن ہے جسمین کہ ہندوستان کے کل صوبون کے اور تینون فرقون کے جینیون کو باہم ملکر کام کرنے کا موقعہ ملا ہوا ہے۔ لیکن باہمی رنجش نے اُسے جان بلب کر رکھا ہے۔ اخبار کے اڈیٹر علیحدہ ہی اُسکی جڑ کھود ڈالنے کیلئے تیار ہین۔ اب اُسے نئے سرے سے زندہ کرنیکی ضرورت ہے۔ قومی انجمنون مین صرف روساء کو شامل کرنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ یہ کام ودوان لوگون کو کرنا چاہیے۔ رئیسون کو تو روپیہ کی امداد دیکر اپنے انسٹی ٹیوشن کو زندہ رکھنا چاہیے۔ مین یقین کرتا ہون کہ ایسی سبھا کے قایم ہونے سے ہر سہ فرقون مین باہم ملکر کام کرنیکی عادت ہوجائیگی۔ اور جو تجاویز پاس ہوا کرینگی انپر ضرور عمل ہوگا۔ پھر نئے بنائے ہوئے جینیون کی شادی کے بارے مین بھی کوئی دقت نہ ہوگی کیونکہ اس سبھا کا پہلا کام شادی کے دائرہ کو وسیع کرنا ہونا چاہیے جینی کو جینی سے شادی کرنے کا قاعدہ جاری کرنیکی ضرورت ہے۔ مین مضمون ختم کرنے سے پیشتر ہر سہ فرقہ کے جینی بھائیون سے التماس کرتا ہون کہ وہ اسپر کافی توجہ دین اور اپنی رائے ظاہر کرین۔ مین نے یہ مضمون مذہبی معاملات کی بنا پر نہین لکھا ہے بلکہ اول سے آخر تک قومی ضرورت کو مدنظر رکھا ہے۔ لہذا اگر کوئی بات مذہبی نقطہ خیال سے غلط لکھی گئی ہو تو مین امید کرتا ہون کہ پنڈت لوگ اُسکی اصلاح کردینگے۔ مین اڈیٹر صاحب جین پردیپ و دیگر علماء مذہب سے التجا کرتا ہون کہ وہ اُن سوالات کا جواب مفصل تحریر کرین جنکو مین نے مضمون کے شروع مین درج کیا ہے کیونکہ استفسار ہی اس مضمون کا خاص مقصد ہے اگر فی الواقع کوئی ہیچ مذہبی طور پر واقع نہین ہوتا ہے تو مذکورہ بالا رواجون کو عمل مین لانا نہایت ضروری ہے۔

نوٹ۔ مذکورہ بالا مضمون مین اسبات پر خاص طور سے زور دیا گیا ہے کہ جین دھرم کا پرچار کرکے تمام لوگون کو جینی بنانیکی کوشش کرنی چاہیے۔ اور جین دھرم کے ماننے والے لوگون مین شادی بیاہ اور کھان پان ایک ہوجانا چاہیے جو چار بڑے گہرے ہین۔ اور اچھے

شادی نہ کرلے۔ اگروال۔ کھنڈیلوال کا کیا نہ کھاے یہ مذہب کا کیا ناجائز استعمال ہے یہ عجیب بات جین قوم میں ہی
دیکھی جاتی ہے کہ ایک مذہب کے آدمی ہی آپس میں شادی نہیں کرسکتے جب دو آدمی ایک ہی مذہب کے ماننے والے ہیں
پھر ان میں شادی وغیرہ تعلقات کا نہ ہونا کیا معنی رکھتا ہے جب ایک مذہب کے ماننے والے بھی آپس میں شادی
نہیں کرسکتے تو ان کے ایک مذہب ہونے سے کیا فائدہ؟ قدیم زمانہ میں سوئمبر کا رواج تھا اس سے تو یہی معلوم پڑتا ہے
کہ جو سوئمبر کی شرائط پوری کر دیتا تھا وہ ہی شادی کے قابل سمجھا جاتا تھا۔ گوت اور فرقہ کی قید کا تو کہیں نام بھی نہیں پایا
جاتا۔ نہیں معلوم اس مہلک رواج نے کب سے جنم لیا ہے۔ ایک قوم یا مذہب کے آدمیوں کا آپس میں شادی نہ کرنا بالکل
خلاف عقل ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ اسکے لئے جین شاستروں میں کیا لکھا ہے میں امید کرتا ہوں کہ کوئی ودوان اسپر
شاستر کا حوالہ دیکر بحث کرنے کی تکلیف گوارا فرما دینگے۔ اگر کسی وقت میں مصلحت سمجھکر یہ بات مذہب میں داخل کرلی گئی ہو
اب ماننے قابل نہیں ہے۔ جین قوم کے رسم و رواج میں اور مذہب میں اودہوں راجپوتوں اور مسلمانوں کے دوران حکومت
میں ضرورت وقت سمجھکر بہت سی باتیں ایسی شامل کرلی گئی ہیں جنکا مذہب سے درحقیقت کچھ تعلق نہیں ہے پس فی زمانہ
ان پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ قدیم رسم و رواج پر عمل کرکے جین قوم زندہ رہ سکے ضرورت کے موافق
تغیر تبدل کرنے کی بڑی ضرورت ہے اس سے یہ نہ سمجھ لیا جاوے کہ میں مذہبی اصول بدلنے کی صلاح دیتا ہوں نہیں
بلکہ تبدیلی سے میرا منشا قبیح رسم و رواج کے دور کرنے سے ہے بعض دفعہ ایسے بہت سے رسم و رواج مذہب میں شامل
کرلئے جاتے ہیں جنکا مذہب سے کچھ تعلق نہیں ہوتا لیکن جو رواج ایک دفعہ جڑ پکڑ جاتا ہے اسکا قوم سے اٹھانا نہایت
دشوار ہوجاتا ہے۔ مذہب کی اہمیت کو نہ سمجھنے والے لوگ ایسے رسم و رواج کو ہی مذہب سمجھ بیٹھتے ہیں اور جو شخص
ان کے خلاف صدا بلند کرتا ہے اسکو اپنا دشمن اور ادھرمی سمجھنے لگتے ہیں جو اپنے دوست ہیں انہیں کو گالیاں دیجاتی ہیں
جین قوم کے ہر سہ فرقوں کو آپس میں ملنا چاہئے اور شادی وغیرہ کرکے محبت بڑھانے کی ضرورت ہے۔ ہر سہ فرقہ والے جین مذہب
کو مانتے ہیں پس ان سب کو جین مذہب کی ترقی کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ اپنا اپنا راگ علیحدہ علیحدہ الاپیں۔ ہمیں جین دھرم
پیارا ہے دگمبر و سوئیتامبر وغیرہ الفاظ تو ہمیں بالکل بھولجانا چاہئے۔ آجکل ایک نیا فیشن چلا ہے یعنی جب کوئی جین انسٹی ٹیوشن
کھولا جاتا ہے یا کوئی اخبار جاری کیا جاتا ہے تو اسمیں دگمبری و سوئیتامبری کی تفریق کیجاتی ہے۔ اس سے فرقہ بندی کے زیادہ
زور پکڑ جانیکا اندیشہ ہے۔ اور یہ تو قدرتی قاعدہ کی بات ہے کہ جسقدر ہم میں نااتفاقی ہوگی اور ہمارا کام منتشر ہوگا اسیقدر ہمیں
ناکامیابی کا مقابلہ کرنا پڑیگا پس چونکہ دھرم کے تینوں فرقوں میں نااتفاقی کی وجہ سے جین قوم کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے
جسقدر جلد ممکن ہو آپس میں ملجانا چاہئے۔ جین قوم میں علم عام رواج کرنے کیلئے اور باہمی اتفاق کی غرض سے اس بات کی بڑی ضرورت
ہے کہ ہر سہ فرقوں کے عالم سادھو اور لیڈر باہم ملکر وہ باتیں طے کرلیں جنکی قوم کو سخت ضرورت ہے۔ جب تینوں فرقوں
کے منتخب لوگ اور لیڈر آپس میں خود شادی وغیرہ کرنا شروع کردینگے تب اور آدمی بھی انکی پیروی کرینگے معمولی دیکھے

مین کیا فرق ہے؟ اے مذہب کا ڈہونگ بنانے والو ذرا خیال تو کرو کہ کیا دوسرون سے نفرت کرنا جائز ہے؟ دوسرون سے
نفرت کرکے آپ ویتراگ کبھی بھی نہین ہو سکتے پس نجات ابدی حاصل کرنیکی کوشش امید موہوم پر منحصر ہے جین دہرم کے شاسترون
مین جا بجا اشاعت دہرم کا ذکر آیا ہے شری تیرتھنکر بھگوان کے سموسرن مین حیوانون تک کا جین دہرم اختیار کرنا لکھا ہے۔
بھلا کیا انسان حیوانون سے بھی بدتر ہین۔ ارہنت دیوا و چکرورتیون نے تو جین دہرم پھیلانے مین سخت کوشش کی ہے لیکن آپ
یہی سمجھ بیٹھے ہین کہ اجینی کو جینی بنانا خلاف دہرم ہے شاسترون کے حوالے سے یہہ بات ثابت کرنا ناممکن ہے کہ صرف
جین قوم مین پیدا ہونے والے ہی جین دہرم کی تعلیم سے فائدہ اُٹھا سکتے ہین جین ایک مذہب ہے ہر ایک شخص اس مذہب کو
اختیار کر سکتا ہے ہر ایک پیشہ کا آدمی جین دہرم پر چل سکتا ہے جینی ہونے کے لئے اس بات کی ضرورت نہین ہے کہ وہ صرف ویش
فرقہ سے ہو پیشہ فرقہ اور کام سے مذہب کا کچھ تعلق نہین ہے دہرم سے روحانی ترقی مقصود ہے پس ہر ایک آدمی کو ترقی کرنے
کا حق حاصل ہے جب جین دہرم کے ماننے والون کو اپنے مذہب مین کسی دیگر مذاہب کے مُرید کو ملانا منظور نہین ہے تب
کیون خواہ مخواہ بحث مباحثہ کئے جاتے ہین؟ کیون جین دہرم کی عظمت دکھلانے کی کوشش کیجاتی ہے؟ اور کیون جین مذہب
کو سب سے عمدہ ثابت کیا جاتا ہے؟ اے رہبران قوم آپکی تمام کوششین بیفائدہ ہین جب آپ دوسرون کو جینی نہین بنا سکتے
تو کیون اُنکی طبیعت کو للچاتے ہو آپ کے اچھے دہرم سے اُنہین کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ جینیو اگر زندگی چاہتے ہو تو غیر مذہب
والون کو جینی بنانا شروع کردو۔ شدہی کے طریقہ کو زور شور سے اپنی قوم مین رواج دو۔ بعض بعض مقامات پر جینی اپنے
دستہ بھائیون کو بھی جین دہرم پر چلنے سے منع کرتے ہین۔ مقدمہ بازی تک کی نوبت آتی ہے یہ اُنکی بھول ہے۔ اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اُنکو اپنے دہرم کی ترقی منظور نہین ہے۔ جو لوگ ہماری طرف رجوع ہوتے ہین ہم اُنسے نفرت کرتے ہین یہ
عمل انصاف سے بعید ہے۔ جین پرتماؤن کا پوجن کرنے کی بجز پیدایشی جینی کے اور کسی کو اجازت نہین ہے یہ سراسر غلط ہے
آپ جین دہرم کو صرف اپنی ہی ملکیت سمجھ بیٹھے ہین۔ پیارے بھائیو اس خلاف عقل روش کا نتیجہ آپکی بربادی ہوگا۔
اسی جہالت نے جین قوم کی یہ بُری حالت کردی ہے ابھی اگر اور بُرے دن دیکھنے کا شوق ہے تو بخوشی آپ اس طرز عمل کو
جاری رکھئے۔ اے نوجوانو تم نئی روشنی کے آدمی ہو اور پچھلے زمانے کے بُرے رسم رواجون کے جانی دشمن کہے جاتے ہو۔
لہذا تم لگے بڑھکر پرزور آواز سے میرے خیال کی تائید کرو۔ اے بزرگان قوم آپ کس خیال سے خاموش ہین ٹھیک خیال
کرلو کہ آپکی بہبودی کا صرف ایک یہی ذریعہ ہے۔ جین قوم کے پنڈت لوگو۔ آپ کیون بے فائدہ مضامین تصنیف کررہے ہین
آپ کیون شدہی کے طریقہ پر غور نہین کرتے آخر مجھے بھی تو بتلایئے کہ مذہبی نقطہ خیال سے اس مین کیا حرج ہے؟
دوسرون کو اپنے مذہب مین تبدیل کرنے مین صرف ایک دقت ہے وہ یہ کہ اُنکی شادی وغیرہ کا کیا انتظام کیا جاوے یعنی
جین دہرم اختیار کرلینے بعد وہ کس فرقہ مین شادی کرین اور کس مین نہین۔ اس بارے مین عرض یہ ہے کہ جین قوم ابھی تک
شادی کے معاملات مین نہایت کوتاہ بین ہے اول تو گوت کی سخت قید اور اسکے بعد فرقہ بندی ودیگر رسوم بیجا صبری سے

قوم بہت سو چکی جواب ذرا آنکھیں کھول دیکھو ہوا کا کیا رخ ہے زمانہ کی رفتار پر غور کرو تمہاری غفلت اور ناعاقبت اندیشی کا یہ نتیجہ
ہے کہ تمہاری شمار انگلیوں پر کیجاتی ہے۔ اگر یہی روش رہی تو زمانہ تمہاری یادگاری کے نشانات تک کو نیست و نابود کر دیگا اپنے زوال
کی وجوہات پر غور کرو اور اپنی اصلاح کی فکر کرو۔ جین قوم لاانتہا امراض مین مبتلا ہے انکے درمان کی ضرورت ہے پیارے بھائیو
بہی خواہانِ قوم کہلانے کو خود غرضی پر مبنی نہ کرو۔ ذرا اپنی عقل سے کام لو۔ اے قوم تو جان بلب ہے اُن طبیبوں کی ہدایت پر عمل
کرنیسے انکار مت کر جو تجھے زندگی کا نسخہ پلانا چاہتے ہین اپنے حقیقی خیر اندیش کو گندم نما جو فروش کا خطاب مت دے کیا جو ہر عقل
سے معزز انسان اپنے بہی خواہ اور بدخواہ مین تمیز نہین کر سکتا؟ ہان ضرور کر سکتا ہے بشرطیکہ ذاتی تنازعات سے مذہب کی آڑ
مین کام نہ لیا جاوے آجکل زمانہ مین احسان فراموشی کا زور ہے اپنے محسن کے سلوک کو نظر انداز کرنا ہی دھرم سمجھا جاتا ہے لیکن اے
قوم تو اس دہیت سے بے آلوث رہنے کی کوشش کر بزرگان قوم و بہی خواہان مذہب مین آپسے دست بستہ استدعا کرتا ہون کہ آپ
اپنے بھائیون کی بیجا نکتہ چینیون کا خیال نکرین آپ نے جس عظیم کام کو اپنے ہاتھون مین لیا ہے اُسے نامکمل نہ چھوڑ دیجئے
جین قوم کی کشتی کو زمانہ کے طوفانی بحر سے بحفاظت پار اُتارنے کے لیے بجز آپکے اور کوئی ناخدا نہین ہے اگر آپ بھی دست بردار
ہوگئے تو بس زمانہ جینیون کو ہڑپ کر جائیگا جو شخص اپنے دھرم کے لئے جان دیتا ہے اسکا نام دُنیا مین ہمیشہ قایم رہتا ہے
اور بعد انتقال وہ مرتبہ اعلیٰ پاتا ہے۔ پیارے نوجوانو دوڑ کر آؤ اور اہنسا دھرم کا جھنڈا دُنیا مین بلند کرو ظاہری لذات
کے پھندے مین پھنسکر اپنی زندگی برباد مت کرو محبان قوم ذرا غور سے جین قوم کی حالت زار کو سُنئیے۔

جب آمد کا کوئی ذریعہ نہین ہوتا ہے اور خرچ ہر طرف سے گھیر لیتا ہے تب ہمیشہ دیوالہ نکل جایا کرتا ہے اگر آمد نہو تو قارون کے پاس
خزانہ بھی بہت جلد ختم ہو جاوین جین قوم مین بھی آمد کا کوئی ذریعہ نہین ہے ہان البتہ پلیگ وغیرہ مہلک بیماریون سے اور مخالف
مذہب والون کی چکنی چپڑی باتون سے ہر سال صدہا جین اس مقدس مذہب سے اپنا تعلق چھوڑتے جاتے ہین جین قوم زوال
پذیر ہے لیکن اب کل بارہ لاکھ متنفس ہی جین دھرم کے حامی نظر آتے ہین اگر اب بھی اصلاح پر غور نہ کیا گیا تو ایک صدی بعد
جین دھرم کالعدم ہو جائیگا پھر دگمبر شوتیامبر واستہانک واسی کوئی بھی دیکھنے مین نہ آئیگا۔ اے اہل جین دھرم اگر آپکو اپنی
ہستی قایم رکھنے کی خواہش ہے تو ترویج کی یا رتن تریکی طرح تینون ملکر اشاعت دھرم کرو۔ اجینیون کو جینی بنانے مین حتی
الوسع کوشش کرو شاستر اسکا مخالف نہین ہے دھرم اسکو منع نہین کرتا ضرورت وقت اس امر کی مقتضی ہے پھر آپ کیون
بیہودہ پس و پیش کرتے ہین مخالف مذہب والون کو اپنے مذہب مین ملا لینے سے جین دھرم کا ڈھانچہ بے ترتیب نہ ہوگا بلکہ
اسکی عظمت مین اور چار چاند لگ جائینگے۔ کیا تم نہین دیکھ رہے ہو کہ آریہ سماج عیسائیت اور اسلام جین دھرم کی بنیاد تک کھا
جانیکو تیار ہین کیا آپ خاموش ہی بیٹھے رہینگے؟ کیا یہ ہوا کوئی انصاف ہے کہ صرف جین قوم مین پیدا ہونے والے ہی اس
مذہب کی تعلیم سے مستفیض ہون؟ کیا مذہب کا یہی مقصد ہے کہ صرف ایک مقررہ ہی اُس سے فائدہ اُٹھاوے؟ ہرگز نہین
دھرم کل ذی روحون کی ترقی کے لئے ہوتا ہے کیا دیگر مذہب والے اپنی روحانی ترقی کرنیکے مستحق نہین ہین؟ آپکی اوہا کی مدد ع

پھر نہ پیدا ہوں۔ اناتھوں کی یہ چیخ و پکار
جنکا سیاحوں نے تاریخ مین ہے ذکر کیا

پھر نہ کٹ کٹ کے مرین جنگ مین انسان و نبات
پھر وہ گھی دودھ بکے ہند مین ارزان و نبات

پھر فدا ہونے لگے تجھ پہ فروغ و رونق
پھر ہو وہ پھر ترقی ہو درخشان و نبات۔

جین پردیپ کی امداد اور شکریہ

(۱) لالہ امراو سنگہ راجا رام جی جین رئیس پور قاضی نے مبلغ پانچ روپیہ جین پردیپ کے امداد کے لئے اپنی جیب خاص سے بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائے ہین۔ آپ جین پردیپ کے سچے سہایکون مین سے ایک ہین۔ آپ جیسے اصحاب کے ہی بھروسے جین پردیپ کی ہستی قایم ہے۔ ہم لالہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور امید کرتے ہین کہ پردیپ کو ہمیشہ یاد رکھینگے۔

(۲) لالہ متر سین جی رئیس کاندھلہ مبلغ آٹھ روپیہ چار آنہ کا منی آرڈر مرحمت فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہین کہ یہ روپیہ گولک کی آمدنی سے جین پردیپ کی امداد کے لئے بھیجے جاتے ہین۔ پردیپ کو برابر جاری رکھئے۔ اور ہمت کے ساتھ کام کئے جائیے۔ ہم لالہ متر سین جی کا و نیز جین پنچان کاندھلہ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ جنہون نے پردیپ کی ہستی قایم رکھنے مین اسکا ہاتھ بٹایا۔ ساتھ ہی لالہ متر سین جی سے درخواست کرتے ہین کہ کچھ قلمی امداد سے بھی پردیپ کا ہاتھ بٹائین۔

جین قوم کی ترقی کا دروازہ

از لالہ امیر سنگہ جی جین بلند شہر

وہ بھی ایک زمانہ تھا جبکہ جین قوم کا ستارہ اقبال پر تھا۔ ہر چہار طرف شری بیر بھگوان کی مقدس تعلیم کا عمل تھا۔ اہنسا کا عالمگیر اصول دنیا بھر مین اپنا تسلط جمائے ہوئے تھا۔ انیکانت سدھانت اور جین منطق کے آگے کل زمانہ سر جھکائے ہوئے تھا۔ جو مذہب کبھی اسقدر مقبول عام تھا۔ افسوس وہ ہر شخص کی نظرون سے گرا ہوا ہے جو قوم کبھی سربلند تھی اب قحط الرجال سے تباہ حال ہے۔ موجودہ زمانہ کے مذاہب کا شمار کرتے ہوئے جین مذہب کا نام بھی نہین آتا۔ خاص ہندوستان مین جو کہ اس مذہب کی جائے پیدایش ہے شاذ ہی کوئی آدمی اسکی ہستی سے واقف ہو۔ آہ یہ جگر خراش حالت اور ہم اس سے بالکل بے پرواہ۔ مخالفین منہ پھاڑے ہوئے نگلنے کے لئے تیار اور ہم پھر بھی بے فکر۔ زمانہ ہماری ہستی مٹانے کے درپے اور ہمکو اس کا مطلق خیال نہین۔ ہم صبر و استقلال سے اپنی موت کا انتظار کر رہے ہین گویا کہ عیش جاودانی اور سرور کل اسی مین ہے۔ برادران قوم اس کو سنکر دیکھو کچھ نفع نہ ملیگا ان مستقبل مین کوئی اپنے کو جین کہنے والا نہ رہیگا تمہارے پیارے دھرم کا نام تک دنیا سے مٹ جائیگا شری بیر بھگوان کے کلام کی اشاعت کیلئے سعی و کوشش نہ کرو گے جو کہ روحون کو تناسخ کی سخت زنجیر سے رہائی دینے کا ذریعہ ہے۔ برادران

اٹھا سب کے لئے پریم بھگتی ہے بسیوک جیوتی۔

ہندو جاتی کا ماتم

(از قلم لالہ کاشی ناتھ جی خدا جعفر پوری)

بچہ

سینکڑوں لال میرے کھوتے ہیں ایمان دن رات
مجھکو کرتے ہیں بڑی طرح پشیمان دن رات
کتنے ہیں کتنے ہیں۔ میرے سامنے لاکھوں میرے
دیو تہیا سے میرا خون ہوا جاتا ہے
مار ذلت سے عدو میرے جلاتے ہیں مجھے
رام اور کرشن پہ پھبتی ہیں اڑاتے دشمن
دیکھ کر بچوں کو اپنے ہے مجھے اک سکتا
ایک بھی پوتر نہیں ملتا ہے میرا مجھکو
مجھکو آباد نہیں ملتی کہیں نسل میری
میرے بیٹے ہیں بنے غیر کے بیٹے افسوس!
سر پہ چوٹا ہے نہ زنار بدن میں اُن کے

کسطرح میں نہ رہوں شوک سے گریاں دن رات
غیر حالت پہ میری رہتے ہیں خنداں دن رات
سر پہ چلتا ہے مرے خنجر برّاں دن رات
بے قضا مرتے ہیں دایم میرے حیواں دن رات
کیوں نہ ہو راکھ میرا سینۂ سوزاں دن رات
فرط غم سے نہ رہوں کسلیے نالاں دن رات
صورت آئینہ میں رہتی ہوں بہت حیراں دن رات
کالج سکولوں میں پھرتی ہوں پریشاں دن رات
جوش وحشت سے ہیں چاک گریباں دن رات
شکل و سیرت سے ہے یہ صاف نمایاں دن رات
دیکھوں کیونکر میں یہ تبدیلئے دوراں دن رات

کون ہے وہ جو رہے میرا نگہباں دن رات
درد کا میرے کرے شوق سے درماں دن رات

ایک بھی لال خزانہ سے نہ جانے دے میرے
شیفتہ ہو نہ نئی روشنئ مغرب پہ
مفت تعلیم ہو پھر لازمی بچوں کے لئے
پھر چلے آئیں یہاں ساکن ایران دن رات
اہل یوروپ کو عطا پھر ہو فیض روحانی
میری عظمت کے ہوں گرویدہ مثال سابق

تہذیب

سبھیتا میری پرانی ہو دوبارہ زندہ
پھر حسد کینہ کا دنیا سے مٹے نام و نشان

میری چوکھٹ پہ رہے صورت درباں دن رات
میری لاثانی قدامت پہ ہو قرباں دن رات
پھر میری سیوا کرے ہو کے سا سلطاں دن رات
علم کے شوق میں باشندۂ یونان دن رات
درس سبق پھر سے استاد ہمہ داں دن رات
پھر قدم بوس ہوں تاتاری افغاں دن رات
لکشمن رام سے پھر پیدا ہوں انساں دن رات
پریم بھگتی سے رہیں آپ میں شاداں دن رات

خیال ہوتا ہے جیسے ہاتھ مارتے ہی اسکی گردن کٹ کر زمین پر آ گرے گی لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ تلوار کا وار لگتا پھولوں کا ہار معلوم ہونے
[illegible] گردن کٹ کر گرنے کے پھولوں کی بارش ہونے لگی۔ سچ ہے پونیہ کے پرتاپ سے دُکھ بھی سکھ روپ ہو جاتا ہے۔ اس لئے
[illegible] چیزوں کو پونیہ مارگ میں لگنا چاہئے۔ کسی جیو کو ستانا پاپ ہے۔ کسی کا مال مارنا پاپ ہے۔ جھوٹ بولنا دغا فریب سے
[illegible] اپنا مطلب گانٹھنا پاپ ہے۔ پرائی استری سے تعلق رکھنا دنیاوی خواہشات میں پھنسنا پاپ ہے۔ بلکہ اس گھات کرنا۔ احسان
فراموش ہونا پاپ ہے۔ غرض پاپ کے کاموں کو چھوڑ کر پونیہ کے کاموں میں لگنا چاہئے۔ سنسار میں پروپکار ایک مہان پونیہ
کا کام ہے۔ اسکا میدان بڑا وسیع ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر سکھ کے خواہشمند پروپکار کے میدان میں آ کر پونیہ کا سنگرہ کریں۔
سدرشن کے بہت کی عظمت جب راجہ کو معلوم ہوئی تب وہ بڑا شرمندہ ہوا۔ اور ساتھ ہی اسکے کل حقیقت راجہ کو معلوم ہو گئی
تب اس نے سدرشن کے پاس جا کر اپنے کرموں پر پچھتاوا کیا۔ اور معافی مانگی سدرشن کو اس دُنیا کی مایا چاری نے وہ سبق
پڑھایا کہ اسکو چیت ویراگ پیدا ہو گیا۔ حالانکہ وہ جنم سے ہی راج رشی کے برابر تھا۔ لیکن اب اسکو ہر ایک دُنیاوی ساز و سامان
سے قطعی طور پر نفرت ہو گئی۔ اور وہ کل کاروبار اپنے سکانت نام کے بیٹے کو سونپ کر جنگل میں چلا گیا۔ وہاں جا کر شری بمل واہن
نامک مُنی راج کو نمسکار کر کے خود بھی سادھو بن گیا۔ سادھو بنکر سدرشن نے اس قدر ریاضت کی کہ اپنے جمع کئے ہوئے کرموں کو
ناش کر کے موکش میں جا براجا۔

کشما! کشما!! کشما!!!

[illegible] جب تک گرہستھ آشرم میں رہتا ہے تب تک کسی نہ کسی کارن کو پا کر دوسرے جیووں کا کچھ نہ کچھ اپرادھ کر ہی بیٹھتا ہے۔
خواہ کتنا ہی پھونک پھونک کر قدم کیوں نہ رکھے۔ لیکن وہ بات نہیں بنتی کہ جو یہ بنانا چاہتا ہے۔ پھر ہم جیسے آزاد لوگوں کا تو کہنا
ہی کیا ہے۔ ہم تو وید حکیم کی کڑوی اوشدھ کی طرح سے بذریعہ مضامین اپنی پیاری جین سماج کو کڑوی باتیں سناتے ہی رہتے
ہیں۔ [illegible] کڑوی یا بُری لگنے والی باتیں کسی کشائے یا دویش کو لئے ہوئے نہیں ہوتیں۔ بلکہ صاف من سے سماج کی بھلائی
کے [illegible] ہماری آزادی اور صاف گوئی ہمیں خوشامد اور ضمیر کے خلاف لکھوانا ہی نہیں چاہتی۔ اس لئے ہم مجبور ہیں
لیکن ہماری ان باتوں سے ممکن ہے کہ کچھ بھائیوں کو دُکھ معلوم ہوتا ہو۔ یا وے ہم سے ناراض ہو جاتے ہوں۔ لہذا اسی لئے
[illegible] ہم ان بھائیوں سے کشما مانگنے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ کہ جنکو اس سال کے اندر ہماری کسی بھی تحریر سے دُکھ پہنچا
[illegible] ہم سے کشما کریں۔ جیسے نیک ملازم اپنا قصور نہ ہوتے ہوئے بھی مالک کے ناراض ہو جانے پر اپنا
[illegible] مالک کے قصور کو اپنے ذمہ اوڑھ لیتا ہے۔ اور اسکی معافی مانگ لیتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے بحیثیت قومی
[illegible] کہ امید کرتے ہیں کہ ایسا کوئی بھی بھائی اپنے دل میں ہم سے پردہ نہ رکھیگا۔ اور اگر کوئی بھائی اب بھی ہم
[illegible] رکھیگا تو ان کے پرناموں میں تیز کشائے کا اُدے سمجھا جائیگا۔ لیکن ہمارا اپرادھ ذرا بھی نہ ہوگا۔ ہماری

ہو رہے جسم مین جو کام ہونا ہو اپ ہی ہو جا اسکو دور کیجئے۔ مین آپ پر بھی جان سے موہت ہو چکی ہون وغیرہ سودرشن نے اسکی ایک ایک بات کا بھی جواب نہ دیا اور پتھر کی مورتی جیسا کھڑا رہا۔ رانی نے جواب نہ پاکر دل مین دکھ مانا۔ اور بہت سی کریائین چونچل مین لانی شروع کین کہ جس سے اپنے مطلب کی سدہی ہو۔ لیکن واہ رے شیر مرد۔ ذرا بھی ٹس سے مس ہو کر نہ دیا۔ اور دہرم کا آسرا لیکر اپنے شیل برت پر قایم رہا۔ رانی کی خواہش پھر بھی پوری نہ ہوئی۔ ادہر سودرشن نے یہ پرن کر لیا کہ اگر اس اپ سرگ سے جان بچ گئی تو سنسار کو ترک کر کے سادہو بن جاؤنگا۔ اور پتھر کی طرح سے جون کا تون کھڑا رہکر دہیان مین محو ہو گیا۔ آچاریون نے سچ کہا ہے کہ اچھے انسان ہزارہا تکالیف اٹھاکر بھی اپنے برت سے نہین ڈگتے۔ جیسے چندن کا درخت کلہاڑیون کی چوٹ کہاکر بھی اپنی خوشبو کو نہین چھوڑتا۔ غرض بہت سی تدبیرین کرنے پر بھی جب رانی کامیاب نہ ہوئی۔ تب شرمندہ ہو کر سودرشن کو تکلیف دینے کیلئے تیار ہوئی۔ اور اسکے لئے ایک نیا گل کھلایا یعنی اپنے جسم کو ہاتھون کی انگلیون کے ناخونون سے زخمی کر ڈالا۔ کپڑے پھاڑ ڈالے زیور توڑ ڈالے۔ اور چیختی ہوئی زور زور سے ہچکیان لے لیکر رونے لگی کہ ہائے اس پاپی۔ دراچاری نے میری یہ گت کر دی ہے مین نے تو اسکو دہرم کا بھائی مان کر محل مین ملنے کے لئے بلایا تھا۔ لیکن مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ آتما پاپی ہے۔ اسنے میری آبرو اتارنے مین ذرا بھی کمی نہین چھوڑی۔ غضب ہو گیا۔ جب مجھ راجا کی رانی کے ساتھ اس پاپی کا یہ سلوک ہے تب نہ جانے عام رعایا کے ساتھ تو یہ کیا کچھ کرتا ہوگا۔ ارے لوگون۔ اسکی کرتوت تو دیکھو۔ یہ بڑا دہرماتما بنتا ہے۔ ٹٹی کے آڑ شکار مارتا ہے دہرم کو ایسے ہی لوگون نے بدنام کیا ہے۔ مین راج رانی۔ مہان شیل وتی۔ اور میرے ہمراہ یہ زبردستی۔ ارے لوگون دوڑو۔ میرا سب کچھ ناس کیا چاہتا ہے۔ اری بدمعاش باندیون کیا تم بھی اس سے ساز کر گئی ہو۔ کہان ماری گئی ہو۔ کمبختو آؤ میری حفاظت کرو۔ اس دہورت کی مشکین باندھو کہین بھاگ نہ جائے۔ رانی کے شور کو سنکر بہت سی باندیان اور خدمتگار حاضر ہو گئے اور ایک پوتر آتما کو باندھ کر راجا کے روبرو لے گئے۔

سچ ہے استریون سے کونسے برے کام کی امید نہ کرنی چاہئے۔ اور پھر پاپی استریون کا تو کہنا ہی کیا ہے ایک تو کریلا خود کڑوا اور پھر نیم چڑہی بیل۔ آچاریون نے سنسار بھرمن کا کارن استریون کو خاص طور سے بتلایا ہے جنہون نے استریون سے پالا مار لیا وے ہی پوتر آتمائین قابل تعریف کہی جاتی ہین۔ ورنہ دنیا کے جیو استریون کے جال مین پہنسے ہوئے طرح طرح کے ناچ ناچ رہے ہین ٹھیک ایسی ہی استریون مین یہ رانی بھی ایک تھی۔ اسنے بھی اپنی چال سے ایک مہاتما پرش کو وبال مین پہنسا دیا۔ راجہ کو جب یہ حالات معلوم ہوئے تو اسنے رانی کو سچی مانکر اور غصہ مین آکر سودرشن کے لئے مارے جانے کا حکم دیدیا۔ راجہ کے حکم پاتے ہی جلاد لوگ اسکو مقتل مین لے گئے۔ وہان لیجاکر اس غریب کو کھڑا کیا گیا اور اسکو اسکی موت کا پیغام سنایا گیا۔ اپنی موت کی خبر سنکر یہ ذرا بھی بے چین نہین ہوا۔ بلکہ آتم دہیان مین لین ہو گیا۔ یہ اپ سرگ بلا آتم دہیان کے نہین برداشت ہو سکتا اس لئے سودرشن کو اب ذرا بھی فکر نہین ہے۔ وہ نموکار منتر کا جاپ کر رہا ہے۔ وہ جسم کو ناش وان جانکر سمادہی مین لگکے کھڑا ہے۔ اس حالت مین اسنے دہیان لگا رکھا تھا کہ اوپر ایک جلاد نے تلوار چلائی۔ جلاد نے تلوار کا ایک ہاتھ اسکی گردن پر مارا مگر

قد و قامت کی ایک تصویر بنانے کے لئے کہا۔ جب وہ مٹی کی تصویر تیار ہو گئی تب اسکو کپڑے پہناکر اور گود میں اٹھاکر محل کی طرف
کو چلدی۔ جب محل کے دروازہ پر پہونچی اور اندر جانے کے لئے قدم بڑھایا۔ تب چوکیداروں نے روک کر پوچھا کہ یہ کون ہے اور
کیا معاملہ ہے۔ اس عورت نے انکی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور آگے بڑھنے کو آمادہ ہوئی۔ تب ایک پہرہ دار نے اسکا ہاتھ پکڑکر
دریافت کرنا چاہا لیکن اس مکار عورت نے ناراضی کے لہجہ میں اوس مٹی کی مورت کو جھٹ زمین پر دے مارا۔ اور توڑ پھوڑ کر چور چور
کر ڈالا۔ اور ساتھ ہی بڑے زور سے چلاکر کہا! بدقسمتو۔ بدبختو یہ تم نے بڑا انیائے کیا ہے۔ اب تمہاری خیر نہیں ہے۔ راج رانی کے
آج برت تہا۔ وہ اس پتلے کی پوجا کرکے بھوجن کرتی لیکن تمہاری سینہ زوری سے یہ پھوٹ گیا ہے۔ اب رانی ہرگز بھی بھوجن نہ کریگی
دیکھو اب میں رانی سے کل حال کہے دیتی ہوں۔ وہ دیکھنا کیسی کیسی سزائیں تمکو دلواتی ہے۔ اسکی فریب بھری باتوں سے غریب چوکیدار
گھبرا گئے۔ ان کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ پران سوکھ گئے۔ کاٹو تو بدن میں خون نہیں۔ مارے ڈر کے وے تھر تھر کانپنے لگے۔
اور اس کے پاؤں پر لوٹنے لگے۔ کہ ماتا ہمارے پران بچاؤ۔ ہم غریب آدمی ہیں۔ بال بچوں والے ہیں۔ اگر ہم مارے گئے تو ہمارے
گھر تباہ ہو جائینگے۔ اور اگر ہمارا روزگار چھوٹ گیا تو بھوکے مر جائینگے۔ اس لئے جیسے بھی ہو سکے ہمارا اپرادھ کشما کرو۔ ہم تمہاری
عمر بھر پوجا کرینگے۔ اور اس احسان کو ہرگز نہ بھولینگے۔ یہ فریب کی کھان عورت کہنے لگی۔ کہ کیا کروں تمہاری ان باتوں سے میرا دل
امڈ آیا ہے۔ میں رحم کی وجہ سے تمہارے بچانے کی تدبیر کرونگی لیکن یاد رکھو۔ پھر آیندہ مجھے کبھی نہ روکیو۔ ذرا تم اپنے دل میں تو وچارو
کہ تم نے کتنا غضب کیا ہے کہ اس مورت کو پھوڑ ڈالا۔ اب رانی کا برت کیسے پورا ہوگا دوسرا پتلا فوراً تیار نہیں ہو سکتا کہ جو لاکر
دیدیا جائے۔ اور رانی اپنے برت کو پالن کرکے اسکی پوجا کے بعد بھوجن کر سکے لیکن خیر میں پھر واپس جاتی ہوں اور کوئی دوسرا پتلا
تلاش کرکے لاتی ہوں اور اگر کوئی پتلا نہ ملا تو مجبوراً تھوڑی دیر کے لئے کسی زندہ آدمی کو لانا ہوگا۔ کیا کروں۔ اور کیا نہ کروں۔ بڑی
مصیبت میں آن پھنسی ہوں۔ لیکن تمکو پھر خبردار کئے دیتی ہوں۔ کہ میں پتلا لانے کے وقت ذرا بھی نہ بولونگی۔ اسواسطے تم مجھکو
ذرا بھی نہ ٹوکنا۔ غریب پہرہ داروں کو اپنی جان جانیکا خوف ہو گیا تہا۔ وہ بیچارے جان بچی لاکھوں پائے کے مسئلہ پہ غور کرتے
ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولے۔ کہ ماتا ہم لوگ تجھے کچھ نہ کہینگے۔ تو اپنا کام بے خوف ہو کر انجام دے۔ اسطرح سے وہ مکار عورت ان
پہرہ داروں کو چکما دیکر فوراً ہی مرگھٹ میں پہونچی۔ مرگھٹ کا مقام جلتی ہوئی چتاؤں سے بڑا ہی خوفناک بن رہا تہا۔ جہاں مردوں
کی لاش چڑ چڑ جل رہی تہی اور دھوئیں سے بدبو نکل رہی تہی۔ کہیں پر جانور چنگہاڑ رہے تھے۔ ہوا میں اڑتی ہوئی آگ کی چنگاریں
آسمانی بہوت کے ذریعہ سے انگارے برسانے کا کام دے رہی تہیں۔ لیکن ایسے خوفناک مقام پر بہی وہ مہاتما کی مجسم مورتی جیسے
سودرشن دہیان لگائے ہوئے کہڑے تہے۔ اس بدچلن عورت نے بڑے۔ ماہر کے ساتھ اس سادھو سدرشن کو اپنے کندھوں
پر ڈالکر راج محل میں لا چھوڑا۔ اور رانی کے سپرد کر دیا۔ رانی اسکو پاکر بیحد خوش ہوئی جیسے کسی کنگال کو دھن مال کی لکشمی از خود
آملی جاتی ہے۔ اور وہ آنند میں مگن ہو جاتا ہے۔ ٹھیک ایسے ہی بدچلن رانی مارے آنند کے اچھلنے اور ناچنے لگی۔ اسکی خوشی کا
کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ اور بیکام ہو کے نشے میں چور ہو کر سودرشن سے ادب کے ساتھ درخواست کرنے لگی کہ مہاراج میرے [illegible] کو قبول کیجیے

مجھ تو آج تک اتنا خوبصورت آدمی نہین دیکھا۔ کیا تو نے کبھی دیکھا ہے۔ یہ تو سورگ کے دیوون سے بھی بڑھکر روپ والا ہے
داسی نے کہا۔ مہارانی جی۔ آپنے ٹھیک ہی کیا ہے۔ جو آپ نے فرمایا ہے وہ ہر ایک لفظ صحیح ہے۔ ہمارے سیٹھ جیسا خوبصورت آدمی
تمام دُنیا مین تلاش کرنے پر بھی نہین مل سکتا۔ اسکے جسم کا ہر ایک حصہ برہما نے خود اپنے ہاتھون بنایا ہے۔ میری آنکھون نے
تو آج سے پہلے ایسا خوبصورت آدمی کوئی بھی نہین دیکھا۔ یہ تو سچ مچ کا مدن ہے۔ رانی نے داسی کو اپنے ڈھنگ پر لگی دیکھکر
کہا کہ تو بالکل سچ کہتی ہے۔ اچھا اب تو میری ایک بات سُن۔ اور یہ یاد رکھ کہ جو مین تجھکو سُناؤن وہ اپنے دل مین رکھنا کسی
پر ظاہر نہ کرنا۔ ورنہ تیری خیر نہوگی۔ اور جو کام مین تیرے سپرد کرونگی۔ اگر وہ تو نے پورا کردیا تو مالا مال کر دونگی۔
دُنیا مین کہاوت ہے کہ اندھا کیا چاہے۔ دو آنکھ۔ داسی کو چاہئے کیا۔ صرف رانی کی کرپا۔ اور دھن۔ وہ بولی مہارانی جی آپ
بلا کسی شک و شبہ کے اپنا مطلب فرمائیگا مین اسکو پورا کرنے کے لئے از حد کوشش کرونگی۔ اور کوئی بھی تدبیر اُٹھا نہ رکہون
گی۔ اور راز ظاہر کرنے کی بابت اگر ذرا بھی کسی سے سُنو تو گردن مروا دینا۔

رانی نے کہا۔ دیکھ مین تیرے اوپر بھروسہ رکھکر اپنا مطلب ظاہر کرتی ہون۔ مجھے دھوکا مت دینا۔ اگر ذرا بھی میری رسوائی ہوئی
تو مین تجھے بُری طرح سے مروا ڈالونگی۔ ورنہ تو ہوگی اور دولت کا ڈھیر۔ لے کان لگا کر سُن۔ جس سودرشن کی بابت اب ذکر چلرہا تھا۔
اُس ہی سودرشن نے میرے دل مین گھر کر لیا ہے۔ اُسکے بغیر مجھے دُنیا سونی نظر آرہی ہے۔ مجھے کھانا پینا زہر معلوم ہورہا ہے۔ رات
کو نیند نہین۔ دن کو بھوک نہین۔ نہ میرا کسی کاروبار مین دل لگتا ہے۔ نہ مجھے دُنیا کی کوئی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے۔ مین ہر چند
دل بہلانا چاہتی ہون۔ لیکن کوئی بھی چیز میری دل لگی کا کارن نہین بنتی۔ میری حالت بالکل پاگلون جیسی ہورہی ہے۔ مین بہت
زیادہ کوشش اس امر کی کررہی ہون کہ میرا حال کسی پر ظاہر نہو۔ صرف ایک تجھکو اپنی سمجھکر یہ کہا ہے۔ بس اب تو ہزار کوشش کر
اور جسطرح بن سکے اسطرح سے سودرشن کو لاکر مجھے ملادے۔ تب ہی میری زندگی قایم رہ سکتی ہے۔ ورنہ اس دُنیا مین میرا
جیون لیلا زیادہ دنون کے لئے نہین ہے۔

یہہ داسی۔ رانی کی باتون کو سُنکر پہلے تو بہت چکرائی۔ لیکن داموں کے دام مین پھنسکر رانی کی سہایک بن گئی۔ اور بولی کہ رانی جی بس
اتنی ہی بات کے لئے آپ اسقدر بے قرار ہورہی ہین۔ افسوس آپ نے کیون پہلے سے ذکر نہ کیا۔ ورنہ اب تک کیا تہا۔ مدت پہلے
آپکی خواہش پوری ہوگئی ہوتی۔ اور اب مین آپ کو بالکل سچ کہتی ہون کہ ذرا بھی نہ گھبرائیے۔ بہت جلد تمھاری خواہش کو پورا
کرتی ہون کسی نے سچ کہا ہے کہ بدتہذیب آدمی اور بدچلن استری کیا نہین کرسکتے۔ وہ کونسا بُرا کام ہے جو ان سے بچ جائے
ٹھیک اسی طرح سے یہہ داسی بھی سودرشن کو محل مین لانے کی کوشش کرنے لگی۔ سودرشن ایک دہرماتما شراوک تھا بیراگ کا
تیاگی تہا۔ سداچاری تہا۔ برت دھاری تہا۔ وہ ہمیشہ دُنیا روپی جال سے نکلنے کی تدبیرین سوچا کرتا تھا۔ اور اسی غرض کو لیکر ہر ایک
اشٹمی اور چتردسی کو رات کے وقت خوفناک جنگل یا مرگھٹ مین جاکر دہیان لگایا کرتا تہا۔ اسکے دہیان کی بات اس داسی کو معلوم تھی
اُسنے سودرشن کو راج محل مین لانے کے لئے ایک مایا جال رچا۔ یعنی ایک روز وہ ایک کمہار کے گھر گئی۔ اور اُس نے بالکل انسانی

دہرم کے پرساد سے یہ ضرور ہوا کہ اس نے اپنے خیالات کو ذرا بھی نہیں لگا ٹا بلکہ بڑے شانت پرنا سوروپ سے نمو کار منتر کا جاپ
کرتے ہوئے پران تیاگ کیا اس پونیہ کے پرتاپ سے اسکے جیو نے سیٹھ برکہب دت کے یہاں جنم لیا اور "سودرشن" نام کا بیٹا ہوا
سیٹھ نے لڑکے کے جنم کی خوشی میں خوب دان دیا۔ اور بہت بڑا آنند منایا جب یہ لڑکا بڑا ہوا تب اسکو ہر ایک علم کے زیور سے
آراستہ کیا۔ دہارمک تعلیم تو اسکو ایک بہت ہی اچھے ڈہنگ سے دیدی گئی پھر جوان ہونے پر اسکا بیاہ ساگردت سیٹھ کی منورما نام
کی ایک بڑی خوبصورت اور سوشیلا کنیا کے ساتھ کردیا گیا۔ اس استری کو پاکر سودرشن بڑے ہی سکھ سے رہنے لگا۔

ایک روز برکہب دت سیٹھ بن میں پدہارے ہوئے شری سمادہ گپت منی راج کے درشنوں کے لئے گیا۔ وہاں پر دہرم اپدیش سنا اور
اس اپدیش کا اسکے دل پر اسقدر اثر ہوا کہ وہ دنیا کی ناپائداری کا خیال کرنے لگا۔ سیٹھ وچارنے لگا دنیا ایک اندرجال جیسا کھیل ہے
یہاں ہر ایک چیز بنتی اور بگڑتی ہے۔ کسی کو بھی قیام نہیں ہے۔ دم دم میں حالت بدلتی ہے۔ کال چکر ہر ایک کی میعاد کو پورا
کرنے کے لئے چکر لگاتا رہتا ہے جسم گرتا جاتا ہے۔ جو کل بالک تھے وہ اب جوان نظر آتے ہیں جو جوان تھے ان کو بڑھاپے نے گھیر لیا
ہے اور بڈھے ہیں لوگوں کو کال روپی سنگ اپنے منہ میں ڈالنے کے لئے آتا ہوا نظر آتا ہے۔ جنگل میں چرتے ہوئے ہرن کو جس طرح شیر ببر آدبا
تا ہے اور وہاں پر اسکا کوئی محافظ نہیں ہوسکتا۔ ٹھیک اسی طرح سے اس سنسار روپی بن میں اس جیو روپی ہرن کو کال روپی
سنگ دم کی دم میں آن دباتا ہے۔ اور سب دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ علاوہ اسکے سنسار ہر طرح سے دکھوں کا گھر ہے اسمیں
سکھ نام کو بھی نہیں پھر ایسی حالت میں جان بوجھ کر بھی اگر اپنے کو ڈالا جائے تو کسقدر غلطی ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہونا چاہیے
یہ سمجھ کر اپنے پتر سودرشن کو کاروبار سونپ کر خود سادھو جی کے پاس دیکشا دھارن کرکے تپسوی بن گئے۔

پتا جی کے سادھو ہوجانے کے بعد سودرشن نے بھی بزرگوں کی عزت قایم رکھنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ بلکہ اپنی ہوشیاری اور
دریادلی سے انکی عزت کو دوبالا کیا۔ دیش بھر میں یہ شخص مشہور ہوگیا۔ اور اسکو سب اونچی نظروں سے دیکھنے لگے۔ سودرشن بعض
دنیاوی کاموں میں ہی نہ لگا رہتا تھا۔ بلکہ بھگوت بھگتی۔ پاتر دان۔ برت دھارن۔ اور سوادھیائے وغیرہ میں بھی بہت زیادہ
وقت اور دھیان لگایا کرتا تھا۔ اور برہمچریہ برت کو پالنے کے لئے تو وہ ہمیشہ مستقل مزاج رہا کرتا تھا۔ غرض سودرشن ایک دہارمک
شخص اور جگت رشی تھا۔

ایک روز راجہ گج باہن کے ہمراہ سودرشن سیٹھ بن میں گیا اور راجہ کے ساتھ رانی بھی بن میں گئی۔ سودرشن سیٹھ پرلے درجہ کا
خوبصورت تھا۔ اسکا چہرہ دیوتوں کے سمان خوبصورت تھا۔ اسکی خوبصورتی کو اسکی پاکیزگی نے اور بھی خوبصورت بنادیا تھا
یہ وجہ ہوئی کہ گج باہن کی رانی اسکو دیکھکر ہزار جان سے موہت ہوگئی۔ اور سودرشن کو پھنسانے کی تدبیریں سوچنے لگیں
جب اس اکیلی کا کوئی منتر کارگر نہوا تب ایک داسی سے کہنے لگی۔ کہ تو جانتی ہے کہ سرور بن میں وہ خوبصورت شخص کون تھا
داسی نے جواب میں عرض کیا کہ وہ تو اپنے نگر کے مشہور سیٹھ سودرشن تھے۔ رانی بولی۔ ہاں بیشک یہ تو اپنی نگری کے ایک
بڑے قیمتی زیور ہیں۔ بڑے خوبصورت ہیں۔ مقناطیسی طاقت رکھتے ہیں جو انکو دیکھتا ہے اسکا دل اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں

سودرشن سیٹھ

کسی پرانے زمانہ مین چمپانگری کا راجہ گج باہن تہا۔ وہ بڑا خوبصورت اور ساتھ ہی اسکے سورویر بھی تھا۔ اپنی ہمت اور شہ زوری کر
اس نے تمام دشمنون پر فتح پاکر اور انکو قابو مین کرکے اپنے راجیہ کو بے خوف بنا لیا تہا۔ اسی نگر مین ایک برکہب دت نام کا سیٹھ رہتا تہا
اس کی استری کا نام ارہ داسی تہا۔ ارہ داسی دہرماتما تہی۔ سوشیلا تہی پتی برتا تہی۔ اور جین دہرم کی سچی بہگت تہی۔

اس سیٹھ کے یہان ایک گوالا نوکر تہا۔ ایک روز وہ جنگل سے اپنے گہر آرہا تہا۔ راستہ مین اسکو ایک یرده دہاری سادہو کے درشن
ہوئے جو ایک پتہر کی چٹان پر دہیان لگائے بیٹھے تھے۔ انکو دیکہکر گوالے کو بڑی دیا آئی وہ یہ وچار کرکہ دیکہو ان کے پاس کوئی کپڑا
نہیں۔ اور سردی اسقدر زور سے پڑرہی ہے کہ دانت سے دانت بج رہے ہین گہر مین بیٹھے کپ کپی چھوٹ رہی ہے لیکن یہ کہلے
میدان پتہر کی چٹان پر بیٹھے ہوئے وقت گذار رہے ہین۔ رات کو ان کا کیا حال ہوگا جہٹ اپنے گہر گیا اور آدہی رات کے قریب
مع اپنی استری کے سادہو مہاراج کے پاس آیا۔ دیکہا کہ سادہو جی ٹہیک اسی طرح سے دہیان مین بیٹھے ہوئے ہین کہ جس طرح شام کو
چہوڑ کر گیا تھا۔ انکا کل جسم سردی کی وجہ سے ٹھنڈا ہو رہا ہے شبنم کی بوندون نے تر کر رکہا ہے لیکن یہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی
وے دہیان مین محو ہو رہے ہین۔ انکی یہ حالت دیکہکر اسکو بڑی دیا آئی۔ اور اسنے سادہو مہاراج کے جسم پہ سے آہستہ آہستہ اپنی
پہٹی پرانی چادر کے کونے سے شبنم کو صاف کیا۔ اور تمام رات انکے پاؤن دباتا رہا۔ غرض سب طرح سے انکی خدمت کرتا رہا۔

سویرا ہوتے ہی منی مہاراج کا دہیان پورا ہوا۔ انہون نے آنکھ اٹھا کر دیکہا تو اس گوالے کو پاس بیٹھا ہوا پایا۔ انہون نے
اسکا اچھا ہونہار معلوم کرکے دہرم اپدیش دیا اور نموکار منتر بتلایا تا کہ وہ اسکا جاپ کرے جس سے اسکی آتما شدہ ہوکر پرم
پد حاصل کرسکے۔ یہ سب کچھ کرکے منی مہاراج چلے گئے۔ چونکہ اس گوالہ کو منی مہاراج کے اوپر اٹل بہگتی ہوگئی تھی۔ اس لئے انکے
اپدیش کو اسنے دل و جان سے گرہن کرتے ہوئے نموکار منتر کا جاپ کرنا شروع کیا اور اس منتر کو یہانتک اپنایا کہ جب کبھی کام کو
شروع کرتا تب ہی اس منتر کا جاپ کر لیا کرتا تہا۔ ایک روز یہ گوالا اس منتر کو پڑہ رہا تھا۔ کہ اچانک اسکا مالک یعنی سیٹھ آنکلا اور اسکو
منتر کا جاپ کرتے ہوئے مسکراکر بولا کہ کیون رے! تو نے اس منتر کو کہان سے اڑایا۔ گوالے نے اس منتر کے ہاتھ آنے کی کل کیفیت
اپنے مالک کو سنادی۔ سیٹھ نے خوش ہو کر اس سے کہا کہ بہائی گوالے۔ گو تو ایک چھوٹے کل مین پیدا ہوا لیکن آج تیرا جیون سپہل
ہوگیا۔ جو تجہکو کلیان کرتا سادہو کے درشن ہوئے۔ اور آنند کے دینے والا اپدیش ملا۔ یہ بالکل سچ ہے کہ جب جیو کے شبہ
کال آتا ہے تب ایسے کارن مل ہی جایا کرتے ہین۔

ایک روز یہ گوالا گائین چرانے کے لئے جنگل مین گیا۔ برسات کا موسم تھا۔ ندی نالے سب چڑہے ہوئے تہے۔ اسکے گائین چرنے کیلئے
ندی پر جانے لگین۔ انکو جاتے دیکہکر وہ بھی انکے پیچہے چلا۔ اور ندی مین کود پڑا لیکن جیسے ہی کہ وہ کودا فوراً اسکے پیٹ مین ایک
ندی مین پڑے ہوئے بہاری لکڑی کی نوک گہس گئی اور اسکا پیٹ پہٹ گیا۔ وہ اس زبردست صدمہ سے فوراً ہی مر گیا۔ لیکن

اندرونی چیز ہے۔ کریا ایک بیرونی شے ہے۔ اصول کا زیادہ تر تعلق آتما و من سے ہے۔ کریاؤں کا تعلق جسم کا ئے سے ہے۔ اصول
کا اظہار بلا کریا کے نہیں ہوسکتا۔ اور اظہار کیا اصول کی پابندی ہی بلا کریا کے نہیں ہوسکتی۔ کریاؤں کے عمل میں لانے سے اصول کو
مضبوطی و استحکام ہوتا ہے۔ بلا کریاؤں کے ہی اصول فراموش ہی ہوجاتا ہے۔ اصل میں یہ ہر جیو یعنی عملی زندگی میں حد سے زیادہ زیادتی
ہر ایک چیز کی بری ہوتی ہے۔ صرف کریاؤں کے ہی پیچھے پڑ جانا۔ بلا اس لحاظ کے کہ اصول کا مقصد پورا ہوتا ہے یا نہیں صرف کریاؤں ہی کو
کئے جانا جسطرح اصول کو فراموش کر دینا ہے اوسطرح کریاؤں کو بالکل اڑا دینے سے بھی اصول فراموش ہو جاتے ہیں نتیجہ دونوں طرف
کی حد سے زیادہ زیادتی کا ایک ہی ہے۔ پل پر کناروں پر چلنے میں خواہ وہ دایاں ہو یا بایاں خطرہ ہی ہے۔ بیچ میں چلنے سے ہی
اطمینان کے ساتھ منزل مقصود پہ پہونچ سکتے ہیں۔ یہ میں مانتا ہوں کہ کریاؤں میں زمانہ کے موافق رد و بدل ضرور ہوسکتا ہے
لیکن جبتک بجائے پرانی کریاؤں کے اوس سے بہتر نئی کریائیں ظاہر و قایم ہوجائیں اوسوقت تک پرانی کریاؤں و پرانی رسومات
و فروعات کے اوڑا دینے میں سخت خطرہ ہے۔ مثال کے طور پر لیجئے شادی میں سات پھیروں کا ہونا۔ بعض صاحب کہتے ہیں کہ
آج شادی میں سات پھیرے ہوتے ہیں۔ کل اگر ہم ایک پھیرا بھی نہ ڈالیں صرف سماج کے سامنے یہ ظاہر کردیں کہ ہمارا سمبندھ پختہ
ہوگیا وہی کافی ہے۔ میں کہونگا کہ صرف اتنا کہدینا ہرگز کافی نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ سمبندھ کرنیوالے کیلئے یہ کافی ہو۔ اور سمبندھ کرنے
والے کے لئے تو یہ کیا اگر وہ مضبوط عہد کا آدمی ہے تو اوسکے لئے تو صرف اپنے دل میں یہ وچار کر لینا ہی کہ ہمارا استری سے بیاہ
ہو گیا کافی ہونا چاہیے لیکن عملی زندگی میں سماج کے لئے سماج کے سامنے اس مضبوط ارادے کے اظہار کے لئے کوئی کریا ضرور ہونی
چاہئے۔ اور روایات قدیم نے سات پھیروں کی کریا رکھی ہے۔ سات کا عدد ایک متبرک عدد ہے۔ اوسکے ذریعہ سے مضبوط ارادے کو
سماج کے سامنے ظاہر کیا جاتا ہے تاکہ سمبندھ کرنیوالوں کے دل پر بھی زندگی بھر اوسکا اثر رہے کہ ہم سات پھیروں کے ذریعے سے سماج کے
سامنے اس عہد کو ظاہر کرچکے ہیں اب ہمکو یہ عہد کبھی نہیں توڑنا چاہیے اور سماج کے سامنے ہونگا یہ عہد ایک متبرک و موقر
طریقہ ظاہر ہوا ہے اسلئے سماج بھی جہانتک ہوسکیگا اونکے اس عہد کو قایم رکھنے کی ہی کوشش کریگا میں یہ نہیں کہتا ہوں
کہ صرف یہ سات پھیروں ہی کی کریا ٹھیک ہے۔ ہمیشہ یہ ہی جاری رہنی چاہیے اسمیں کبھی رد و بدل نہیں ہوسکتی۔ اگر اس
کریا میں کوئی نقصان ہے اور اس سے زیادہ اچھی و موثر کریا کوئی دوسری قایم ہوسکتی ہے تو اسکو بدلنے میں کوئی ہرج نہیں ہے
لیکن بلا اسمیں کوئی نقصان صریح دیکھے اور بلا اسکے بجائے کوئی دوسری اچھی و موثر کریا ظاہر و قایم کئے اسکو توڑنیکی کوشش
کرنا محض فضول و کریاؤں کے توڑنیکا خبط ہی کہا جاسکتا ہے۔ اب دھارمک کریاؤں سندھیا و پوجن وغیرہ کو لیجئے جو حضرات
سندھیا ایک پوجن میں وقت کا ضایع ہونا بتلاتے ہیں یا اشٹ دیو سے پوجن کرنے میں تیرتھنکروں کے مذاق ہونیکا اندیشہ و
خطرہ سمجھتے ہیں۔ اونکی سخت غلطی ہے۔ سندھیا ایک میں جو پرماتما یا آتما کا چنتون کیا جاتا ہے اوس سے جو بھاؤں کی شدھی ہوتی ہے
اشبھ کرموں کی نرجرا اور شبھ کرموں کا بندھ ہوجاتا ہے۔ آتمک طاقت بڑھتی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ایکاگر چت کرکے
پوجن جو بھگوان کا کیا جاتا ہے۔ اوسکا آنند اعلی درجہ کا آنند ہے۔ سندھیا ایک سے سوائے فائدہ کے کوئی نقصان نظر نہیں آتا۔ سندھیا ایک

سود کی درخشی کے ساتھ لگاتا ہے۔ عدم ادائگی کی صورت میں نالش کرتا ہے۔ گویا خلیا مکرتا ہے۔ نہ میں جائداد چھینے کی کوشش کرتا ہے
غرض اس طرح سے کسانوں کی بری حالت ہے۔ اگر زمیندار لوگ کسانوں کی حالت سدھارنے پر کمر باندھیں تو بہت کچھ خوشحال بنا سکتا ہے۔
علاوہ ازیں بہت سے اسباب ملک کی کنگالی کے ہیں جنکو ہم وقتاً فوقتاً ظاہر کرینگے۔ آج تو ہمنے اپنے جینی بھائیوں کے روبرو کچھ تھوڑے سے
اسباب اسلئے رکھے ہیں کہ چونکہ وے دہرم و بیاپار میں لگے ہوئے ہیں۔ اسلئے وے اسکا انتظام کریں اور پرلن کریں تاکہ دیش ملک کی بہبودی
تکلیف سے نکلکر امن کے ساتھ اپنے دن بتاسکے۔ دھارمک دنوں میں دہرماتما لوگوں کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کہ جو اپنے دیش کی
بھلائی کا انتظام نہ کرسکیں۔ بھائی جینی لوگوں۔ اس مضمون کو پڑھکر محض کانوں ٹھالی نہ کرجانا بلکہ اسپر غور کرنا۔ سوچا کرنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو
اسکا انتظام کرنا ورنہ ان دھارمک دنوں میں تمہاری کی ہوئی کریائیں سب بے فائدہ کہلائینگی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کہاں کہاں کے
بھائی اس ضروری سوال پر غور کرکے کیا کیا انتظام عمل میں لاتے ہیں۔

اصول ورسس فروعات

(از بابو رکھب داس جی جین بی اے وکیل میرٹھ)

ہر مذہب میں دو چیز اصول و فروعات یا دوسرے الفاظ میں سدھانت و کریا ہوتی ہیں۔ اور مذہب کیا بلکہ دنیاداری جیون میں بھی اصول و فروعات
دونوں ہوتی ہیں۔ بلا ان دونوں کے پریکٹیکل لائف یعنی عملی زندگی نہیں ہوسکتی۔ بعض کریا یا فروعات پر ایسے مفتون ہوتے ہیں کہ وہ سدھانت
یا اصول کو بھولجاتے ہیں بلا سدھانت یا اصول جانے و سمجھے کریا یا فروعات پر ہی عمل کرکے لکیر کے فقیر بن جاتے ہیں۔ برخلاف اسکے بعض اشخاص
اصول اصول کی ہی پکار لگا کر کریا کو قطعی اوڑانا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ دونوں قسم کے صاحبان غلطی پر ہیں اور اکیانت پکش
کو گرہن کئے ہوئے ہیں۔ اصول درخت کی جڑ ہے کریا یا فروعات اوسکا تنہ ٹہنے و پتے ہیں۔ بلا جڑ و تنہ و ٹہنیوں و پتیوں وغیرہ کے درخت
نہیں کہلا سکتا۔ اسیطرح بلا اصول و کریاؤں کے انسانی زندگی نہیں بن سکتی۔ اوّل ہم ان اصحاب کی کہ جو اصول کو فراموش کئے
ہوئے صرف کریاؤں پر فدا ہو رہے ہیں کچھ حالت بیان کرتے ہیں۔ یہ لوگ یہ کچھ خیال نہیں کرتے کہ فلاں کریا جو ہم کر رہے ہیں اوسکا کیا
مقصد ہے۔ اوس سے کیا فائدہ ہمکو پہونچتا ہے۔ آیا جس مقصد کیلئے وہ کریا تھی وہ مقصد حاصل ہو رہا ہے یا نہیں۔ آیا وہ کریا زمانہ
حال میں ہماری طاقت ہماری حالت و ہمارے دیگر اسباب و وجوہات کے لحاظ سے اوس مقصد کو پورا کرسکتی ہے یا نہیں ان سب باتوں کو
ذہن نشین نہ کرکے صرف وہ ہی کریائیں کئے جاتے ہیں جنکا نتیجہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ برت اور اپواس رکھتے ہوئے۔ بڑی بڑی جیوتے ہوئے۔ پوجن کرتے
ہوئے۔ رتھ اوتسو پرتشٹھا کراتے ہوئے بھی جین دہرم کا پرچار نہیں ہوتا۔ جین دہرم کی پربھاونا نہیں ہوتی جس سے ملک کی ترقی نہیں
ہوتی۔ ہماری کتابیں کرودھ لوبھ۔ مان، مایا منع نہیں ہوتیں کہ وہ جین اگر ہم باہم ذاتی جھگڑے کرنے و ایکدوسرے کی گردن کاٹنے کے
لئے طیار ہیں۔ لوبھ اور مایا کے تابع ہوکر ہم اپنے کاروبار میں دوسروں کو ٹھگتے دوسروں کو دہوکا دیتے دوسروں کا مال ہضم کرنیکے لئے طیار ہیں جائز
ناجائز کسی ہی طریقہ سے بھی ہو روپیہ جمع کرنیکی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ دوسروں کی مدد و دوسروں کا تو پالنا کہاں تک روپیہ خرچ کرنا نہیں چاہتے
مال کے نشہ میں مغرور رہکر دوسروں کو نظر حقارت سے دیکھتے ہیں۔ اونکی مدد اونکی ترقی و بہتری میں کوشش نہیں کرتے۔ اسلئے ملاپ کو قائم رکھنا

اور کسی قسم کی صنعت حرفت۔ یا تجارت مین دل لگانیکے لیے تیار نہین۔ یہ گروہ خود تو بہوکا مرتا ہے۔ لیکن دیش کی مفلسی کا بہی ایک خاص باعث بنا ہوا ہے۔ انکی دیکہا دیکہی جو طالب علم تعلیم پاکر درسگاہون سے نکلتے ہین وے بہی شان مین بٹہ لگنے کی وجہ سے گہرون کی چہار دیواریون مین آن بیٹہتے ہین۔ اور روز مالا جپا کرتے ہین کہ یا بہگوان کوئی نوکری ملے اور ہم بہی غلامی کا طوق پہنکر دیش بہائیون کا خون چوسین۔ یا ان لوگون کو خالی دیکہکر دوسرے نوجوانون پہ یہ اثر پڑتا ہے کہ پڑہنا لکہنا فضول ہے جب ہم سے پہلے تعلیم یافتہ ہی خالی بیٹہے ہین تو ہم ہی کیا پہاڑ کے پتہر توڑ ہوینگے ان باتون کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ دیش کنگال ہو رہا ہے۔ اور بہوکے مرنے کی نوبت آ رہی ہے۔ اگر تعلیم یافتہ اصحاب نوکری کا انتظار چہوڑ کر اپنی تعلیم کو صنعت۔ حرفت۔ زراعت۔ یا تجارت مین صرف کرین تو دیش کی مالی حالت بہت کچہ سدہر سکتی ہے۔

(۹) دیش کی مفلسی کا بڑا زبردست باعث اپنے دیش کی چیزون کا استعمال نہ کرنا بہی ہے۔ دیش کا بنا کپڑا۔ برتن و دیگر بہت سامان کوئی بہی استعمال مین نہین لاتا۔ گہر مین جو کچہ بہی سامان نظر آئیگا وہ سب بدیشی ہی ہوگا۔ کپڑا بدیشی۔ برتن بدیشی۔ روشنی بدیشی۔ کہانے پینے کی چیزین بدیشی۔ و دیگر سب سامان بدیشی جب ہر ایک سامان بدیشی تب دیش خوشحال کیسے ہو سکتا ہے۔ دیش کے جولاہے بہوکے مر رہے ہین دیش کے چمار تنگدست ہوگئے ہین تیلی کی کہپت نہ ہونے سے تیلیون کا برا حال ہے۔ غرض دیش کے کل کاریگر تنگ ہین۔ اور انکی بہت بری دشا ہے۔ انکی بری دشا کا اثر کل دیش کے اوپر پڑا ہوا ہے۔ اگر ہم لوگ دیشی چیزونکو استعمال مین لاتے تو دیش کا دہن دیش مین ہی رہتا اور دیش کو یہ دن نہ دیکہنے پڑتے۔ (۱۰) دیش کی کنگالی کا باعث کسانون کی نہایت بری حالت بہی ہے۔ دیش کے کسان محنت کرتے ہین مزدوری کرتے ہین آدہا پیٹ کہاکر کہیت جوتتے ہین اور اپنے بال بچون کو بہوکا رکہکر پالتے پوستے ہین۔ لیکن پہر بہی وہ مصیبت مین ہی پڑے رہتے ہین اسکا باعث ایک نہین دو نہین بلکہ بہت سے ہین جنمین بیلون کی گرانی۔ جو گوکشی کی وجہ سے ظہور مین آ رہی ہے۔ گوکشی کا الزام ہندو لوگ مسلمانون پر جہٹ ہی لگا دیتے ہین لیکن زیادہ تر اسکے ذمہ دار خود ہندو لوگ ہی ہین۔ وے کیون گایون کو اپنے گہرون مین نہین پالتے۔ وے کیون شری کرشن کے نقش قدم پر نہین چلتے جب کرشن جی نے گائین چرا کر یہ دکہلا دیا کہ یہ دیش کی پرورش کا خاص ذریعہ ہے پہر ہندو لوگ کیون اس سے پرہیز کرتے ہین۔ سرشٹی کا بیل کے سینگون پر تہمنا۔ اور ۳۳ کروڑ دیوتاون کا گائے کی دم مین رہنا جو اب تک مشہور چلا آتا ہے۔ کیا وہ غلط ہے نہین وہ بالکل صحیح ہے۔ بہارت کے ۳۳ کروڑ باشندے سب دیوتا تہے۔ انکا لالن پالن گائے کے ہی دم پر تہا اس لیے وے اسکی دم مین ہی رہتے ہین ایسے ہی بیلون پر ہماری کہیتی کا دارومدار ہے۔ پس جب ہمارا کہانا پہننا سب بیلون ہی سے ملتا ہے پہر بیل کے سینگون پر دنیا کا تہما رہنا کب جہوٹہ کہا جا سکتا ہے۔ لہذا ضرورت ہے کہ ہندو لوگ خود اپنے گہرون مین گائین رکہین اور فروخت نہ کرنیکا نیم کرلین۔ اگر کوئی بوڑہی گائے کو رکہکر خرچ برداشت کرنیکے ناقابل ہو تو وہ مقامی گوشالا مین پہونچا دے۔ اور ساتہ ہی ہندو لوگون کو مانس کہانے سے بہی پرہیز کرنا چاہیے۔ دوسرے مصیبت کسانون پر یہ بہی ہے کہ لگان کی بہکتی نہ منیا اور روز بروز لگان بڑہائے چلے جاتے ہین خواہ کسان کے کہیت مین دانہ پیدا ہو لیکن مقررہ لگان زمیندار کسی نہ کسی طرح سے وصول کرکے چہوڑینگا غرض وہ مصیبت ہوتی ہے۔ حالانکہ زمیندار نے کسان کا کام چلتا ہے لیکن ساہوکار وہ صاحبون سے [illegible] بنا دیتا ہے دیتے ہوئے کم نہ دیتا ہے [illegible] زیادہ [illegible]

(۳) قمار بازی بھی دیش کی کنگالی کا باعث ہے۔ اسکی وجہ سے دنیاوی ترقی مین بڑا بھاری روڑا اٹک رہا ہے کیونکہ اسنے لوگون کو آلسی اور مفت خور بنا دئے ہین جبکہ ایک داؤن مین بہت کچھ آجانیکی امید ہے تو پھر محنت مزدوری کیون کیجائے۔ ایسے ہی آلسی اور مفت خورون نے سٹہ کو رواج دیا ہے۔ جسکی بدولت ہزارہا گھر تباہی کی حالت کو پہنچ چکے ہین جب تک دیش مین قمار بازی کا پرچار رہیگا تب تک دیش ہرگز بھی خوشحال نہین ہو سکیگا۔

(۴) نشہ بازی نے بھی دیش کو مفلس بنا دیا ہے پچھلے دنون دیو بند مین ایک نام ماتر کا برہمچاری فقیر آیا تھا جو تقریباً دس روپیہ روز کا سلفہ پھونک دیتا تھا۔ یہ ایک نشہ باز کا حساب ہے۔ کہ جو صرف تین سو روپیہ ماہوار کا تو سلفہ ہی پیتا تھا اور جو اس قسم کے لاکھون شرابی بھنگی۔ مدکی بھرے پڑے ہین۔ انکا تو کہنا ہی کیا ہے۔ یہ اس دیش کی بدنصیبی نہین تو اور کیا ہے کہ یہان کے لوگون نے کوکین جیسی زہریلی دوائی کو کھانا شروع کر دیا۔ اور کروڑون روپیہ کی لگل کر ہزارہا جانون سے ہاتھ دہو بیٹھے۔ جبتک دیش سے نشہ بازی دور نہین ہوگی۔ تب تک اسکی مالی حالت کا سدھرنا مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہے۔

(۵) فیشن کی ترقی نے بھی دیش کو مفلس بنا دیا ہے۔ طالب علمون کا خرچ دیکھئے۔ گھر کی عورتون کا خرچ ملاحظہ فرمائیے خود نواب صاحب کے خرچ پر نظر دوڑائیے غرض ایک کا خرچ ایک سے بڑھکر پائیگا۔ کپڑا ایک سے ایک بڑھیا۔ زیور ایک سے ایک اعلیٰ گھڑی چھڑی تیل پھلیل کنگھا۔ سرمہ چشمہ کالر ٹائی۔ کوٹ پتلون غرض کہانتک کہا جائے فیشن کی جونک نے دیش کا خون چوس رکھا ہے جبتک اس فیشن کے پھندے سے گردن نہ نکلیگی تب تک دیش مالامال نہین ہو سکیگا اگر دیش کی حالت سدھارنی منظور ہے تو فیشن سے بہت جلد پنڈ چھڑائیےگا۔

(۶) مقدمات کی چاشنی نے بھی دیش کو کنگال بنا رکھا ہے۔ ہماری سنتان ہکو لڑانے بھڑانے کیلئے روز بروز وکیل مختار اور بیرسٹری کے امتحان دے دیکر کچہریون مین جھگڑے لگا رہے ہین۔ اور ہمکو ترغیب دے رہی ہے کہ لڑو مقدمہ۔ لڑو بھائی سے بھائی کرو دیوانی چڑھو فوجداری۔ غرض مقدمات نے ہمارا خون چوس رکھا ہے۔ ذرا ذرا سی باتون پر عدالتین ہوتی ہین کسی کو اتنی برداشت نہین ہے کہ جو عدالت کے اندر قدم رکھنے سے باز آجائے۔ جب تک یہ مقدمہ بازی دیش سے نہین نکلیگی اور ہماری سنتان وکیل بیرسٹر بننے کے خیال کو نہ چھوڑیگی تب تک دیش کی کنگالی ہرگز بھی دور نہین ہوگی۔

(۷) زیور کے شوق نے بھی ہماری مفلسی مین چار چاند لگا رکھے ہین۔ جو پونجی کمانے کھانے کے کام آ سکتی تھی وہ سب بچیون اور عورتون کے زیور مین لگی ہوئی ہے۔ ہم ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہین۔ بچون کے زیور نے تو یہانتک غضب ڈھا رکھا ہے کہ بدمعاش لوگ زیور کو مع بچون کے ضایع کر دیتے ہین۔ مال کے ساتھ جان بھی چلی جاتی ہے۔ اگر یہ روپیہ پونجی سے تجارت کیجائے صنعت حرفت مین وہ رقم لگائی جائے تو دیش مین لکشمی بڑھ سکتی ہے لیکن ایسا نہین ہے اسی لئے دیش کنگال ہے۔ اگر گھر کی دیویان زیور کے شوق سے دلکو ہٹاکر اس رقم کو تجارت مین لگوائین تو گھر مین دھن بھی بڑھ سکتا ہے اور بچون کی قیمتی جانین بچائی جا سکتی ہین۔

(۸) وہ تعلیم یافتہ گروہ بھی اس دیش کی مفلسی کا باعث بنا ہوا ہے کہ جو ملازمت کی انتظار مین ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہین

(نوٹ) یہ مضمون ہندی سرسوتی کے مضمون کا آزاد ترجمہ ہے۔ جو ودیالنکار پنڈت گھن لعل جی کا لکھا ہوا ہے۔ اسمین کوئی شک نہیں کہ پنڈت جی کا جیون قوم کے لئے ایک بڑا ہی مفید جیون تھا۔ آپکی اس بے وقت کی جدائی نے قوم کو ایک صدمہ بھاری پہونچایا ہے۔ لیکن ہو کیا سکتا ہے۔ اب تو ضرورت صرف اسبات کی ہے کہ پنڈت جی کے ودیالیہ کی پورن روپ سے رکشا کیجائے اس ودیالیہ کی قائمی سے محض پنڈت جی کی یادگار ہی نہ رہیگی بلکہ جین سماج کو ایک بڑا بھاری فائدہ پہونچتا رہیگا۔ آج سماج میں ایک نہیں دو نہیں بلکہ بیس پچیس جو نئے پنڈت نظر آتے ہیں وے سب اس ودیالیہ کا ہی نتیجہ ہیں۔ آیندہ اس ودیالیہ سے بہت کچھ اُمید ہے۔ چونکہ اب تجویز ٹھیری ہے کہ اس ودیالیہ کے لئے ڈیپوٹیشن گھمایا جائے آجکل یہ ڈیپوٹیشن دہلی جیسے مشہور شہر میں موجود ہوگا ہم اُمید کرتے ہیں کہ جین سماج اس ڈیپوٹیشن کی قدر کریگا۔ اور پنڈت جی کے ودیالیہ کو مستقل بنانے کے لئے امکان سے زیادہ امداد عطا فرمائیگا۔ پردیپ

دیش مُفلس کیوں!

ہمارے دیش میں اس بات کو کون نہیں جانتا۔ کہ دیش روز بروز مفلس ہوا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ اسکے اسباب کیا ہیں اس کا کارن کیا ہے۔ اور یہ کیوں مفلس ہوا چلا جاتا ہے۔ اب چونکہ دیش بہت گر گیا ہے۔ اور آیندہ اس سے بھی زیادہ گر جانے کا خطرہ لگا ہوا ہے۔ اس لئے اسکی مفلسی کے اسباب کا جاننا ضروری اور لازمی ہوگیا ہے۔ کیونکہ جبتک کسی چیز کے اسباب پر غور نہیں کیا جاتا تب تک اُسکی بُرائی کے دفعیہ کا اندازہ اچھی طرح نہیں لگایا جا سکتا۔ اسلئے ہر ایک کو ان اسباب پر غور کرنا چاہئیے پیارے بھائیوں آپ تو اس بات پر غور کرینگے ہی لیکن ہم اپنے خیالات کا اظہار کئے دیتے ہیں کہ دیش کے غارتگری کے اسباب کیا ہیں ہماری رائے میں تو دیش کی مفلسی کے اسباب حسب ذیل ہیں۔ یعنی

(۱) ہم اپنی خون پسینہ بھاری کمائی کو مفت خوروں میں لٹا رہے ہیں۔ شادی بیاہوں میں۔ اور بوڑھوں کی وفات میں اندھے ہوکر ذرا سی دیر کی واہ واہ کے لئے لاکھوں کا دھن گنوا رہے ہیں۔ رنڈی نقالوں کے پیٹ میں اُتار رہے ہیں۔ پور باڑا اور بکھیر میں گنوا رہے ہیں اور باغ بہاری میں لٹا رہے ہیں غرض ہر طریقہ سے مفت خوروں کو کھلا رہے ہیں جس سے ایک بہت زبردست گروہ محنت مزدوری سے منہ موڑ کر مزوں میں دن کاٹ رہا ہے۔ اور ہماری غلطی سے یہ دیش مفلس ہو رہا ہے۔

(۲) ہمارے دیش میں بھیک منگوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ رہی ہے جس دیش میں۔ تقریباً ساٹھ لاکھ فقیر موجود ہوں اور انکا خرچ پندرہ لاکھ روپیہ دیش کے اندر سے مفت نکل رہا ہو۔ پھر وہ دیش کیسے خوشحال ہو سکتا ہے۔ ساٹھ لاکھ آدمی خود تو کماتے نہیں اور ہم لوگوں کی کمائی میں خواہ مخواہ بزبردستی سے آ شریک ہوتے ہیں۔ اور چونکہ ہم لوگ انکو دیتے ہیں اسلئے بہت ہی مفت خور ہوگئے ہیں اور روز بروز ہزاروں کی تعداد میں نئے چیلے بنائے جا رہے ہیں۔ اس پیشہ کو لوگوں نے مستقل ترقی دیدی ہے کہ جہاں کمانے کھانے سے نفرت ہوئی جھٹ باوا جی بن بیٹھے۔ اور سر منڈانا شروع کر دیا۔

نوٹ۔ ہم عنقریب باوا جی پر ایک جدا مضمون لکھینگے۔ پردیپ

پنڈت جی جیسے ودوان تھے ویسے ہی بولنے والے بھی تھے کلکتہ میں آپکے علمیت بہرے ویاکھیانوں کو سنکر مہرآشو توش مکرجی ۔
سر گورو داس بنیرجی ۔ ودیا بھوشن نیش چندر جی ۔ ایچ ۔ ڈی مہا مہو پادھیائے پرتھم ناتھ ترک رتن وغیرہ ودوانوں نے آپکی علمیت کی بیحد
دل سے تعریف کی تھی ۔ بمبئی کی پرارتھنا سبھا اور اٹاوہ کی تتو پرکاشنی سبھا کے علاوہ کلکتہ کے سنسکرت کالج سے بھی آپکو ’’ نیائے
واچسپتی ‘‘ کا خطاب ملا تھا ۔ ۱۹۱۱ء میں اجمیر کے آریہ سماج کے ساتھ زبانی اور تحریری مباحثہ میں ودوان لوگوں نے آپکے ہی پکش کو
مدلل اور پربل بتلایا ۔ ان دونوں مباحثوں کی رسالہ جینا سرسوتی میں بھی شایع ہو چکی ہے ۔ ۱۹۱۱ء میں جینیوں میں دسّوں بیسوں
کا جھگڑا اٹھا ۔ بیسا لوگ دسّوں کو پوجن کا حقدار نہ بتلاتے تھے پنڈت جی اسکے خلاف کھڑے ہوئے ۔ آپ نے بہت سے شاستروں کے ثبوت
سے دسّوں کو پوجن کا حقدار ثابت کیا ۔ عدالت میں آپنے گواہی بھی دی ۔ اسوقت جین سماج میں ایک بڑی بھاری ہلچل مچی تب سے
آپکی عزت اور بھی بڑھ گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نے کئی گرنتھوں کی ٹیکا بھی کی ۔ ۔ ۔ جینیوں سے ۔ ۔ ۔ اور جینیوں سے ۔ ۔ ۔
پروشکا ۔ ۔ ۔ ۔ ہو گئے ہیں ۔ ان دونوں گرنتھوں سے ودوانوں نے بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے ۔ پنڈت جی کے لکھے
ہوئے گرنتھوں میں ’’ سار ۔ ۔ ۔ ‘‘ اور ’’ بھوگول میمانسا ‘‘ یہ قابل دید ہیں ۔ سب سے بڑا گن آپ میں سوارتھ تیاگ کا تھا ۔ اگر دیگر
پنڈتوں کی طرح آپ بھی ۔ ۔ ۔ یا ویاکھیانوں کا معاوضہ لینا شروع کر دیتے تو بہت بڑے امیر ہو جاتے ۔ لیکن آپ نے کسی
سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا ۔ ایک مرتبہ بندیل کھنڈ کی ریاست چھترپور کے مہاراجہ نے کچھ شنکاؤں کو دور کرنے کی غرض سے آپکو
اپنے یہاں بلایا ۔ آپ وہاں اپنے چند شاگردوں سمیت پدھارے اور تک رہے ۔ مہاراجہ ۔ ۔ ۔ آپکی سچے دل سے تعریف کی
اور دو گاؤں لینے اور وہاں قیام کرنے کی پرارتھنا کی لیکن پنڈت جی نے شکریہ ادا کرتے ہوئے صرف ایک ۔ ۔ ۔ کا نذرانہ منظور
کیا ۔ اور مہاراجہ صاحب سے رخصت ہوئے ۔ ہندوستان کے ہر ایک حصہ کے جینیوں کی آپ پر اٹل بھگتی تھی ۔ ۱۹۱۹ء میں آپ
مہاراشٹری سبھا کے سبھاپتی بنائے گئے تھے ۔ اسوقت سبھاپتی کی حیثیت سے جو قابل قدر تقریر آپکی ہوئی تھی وہ بڑے ہی مہتو
کی تھی ۔ بہت سے لوگ آپ کو جین تلک ۔ ۔ ۔ کہکر پکارتے تھے ۔ کچھ ہی دن پہلے پنڈت جی کی بیماری کی خبر اخبار میں دیکھکر کل جین سماج بیچین
ہو اٹھا تھا ۔ اور بہت جلد انکی اچھی حالت معلوم کرکے جین سماج کو خوشی بھی بہت زیادہ ہوئی تھی ۔ لیکن ہا افسوس ۔ وہ خوشی صرف
گل ہونے والے چراغ کی طرح سے ہی ثابت ہوئی ۔ اسکے تھوڑے دنوں ہی بعد کمبخت کال کی مہربانی سے جیت بدی چھٹی سمت ۱۹۷۳
کو صبح کے ۔ بجے پنڈت جی مہاراج اپنی کیرتی اور ودیالیہ کو چھوڑکر سورگیہ رتن بن گئے ۔ ہا ! ایک بیش قیمتی رتن کے اٹھ جانے سے
آج کل جین سماج اور اس رتن کے گنوں سے واقف کار پبلک مارے رنج کے بے چین ہو رہی ہے ۔ کئی جگہ پنڈت جی کے نام
سے پستکالیہ اور اخبارات کی لائبریریں کھل چکی ہیں ۔ آگرہ میں ایک ’’ گوپال ودیالیہ ‘‘ بھی کھلا ہے ۔ پنڈت جی کی سب سے بڑی
یادگار انکا قایم کردہ ودیالیہ ہے جسکو سماج سیوی پنڈت دھنا لعل جی و دیگر اصحاب بہت جلد گوپال داس سدھانت
ودیالیہ کے نام سے تبدیل کرنے والے ہیں ۔ پنڈت جی کے ایک پوتر ہیں ۔ جو پنڈت جی کے برابر ہی امر اور خیال اور نیک
چلن ہیں ۔ ایک پوتا بھی ہے ۔ اور انکی بدھوا استری بھی موجود ہے ۔

آپکی تندرستی کیلئے مفید ثابت ہوئی۔ اس لئے آپنے یہان آڑہت کی دوکان کرلی جو آج تک اچھی طرح سے چل رہی ہے۔
سمت ۱۹۶۶ مین موربنہ مین "مادہو کاٹن جننگ کمپنی" آپکی خاص کوشش سے جاری ہوئی۔ اسکے آپ ڈائریکٹر ہوئے۔
آپکی قابلیت، سادگی، نیکی، سچائی وغیرہ گنون سے سبھی لوگ آپسے دلی پریم کرتے تھے موربنہ مین جو کوئی صوبہ آتا تھا آپسے ملاقات
کئے بغیر نہ جاتا۔ گوالیار کی ریاست مین صوبہ کا عہدہ کمشنر کے عہدہ کی برابر ہے۔ صوبہ صاحب پنڈت کنہالال جی مصر ایم اے
موربنہ کی تجارت اور زراعت کے بارے مین آپسے زیادہ تر مشورہ لیا کرتے تھے۔ آپ نے موربنہ کی میونسپلٹی کا بہت کچھ سدھار
کرایا۔ آپ کئی سال تک وہان کے آنریری مجسٹریٹ رہے۔ انہین دنون مین آپنے وہان سودیشی چیزون کا پرچار کیا۔ کچھ
دنون کے لئے آپ تجارت کی غرض سے قصبہ بھنڈ کو چلے گئے اسلئے آپ نے آنریری مجسٹریٹی کو چھوڑ دیا۔ کچھ ہی دنون بعد
آپ پھر موربنہ لوٹ آئے۔ تب پھر آپسے آنریری مجسٹریٹی کے لئے کہا گیا لیکن آپ نے اسکے لئے انکار کر دیا۔ مگر ایسے قابل مددگار کو راجیہ
کب چھوڑنے والا تھا۔ لہذا راجیہ نے آپکو پنچ بورڈ کا پردھان ممبر مقرر کر دیا۔ آپنے بڑی قابلیت کے ساتھ بہت سے
معاملات کی تحقیقات کی جو غریب کسان مہاجنون کی بیجا سود خوری سے ستائے جاتے تھے انکو آپنے تکلیف سے بری کرا دیا
موربنہ مین پنڈت جی نے ایک چھوٹی سی پاٹھ شالا کھولی۔ بہت سے ودیارتھی وظیفہ کا خود انتظام کرکے وہان پڑھنے آتے تھے
اور پنڈت جی انکو چار پانچ گھنٹہ روزانہ خود پڑھاتے تھے کئی سال تک پنڈت جی کی پاٹھ شالا اسی شکل مین چلتی رہی لیکن آج
آٹھ سال سے وہ پاٹھ شالا پنڈت جی کی مہربانی سے "سدہانت ودیالیہ" کے نام سے ایک اچھی خوبصورتی کے ساتھ چل رہی ہے
اسکی اپنی عمارت بن گئی ہے۔ اور ودیالیہ کا خرچ آجکل سات سو روپیہ ماہوار ہے بارہ ادھیاپک پڑھاتے ہین اسکے متعلق
ایک بورڈنگ ہاوس بھی ہے جسمین جگہ جگہ کے ساٹھ ودیارتھی رہتے ہین۔ جب سے پنڈت جی نے ودیالیہ کے سنسکرت اور ہندی
یہ دو حصہ کئے تب سے موربنہ نواسی بچون کو بہت فائدہ ہوا۔ ہندی کی تعلیم مین انگریزی مڈل تک پڑھانے کا انتظام ہے۔ اور
سنسکرت مین آچاریہ پریکشا تک کی تعلیم دیجاتی ہے۔ گوالیار راجیہ سے اس ودیالیہ کو مبلغ تیس ۳۰ روپیہ ماہوار کی آمدنی ملتی ہے۔
کاشی کی آچاریہ۔ اور تیرتھ۔ پریکشاؤن مین پاس ہوئے بہت سے ودیارتھی ۷-۸ سال تک پنڈت جی کی شاگردی مین رہکر تعلیم پاچکے ہین
آپ جیسے پچیس ودوان ایسے بنا گئے ہین کہ جو جین سماج مین عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین۔ اس مضمون کا لکھنے والا بھی کاشی
سے آکر ابھی چھ سال تک آپکی شاگردی مین پڑھکر دو سال ادھیاپک کی حیثیت سے آپکے ودیالیہ کی خدمت کر چکا ہے۔ پنڈت
جی کا بہت زیادہ وقت اس ودیالیہ کی سیوا مین ہی جاتا تھا۔ دو تین سال سے تو آپنے دوکان کے کل کامون کو تقریبًا
چھوڑ ہی دیا تھا۔ منیب لوگ جب آپسے کوئی صلاح لیتے تھے۔ تب آپ کہدیا کرتے تھے کہ بازار کا رخ دیکھکر کام کرو۔ ویسے تو اب
بھی جین سماج مین کئی پرانے پنڈت موجود ہین لیکن پنڈت گوپال داس جی جیسے تتو ویتا کے بغیر جین سماج روپی مندر شکھر سے
رہت ہوگیا ہے۔ عالمون کے شنکا جنک سوالون کے قابل تسکین جواب دینے کی آپ مین ایک عجیب شکتی تھی۔ بہت سے بی اے
اور ایم اے اپنے ہر ایک طرح کے سوالون کا جواب پاکر آپکی علمیت کی دل و جان سے تعریف کرتے تھے۔

اجمیر سے آپ بمبئی چلے گئے۔ وہان پر آپ نے نیلری کمپنی مین مبلغ ساٹھ روپیہ ماہوار کی ملازمت کر لی اور وہین پر ایک شاستری سے
سنسکرت۔ نیائے۔ ویاکرن۔ اور ساہتیہ گرنتھون کو پڑھنے لگے۔ اپنے ہی وچار اور کوشش سے آپ بہت سے مشکل گرنتھونکا
مرم بہت اچھی طرح آسانی کے ساتھ سمجھ گئے۔ سمت ۱۹۵۵ مین بوجہ پلیگ ہو جانے کے آپ بمبئی چھوڑکر آگرہ چلے آئے۔ آگرہ مین
اسوقت شری پان پنڈت بلدیو داس جی موجود تھے۔ آپ نے اُنسے پنچادھیائی پڑھی۔ جین شاسترون مین یہ ایک سب سے اونچے
پایہ کا شاستر ہے۔ تتوگیان کے اچھے واقفکارون کے لئے یہ ایک عجیب گرنتھ ہے۔ پلیگ کم ہونے پر آپ پھر بمبئی چلے گئے۔ اس
مرتبہ ملازمت سے آپکو نفرت پیدا ہوگئی۔ اور آپ نے جواہرات کی دلالی کرنا شروع کر دی۔ اس کام کو آپ بہت عرصہ تک
کرتے رہے۔ جین سدھانت کے مطابق سچائی وغیرہ برتون کے اتی چارون کا بھی آپ حتی الامکان خیال رکھتے تھے آپکو بہت
سے موقعہ ایک کثیر رقم پیدا کرنے کے ملے۔ لیکن آپ نے اُنکی پرواہ نہ کرکے اپنے لئے ہوئے برت کو ہرگز نہین چھوڑا۔ ایک
مرتبہ آپ کو ایک بیش قیمتی موتی کم دامون مین مل گیا۔ آپ نے اُسکو قیمتی سمجھکر بھی سوائی قیمت پر ہی بیچ ڈالا۔ ساتھ ہی
خریدنے والے سے اُسکا منافع دھرم کاج مین لگوا دیا۔ چنگی وغیرہ راجیہ کا محصول ادا کرنے کے لئے آپ گھر سے روپیہ بھیجدیا
کرتے تھے۔ ایک بار جاترا ختم کرکے جب آپ بمبئی کے اسٹیشن پر پہونچے۔ تب آپ کو یاد آیا کہ آپکا پوتر تین سال اور تین دن
کا ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ فوراً ہی آگرہ لغایت بمبئی تک کا کرایہ ادا کرنے کے لئے اسٹیشن ماسٹر کے پاس پہونچے۔
اسٹیشن ماسٹر کے انکار کرنے پر آپ نے کہا کہ میرا لڑکا تین سال سے تین دن زیادہ عمر کا ہو گیا ہے۔ لہذا ریلوے قواعد کے موافق
اُسکا نصف کرایہ لگنا چاہئے۔ ایسی حالت مین کرایہ ادا نہ کرنے پر مجھکو میرے اچور یہ برت مین اتی چار دوش لگتا ہے۔
غرض آپ نے نصف کرایہ ادا کر ہی دیا۔ کبھی آپ راجیہ کے قواعد سے خلاف نہین چلے۔ بمبئی مین آپ نے اپنا گھر د
کام کرتے اور سمبھالتے ہوئے بھی بہت زیادہ وقت کا حصہ دھرم اور سماج کی سیوا مین خرچ کیا۔ سب سے پہلے آپنے جین سبھا
قایم کرائی۔ سبھا کی طرف سے ایک پاٹھ شالا بھی کھلوائی۔ سمت ۱۹۸۲ مین آپ نے بمبئی سبھا کو بمبئی پرانتک سبھا کی شکل مین تبدیل
کرا دیا۔ اور اُسکی طرف سے جین متر نام کا ایک ماہواری پرچہ بھی جاری کیا۔ اُسکو آپنے ہی پہلے ماہواری اور پھر پندرہ روزہ
کے روپ مین لگاتار ۱۲ سال تک بڑی قابلیت کے ساتھ ایڈیٹ کیا۔ آپکی ایڈیٹری کے زمانہ مین بہت سے مذہبی
اور قومی کام ہوئے۔ سمید سکھر پر سرکاری بنگلہ بننے کی تیاری دیکھکر آپ نے بہت سے مضامین لکھکر سماج مین ایک
ہلچل مچادی۔ آخرکار سرکار نے کل جین سماج کے دل دکھانے والے اس نامناسب کام سے ہاتھ کھینچ لیا۔ بمبئی مین دیا لیہ اور
ایک عالیشان بورڈنگ ہاؤس شری مان دانبیر سورگیہ سیٹھ مانک چند جی جے۔ پی نے آپ ہی کی تحریک سے قایم کئے۔ اور
بھی بہت سے دھارمک کام آپنے سیٹھ صاحب کے ہاتھون سے کرائے۔ بھارت ورشیہ دگمبر جین مہا ودیالہ کی قایمی بھی آپکی
ہی کوشش کا نتیجہ ہے۔ مہا سبھا کے پردھان کاریہ کرتاؤن مین آپکا بھی نام ہے۔ آپ کئی سال تک مہا سبھا کے تعلیمی
صیغہ کے سکرٹری رہے۔ سمت ۱۹۵۰ مین آپ گوالیار کی ریاست کے سوہنہ نام کے قصبہ مین چلے آئے یہان کی آب و ہوا

تمہاری ہماری خوب بنیگی اور خوب آنند رہیگا ۔

الراقم ۔ قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو ۔ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

جین پردیپ کے بارے مین آپکی کیا رائے ہے

پریمی مترو ۔ پردیپ کے نقصان کی راگنی ہمیشہ گانے کے لئے ہم تیار نہین ۔ اب ہم سے یہ روز کا قصہ نہین سنا جاتا ۔ اور نہ ہم نقصان برداشت کرنیکے لئے تیار ہین ۔ اسلئے اب آپکی رائے معلوم کیا چاہتے ہین کہ آیا آپ اسکو زندہ رکہنا پسند کرتے ہین یا نہین ۔ اسکے زندہ رہنے کے دو ذریعہ ہین ۔ اول تو یہ کہ اسکے خریدار بڑھائے جائین اگر کم از کم آٹھہ سو خریدار اسکے ہو جائین تو یہ کبھی بہی لب نہین ہلا سکیگا ۔ لیکن یہ جب ہو سکتا ہے کہ جب ہر ایک خریدار ایک ایک نیا خریدار بنا کر اسکی امداد فرمائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اسکو بجائے پندرہ روزہ کے ماہواری کر دیا جاے اور قیمت سالانہ اسکی ۱ہ کر دی جائے ۔ تاکہ اخراجات برداشت کر سکے ۔ جو کاغذ اب اسمین لگ رہا ہے اسکا نرخ پہلے سفید کاغذ سے بالکل دوگنا ہو گیا ہے بس اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ نقصان کا کارن کیا ہے ۔ مہربانی کر کے جیسی آپکی رائے ہو بہت جلد مطلع فرماوین کیونکہ ایک ماہ بعد نیا سال شروع ہونیوالا ہے ۔ اور اگر آپ نے خاموشی اختیار کی تو پردیپ لمبے تان کر سوئیگا اور آپکی سیوا ہرگز نہی نہین کر سکیگا ۔ جواب جلد ملنا چاہیے ۔ آپکا صادق ایڈیٹر

سیادواد وارد ھ ۔ وادگج کیسری نیائے واچسپتی شریان سورگیہ

پنڈت گوپال داس جی کی مختصر سوانح عمری

سیادواد وارد ھ ۔ وادکیسری ۔ نیائے واچسپتی شریان پنڈت گوپال داس جی بریا ایک غیر معمولی انسان تھے ۔ انکا جنم سمت ۱۹۲۳ بکری مین آگرہ شہر مین ہوا تہا ۔ آپکے پتا لالہ لکشمن داس جی ایک معمولی دہارمک ویش تھے ۔ پانچ سال کی عمر مین پنڈت جی کا ودیا سنسکار شروع ہوا تہا لیکن ابھی اسکو دو سال ہی گذرنے پائے تہے کہ آپکو پوجیہ پتا جی کی جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ۔ اسکے بعد زمانہ کی حالت کے مطابق سب سے پہلے آپنے انگریزی تعلیم حاصل کی ۔ انٹرنس پاس کر لینے کے بعد مالی حالت بہت اچھی نہ ہونے کے کارن آپنے اجمیر کے ریلوے ۔ آڈٹ ۔ آفس مین ملازمت کرلی ۔ وہان آپنے اپنی قابلیت کا اظہار اچھے طریقہ سے کیا جس سے آپکے آفیسر آپسے بہت خوش رہے لیکن کسی وجہ سے آپکو یہ ملازمت چھوڑ دینی پڑی ۔ ٹھیک انہین دنون مین آپکی ملاقات شریان پنڈت موہن لال جی سے ہو گئی ۔ پنڈت موہن لال جی جین سدہانت کے ایک اچھے جانکار تھے ۔ انکی امداد سے پنڈت گوپال داس جی نے سدہانت شاستروں مین ایک اچھی قابلیت حاصل کی ۔ شاستروں کو پڑہتے پڑہتے کچھ دنون بعد آپ پنڈت موہن لال جی سے بہی زیادہ واقفکار ہو گئے لیکن پہر بہی آپ انکے ہمیشہ مشکور ہی بنے رہے ۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر تجکو موت کا پیغام ہی مان لیا جائے تو اسمین برائی کیا جو شخص ہمکو ہمارے دشمن کی آمد بتلاکر ہوشیار کرتا ہے وہ خیرخواہ ہے یا بدخواہ۔ کوئی کچھ کہے لیکن ہم تو خیرخواہ ہی کہینگے۔ اور ایک بار نہین ہزار بار کہینگے جوانی نے ایک روز بھی موت کی یاد نہین دلائی۔ اگر وہ یاد دلا دیتی تو ہم کچھ نہ کچھ انتظام اگلی دُنیا کے لئے کر لیتے لیکن ایسا نہین کرسکے چلتی مین خاموش رہنا پڑا حالانکہ جب سب کچھ کرسکتے تھے۔ لیکن کرتے کیسے جب کوئی یاد دلاتا تب ہی نہ۔ مگر اب کیا کرسکتے ہین بجز اسکے کہ افسوس کرلین۔ اور کچھ بھی نہین۔ بہائی بوڑھاپے گو اب طاقت جسمانی کم ہوگئی ہے۔ لیکن یہ بھی کوئی بڑی بات نہین۔ جوانی مین طاقت تھی۔ ہمت تھی تب بھی تو لوگون کو ستائے۔ پرایا مال ہضم کیا۔ ہزار چھل فریب سے جائداد قبضہ مین کی۔ غریبون کو مارا۔ امیرون کی آبرو لینے مین لگے رہے۔ رعایا کو تکلیف دینے مین کمی نہین کی۔ رشوت لے لیکر گہر بہرا۔ غرض اس طاقت سے خوب کام لیا۔ حتی الامکان خوب دوسرون کے سرون کو نالیون مین رگڑا نتیجہ خواہ اسکا کچھ ہو لیکن ہمنے کرنے مین کمی نہین کی اب آنکھون کی روشنی نے جواب دیدیا۔ یہ بھی اچھا ہی ہوا۔ دینی آنکھین بند کئے دُنیا کی دیکھ بھال سے فارغ ہوکر بیٹھے تو رہینگے لیکن جب آنکھین تہین۔ تب کیا چاہین تہا۔ دوسرون کی بہو بیٹیون کو تکتے پھرے۔ ان آنکھون کو خوش کرنیکے لئے طرح طرح کے سامان جٹائے۔ تھیٹر مین کیا رکھا تھا۔ محض آنکھون کی دل لگی کیلئے وہان گئے۔ جس عمدہ چیز کو آنکھ نے دیکھا۔ جھٹ لینے کی ٹھہرا دی خواہ کسی ذریعہ سے ہو۔ لیکن ہاتھ آئے۔ کہو کتنا غضب۔ لیکن بہائی بوڑھاپے تیری بدولت اس تاک جہانک سے تو پنڈ چھوٹا۔ اگر بول تھک گیا تو کیا ہوا جب بول بند سکتی تہی تب ہی کونسے پہاڑ کے پتھر ڈہوے گئے تہے کسی کو گالیان دیں کسی کی برائی کرنی کسی کی چغلی کھائی۔ غرض ہزار جہوٹ طوفان بول بولکر گناہ کی گٹھری سمیٹی نتیجہ کیا ہوا۔ اب بول تھک گیا ہے تو تھک جانے دو۔ آرام سے خوشی کے ساتھ دن گذارینگے کیون بول بولکر دماغ کھپایا۔ اب ہزار چپ رہین اور اچھے رہینگے بہائی بوڑھاپے! لوگون کو عقل کے جانے کا بہت افسوس ہے ہائے عقل جاتی رہی۔ لیکن ان بےعقلون سے کوئی پوچھے کہ بہائی جب عقل تمہارے پاس تہی تب ہی تم نے کیا کیا تہا عقل سے کونسے اچھے کام کئے تھے۔ بجز اپنے عیش و آرام کے سامان مہیا کرنیکے اور عقل کس کام مین خرچ کی تہی کسی کی جہوٹی نالش کی۔ وہان عقل لڑائی کسی کی دہرو ہڑ ماری وہان عقل سے کام لیا کسی کو تجارت مین دہوکا دیا۔ وہان عقل سے امداد لی کسی کو مصیبت مین پہنسایا وہان عقل خرچ کی۔ غرض عقل نے اور کیا بہلائی کی۔ جسکو یاد کرکے اب رونا رویا جاتا ہے۔ ہماری رائے مین تو افسوس کرنا بالکل فضول ہے ایسی عقل سے تو اب بےعقل اچھے "نہ رہیگا بانس نہ بجیگی بانسری" غرض بہائی بوڑھاپے۔ ہم تجھ مین کچھ بات دیکھتے ہین۔ اور تیری قدر کرتے ہین لیکن ایک کہے دیتے ہین کہ تو دُنیا کی خواہشات کے گڑھے مین نہ گرجانا کبھی خود بھی چوٹ کھائے۔ اور ہمکو بھی کھلائے۔ یہ تیرے آزادی کے دن ہین۔ یہ کچھ بہلائی کرنیکا زمانہ ہے۔ ان مین کچھ اور ہی کام کرنا چاہیئے۔ اگر اب بھی دُنیا کی اسی ادہیڑبن مین لگا رہا تو پہر تیری بزرگی کیا۔ اور تیرا بڑھاپن کیا۔

آؤ بہائی بوڑھاپے۔ آؤ ہم تمہارا خوشی کے ساتھ استقبال کرین گلے ملین اور بغلگیر ہون تم ہمارے جیتے جی کے ساتھی ہو

ہوجاتا بڑے ہی دکھ کا کارن ہوا۔ وہ دکھی ہوکر بولا بیٹی یہ تیرا جسم تپ کرنے قابل نہیں ہے۔ تپ کرنے میں بہت سی
پریشانی سہنی پڑتی ہیں۔ اور تپ کا راستہ بڑا دُرگم ہے۔ تو ابھی گھر میں رہکر ابھیاس کر۔ دھرم دھیان کرکے دن گذار۔
اسکے بعد جیسا چاہیگی ویسا ہی ہوجائیگا۔ بیٹی اب گھر چل۔ حالانکہ پتا جی نے بہت کچھ سمجھایا لیکن اننت متی نے
ایک بھی نہیں سُنی۔ اسکے دل میں ویراگ کا پورا سکہ جم گیا تھا۔ کہنے لگی پتا جی۔ دنیا کی کسی بھی چیز کو قیام نہیں ہے سب ناش
ہونے والی ہیں۔ وقت سب کو نشٹ کر دیگا۔ صرف ایک دھرم ہی سار ہے۔ دُنیا کے جیو موہ جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس
جال سے نکلنا مشکل ہو رہا ہے۔ اگر کوئی پُنیہ کے اُدے سے اس جال کو توڑ کر نکل بھاگے یا بھاگنا چاہے تو اسکو منع کرنا مناسب
نہیں ہے پتا جی جیو کا کلیان آتم دھیان کرنے سے ہی ہوتا ہے۔ پس جبکہ میں سنسار کے سروپ کو بھلی بھانت سمجھ گئی ہوں اور
اس موہ جال کو توڑ کر آتم کلیان کرنا چاہتی ہوں تو اسکے لئے آپ مجھے ہرگز نہ روکیں۔ میں ضرور دکشا دھارن کرونگی۔ یہ کہکر اور
پتا جی سے اجازت لیکر اننت متی نے آنند کے ساتھ شریمتی پدم شری آرجکا کے پاس دکشا دھارن کر لی۔ اور بڑی مستقل
مزاجی کے ساتھ اپنے برتوں کا پالن کیا۔ اور جب تک وہ زندہ رہی تب تک دھرم دھیان سے اپنا وقت بتایا۔ آخر
سمادھ مرن کرکے سورگ میں جاکر اننت متی کا جیو دیو ہوا۔
پیارے مترو! اننت متی ایک ابودھ بالکا تھی لیکن اسنے اپنے برہمچریہ برت کو ہزاروں تکالیف برداشت کرتے ہوئے بھی نبھایا
اپنے برت کو اکھنڈ برت کرکے دکھلایا۔ اور دُنیاوی عیش و عشرت پر لات مارکر ہمیشہ کے لئے آتم دھیان میں جیون بتایا۔
اسکے لئے سورگ میں دیو ہوا جس برہمچریہ برت کے پربھاؤ سے اننت متی نے اپنا کلیان کیا۔ اور سورگ پد حاصل کیا۔ وہ برہمچریہ برت
ہمارا کلیان کرے ہم برہمچاری ہوں۔ ہماری سنتان برہمچریہ کا پالن کرکے اپنی جسمانی اور روحانی طاقت کو بڑھا کر دُنیا میں
گیان کی روشنی پھیلاوے جس سے شری جینیندر بھگوان کے شاسن کا پرچار ہو۔ اور دُنیا کے جیوں کا اُدھار ہو۔

بوڑھاپا

آؤ بھائی بوڑھاپے۔ آؤ۔ ذرا محبت کے ساتھ گلے ملو۔ لوگ تمکو برا کہتے ہیں۔ دُشمن کے نام سے پکارتے ہیں۔ موت کا پیغام
بتلاتے ہیں۔ لیکن ہمکو اس کا خیال بہت ہی کم ہے۔ ہم سب [illegible] پائینگے۔ مانا کہ تمہاری آمد سے جسم کی طاقت جاتی
رہتی ہے۔ آنکھوں کی روشنی بھی کم ہو جاتی ہے۔ گردن ہلنے لگتی ہے۔ بال سفید ہو جاتے ہیں۔ دانت گر جاتے ہیں۔ اور عقل ساتھ چھوڑ
کر بھاگ جاتی ہے۔ لیکن ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے جس سے ہم بے خبر ہیں۔ سنو بھائی بوڑھاپے تمہیں آیا چلا گیا جوانی
کوئی چلی گئی ان دونوں میں سے کسی نے بھی ساتھ نہ دیا۔ کہا [illegible] ہو گئی۔ اور چل دے۔ کتنی بے وفائی۔ شرم کی آنکھوں
پر پردہ ڈالکر صورت بھی نہ دکھلائی۔ ہم بھلا تمکی تعریف کیا کریں تمہاری ہے۔ وفائی تجھ میں ہے۔ کہ آیا اور نہ گیا جیتے جی ساتھ
نبھانے کو ہو مر گیا لیکن [illegible] کیا کر سا [illegible] پھر [illegible] دیا۔ اور خوب دیا۔ شاباش بھائی شاباش۔

اننت متی کہان جائیگی۔ اُسکا گھر کتنی دور ہے۔ کس سمت مین اسکا شہر ہے۔ یہ کچھ معلوم نہین۔ لیکن وہ دہرم کے آشرے پر اُس جنگل مین پہل پہولون سے اپنا گذر کرنے لگی۔ اور اس جنگل مین گہومتے پہرتے ندی اور پہاڑ دن کو لانگہتی اجودہیا شہر مین پہونچ گئی اجودہیا شہر مین اسکو شریمتی پدم شری نام کی سادہوی کے درشن ہوئے سادہوی نے انںت متی سے اسکا پتہ نشان پوچہا اُس نے سب کچھ بتلادیا۔ اور جو جو مصیبت اسنے اس عرصہ مین اُٹہائی تہین۔ وے سب ظاہر کین۔ اور اپنی حفاظت کا حال بھی ظاہر کیا۔ سادہوی اسکی کتہا سُنکر بہت دُکھی ہوئی۔ اور اُسنے اسکو ایک ستی شیرومنی استری سمجھکر اپنے پاس رکھ لیا۔ اُدہر پریہ دت کو یعنی انںت متی کے پتا کو جب انںت متی کے کہوے جانیکا حال معلوم ہوا تب وہ بہت ہی دُکھی ہوا اُسکی جدائی سے وہ بیتاب ہو اُٹھا۔ اُسکو گھر سمشان کے برابر معلوم ہونے لگا۔ دُنیا اُسکے لیئے بالکل سونی ہوگئی اور وہ دُکھی ہوکر تیرتہ جاترا کے بہانہ سے پوتری کو تلاش کرنے کے لیئے گہر سے چلدیا۔ حالانکہ اسکو بہت سمجہایا گیا لیکن اس نے کسی کی ایک بھی نہین سُنی۔ اور بہت سے تیرتہون پر ہوتے ہوئے اجودہیا جی آیا۔ یہان پر جن دت کے یہان قیام کیا۔ اور اُس سے کل ماجرا سنایا۔ جن دت بھی اسکی باتین سُنکر دُکھی ہوا لیکن بیچارہ کیا کر سکتا تھا۔ کرمون کی چال ہی نرالی ہے۔ ان کے آگے سب کو سر ہی جہکانا پڑتا ہے دوسرے دن صبح ہوتے ہی جن دت اور پریہ دت دونون جین مندر مین چلے گئے۔ اور جن دت کی استری بہوجن بناکر شریمتی پدم شری سادہوی کے پاس گئی۔ اور صحن مین چوک پوسنے اور بہوجن کرانے کی غرض سے انںت متی کو ہمراہ لیتی آئی۔ انںت متی چوک پورکر اور بہوجن بناکر اپنے مقام پر چلی گئی جب پریہ دت جین مندر سے واپس آیا تو اُس پورے ہوئے چوک پر نظر پڑی۔ اُس چوک کو دیکہکر اسکو انںت متی یاد آگئی۔ آہ! انںت متی بہی ایسا ہی چوک پورا کرتی تہی ممکن ہے کہ اس چوک کے پورنے والی انںت متی ہی ہو۔ ایسا خیال کرکے پریہ دت رونے لگا۔ جن دت اسکے رونے کا سبب معلوم کرکے اور اپنی استری سے چوک پورنے والی کا پتہ لیکر اُسکو بُلانے گیا اور تہوڑی دیر میں انںت متی کو ہمراہ لیکر واپس آیا۔ پریہ دت نے انںت متی کو دیکہکر جہٹ چھاتی سے لگا یا۔ اور گود مین بٹھلاکر پریم کیا۔ انںت متی نے دریافت کرنے پر اپنی مصیبت کا کل کچا چٹہا سنایا جسکو سنکر پریہ دت نے بڑا دُکھ مانا۔ لیکن پوتری کے کشل پور یک ملنے سے خوش ہوگیا۔ اور حتی الامکان خوب دان کیا۔

دو چار روز بعد پریہ دت نے گہر جانے کی تیاری کی۔ اور انںت متی کو ساتھ چلنے کیلئے کہا۔ انںت متی بولی پوجیہ پتاجی سنسار کی لیلا بڑی بیچتر ہے۔ مین نے اسکو خوب دیکہ لیا ہے۔ یہان قدم قدم پر مصیبت کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے۔ دُنیا دکہون کا گہر ہے۔ ہر طرف دُکہہ ہی دُکہہ ہین میرے خیال مین تو کوئی بہی دنیا مین جیو سکہی نہین ہے۔ جب مین اپنے دُکہون پر غور کرتی ہون۔ اور دیکہتی ہون کہ دُنیا مین ایک جیو کو ہر ایک جیو اپنی غرض پورا کرنے کے لیئے جہان دُکہہ دینے کو تیار بیٹھے ہین تب میرا جسم لرزنے لگتا ہے چھاتی بہر آتی ہے۔ اور آنکہون سے آنسو بہنے لگتے ہین۔ اس لئے مین دُنیا سے بہت خائف ہوگئی ہون۔ دُنیا سے جی گہبرا گیا ہے۔ اب مین نہین چاہتی کہ دُنیا دارون مین رہون۔ اب تو آپ میرے حال پر دیا کیجئے گا۔ اور مجھے شری سادہوی جی کے پاس دکشا لینے دیجیگا۔ یہ سُنکر پریہ دت کو بڑا ہی دُکہہ ہوا۔ بعد عرصہ کے لڑکی ملنا اور پہر وہ بہی جلدی سے ہی ہمیشہ کیلئے جدا

اس نے انت متی کو تو کچھ نہین کہا لیکن اپنا غصہ اُتارنے کی غرض سے انت متی کو کام سینا نام کی ویشیا (رنڈی) کے سپرد کر دیا۔ سچ بات تو یہ ہے کہ انسان چاہے جسکو الزام لگائے لیکن اپرادہ سب اپنا ہی ہے۔ جب جب جیسا کرمون کا اُدے آتا ہے۔ تب تب ویسا ہی دُکھ سُکھ بھوگنا پڑتا ہے یہ کوئی نئی بات نہین ہے ۔

کام سینا رنڈی نے انت متی کو تکلیف پہونچانے مین کوئی کسر نہین چھوڑی جسقدر اُس سے ہوسکا اُسنے اُسکو برہمچریہ برت سے گرانا چاہا لیکن انت متی ذرا بھی نہین ڈگی۔ وہ پہاڑ کی طرح سے مستقل رہی۔ اور ٹھیک بھی تو ہے جو دُنیا کے دُکھون سے ڈرتے ہین۔ وے دُہا کے ان کامون کو کرتے ہوئے بھی گھبرا جاتے ہین کہ جو انصاف کو لئے ہوئے ہین۔ لیکن جو دُنیاوی دُکھون سے نہین ڈرتے وے ہر طرح کی مصیبت کو مستقل مزاج ہوکر برداشت کرتے ہین۔ کام سینا (رنڈی) نے جب دیکھا کہ انت متی میرے قابو مین نہین آتی تب اسنے اسکو سنگھ راج نام کے راجا کو دیدیا غریب انت متی کا جنم نہ جانے کس بُرے وقت مین ہوا تہا جس جگہ وہ جاتی تہی اُسی جگہ مصیبت اُسکے سر پر سوار رہتی تہی سنگھ راج بھی ایک بڑا پاپی راجا تھا۔ وہ بھی انت متی کی خوبصورتی کو دیکھکر تنُو جان سے فدا ہوگیا اُسنے بھی بہت سی منت اور خوشامدین کین لیکن اس بال برہمچاری نے ذرا بھی دھیان نہین دیا۔ بلکہ اُلٹی پھٹکار بتلائی کہا کہ پاپی تو تو اپنے کو راجا کہتا ہے کیا راجا کے یہی کرم ہین کہ ایک ابلا کے ساتھ اتنا ظلم ہین ایک مصیبت کی ماری۔ پردیش کے رہنے والی۔ اور میرے ساتھ یہ سختی۔ تو راون کی طرح ستی عورتون کے ست ڈگانے کے لئے تیار۔ کیا تو نے راون کی لایت نہین پڑہی۔ کیا تو نے لنکا کے ناش ہوجانے کا ذکر نہین سُنا کیا تجھے بھی اپنا ناش کرانا منظور ہے۔ ارے پاپی تو کیا راجیہ کرتا ہوگا جس راجا کی نظر رعایا کی طرف بدی کو لیکر پڑی۔ کیا وہ راجا پھول پہل سکتا ہے۔ ہرگز نہین قطعی نہین۔ راجا تو اچھے کل کا نہین ہے۔ تو کمینہ ہے۔ تو نیچ ہے۔ تو اپنے باپ دادون کے نام پر سیاہی کا ٹیکا لگانے والا ہے۔ تیری صورت نارکیون جیسی ہے۔ کیا تیرے بہن بیٹی نہین ہین جو تو دوسرون کی بہن بیٹیون پر وار کرتا ہے۔ کیا تجھے دہرم کی ہوا نہین لگی۔ کیا تو نے بیر پہلوان کا اپدیش نہین سُنا۔ ارے ظالم کسی کا شیل بھنگ کرنا کسی طرح سے بھی اچھا نہین ہے۔ جا۔ پاپی۔ جا۔ میری آنکھون سے اوجہل ہوجا۔ ورنہ اچھا نہین ہوگا مین تو اپنی جان سے جاؤنگی ہی لیکن تیرا بھی بُرا ہوگا۔ راجا نے انت متی کی تقریر سُنی۔ اور کسی قدر سہم گیا۔ لیکن بُرا ہو اس کامدیو کا۔ کہ اس نے پھر طبیعت کے اندر جوش پیدا کیا۔ اور راجا نے اس غریب پر جبر کرنا چاہا۔ ابھی یہ اس وچار مین ہی تھا کہ یکایک قدرتی طاقت (بن دیوی) نے راجا کو للکارا۔ خبردار۔ راجا۔ آگے قدم نہ بڑھانا۔ ورنہ تیری خیر نہین۔ یہ تیرا گھمنڈ تیرا ناش کردیگا۔ یہ تیری بہن اسنا تجھکو جلاکر خاک کردیگی۔ یاد رکھ جو ذرا بھی اس پوتر جسم تک تو نے اپنا سایہ ڈالا۔ تو تیری ہستی دُنیا سے مٹی نظر آئیگی۔ راجہ سنگھ راج اس بن دیوی کی تقریر سنکر گھبرا گیا۔ اور پتھر کی تصویر سا کھڑا رہگیا کچھ دیر بعد جب ہوش آیا تب ملازم کو بُلاکر انت متی کو جنگل مین چھوڑ آنے کا حکم دیا۔ راجا کے حکم کی تعمیل ہوئی۔ اور انت متی ایک خوفناک جنگل مین چھوڑ دی گئی ۔

مین بلاؤنگا۔ اس قسم کی دہارنا کرکے ایک روز اس پاپی سیٹھ نے انتت متی سے کہا۔ سُندری! تم بڑی بہاگیہ وتی ہو جو ایک پاپی
بہیل کے ہاتہون سے چہوٹ کر مجہ جیسے اُتم پرش کے ہاتہون مین آگئی ہو۔ کہان تو تمہاری یہہ خوبصورتی اور کہان وہ سیاہ
فام بہیل سردار کہ جسکو دیکہتے ہی ڈر معلوم ہو۔ مین تو آج اپنے کو سورگ کے دیوتاؤن سے بہی بڑہکر خوش نصیب سمجہتا ہون
جو مجہے تجہ جیسی سُندری گہر بیٹہے بٹہائے ملی ہے۔ بہلا بغیر خوش نصیبی کے ایسا سنجوگ کب ملتا ہے۔ سُندری دیکہتی ہو کہ مین
کتنا خوبصورت ہون۔ نوجوان ہون۔ میرے پاس بے شمار دولت ہے۔ عیش و عشرت کے سب سامان موجود ہین جنکو
مین تمہارے اوپر قربان کرنے کے لئے تیار ہون اور تمہاری سیوکائی قبول کرتا ہون۔ تم مجہ پر کرپا کرو۔ اور مجہسے خوش ہوکر
بولو۔ مجہے اپنے پوتر ہردے مین جگہ دو۔ میری زندگی کو سپہل کرو۔ آؤ پیاری گلے لگو۔ اور خوش ہوکر مجہے چہاتی سے لگاؤ۔
غریب انتت متی کو یہہ کیا خبر تہی۔ کہ اب پہر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹنے والا ہے۔ وہ تو یہ سمجہی تہی کہ اس سیٹھ کی مہربانی سے مین
اپنے والدین کے گہر پہونچ جاؤنگی۔ لیکن اس پاپی نے تو اور ہی گل کہلا دیا۔ اس نربہاگن کو جہان جاتا تہا ایسا ہی ملتا تہا۔
اسکے اکہنڈ برت کی قدم قدم پر پریکشا ہوتی تہی۔ یہ کوئی قدرتی بات ہے کہ اچہے لوگون کو دُنیا اچہی ہی نظر آیا کرتی ہے۔
اسیطرح سے انتت متی جگہ جگہ پر یہی بشواش کرلیتی تہی کہ اب میری تکالیف کا خاتمہ ہونیوالا ہے۔ اور مین اپنے گہر پہونچنے والی
ہون۔ لیکن جب اسکے خلاف ہوتا تہا تب اسکو پہلے سے بہی زیادہ دُکہ ہوتا تہا۔ یہی نظارہ آج پیش ہے لیکن انتت متی
نے دہرم کا آسرا سنبہالے ہوئے اور اپنے برت پر قایم رہتے ہوئے نرم لفظون مین سیٹھ سے کہا۔ بزرگ سیٹھ! آپکو دیکہکر
مجہے یہہ کامل یقین ہوگیا تہا کہ اب میرے دُکہون کا انت آگیا ہے۔ مین بلا کسی خوف و خطر کے اپنے گہر پہونچا دی جاؤنگی۔ کیونکہ
آپ میرے پتا کے سمان میرے محافظ بن گئے ہین۔ لیکن مجہکو دُکہ اور افسوس کے ساتہ کہنا پڑتا ہے کہ میری اُمید خاک مین
مل گئی جب مین نے آپ جیسے مہان پُرشون کے مُنہ سے ایسے نیچ شبد سُنے تو میری تمام اُمیدون کا خون ہوگیا۔
ہائے جسکو مین نے ریشم کی ملایم رسّی سمجہکر ہاتہ مین اُٹہایا تہا وہ خوفناک اور زہریلا ناگ نکلا۔ کیا یہ تمہاری ظاہرا چمک
دمک اور سیوا بہاؤ صرف ڈہونگ ہی نہین ہے۔ یہ صرف لوگ دکہاوا ہے۔ مایا جال ہے۔ کیا آپ لوگ ایسی ہی بہکتی کرتے
ہین۔ اگر ایسا ہی کرنا اچہا سمجہتے ہین تو تمکو۔ تمہارے رنگ ڈہنگ کو۔ تمہارے خاندان کو۔ اور تمہارے اس ساز و سامان
کو بار بار دہکّار ہے۔ مین تمکو ہزار نفرت سے دیکہتی ہون جو انسان صرف دُنیا کو ٹہگنے کے لئے ہی ویسی بہاونا جاری کرتا ہے
یعنی ظاہرا مین دہرماتما بنتا ہے۔ اور اندر دل ہی دل مین دوسرون کو دہوکہا دیکر اپنے جال مین پہنسانا چاہتا ہے وہ انسان
انسان نہین ہے۔ بلکہ پاپی ہے۔ نارکی ہے۔ اور راکشش ہے۔ ایسے پاپی کا مُنہ دیکہنا بہی پاپ مین شامل ہے۔ ایسے لوگون پر
جتنی لعنت ڈالی جائے وہ کم ہے۔ مین نہین جانتی تہی کہ آپ بہی ایسے لوگون مین سے ایک ہین۔ انتت متی شاید کچہ اور
بہی کہتی۔ لیکن اس کُل کلنکی کے لئے اسنے اتنا ہی کہنا کافی سمجہا۔ اور وہ خاموش ہوگئی۔
اسکی جلی کٹی باتون کو سُنکر اگر کوئی بہلا آدمی ہوتا تو شاید راہ راست پر بہی آجاتا۔ لیکن اس پاپی سیٹھ کو اور بہی غصہ آگیا

اپنے گھر لے آیا۔ غریب انت متی سمجھی تھی کہ میری مصیبت کے دن گذر گئے۔ اس خوفناک جنگل سے نکلکر اس گاؤں میں آ گئی ضرور میری خوش قسمتی رنگ لائی ہے جو اس شخص کو دیا آ گئی۔ اور یہ مجھکو اپنے گھر لے آیا۔ اب میں اپنے گھر پہنچا دیجاؤنگی لیکن نہیں۔ یہ اسکے سمجھنے کی غلطی تھی۔ اسکی مصیبت بجائے کم ہونے کے اور زیادہ ہوگئی۔ وہ بجائے چھٹکارہ کے اور مصیبت کے جال میں پھنس گئی۔ بھیلوں کا راجا اسکو اپنے مکان پر لیجا کر بولا۔ سندری آج تجھے اپنی خوش قسمتی پر فخر کرنا چاہئے۔ کہ ایک راجا تجھ پر فدا ہو کر تیری غلامی منظور کرتا ہے اور تجھکو پٹ رانی کا خطاب پیش کرتا ہے۔ تو خوش ہو کر اسکی درخواست کو منظور کر۔ اور اپنے ساتھ سے اسکو سکھی کر۔ یہ دیکھ وہ تیرے روبرو ہاتھ جوڑے کھڑا ہے تجھکو جنگل کی دیوی سمجھکر حسب منشار خواہش کو پورا کیا چاہتا ہے۔ اسکی خواہش پوری کر۔

غریب اور مصیبت زدہ انت متی یہ باتیں سنکر بیکل ہو گئی۔ اُس سے ان باتوں کا جواب میں جو خیال زبان تک دم کی باتوں والی جواب دیتی بس پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ ایک مشکل سے تو ابھی کچھ ہوا تھا جینا اور یہ آن پڑی اُسے میرے ۔۔۔ [illegible] نے رو رو کر زمین آسمان ایک کر دیا۔ لیکن کسکے آگے۔ اندھے کے آگے رونا۔ اپنے نین کھونا۔ اسکا رونا اگر کوئی والو ہش دیتا تو کوئی نتیجہ نکلتا لیکن یہاں تو بھیلوں کا سردار تھا۔ اسکے دل میں دیا کہاں۔ رحم کہاں۔ یہ تو بے رحمی کی تصویر تھا۔ حالانکہ انت متی نے بہت کچھ رونا رویا ع روتے روتے آ گئے مژگاں پہ لخت دل۔ آنکھوں نے رکھدیا ہے کلیجہ نکال کے۔ لیکن اس بے رحم کے دل میں ذرا بھی اثر نہ ہوا۔ بلکہ الٹا اپنی ہی راگنی گانے لگا اور کالا کاہ دھمکا کر خوف بھی دلانے لگا۔ جب انت متی نے دیکھا کہ اس بد اکشش۔ نا سنگی۔ پاپی۔ اور بے دردی کے روبرو رونے سے کچھ کام نہیں چلیگا۔ تب اُسنے اسکو پھٹکارنا شروع کیا۔ اسکی آنکھوں سے آگ کی چنگاریاں نکلنے لگیں چہرہ سورج کی طرح سے تپنے لگا۔ غرض سب کچھ ہوا لیکن اُس پاپی کے دل پر کچھ بھی اثر نہ ہوا اُسنے اس غریب پر زبردستی کرنی چاہی۔ اور اپنی خواہش کو پورا کرنے کی تیاری میں لگا ہی تھا کہ انت متی کے پونیہ پربھاؤ سے ایک قدرتی طاقت (بن دیوی) نے آ کر انت متی کی رکشا کی۔ اور اُس پاپی کو خوب پھٹکارا۔ اور کہا کہ ارے کمبخت۔ ارے نیچ تو نہیں جانتا کہ یہ کون ہے۔ کیا تو اس بال برہمچارنی کے اکھنڈ تپ سے واقف نہیں ہے۔ یاد رکھ یہ اس سنسار میں ایک پوجیہ دیوی ہے۔ اسکے دشمن بڑے ہی بھاگیہ شالی کو نصیب ہوتے ہیں۔ تو نے اسکو دکھ دیا۔ اچھا نہیں کیا۔ لیکن یاد رکھ اب جو تو نے اسکو ذرا بھی تکلیف پہونچائی تو تیری خیر نہیں ہے۔ اگر تو اپنی خیر چاہتا ہے۔ تو اس سے اپنے ارادہ کو شما کرا۔ بن دیوی کی باتوں نے بھیل کے دل پر اثر کیا۔ وہ بہو چپ سا ہو گیا گھبرا گیا۔ ہاتھ جوڑ کر اپنے قصور کی معافی چاہی۔ اور صبح ہوتے ہی اسکو ایک دولتمند کے سپرد کرکے اپنے گھر واپس آیا حالانکہ بھیل سردار نے اس دولتمند کو یہ کہدیا تھا کہ اس دیوی کو اسکے گھر پہونچا دینا اور اُسنے اقرار بھی کر لیا تھا لیکن انت متی کے ڈکھوں کا ابھی انت نہیں آیا تھا۔ اس لئے اس پاپی سیٹھ کے دل میں پاپ سمانے گھر کیا۔ اور یہ اس چکر میں پڑا کہ اس سندری کو جسطرح بن سکے قابو میں کرکے آنند کے ساتھ بھوگ بھوگنا چاہئے اور یہ بھی خیال کر لیا کہ اول تو یہ سندری بخوشی مان جائیگی۔ اور اگر نہ مانیگی تو میرے پنجہ سے چھوٹ کر کہاں جائیگی میں اسکو زبردستی اپنے استعمال

انت متی بولی۔ پوجیہ پتاجی۔ یہ کہنا ماننے کے لئے تیار ہون کہ آپنے اپنے خیال سے ضرور مجہکو آٹھ دن کا برت دیا ہوگا جیسا کہ آپ
نے خود کہا تہا۔ لیکن مین نے اپنے دل مین کوئی میعاد قایم نہین کی تہی۔ اور نہ مجہکو آپ نے یا شری گسنی راج نے کوئی میعاد بتلائی
تہی۔ پہر بہلا مین کیسے اپنے برت کو بہنگ کر سکتی ہون۔ مین تو اس برہمچریہ برت کو جیتے جی نبہاؤنگی اور ہرگز ہی شادی نکراونگی
انت متی کی ان باتون سے پریہ دت کو بڑی بہاری ناامیدی ہوگئی۔ اور وے سمجھ گئے کہ انت متی کو سمجہانا بالکل فضول ہے
یہ اپنے دہارن کئے ہوئے برت کو ہرگز ہی بہنگ نکریگی۔ اس سے شادی کے لئے کہنا بالکل فضول ہے۔ یہ ہرگز شادی نکرائیگی۔ یہ
خیال کرکے انت متی کے جیون کو دہارمک جیون بنانیکے لئے پڑہنے پڑہانیکا بہت اچہا انتظام کردیا۔ اور وہ بیفکری کے ساتھ دہرم شاستر کو
پڑہنے لگی۔ اسوقت انت متی نوجوان ہوچکی ہے۔ اسکی خوبصورتی کو اسکے گنون نے چار چاند لگا دئے ہین۔ غرض یہ سر سے
پیر تک بڑی ہی خوبصورت ہے۔ انت متی کا دن دہرم دہیان مین گذرتا ہے۔ شاستر پڑہتی ہے۔ دہرم اپدیس دیتی ہے
برت کرتی ہے۔ دان دیتی ہے۔ بہگوان کا پوجن کرتی ہے۔ پر اپکار مین ہمیشہ لگی رہتی ہے۔ اور کبہی کبہی تفریح طبع کے لئے باغ
باغیچون کی سیر بہی کرتی ہے۔ غرض یہ اپنے جیون کو آنند کے ساتھ بتاتی ہے۔ اور اسکے لئے کوئی کسی قسم کی رکاوٹ بہی نہین ہے
چیت کا مہینہ ہے۔ بسنت کا موسم ہے۔ ایک روز انت متی تفریح طبع کی غرض سے باغیچہ کے کسی درخت مین جہولا ڈالے ہوئے جہول
رہی تہی اور دل مین اپنے شکہہ متی اور دہارمک جیون کو غنیمت سمجہہ رہی تہی کہ ایکایک کنڈل منڈت نام کا راجہ جو کنر پور کا مالک
تہا اپنی استری کے ہمراہ ہوائی جہاز مین بیٹھا ہوا جارہا تہا۔ اسکی نظر اس جہولتی ہوئی انت متی پر پڑی۔ یہ راجہ اسکی خوبصورتی
کو دیکہکر موہت ہوگیا۔ اور بغیر انت متی کے اپنی زندگی کو بیکار سمجہنے لگا۔ اور اسکے دل مین ایک طرح کا درد پیدا ہوگیا۔ یہ راجہ اپنے
درد کا علاج تو فوراً ہی کرلیتا۔ یعنی انت متی کو اُڑالیجاتا۔ چونکہ اسوقت اسکے ہمراہ اسکی استری تہی۔ اسلئے اسکے ہوتے ہوئے
اسکی ہمت نہ پڑی۔ اسلئے دل کو مسوس کر لیئے گہر چلاگیا۔ اور وہان پر اپنی استری کو پہونچاکر پہر انت متی کے باغیچہ مین واپس آیا۔
اور بڑی پہرتی اور چالاکی سے اُس سیدہی سادہی لڑکی کو اُٹہاکر اپنے ہوائی جہاز مین بٹھاکر چلدیا۔

انسان کرتا کچھ اور ہے۔ اور ہوتا کچھ اور ہے۔ بدنیت راجا انت متی کے اُڑالانے کیلئے گیا لیکن ساتھ ہی اسکی پتی برتا استری کو
بہی معلوم ہوگیا۔ وہ بہی ایک جہاز مین بیٹھکر اسکے پیچھے ہولی جب یہ انت متی کو لئے ہوئے آرہا تہا۔ تو دور سے کیا دیکہتا ہے کہ
استری غصہ مین لال پیلی ہوئی چلی آرہی ہے۔ راجا کے ہوش اڑے۔ اور اس نے فوراً ہی انت متی کو ایک جنگل مین چہوڑکر اپنی
استری سے ملاقات کی۔ اور اُسکو اطمینان دلادیا کہ مین ایک ضروری کام کے لئے واپس گیا تہا۔ ورنہ کوئی خاص بات نہین تہی۔

جس خوفناک جنگل مین انت متی چہوڑی گئی۔ وہ بالکل سنسان تہا۔ اُسمین ہزارہا قسم کے درندہ بہرے پڑے تہے۔ رات تو رات دن
دن دہاڑے بہی اندہیرا تہا۔ یہ بیچاری غریب رونے لگی۔ لیکن اسکا رونا سنے تو کون سنے۔ یہان سینکڑون کوس بہی آدمی کا
نشان نہ تہا۔ غرض اسی رونے دہونے مین اسنے دو چار روز گذارے۔ اتفاق سے ایک روز بہیلون کا راجا غریب جانور کا
شکار کرتا ہوا ادہر آ نکلا۔ اسنے انت متی کو دیکہا۔ دیکہتے ہی ہزار جان سے فدا ہوگیا۔ اور اسکو کندہے پر اٹہاکر

دلون کو قابو مین کر سکینگے۔ اس لئے بہائی پرب کے ماننے والو عمل جیون بناؤ۔ زیادہ آپ خود وچار سکتے ہو۔ " پردیپ "

انت متی!

جس زمانہ کا ہم ذکر تے ہین۔ اُس زمانہ مین چمپا پوری کا راجہ سبودہن تہا۔ اسکی رانی کا نام لکشمی وتی تہا لکشمی سچ مچ لکشمی ہی تہی وہ ستی تہی لگن وتی تہی۔ اور بڑے ہی نیک مزاج کی عورت تہی۔ انکے ایک بیٹا تھا جسکا نام پریہ دت تہا۔ پریہ دت سچا جینی تھا اُسکی جین دہرم پر گاڑہی شردہا تہی۔ پریہ دت کی استری کا نام انگ وتی تھا انگ وتی بڑی نیک اور دہرماتما تہی وسیع دل رکھتی تھی۔ خوب دان پن کرتی تہی۔ انگ وتی کے ایک لڑکی تھی جسکا نام انت متی تہا۔ انت متی بڑی خوبصورت تہی اور ہر ایک ہنر مین کمال رکھتی تھی۔ انت متی سرل سوبہاوی۔ نیک مزاج۔ اور ایک دہارمک لڑکی تہی۔

سنسار پرورتن شیل ہے۔ سال بہر مین کئی موسمین آتی ہین۔ ایک موسم مین کئی ماہ ہوتے ہین۔ ایک ماہ مین دو پکہواڑے ہوتے ہین ایک پکہواڑے مین پندرہ دن ہوتے ہین ایک دن صبح۔ شام۔ دوپہر اور رات غرض کئی وقت ہوتے ہین۔ اسی طرح سے یہ وقت آتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ ٹہیک ایسے ہی اب اشٹاہنکا پرب کے دن آگئے۔ راج پتر پریہ دت نے شری دہرم کیرتی منی کے پاس دہرم چرچا سُنی۔ اور آٹھ دن کے لئے برہمچریہ برت دہارن کیا۔ ساتھ ہی اسکے اپنی پیاری بیٹی انت متی کو بہی لاڈ مین آکر برہمچریہ برت دیدیا۔ کبہی کبہی اچھے لوگون کا لاڈ چاؤ بہی سچے راستہ کا رہبر بن جاتا ہے۔ انت متی کے دل پر پریہ دت کے دلائے برت کا ایسا ہی اثر پڑا یعنی اسکے برہمچریہ برت لے لورے برہمچریہ برت کا روپ دہارن کر لیا۔

کچھ دنون بعد انت متی جوان ہوئی۔ اور اسکے بیاہ کی تیاریان کیجانے لگین۔ انت متی کو خبر لگی۔ اسنے پتا جی سے کہا۔ پوجیہ پتا جی میرے بیاہ کا انتظام آپ کیون کر رہے ہین۔ کیا آپ کو یاد نہین رہا کہ آپنے مجھکو شری دہرم کیرتی منی کے روبرو برہمچریہ برت دلایا تہا۔ کیا مجھے آپ نے کمزور سمجہا ہے۔ پوجیہ پتا جی۔ جان جائے تو جائے لیکن کیا مجال جو برہمچریہ برت کو زرا بہی آنچ آئے۔

پیاری بیٹی کے یہ بچن سنکر پریہ دت بولے۔ بیٹی تو کیا غضب کرتی ہے۔ کیا تو نے برہمچریہ برت سچ مچ ہی دہارن کر لیا۔ مین نے تو لاڈ چاؤ مین آکر تجھکو یونہی کہدیا تہا۔ کیا تو اُسکو سچ ہی سمجھ بیٹھی۔ یہ تیری غلطی ہے۔ تو اب تک بچہ ہے جب تو تیری عمر بہت ہی کم تہی۔ لہذا تو برت کے چکر مین نہ پڑکر ہنسی خوشی کے ساتھ بیاہ کرانے کے لئے تیار ہو جا۔ انت متی بولی۔ بہلا پتا جی۔ برت دہارن کرنے مین لاڈ چاؤ کیسا۔ میری آتما مین بل ہے۔ مین دہرم سے واقف ہون مین دہارن کئے ہوئے برت کو ہرگز نہین توڑ سکتی۔ آپ زیادہ زور مت دین۔ آپ میرا آتمک بل دیکہین کہ مین کس طرح اپنا جیون برہمچریہ پالن کرتے ہوئے بتاتی ہون
پریہ دت بولے۔ پیاری بیٹی مجھے بڑا تعجب معلوم دیتا ہے کہ تو نے کس طرح برت کا دہارن سچائی کے ساتھ کیا۔ میرا ہرگز بہی ایسا منشا نہین تہا۔ اور اگر سچائی بہی مان لی جائے تو وہ برت کل آٹھ دن کے لئے تھا جیسا کہ مین نے خود دہارن کیا تہا۔ لہذا اب بہی تجھے بیاہ کرانے سے انکار نہین کرنا چاہئے۔ اور ہر طرح سے تیار ہو جانا چاہئے۔

پدیشی آپ کبھی یہان ہی نہین سکتے کہ آکنچن دہرم کا پورے طور سے پالن کروگے۔ لیکن جہانتک ہوسکے خواہشات کو کم کرو۔ آپ
جسقدر خواہشات کو کم کرینگے۔ اُسیقدر سکھ پائینگے۔ اور اس پوتر سبب سے فائدہ اُٹھائینگے۔

ایک گن آتما کا برہمچریہ ہے۔ آتما کا از خود مین لین ہوجانا برہمچریہ کہلاتا ہے۔ لیکن آتما از خود مین جبہی لین ہوسکتا ہے کہ جب آتما مین
بل ہو۔ آتمیک بل۔ مانسیک بل۔ شاریرک بل۔ غرض ہر قسم کا بل ہو۔ آتما مین بل جب ہوسکتا ہے کہ جب اسنے ویریہ کی رکشا کی ہو۔
پورن برہمچریہ تو وسے ہر شخص ہی پالن کرسکتے ہین کہ جو دنیاوی جنجال سے نکلکر ہمیشہ دہرم دہیان مین اپنا قیمتی وقت لگاتے ہین
لیکن کمی کے ساتھ گرہستی بھی اسکا پالن کرسکتے ہین۔ ہم دیکھتے ہین کہ برہمچریہ دہرم کو نشٹ کرنے کے لئے نئے نئے کارن ملائے
جاتے ہین۔ رنڈیان نچائی جاتی ہین۔ سوانگ کرائے جاتے ہین۔ علاوہ ازین اور طرح طرح کے سامان جُٹائے جاتے ہین لیکن اس دہرم
کو پالن کرنیکا کوئی بہی ذریعہ نہین نکالا جاتا دہرم دہیان کے دنون مین پربھ کے دنون مین مرد عورت عمدہ عمدہ زیور اور کپڑا
پہنکر اپنے کو سجاتے ہین۔ بالون مین تیل لگاتے ہین۔ خوشبویات کا استعمال کرتے ہین۔ آئینہ کنگہے سے کام لیتے ہین۔ پان چباتے
ہین۔ غرض برہمچریہ دہرم کا گہات کرنے کے لئے ہر طرح کی کوشش کو کام مین لاتے ہین۔ پربھ کی منشا تو یہ تہی کہ برہمچریہ دہرم جو آتما
کا اصلی گن ہے اسکا پالن کیا جائے۔ اور یہان اُلٹا اسکا گہات کیا جاتا ہے۔ اب بتلائیے کہ پوجا برہمچریہ کی ہوئی یا سنگار دان کی۔
بہائی لوگون آنکہین کہولو۔ بہت سوچکے آپ لوگون کی دہارمک آنکہون پر خود غرض لوگون نے بہت عرصہ تک پٹی باندہے رکہی
اب زمانہ روشنی کا ہے۔ دہارمک دنون کو دہارمک طریقہ سے گذارو۔ دہرم کے کامون مین ڈہونگ مت بناؤ۔ دہرم کے اندر
روڑہیان مت پہیلاؤ۔ پرانی لکیر کے فقیرون کو شور مچانے دو۔ انکو کاٹہ کے ہاتہی گہوڑے نچانے دو۔ لیکن تم لوگ وچار سے
کام لو۔ دہرم کو دہرم کرکے مانو۔ یہ دشلاکشنی پربھ کوئی نام ماتر کا پرب نہین ہے۔ اسکا تعلق آتما کے کلیان سے ہے۔ آتما کا
کلیان اسکی اصلیت پر چلنے سے ہے۔ نہ کہ دس بیس من سامگری سے پوجا کرکے۔ چنور۔ ہاتہون مین لیکر ناچ کرکے یا ڈہولک بجاکر "جے تارو
بہگوان" وغیرہ بھجن گا کرکے۔ کرودہ کو مارو۔ کشما کو دہارو۔ مان کو تیاگو۔ مارد مین لاگو۔ چہل کپٹ چہوڑو۔ آرجو سے رشتہ جوڑو۔
جہوٹ سے نفرت کرو۔ ستیہ کو ہردے مین دہرو۔ لوبہ لالچ روپی میل کو چہڑاؤ۔ شوچ کیلئے گیان گنگا مین غوطہ لگاؤ۔ اندریون
کے لٹیرون کو دمن کرو۔ سنجم دہرم کا پالن کرو۔ شریر کا سادہن کرو۔ تپ کا آرادہن کرو۔ دان مین دہن لگاؤ۔ تیاگ مین من لگاؤ۔
خواہشات دنیاوی کو گہٹاؤ۔ آکنچن دہرم مین دل لگاؤ۔ سنسار کے بہوگون سے دل کو ہٹاکر بل ویریہ کی رکشا کرو۔ برہمچریہ
کا پالن کرو۔ اپنی سنتان کو ایک مدت عرصہ تک برہمچاری بناکر برہمچریہ آشرم جیسی مفید سنستہا مین تعلیم دلاؤ۔ تب تمہارا کلیان
ہوگا۔ اور دہرم کا پالن دہرم کے طریقہ سے ہوگا۔ ورنہ یاد رکہو ان تمہارے ڈہونگون کی چہدام نہ اُٹہیگی۔ اب دنیا سونے کے
رتہہ پالکیون پر موہت ہونے والی نہین ہے۔ اب کاٹہ کے ہاتہی گہوڑے پربہاؤنا نہین کرسکتے۔ زردوزی جہنڈے پردہ چندوے
دوسرون کے دلون کو دہرم مین لگانے کا کارن نہین ہے چنور چہتر سے ہی دہارمک اُدیش پورے نہین ہونگے۔ اب تو عملی
جیون سے کام چلیگا۔ عملی جیون ہی پربہاؤنا کا کارن ہونگے۔ عملی جیون سے ہی دہرم کا پرچار ہوگا۔ اور عملی جیون ہی دنیا کے

اندریون کے قابو کا کام ہے۔ اور وہی دنیاوی جھنجھٹوں سے جدا ہو کر آتم سوبھاؤ میں لین ہو سکتے ہیں۔ لیکن گرہستی بھی گیانی کے انوسار کر سکتا ہے۔ اور پھر آجکل سب کے دنوں میں اوسکرنا ہی کیا ہے آجکل کسی سنگار کی ضرورت نہیں کسی قسم کی ٹیپ ٹاپ کی ضرورت نہیں کنگھے شیشہ کی ضرورت نہیں اگر ضرورت ہے تو دھرم دھیان میں وقت گذارنے کی۔ پھر تپ کا ابھیاس کیا جائے تو سچ پوچھو کیا ہے گرہستی کے لئے تپ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اسکی حالت طالب علم جیسی ہے۔ طالب علم ایک لخت ہی ایم۔ اے کی ڈگری حاصل نہیں کر سکتا تاوقتیکہ شروع جماعت سے پڑھنے کا سلسلہ نہ باندھے۔ اسی طرح سے ابھیاس کرنا اسکے لئے ضروری ہے نہیں معلوم کب شبھ سنجوگ بن جائے۔ اور یہ تپ کی تعلیم کام دے جائے۔ بھائی جینی لوگوں۔ دھرم کو دھرم کے طریقہ سے پالن کرو۔ تو دبستر آبھوشن پہنکر سنگار رنا نا۔ اور سندر رونکو طرح طرح کے رنگ روپ سامانوں سے سجانا کوئی دھرم کا انگ نہیں ہے۔ بلکہ یہ سب تپ دھرم میں بادھک ہے۔ لہذا تپ دھرم کا پالن کرو۔ اور سب سے فائدہ اٹھاؤ۔

آتما کا ایک گن تیاگ ہے۔ تیاگ کا کام بڑا ہے۔ تیاگ کرنا آسان کام نہیں۔ اور تیاگ کیا کیسے جائے یہ بھی تو جاننا ضروری ہے۔ تیاگ سب کرتے ہیں۔ لیکن کرتے ہیں بے ترتیب۔ تیاگ کو تیاگ کے طریقہ سے کرنا چاہئے۔ جین شاستروں میں چار دان بتلائے ہیں تیاگ کا دھیان انہیں لگایا جائے۔ چاروں دان کے نام سے ہر ایک بھائی واقف ہے۔ یہ چاروں ہی ضروری ہیں۔ ان کے لئے اب دلیعہ بھی بہت اچھے ملے ہوئے ہیں بچی چلے ہے جس دان کو دیکھئے۔ اور تیاگ کا پھل اٹھائیے۔ بہو جن دان کے لئے اناتھ آشرم موجود ہیں اوشدھ دان کے لئے جین شفاخانہ اور اوشدھالیہ موجود ہیں۔ گیان دان کے لئے ایک نہیں دو نہیں بہت سی پاٹھ شالائیں سکول۔ بورڈنگ وودیالیہ۔ وغیرہ موجود ہیں۔ ابھے دان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ ہزارہا سفید پوش بھائی بے روزگار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ ایک وقت بھوجن مل گیا تو دوسرے وقت کا فکر لگا ہوا ہے۔ کیسے جان بچیگی۔ سردی کے موسم میں کپڑا کہاں سے آئیگا۔ ایسے لوگوں کے ڈر کو دور کرنا ابھے دان ہے۔ غرض تیاگ کا اصلی سروپ معلوم کر کے تیاگ دھرم کا پالن کرنا چاہئے تیاگ دھرم چونکہ آتما کا گن ہے۔ اسلئے تیاگ کرنے سے اسکو ازحد آنند اور شانتی ہوگی۔ آنند اور شانتی کا نام ہی سکھ ہے پتر و دیکھنے میں آتا ہے کہ سنساری جیو کی خواہشات دن دونی اور رات چوگنی بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ جنکو پورا کرنے کی غرض سے تیلی کے بیل کی طرح سے دن رات چکر کاٹتا رہتا ہے۔ دنیا کے سازو سامان جہاں دکھ دینے والے ہیں جسکے گھر جتنا زیادہ پریگرہ ہوگا وہ اسی قدر زیادہ دکھی نظر آئیگا۔ لیکن نج سوبھاؤ کو بھولا ہوا تمام پھر بھی خواہشات کے قابو میں ہو دن رات سازو سامان جمع کئے چلا جاتا ہے کہنے کو تو ایک لنگوٹی کا پریگرہ بھی ایسا ہی دکھدائی ہے کہ جیسے ایک پھانس کے لگنے سے کل جسم میں تکلیف ہو جاتی ہے۔ لیکن جب کوئی اس خود کو بھول کر یا گلوریچ جیسی کریا میں کرنے لگے تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔ اگر آتما نج سوبھاؤ یعنی آکنچن دھرم کا پالن کرے تو سب دکھ دور ہو جائیں۔ آکنچن دھرم ہی آتما کا اپنا دھرم ہے ماتا کے پیٹ سے جب انسان نے جنم دھارن کیا تھا تب کونسے سازو سامان لیکر آیا تھا یہ سب سامان یہاں دنیا میں ہی جمع کئے گئے ہیں۔ یہ سب اسکے اپنے نہیں ہیں۔ اسکا سروپ نہیں ہیں۔ اس سے انکا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے بھائی دھرماتما لوگوں آکنچن دھرم کا پالن کرو۔ یہ تو

بالکل جہا ہے۔ بات کو بنا کر کہنے سے شانتی کہان۔ بات مین نمک مرچ ملانے سے آنند کہان۔ بات کو جون کی تون کہدیجئے آتما کو آنند
ہوگا۔ اور شانتی ہوگی۔ کیون بہائی جینی بہائیون جہوٹی گواہی دینا یا دلانا۔ جہوٹی باتین بنا کر کسی کا مال ٹہگنا۔ جہوٹی بات
سے کسی کا دل دُکہانا۔ کیا یہ بہی کوئی دہرم ہے اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو کیا وہ دہرماتما ہے۔ کیا اسکا دہرم سے پریم ہے ہرگز نہین
بالکل نہین۔ اگر دہرم پر چلنا چاہتے ہو تو آتما کے اصلی گن یعنی ستیہ برت کا پالن کرو جس سے پاپ کی علامت ظاہر ہو۔
جسم ہڈی مانس کا پتلا ہے۔ اوپر سے دہو ڈالئے۔ نفرت دور ہو جائیگی لیکن اسکے اندر کیا ہے۔ اندر کا میل کون دہو سکتا ہے گنگا جمنا
مین ہزار غوطہ لگایئے لیکن جسم اندر سے شدہ نہین ہو سکیگا۔ آٹھ پہر گندا میل آپ ہی سے بہتا رہتا ہے۔ پہر بہلا شدہ ہی کیسی۔ انسان
عجب طرح کا آدمی ہے پانی مین نہا کر اپنے کو شدہ مان لیتا ہے۔ لیکن آتما کو شدہ نہین کرتا۔ دل مین طرح طرح کے بُرے خیالات بہرے
ہوئے ہین۔ فلان کا مال مارونگا۔ اُسکی استری کو اُڑا دُونگا۔ اُسکا مکان قابو مین کرونگا۔ اُسکے نام کی جہوٹی دستاویز بنا دُونگا
غرض اس طرح کے بد خیالات روپی کیچڑ سے آتما ملین ہو رہا ہے۔ لیکن یہ آتما کا گن نہین ہے۔ اگر سفید چادر پر سیاہی پڑ جائے
تو سیاہی چادر پر جُدا نظر آئیگی۔ وہ چادر کا جز نہین ہو سکتی۔ چادر کا گن سفید ہے۔ لیکن سیاہی نے اُسکو خراب کر دیا۔ تو تم
صابون لگاؤگے۔ اور سیاہی کو دور کروگے تب چادر اپنی اصلی حالت پر آجائیگی۔ ٹھیک اسی طرح سے میل لگی آتما گیان کے
صابون سے دہوئی جا کر شُدھ دہرم کی اُدہکاری بنیگی۔ شُدھ دہرم آتما کا اصلی گن ہے۔ یہ کہین سے لانا نہین پڑتا۔ خراگیان
گنگا مین غوطہ لگانے کی دیر ہے۔ بس پہر مطلب سدہ۔ آتما کا ایک گن سنجم ہے۔ اسکے بلا یہ جنم مرن کے دُکہون کو بہوگ رہا ہے
اندریون کے بشیون مین پہنسکر کشایون کے قابو مین ہو کر من کی تیز چال کو نہین روک سکا۔ اب من ہے کہ آتما رام کو دنیا
مین خوار کرتا پہر رہا ہے۔ کبہی اندریون کے بہوگون مین پہنسا کر بے چین کر رہا ہے۔ کبہی کشایون کے بندہن مین ڈالکر دُکہی کر رہا ہے
یہ بہوگون کا شیدائی آتما رام ایسا مست ہو رہا ہے کہ کہٹ کائے کے جیوون کی رکشا کا بہی دہیان چہوڑ بیٹھا ہے۔ سنجم کی پالنا
کے دو ہی طریقہ ہین۔ ایک اندری سنجم۔ دوسرا پران سنجم۔ اپنی اندریون کو قابو مین کر کے ان کے بہوگون سے من کو مارنا اندری
سنجم ہے۔ ایک اندری سے لگا کر پانچ اندری جیوون تک کی رکشا کرنا پران سنجم ہے۔ لیکن دہرم کے متوالے کسی بہی سنجم کو پالنے
کے لیے تیار نہین۔ روڑہی کے غلام بنے ہوئے دہرم کے روپ کو کچہ سے کچہ بنا رہے ہین۔ اگر بہائی جینیون تمکو سنجم دہرم کی پوجا کرنی
ہے تو محض یاد ام گورے چڑہا کر ہی خاموش نہ ہو بیٹہو۔ بلکہ سنجم کو دہارن کرو۔ آتما کے اصلی سوبہاؤ کا پرکاش کرو۔ تب ہی تمہارا
پوجا سارتہک ہے۔ اور تب ہی تم دہارک جگت مین اونچی نظر سے دیکہے جانے قابل ہو۔ ورنہ نہین۔

تپ کرنا بہی آتما کا نج سوبہاؤ ہے۔ اسکے بلا جیوون کے کرمون کی نرجرا نہین ہوتی جب آتما سنسار کے سروپ کو سمجہکر جیو۔ اجیو
کے بہید کو جانکر دُنیا کے جال سے نکلکر اپنی شکتی کا بکاس کرتے ہوئے اپنے خود مین رم جائے اُسکا ہی نام تپ ہے۔ یہی تپ جیو کو
ہر ایک پرکار کے میل سے جُدا کر کے پرماتم روپ مین براجمان کر دیتا ہے۔ کہوٹے سونے کو کندن بنانے کے لیے جیسے آگ کام کرتی
ہے۔ ایسے کرمون سے لپٹی ہوئی آتما کو شدہ کرنے کے لئے تپ روپی آگ کام دیتی ہے۔ گو تپ کرنا آسان کام نہین ہے بڑے بڑے

اننت چودس کا نام اب تک کہا ہی چودس پہلا آتا ہے۔ اور لوگ اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کب چودش آئے۔ او دنیا
کہو اہو جب برادری کی یہ حالت۔ جب لوگوں کے یہ پرنام سچے پرب کا ماننا کیسا پھر دہرم کا کرنا کیسا۔ یہاں تو الٹا دہرم
کے خلاف کیا جاتا ہے۔ دہرم کی تعلیم ہے کہ کرودھ مت کرو۔ کرودھ ہونے کے سامان مت جٹاؤ۔ کشما دہرم کا پالن کرو شانت پرنام
رکھو۔ تب ہی دہرم ہے۔ تب ہی کرم ہے۔ اور تب ہی کلیان ہے۔ ورنہ ادہرم ہے۔ کوکرم ہے اور سراسر نقصان ہے۔
آتما کا ایک گن ماردو ہے۔ غرور نہ کرنے کا نام ماردو ہے۔ کون مائی کا لال ہے کہ جو مان کا مردن کرے۔ غرور کا چھوڑ کر کے ماردو دہرم کا
پالن کرے۔ جب کوئی غرور کرتا ہے۔ مان کرتا ہے۔ اپنے کو سب سے اونچا سمجھتا ہے۔ دوسرے کی ذرا بھی عزت نہیں کرتا بلکہ ہر ایک بھائی
کو حقیر سمجھتا ہے تب بھلا دہرم کہاں۔ آتما کے گن کا گھات کر کے یہ سب کچھ کیا جاتا ہے۔ جین دہرم کا اُپدیش ہے کہ سب لو-
سب سے پریم رکھو لیکن مغرور شخص ایسا کب کر سکتا ہے۔ وہ تو کسی سے بات تک کرنا پسند نہیں کرتا۔ ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جین دہرم
کی بھکتی کا دم بھرنے والے بہت سے سیٹھ ساہوکار اپنی مغروری کا یہاں تک ناجائز استعمال کرتے ہیں کہ غریب بھائیوں کی کچھ بھی حقیقت
نہیں سمجھتے۔ غریب بھائی انکے منہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ ان کے بول کا سہارا چاہتے ہیں لیکن ایک یہ ہیں کہ انکی طرف آنکھ اٹھا کر
بھی نہیں دیکھتے۔ بلکہ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جب جینیوں کا یہ حال ہے پھر ہم نہیں جانتے کہ اس پرب کے ماننے والے کون
اور یہ لوگ دکھاوے کا جلوس کیوں۔ بھائی جینی لوگوں ماردو دہرم کا پالن کرو۔ غرور کے پاس تک نہ پھٹکو۔ پرانی ماتر سے پریم کرو
سبکی عزت کرو۔ یہی دہرم ہے۔ اور یہی اس پرب کا منشا ہے۔

چھل کپٹ۔ دغا فریب یہ آتما کے گن نہیں ہیں۔ یہ کشائے کے آدھین ہیں۔ کشائے آتما کو سنسار ساگر میں اننت کال تک بھٹکانے
والے ہیں جب ایسا ہے۔ پھر کیوں اپنے اصل گن یعنی آرجو دہرم کا پالن نہیں کیا جاتا۔ سب لوگ آئینہ کی تعریف کرتے ہیں آئینہ
میں کیا گن ہے۔ وہ صاف ہے۔ اسمیں دغا فریب نہیں جیسا باہر سے ہے۔ ویسا ہی اندر سے ہے۔ اسمیں منہ دیکھو گا فوراً اصلی
حالت کو ظاہر کر دیگا۔ کسی کی رعایت نہیں کسی کے ساتھ چھل نہیں۔ دغا نہیں۔ فریب نہیں۔ بلی کو لوگ بری نظر سے دیکھتے ہیں
وہ کپٹ رکھتی ہے۔ کپٹی کا کوئی اعتبار نہیں کرتا۔ اگر کوئی بھولا انسان کسی فریبی کے جال میں پھنس جاتا ہے تو سب لوگ کہا کرتے
ہیں کہ بھائی خوب تونے دودھ کی رکھوالی بلی مقرر کی۔ غرض دہرم کے ماننے والوں کو اپنی آتما روپی آئینہ کے اوپر سے چھل کپٹ
روپی میل کو دور کر دینا چاہیئے۔ اور اپنے اصلی سوبھاؤ یعنی آرجو دہرم میں محو ہو جانا چاہیئے۔ جب تک ایسا نہیں کیا جائیگا
تب تک پرب کی بزرگی نہیں ہوگی پھنک سندروں میں ناچنے کودنے سے کچھ نتیجہ نہیں نکلیگا۔ بھائی جینی لوگوں خواہ تم امیر ہو یا غریب
لیکن آرجو دہرم کا پالن سب کرو۔ دنیا کو دکھلا دو کہ ہم دہرم کے سچے شردھالو ہیں۔ دہرم ہمارا ہے۔ ہم دہرم کے ہیں
بھلا صاحب کون کہہ سکتا ہے کہ آتما کا گن جھوٹھ بولنا ہے۔ جھوٹھ [illegible] سراسر آتما کے گنوں کا گھات کرتا ہے جھوٹے کی حالت کو
دیکھئے اسکا قول اعتبار کے قابل [illegible]
پسند کرے [illegible]

آتما کے گُن کیا ہیں!

پیارے مِترو! آج کل کے دن بڑے پوتر دن ہیں۔ آج کل ہمارا مشہور پرب دسلاکشنی دہرم ہو رہا ہے۔ اسی پرب کے باعث
جین مندروں میں پوجن۔ بھجن۔ اور شاستر سبھائیں ہو رہی ہیں۔ برادری کے مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ بڑے غرض سب مندروں میں
جمع ہوتے ہیں۔ بڑی رونق آ رہی ہے۔ اور یہ رونق کسی ایک دو جگہ نہیں بلکہ جہاں جینیوں کے گھر اور جین مندر موجود ہیں۔ وہاں
یہ سب کچھ حاصل ہے۔ بعض بعض بھائی بہنوں کے دلوں میں تو یہاں تک اتساہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے بڑے دان کرتے ہیں
اور دس دن کے دان۔ دس دن کیلئے جیو۔ جیتو۔ پردہ چھپاتے۔ پالکی کے ہاتھی۔ گھنٹوں تک ہی موجود رہتے ہیں۔
بہت سے بھائی دہرم حاصل کرنے کی غرض سے آجکل اپواس بھی کرتے ہیں لیکن انہیں بہت زیادہ تو ایسے دیکھتے ہیں کہ جو شام
کے وقت بازار سے پیڑے۔ برفی۔ ربڑی وغیرہ خرید کر کھا لیتے ہیں۔ اور بہت سے برت کر کے بعض تکلیفیں کرتے ہیں اور خوب بھوکے
مرتے ہیں۔ غرض یہ لوگ سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن پرب کا مہاتم نہ سمجھ کر من مانی کارروائی کر بیٹھتے ہیں جس سے اصلی منشا پورا نہ ہو کر
روڑھی کی پابندی ہو جاتی ہے۔ ہمارے بھائیوں کو معلوم کرنا چاہئے کہ یہ پرب کیا ہے۔ اسکی اصلیت کیا ہے۔ اس سے فائدہ
کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ورنہ روڑھی کے غلام بنے رہنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلیگا۔ اس پرب کا نام دسلاکشنی دہرم ہے
چونکہ جین شاستروں میں دہرم کے دس لکشن بیان کئے ہیں۔ انہیں دہرم کے دس لکشن کو پالنے کی غرض سے یہ پرب قائم کیا
گیا ہے۔ ویسے تو سال بھر میں یہ پرب تین مرتبہ آتا ہے۔ لیکن بھادوں کا مہینہ مشہور ہے۔ اور وہ اس وجہ سے کہ برسات کا
موسم ہے۔ فرصت کے دن ہیں۔ اسلئے لوگوں کو دہرم دھیان کی ویسے بھی زیادہ لاگ رہتی ہے اور پھر پرب کے دن۔ اس لئے
دہرم دھیان کرنے کو خوب دل چاہتا ہے۔ پس یہ پرب جینیوں کے لئے ایک خاص پرب ہے۔ دہرم کے دس لکشن جو بیان کئے گئے
ہیں۔ وہ اور کچھ نہیں بلکہ آتما کے خاص گُن ہیں۔ آتما کے اصلی سوبھاؤ کا نام ہی دہرم ہے۔ کرودھ آتما کا سوبھاؤ نہیں ہے۔ یہ
ایک بھوت ہے۔ اور بھوت بھی کیسا زبردست بھوت۔ جب یہ سر چڑھتا ہے تب انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ بہکیاں جاتا رہتا
ہے۔ گھر کے لوگوں کو مار بیٹھتا ہے۔ دوسروں کو زخمی کر دیتا ہے اور جب کرودھ نام کا بھوت اتر جاتا ہے۔ تب ہوش میں آکر اپنے
کئے ہوئے کرم پر پچھتاتا ہے۔ افسوس کرتا ہے۔ اور رو رو کر کہتا ہے کہ مجھے کشما کرو۔ میں اپنے آپے میں نہیں تھا۔ ورنہ
ایسا ہرگز نہ کرتا۔ اور جب وہ کشما کر دیا جاتا ہے۔ تب اسکو بہت زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ
آتما کا اصلی دہرم کشما ہے۔ کشما کرنے والا۔ اور کرانے والا لفظ کشما سے بہت ہی خوش ہوتے ہیں اور خوش کیوں نہ ہوں جبکہ
آتما کا گُن ہی کشما ہے۔ اپنے گُن کو کام میں لا کر کون خوش نہیں ہوتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ان پرب کے دنوں میں کشما نام کے گُن
سے کہاں تک کام لیا جاتا ہے۔ ہم ہمیشہ دیکھتے ہیں۔ کہ برادری کے جھگڑے۔ مندروں کے حساب کتاب۔ سب اسی موقعہ پر
پیش کئے جاتے ہیں۔ جنکی وجہ سے خوب گُتھم گُتھا ہوتی ہے۔ اور نوبت گالی گلوچ تک پہونچ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

خبروں کا گلدستہ

آریہ سماج کے لیڈر اور گروکل کانگڑی کے سابق گورنر مہاتما منشی رام جی نے سنیاس دھارن کر کے اپنا نام شردھانند رکھا ہے۔ اب آپ نے اپنے عنوان کی خاطر سے اپنے نام کو اصطلاح سے لکھنے کی سوچیادی ہے یعنی مہاتما منشی رام جی عرف سردھانند طریقہ تو بڑا اچھا ہے کسی کو شک بھی نہیں ہو سکتا کہ شردھانند جی کون۔

ایک اخبار میں نوٹس نکلا ہے کہ ضرورت ہے ایک کشمیری ہندو برہمن سو ہیے کی جو شادی شدہ ہندو کا مطلب شدہ آچرنی برہمن سے ہو۔ افسوس آج برہمن سماج کے لئے بھی ایسے الفاظ کی ضرورت پڑی یہ ہے گری ہوئی سماج کی حالت

ہریا کے ایک ٹیلا جیاوتی میں جیل کے ایک سنتری نے پاگل ہو کر چند ہمارا ہیوں پر حملہ کیا چار تو مر گئے۔ اور دو زخمی ہو کر ہسپتال پہونچائے گئے۔

بمبئی کی مارواڑی سماج نے چندہ کی اور کہا نندگی ایک ... ہے جیسین مارواڑیوں کو لکھی اور کہا نذر شدہ پہونچائے جاینگے۔ اگر کچھ نقصان ہوگا تو ایک سال تک سیٹھ تارا چند گھنشیام داس اپنے پاس سے دینگے۔

بنارس ہندو کالج کے پچاس طالب علم ہندوستان کی حفاظتی فوج میں بھرتی ہوئے ہیں جنمیں بنگالی زیادہ ہیں۔

کلکتہ کے مشہور سوتیامبر جین رائے بہادر لالہ بدری داس جی ... کا سورگ باس ہو گیا ہے۔ شوک

مصوری کی خبر ہے کہ یکم ستمبر کو کسی بدمعاش نے ایک میم صاحب کو انکے بنگلہ میں لاٹھی کی مار سے ار دیا امید ہے کہ ظالم کا پتہ لگ گیا ہوگا ایسے ظالم کو سخت سزا ملنی چاہیے۔

دیوبند میں ایک مستا کے ۱۵ سالہ لڑکے کو قریباً چار روپیہ کی چاندی چرانے پر تین ماہ کی سزا ہوئی ہے جو آگرہ میں گذاری جائیگی۔

کتنا ظلم ۱۲ ستمبر کی امرت بازار پترکا میں ایک خبر ہے کہ پنجاب کے میاں سنگ گاؤں کے پاس ایک دوسرے گاؤں میں ۲۵ سالہ نوجوان کرم چند رہتا تھا ایک روز اسکی اپنی بیوی سے جھگڑا ہوا۔ وہ جھگڑے سے گھبرا کر اپنے باپ کے گھر بھاگ گئی کرم چند سخت غصہ میں آکر اسکے پیچھے گیا اور گاؤں والوں سے کہا کہ میری امداد کرو تاکہ میں اسکو اپنے گھر لانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ لیکن گاؤں والے رضامند ہوئے دے یہ سمجھ کر کہ اگر اسکی عورت نہ آئی تو فضول شرمندگی اٹھانی پڑیگی۔ اور ہنسی ہوگی۔ صاف انکار کر دیا۔ کرم چند انکار کا لفظ سنکر بہت بگڑا۔ اور بولا کہ میں تمکو اس انکار کا سبق پڑھاؤنگا۔ یہ ظالم کرم چند ایک گاڑی میں گاؤں کے آٹھ لڑکے بٹھا کر ندی کے پاس جنگل میں لے گیا۔ اور گاڑی کو واپس کر دیا۔ بعد ازاں دو لڑکوں کو پل کے ایک طرف رکھکر باقی چھ لڑکوں کو دوسری طرف لے گیا۔ پہلے تو ان کو ذبح کیا۔ اور مار کر ندی میں ڈالدیا پھر دونوں لڑکوں کو لیکر گاؤں میں واپس آیا۔ اور انکو سمجھا دیا کہ وہ اس واقعہ کو ہرگز کسی پر ظاہر نہ کریں۔ گاؤں والوں نے لڑکوں کو تلاش کیا لیکن نہ پائے تب ان دونوں لڑکوں نے کل واقعہ سنا دیا جسپر انہوں نے کرم چند کو پکڑا۔ لیکن وہ چوکیدار کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گیا۔ سرکار نے اسکی گرفتاری کے لئے پانسو روپیہ کا انعام دینا منظور کیا ہے۔ افسوس! انسان کسا ہے کے بس اندھا ہو کر کیسے کیسے ظلم کر گذرتا ہے۔

دسلا کشتی پیپ کی وجہ سے آیندہ ماہ اکتوبر کا پرچہ جاری نہوگا بلکہ اکتوبر کا ایک پرچہ نکلیگا جسکی ضخامت کچھ زیادہ ہوگی چونکہ یہ دہرم دھیان کے دن ہیں۔ لہذا ان دنوں میں نہ تو مضامین تیار ہو سکتے ہیں اور نہ کہیں باہر سے آنے کی امید ہے لہذا خریدار اصحاب انتظار نہ فرماویں۔ ایڈیٹر

صاف جواب روہتک سے لالہ پرتاب سنگھ جی جواہرات لکھتے ہیں کہ ۱۲ اگست کے جین پردیپ کو جسمیں آریہ سماجیوں سے دو سوال ... ہیں آریہ سماج روہتک کے منتری کو دکھلا کر جواب طلب کیا۔ انہوں نے جواب نہ کر دیا کہ یہ سوال بہت معمولی ہیں یہ جواب کے قابل نہیں ہیں ان کا جواب دیکر کیوں وقت ضائع کیا جائے۔ افسوس! آپنے جواب نہ دینے کا کیا اچھا بہانہ کیا ہے

خوشی میں دان راولپنڈی سے لالہ دیوانچند جی تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں کی جین سمتی منڈل کے سبھاپتی لالہ متوال چند نے پوتر جنم کی خوشی میں مبلغ ایکسو اکتر روپیہ نقد حسب ذیل دان دیا ہے۔

جین سمتی منڈل ۱۰
جین پاٹھ شالا ۱۰
جیو دیا فنڈ ۱۰
گوشالہ ۱۰
سناتن سکول ۵

جین کانفرنس پنجاب منڈیالہ ۵
شری آتما رام جین ہوسٹل لاہور ۵
شری منو پاسک سکول دہلی ۵
جین اناتھ آشرم دہلی ۵
شردھا کا آشرم بمبئی ۵

سدھانت ودیالیہ مورینہ ۵
سیادواد مہا ودیالیہ کاشی ۵
جین ٹریننگ کالج ... ۵
جین بال آشرم احمد نگر ۵
ستھانک واسی جین کانفرنس دہلی ۵

جین بورڈنگ ہاؤس احمد نگر ۵
... بمبئی ۵
جین پردیپ دیوبند ۵
جاتی پبودھک لکھنؤ ۵
جین کانفرنس پرکاش ... ۵

جین گرو کل ... دستوان وایک ... جو دیا پرو ... ۱۷۱ کل

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۶۴

سمائک درشن ہو میرا پتا پرن ہو میرا
آدرش زندگی ہو ترا تم بھجن ہو میرا

سلسلہ خیال ہو میرا ... ہو میرا
میں چیران وطن کا پیلا پیلا وطن ہو میرا

وسس لاکشن دھرم کی جے

جین پردیپ

اُردو زبان کا مذہبی۔ اخلاقی۔ اور قومی پندرہ روزہ ایک ہی رسالہ

(جی)

دیوبند ضلع سہارنپور سے جاری ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلیشر۔ جوتی پرشاد جین

جلد ۵	مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۱۷ء مطابق تشری ویر نروان سمت ۲۴۴۳	نمبر ۲۲

"منی" نام کے ہندی پتر کا خاص نمبر

یہ ہندی پتر مقام بودوڑ ضلع خاندیش سے نکلتا ہے - یہ پرچہ جین سماج کیلئے مفید ہے - اب دسلاکشنی پرب کے دنوں مین اسکا خاص نمبر نکلیگا جسکی بابت اطلاع ملی ہے کہ علاوہ عمدہ مضامین کے بہت سے فوٹو بھی اسمین ہونگے جو منی پتر کے خریدار نہین ہونگے اُنسے اس خاص نمبر کی قیمت ۱ لیجائیگی جنکو پتر منگانا ہو دیوناگری مین درخواست کرین پتہ منیجر "منی" بودوڑ ضلع خاندیش -

ضرورت ہے

جین ہائی سکول پانی پت ضلع کرنال کے لئے ایک جین پنڈت کی جو شاستری پریکشا الہ آباد یا پنجاب یونیورسٹی سے پاس ہوئے ہون - اور تجربہ کار ہون یعنی کسی سکول مین کام کرکے عمدہ نتیجہ دکھلایا ہو - تنخواہ وغیرہ کے لئے حسب ذیل پتہ پر خط وکتابت کرنی چاہئے - منیجر جین ہائی اسکول پانی پت

لوکل

آب وہوا بدستور سابق ہے - اسی نسبت چند اموات ایسی دلخراش ہوئی ہین کہ جنکا شہر بھر مین افسوس کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے - ابھی تک بھی کی صورت قائم امن نظر نہین آتی - میان کالرہ کی ساتھ ہی ساتھ تپ لرزہ نے بھی آ دبایا ہے - فی صدی ۸۰ شخاص اسمین مبتلا نظر آتے ہین حکیم ڈاکٹر اور عطار لوگون کو کان کھجانے تک کی بھی فرصت نہین ہے - شہر کی صفائی کا وہی پہلا سا ہے دہنکا حال یہ ہے کہ دو دو دن تک کا کوڑا کباڑ سڑکون پر جمع ہو جاتا ہے تب کہین دوسرے تیسرے روز اٹھنے کا نمبر آتا ہے - نالیون کا نکلا ہوا میلا مہینون تک پڑا ہے اور روز نکلکر اسکے اوپر جمع ہوتا رہتا ہے - سنا جاتا ہے کہ بعد ختم ہو جانے برسات کے اٹھایا جائیگا - یہ اس قصبہ کی صفائی کا حال ہے جہان پر کہ تقریباً ایک ماہ سے مرض کالرہ کی شکایت ہے - میونسپلٹی کی آمدنی بہت کافی ہے - اور ہمیشہ نئے نئے ٹیکس عاید ہوتے چلے جاتے ہین لیکن پھر بھی صفائی کی طرف سے بالکل خاموش ہے - نہین معلوم یہ آمدنی کا روپیہ کنجوس کی دولت کی طرح سے کب کام آئیگا - میونسپلٹی کی طرف سے چاہات کا یہ انتظام کیا گیا ہے - کہ جن مین دوائی کا ڈالنا بتلایا جاتا ہے وہ بالکل بند ہین - کوئی پانی نہین بھر سکتا - اور جو پانی بھرنے کیلئے کھلے ہوئے ہین انمین کبھی دوائی نہین ڈالی گئی - یہ کیسا عجیب انتظام ہے - میونسپلٹی کے افسر لوگ بالکل بےفکر ہین - پبلک کے شور مچانے پر ۲۴ اگست کو امرود - کھیرے وغیرہ پھلون کا فروخت ہونا بند ہوا ہے - ورنہ اب تک کھلے میدان فروخت ہوتے رہے اور میونسپلٹی نے کوئی بھی نوٹس نہین لیا - شروع ستمبر سے کچھ بارش ہوئی ہے جس سے کسان لوگون کی امید سرسبز ہو گئی ہے - ڈاکٹر صاحبان فرماتے ہین کہ اس بارش کی وجہ سے مرض کالرہ بھی کم ہو جائیگا - بہتر ہے - ہم بلا زمان میونسپلٹی سے پھر درخواست کرتے ہین کہ وے اپنی ڈیوٹی کو انجام دین اور کوشش کے ساتھ انجام دین - دیوبند کی پبلک بری نہین ہے اسکے ہمراہ اس قسم کا سلوک کیا نہین اسکی تندرستی کے محافظ آپ لوگ ہین - لہذا صفائی پورے طور سے کرادین خود اسکا ملاحظہ فرمادین - یہ کام کرنیکا وقت ہے - آرام کا نہین - چاہات کی صفائی کا خاص انتظام کرین - معلوم ہوا ہے - نان بائیون کی دوکانون کا بھی انتظام فرمادیں - سنا ہے کہ ضلع کیطرف سے ایک ڈاکٹر صاحب کالرہ ڈیوٹی پر تعینات ہوکر دیوبند تشریف لائے ہین - سکرٹری صاحب میونسپل بورڈ کو آپکے مشورہ سے کام کرنا چاہئے - ہم شہر والون سے پراتھنا کرتے ہین کہ اس قصبہ مین شانتی پیدا کرین جس سے لوگونکی جان بچے

ریل گاڑی

آؤ — اور — چڑھو —

ارے غافل مسافر چونک کیا سن مین بچاری ہے
بیٹھے باستا کے جنگل مین سوہ برکش کی چھانو
اناد ی بھول کی نیندون مین چھائی نیند بھاری ہے
کال لبدھی سے منش جون اور اُتم کل کا سنگ
ہوئی آواز اے لوگون ٹکٹ ملنے کی تیاری ہے
ماسٹر اسٹیشن گوتم نے دیے ڈھی ٹیلیگراف
سوبگدہ پورشمت گھنٹی بجا کیا انتظاری ہے
گھنٹی بجتے ہی اٹھے سب ہوے منتھی اُکلاے
شری جی شو پوری جانا یہی اِچھا ہماری ہے
آچارج ہین ٹکٹ ماسٹر ٹکٹ سوئی اُپدیش
ٹکٹ کے چار درجہ ہین لیں اب مرضی تمھاری ہے
راگ دویش سے رہت بہاؤ من پروی فسٹ کلاس
نہین ملتا اُنھین ہتیات نقدی جنے دہاری ہے
نج پرنامن کے لیے سب نے ٹکٹ سنبھال
گراآس کا بنکھا ریل نے بھی چیخ ماری ہے
سمبر یل۔ نرجرا اگنی۔ آشرو ایندھن جان
چھیک چھاپک کے کانٹے پھر چڑھی اب ریل ساری ہے
جھنڈی لال سادہ مرن کی ڈرایور سمتا بھاؤ
اسٹیشن آگیا گھڑی ہر ایک نے خود سبھاری ہے
پریکشا ٹکٹ کلکٹر پہونچا چڑھے مسافر دیکھ
جھنم کی پولس میں بیچ۔ عزت سب اُتاری ہے
کرم پراتن ڈھوان نکلا ،شدہ بھاؤ جل پمپ
چلی گاڑی جو گارڈ گیان سن جھنڈی اُباری ہے
ندیان بشم پریشہ بائیس پل دہیرج سنیاس
ہوئی بشرام ستی۔ پنج اُگھر تہت اچاری ہے
گن ستہان چودہ اسٹیشن پانچ نگر گھٹے شیس
جہان جاکر نہین پھر لوٹنا آنند بھاری ہے

کمر کو باندہ آنکھین کھول رستہ کب سے جاری ہے
اُنشبہ دہتورا پیکر چیتن پڑا پسارے پانو
کمر کو باندہ —
ٹکٹ کا اسٹیشن پایا پچھہ دُکھہ ہوگئے بھنگ
کمر کو باندہ —
پانچ کہا اب ٹرین دہرم کی چھٹی لین سے صاف
کمر کو باندہ —
سادہن کی کھڑکی پر آئے کہتے شور مچائے
کمر کو باندہ —
سوترون کی الماری کھولی کرن لگے اُپدیش
کمر کو باندہ —
شراوک سیکنڈ - تھرڈ پدھتی - اِنٹر سمکت پاس
کمر کو باندہ —
اُدیم کے پلیٹ فارم پر آ پہونچے تتکال
کمر کو باندہ —
شمت گپت سیرت - دہرم - بھاونا - لین گاڑیان آن
کمر کو باندہ
جب انوبھو ڈبین مین دیکھا ہوا سبھی درساؤ
کمر کو باندہ —
پکڑ لئے تھی جنکی تپچی کریا اوسپنے بھکیہہ
کمر کو باندہ —
چارتر انجن گرم ہوا درشن کا جل گیا لیمپ
کمر کو باندہ —
چلی لائن ہوئی ریت پترا - انت بیگت کا پاس
کمر کو باندہ —
پانچ نگر چاراون تت ہنگت پنچم ہیت جگادیش
کمر کو باندہ آنکھین کھول رستہ کب سے جاری ہے

بندہ بتھرا داس جین میونسپل کلرک ہانسی

بورڈنگ ہاؤس کو کہولکر آپکو انتظام کے لئے تعینات کیا ہو بلکہ خود ماسٹر صاحب وہ آپکے بہائی ماسٹر اوگرسین جی نے جسکو
قایم کیے چند روز بعد ایک کمیٹی اپنی امداد کے لئے قایم کرائی تھی۔ اسطرح سے یہ بورڈنگ ہاؤس کہولا ہوا آپکا ہی ہے آپ بطرح
سے تیار ہیں۔ وہ اس سنستہا میں لگاتے ہیں وہ ہر آئینہ قابل تعریف ہے بسواے گھر پر جاکر سونے کے تمام دنکے آپ اپنا کل وقت
بورڈنگ ہاؤس میں ہی صرف کرتے رہے ہیں۔ ہر وقت کام کرتے رہنے سے کسیقدر آپکی تندرستی پر برا اثر محسوس ہوتا تہا اس لئے
جولائی ۱۹۱۲ء سے ایک تنخواہ دار اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ آپکی امداد کے لئے رکہا گیا ہے لیکن آپکو بورڈنگ ہاؤس کے کام سے اسقدر
دلچسپی ہے کہ آپ اب بہی موافق پہلے کے ہی کوشش وجانفشانی کرتے ہیں۔ بورڈنگ ہاؤس میں ہی سوتے ہیں۔ اور اپنا قریب قریب
سب وقت بورڈنگ ہاؤس کے ہی کام میں صرف کرتے ہیں اور اپنے پاس سے مالی امداد بہی کرتے رہتے ہیں۔ آپکو ہر وقت بورڈنگ
ہاؤس کی ہی اونتی کا دہیان ہے۔ ہر لحظہ آپ لڑکوں کی اس قسم کی دیکہہ بہال ونگرانی کرتے رہتے ہیں کہ جس سے وہ ضبط کیرکٹر کے
بنتیں اور اونکا چال چلن نیک ہو جین دہرم کے شردہالو ہوں جین اصولوں کے واقف کار ہوں۔ کہانپان اونکا شدہ ہو مگر
حقہ پینا۔ پان تمباکو کہاکر پچپچر کرنے وغیرہ حرکات سے آپ اپنے بورڈرس کو باز رکہتے ہیں۔ آپکا برتاؤ بورڈرس کے ساتہ
نہایت ہمدردانہ و ملائمیت کا ہے۔ آپ اونکے ساتہ پدرانہ محبت سے پیش آتے ہیں۔ لیکن ان اندہے بے پرواہ و غافل
باپ کی طرح کام نہیں کرتے۔ ودیارتہیوں سے بد عادات چہوڑانے میں سختی سے بہی کام لیتے ہیں کہ جسکی وجہ سے بعض ودیارتہی
اونکے گارڈین یا دیگر اشخاص کو بعض وقت یہ سختی بری معلوم ہوتی ہے۔ اور اس سختی کی شکایت کرنے لگتے ہیں لیکن یہ
اونکی سخت غلطی ہے۔ ماسٹر صاحب جو کچہہ بہی سختی کرتے ہیں کچہہ اپنے فائدہ کے لئے نہیں کرتے ہیں بلکہ بورڈرس کے فائدہ کیلئے ہی
کرتے ہیں۔ کیا سختی کے ساتہ سگرٹ وغیرہ بری عادات چہوڑانے میں بورڈرس کا فائدہ نہیں ہے۔ مگر پچہلے سال ایک دو
مثال ودیارتہیوں کی ایسی دیکہنے میں آئیں کہ اونہوں نے بورڈنگ ہاؤس چہوڑ دیا لیکن سگرٹ پینا نہیں چہوڑا۔ ماسٹر صاحب
ودیارتہیوں کو اکثر اوقات اونکے اسکول کی خواندگی میں بہی مدد دیتے رہتے ہیں۔ بغرض ماسٹر صاحب ہر طرح سے ودیارتہیوں
کی جسمانی۔ دماغی۔ اخلاقی ترقی میں کوشاں رہتے ہیں۔ ہم ودیارتہیوں اونکے گارڈین و دیگر اشخاص سے پرارتہنا کرتے
ہیں کہ وہ اونکی بعض وقت کی سختی کو انصاف و غور کی نگاہ سے دیکہکر اوسپر بیجا اعتراض کرنے سے اپنے آپ کو روکا کریں
اور ہم ماسٹر صاحب سے امید رکہتے ہیں کہ وہ کسی بیجا اعتراض و نکتہ چینی کی وجہ سے بیدل و اداس ہوکر ہمت نہ ہارینگے
بلکہ جس کام کو اونہوں نے شروع کیا ہے بورڈنگ ہاؤس کی بہبودی مدنظر رکہکر دلیری و اوتساہ کے ساتہ کئے جاینگے۔
بڑی ضرورت بورڈنگ ہاؤس کے لئے عمارت کی ہے۔ گذشتہ ماہ دسمبر کے سالانہ جلسہ پر تخمیناً پانچہزار روپیہ کا چندہ عمارت
کے لئے لکہا جا چکا ہے۔ بزرگان قوم و ودیا پریمی صاحبان سے آشا ہے کہ وہ جلد روپیہ کی امداد دیکر عمارت طیار کرا دینگے۔

رکہب داس بی۔ اے وکیل
سکرٹری جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ

کیا تجھے ہماری قوموں کی آہوں کا کچھ اثر نہیں ہوتا جو اب بھی اپنا وید بھارت میں زیادہ زیادہ پھیلا رہی ہے جہاں کچھ ترقی کا ہی دم رہا آج ہمارے کا کوئی
کام ہمارے سے خالی نہیں انگلینڈ و فرانس وغیرہ ولایتوں میں تو کپڑوں اور فیشن میں ہی فضول خرچی ہوتی ہے (لیکن آمدنی سے کم) مگر یہاں کپڑے اور فیشن وغیرہ
کا کہنا ہی کیا ہر ایک کام میں (خواہ شادی ہو غمی) (مرنے جینے میں اور بہت سے تہواروں میں) ایک معمولی آدمی جس کی گانٹھ میں کوڑی تک نہو اپنے مکان جائداد
وغیرہ رہن یا بیع کر کے اپنے کو قرضے کے بوجھ سے دبا کر اپنے سکھ اور سنتوش کو بھی نشٹ کر بیٹھے ہیں ہزاروں لاکھوں روپیہ دیکھتے ہی دیکھتے پانی کی طرح
بہا دیتے ہیں۔ افسوس صد افسوس اونکو قرضہ لیتے وقت کچھ بھی دھیان نہیں رہتا ذرا بھی وچار نہیں کرتے کہ ہم اور یہ قرضہ یہ بڑا بھاری بوجھ جو ہم
اپنا اوپر لیے ہے ہیں کیسے اوتارینگے اور نہ خیال کرتے ہیں کہ اگر وہ پرش دیکھینگے تو ہماری کیا حالت ہوگی۔ ہائے ذرا سی واہ واہ کیلئے اپنے کو دکھوں
کے سمندر میں ڈبو دیتے ہیں اور ہمارے دھن والوں کا تو فضول خرچی میں کہنا ہی کیا ہے اپنا سب سوا اکر ڈالتے ہیں۔ اونکے وہ سجے سجائے گھر اور
آسایشی سامان جنکی وجہ سے اپنے کو سکھی سمجھتے تھے اونکے دشمنوں تک کے ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں اونکے سب متر شادی دوست احباب حقارت کی
نظر سے دیکھنے لگتے ہیں ہائے اونکے نوکر بھی اونکو دھتکارنے لگتے ہیں نیتی واکیامرت میں لکھا ہے۔ کہ جتنے اپنا دھن فضول خرچی میں کھو دیا ہے
اوسکی استری تک بھی اوس سے نفرت کرتی ہے اور غیر شخصوں کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ یہ تو بھارت واسیوں میں ایک عادت ہو گئی ہے کہ وہ دوسروں کی نقل اتار کر
نقل کرکے اپنے کو ویسا ہی عزت دار بنانا چاہتے ہیں دوسروں کی موافق خرچ کرنیکی خواہش رکھتے ہیں دوسرونکے موافق ہر ایک بلاس کی چیزیں خریدتے
جانفشانی کے پھل کو یعنی محنت سے کمائے ہوئے دھن کو برباد کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں ہچکچاتے اور یہ نہیں سوچتے کہ وہ نہیں کونسا گن زیادہ کیا وہ زیادہ
دھنوان ہیں یا اونکی آمدنی زیادہ ہے کہ جس سے لوگ اونکو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں لیکن ہم قرضہ لیکر عزت حاصل کرنیکے لئے خرچ کر ڈالتے ہیں لیکن قرضہ
زیادہ ہو جانے پر ڈگریاں ہوتی ہیں مکان دوکان باغ باغیچہ نیلام ہوتے ہیں قید میں جانا پڑتا ہے اسوقت افسوس اونکی عزت حاصل کرنیکی سب امیدوں
پر پانی پھر جاتا ہے بہت سے اپنی اولاد پر قرضہ کا بوجھ ڈال اور دکھوں کے سمندر میں ڈوبتے ہوئے چھوڑ اور ناموری کی امیدیں دل ہی دل میں لئے اس
سنسار کا بوجھ ہلکا کر کال کے گال میں جا سوتے ہیں۔ بھارت باشیوں میں ادھار چیزیں خریدنیکا ایک سخت عیب پڑگیا ہے یہاں تک کہ روپیہ پیسہ
پاس ہوتے ہوئے بھی ادھار ہی خریدتے ہیں لیکن کچھ بھی خیال نہیں کرتے کہ ہم اپنا روپیہ اسطرح سے کسقدر فضول برباد کرتے ہیں اگر ہم ایک روپیہ کی
ادھار چیز خریدیں تو کم سے کم دوکاندار ایک آنہ تو ضرور بالضرور اصل قیمت سے زیادہ لیگا لیکن بہت سے دوکاندار دو آنہ تک بھی زیادہ لے لیتے
ہیں ادھار چیز لینے سے کم سے کم اپنے روپیہ کا سولہواں حصہ تو ضرور ہی برباد کر ڈالتے ہیں جس سے اپنی زندگی میں ایک بڑی کثیر رقم کمی کر سکتے ہیں
اور اپنا جیون سکھ پورک گذران سکتے ہیں۔ روپیہ پیدا کرنا اتنا مشکل نہیں ہے جتنا اوسکا سوچ سمجھکر خرچ کرنا یا دھن کا عمدہ طریقہ سے خرچ کرنا ایک بڑا بھاری
کام ہے جو دھن خرچ کرنا نہیں جانتا وہ سنسار میں کچھ نہیں ہو سکتا وہ دولت اونکو سکھ دینے والی نہیں بلکہ نقصان کا ہی باعث ہوتی ہے جو ہمیں
اونکے پیچھے خوف زدہ رہنا پڑتا ہے شیکسپیر (Shakespear) کہا ہے

If thou art rich, thou'rt art poor;
For like an ass, whose back with ingots bows
Thou bear'st thy heavy riches but a journey
And death unloads thee — Shakespear.

برہمچریہ سیشرم کی ایک سنستھا رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور ضلع میرٹھ تخمیناً پانچ سال سے جاری ہے اور حتی الامکان اوسمین اچھا کام ہو رہا ہے لیکن اگر جین سماج اپنا تن من دھن اوسمین کافی طور سے خرچ کرے تو یقین ہے کہ یہ مذکورہ بالا طریقہ سے تعلیم دیکر ایک آدرش سنستھا ہو جائیگی۔

اناتھ آشرم بھی یتیمون کی مدد کیلئے نہایت مفید و دھرم کا کام ہے۔ ہزارہا یتیم اونکی پرورش و خبرگیری نہ ہونیکی وجہ سے بیموت مرجاتے ہین یا دوسرے مذہب والونکے قابو مین جاکر عیسائی وغیرہ ہوجاتے ہین ان سب نقایص کو رفع کرنیکے لئے اناتھ آشرم بہت لابھدایک سنستھا ہے۔ اس قسم کی سنستھا جین سماج مین اسوقت دو ہین ایک اناتھ آشرم دہلی کہ جو جہانتک ہوسکتا ہے بہت اچھا کام کر رہا ہے اور دوسرا اناتھ آشرم ہستناپور سیٹھ مولا رام جی نے اپنے ذاتی روپیہ سے خورجہ مین جاری کر رکھا ہے اوسکے انتظام کی بابت سنا جاتا ہے کہ اچھا نہین ہے منیجر ایک عیسائی ہے جس سے جین دھرم وغیرہ کی کچھ بھی سکشا نہین ہوتی ہے امید ہے کہ سیٹھ جی توجہ دیکر ان خرابیون کو رفع کرینگے۔ کچھ عرصہ سے وِدیا شرم ودھرم اوسمین آشرم بھی جین سماج مین کھلے ہین۔ اوداسین آشرم کا یہ اودیش ہے کہ ایسے لوگ کہ جنکا چت سنسار سے ورکت ہوگیا ہے اور جنکا دل دنیاوی باتون سے اوداس یعنی ہٹ گیا ہے اونکو وہان رکھکر دھارمک تعلیم دیجاوے اور دھرم کریاؤن و تپ سنجم کے پالنے کا طریقہ سکہلایا جاوے اصلیت مین اگر دیکھا جائے تو اس قسم کی سنستھا بھی ایک ضروری چیز ہے کیونکہ اس زمانہ مین کھیشر تو موجود نہین کہ اس قسم کے لوگ اونکے پاس جاکر یہ سب ضروری باتین سیکھ لین۔ اور اس زمانہ مین بلا علم کے اگر کوئی دنیا سے اوداس ہوکر ادھر اودھر پھرے تو اوسکی کچھ عزت و قدر نہین ہوسکتی۔ اور نہ ہی بلا گیان کے چارتر کچھ کارج کاری نہین ہے صرف جسمانی سختی تو بہت سے دیگر مذہب کے لوگ بھی کرلیتے ہین لیکن بلا سمیگ گیان کچھ زیادہ کار آمد نہین ہوتا عمل بغیر علم اصلیت مین کچھ زیادہ مفید نہین ہے۔ بلا پڑھے لکھے اگیان اوداسین نہ کچھ اپنا ہی فائدہ کرسکتے ہین اور نہ دوسرونکا اور دھارمک گیان کی عدم واقفیت کی وجہ سے وہ دھارمک کریا بھی باقاعدہ نہین پال سکتے۔ ان سب کمیونکو پورا کرنیکے لئے اوداسین آشرم بھی ایک کار آمد سنستھا ہے بشرطیکہ انتظام وغیرہ اچھا ہو اور سنستھا کے اودیش کی پورت کیجائے۔

غرض مذکورہ بالا قسم کی سنستھائین مفید و کار آمد ہین بیکار و فضول کوئی نہین ہے لیکن سماج کو انمین کافی توجہ و امداد دینی چاہئے ورنہ صرف نام کیلئے سنستھا کہولنے سے کوئی فائدہ نہین ہے۔ بغور دیکھا جاتا ہے کہ جین سماج کی تمام سنستھائین مدد کی غیر مستقل و قابل اطمینان طریقہ سے کوئی سنستھا بھی نہین چل رہی ہے ہر جگہ روپیہ کی تنگ ہے۔ کاریہ کرتاؤن کی بھی ایسی حالت میرے میری ضروری رائے ہے کہ جین سماج کو اب نئی سنستھائین نہین کہولنی چاہئے بلکہ موجودہ سنستھاؤن کی حالت ہی بہتر کرنا سماج کا پہلا فرض ہے اول جو سنستھائین اسوقت جاری ہین اونکو ہی مکمل کیا جائے۔ اونکو ہی اپنے پیرون پر کھڑے ہونیکے قابل بنایا جائے جب انکی حالت اچھی ہوجائے اور اچھے کاریہ کرتا بھی مل جاوین تب نئی سنستھا کہولنیکی طرف قدم بڑھایا جائے ایک سنستھا کو ادھوری چھوڑ کر دوسری کہولنیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی بھی ٹھیک نہین چلتی انکی تعداد مین زیادہ کام شروع کرنے سے سب کام ادھورے رہ جاتے

دہیہ آشرم سسٹم پر وچار کیا جاتا ہے۔ اس سسٹم کی اصول تعلیم جنین مدارج مین منقسم ہے۔ اونکے لئے تین طرح کی سنستہا یعنی ایک برہمچریہ آشرم دوسرا گرہستہ آشرم تیسری اودا سین آشرم۔ برہمچریہ آشرم کا مطلب اور مقصد یہ ہے کہ طالب علم ودیا رتھیونکو پچیس سال کی عمر تک برہمچریہ کی پابندی کرائی جاتی ہے اونکی سگائی بیاہ وغیرہ اس عرصہ مین کچھ نہین کیجاتی اور نہ ونکو سواے کسی خاص مجبوری کی حالت کے جب تک وہ ۲۵ سال کی عمر تک ودیا حاصل نہ کر چکین گھر جانیکی اجازت دیجاتی ہے اور اعلیٰ درجہ کی ودیا تک ولیک سکشا دیکر اونکو پھر گرہست بنانیکی کوشش کیجاتی ہے۔ یہ زمانہ قدیم کی پرانی پدھت ہے کہ جسکا رواج عرصہ دراز سے اٹھ گیا کہ جسکی وجہ سے اب لوگون کو یہ سب باتین نہایت سخت و ناگوار و ناقابل عمل معلوم ہوتی ہین لیکن اگر واقعی دیکھا جائے تو اس طریقہ سے ودیارتھیونکی جسمانی۔ دماغی۔ اخلاقی و روحانی طاقتون کے نشو و نما کا بہت اچھا موقع ہے۔ اس سسٹم کی سنستہا مین ودیا اس خیال کو لیکر نہین پڑھائی جاتی کہ یہ لوگ نوکری کرنیکے قابل ہو جائینگے یا وکالت کرینگے بلکہ ودیارتھیونکی مختلف طاقتونکا وکاش کرنیکے لئے پڑھائی جاتی ہے اسوجہ سے ہم مین سے بہت سے لوگونکو یہ طریقہ برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم لوگ غلامی کے عادی ہو گئے ہین۔ سرکاری نوکری کو سب سے اچھا سمجھتے ہین۔ نوکری پر فدا ہین یا وکالت پر شیدا۔ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس نوکری کے شوق نے ہندوستان کو برباد کر دیا جسکو دیکھو اوسکو سرکاری ملازمت مین داخل ہونیکا خبط ہے اور سرکار نوکری کہانتک دے۔ اس رغبت کیوجہ سے ملک مفلس ہوا چلا جاتا ہے۔ اور وکالت کا پیشہ بھی اب بہت گنجان ہے جسقدر لوگ پڑھکر اسکی طرف جاتے ہین اون سب کے لئے وان کافی گنجایش نہین ہے۔ اب ملک کی ترقی جب ہی ہو سکتی ہے کہ جب ودیارتھی پڑھکر صنعت حرفت۔ تجارت۔ زراعت و دیگر پیشون کی طرف جھکین یا جو کام اونکے آبا و اجداد کرتے آئے ہین اونکو کرین۔ نوکری کے چکر مین نہ پڑے رہین برہمچریہ آشرم مین لوکیک سکشا اس قسم کی دیجاتی ہے کہ جس سے اونکی عقلی طاقتین نشو و نما پاوین۔ ہر بات کی واقفیت ہو۔ اونکا ہی تحقیقات و معلومات بڑھانیکا مادہ پیدا ہو۔ اور دہارمک سکشا بھی اس درجہ کی دیجاتی ہے کہ جس سے ودیارتھی جیون دہرم کی ایسی واقفیت حاصل کر لین کہ وہ اپنی اخلاقی و روحانی بھی ترقی کر سکین بلکہ دوسرون کو بھی اوپدیش دیکر دہرم کی پربہاونا اور دیوت تو نمایان کر سکین۔ اور جسمانی ترقی کیلئے مختلف قسم کی ورزش سکھلائی جاتی ہین۔ غرض اصلیت مین دیکھا جائے تو برہمچریہ آشرم نہایت کارآمد و مفید سنستہا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ جین سماج کے دلپر اس قسم کی سنستہا کے فوائد ابھی پورے طور سے منقش نہین ہین اور وہ اس قسم کی سنستہا کی جیسی قدر اوسکو کرنی چاہئے نہین کرتی نئی روشنی کے لوگون کو بیشک اس قسم کی سنستہا سے کوئی تعلق نہین ہے کالرٹکٹائی لگانے فیشنیبل جنٹلمین ودیارتھی نکلنے کی امید نہین رکھنی چاہئے کیونکہ یہی بہتر ہو کہ وہ اس قسم کے ودیارتھی بنا کر اپنی خواہش و امید کو ہر سنستہا سے منقطع کر دین۔ اور پرانے ڈہنگ کے آدمیون کو یہ بھی نازیبا ہے کہ وہ یہ چاہین کہ یہان سے سادہو جیلک۔ ایلک بنکر نکلین۔ اس قسم کی سنستہا کا مطلب اور دیش سدگرہست بنانیکا ہے لیکن اگر کسی کو ویراگ آجائے تو ایسا ہونیکی بھی کچھ ممانعت نہین ہے مگر زیادہ تر اس قسم کی امید اوداسین آشرم سے رکھنی چاہئے۔ اس مقصد کیلئے مخصوص وہ ہی سنستہا ہے۔ غرض اس قسم کے خیالات دونون قسم کے لوگون کو اپنے دلمین جانشین کرکے عمل کرنا چاہئے تاکہ کامیابی کی صورت

اسکولونمین جو پڑہنے جاتے ہین وہان اپنے دہرم کی تعلیم نہ پانیکی وجہ سے اپنے دہرم کی واقفیت سے قطعی محروم رہتے ہین مسیحی انہیں کے رنگ سے رنگے جاتے ہین یا دیگر مذاہب کے اصولون سے اونکی طبیعت بہیک جاتی ہے کہ جس سے پہر اونکو اپنے مذہب سے نفرت سی ہو جاتی ہے۔ نہ اونکے پرائیوٹ طور سے علیحدہ مکانون مین رہنے کی حالت مین کوئی اونکے چال چلن کی دیکہہ بہال کر سکتا ہے نہ وہان اونکے اطوار و عادات درست ہوتے ہین۔ ایسی حالت مین اونکی جسمانی۔ دماغی و اخلاقی طاقتون کا نشو و نما ٹہیک طور سے نہین ہوتا۔ ان سب باتون کی کمی و نقص کو رفع کرنے کیلئے بورڈنگ ہاؤس نہایت مفید سمجہا ہے۔ وہان پر دہارمک تعلیم پانے سے اونکو اپنے جین دہرم سے واقفیت ہوتی رہتی ہے اور جبتک ایٹما سفیر مین آجانے سے اونکا چارتر گٹن جین دہرم کے انکول ہوتا ہے۔ سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس اونکے سر پر اونکا ایک ایسا ولی و سرپرست رہتا ہے کہ جو اونکی ہر طرح کی حفاظت و نگرانی کرتا ہے کہ جس سے وہ بہت قسم کی تکلیف و پریشانی سے بچ جاتے ہین اور اونکی حرکات و سکنات کی ایسی دیکہہ بہال رکہتا ہے کہ جس سے وہ نیک چلنی و نیک اطوار و عادات سیکہتے جاتے ہین غرض بورڈنگ ہاؤس ودیارتہیونکو سوشل لائف و جین جیون سکہلانیکے لئے نہایت ہی مفید سمجہا ہے بلکہ ایک طرح سے بورڈنگ ہاؤس اسکول سے زیادہ مفیدہ کار آمد ہے۔ کیونکہ اسکول جو شروع ہی مین کہولے جاتے ہین وہان تمام لڑکے جینی نہین پڑہ سکتے جینی لڑکون کی تعداد اومین کم ہوتی ہے زیادہ تر اجین لڑکے پڑہتے ہین اور جب سرکاری طریقہ سے اونکو مانیتا کرایا جاتا ہے تو پہر ایسا قاعدہ بہی نہین رکہا جاسکتا کہ جین ودیارتہی ہی اومین بہرتی کئے جاوین یا جین ودیارتہیونکو ترجیح دیجاوے۔ اسکول عام ہوتا ہے اسلئے اومین عام لڑکون کو لینا پڑتا ہے۔ اور پہر دہارمک تعلیم دینے مین دقت پڑتی ہے مثلاً مسلمان لڑکون یا دیگر مانس آہاری ودیارتہیون کو دہارمک تعلیم کسطرح دیجاوے اور جبکہ دہارمک تعلیم لازمی رکہدی گئی ہے تو سب لڑکون کو دینی چاہئے۔ اور یہ خیال کہ اسکول اسطرح سے زیادہ مفید ہے کہ وہان اجین لڑکونکو جین دہرم کی تعلیم دیجاکر جین دہرم کا پرچار ہوتا ہے کچہہ زیادہ ٹہیک نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ جین لڑکے زیادہ تر (ایک دو مستثنیٰ حالت کو چہوڑکر) جین دہرم کی تعلیم کچہہ شردہان و شوق سے حاصل نہین کرتے ہین بلکہ ایک بیگار کے طور پر یا مذاقیہ تماشہ کے طور پر حاصل کرتے ہین کہ جس سے کچہہ زیادہ فائدہ نہین معلوم ہوتا۔ اس سے یہ نہین سمجہنا چاہئے کہ مین اسکول مین اجین لڑکون کو جین دہرم کی تعلیم دئے جانیکے خلاف ہون یا اوسکو بالکل فضول سمجہتا ہون۔ نہین اجین ودیارتہیونکو جین دہرم کی واقفیت ہوجانا اچہا ہی کیا نہین ہے بلکہ اس جگہ میرا مطلب اسکول و بورڈنگ ہاؤس کا مقابلہ کرکے یہ دکہلانا ہے کہ جہانتک جین سنتان کے فائدہ کا تعلق ہے۔ جہانتک جین سنتان کو جین دہرم کی تعلیم دینے۔ سوشل لائف سکہلانے۔ پریم ہمدردی و ایکدوسرے کی مدد و اپکار کا مادہ پیدا کرنے۔ اتفاق قایم رکہکر استظام کرنے جین دہرم کے انکول کہان پان و نیک عادات و اطوار سکہلانے وغیرہ کا تعلق ہے وہان تک بورڈنگ ہاؤس بہ نسبت اسکول کے جین سماج کے لئے زیادہ مفید و کار آمد ہے اور بڑے شہرونمین ایسے جین بورڈنگ ہاؤس کہ جہان مختلف اسکولون مین پڑہنے والے پردیسی جین ودیارتہی آرام و حفاظت سے رہکر لوکیک و دہارمک ودیا مین ترقی کرسکین ایک بڑی نعمت ہین۔

یہ ہو کہ ان دونوں کو ایک کر کے اچھے طریقے سے چلایا جاوے۔ الغرض اس قسم کی پاٹھ شالاؤں کا مطلب و اودیش تو یہ ہے کہ اونچے شرینی کی دھارمک سکھشا پاکر ودیارتھی یہاں سے اعلیٰ درجہ کے پنڈت ہو کر نکلیں لیکن گون روپ سے انگریزی وغیرہ کی تعلیم بھی انہیں دیجانی چاہیے اور دیجاتی ہے تاکہ انگریزی بھاشا میں کچھ بات چیت کر سکیں و لکھ پڑھ سکیں اور دنیا کے مختلف علوم سے بھی اونکو واقفیت ہو اور اونکے خیالات محدود و تنگ نہوں۔

اسکول کی دوسری مد سرکاری قواعد کے موافق سرکار میں رجسٹر کراکے انگریزی اسکولوں کا کھولنا ہے۔ ایسے اسکولوں کا مکھ اودیش انگریزی زبان و دیگر دنیاوی علوم کی تعلیم دینا ہے اور اوسکے ساتھ ساتھ گون روپ سے دھرم سکھشا کا دینا ہے۔ اب جو سرکاری اسکولوں سے پڑھکر لڑکے نکلتے ہیں وہ اپنے مذہب سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں اونکو وہاں ایسی کتابیں ہی کہ جنمیں دیگر مذاہب کے اصولوں کا اثر ہے پڑھائی جاتی ہیں اسلئے اونکے خیالات ایک گونہ مغربی مذاہب کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔ اونکو نہ اپنے دھارمک سدھانت معلوم ہوتے ہیں۔ نہ وہ دھرم کریا ونکی ہی پابندی کرتے ہیں اسلئے نوجوانوں کی اس حالت کو روکنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اپنے اسکول ایسے ہوں کہ جہاں اونکو لوکیک سکھشا کے ساتھ ساتھ دھارمک سکھشا بھی دیجائے۔ علاوہ ازین اب پڑھنے والوں کی دن بدن زیادتی ہے اور سرکاری اسکولوں میں تو اعدکی بہت سختی ہوتی جاتی ہے۔ اسکولوں میں لڑکوں کو جگہ نہیں ملتی۔ بہت سے طلبا موجودہ اسکولوں میں جگہ نہ ملنے کی وجہ سے حصول تعلیم سے رکجاتے ہیں اس خیال سے بھی اپنے نج کے اسکول کھولنے کی ضرورت ہے اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے چند جگہ میں اسکول کھلے ہیں۔ پرانے خیال کے لوگ انکو ایسے اسکولوں کو برا و دھرم یا دیک نہیں سمجھنا چاہیے۔ اگر وہ اونمیں کسی قسم کی برائی یا خلاف دھرم کارروائی دیکھیں تو اونکو چاہیے کہ وہ اوسکو درست کریں۔ دیگر آدمیوں سے اوسکا سدھار کرائیں۔ ہاں اس قسم کے اسکولوں سے اونکو یہ امید ہرگز نہ رکھنا چاہیے کہ یہاں سے ودیارتھی اعلیٰ درجہ کے پنڈت یا اعلیٰ درجہ کے بھگت بنکر نکلیں گے اور نہ اس قسم کی امید کو لیکر یہ اسکول کھولے جاتے ہیں۔ اس قسم کی امید پاٹھ شالاؤں سے کہ جنکا ذکر پہلی مد میں ہو چکا رکھنی چاہیے۔ اس قسم کے ودیارتھی انگریزی تعلیم یافتہ مختلف دنیاوی علوم کے جاننے والے اور اوسکے ساتھ ہی اپنے دھرم سے معمولی طریقہ سے واقف کار نکلیں گے۔ اور صرف معمولی طریقے کے ہی نہیں بلکہ یہ ودیارتھی اون لوگوں سے کہ جو مذہب میں صرف ایک ڈگر پر چلے ہوئے ہیں اور مذہب کی پابندی صرف بطور رواج کے کرتے ہیں ایسے لوگوں سے دھارمک سدھانت کے شردھان گیان میں کسیقدر بڑھے چڑھے ہونگے۔ پس اس قسم کے اسکولوں کو غیر مفید یا نقصان دہ سمجھنا غلطی ہے۔ دوسری قسم کی سنستھا بورڈنگ ہاؤسیز ہیں جس کسی شہر یا بڑے قصبہ میں بہت سے اسکول و کالج ہوں کہ جہاں پر باہر کے ولوکل میں طلبا کثیر تعداد میں پڑھتے ہوں وہاں پر بورڈنگ ہاؤس بہت مفید سنستھا معلوم ہوتی ہے جس میں بورڈنگ ہاؤس نہونیکی حالت میں باہر کے بھی لڑکے علیحدہ علیحدہ کرایہ پر مکان لیکر رہتے ہیں۔ خود اپنے کھانے پینے رہنے سہنے کا انتظام کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں اونکو خرچ بھی زیادہ اوٹھانا پڑتا ہے اور اونکے اسباب وغیرہ کی کماحقہ حفاظت نہیں رہتی۔ ہر طرح کی تکلیف و پریشانی جیسی کہ الگ گرہستی کو اوٹھانی پڑتی ہے اونکو بھی اوٹھانی پڑتی ہے۔ اور سرکاری اسکولوں یا غیر مذہب کے

اسکول۔ بورڈنگ ہاؤس و آشرم سسٹم پر وچار

(از بابو رکھب داس جی جین بی۔ اے وکیل میرٹھ)

ناظرین کو معلوم ہے کہ آجکل اس بھارت ورشیہ کی ہر ایک سماج میں ودیا کے پرچار کا چرچا ہے۔ ہر جگہ تعلیم کے ذریعے و طریقے سوچے جا رہے ہیں۔ دھارمک و لوکک سکشا کی سنستھائیں کھولی جا رہی ہیں اور انکو ترقی دینے کے لئے تدابیر عمل میں آ رہی ہیں اب اسی عالمگیر خیال کو لئے ہوئے جین سماج میں بھی کچھ تعلیمی درسگاہیں کھلی ہیں اور وہ تعلیمی درسگاہیں تین قسم کی ہیں۔
(۱) اسکول کہ جس ملک کے اندر میں پرانی طرز کی پاٹھ شالاؤں اور انگریزی قاعدہ کے مدرسوں دونوں کو شامل کرونگا۔
(۲) بورڈنگ ہاؤس اور (۳) آشرم۔ اکثر اصحاب ان تعلیمی سنستھاؤں کی بابت بحث مباحثہ کیا کرتے ہیں۔ کوئی کسی قسم کی سنستھا کو زیادہ مفید بتلاتے ہیں کوئی کسی دوسری قسم کی سنستھا کو کوئی کسی کو بالکل ناکارہ سمجھتے ہیں اسلئے آج اس امر پر میں بھی کچھ اپنے وچار ظاہر کرنا چاہتا ہوں عام خیال میرا یہ ہے کہ کوئی اور کسی قسم کی سنستھا بھی بیکار و ناکارہ نہیں ہے فوائد ہر ایک میں ہیں گو کسی میں فوائد کم ہوں کسی میں زیادہ کسی کے فوائد کسی ایک طرح کے ہوں کسی کے دوسری طرح کے لیکن ہر قسم کی سنستھا کسی نہ کسی شکل میں اور کسی نہ کسی حد تک سماج کے لئے مفید و کارآمد ہے۔

اول میں پہلی قسم اسکول کی ایک یعنی پاٹھ شالا کو ہی لیتا ہوں کہ جیسے مورینہ پاٹھ شالہ۔ سیادواد ودیالہ کاشی۔ با متھرا مہا ودیالہ ہے بعض انکی نسبت یہ خیال ظاہر کیا کرتے ہیں کہ اس قسم کی پاٹھ شالاؤں سے کچھ فائدہ سماج کو نہیں پہونچتا فضول انکو دھارمک سنستھاؤں کے نام سے پکارا جاتا ہے لیکن میرے خیال میں یہ انکی غلطی ہے۔ مورینہ پاٹھ شالہ کو ہی لیجئے کہ اسنے کسقدر سماج کو فائدہ پہونچایا ہے۔ اسوقت جو قریباً نصف درجن سے زیادہ ہمارے اونچے شرنی کی دھارمک سکشا پائے ہوئے نظر آتے ہیں یہ اس پاٹھ شالہ کا ہی نتیجہ ہے۔ اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو ہماری جین سماج میں اعلیٰ درجہ کے پنڈتوں کی ازحد ضرورت ہے جین دھرم کے سدھانت کے مرم کو جاننے والے پنڈت اسوقت دِلے گنتی ہی نظر آتے ہیں اور جو کچھ نظر آتے ہیں وہ بھی شریمان پنڈت گوپال داس جی کی اس مورینہ پاٹھ شالہ ہی کی بدولت ہے۔ پرانے پنڈتوں میں سے تو صرف اسوقت نیائے دواکر پنڈت پنا لعل جی ہی موجود ہیں اور انکا دم غنیمت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پنڈت جی نے اپنے کوئی دو چار پڑھیا شِشیہ تیار نہیں کئے اسلئے ایسے سلسلہ کا قائم رہنا نہایت ضروری ہے کہ جس سے اونچے شرنی کے پنڈت سماج میں ہوتے رہیں۔ اور اسکے لئے مورینہ پاٹھ شالہ جیسی سنستھاؤں کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہے اور جین سماج کے دولتمندوں کا فرض ہے کہ اس پاٹھ شالہ کا ایسا مستقل فنڈ کر دیں کہ جس سے اسکے ٹوٹ جانیکا کوئی اندیشہ نہ رہے اور اسکا کام اچھی طرح چلتا رہے۔

کاشی سیادواد پاٹھ شالہ کاشی و مہا ودیالہ متھرا ان دو سنستھاؤں کی علیحدہ علیحدہ جاری رکھنے کی کچھ چنداں ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ نہ علیحدہ علیحدہ دیکھنے سے کچھ اچھے طریقے سے چلتی ہیں کیونکہ سماج میں کارکرتاؤں کی بھی کمی ہے اسلئے بہتر

سونا۔ چاندی ہوجائیگا ہرگز نہین۔ بلکہ اونکی قیمت اور عزت بڑہ جائیگی۔ قانون قانون ہے۔ نظر قانون نہین نظرون
کے نیچے اگر مسٹر اسٹرچی یا مسٹر بنیرجی یا مسٹر محمود درج ہین۔ تو اب مسٹر جینی بہی درج ہوسکتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ
اگر رشبہہ بہگوان نے ہل بناکر کہیتی کرنا سکہلایا تو تم بہی لوگون کو کل اور نل بنانا سکہلاؤ۔ اب تک مندر ایک جگہ
رہتے ہین اب ہوائی جہازون۔ ریلون اور جہازون مین چلتے پہرتے مندر بناؤ۔ جس سے دُنیا لابہہ اُٹھائے۔
بڈہون کو فروعات پر جان دینے دو۔ مگر تم اصولون پر ہی مرتے رہو۔ فروعات کی کوڑی بہر بہی پروا نہ کرو۔
جوانون۔ تمہارے سامنے دو بہاری کام ہین۔ دہرم کی گانٹھ کہولنا اور دہاریکون کی گانٹھ باندہنا۔ پہلے
کا علاج فروعات دور کرنا (پرانی کریاؤن کو توڑنا اور حسب ضرورت نئی کریائین قایم کرنا) دوسرے کا علاج عملی
کارروائیان کرڈالنا۔ جب نوجوانون کا دہرم پروپکار ہے تب پروپکار کے لایق بننا بہی تو چاہیے۔ بہگوان کی
بہی یہی آگیا ہے "سب جیون کی رکہشا کرو" سب سے پہلے انسانون کا نمبر ہے۔ اونکی تکلیفات دور کرو۔ جسطرف نظر
ڈالوگے اودہر تکلیف ہی تکلیف نظر آئیگی۔ بے اعتباری کا کہین ٹہکانا ہے؟ ایک سُنار کو زیور بنانے کے لیے
اگر سونا دیا جاتا ہے تو کبہی یہ اُمید نہین کیجاتی کہ وہ خالص سونا واپس دیگا۔ اگر آج تم دس سُنار ایماندار پیدا کردو
تو تم نے ہزار آدمیون کو سُکہی بنا دیا اگر تم نے روز اسکام کے سوچنے مین دو گہنٹے دے تو تم نے سچی سامایک اور
دہرم دہیان مین وقت صرف کیا۔ اور اگر ایسے آدمی پیدا کردئے تو سچا دہرم پالن کیا۔ نہین ہے ضرورت اب ایسے
دوکانداروں کی کہ جو دن بہر سنسار کو جہوٹا اور سانسارک سکہون کو نرگ مین کرنے لیگئیہ کہتے ہوئے بہی منشیون کو
لوٹ کر کہا جائین۔ نہین ہے ضرورت اب ایسے وکیلون کی جو دن رات تو جہوٹے مقدمات لڑائین اور جب مندر
جائین تب کہین کہ صاحب کیا رکہا ہے دُنیا مین۔ یہ سب پانی کا بُدبُدا ہے۔ آکاش دہنش ہے وغیرہ وغیرہ۔ بہائی
نوجوانون! رشبہہ بہگوان کا نام اب اسیطرح قایم رہ سکیگا کہ تم لوگون کو آفتون کا مقابلہ کرنا ورا ونسے بچنا سکہلاؤ
اون سے کہدو کہ اب صرف ارہنت سیدہ ہی کہنے سے ٹہاکر نہ بہاگینگے (کیونکہ وہ جینی نہین ہین) کہوئی ہوئی چیز نہ ملیگی
(کیونکہ اب دیوتا یہان نہین آتے) دہن نہ ملیگا۔ اونہین سمجہا دو کہ اگر دہرماتما بننا ہے تو پروپکار مین لگو۔ ودیا
پڑہو۔ ودوانون اور سوارتہہ تیاگیون سے ملو۔ اپنے بہائیون کی حالت جاننے کیلئے اخبار پڑہو۔ کتب خانون مین جاؤ
اور اگر روپیہ پاس ہو تو جاپان جاؤ امریکہ جاؤ دوسرے دیسون کا رنگ ڈہنگ دیکہو اور اپنے بہائیون کو فایدہ
پہنچاؤ۔ جوانو! قوم کی آنکہین تم پر لگی ہوئی ہین اگر تم بہی اس گری ہوئی قوم کو نہ اوٹہا سکے تو اس قوم کا پردہ ہمیشہ کے
لئے گر جائیگا۔ اور غضب ہوجائیگا۔ تمہارے چہرون سے اوتساہ کی شعاعین نکل رہی ہین مجہے تم سے پوری اُمید ہے
مین یہ کہتا ہون کہ تم اوسوقت تک نہ مرنا جب تک قوم ہر طرح ایک ہوکر ترقی کی دوڑ مین دوسری قومون کو آگے
نہ دینے لگے کہ جلدی چلو اور میرے پیچہے پیچہے چلے آؤ۔

جہاں تم جا سکتے ہو۔ تمہارا دھرم گرنتھ ہے سرکاری Census رپورٹ (رپورٹ مردم شماری) اوسکے پڑھنے
سے کرم بھوگ کر جیون کا پتہ چلیگا۔ تمہارا کالج ہے حکیمون کے گھر۔ وہان جاکر دیکھو استعمال مین کام آنے والی
دوائیان کتنی فروخت ہوتی ہین۔ تمہارا کالج ہے شفا خانہ بد دفتون کی سیرکیان اور کسانون کی جھونپڑیان۔ اور بیکارون
کا اڈا۔ تمہارے کالج ہین تیرتھ استھانون کے ریلوے اسٹیشن پنچایتی کے ممبرون کی جماعت کے مسین سبھا کے
باغیچے چلنا وغیرہ وغیرہ۔ وہان جانے کے لئے وقت نکالو۔ وہان کی ایک منٹ کی تعلیم آپ مین ایک نئی روح
پھونک دیگی۔ جہاں پر سوامی جیسا بل تمہارے جسم مین نہ داخل ہو جائے تو مین ذمہ دار رہا۔ ذرا سی دیر مین تمام
شاسترون کا مطلب سمجھ مین آجائیگا۔ برسون کی سامایک کام آجائیگی۔ سب پوجا پاٹھ کا راز کھل جائیگا۔

میرے پیارے نوجوانو! اصول پر جان دو۔ فقط کریاؤن ہی کے اوپر نہ مرو۔ پوجا کرنے کا مطلب عزت کرنا ہے
کرو۔ اسکے لئے منع کون کرتا ہے۔ اگر تم تیرتھنکرون کی عزت کرنا چاہتے ہو تو اونکے پوتر نام پر ودیالے کھولو کلا بھون
بناؤ۔ اونکے نام سے سبھائین قایم کرو۔ سیوا سمتیون کی بنیاد ڈالو۔ رشبھ بھگوان کی زندگی سے سبق لیکر لوگون کو
کلا کوشل سکھلاؤ کبھی یہ لوگ پیٹ کی بھوک سے تنگ آکر کہین ادہرم مین نہ لگ جائین۔ رشبھ بھگوان نے
اگر درندون سے بچنا سکھلایا تھا۔ تو تم آج ظالم انسانون سے بچنا سکھلاؤ۔ سینکڑون انسان درندے بنے
ہوئے ہین اونکو انسانی جامہ پہناؤ۔ رشبھ بھگوان کے قدم بقدم رکھتے چلے آؤ مگر ہمیشہ اصول نگاہ مین رکھنا
مکھیا کی جگہ مکھی مالا کام نہ کرنا۔ سامایک کا اصول ہے طاقت ارادی حاصل کرنا۔ صبح اٹھکر بھگوان کے کامون
پر سرسری نظر ڈال جاؤ اور اونہین اصولون پر اپنا پروگرام (کام کرنے کا نقشہ) تیار کر ڈالو۔ شام کو اوسکی
جانچ کر جاؤ۔ اس کام مین بھی ضرورت کو مد نظر رکھو۔ خواہ مخواہ صبح اور شام کا وقت ضایع نہ کرو۔ اگر کوئی دقیق
مسئلہ آجائے تو دن بھر چھوڑ ہفتون سامایک ہی کرو۔ کچھ ہرج نہین۔ دھرم کو اگر کچھ دھکا پہنچا ہے تو اصول
فراموشی سے۔ فروعات سب یاد ہین اونکو تو بھولتا ہی کون ہے۔ شادی کا اصول ہے سماج کو یہ ظاہر کر دینا کہ مین
فلان لڑکی کے ساتھ شادی کرتا ہون باقی سب فروعات اس اصول کو قایم رکھتے ہوئے شادی کے کسی رواج کو
حسب ضرورت کم و بیش کر ڈالو دھرم جون کا تون بنا رہیگا اگر اس اصول کو بھولکر فروعات بالکل ویسے ہی کرتے رہو
جیسے کرتے آرہے ہو تو تب بھی دھرم قایم نہ رہ سکیگا۔ کیونکہ زمانہ بدلتا رہتا ہے اوسکے ساتھ فروعات یعنی
کریائین بھی بدلنی ہی چاہئیین۔ دھرم کا اصول (تتو) قایم رہنے والی چیز ہے اور فروعات (کریائین) ضایع ہونے
والی اور پیدا ہونے والی چیزین ہین۔ یعنی ان کا اوتپات اور ویہ ہوتا رہتا ہے مثلاً یہانتک ہمکو اختیار ہے کہ
اگر آج ہم شادی ہونے کے لئے سات پھیرے ڈالتے ہین کل سے تمام پھیرے موقوف کر دین مگر سماج کو بتلا دین
تو ہمارا سمبندھ پکا سمبندھ مانا جاویگا۔ آج اگر سب نے پھیرون کو سماج ممبرون مین تبدیل کر ڈالے تو کیا ہوگا

تم ہو سکے تو انگلی ڈالو اور خطرے مین پڑو۔ انگلی درد کریگی۔ کرنے دو۔ میرا تجربہ ہے جب درد ہوتا ہے تب کوئی
عضو مضبوط بنتا ہے۔ کثرت کرنے سے جسم درد کرنے لگتا ہے۔ یہ غلط اور بالکل غلط۔ کثرت کرنے سے جسم مضبوط
ہونے لگتا ہے۔ کمزوری اور مضبوطی کے درمیان درد ایک منزل ہے۔ وہ طے کرنی ہی ہوگی۔ لوگ کہتے ہین کہ کل یگ
مین دھرم کا بوجھا نوجوانون کے سر رہیگا وہ غلط کہتے ہین۔ ہمیشہ سے ایسا ہی ہوتا چلا آیا ہے اب بھی وہی ہو رہا
ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ بھگوان ہی سوامی مین ۱۶ برس کے دکھلائی دیتے ہین۔ خطرہ مین پڑتا دھرم آپ
بڈھا کیا خطرے مین پڑیگا اور اگر بالاتفاق ایسا کسی بڈھے نے کبھی ڈالا تو وہ بڈھا ہی کون کہے گا۔ بابو سورج بھان
جی کے سر کے بال سفید۔ مونچھین سفید۔ تھوڑی سفید۔ مین چار مہینے اونکے پاس رہا۔ ایک دن مین نے کہدیا کہ اب
تو آپ بڈھے ہو چلے۔ فوراً تڑپ کر بولے۔ کہ اگر دشمن کو کمزور بنا کر قابو مین کر لینا ہی بڑھاپا ہے تو جوانی کہئے
کسکو کہتے ہین یہ جواب معقول تھا۔ [illegible] حواس (اندریان) اپنے قابو مین ہین تب تک جوانی ہے۔ مگر عام
طور پر جوان آپنی اندریون پر قابو پاتے دیکھے گئے ہین۔ اسلئے آپ ہی سے خطاب ہے۔ یہ طاقت آپ
ہی مین ہے کہ بھوک اور پیاس کو [illegible] برداشت کریا ہین اور ذرا نہ گھبرائین۔ راتون کھڑے رہین اور
کمر نہ جھکائین دم زدن مین سمندر کو [illegible] اور پلک مارتے ہی لوٹ آئین۔ بھگوان مہابیر۔ بدھ دیو شنکر
آچاریہ۔ دیانند۔ شیوا۔ پرتاپ [illegible] وغیرہ نے دنیا کو [illegible] چکاچوندھ مین ڈالا تب تمہاری ہی عمرون مین
تھے۔ یہ سب ایسے تعجب خیز کام [illegible] جنہون نے تعلیم پائی تھی۔ اور وہ کالج اب بھی
ہین یا نہین؟ مین کہونگا کہ وہ [illegible] پہلے اگر وہ چار تھے تو اب ہزار دو ہزار ہین۔ پھر مہاتماون کی
کمیابی کیون؟ اون کالجون [illegible] نوجوانون کی پہنچ نہین۔ ہمارے نوجوانون کی آنکھین یونیورسٹی کی باریک
لکھی ہوئی کتابون کی [illegible] پر دئے ہوئے لیکچرون کی بھینٹ۔ ناک۔ لیونڈر
اور فنائل کی بو کے پیچھے پیچھے۔ زبان [illegible] اور دل غلامی کے چکنا
پر قربان اگر کسیطرح کوئی اپنے کو [illegible] سلامت لے آیا تو سماج نے بتلا دیا کہ دیکھو۔ سونے کے رتھ۔ کاٹھ
کے ہاتھی۔ مخمل کے پردے۔ اور زری کی جھولے۔ کانون کے لئے کہہ دیا سنو [illegible] مورت ورگ دھاری کی [illegible]
لگت ہے اتا چی [illegible] ناک کے لئے کیشری۔ گگندھ۔ دھوپ کی سوگندھ۔ زبان کے لئے مال ملائی لڈو پیڑا۔ اور دل
کے لئے کرم پرکرنیون کا حساب اور گن ستہان کی چرچا۔ اب پوچھتے ہو مہاتما کیون نہین پیدا ہوتے؟ کیا تمہین
معلوم نہین کہ شری مہابیر اور بدھ دیو کے کالج تھے جنگلون کی [illegible] لائین۔ دیانند کا کالج تھا مورتی
پوجن کی آڑ مین خوب مال اوڑاتا اور [illegible] شیواجی کا کالج تھا اورنگ زیب کا جزیہ۔ رانا پرتاب کا کالج
تھا بھارت دیویون کا ستیتو ہرن وغیرہ وغیرہ۔ اب تمہارے کالج ہین [illegible] وہان ایک دن جانے سے

پیاری ماتاؤ اور بہنو۔ ذرا تم اپنے دل میں یہہ تو سوچو۔ کہ تم گھر بار۔ اور کام کے دھندے کو چھوڑ کر مندر جی میں کیوں آئی ہو۔ محض دنیاوی باتیں کرنے کو اور اپنا رونا رونے کو۔ یا دہرم چرچا سننے کو اور پوجا پاٹھ کرنے کو۔ جواب یہی ملیگا کہ مندر جی میں آنے کا مقصد بجز دہرم چرچا سننے کے اور کچھ نہیں ہے۔ تو پھر تم اپنے مقصد کا خون کیوں کرتی ہو۔ یہہ تو تمکو معلوم ہی ہوگا کہ دہرم کی جگہوں میں دنیاوی کاموں کے کرنے سے بہت زیادہ پاپ ہوتا ہے۔ لہذا تمکو یہہ جان چاہئے کہ شاستر سبھا کے وقت تمہارا دُنیاوی باتیں کرنا گھور پاپ کا اُپجانے والا ہے جس سے تمکو ضرور ہی ڈرنا چاہئے۔ اس سے زیادہ ہم اور کیا سمجھائیں۔ آخیر میں ہم اپنے بہائیوں سے بھی درخواست کرتے ہیں۔ کہ تمہاری تہذیب۔ تمہاری عزت۔ تمہاری بڑائی۔ اور تمہاری شرافت ہرگز بھی قایم نہیں رہ سکیگی تا وقتیکہ تمہاری استریاں مین تہذیب۔ تمیز اور حیا نہیں ہو جائیگی اور یہہ بھی یاد رکھو کہ جسطرح انکی وجہ سے تمہاری شاستر سبھا میں ہرج ہوتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے تمہارے سب کاموں میں ہرج پڑتا رہیگا۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ استری سماج کا سدہار کرو۔ اور انکو ودیا کے زیور سے آراستہ کر کے دُنیا میں خوبصورت بناؤ۔ ”خیر خواہ“

(نوٹ) اس مضمون پر چنداں بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ہر ایک جگہ کے بھائی جانتے ہیں کہ عورتیں مندر میں کسقدر شور مچاتی ہیں۔ ان کے شور کی وجہ سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اور سبھاسدوں کا وقت یونہی جاتا رہتا ہے۔ لیکن ہمیں زیادہ تر قصور مردوں کا ہی ہے۔ اگر عورتیں شاستر سمجھنے کے قابل بنا دی جائیں تو پھر اس شور کے سننے کی نوبت نہ آتی۔ جبکہ اس شور کا دور کرنا مردوں کے اختیار میں ہے پھر وے اسی جائز طریقہ کو کیوں نہیں استعمال میں لاتے۔ کیوں انکو منع کرنیکے لئے ناجائز طریقہ سے دھمکاتے ہیں۔ اور بُری بھلی کہتے ہیں۔ یہ سب زبردستی کی زیادتی ہے پیاری ماتاؤں اور بہنو۔ یہ تو ہمکو بھی خوبصورت معلوم نہیں ہوتا کہ تم شاستر سبھاؤں میں بیٹھکر زیور اور کپڑے کی کتھا گانے لگتی ہو یا کھانے پکانے کی کہانی سنانے لگتی ہو۔ بلکہ اول تو خاموشی کے ساتھ تم شاستر سنو۔ اور اگر نہ سمجھ میں نہ آوے اور تمکو شور ہی کرنا بھلا معلوم ہوتا ہو تو اپنے کو قابل بنانے کا مطالبہ کرو یہہ کہو کہ جب تک ہمکو ودیا نہیں پڑھاؤگے تب تک ہم برابر شور کئے جائینگے۔ اسطرح کے شور سے مردوں کی آنکھیں کھلینگی۔ وے تمکو ودیا پڑھائینگے۔ تمہارا اوس سے بھلا ہوگا۔ اور شور کرنے کا الزام تمہارے ذمہ سے دور ہو جائیگا۔ پردیپ

نوجوان اور دھرم

از مہاتما بھگوان دین جی

نوجوانان قوم۔ دھرم کی کا تعصب سے نہ کہینگے۔ مباحثہ میں کھینچ تان ہوتی ہے اور یہی کھینچ تان گانٹھ کی جان ہے [illegible] اسکو [illegible] کرتا ہے۔ لگانا کام ہے اوسکو کھولنا گانٹھ میں جگہ [illegible]

ساتھ بولکر ایسی کھچڑی سی پکاتی ہین۔ کہ مارے شور کے مردون کو بھی شاستر سننا مشکل ہوجاتا ہے۔ اور ان کی باتین
بالکل پاپ کا بندہ کرانے والی ہوتی ہین۔ کوئی کسی کے زیور کی تعریف کرتی ہے۔ کوئی دریافت کرتی ہے کہ تمنے یہ زیور
کہان بنوایا۔ ہمنے بھی اپنے چندولعل کی بہو کے لئے بنوا کر منگوا دون گی۔ کوئی بنارسی دوپٹہ کی تعریف مین مست ہے
اور کوئی اپنے کہان پان کے یا لین دین کے ذکر مین محو ہے۔ غرض انکی جو باتین ہوتی ہین۔ وے سب کسی نہ کسی کو شلئے
کو لئے ہوئے ہوتی ہین۔ اور کشائے جیو کو دُکہہ کا کارن ہوتا ہے۔ اسلئے جو کچھ بھی یہ کرتی ہین وہ سب پاپ کا جن
کا ذریعہ ہوتا ہے۔ حالانکہ مرد انکو منع کرتے ہین۔ ڈانٹ دیتے ہین۔ اور طرح طرح کی باتین کہکر شرمندہ کرتے ہین لیکن
عورتین ایک بھی نہین سنتین کیونکہ ان کو جمع ہوکر اپنی رام کہانی کا وقت ہی اب ملا۔ پھر یہ اس سے فائدہ کیون نہ اٹھائین
حالانکہ ان عورتون کی اس کارروائی سے ہمکو بہت زیادہ افسوس ہے۔ لیکن جو بنیر پکش ہوکر دیکہا جائے تو انکا ذرا بھی
قصور نہین ہے کیونکہ عورتون کو اور لڑکیون کو ودیا پڑہائی نہین جاتی۔ شاستروں کے درشن کرائے نہین جاتے
شاستر گیان انکو بتلایا اور سمجہایا نہین جاتا۔ اس وجہ سے انکی سمجھ مین شاستر کا ایک لفظ بھی سمجھ مین نہین آتا کہ
آیا پنڈت جی مہاراج کیا کہہ رہے ہین۔ جب انکی سمجھ مین نہین آتا۔ تب من کیسے لگے۔ بس یہی وجہ ہے انکا من شاستر
سننے سے ہٹ جاتا ہے۔ اور وے آپس مین باتین کرنے لگ جاتی ہین۔ تہذیب انکو سکہلائی نہین گئی حیادار
وے بنائی نہین گئین۔ بلکہ الٹا متہیات کا سبق انکو پڑہایا گیا ہے۔ اس کارن سے مردون کے ہزار منع کرنے پر
بھی شور مچاتی رہتی ہین۔ اور شاستر سبہا مین ہرج ڈالتی رہتی ہین۔ یہ سب کچھ سچ اور صحیح ہے۔ لیکن ہم پھر
بھی اپنی ماتا۔ بہنون سے پیار تہنا کرتے ہین۔ کہ آج کل کے مرد تمکو جاہل۔ ان پڑہ۔ متہیاتی۔ اور ادہر مہی کہنا
چاہتے ہین۔ لیکن تمکو خود اپنی بہلائی کا خیال ہونا چاہیے۔ تم پردہ مین رہنے والی شرم اور حیا کی دیوی ہو۔ یہانتک
کہ تم مندر جی مین جاکر بھی پردہ کے اندر ہی بیٹھتی ہو جس سے صاف ظاہر ہے کہ تمہارا زیور ہی حیا اور شرم ہے
یہی تمہاری عزت اور آبرو ہے۔ پہر بہری سبہا مین تمہارا بولنا۔ اور وہ مردون کے کانون مین پڑنا۔ اور مردون
کا تمکو منع کرنا۔ ڈانٹ دینا۔ کتنی شرم کی بات ہے کیا اس بے شرمی کی بھی کوئی حد ہے۔ یہ مانا کہ تمکو
شاستر کا ویاکہیان سمجھ مین نہ آنے کی وجہ سے پیارا نہین لگتا لیکن جو تم ادہر ادہر کی باتین نہ کرو۔ اور شور نہ مچاؤ
بلکہ شاستر سننے کی طرف دہیان رکھو۔ تو کوئی کوئی بات ضرور سمجھ مین آئیگی۔ اور جو سمجھ مین آجائیگی وہی تمکو مفید
ہوگی۔ اور اس سے ہی تمہارا بہلا ہوگا علاوہ اسکے بڑا بہی بھی شاستر سننے کا پھل ملتا ہے یعنی جتنی دیر دہیان لگاکر
شاستر سنوگی۔ اتنی دیر کشائے کا ابہاؤ ہوجائیگا اور کشائے کے ابہاؤ سے شبہہ روپ پرنام ہونگے۔ وہی پونیہ
پرکرتی کا بندہ ڈالینگے۔ اس لئے تمکو اپنی بہلائی کے لئے لازم ہے کہ شاستر سبہا مین جاکر ہرگز بہی باتین نہ کرو۔
اور شور نہ مچاؤ۔

جین اینگلو سنسکرت سکول دسرمن اُپاشک سکول و جین مڈل سکول دہلی شہر و جین اناتھ آشرم و جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ۔ بجنور۔ لاہور وغیرہ و جین اخبارات و جین پستکالیہ وغیرہ غرض بہت سے ذریعہ دان کو جائز طریقہ سے دینے کے موجود ہین۔ جین جن سنستھاؤن کا نام ہمنے لیا ہے یا اسی قسم کی اور موجود ہین۔ اُن سب کی خوبی سے ہماری قوم اچھی طرح واقف ہے۔ اور وہ عرصہ سے ان کے رنگ ڈھنگ کو دیکھ رہی ہے۔ اسلئے ہم ان کی بابت کچھ نہ کہتے ہوئے صرف یہی کہہ دیتے ہین کہ دان داتارون کو سمجھ سوچکر دان دینا چاہئے یلونہی اپنے روپیہ کو نہ لگانا چاہئے جس سنستھا مین جسقدر امداد کی ضرورت سمجھی جائے اُسکو اُتنا ہی دینا چاہئے۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے دہرم کا پرچار اور سماج کا سُدہار ہوکر اپنا کلیان ہو۔ ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے اُدار بہائی اپنے دہن کو کسقدر جائز طریقہ سے خرچ کرتے ہوئے پونیہ کی پراپتی کرتے ہین۔ اور دہرم کی پربہاونا کرتے ہوئے اپنی سماج کا ادہار کرتے ہین۔ "پردیپ"

چربی کا گھی

مارواڑی لوگ بڑے دہرم کے پکے کہے جاتے ہین لیکن یہ لوگ تجارت کے مقابلہ پر دہرم کرم کی کوئی پرواہ نہین کرتے اس بات کی تصدیق چربی کے گھی والا معاملہ کہ اب کلکتہ مین اُٹھ رہا ہے۔ اور جسکی وجہ سے ہزارہا برہمن جگرناتھ گھاٹ پہ بہوکے پڑے ہوئے ہین) بہت اچھی طرح سے کر رہا ہے۔ روپیہ کمانے کی غرض سے ان دہرم ناشک مارواڑیون نے چربی اور ناریل کے تیل سے تیار کیا ہوا گھی فروخت کرکے بڑا پورا لفع کمایا۔ لیکن اپنے بہائیون کا دہرم بہرشٹ کرتے ہوئے تمام مارواڑی سماج کو بدنام کردیا۔ سُنا گیا ہے کہ ان دہرم اور سماج کے دشمنون کو مارواڑی سماج نے کچھ سزا دی ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس سزا سے سزایاب ہوئے مارواڑی اب اس دہرم ناشک تجارت سے ہاتھ اُٹھائینگے۔ اور دیگر اشخاص بھی اس قسم کی تجارت سے دور رہینگے۔ جو گھی بناکر ان لوگون نے فروخت کیا ہے اُسمین فی صدی ۸۰ حصہ چربی اور ۲۰ حصہ ناریل کا تیل ملایا جاتا تہا۔ ہائے رے۔ زمانہ گورکشک ہی گو بہکشک بن گئے۔

مندرون مین شورمت کرو

"یہ مضمون پوجیہ ماتاؤن اور پیاری بہنون کیلئے لکہا گیا ہے کیا ہی اچہا ہو جو ہمارے قابل قدر ناظرین اس مضمون کو اپنے اپنے گھروں کی استریون کو سُنا دین۔ اور انکو اسکی اصلیت اچھی طرح سمجھا دین۔ تاکہ وے بھی اپنا کلیان کر سکین" "پردیپ"

بہادون کا مہینہ ہے۔ مندرون مین شاستر جی پڑہے جاتے ہین۔ اور برادری کے سب مرد و عورت شامل ہوتے ہین یعنی ایک اچھی خاصی رونق آجکل مندرون مین ہوتی ہے۔ اور رونق کے ساتھ ہی ساتھ دہرم چرچا بہی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن زیادہ تر دیکھنے مین آتا ہے کہ دہرم چرچا مین عورتین بہت ہارج ہوتی ہین۔ وے آپسمین باتین کرنے لگتی ہین۔ اور ایک

یہان پرب کی وجہ سے دس روز تک کل جین سماج کے اندر ایک اپورب آنند رہتا ہے۔
ان کل جینون کا کل وقت دہرم دھیان مین ہی جاتا ہے۔ کوئی کرتا ہے۔ کوئی کراتا ہے۔ کوئی کرتے ہوئے کو دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ کوئی شاستر پڑھتا ہے۔ کوئی سنتا ہے۔ غرض کہانتک کہا جائے ان دنون مین کوئی کیسا ہی جینی کیون نہو۔ لیکن کوئی نہ کوئی دہرم کا کاج ضرور کرتا ہے۔ سب سے بڑھکر بات ان دنون مین جو ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک جینی بہائی حت الامکان کچھ نہ کچھ دان بہی کرتا ہے۔ کوئی مندرون مین سامان چڑہاتا ہے۔ کوئی سالگری دیتا ہے۔ کوئی نقد روپیہ پیش کرتا ہے غرض دان ہر ایک بہائی پیش کرتا ہے۔ اور کرنا بہی ضرور چاہئے۔ اب سے بہت دنون پہلے جینون کا دان کچھ ایسے بہدّے طریقہ سے ہوتا تہا۔ کہ وہ بجائے دہرم کا ربون مین لگنے کے بڑے لوگون کے پیٹ کا پالن کرتا تہا۔ غریب لوگونکی کمائی کا نکسب امیرون کے حلق نیچے اُترجاتا تہا۔ لیکن اب وہ طریقہ بہت کر کے بدلا جارہا ہے۔ دان دینے والون کی طبیعت مین ضرورت کا سوال اُٹھنے لگا ہے۔ وہ سمجھنے لگے ہین کہ دان اُسی طریقہ سے دینا چاہئے کہ جو مفید ثابت ہو۔ مندرون مین دیا ہوا زر نقد یا تو امیر لوگون کے مُنہ کا نوالہ بنتا ہے یا لکڑی کے ہاتھی گھوڑون کی نذر ہوتا ہے جس سے کوئی نفع دہرم کو یا دہرماتما لوگون کو نہین پہنچتا۔ لکڑی کے ہاتھی گہوڑے دہرم کا جز نہین ہین۔ یہ سب بڑے اور چہے کہلونے ہین۔ جنکو دیکھ کر بہولے جینیون کا دل خوش ہو جاتا ہے جسطرح ایک معصوم اور اگیان بچہ (جب تک کہ وہ دنیا تہی نہین بنا) کہیل کہلونون کو دیکھکر بڑا خوش ہوتا ہے ٹہیک اُسی طرح سے شاستر گیان کو نہ جاننے والے بہائی بہی ان سُنہرے کہلونون کو دیکھکر آنند اور مگن ہو جاتے ہین۔ لیکن یہ سب کہیل کہلونے دہرم کی جان نہین ہین۔ جیوون کے کلیان کا مارگ نہین ہین۔ گیان کی پراپتی کا ذریعہ نہین ہین کسی کی تسکین کرنے کے لئے کافی نہین ہین۔ یہ تو محض بچون کے دل لبہانے کے لئے بنائے اور جمع کئے گئے ہین۔ لیکن اب بہت سے سمجہدار لوگ اپنے مطلب کی سچے ہی نہ ہوتی دیکھ کر اپنے دہن کو دیگر دیگر دہرم کارجون مین لگانے لگے ہین۔ اب یہان سوال اُٹھتا ہے کہ دان دینے والونکو اپنا دہن کس طریقہ سے دینا چاہئے کہ جس سے دہرم کی ترقی اور دہرماتماؤن کا بہلا ہو۔ لیکن یہ سوال کوئی نیا نہین ہے اور اسکے جواب کی چندان کوئی ضرورت بہی نہین معلوم ہوتی۔ کیونکہ دان دینے کے طریقہ کو ہمارے بہت سے بہائی خود ہی سمجھنے لگے ہین۔ اور سمجھنے ہی کیا بلکہ دینے لگے ہین۔ اگر کسی کو معلوم کرنے کی ضرورت ہی ہے تو ہم بتلائے دیتے ہین۔ کہ آج کل دان دینے کا سب سے اعلیٰ طریقہ اُن سنستھاؤن کی امداد کرنا ہے کہ جو دہرم ودیا کا پرچار کر رہے ہین۔ جو جین دہرم اور جین سماج کی بہلائی کو لیکر قایم ہوئے ہین۔ جنکا منشاء جین دہرم روپی سورج کا ڈنکا بہر مین پرکاش کر دینا ہے یا جو جین سماج روپی چہپر کو اُٹہاکر اونچے رکہنے کے لئے کمر ہمت باندہ کر کہڑی ہوگئی ہین۔ ان مین سب سے پہلے نمبر ہستناپور کے رشبہ برہمچریہ آشرم کا ہے۔ دوسرا نمبر جین سدہانت ودیالیہ مورینہ کا ہے۔ اسکے بعد سیادواد ودیالیہ کاشی۔ جین مہاودیالیہ متہرا۔ جین ہائی سکول پانی پت۔ جین مڈل سکول بڑوت و میرٹھ صدر۔ دہلی پہاڑی دہیرج

گیا پچند کی یہ باتیں سنکر لالہ دولت رام بہت ہی شرمندہ ہوئے۔ اور اُن کو از خود ہی بھگوان کی پوجا کرنیکا نیم لینا پڑا۔ اور وے ہمیشہ پوجن کرنے لگے۔ اسی وجہ سے لالہ دولت رام کے نام کا نوٹس جین پردیپ میں چھپنے کیلئے نہیں آیا۔

بُرائی کا نتیجہ

بھاگلپور کے مارواڑی زمیندار مسمیٰ جوالا پرشاد اگروالا کے خلاف مسماۃ پاپا بالا نام کی رنڈی نے عدالت سے حکمنامہ نکلوایا ہے کہ مدعا علیہ وجہ بتلائے کہ وہ مدعیہ کے پیٹ سے پیدا ہوئی اپنی ناجائز (حرامی) بیٹی کے معاش کا کیوں کفیل نہ ہوا۔ دعویٰ یہ بتلایا جاتا ہے مدعیہ سے مدعا علیہ کی ۱۶ ماہ سے ملاقات تھی۔ اسی عرصہ میں اسکے ناجائز تعلق سے ایک لڑکی پیدا ہو گئی۔ کچھ دنوں تک تو مدعا علیہ اسکی خبرگیری کرتا رہا۔ مگر پھر وہ موقوف کردی۔ مدعیہ نے تقاضہ بھی کیا لیکن مدعا علیہ نے کوئی پرواہ نہیں کی۔ آخیر کار ایک روز انکار کر دیا۔ اس معاملہ میں ۳۰ اگست مقرر ہوئی ہے۔
جین سماج میں بھی رنڈی بازی کا شوق بہت سے امیر گھروں کے لڑکوں میں پایا جاتا ہے پس اُنکو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور سب سے اچھا تو یہ ہے کہ قوم میں سے رنڈی کا ناچ دور کر دینا چاہیئے تاکہ نوجوانوں کو اس کو کرم میں پھنسنے کا موقعہ ہی نصیب نہ ہو۔

ایک بے زبان جانور پر سخت بیرحمی کرنے پہ سزا

خبر ہے کہ کلکتہ میں کالی چرن شاہ نامی ایک شخص اپنے ایک گھوڑے کو ساری عمر کرایہ کی گاڑی میں جوتتا رہا لیکن جب وہ بیچارہ بوڑھا اور اندھا ہو جانے پر مزید کام کرنے کے ناقابل ہو گیا تب اُس نے اُسے بھوکوں مرنے کیلئے بازار میں کھلا چھوڑ دیا کہ جہاں پر دھوپ۔ اولوں اور بارش میں وہ بے زبان جانور بے آب و دانہ پڑا رہا۔ اور آخر کار اُس کی جان نکل گئی پشوؤں پر بیرحمی کو روکنے والی سوسائٹی کی طرف سے مالک پر مقدمہ چلایا گیا اور مجسٹریٹ نے مالک کو قصوروار پاکر چالیس روپیہ جرمانہ یا ایک ماہ قید سخت کی سزا کا حکم دیا۔ (جیون تت)

دس لکشن پرب آگیا

آج جبکہ یہ پرچہ آپکے ہاتھوں میں ہوگا۔ دسلاکشنی پرب کے دس بارہ روز بقایا ہونگے۔ اس مہان پرب سے جین سماج کا بچہ بچہ واقف ہے۔ اور اس دن کی انتظار میں مرد عورت بوڑھے بچے سب لگے ہوئے ہیں۔ اس مہان پرب کے دنوں میں وے لوگ جو کبھی مندر میں آکر دیو درشن۔ دیو پوجن۔ وغیرہ نہیں کرتے۔ کر لیتے ہیں۔ شاستر سبھا میں کل برادری کے مرد عورت جمع ہوتے ہیں۔ اگر کہیں شاستر جی ہمیشہ ہی نہ ہوتا ہو تو آجکل تو ضرور ہی ہوتا ہے۔ مندر سجائے جاتے ہیں۔ منڈل پورا جاتا ہے۔ پاٹھ تہا پایا جاتا ہے۔ پوجن ہوتے ہیں غرض اس

کیونکہ مجھکو ان مین سے ایک کام کے لئے بھی وقت نہین ملتا - بس اور کچھ نہین مین ہی پانچ سات روپیہ ماہوار دیدیا کرونگا -
دولت رام. بھائی صاحب - آپ تو گیان وان ہین - بھلا کہین ایسے کامون کے لئے بھی ملازم رکھے جاتے ہین
یہ کام تو سب اپنے ہی کرنے کے ہین - ایسے کامون کو نوکرون سے نہین کرانا چاہیئے - **گیانچند**. نہین یہ کوئی بات
نہین - جب ویتراگ دیو کی پوجا اور پرکشال کا کام نوکر کر سکتے ہین - اور اسمین کوئی ہرج نہین - تو پھر اپنے کام
تو ضرور ملازم لوگ بہگتا سکتے ہین - اسمین تو کچھ بھی ہرج نہین ہوسکتا - **دولت رام** (کسی قدر شرمندہ ہوکر)
بھائی صاحب کیا کہون - اصل تو بات یہ ہے کہ پوجن کرنے کا کام تو اپنے ہی کرنے کا ہے - نوکر سے کرانے کا نہین ہے
اور از خود ہی پوجن کرنے سے کچھ فائدہ ہوسکتا ہے - ورنہ کچھ بھی نہین - لیکن کیا کیا جائے آج کل کچھ ایسی ہی ہوا
چل پڑی ہے - کہ کوئی بھی مندرون مین پوجن کرنے کے لئے نہین آتا - **گیانچند**. بھائی صاحب - افسوس تو
یہی ہے کہ سیانے بوجھتے بھی الٹے ہی مارگ پر چلے جا رہے ہین - کیا آپ کے لئے یہ شرم کی بات نہین ہے کہ جس
بھگوان کی پوجا کے لئے اندر - اہمندر - اور بڑے بڑے چکرورتی جیسے مہاراجہ ہر وقت تیار رہتے ہین - اور کرتے
ہین آپ لوگ اس پوجا کو خود نہ کرکے نوکرون سے کراتے ہین - اور اسطرح ایک کلیان کاری کارج سے محروم
رہتے ہین - کیا آپکے اس نوٹس سے وے لوگ (جنکے دلون مین آپ نے نیا مندر بناکر یہ بات جمادی تہی کہ
لالہ صاحب بڑے دہرماتما اور جیندر بھگت ہین) یہ نتیجہ نہین نکال لینگے - کہ آپ مین دہرم بھکتی کا ذرا سا بھی جزو
نہین ہے - بلکہ جو کچھ بھی آپ نے کیا ہے وہ سب مان بڑائی اور لوگ دکھاوے کیلئے کیا ہے - اگر آپکے دل مین بھگوان
کی بھکتی اور پوجن کرنے کا پریم ہوتا - تو آپ ایسا وچار دل مین ہی نہ لاتے - جبکہ آپ یہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ
یہان کے دوسرے مندرون مین بھی پوجن کا انتظام مشکل سے ہوتا ہے تو پھر آپ کو اس شہر مین کئی مندر رہتے
ہوئے بھی ایک جدید مندر بنوانے کی کیا ضرورت پڑی تہی - کیا صرف اپنی ناموری - اور دولت مندی ظاہر کرنے
کے لئے ہی یہ کام آپ نے نہین کیا - افسوس !

بھائی صاحب آپ سخت غلطی مین ہین - یہ بھگوت کی پوجن اور بھکتی وہ شبھ کارج ہے - کہ اسی کے پہل سے پہلے سورگ
کا اندر کچھ بھی تپ سنجم اور نیم نہ کرتے ہوئے ایکا بہو دہاری ہوجاتا ہے یعنی سورگ سے آکر اگلے ہی جنم مین موکش
کو حاصل کرلیتا ہے - لہذا آلس - اور آرام طلبی کو چھوڑ کر آپ خود ہمیشہ بھگوان کی پوجا اور بھکتی کیا کرین - آپکو
ایسا کرتے ہوئے دیکھ کر اور بہت سے بھائی بھی پوجا بھکتی کرکے پونیہ اپارجن کرینگے - اور اگر آپ ایسا نہ کرکے اسکے
خلاف کرینگے یعنی نوکرون پر پوجا کرائینگے تو نوٹ کیجئے اور یاد رکھئے کہ وے دن جلد آنے والے ہین کہ جب درشن
اور سامایک وغیرہ کے لئے بھی نوکرون کی ضرورت ہونے لگیگی - اور دہرم بالکل لوپ ہوجائیگا - اور اس کلنک
کے ذمہ دار آپ ہی قرار دئے جائینگے -

دس روز لگا با ہین۔ وہ ان لڑکیون کے لئے بہو کہہ مرنے کا دن ہوگا۔ بہو کہہ اور پیاس سے ان غریب اور معصوم کنیاؤن کو کسقدر تکلیف اور کشٹ ہوتا ہے وہ دیکھنے والے ہی محسوس کرسکتے ہین ہمنے بذات خود دیکھا ہے کہ آج کے دن بہت سی لڑکیان مارے بہوکہہ پیاس کے بیتاب ہوکر ماہی بے آب کی طرح سے تڑپا کرتی ہین۔ بہت سی بیمار ہوجاتی ہین۔ رونے لگتی ہین تمام دن اور تمام رات بہوکہہ بہوکہہ یا پیاس پیاس کہکر چلایا کرتی ہین۔ غرض اُن پر ایک طرح سے دہارمک نہین بلکہ روا جا سختی کی جاتی ہے۔ اب جو کچھ اُپواس کا روپ ہین سماج مین نظر آرہا ہے۔ وہ زیادہ تر رسم ورواج کے طریقہ سے نظر آرہا ہے۔ ورنہ دہارمک طریقہ سے بہت کم دکھلائی دیتا ہے۔ البتہ استہانک یا سی سادہو۔ اور سوتنیا میر ودیگر سماج کے منی سابک۔ برہمچاری وغیرہ کچھ کرتے ہین جس سے اُپواس کی ہستی قایم کہی جاسکتی ہے۔

ہم دیکھتے ہین کہ اُپواس کے روز کوئی بہی دہرم کاریہ نہ کرکے ایسے کام کئے جاتے ہین کہ جو مہان پاپ کا بندہ کرانے کا ذریعہ ہوتے ہین۔ پاپ ہوتا ہے کشٹائے سے۔ اور کام جو بہی کئے جاتے ہین۔ وے سب کشٹائے کو بڑہانے واسطے کئے جاتے ہین اگر اُپواس کو اُپواس کے طریقہ سے کیا جاوے تو بہت مفید اور کلیان کاری ہوسکتا ہے کیونکہ جسم کی تندرستی اور آتما کی پاکیزگی کا ذریعہ اگر کوئی ہے تو وہ ایک اُپواس ہی ہے۔

ستروادہن لکشن پرب نزدیک آگیا ہے۔ چونکہ ان پرب کے دنون مین جین سماج بہت کچھ اُپواس کرتی ہے۔ اسلئے لازم ہے کہ اُپواس طریقہ کے ساتہ کئے جائین جس سے پونیہ کا بندہ ہو۔ اور جیو کا کلیان ہو۔ پردیپ

پوجن کرنے کیلئے نوکر کی ضرورت ہے

گیانچند۔ کیون بہائی صاحب۔ آج آپ کیا لکہ رہے ہین۔ **دولت رام** بہائی صاحب کچھ نہین۔ ایک چہوٹا سا نوٹس جین پردیپ مین شایع کرانے کے لئے لکہہ رہا ہون۔ **گیانچند**۔ نوٹس۔ نوٹس کس بات کا ہے **دولت رام** بہائی صاحب۔ بات کیا ہے۔ یہ تو آپ جانتے ہی ہین کہ ہمنے نیا مندر بنوایا ہے۔ اور پار سال اُسکی پرتشٹا کرائی ہے اب اُسمین پوجا پرکشال کی بڑی دقت ہے۔ ہم سے بذات خود ہوتی نہین برادری کے لوگ ایسے کاہل ہین کہ کوئی آتا نہین لہذا پوجا پرکشال کے لئے ایک پانچ سات روپیہ کے آدمی کی ضرورت ہے بس یہی نوٹس لکہ رہا ہون۔ **گیانچند** ٹھیک ہے۔ لیکن بہائی صاحب ایک آدمی کی مجہکو بہی ضرورت ہے مہربانی کرکے ایک نوٹس میری طرف سے بہی لکہ دیجئے اور دونون کو اکہٹا شایع ہونے کے لئے بہیجدیجئے۔ **دولت رام**۔ کیا آپکو بہی آدمی کی ضرورت ہے۔ اگر ضرورت ہے نوکس لئے۔ **گیانچند** بہائی صاحب مجہکو ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے کہ جو میری طرف سے مندر جی مین جاکر درشن کرآیا کرے۔ سامایک کرلیا کرے۔ شاستر سن آیا کرے۔ اُپواس کرلیا کرے۔ اور اشٹمی وغیرہ کو سبزی نہ کہایا کرے

برتی اور دھرماتما مانے جاتے ہیں۔ اسمین کوئی بھی شک نہین ہے کہ باقاعدہ اُپواس کرنے سے پانچون اندریان اور چھٹا من قابو مین ہو جاتے ہین۔ اور ان کے قابو ہوتے ہی ہمت۔ استقلال۔ صبر۔ وغیرہ اچھے گن پیدا ہو جاتے ہین۔ اور یہ انسان پاپون سے بچکر سکھ کے مارگ مین لگ جاتا ہے لیکن جو لوگ باقاعدہ اُپواس نہین کرتے اُنکو ہرگز بھی اُپواس کے پھل کی سدھی نہین ہو سکتی۔ اُنکا اُپواس صرف ایک طرح کا کائے کلیش ہے۔ اور وہ کائے کلیش بھی بھاؤ نہ رہنے سے بالکل فضول ہے۔ کیونکہ کوئی بھی کریا بلا بھاؤ کے پھل دایک نہین ہوتی۔ لہذا ہمارے جینی بھائیون کو چاہئے کہ وے اُپواس کے اصلی مقصد اور منشا کو سمجھکر۔ اور موجودہ دھرم کے خلاف کامون کو تیاگ کر۔ شری جین آچاریون کے کہنے کے مطابق عمل کرین۔ اور کم سے کم ہر ایک اشٹمی اور چترودسی کو (جو پرب کے دن ہین) باقاعدہ بھاؤ لگا کر ضرور ہی اُپواس کیا کرین۔ اور یہ بات کو اپنے دل مین جما لیوین۔ کہ اُپواس کے دن برتی کو کوئی بھی گھر کا کام دھندا یا جسم کا سنگار نہین کرنا چاہئے۔ بلکہ اس دن کل کامون کو چھوڑکر۔ پانچ پاپون سے جدا ہو کر۔ اپنے جسم اور دیگر دنیاوی سامان سے موہ ہٹا کر پانچون اندریون کو قابو مین لاکر۔ کشائے کو مٹا کر تنہائی کی جگہ مین یا مندر مین بیٹھکر شاستر سوادھیائے سامایک۔ پوجن۔ دان۔ وغیرہ دھرم کاریون مین وقت کو لگانا چاہئے۔ سونا بہت ہی کم چاہئے۔ کھوٹے خیالات کو دل مین جگہ نہ دینی چاہئے۔ اور ہر وقت آنند رہنا چاہئے۔ اس بات کا خیال ضرور رکھنا چاہئے۔ کہ شاستر سوادھیائے وغیرہ جو بھی دھرم کے کام کئے جاوین۔ وے سب پریم پوربک اور بھاؤ لگا کر کئے جاوین۔ کوئی بھی دھرم کا کام لاپرواہی یا بددلی سے بیکار سمجھکر نہ کیا جاوے۔ اور ایسا خیال ہرگز نہ آنا چاہئے کہ آج کا دن کسی طرح سے جلد پورا ہو جائے۔ کیونکہ بلا بھاؤن کے سب دھرم کرم بے فائدہ ہین۔ جیسا کہ آچاریون نے کہا ہے کہ بلا بھاؤن کے جو انسان پوجا۔ تپ۔ دان۔ برت۔ وغیرہ کرتا ہے۔ یا دکشا دھارن کرتا ہے۔ وہ سب اسطرح سے بے فائدہ ہے کہ جسطرح بکرے کے گلے مین لٹکتے ہوئے تھن بے فائدہ ہوا کرتے ہین۔ یعنی جسطرح بکرے کے گلے والے تھنون مین دودھ نہین ہوتا۔ بلکہ وے یونہی فضول ہوتے ہین ایسے ہی وہ اُپواس جسمین کشائے نہ گھٹا کر محض بھوکا ہی رہا جاتا ہے وہ بھی بالکل بے فائدہ اور فضول ہے۔ کچھ بھی کارج کاری نہین ہے۔ "راست گو"

(نوٹ) جینیون مین برت اُپواس کا پرچار بہت زیادہ نہ ہوتے ہوئے بھی دیگر سماجون سے اب بھی کہین زیادہ ہے۔ اُپواس کا کرنا دراصل ایک دھارمک کام ہے۔ اور دھارمک ہی نہین بلکہ تندرستی کے لئے بھی اُپواس ایک بہت اونچے درجہ کا کار ہے۔ یہ ضروری بات ہے کہ اُپواس کو اُپواس کے ہی طریقہ سے کیا جائے تب مفید ہے۔ ورنہ کرنا نہ کرنا برابر ہے۔ اور شاید بے طریقہ کرنے سے بجائے نفع کے نقصان ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہین۔ آج کل جین سماج نے اُپواس کا ایسا مخول بنا رکھا ہے۔ کہ شاید کسی زمانہ مین یا کسی سماج مین ہو۔ پانچ پانچ چھ چھ سال کی لڑکیون سے نرجل اُپواس کرایا جاتا ہے۔ جن بیچاریون کو یہ بھی خبر نہین ہوتی کہ اُپواس چیز کیا ہے۔ بھادون سدی چودس کے

ہوا ہے بھائیوں۔ خیال کرنے کی بات یہ ہے کہ اگر بھوکے مرنے کا ہی نام اُپواس یا برت ہو سکتا ہے تو اپنے بھارت ورش
میں لاکھوں آدمی ایسے پائے جاتے ہیں کہ جن غریبوں کو ایک دو دن میں بلکہ کئی کئی وقت بھوجن نصیب نہیں ہوتا
وے سب تو برتی۔ اور دھرماتما ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے۔ شری جین آچاریوں نے اُپواس کا لکشن ایسا
ورنن کیا ہے کہ "کشائے یعنی اور آہار ان تینوں کا جہاں تیاگ کیا جاوے اُسکا نام اُپواس ہے اور باقی جہاں کشائے
یعنی کا تیاگ نہ کر کے صرف آہار ہی کا تیاگ کیا جاوے اُسکا نام لنگھن (بھوکا مرنا) ہے" شری امرت گپت آچاریہ نے
اسکے بارے میں ایسا لکھا ہے "کہ جسنے اندریوں کے یعنی بھوگ اُپ بھوگ کو ترک کر دیا ہے اور ہر طرح کے کاموں
کو چھوڑ دیا ہے اُسی کے بھگوان نے چار قسم کے آہار تیاگ دینے پر اُپواس کا ہونا کہا ہے یعنی بلا بھوگ اور کام کے
تیاگے آہار کا تیاگ دینا اُپواس نہیں ہو سکتا ہے" شری سوامی سمنت بھدر آچاریہ کا حکم ہے "کہ ہنسا۔ جھوٹھ۔ چوری۔ زنا
اور پرگرہ (خواہشات کو بڑھا کر سامان دنیاوی جمع کرنا) ان پانچ پاپوں کو سنگار وغیرہ کو عطر پھلیل وغیرہ خوشبو
لگانے کو۔ پھولوں کی مالا یا گجرے وغیرہ پہننے کو۔ اشنان کرنے کو۔ آنکھوں میں سرمہ لگانے کو۔ اور تمباکو وغیرہ کے استعمال
کو اُپواس کے دن بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ اُپواس کرنے والے انسان کو اُس دن بڑے پریم کے ساتھ دھرم امرت کا
پان خود کرنا چاہئے۔ اور دوسروں کو کرانا چاہئے۔ اور سُستی کو چھوڑ کر گیان اور دھیان میں محو ہونا چاہئے"
اسطرح اُپواس کے لکشن اور سروپ سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ صرف بھوکے رہنے کا نام ہی اُپواس نہیں ہے
بلکہ کشائے کا تیاگ کر کے پانچوں اندریوں کو قابو میں کرنے۔ پانچ پاپوں کو چھوڑنے۔ اور جسم یا دنیاوی سامان
سے موہ پرنام کو تیاگ کرکے تنہائی کی جگہ میں دھرم دھیان کے ساتھ دن کو گذارنے کا نام اُپواس ہے"
اسی وجہ اُپواس دھرم کا ایک جزو اور سُکھ کا خاص ذریعہ ہے۔ جو لوگ اُپواس کے دن جھوٹھ بولتے ہیں چوری کرتے
زنا کرتے ہیں یا گرہستھ کے کاموں میں لگے۔ یا بہت سے ہنسا کے کام چرخہ۔ کپڑے۔ یا بیوپاری کرتے ہیں۔ مقدمہ لڑتے
ہیں۔ اور باہمی لڑائی جھگڑے کرتے ہیں۔ یا اپنے جسم کو زیور اور عمدہ کپڑوں سے سجا کر خوش ہوتے ہیں۔ یا عطر پھلیل لگاتے
ہیں سوتے ہیں۔ تاش۔ چوسر وغیرہ کھیلتے ہیں حقہ پیتے یا تمباکو سونگھتے ہیں۔ ورسواد ہیاے سنا ایک۔ پوجن
وغیرہ کو بھی دھرم کرم نہ کر کے بڑی بے چینی اور دکھ کے ساتھ اُس دن کو پورا کرتے ہیں۔ وے کسطرح سے اُپواس کے
کرنے والے کہے جا سکتے ہیں۔ اور اُنکو کسطرح سے اُپواس کا پھل حاصل ہو سکتا ہے۔ سچ پوچھا جائے تو ایسے لوگوں کا
اُپواس۔ اُپواس نہیں ہے بلکہ اُپہاس یعنی مذاق ہے۔ ایسے آدمی اپنی اور دھرم کی مذاق اور برائی کراتے ہیں۔ اور اونکو
ایسا کرنے سے کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اُپواس کے دن پاپ آچرن کرنے اور کلیش روپ پرنام کرنے سے پاپ کرم کے بندھ ہونے
کا خطرہ ہے۔

جینیوں کے لئے یہ کتنے شرم کی بات ہے۔ کہ اچھے عہدہ کو حاصل کرتے ہوئے بھی کیا ... اُپواس کا کوئی ہی کرم نہ کر کے اپنے کو

اُپواس یعنی برت

اُپواس ایک طرح کا تپ اور برت ہونے سے دہرم کا ایک جز ہے اُپواس کے کرنے سے پانچون اندریان اور بندر کے
سمان چنچل من قابو مین ہوجاتا ہے۔ اور پچھلے کرمون کی زنجیر ہو جاتی ہے سنسار مین جو کچھ دکہہ اور تکالیف اٹھانے پڑتے
ہین۔ وے سب اندریون کو قابو مین نہ کرنے ہی کی وجہہ سے اٹھانے پڑتے ہین جس شخص نے اپنی اندریون اور من کو قابو مین
کرلیا ہے۔ اُس نے سنسار کو فتح کرلیا ہے۔ اسمین کوئی بھی شک نہین ہے وہ شخص پورا دہرماتما ہے۔ اور سچا سکہہ اسی کو ملتا
ہے۔ اس لئے سکہہ کی خواہش کرنے والے لوگون کو اُپواس ضرور کرنا چاہئے۔ اُپواس کرنا فرض ہے۔ اور سکہہ حاصل کرنا غرض
ہے۔ لہذا فرض کو ادا کرنے سے غرض خود بخود پوری ہوتی ہے۔ ایسا قدرتی نیم ہے

تواریخ اور پُران گرنتھون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ زمانہ مین اس بھارت ورش مین اُپواس کا رواج بہت
زیادہ پھیلا ہوا تہا تقریباً ہر ایک انسان اُپواس کرتا تہا۔ ان مین بعض اشخاص کئی کئی دن کا ہی نہین بلکہ کئی کئی پکہواڑے
اور کئی کئی مہینہ کا اُپواس بھی کرتے تھے۔ وے اس بات کو پوری طرح سے سمجھے ہوئے تھے۔ اور اُنکو یہ پختہ یقین تہا۔
کہ سنسار روپی بن مین اگیان بہاؤ سے جو کچھ کرم روپی ایندھن جمع ہوتا ہے اُس ایندھن کو اُپواس روپی اگنی
دم بھر مین بھسم کر دیتی ہے۔ اُپواس کے بل سے آدمی تینون لوک کی لکشمی کو حاصل کرتے ہین۔ اور کرم روپی میل کا ناس
کرکے بہت جلد اجر امر سدِہ سکہہ کا آنند لیتے ہین۔ اور اسی سے وے پچھلے زمانہ کے مہاویر۔ مہابیر۔ مہابلوان۔ اور یوگی
سادہو۔ اور جگت گرو مہاتما سکھی ہوتے تھے۔ جس کام کو وے کرنا چاہتے تھے۔ دم کی دم مین کر کے ہی دکہلاتے
تھے۔ اُنکی سنتانین بھی ویر اور بلوان ہوتی تہین۔ لیکن آجکل کے لوگون نے اُپواس کی بالکل مٹی پلید کر رکہی ہے۔ اول
تو اُپواس کرتے ہی بہت کم ہین۔ اور جو کرتے بھی ہین تو اُنہون نے صرف بھوکے مرنے کا نام ہی اُپواس رکھ چھوڑا ہے
واسطے وے کچھ دہرم کرم نہ کرکے اُپواس کا دن بڑی بے چینی اور مصیبت سے گذارتے ہین۔ گرمی کے مارے کئی کئی بار
اشنان کرتے ہین۔ منہ دہوتے ہین۔ پانی کے چھینٹے مُنہ پر دیتے ہین۔ ٹھنڈے پانی مین کپڑا ترکرکے سر یا چہاتی پر
رکھتے ہین۔ اور پیاس کم کرنے کی وجہ سے کُلّا تک بھی کرلیتے ہین۔ اور اس خیال سے کہ کسی طرح یہ دن پورا ہو جاوے
اور بھوک پیاس کی تکلیف زیادہ معلوم نہ ہو خوب سوتے ہین۔ چوسر۔ شطرنج۔ تاش۔ وغیرہ کھیلتے ہین۔ یا کوئی پڑا
گرا کام۔ گرہستی کا دہندا۔ کسی کی نالش کرنے کا مسودہ نکال لیتے ہین۔ جس سے دن گذرتا ہوا معلوم نہ دے۔ غرض جون
تون کرکے اُپواس کے دن کو پورا کر دیتے ہین۔ نہ بیٹھے کتنا سمئے چہوڑتے ہین۔ اور نہ کوئی دہرم آچرن کرتے ہین۔ لیکن اتنا ضرور
کرتے ہین کہ بھوجن سارے دن نہین کرتے۔ اور آج کے دن بہوکا مرنے کو ہی اُپواس یا برت خیال کرتے ہین۔ اور
اسی سے دہرم کا لابھ ہونا مانتے ہین۔

خبروں کا گلدستہ

لنکا میں ۱۰ اگست سے ایک روپیہ والے نوٹوں کا چلن شروع ہوگیا ہے۔ یہ نوٹ سبز رنگ کے ہیں۔ اور ان پر تمام جگہ بار یک حروف میں "ایک روپیہ کا نوٹ" لکھا ہے۔

ملتان کے انسپکٹر بخشی ہیرالال کو دو مقدموں میں تین سال اور دو سال قید سخت کی سزا ہوئی تھی۔ اپیل ہونے پر مسٹر سشن جج بہادر نے اسکو خارج کردیا۔ اب شاید چیف کورٹ میں نگرانی کیجائے۔

لودھیانہ کے خواجہ احمد شاہ پر رشوت دینے کا ایک مقدمہ دائر ہوا ہے جو کہ ۱۷ ستمبر کو پیش ہوگا۔

کاشی کے مشہور شاستری شریمان پنڈت شیو کمار جی کا سورگباس ہوگیا۔ اب سناتن دھرم کے ایک قابل ودوان گنے جاتے تھے افسوس

ایک حساب سے بتلایا جاتا ہے کہ موجودہ جنگ میں ابتک دو کھرب ستر ارب روپیہ صرف ہو چکا ہے۔ اگر اس کل روپیہ کو زمین پر ایکے بعد دیگرے بچھا دیا جائے تو ۱۱ لاکھ ۶۵ ہزار ۲۰۷ میل تک بچھ جائیگا۔

شملہ کے پہاڑی علاقوں میں راجپوت قوم کے اندر ایک بے حیائی کی رسم جاری ہے یعنی کوئی بھی شخص اپنی بیوی کو روپیہ لیکر دوسرے شخص کو بیچ سکتا ہے۔ یا کوئی بھی استری خاوند کی شادی کا خرچ کسی دوسرے سے دلواکر اسکی بیوی بن سکتی ہے افسوس راجپوت قوم اور یہ نیچ رسم

ہندوستان کے قرضہ جنگ کی تعداد تقریباً پچاس کروڑ روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔ افسوس کہ دیش کنگال ہورہا ہے ورنہ یہ تعداد اس سے کئی گنی زیادہ ہوگئی ہوتی۔ لیکن پھر بھی دیش کے لوگ ہمت سے کام لے رہے ہیں۔ اور قرضہ کی رقم میں روز بروز شامل ہو رہے ہیں۔

ڈونگرپور دربار نے ایک ہزار کمبل جنگ میں لڑنے والے سپاہیوں کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ جو شکریہ کے ساتھ قبول کئے گئے۔

دیوبند میں ۳۰ اگست کی صبح کو ہوائی جہاز اڑتا ہوا دیکھا گیا جن ہوائی جہازوں کی باتیں آج تک شاستروں میں سنتے چلے آرہے تھے وہ سب نے اپنی آنکھوں دیکھ لیا۔ غنیمت ہے۔

مدارس کے مارواڑیوں نے بھی ناپاک گھی کے نہ کھانے کی قسم اٹھائی ہے۔ اور شدھ گھی کی فروختگی کا انتظام کیا ہے۔

جین سنسار

آج ابھی پرچوں میں ایک ہندی کا نوٹس تقسیم کیا گیا ہے۔ یہ جین سنسار نام کے ہندی پتر کا ہے۔ اس پتر کا دوسرا سال شروع ہونے والا ہے جسکا خاص نمبر بہت جلد نکلنے والا ہے۔ لہذا پردیپ کے خریداروں کو چاہئے کہ اس پتہ کے خود خریدار بنیں۔ اور اگر کوئی صاحب ہمیشہ کیلئے خریدار نہ بننا چاہیں تو کم از کم خاص نمبر ضرور منگوائیں۔ پردیپ

جین مندر کی اوے

آخیر کار مشہبات کا اثر رنگ لائے بغیر نہ رہا متہرا مین سورگیہ راجا لکشمن داس جی سی۔ آئی۔ ای۔ کا خاندان مشہور ہے راجا لکشمن داس جی سے ہماری قوم خوب واقف ہے۔ آپ دگمبر جین مہاسبھا کے سبھا پتی تھے۔ آپکے بعد آپ کے سورگیہ فرزند سیٹھ دوارکا داس جی اور اب حالمین سیٹھ دامودر داس جی آپ سبھا پتی رہ چکے ہین اور موجود ہین۔ چونکہ اس گھرانہ مین کسی خاص وجہ سے ویشنو مت کا بھی پالن ہوتا رہا اور جین دھرم کے بھگت بھی اس گھرانہ کے صاحب ہوئے ہین۔ اسی وجہ سے انکے خاص مکان مین ایک جین چیتیالہ بغرض درشن مرد و عورت ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ موجودہ سیٹھ دامودر داس جی کے اوپر ویشنو مت کا پکا رنگ چڑھ گیا ہے۔ اور آپ نے جین دھرم سے دل ہٹا لیا ہے جسکی وجہ سے آپ نے مکان کے جین چیتیالہ کے اوپر ویشنو مت کا برساتی مندر بنوایا ہے جہان پر عام آدمی درشنون کو جاتے ہین۔ اور جین پرماتماؤن کا اونے کرتے ہین چونکہ سیٹھ صاحب کے رشتہ دار بہت سے جینی بتلائے جاتے ہین۔ لہذا انکے رشتہ دارون کو لازم ہے کہ سیٹھ جی کو سمجھا کر چیتیالہ کے اوپر سے اونے کا سامان دور کرا دین۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکے تو پرماتما ؤنکو چوراسی کے جین مندر مین بھجوا دین کیا دگمبر جین مہاسبھا اس کام کو کرنیکے لئے تیار ہوگی۔ ہم امید کرتے ہین کہ چوراسی کے سالانہ اُتسب مین اسکا کافی انتظام ہوجائیگا۔ ورنہ سمجھا جائیگا کہ دگمبر جین مہاسبھا کی ہستی محض باتین بنانے کے لئے ہی ہے کچھ کرنے دھرنے کیلئے اسکے لائق کاریہ کرتا نہین ہین۔ ایڈیٹر

اپنا خیال

شیو شمبھو۔ اردو زبان کا ایک ماہواری رسالہ جو لاہور سے زیر ایڈیٹری شری گوری شنکر لال جی اختر نکلتا ہے چندہ سالانہ محصول ڈاک دو روپیہ ایک آنہ ہے۔ اس رسالہ کو نکلتے ہوئے تقریباً آٹھ سال ہوگئے ہین۔ رسالا اپنی طرز کا ایک عجیب اور نرالا ہے۔ مضامین بڑے دلچسپ اور کار آمد ہوتے ہین۔ اب نئے سال سے کچھ مضامین جین دھرم کے متعلق بھی نکلنے لگے ہین ان مضامین کے لکھنے والے مشہور لیکچرار مسٹر شوبرت لعل جی برمن ایم اے ہین۔ ہماری رائے ہے کہ ایسے رسالہ سے ضرور فائدہ اُٹھانا چاہئیے۔ نمونہ کا پرچہ ۲ آنہ کے ٹکٹ روانہ کرکے منگا سکتے ہین درخواست حسب ذیل پتہ پر بھیجنی چاہئیے۔ ایڈیٹر صاحب رسالہ "شیو شمبھو" لاہور

آتم پرلودھ چھنالال جین مالا کا یہ ساتوان گرنتھ ہے۔ شری کمار کوی نام کے کسی ودوان کا بنایا ہوا ہے۔ ہندی بھاشا اسکی بنیاسے تیر تھہ شری گجادھر لال جی نے کی ہے گرنتھ ادھیاتم رس کا گنڈ ہے پڑھتے ہوئے بڑا ہی آنند آتا ہے۔ آتمیک شانتی کا ایک خاص ذریعہ ہے۔ ادھیاتم رس کے پیاسون کو اس گرنتھ کی سوادھیائے ضرور کرنی چاہئیے قیمت ۱۲ر ملنے کا پتہ شری پنالال جین واکلیوال منتری بھارتی جین سدانت پرکاشنی سنستھا۔ نمبر ۹ وشوکوش لائین کلکتہ

ضرورت ایک انگریزی ماسٹر کی جنے سلول لیونگ یا میٹری کلیشن پاس کیا ہو تنخواہ ۱۵ سے لغایت ۲۰ تک دیجائیگی مکان مفت قبول شدہ بھی درخواست روانہ کرسکتے ہین۔ اگر وہ کم از کم انگریزی مین پاس ہون تنخواہ ۱۲ لغایت ۱۵ تک دیجائیگی مکان مفت خط وکتابت کا پتہ۔ (چودھری کشوری لال روشن لال جین سلطان پور (چیلکانہ) ضلع سہارنپور

اصلاح۔ گزشتہ جین پردیپ مین تیسری صفحہ پر جین مڈل سکول کے سالانہ جلسہ کی جو رپورٹ چھپی ہے۔ اسمین مرلی بجھنا غلطی سے چھپ گیا ہے۔ اُسکی بجائے مرلی کے ٹیوٹ پڑھنا چاہئیے۔ ایڈیٹر

زیور ہے یا جان کا خریدار

بچون کو زیور پہنانے کے خلاف دیش کے لیڈر - قوم کے خیر خواہ - اخبارون کے ایڈیٹر اور اعلیٰ حکام آواز لگا رہے ہین لیکن افسوس زیور کے شوقین والدین اپنے بچون کو زیور پہنانے سے باز نہین آتے - ہمیشہ دو دو چار چار روپیہ کی لاگت کے زیور سے بچون کی قیمتی جانین ہلاک ہوتی رہتی ہین سو سب اخبارون کے ذریعہ سے معلوم کرتے رہتے ہین - لیکن پھر بھی بچون کو زیور پہنا کر ہی خوش ہوتے ہین جسکا نتیجہ کثرت سے یہی نکلتا ہے کہ بچہ ہمیشہ کیلئے جدا ہو جاتا ہے - یہی حال بمبئی مین آنند ہیرا نام کا ہندو لڑکا جو منگلا رستے اپنے والدین کے ہمراہ آیا ہوا تھا اور زوبی تالاب پر ٹھیرا ہوا تھا زیور کی وجہ سے مار دیا گیا - اسکی مردہ لاش ایک مندر مین پائی گئی اسکی بائین آنکھ پر ایک زخم تھا - اور گردن مین رسّی سے پھانسی لگی ہوئی تھی - زیور سب غایب تھے - انسپکٹر صاحب پولس کہتے ہین - کہ اطلاع پاکر مین موقعہ واردات پر پہونچا - تحقیقات سے چند مارواڑیون کے یہان سے لڑکے کا زیور برآمد ہوے - دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ گوبند نام کا ایک شخص انکے پاس گروی رکھ گیا ہے - تلاش کرکے گوبند بھی گرفتار کر لیا گیا - یہ ہے زیور پہنانے کا نتیجہ -

ایک روپیہ کی رشوت اور آخیر مین ملزم بری

میان دین نام کا ایک شخص کہلی عدالت مین منصف صاحب کو ایک روپیہ نذر دینے کے الزام مین تین ماہ کی کڑی جیل کا سزایاب ہوا تھا لیکن اپیل کرنے پر صاحب جج نے ملزم کو صاف چھوڑ دیا اور کہا کہ ملزم سیدھا سادا گاؤن کا رہنے والا آدمی ہے - اسکو کسی نے کہدیا کہ ایک روپیہ نذر دینا قانون کے خلاف نہین ہے - اسلئے اسنے ایسا کیا - وہ بالکل انجان ہے - اسنے اسمین کوئی برائی نہین سمجھی - اس واقعہ پر زیادہ لکھنا فضول ہے - رشوت ستانی پر کافی روشنی پڑتی ہے -

ضرورت ہے دو ٹیچرون کی ! ایک ورناکیولر سینیر ٹرینڈ ٹیچر اور ایک نورمل ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت دیجاویگی جین اور برہمن کو ترجیح دیجاویگی - درخواست صرف وہی اصحاب روانہ کرین کہ جو دیوناگری زبان سے اچھی طرح واقف ہون - درخواست حسب ذیل پتہ سے آنی چاہئین - (بابو) مہیندر سنگھ جین ہیڈ ماسٹر جین اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دھیرج دہلی -

رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور آشرم مذکور یکم اگست سے دورہ پر گیا ہوا ہے - جہان جہان آشرم جائے وہان کے بھائیون کو لازم ہے کہ آشرم کو ضرور دیکھین - اس دورہ مین آشرم کے کل بچے نہین گئے بلکہ تھوڑے ہی گئے ہین - لہذا یکم آب وہوا کی تبدیلی کیلئے دہلی جھنڈے والے پر (یہ پہاڑی کے پاس ایک مشہور جگہ ہے) ٹھیرے ہوئے ہین - اور یہان پر دفتر بھی موجود ہے چونکہ دہلی مین بہت سے جینی بھائی بغرض بیوپار تشریف لاتے ہین ہم انکو چاہیے کہ آشرم کو ضرور دیکھین - اور جو اصحاب آشرم کی امداد کیلئے کچھ روپیہ وغیرہ روانہ کرنا چاہین وہ حسب ذیل پتہ سے روانہ کرین - اور اگر کسی طرح کی خط و کتابت آشرم کے بارے مین کرنی ہو وہ بھی اسی پتہ سے کرین - آشرم یہان ۱۴ ستمبر تک رہیگا - (لالہ) جگی مل جین رئیس - کلانہ مرچنٹ چاندنی چوک کٹرہ نواب صاحب دہلی -

سنہرا رتہہ دینے سے انکار کر دیا تہا۔ اس لئے یہان کے سناتن دہرمی بہائیون نے کئی ہزار روپیہ کی لاگت سے ایک سنہرا
رتہہ تیار کرایا ہے۔ جسمین شری کرشن جی ورادہا جی کی مورتی نکالی گئی۔ چونکہ اس جلوس کا پہلا رتہہ معمولی سنہرے
کاغذ سے مڈہا جایا کرتا تہا۔ اور امسال یہ سنہرا رتہہ تیار ہوا تہا۔ اسکی وجہ سے کچہ مسلمانون کے دل مین ایک قسم کا جوش
پیدا ہوگیا تہا جسکی وجہ سے جلوس والے دن کچہ جہگڑے کا خیال کیا جاتا تہا لیکن خوشی کی بات ہے کہ صاحب ضلع
مجسٹریٹ بہادر کے انتظام سے جلوس آنند کے ساتہ نکل گیا۔ اس جلوس کے انتظام مین حاکم علاقہ صاحب دیوبند
ڈپٹی سپرڈینٹ صاحب پولیس سہارنپور۔ وڈپٹی مجسٹریٹ صاحب سہارنپور۔ وتحصیلدار صاحب دیوبند۔ و
انسپکٹر صاحب پولس دیوبند نے خاص طور سے حصہ لیا۔ اور اس خوش اسلوبی کے ساتہ انتظام کیا کہ ایک پتا تک نہین ہلا
جسکے لئے سناتن دہرمی بہائی آپکے از حد مشکور ہین۔ جلوس کے ہمراہ ہجوم کافی تہا۔ اور سُنا گیا ہے کہ رتہہ مین روپیہ بہی
تقریباً ایک ہزار چڑہ گیا۔ پانی اور شربت کا انتظام اہل ہنود نے کئی جگہ پر کر دیا تہا۔ اور معقول کیا تہا۔ نہین
وہ دن کب نصیب ہوگا کہ جب ہندو مسلمان مذہبی معاملون مین ایک دوسرے کی امداد کرتے ہوے نظر آیا
کرینگے۔ افسوس اب ذرا ذرا سی باتون پر نکتہ چینی کیجاتی ہے۔

قصبہ کی آب وہوا چند روز سے خراب ہے۔ مرض کالرہ کے چند کیس اور کئی اموات ہو چکی ہین۔ بازار مین امرود
پہوٹ۔ کہیرا۔ کوکڑی۔ کثرت سے فروخت ہوتے ہین۔ حلوائیون کی شہائی کے تہالون پر ہزارہا مکہیان جمتی رہتی
ہین۔ یہ سب مرض کالرہ کا ذریعہ ہین۔ ان پر حکام کو اور خاصکر مونسپلٹی کو کافی توجہ دیکر انتظام کرنا چاہیے امرود
وغیرہ کی بکری بند کرا دینی چاہیے۔ اور حلوائیون کی شہائی پر پردہ کا انتظام کرا دینا چاہیے علاوہ ازین جا بجا
کی صفائی بہی لازمی ہے۔ اور گلی کوچون ونالیون کا صاف رہنا بہی ضروری ہے۔ یہ سب مونسپلٹی کا کام ہے
لہذا ملازمان مونسپلٹی کو ایسی حالت مین اپنا فرض بخوبی ادا کرنا چاہیے۔ بارش کئی روز سے نہین ہوئی غریب کسان
آسمان کی طرف نظر لگائے ہوئے ہین۔ رات کو سردی اور دن مین گرمی ہوتی ہے شری بہگوان اپنی دیا کرین۔ ریدیپ

دہرمارتہہ جین اوشدہالیہ میرٹھ شہر

خوشی کی بات ہے کہ شریان رائے صاحب لالہ پیارے لال جی جین رئیس میرٹھ کی کوشش سے شہر میرٹھ محلہ قانونگویان
مین لالہ راجچند سروپ صاحب کے مکان پر شریمتی بہگونتی اور اسکی والدہ ولڑکی نے ایک دہرمارتہہ جین اوشدہالیہ
ہر اگست ۱۹۲۸ء کو قایم ہوا ہے۔ جسمین مہاجہ سنسکرت کالج جے پور کے ویدراج پنڈت رگہو بیر دت جی شرما وید شاستری
کام کر رہے ہین۔ ادویات بلا قیمت دی جاتی ہین امید ہے کہ اس اوشدہالیہ سے پبلک کو فایدہ پہونچیگا
اور شدہ اوشدہی کا پرچار ہوگا۔

زیور ہے یا جان کا خریدار

بچون کو زیور پہنانے کے خلاف دیش کے لیڈر۔ قوم کے خیرخواہ۔ اخبارون کے ایڈیٹر اور اعلی حکام آواز لگا رہے ہین لیکن افسوس زیور کے شوقین والدین اپنے بچون کو زیور پہنانے سے باز نہین آتے۔ ہمیشہ دو دو چار چار روپیہ کی لاگت کے زیور سے بچون کی قیمتی جانین ہلاک ہوتی رہتی ہین۔ یہ سب اخبارون کے ذریعہ سے معلوم کرتے رہتے ہین لیکن پھر بھی بچون کو زیور پہنا کر ہی خوش ہوتے ہین۔ جسکا نتیجہ کثرت سے یہی نکلتا ہے کہ بچہ ہمیشہ کیلئے جدا ہو جاتا ہے۔ یہی حال بمبئی مین آنند ہیرا نام کا ہندو لڑکا جو منگلور سے اپنے والدین کے ہمراہ آیا ہوا تھا اور زیور پہنا ہوا تھا۔ تالاب پر ٹھہرا ہوا تھا۔ زیور کی وجہ سے مار دیا گیا۔ اسکی مردہ لاش ایک مندر مین پائی گئی۔ اسکی بائین آنکھ پر ایک زخم تھا۔ اور گردن مین رسی سے پھانسی لگی ہوئی تھی۔ زیور سب غایب تھے۔ انسپکٹر صاحب پولس لکھتے ہین۔ کہ اطلاع پاکر مین موقعہ واردات پر پہونچا۔ تحقیقات سے چند مارواڑیون کے یہان سے لڑکے کا زیور برآمد ہوے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ گوبند نام کا ایک شخص انکے پاس گروی رکھ گیا ہے۔ تلاش کر کے گوبند بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ ہے زیور پہنانے کا نتیجہ۔

ایک روپیہ کی رشوت اور آخر مین ملزم بری

میان دین نام کا ایک شخص دہلی عدالت مین منصف صاحب کو ایک روپیہ نذر دینے کے الزام مین تین ماہ کی کڑی جیل کا سزایاب ہوا تھا لیکن اپیل کرنے پر صاحب جج نے ملزم کو صاف چھوڑ دیا اور کہا کہ ملزم سیدھا سادہ گاؤن کا رہنے والا آدمی ہے۔ اسکو کسی نے کہدیا کہ روپیہ نذر دینا قانون کے خلاف نہین ہے۔ اسلئے اسنے ایسا کیا۔ وہ بالکل انجان ہے۔ اسنے اسمین کوئی برائی نہین سمجھی۔ اس واقعہ پر زیادہ لکھنا فضول ہے۔ رشوت ستانی پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

ضرورت ہے دو ٹیچرون کی! ایک ورناکیولر سینیر ٹرینڈ ٹیچر اور ایک نورمل ٹرینڈ ٹیچر کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت دیجاویگی جین اور برہمن کو ترجیح دیجاویگی۔ درخواست صرف وہی صاحب روانہ کرین جو دیوناگری زبان سے اچھی طرح واقف ہون۔ درخواست حسب ذیل پتہ سے آنی چاہئین۔ (بابو) مہیندر سنگھ جین ہیڈ ماسٹر جین اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دھیرج دہلی۔

رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور آشرم مذکور بھیم اگست سے دورہ پر گیا ہوا ہے۔ جہان جہان آشرم جاوے وہان کے بھائیون کو لازم ہے کہ آشرم کو بھگتی بھاؤ سے دیکھین۔ اس دورہ مین آشرم کے کل بچے نہین گئے بلکہ تھوڑے ہی گئے ہین۔ بقایا بچے آب و ہوا کی تبدیلی کیلئے دہلی جھنڈے والے پر (یہ پہاڑی کے پاس ایک مشہور جگہ ہے) ٹھہرے ہوئے ہین۔ اور یہان پر وہ قریب ہی ہو جو نکہ دہلی مین بہت سے جینی بھائی اغراض بیوپار تشریف لاتے ہین اُنکو چاہئے کہ آشرم کو ضرور دیکھین۔ اور جو صاحب آشرم کی امداد کیلئے کچھ روپیہ وغیرہ روانہ کرنا چاہین وہ حسب ذیل پتہ سے روانہ کرین۔ اور اگر کسی طرح کی خط و کتابت آشرم کے بارے مین کرنی ہو وہ بھی اسی پتہ سے کرین۔ یہ آشرم یہان ۱۲ ستمبر تک رہیگا۔ (لالہ) جگل کشور جین رئیس کلاتھ مرچنٹ چاندنی چوک کٹرہ نواب صاحب دہلی۔

سنہرا رتہہ دینے سے انکار کر دیا تہا۔ اس لئے یہان کے سناتن دہرمی بہائیون نے کئی ہزار روپیہ کی لاگت سے ایک سنہرا
رتہہ تیار کرایا ہے جسمین شری کرشن جی و رادہا جی کی مورتی نکالی گئی۔ چونکہ اس جلوس کا پہلا رتہہ معمولی سنہرے
کاغذ سے مڈہا جایا کرتا تہا۔ اور امسال یہ سنہرا رتہہ تیار ہوا تہا۔ اسکی وجہ سے کچھ مسلمانون کے دل مین ایک قسم کا جوش
پیدا ہوگیا تہا۔ جسکی وجہ سے جلوس والے دن کچھ جہگڑے کا خیال کیا جاتا تہا۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ صاحب ضلع
مجسٹریٹ بہادر کے انتظام سے جلوس آنند کے ساتہہ نکل گیا۔ اس جلوس کے انتظام مین حاکم علاقہ صاحب دیوبند
ڈپٹی سپرنڈنٹ صاحب پولس سہارنپور۔ و ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب سہارنپور۔ و تحصیلدار صاحب دیوبند۔ و
انسپکٹر صاحب پولس دیوبند نے خاص طور سے حصہ لیا۔ اور اس خوش اسلوبی کے ساتہہ انتظام کیا کہ ایک پتا تک نہین ہلا
جسکے لئے سناتن دہرمی بہائی آپکے از حد مشکور ہین۔ جلوس کے ہمراہ ہجوم کافی تہا۔ اور سنا گیا ہے کہ رتہہ مین روپیہ بہی
تقریباً ایک ہزار چڑہ گیا۔ پانی اور شربت کا انتظام اہل ہنود نے کئی جگہ پر کر دیا تہا۔ اور معقول کیا تہا۔ نہین
وہ دن کب نصیب ہوگا کہ جب ہندو و مسلمان مذہبی معاملون مین ایک دوسرے کی امداد کرتے ہوے نظر آیا
کرینگے۔ افسوس اب ذرا ذرا سی باتون پر نکتہ چینی کیجاتی ہے۔

قصبہ کی آب وہوا چند روز سے خراب ہے۔ مرض کالرہ کے چند کیس اور کئی اموات ہو چکی ہین۔ بازار مین امرود
پہوٹ۔ کہیرا۔ کوکڑی۔ کثرت سے فروخت ہوتے ہین۔ حلوائیون کی مٹہائی کے تہالون پر ہزارہا مکہیان چٹی رہتی
ہین۔ یہ سب مرض کالرہ کا ذریعہ ہین۔ ان پر حکام کو اور خاصکر مونسپلٹی کو کافی توجہ دیکر انتظام کرنا چاہئے! امرود
وغیرہ کی بکری بند کرا دینی چاہئے۔ اور حلوائیون کی مٹہائی پر پردہ کا انتظام کرا دینا چاہئے علاوہ ازین جا بجا
کی صفائی بہی لازمی ہے۔ اور گلی کوچون و نالیون کا صاف رہنا بہی ضروری ہے۔ یہ سب مونسپلٹی کا کام ہے
لہذا ملازمان مونسپلٹی کو ایسی حالت مین اپنا فرض بخوبی ادا کرنا چاہئے۔ بارش کئی روز سے نہین ہوئی غریب کسان
آسمان کی طرف نظر لگائے ہوئے ہین۔ رات کو سردی اور دن مین گرمی ہوتی ہے شری بہگوان اپنی دیا کرین پردیپ

دہرمارتہہ جین اوشدہالیہ میرٹھ شہر

خوشی کی بات ہے کہ شریان رائے صاحب لالہ پیہو لال جی جین رئیس میرٹھ کی کوشش سے شہر میرٹھ محلہ قانونگویان
مین لالہ راجچند سروپ صاحب کے مکان پر شریمتی بہگوانتی اور اسکی والدہ وارثکی نے ایک دہرمارتہہ جین اوشدہالیہ
۳ اگست ۱۹۱۵ء کو قایم ہوا ہے جسمین مہاراجہ سنسکرت کالج جے پور کے ویدراج پنڈت رگہو بیردت جی شرما وید شاستری
کام کر رہے ہین۔ ادویات بلا قیمت دی جاتی ہین یقین ہے کہ اس اوشدہالیہ سے پبلک کو فائدہ پہونچیگا
اور شدہ اوشدہی کا پرچار ہوگا۔

پیرو کار کیون نہ ہو مگر وہ رسم کے نشہ مین مخمور ہو کر اسکے ساتھ گفتگو کرنا پسند نہین کرتے - جبکہ ایسی حالت ہے پھر ترقی کہان
توجہ دینے کا موقعہ ہے - کہ جہان لڑکا یا لڑکی آٹھ دس سال کی ہوئی - تو شادی کا فکر گردن پر سوار ہوا کھانے پینے
یعنی بہت ضروری کامون مین کفایت کرنا اور کمی کرکے روپیہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا - اور اپنے بیگناہون معصوم
بچون کے سامنے شادی و بواہ کا بار بار ذکر کرکے اُنکو وحشیانہ عادتون کی طرف مائل کرنا شروع کیا - یہان تک کہ
اس واہیات طریقہ کو اپنا لطف سمجھنے لگے - پھر جہان بچہ تیرہ چودہ سال کا ہوا اسکو پابندی کا طوق پہنایا - ہماری
اولاد کا کمزور اور لاغر و سست اور کم ہمت ہونا اسکا ہی باعث ہے - چھوٹی چھوٹی عمر مین انتقال کرکے اپنے والدین کو
داغ حسرت دکھلانا - یا اپنی بقایا زندگی کو گوناگون امراض مین پھنساکر تلخ و بدمزہ کرنا - اور ست و دیا و سنساری دولت
سے محروم رہنا - اور دوسرون کی تابعداری بجانا - یہ سب اسکا ہی ذریعہ ہے - اگر شوہر انتقال کر گیا - تو لڑکی کا اپنی
بال عمری سے ماہی بے آب کی طرح افسوس و حسرت کی آگ مین جلنا محض خود ہی نہین بلکہ اپنے خاندان اور تعلقہ دارون
کو بھی جلانا - اسکا ہی کام ہے - غرض ہمارے رشیسون منیون نے جو جو نقصانات اسکے دکھلائے ہین - وہ بیان
سے باہر ہین مگر اسوقت (عاقلان را اشارہ کافی است) کا مضمون پیش نظر کرکے طول کلامی کو بند کرتا ہون - اے
مذہبی ترقی چاہنے والو - مثل دیگر سماجون کے دن دونی رات چوگنی کوشش کرو اور رسوم بد کی بیخ کنی کرکے اس قوم
کا سدھار کرو اور نمونہ بنکر دُنیا کے رو برو پیش کرو - جین قوم کا داس بابو رام بہادر بودری مرچنٹ انبالہ شہر

(نوٹ) قوم کے موجودہ رسم و رواج مین بہت زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے - جن رسم و رواج کے بندھن مین آجکل
جین سماج بندھا ہوا ہے - اُنکا کھولنا از حد ضروری ہے - جبتک قوم ان رسم و رواج کے جال سے نہین نکلیگی - تب تک
اسکا ترقی کرنا مشکل ہی نہین بلکہ نا ممکن ہے - جین سماج کے لیڈر (جو کوئی بھی ہین) شور مچا رہے ہین کہ بھائی لوگون
ہوشیار ہو جاؤ - اور رسم و رواج کے ناجائز بندھن سے نکل بھاگو لیکن بڑی عجیب حالت قوم کی ہے کہ وہ کانون
مین اُنگلی دبائے بیٹھے ہین - اور ذرا بھی خیال نہین کرتے - بھائی قوم والون یاد رکھو اور اپنے دل پر نقش کر لو - کہ
تمہاری ترقی مین موجودہ رسم و رواج ہی مانع ہو رہے ہین - لیکن مانع نہین ہو رہے اُلٹا نقصان پہونچا رہے ہین -
قوم کا نردھن ہونا قوم کا نربل ہونا قوم مین بدھواؤن کی تعداد کا بڑھنا اور اولاد کا کسی قابل نہ ہونا - یہ سب ان
رسم و رواجون کا ہی پھل ہے - ہم وہ دن بہت جلد دیکھنا چاہتے ہین کہ جب جین سماج آزادانہ خیالات رکھتے
ہوئے رسم و رواج کے زبردست بندھن سے اپنے کو نکالکر ترقی کے معیار پر پہونچی ہوئی نظر آئیگی - ایڈیٹر

لوکل

۱۱ اگست ۱۹۱۵ء کو کرشن لیلا کا جلوس بڑی دھوم دھام سے نکلا - چونکہ پارسال سہارنپور کے سناتن دھرمیون نے اس جلوس کیلئے اپنا

قوم کی حالت

پیارے مترو! دیگر لوگون کو ترقی کرتے ہوئے دیکھکر ہمارا افسردہ دل اور پژمردہ رہتا۔ ہمکو ہمسایون کی نظرون مین حقیر ہونے کا یقین دلا رہا ہے۔ یعنی ہماری کمزوری اور کم فہمی سے ہم خود ناظرین کی نظرون مین اپنی اصلی حالت سے گرے ہوئے ہین۔ اے نوجوان قوم۔ ست ودیا کے پٹھن پاٹھن بنا لین بھگونت بھاشت شاسترون کے مطالعہ کئے بغیر رسوم بد نے ہمکو ایسا شیدا و فریفتہ بنایا ہے۔ کہ باوجود ذلیل و خوار ہونے کے بھی ہم ان سے نفرت نہین کرتے۔ (۱) اول شادی کے موقعہ پر جھوٹی نمائش اور رودوان کی آرائش کے لئے بڑی جانفشانی اور تن دہی سے پیدا کیا ہوا روپیہ آنکھ بند کرکے خرچ کرنا۔ (۲) دویم صغیر سنی کی شادی کرنا یعنی چھوٹی چھوٹی عمر مین اپنے لخت جگرون کے پاؤن مین بیاہون کی بیڑیان پہنانا۔ گویا انکی آزادی اور خوشی کو باندی کا طوق پہنانا ہے۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ فضول اخراجات کی وجہ سے ہم مناسب و غیر مناسب کو محسوس نہین کرسکتے۔ اور نہ اپنے خاص فرائض کو ہی ادا کرسکتے ہین اور نہ اپنی جسمانی طاقت کے لئے عمدہ اور مقوی غذائین کہاکر حسب ضرورت آرام ہی پا سکتے ہین جس حالت مین کہ ہم تیلی کے بیل کی طرح فضول اخراجات کی وجہ سے روپیہ کی تلاش مین مشغول رہتے ہین۔ پھر اتنیک روحانی ترقی کہان اگر۔ بیہودہ رواج نہ ہوتے۔ تو کیون اپنا لطف زندگی برباد کرتے۔ ناجائز رواج کی پابندی نے ہمین یہانتک مجبور کر رکھا ہے [illegible] فریب کرکے۔ یا بیواؤن اور یتیمون کی حق تلفی اجتکا کرکرنا کسی [illegible] ہمارے بزرگان نا روا اور نا جائز اور نا مناسب نہین سمجھا) کرکے روپیہ پیدا کرنا پڑے۔ مگر شادی مین روپیہ [illegible] کی طرح کی ہرگز ہرگز کمی نہ ہو۔ یعنی کمی کی کرنا اپنی ہتک سمجھتے ہین۔ چاہے گھر سے بے گھر اور دوسرون کے [illegible] ہونا پڑے۔ افسوس ایسی کارروائی پر۔ ناظرین فضول اخراجات [illegible] کی وجہ سے ہم روپیہ کی تلاش مین [illegible] مدہوش و بیہوش ہو رہے ہین کہ ترقی پر آگ دیوکا دھیان ہمین خواب مین بھی نصیب نہین [illegible] خواہشات کے پورا کرنے کے واسطے روپیہ کی جستجو مین لگے رہتے ہین جس سے ہماری یہ حالت ہوگئی ہے۔ دوسرے [illegible] و رفاہ عام کے کامون مین خود تو کیا دوسرون کی ترغیب و تحریک سے بھی روپیہ خرچ کرنا پسند نہین کرتے۔ اگر کسی سبھا یا سوسائٹی مین چندہ دینا ہی پڑ جاتا [illegible] اور ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ اگر دے بھی دیا تو گویا لیڈر لوگون پر ایک قسم کا احسان کرتے ہین۔ علاوہ ازین اگر جسمانی مدد کا موقعہ پڑ جاوے تو [illegible] وسعت اور بعض اوقات کے ہونے کی وجہ سے مدد تو علیحدہ [illegible] شامل ہونا بھی ناگوار و دشوار معلوم ہوتا ہے۔ پیاسو سوچو بھائی کیسا ہی غریب اور مستحق امداد کیون نہ ہو۔ مگر [illegible] تو درکنار اسکی طرف متوجہ ہونا اور اس سے کلام کرنا بھی پسند نہین کرتے۔ چاہے غریب بھائی و دھرم اور انصاف کا

انتخاب باضابطہ اور بہرادرین سے ایک آدمی منتخب کر لیا جاوے اور وہ جو تجویز بتلاوے اوسپر عمل کرے۔ سب یہ کام
کل برادری کر سکتی ہے اور تھوڑے تھوڑے آدمی جو خیال کے ہوں وہ بھی باآسانی کر سکتے ہین مگر کم از کم ہزار دو ہزار آدمیوں
مین سے انتخاب باضابطہ ضرور ہونا چاہیے ہر ایک شخص ہماشا کو ایڈیٹری کا اختیار نہ ہونا چاہیے اور نہ ایسے شخص کے
مضمون کو اخبار جس مین شایع ہونے چاہیئے گو اڈیٹر اخبار بوجہ کمی مضمون اخبار کا بہرنا پسند کرتے ہین۔ اور جیسا کچھ
مضمون بُرا بھلا ملتا ہے لکھ دیتے ہین۔ مگر یہ طریقہ اچھا نہین ہے۔ مسلمانوں مین شیخ سید مغل۔ افغان کی تفصیل
کسطرح سے ہے۔ رہا بیاہ شادی و کہان پان کا معاملہ اسکے توسیع بلا شک ہونا چاہیئے مگر اندر جین جاتی کے نہ کہ باہر جسکا
برادری کو اختیار پورا ہے کسی شاستر مین کسی رشی منی نے یہ منع نہین کیا ہے کہ برادر باہم بیاہ شادی نکرے۔ بلکہ طریقہ
پرایشچت شاستر مین لکہا ہے اوسکا مطلب یہ ہے کہ اگر دستے بھی پورانے ہو گئے ہین۔ اور اچھے آچرن ہو گئے ہین
تو اونکو شدہ پرایشچت دیکر ملا لینا چاہیئے۔ اور ایسا ضرور ہونا چاہیئے کسی شاستر کی بات پر عمل کرنا نکرنا ہم سب
لوگوں کا قصور ہے نہ کہ شاستر اور مسنت شاستر کا زیادہ تر جو کچھ سمجھ ناقص سے لکہا گیا۔ اسمین اگر کوئی لفظ بیجا استعمال
ہو گیا ہو تو اوسکی بابت معافی چاہتا ہوں کشما کیجیے۔ اور عرض کرتا ہون کہ اسپر نوٹ ایڈیٹر صاحب ضرور لکہا جاوے مگر
حرف بحرف میرے مضمون پر۔ نہ کہ محض اعتراض ہو۔

(نوٹ) یہ مضمون حسب وعدہ شایع کیا جاتا ہے۔ لالہ صاحب نے اس بات پر بہت زیادہ زور دیا ہے کہ مضامین لکہنے والے
اور ایڈیٹ کرنے والے وہ لوگ ہون جنکو قوم منتخب کرے۔ ورنہ کسی دوسرے کو حق نہین ہے کہ وہ اپنے خیالات کسیطرح پر
ظاہر کر سکے۔ یہ لالہ صاحب کی سراسر زیادتی ہے کسی کو اپنے خیالات کا اظہار کرنے سے کوئی نہین روک سکتا۔ ہان اگر کوئی
قانون برادری سے خارج کرنے کا یہان بھی عاید ہو جاوے تو دوسری بات ہے۔ خیالات ہر ایک اپنا ظاہر کر سکتا ہے
اور اُسکی تائید یا تردید بھی ہر کوئی کر سکتا ہے۔ لیکن بند کرنے کا اختیار کسی کو نہین ہے۔ ماننا نہ ماننا پبلک کے سمجھ
کے اوپر ہے۔ مندرجہ بالا مضمون مین کوئی ایسی پتے کی بات نہین ہے کہ جسپر نوٹ دیا جاوے۔ کیونکہ اسکے ہر ایک لفظ
سے بخوبی ظاہر ہو رہی ہے۔ اس مضمون کو لکہتے ہوئے اُس مضمون پر گہری نظر نہین ڈالی گئی۔ جسکے لیے یہ سب کچھ لکھنا
پڑا ہے۔ ہم اس پر رائے زنی نہ کرکے ناظرین کے اوپر ہی فیصلہ چھوڑ دیتے ہین اور خواہش کرتے ہین اگر اسمین
کوئی سچائی ہو تو اُسکو ضرور گرہن کرین۔ کیونکہ ہم بھی سچائی کے متلاشی ہین نہ کہ کشش پاتی۔ ہمارے خیالات سے لالہ صاحب
کو پورے طور پر اتفاق ہے۔ جسکا خلاصہ مضمون نے آخیر مین آکر اچھی طرح سے کر دیا ہے جسکے لیے ہم لالہ صاحب کی
تعریف کرتے ہین اور مشکور ہین۔ اور اُمید کرتے ہین کہ آپکی کوشش سے ضرور قوم وسیع میدان مین آکر جاتی بندھن کو خیرباد
کہکر ملک کی بھلائی کریگی۔ ہمنے لالہ صاحب کا مضمون حرف بحرف شایع کیا ہے جیسی عبارت آپکی تھی۔ وہ جون کی تون
رہنے دی ہے۔ ذرا بھی اصلاح نہین کی۔ کیونکہ آپکا ایسا ہی حکم تھا۔ اسکے لیے ہم قصوروار نہین ہین۔ ایڈیٹر

سوامی نے راج کے وقت ورن مقرر کئے تہے - اب وہ ماننے کے قابل نہین ہے - اور نہ اونکا ماننا لازمی ہے سراسر بیجا ثابت ہوتی ہے - اب دوسرا امر جاتی اسکو کہتے ہیں اکثر جدیا جسکا خاندان ہوتا ہے اور جو جس نسل کا ہوتا ہے وہی وہ کام کرتا ہے اور اوسکا دل و اطوار ویسا ہی ہوتا ہے - اسیوجہ سے جاتی کا ماننا بھی بہت ضروری ہے گو ایسا ممکن ہے کہ برہمن جاتی کا آدمی شودر کا کام کرے - اور شودر برہمن کا مگر ایسا خال خال ہو رہا ہے اسی وجہ سے قابل لحاظ نہین ہے - کیونکہ اصول وہی ہوتا ہے جو اوسط مین زیادہ ہو علاوہ اوسکے رشتہ شادی بیوہار اور کہان پان کرنیکو اس قسم کی شناخت سرسری طور ہونا نہایت مشکل ہے جبتک دس سال تک ایک شخص کا تجربہ نہو جاوے کیسے معلوم ہو - اور اوسوقت تک شادی کا وقت ہی نکل جاویگا - آپ یہ کہینگے کہ جیسا باپ لایق ہے اوسکا لڑکا بھی سمجھ لیا جاوے تو وہ ہی معاملہ اسمین بہی آگیا - صرف علم سے آدمی کی نسل اور اچھا نہین ہوسکتا ہے ممکن ہے کہ علم بی اے اور ایم اے تک ہو اور عادت خراب ہو جن کرموں سے چہتری برہمن ویش شودر مانا جاوے اونکی صاف صاف تشریح نویسندہ مضمون نے نہین کئے یہ کہا ہے کہ جو پولیس کے ملازم ہے وہ چہتری مانے جاوین اسپر تعجب اور ہنسی آتی ہے کہ خاص جین پردیپ مین یہ لکہا ہے کہ پولس کے کانسٹبل نے چوری کی کیا چوری پیشہ والا بھی چہتری ہو سکتی ہے - پولیس جیسے جوان مرد ہوتی ہے وہ سب کو ظاہر ہے - بہائی صاحبان اطوار و کرم کا تعلق دل سے ہے اور دل کا حال معلوم ہونا بہت مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے - اسیوجہ سے فی زمانہ صرف نسل سے ورن مانی جاتی ہے - ویسے دونون کرم و نسل اصل مین ماننا چاہئے - صرف کرم جسکے بابت تشریح نہین ہے کیسے قابل پذیرائی ہوسکتی ہے آپ جینی ہو کر صرف ایک بات کو کیون زور دیتے ہین - پوران مین جو کچھ لکہا ہے اوسکا نتیجہ راست حرف بحرف ماننے کے قابل ہے روایت مین گو مبالغہ ہو مگر اوس سے کچھ زیادہ مطلب نہین ہے پورانون کی تردید کرنا ہرگز ہرگز نہین چاہئے جو کچھ اوپدیش شری بہگوان آدہ ناتھ سوامی نے کسیوقت دیا تہا وہ سب اصولاً قابل ماننے کے ہے - اور ہمیشہ رہیگا کیونکہ وہ اصول ہے فروعات کا ذکر دوسرا ہے

بہگوان موصوف ہر وقت اور ہر اوستہا مین نویسندہ مضمون او ہم لوگون سے بہتر تہے ہم اونکے کلام کسطرح سے تردید کرسکتے ہین اب یہ مضمون طویل ہو گیا ہے مین ختم کرتا ہون - گو مین ابھی بہت کچھ لکھ سکتا تھا - اور دل چاہتا تہا مگر بوجہ طوالت ختم کیا گیا بعض بعض صاحب ترقی کی ذریعہ عجیب ڈھنگ کے بیان کرتے ہین کہ جینیون کو [illegible] پہننا چاہئے - اسکے یہ معنی ہین کہ جینی سب آچار و چار ترک کر دینگے - اور [illegible] عیسائی و مسلمان و آریہ سماج کے برتاو کرے [illegible] سے جینین کی ترقی کرے بھلا گود کا چھوڑ پیٹ کی آس یہ خواب نہین اور بیوقوفی نہین تو کیا ہے جسکو وہ تیار نہین ہے وغیرہ وغیرہ ہم اونسے پوچھتے ہین کہ اونکو جینیون کی قوم کا [illegible] کسنے مقرر کیا ہے - یا کسی پنچایت کے انتخاب سے ہوئی ہے - یا خود بخود لیڈر بنے پھرتے ہین - اور ان صاحبوں نے کونسے اچھے کرم اور کام کئے ہین جو لیڈر بن گئے ہین زیادہ تحریر اس امر پر فضول ہے کیونکہ جھگڑا ہونیکا اندیشہ ہے - اگر کوئی کام [illegible] قوم کو کرنا ہے [illegible] مین سے کچھ اچھے آدمی اول منتخب کئے جاوین بذریعہ

کیونکہ یہ رواج دیانندی ایک عرصہ سے اسیطرح کہہ رہے ہین۔ بلکہ سوامی دیانند نے اپنے دس اصول مین اسکو شامل کیا
ہے لیکن عمل درآمد اوسکا جیسا کچھ ابتک ہوا ہے میری سمجھ مین برابر ہونیکی ہے کسی برہمن یا ٹہاکر آریہ سماج کو کسی چمار یا بہنگی
لایق اور خواندہ سے رشتہ کرتا نہین سنا پس یہ معاملہ جدید نہین ہے۔ اسوجہ سے بہت بڑی وقعت کا کوئی مضمون نہین
ہے جسمین خواہ مخواہ تیرتہنکر مہاراج کے اوپدیش پر حملہ کیا گیا ورن اور جاتی ایسا کوئی ملک اور فرقہ تمام دنیا مین نہین ہے
جس جگہ اوسکا کم انکر رواج نہو مسلمان۔ عیسائی۔ پارسی یہودی سکہہ وغیرہ سب مین موجود ہے۔ جاپان جیسا ترقی
یافتہ ملک مین اب آجکل فرقہ بندی ہو رہی ہے اور کچھ پیشتر بھی تھی امریکہ مین بھی کچھ نہ کچھ اسکا اثر ضرور ہوگا یعنی زیادہ
تر امریکین سے رشتہ اور جرمن باشندہ امریکہ جرمن سے رشتہ کرتے ہونگے۔ یا اور کوئی طرح کچھ نہ کچھ پابندی اور تفریق ضرور ہوگی۔
جب یہ حالت ہے تب اصول تو مسلم ہوگیا صرف رواج پر کمی یا زیادتی ہے یہ قصور یہان باشندگان ہند کا ہے ذکر اصول کا
کچھ عرصہ ہوا کہ پارسیون نے عیسائی عورتون کے ساتھ عام رواج سے شادی کرنا چاہا تہا۔ اسپر تمام پارسی عورتون نے
کمیٹی کی اور کہا کہ اگر یہ ہوا تو ہماری پوچھ اور عزت نہ رہیگی۔ اسیوجہ سے یہ روک دیا گیا۔ آپ خیال کرسکتے ہین کہ اگر فرقہ
اور کچھ ورن نہ ہو تو غریب اور کمزور آدمیون کی شادی کسی طرح سے نہین ہوسکتی۔ تمام عورات روپیہ اور طاقت چاہتی
ہیں کیا ہونگی اور بیچارہ ونکی عورت اور لڑکیان مالدار ونکو تلاش کرینگی اور کیا مالدار لوگ خوبصورت عورت کو بزور زر
اور معمولی شکل کی عورت کو مفت بھی قبول نکرینگے۔ اسکے ساتھ کہانے پینے حقہ وغیرہ کی پابندی کچھ نہ کچھ نظر آتی ہے۔
باشندگان جنگلی بھی کنجر اور بنجارہ وغیرہ جو بالکل ننگے رہتے ہین۔ کچھ نہ کچھ تفریق رکھتی ہے شری بھگوان آدناتھ سوامی
نے کوئی ورن ہوستھا جدید قایم نہین کی۔ اور نہ کوئی تیرتہنکر خلاف اصول قانون قدرت کوئی اوپدیش کرتے ہین اور نہ
کوئی جینی مذہب مین خلاف اصول قانون قدرت کوئی اصول اور بات ہے یہ شاید ابھی تک نویسندہ صاحب کو اچھی
طرح یہ معلوم نہین ہے اسوقت ورن اور جاتی کو خیال کیجئے۔ کیا جانور اور درختون مین مثل گھوڑا اور کبوتر و کوتا و درخت
انبہ وغیرہ وغیرہ مین نسل نہین ہے اور وہ ورن نہین کہی جاسکتی ہے گھوڑونکی ورن تو شاستر مین لکھے گئے ہین اسیطرح سے
انسان اور حیوانون مین بھی ورن ہوتی ہے مثلاً جو آدمی جوان مرد اور بہادر ہے دوسرے کی حفاظت کرتا ہے اور دل جسکا
دوسرے کی حفاظت کے قابل ہے وہ چہتری ہے جو شخص خدمتگاری اور پیشہ وغیرہ کرتا ہے۔ اور اوسکا دل دوسرے کی
خوشامد کرکے روٹی پیدا کرنیکا ہے وہ شودر ہے۔ اور جو شخص بیوپار و شلپ و کاریگری کرکے روٹی کہاتا ہے وہ ویش ہے
اور جو شخص عام قاعدہ کے اصول پر چلنا ہی تلاش کرتا ہے دوسرون کو بتلاتا ہے عالم ہے وہ برہمن ہے۔ اس تفریق
سے کل دنیا مین آدمی موجود ہین وہ ہی شری بھگوان نے شروع جگ مین ظاہر کردئے تھے۔ اور یہ تفریق ہمیشہ قایم
رہیگی کیونکہ قدرتی تفریق ہی مٹیگی نہین۔ البتہ کمی ہوسکتی ہے۔ اس اصول کو نویسندہ مضمون نے مانا ہے اور آپ ہی
قبول کرنے پڑیگا پھر شری بھگوان نے کونسا اصول جدید بنایا تہا۔ جواب ماننے کے لایق نہین ہے یہ تحریر کہ آدہ ناتھ

ورن اور جاتی

(از قلم لالہ پھلجاری لال صاحب جین رئیس کرہل ضلع مین پوری)

مندرجہ جلد ۵ جین پردیپ مورخہ ۱ جون ۱۹۱۲ع یہ مضمون جسقدر محنت اور جانفشانی سے لکھا گیا ہے اور طویل ہے لیکن
پیشتر اسپر پورے طور عاید ہے کہ کوہ کندن وکاہ برآوردن۔ علاوہ اسکے مجھکو اسپر کچھ رائے ناقص ظاہر کرنیکا ارادہ اسیوجہ سے
ہوا ہے کہ اس مضمون مین دو یک جگہ ہمارے اول تیرتھنکر آدناتھ بھگوان کے اُپدیش اور انتظام کو قابل ماننے کی اسوقت
قرار نہین دیا۔ اور آئندہ کو اخیر مضمون پر یہ لکھا ہے کہ پورانون کا مضمون ہرگز ایسا نہین ہوتا جسکو حرف بحرف
مانا جاوے۔ یہ دو فقرہ بہت ہی بیجا لکھے گئے ہین ۔ ع۱ اول اس دنیا مین ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ ڈیڑہ عقل ہے ایک
مجھ مین اور آدھی کل جہان مین۔ پورانے زمانہ کے باتونکو تردید کرنے مین اس خیال کو چھوڑ دینا چاہیئے اور سب سے پہلے اس
امر کا لحاظ کر لینا چاہیئے کہ اول جو بزرگ ہوگئے ہین اور جنکے اوپدیش یا انتظام کے ہم تردید لکھتے ہین۔ اونسے ہم مین
کچھ اوصاف اور رتبہ زیادہ ہے یا بہت کم تجربہ کیا ہے کیونکہ بلا تجربہ اور آزمودہ کئے کوئی کام قابل عملدرآمد نہین ہوتا
اور نہ صرف عقل اور علم بلا کار آزمودہ کچھ کام کی ہوتی ہے ۔ علاوہ اسکے میری رائے مین لیڈر اور اوپدیشک وہ ہونا چاہیئے
اور اوسکو ہی بننا چاہیئے جسکے عقل کو ہزارہا آدمی تجربہ کرکے تسلیم کرلیوے اور اوسکی بات ماننے کو بسر و چشم تیار رہووے
اسپر یہ کہا جاوے کہ یہ کام سب آدمیون کا ہے لیڈر یا پیشوا آئین کیا کرے۔ مین یہ کہتا ہون کہ نہین اگر لیڈر یا پیشوا اچھا ہو
اور اچھا ہے تو اوسکا ثبوت ہی یہ ہے کہ اسکی معتقد زیادہ ہون نویسندہ مضمون کے نہایت ہی بیجا کیا کیفیت ہے ابھی تک
مین نے نہین سنی ہے میری سمجھ مین لیڈر یا پیشوا کا اول بطور چیرمین دسٹرکٹ بورڈ انتخاب ہو جانا چاہیئے پھر وہ کوئی
مضمون اوپدیشک پیر دیا کرے اور محنت کنندہ اوسکو فوراً عمل مین لایا کرے بدون اسکے خواہ مخواہ حد سے زیادہ
رائے زنی کرنیکا کسی کو کیا منصب ہے دیکھو مسٹر گوکہلی کو سب صاحب بلکہ گورنمنٹ تک تسلیم کرتی تہی کیا ایسا کوئی
جینون مین ہے اگر کچھ ہو تو برہمچاری دہرم بہوشن سیتل پرشاد جنکو ہر فرقہ اور ہر رنگ کے آدمی عزت کی نگاہ سے
دیکھتے ہین اور بہی دو چار شخص لیڈر ہین جیسے مہاراج پونا والے۔ اونکی یکطرفی بہالت ظاہر ہے اور نتیجہ بہی ظاہر ہے مطلب اسکا
یہ ہے کہ اول بذریعہ انتخاب کم از کم ہزار دو ہزار آدمیون مین خواہ وہ گریجویٹ انگریزی ہو یا سنسکرت یا سیٹھ ساہوکار
ہون۔ ایک شخص کا چناو ہو جایا کرے اور وہ شخص رہبری کیا کرے نہ کہ عوام صرف اور اخبار یا قلم کے تحریر کے زور سے
پنڈت گوپال داس مرحوم نے مورینہ مین بالکہلکر اور جابجا شاستر ارتھ کرکے نام پایا۔ پنڈت پنا لال جی نے بہی
گرنتھ راج باربیک کا مہان بہاشیہ کیا ہے اگر وہ اچھا ہے تو نام پا دینگے بیلحد سے کام کرنے سے نام ہوتا ہے اور پرچار
بہی ہو جاتی ہے نہ کہ صرف تحریر سے بلکہ سخت تحریر سے ۔ عملی حالات مطلب مضمون یہ کوئی مضمون جدید نہین لکھا گیا تہا

فہرست چندہ شری سبھا برہمچریہ آشرم ہستناپور بابت ماہ جولائی ۱۹۱۶ء

نام اشخاص معہ پتہ	رقم	نام اشخاص معہ پتہ	رقم
شری جین کمار سبھا۔ شیوہارہ (بجنور)	۴ر	لالہ ہیرالال جی کالا۔ رنگ پور (کلکتہ)	ےر
دہرپتنی لالہ نہال چند جی رئیس۔ نکوڑ (سہارنپور)	عـہ	بابو جوہری لال چھوٹے لال جی۔ مان پاڑہ (آگرہ)	معہ
لالہ جنسی دہر جین لال جی۔ کامان (ریاست بھرت پور)	دعـہ	لالہ جوہری لال جی۔ اگرہ	۶
لالہ مولک رام جی۔ لنڈھورہ (سہارنپور)	عـہ	بابو نورنگ لال جی۔ مان پاڑہ (آگرہ)	۸ر
لالہ چھوٹے لال سکھہ مل جی نہٹور (بجنور)	صر	لالہ بشمبر داس جی۔ توپ خانہ بازار راولپنڈی	للعـہ
لالہ یادو چند رپیارچند رجی۔ جاوراد (گوالیار)	دعـہ	لالہ بابد یوداس تلارام جی۔ سخاوت پور (آگرہ)	۵عہ
لالہ نیادر سنگ جی جین۔ نہٹور (بجنور)	صر	لالہ کستور چند تیج پال جی۔ امینر (خاندیش)	دعـہ
لالہ نعمت سنگ جی۔ سنیلی (میرٹھ)	عہ	لالہ لال من جی بزاز۔ جسونت نگر (اٹاوہ)	للعہ
لالہ شاہ مل جی۔ چھپرولی (میرٹھ)	صر	لالہ ہرچند ملوک چند دوشی کاکی۔ شولاپور	ے
لالہ سولچند مرولی لال جی۔ کاندہلہ (مظفرنگر)	عـہ	سنگئی بہاری بائی جی۔ بالاگہاٹ	ـہ
رائے صاحب ناندل جی۔ دیوہ دون	صر	لالہ دولت رام گلزاری لال جی۔ نیچ پاوی	ص
سیٹھ ہیرالال راج مل جی۔ نصیر آباد (اجمیر)	صر	لالہ جگمندر داس جی۔ میرٹھ	عہ
لالہ جھال چھجول جی۔ دہلی	دعـہ	لالہ مزاجی لال جی جین۔ سکیٹ	معہ
لالہ پارسداس جی خزانچی۔ دہلی	مر	لالہ موتی لال جی جیسوال۔ کاس گنج (ایٹہ)	معہ
لالہ حکم چند جگادہر مل جی ״	صہ	لالہ نیما سا سونا سا اد توار۔ ناگپور	دعـہ
لالہ بودا مل جی ״	دعـہ	لالہ کہنڈی لال مراری لال جی۔ بڑوت	صہ
لالہ دہرمداس نیادر مل جی ״	دعـہ	لالہ تلسی رام جی جمبی لال جی ״	دعـہ
لالہ جنگل مل رام چند رجی ״	لعہ	گوکل مندر بڑوت بڑوت	ابعـہ
لالہ چمن لال جی جین۔ لاہور	دعـہ	لالہ منالال فوتے دار۔ سنگوڑ	۶ر
لالہ مرلی دہر سنگم لال جی میرٹھ	لعہ	لالہ بنارسی داس۔ اجمیر	صر
لالہ بابو مل جگمندر داس جی۔ کاندہلہ (مظفرنگر)	صر	لالہ بدری داس جی جین۔ بوڑہا کھیڑا	ے
لالہ بشمبر داس بنواری لال جی۔ کھتولی (مظفرنگر)	عـہ	شریمتی دیوسندری بائی جی۔ میرٹھ شہر نظام قوم جگل مل دہلی	۶

میزان ـــــہ

صاحب یہ ثابت کر سکتے ہین کہ قانون قدرت مین بہی غلطیان سرزد ہوتی ہین - تو شاید ہمارے طریقہ علاج مین غلطی ہونا ممکن ہے اور حکیم صاحب کی قلمی رسائی کا آپ خود ہی اندازہ کر سکتے ہین -

(نوٹ) مجھکو ہر شہر مین عالنیٹرون کی ضرورت ہے کہ جنکو یہ عمل پوری طور پر سکھلایا جائے ؟ دو آنہ کا ٹکٹ جواب کیلئے آنا چاہئے صرف پلیگ ہی کا علاج اس طرح سے نہین ہو سکتا بلکہ کل امراض کا علاج مین نے اسی طریقہ سے آسانی کے ساتھ نکالا ہے -

ضرورت ہی! ایک اگروال جین سنیل گورتری عمر ۲۰ سال سو روپیہ ماہواری کا ہیڈ ماسٹر ہواہ کیلوسطے خالی ہی جت پرشاد ایم اے کیل جت اشرم لکہنو

ہرش!

دہرم پر نوجوانون بڑا ہرش ہبات کا ہے کہ جیسی ستہانک باسی بہائی بہی اپنے پوتر و کلیان کاری جین دہرم کا پرکاش بڑی دلیری و سادہ دلی سے کرنے لگے ہین چنانچہ دہلی کی جین وآریہ سماج کے مباحثہ مین برابر چھ دن تک ان کا شریک ہونا - اور ہر طرح سے پر سپر پریم رکہنا اسکے سوا شری شوامی بال برہمچاری پنڈت راج بر سدہ بکتا سوامی دیوی لال جی مہاراج کا عام ویاکہیان بارہ دری چاندنی چوک کے صحن مین منش جنم کے مہتوا (انسانی فضیلت) پر کرایا جسمین پانصد جین اجین والن وسیٹھ وساہو کارون کے علاوہ شریمان راجہ صاحب مقام اجیت گڈہ (کاٹھیاواڑ) بہی پدہارے - جنہون نے خود کہڑے ہو کر حاضرین سبہا کو بتلایا کہ شکار وغیرہ سے عہد کرا کر دیا دہرمی بنانا ان ہی مہاتاؤن کا کام ہے مین ان تیسوی سادہوؤن کے درشن غنیمت سمجھتا ہون کہ جنہون ہی سے شری سوامی چھوٹے لال جی مہاراج نے ایک ادھ دن کا برت کیا ہے غرض اس طرح سے آپکے پربہاؤ شالی ویاکہیان سے لوگون نے بڑا لابھ اٹھایا اور آیندہ ہفتہ وار عام سبہا ہونیکی خوشخبری سنکر سب بہائی بڑے خوش ہوئے تیسوی جی مہاراج کے درشن سے بہی بہت سے بہائیون نے جنم سپہل کیا اور ہر طرح سے لطف رہا پہر لالہ دلیل سنگہ صاحب نے حاضرین سبہا کو دہن باد دیتے ہوئے شری راجا صاحب کو اور دیک دہن باد دیا - اور پہر راجیشور یعنی اپنے شاہنشاہ کو دہن باد دیتے ہوئے ہر طرح سے شانتی ہونے کی دعا کی پہر بہگت سنواری لال صاحب نے گرہ مہا مین ایک پد پڑہا - پہر چار بجے کے بعد سبہا لسرجن ہوئی - اور پبلک پر جین دہرم کا اچھا اثر ہوا - ناظرین ترقی کا زمانہ ہے سب کو ملکر کام کرنا چاہیئے - جین قوم کا داس پہول چند جین پہاڑی دہیرج دہلی -

(نوٹ) دہلی کا ستہانک باسی جین سماج خوب کام کر رہا ہے - پہاڑی دہیرج پر اسکا ایک سکول بڑے اچھے طریقہ سے کام کر رہا ہے - جیسکے منیجر لالہ جوہری مل صاحب ایک بڑے سجن پرش ہین جن سادہو مہاراج کا ذکر اس مضمون مین آیا ہے وہ ایک بڑے ہی شانت پرنامی بکش سے رہت اور ودوان شخص ہین ہم نے بذات خود ان کے درشن کئے ہین - سبہا کو اپدیش دیکر خوب سمجھایا کرتے ہین - اگر آپ کی تعلیم اس سماج کے کل سادہو مہاراج کرنے لگ جائین تو جین سماج کا بہت کچھ ادہار ہو سکتا ہے - سب سے پہلے سادہو لوگون کو گرہستیون کے دونوں دویش بدہی مٹانی چاہیئے - دو رنگ کیس کر کے دویش کرنا بہت ہی برا ہے ہم اسوقت کے منتظر ہین کہ جب جین دہرم کے تینون فرقے دویش بدہی کو ترک کر کے ساتھ ایک اُنتی کرنے مین مل کر کام کرنے لگ جاوینگے - ایڈیٹر

ملا کر بنا ہوا ہے۔ جسم انسان کے دو حصے ہیں۔ ایک داہنا۔ دوسرا بایان۔ دایان ضد ہے بائین کی۔ اور بایان ضد ہے داہین کی۔ یعنی دونون ایک دوسرے کے متضاد ہین یعنی دایان مثبت ہے اور بایان منفی ہے۔ داہین دماغ کی رگین بائین جسم مین آئی ہین۔ اور بائین دماغ کی رگین داہنے مین جسطرح بجلی کی بیٹری مین تانبا جستے سے اور جستہ تانبے سے بذریعہ تارون کے ملایا جاتا ہے۔ اسیطرح جسم انسان مین مثبت منفی سے اور منفی مثبت سے ملایا ہوا ہے۔ مگر قواعد بجلی کی رو سے مثبت اور منفی کے ملنے سے بجلی پیدا ہوتی ہے چنانچہ بہت سے اصحاب آزمائش کر چکے ہین۔ کہ جسم انسان کے رگ و پٹھون مین بجلی موجود ہے جسکو قدرت کے پتے پتے مین اسی قانون کا نوشتہ نظر آرہا ہے۔ اور کوئی وجہ معلوم نہین دیتی کہ اس قانون سے انحراف کیا جائے اگر کرتے ہین تو گناہ کرتے ہین۔ نہ ہم نے کبھی یہ دیکھا کہ آگ جلانا یا ہوا نے خشک کرنا چھوڑ دیا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ایسے اٹل قانون کی پیروی کرتے ہوئے بھی خطا کھا سکین۔ ہرگز نہین۔ ہرگز نہین مگر کمال کی ضرورت ہے۔

جب تک کسی شخص کو پلیگ کا اثر نہین ہوا۔ اسکا خون اپنی اصلی حالت مین رہتا ہے۔ پلیگ سے متاثر ہوتے ہی خون مین کثافت آجاتی ہے یعنی خون زہریلا ہو جاتا ہے۔ جب مریض کے جسم کو گرم اور ٹھنڈا کرتے ہین یعنی پازیٹو کو نیگیٹو سے اور نیگیٹو کو پازیٹو سے ملاتے ہین تو وہی قانون قدرت جو کہ بادلون مین اور ہر جگہ کام کر رہا ہے ہمارا حامی و مددگار ہوتا ہے۔ نتیجتاً جسم مین جوش پیدا ہو جاتا ہے جسکو ہم بجلی کہین تو بیجا نہ ہوگا۔ مگر اسکو دکھلائی دیگی۔ اور مریض کو محسوس ہوگی۔ زہریلا مادہ فاسد پگھل کر جسم سے اسطرح باہر نکل پڑتا ہے جسطرح گرمیون مین گرم جسم پر ٹھنڈا پانی چھڑکنے سے پسینہ پھوٹ پڑتا ہے یا جسطرح لوہے کو سرخ کرکے پانی مین بجھانے سے میل باہر نکل پڑتا ہے۔ اور جسطرح بجلی پیدا ہونے پر بادل عارضی شکل کو چھوڑ کر اپنی ابتدائی حالت (یعنی پانی) کو قبول کر لیتا ہے۔ اسیطرح خون اپنی ابتدائی حالت کو اختیار کر لیتا ہے۔ اور بجلی پلیگ کے جراثیم کو ہلاک کر ڈالتی ہے۔ اور چند گھنٹہ مین مریض بھلا چنگا ہو کر چلنے لگ جاتا ہے مین نے تین مریضون پر اسکو آزمایا جنہین سے دو کو دو روز سے اثر ہوا تھا۔ اور غافل تھے۔ ایک کو شروع ہی ہوا تھا۔ تینون کو چند گھنٹون مین شفا ہوگئی۔ غفلت وغیرہ تمام کافور ہوگئی۔ اور گلٹی بھی تحلیل ہوگئی۔

اس طریقہ علاج مین ضروری بات یہ ہے کہ بھاپ دینے کے لئے ایک خاص آلہ تیار کرایا جانا چاہئے جس سے مریض کو بہ آسانی بھاپ دی جا سکے خواہ وہ کسی کروٹ سے لیٹا ہو۔ جب تک یہ آلہ نہین ہے پلیگ کا علاج نہین ہو سکتا۔ میرے پاس ایک حکیم صاحب کا خط اس مضمون کا آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپکی اطراف مین شدید طاعون کا حملہ نہین ہوتا۔ ورنہ صرف بھاپ کے لیے زود اثر علاج ہونا آپ نہ لکھتے اور پلیگ کے اقسام و نوعیت جو موجود ہین جنکے لئے یہ ایک ہی کافی کیونکر ہو سکتی ہے اسکے بارے مین میرا یہی جواب ہے کہ پلیگ کسی نوعیت کا ہو کچھ مضائقہ نہین ہے قانون قدرت جملہ مقامات پر جملہ اقسام و جملہ امراض کے لئے ایک ہے۔ اگر معالج جوش پیدا کرنے مین مشاق ہے اور اس ہنر مین کمال رکھتا ہے تو ممکن نہین کہ خطا ہو۔ ہان اگر کوئی

پنڈ چھوڑنے کی بات کیا ہم کسی کو پکڑے ہوئے ہین۔ تم اپنے گھر چلے ہم اپنے گھر چلے۔ چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی

پلیگ کے مجرب سائنٹفک علاج کی

سائنٹفک تھیوری

(از قلم بابو جگدیش پرشاد صاحب ہیڈ کلرک خزانہ کلکٹری سہارنپور)

چشم دید مشاہدہ ۱ - جب مین چکروتہ پہاڑ پر تھا مجھکو قدرتی مشاہدات کا از حد شوق تھا۔ گھنٹوں بادلوں کی آمد و رفت کو نہایت غور سے دیکھتا رہتا تھا۔ یہ امر بارہا میرے مشاہدہ مین آیا کہ بادلوں کے تہل کے تہل ڈٹے ہوئے پورب سے آ رہے ہین مگر نہ انمین بجلی نظر آتی ہے اور نہ ایک بوند پانی دکہلائی دیتا ہے۔ لیکن چند منٹ مین کیا دیکھتا ہون کہ پوربی بادلون کے مقابلہ مین پچھمی بادل بھی آنا شروع ہوا۔ اور دونون آپس مین ملے ملتے ہی گنبد کے اندر بادلون کا چکر سا گھومتا ہوا نظر آیا یہی حال پچھمی بادلون کا ہوتا ہے۔ پہلے جو بادل گہرے اور دبیز تھے۔ اب گہرے اور دھودین کے موافق تیلے ہو کر پھیل گئے۔

مشاہدہ ۲ - آج پوربی بادلون کی دہوم دہام ہے۔ اور پچھمی بادل اپنے مترون سے ملنے کو آ رہا ہے۔ دونون لفلگیر ہو کر آپس مین ملتے ہین۔ اور گرم گرم آنسو بہاتے ہین۔ دوسرے دن پچھمی بادلون کی چڑھائی ہے اور پوربی دوست استقبال کو آگے بڑھتا ہے۔ مگر دونون ملکر سرد آنسو گراتے ہین۔ (نتیجہ) پوربی بادل پازیٹو Positive اور پچھمی نگیٹو Negative ثابت ہوے۔ ان دونون کے ملنے سے حرکت پیدا ہوئی جس سے بادل گہل کر تیلے ہوگئے۔ اور پھیل گئے۔

مشاہدہ ۳ - بارش کے وقت اوپر آسمان مین دو سمتی ہوائین چلتی ہین۔ جب جب پوربی ہوا کا بادل پچھمی ہوا کے بادل سے یا پچھمی بادل پوربی سے ملتا ہے۔ تو بادلون مین جوش (کشش) پیدا ہوتا ہے۔ وہی جوش بجلی کی شکل مین نمودار ہوتا ہے یہی بادلی دنیا کی روح ہے۔ جیسے کہ پورنماشی کو جب آفتاب (مثبت) ماہتاب (منفی) کے مقابل آکر تکمہ بازیان کرتا ہے۔ تو ان دونون مین جوش امنڈتا ہے۔ ان دونون کی اینچا تانی مین بیچارے سمندر کی خبر بیجاتی ہے کہ اسکا پانی بیلوٹ تک کہنچا چلا جاتا ہے۔ یہی دونون آسمانی گہرہ ہونیکی روح ہین۔ حیوانی دنیا مین جب مذکر مونث سے ملتا ہے تو اسی جوش کی بدولت حیوانات مین پیدائش ہوتی ہے۔ جوانی مین اس جوش کی بہار ہوتی ہے۔ یہی حیوانات کی روح ہے۔ جب رات کا دن کے ساتھ ملاپ ہوتا ہے۔ تب وہی جوش اس جہان مین موج زن ہوتا ہے خلقت غفلت سے نکلکر بیدار ہوتی ہے۔ گویا مردہ ڈہانچہ مین پھر جان پڑتی ہے۔ پرندے مست ہو کر خوش الحانی کرنے لگتے ہین۔ نباتاتی دنیا لہلہا کر ہنس پڑتی ہے اور نسیم سحری کی بہینی بہینی لپٹین دل و دماغ کو معطر کر دیتی ہین اور عموماً تمام مریضونکو بلا ادویات کے تہوڑی دیر کے لیے افاقہ ہوجاتا ہے۔ اس لیے یہی ایک طاقت ہے جو اس کائنات کی روح اور کل جملہ امراض کو شفا بخشنے والی ہے۔ دور کیون جائے ہوا اپنے جسم ہی کو ملاحظہ کریئے۔ کہ وہ بہی مثبت اور منفی کو آپس مین

بھانڈ - اجی چل اُلو کے بچے - غلام زادے - کہین تیرے جیسے کمس کمبے بھی عزت دار ہوا کرتے ہین - لڑکا - جانے دو
صاحب جو ہے سو - اگر ہم عزت دار نہین ہین - تو ہمارے دیش والے برہمن کشتری - ویش چھتری سیٹھ ساہوکار
تو عزت دار ہین - ہم انکی عزت مین ہی اپنی عزت سمجھ لینگے کہاوت ہے کہ ہاتھی کے پیر مین سب کا پیر - بھانڈ کیا خوب
ننگ کے گھر ننگے آئے کپڑا اتار کے حال بھوکون کے گھر بھوکے آئے پڑا ناج کا کال - وے جنکی عزت کے ساتھ تو اپنی قوم کو لگاتا
ہے وے آپ پردیسیون کی آبرو پر ہاتھ پھیرتے ہین - اپنی کا تو کہنا ہی کیا ہے - رہی تو پہلی اور دہی تو پہلی لڑکا - بھائی شیر
خیر کرین - جو ہے سو - بات بڑی واہیات بیٹا لگ بولتا ہے - دستر پر عقل تو نہین جاتی رہی جو واہی تباہی بکتا ہے
بھانڈ - اجی چھوکرے - ہم آپ کہتے ہین - جو لوگ دو دو چار چار برسون کے لیے سود ہی سے تکرار کرین جو لوگ لڑکیان
بیچکر گذران کرین - جو لوگ ساٹھ سال کی عمر گذر جانے پر بھی بیاہ کرا وین - جو لوگ دہرم کھاتون کا مال ہضم کر جاوین -
جو لوگ دہرم کارجون مین روپیہ لیکا م کرین جو لوگ مقدمہ بازی کر کر کے اپنون کا ناک مین دم کرین جو لوگ باہم
دو بھائیون مین لڑائی کرا کر خوش ہوون - جو لوگ رنڈیون کا ناچ کرا کر اپنی عورتون تک کو ناچ مین شامل کرین جو لوگ
بدہواؤن کے حقوق پر ہاتھ مارین - جو لوگ رفاہ عام کامون کے چلنے مین روڑا اٹکاوین - جو لوگ قومی خیرخواہون
کو برا بھلا کہین - جو لوگ … سوانگ بناوین جو لوگ بہن بیٹیون کی فحش گالیان سنکر خوش ہون - جو لوگ مُردون
کا مال کھانے پر گدھون کی طرح ٹوٹ پڑین جو لوگ اُن کو گنوار شان بناوین - جو لوگ بدہواؤن کی تعداد بڑھا کر
بدچلنی پھیلانے کے قابل ہون کیا وے بھی عزت دار کہے جا سکتے ہین - لعنت تجھ بے وقوف کی لمبی چوڑی عقل پر - اجی
سلسلہ جو کوئی ایسے بے حیا آدمیون کو عزت دار کہے وہ بھی ہزار غلامون کا خوشامدی غلام ہے - لڑکا - اجی جاؤ حضرت
ملوست - جو ہے سو - اگر سیٹھ کو غصہ آ گیا تو تمہاری عزت بگڑ جائیگی - بھانڈ - چھوکرے یہ تو ہم پہلے ہی سے جانتے ہین کہ تمہارے
دیش بھائی - دوسرون کی عزت لٹا دینے والے ہین لیکن یہ یاد رہے کہ یہ لوگ بے حیا ہین - انکو چاہے جیسی کہلو - پرواہ
نہین کرتے - اور بھائی ہم تو چاہتے ہی ہین کہ انکو غصہ آئے - اور یہ کچھ کر کے دکھلاوین لیکن یہ تو بالکل مردہ ہو چکے ہین - بھلا
پھر ان کو غصہ کہان - لڑکا - … صاحب خاموش رہو - کیا سب آدمی یکسان ہی ہوتے ہین جاؤ چلے جاؤ -
اپنا راستہ لو - نہ معلوم کیا ہو جائے - بھانڈ - چلے بانڈ کا چھوکرا اور کنجوس مکھی چوس کا بیٹا - ہم کیون چلین - کیا ہم سب کو
برا کہتے ہین جو نیک ہین - وے نیک ہین - وے بلا شک عزت دار ہین - دیش کے سنگار ہین لیکن ایسی تعریف کے مستحق سب
تھوڑے ہی ہین - وے تو انگلیون پر گنے ہین - باقی سب زندہ ہوتے بھی مردہ ہین - اگر ایسے لوگ بالکل مر گئے ہوتے تو شاید
افسوس نہ ہوتا - لڑکا - خوب - صاحب خوب - جو ہے سو - یہ خوب جھاڑی - اچھا اب تم ہی عزت دار کے ناتی پڑناتی سہی
سہی لیکن اس جعل کا پھندا بھی چھوڑو گے - یہ سب پہلے آدمیون کی اولاد مین سے ہین - زبان شرمندہ نہ کرو - مد شرم
کے مارے کیا جھکیا کر بیٹھیں - بھانڈ - لڑکے بادشاہ اس سے تو بے فکر رہو - شرم تو انکے پاس تک نہین - اور ہی

پلیگ کا مجرب سائنٹیفک علاج

مریض کو چارپائی پر لٹاکر گلٹی پر پانی کی اس قدر بھاپ دو کہ پسینہ ٹپکنے لگے۔ اور پھر فوراً ہی ایک رومال میں آدھ سیر برف کا ڈلا لیکر گلٹی کو ٹھنڈا کرنا شروع کرو کم از کم ۱۵ منٹ تک کرتے رہو۔ اسکے بعد پھر بھاپ دینی شروع کرو۔ اور پھر ٹھنڈا کرو۔ غرض کچھ دیر کرتے رہو۔ اسطرح تین چار مرتبہ عمل کرنے سے پلیگ کی گلٹی آرام ہو جائیگا۔ دیگر اقسام کے پلیگ میں کل جسم پر بھاپ دیکر پیروں کے تلوؤں کو برف سے ٹھنڈا کرنے سے آرام ہو جائیگا۔

بھانڈوں کی نقل نہیں بلکہ اصل

ایک امیر کبیر دھنا سیٹھ کے مکان پر محفل لگی ہوئی ہے۔ برہمن۔ کشتری۔ ویش بہت لوگ بیٹھے ہیں۔ رنڈیوں کا ناچ تو ختم ہو چکا ہے۔ اب بھانڈوں کی تاک میں محفل کی آنکھیں لگ رہی ہیں۔ لہذا فوراً ہی آٹھ دس بھانڈوں کو ساتھ لئے ایک بوڑھا بھانڈ [illegible] ہا ہا۔ ہی ہی۔ ہو ہو۔ کرکے محفل کے درمیان آتا۔

بھانڈ۔ محفل کی طرف اشارہ کرکے [illegible] نے بھانڈ بھی کیا ہی اچھی چیز بنائی ہے۔ واہ واہ کیا کہنے۔ ایک لڑکا کیا خوب جو ہے سو۔ خود ہی اپنے منہ میاں مٹھو بننے لگے۔ بتلاؤ تو سہی تمہارے اندر کونسی بات تعریف کے قابل ہے۔ بھانڈ۔ چل بے نالائق چھوکرے۔ ہم جیسے لوگوں سے مسخری کرتا ہے۔ ہم اور ہیں بے ادبی۔ لڑکا۔ حضور جو ہے سو آپ یہ تو بتلائیں کہ ہیں کون۔ نواب ہیں۔ یا نواب کے سالے۔ بھانڈ۔ ابے حرام زادے کیا حرام زادے۔ تو ہمکو نہیں جانتا۔ لڑکا۔ جی جناب جو ہے سو۔ میں آپکے گھر بڑے شال کہانے گیا تھا۔ جو آپکو جانتا ہوتا۔ آخر کچھ آپ ہی بتلا دیجئے کہ آپ ہیں کون۔ بھانڈ۔ ابے ہم۔ ہم [illegible] کچھ نہ پوچھ۔ ہمارے نام کے پیچھے دار لگی ہے لڑکا۔ خوب۔ جو ہے سو دار [illegible]۔ مطلب کو صاف کیجئے کہ دار سے کیا مراد ہے۔ بھانڈ۔ ابے چھوکرے اس دار سے وہ مراد ہے کہ جو بڑے لوگوں نے لے رکھی ہے۔ لڑکا۔ خوب۔ جو ہے سو میں سمجھ گیا۔ آپ یا تو کوئی چوکیدار ہیں۔ اور یا قرضدار۔ بھانڈ۔ ابے دور کہاں۔ جو گھر میں [illegible] آیا ہے تجھے معلوم نہیں ہے کہ دار کا استعمال کہاں ہوتا ہے۔ آ تو کہیں گا۔ ابے دیکھ جمعدار۔ رفعدار۔ صوبیدار۔ [illegible]۔ نمبردار۔ زمیندار۔ تھانیدار۔ تحصیلدار۔ جاگیردار وغیرہ بس ایسے ہی ایک دار سے ہمارا تعلق ہے۔ لڑکا۔ تو بہت ممکن ہے کہ آپ سردار ہوں۔ اور سردار انگریزی لوگوں کے خاندان ہوتے ہیں۔ بھانڈ۔ ابے جا تو۔ تجھے بھی اوٹ پٹانگ ہی سوجھتی ہے۔ ابے ہم ہیں عزتدار لڑکا۔ خوب۔ شیطان کے چچا۔ خوب۔ جو ہے سو کبھی تمہارے باپ دادا کے بھی عزت باقی ہے جو آج تم عزت دار بنتے ہو۔ اسے عزت دار ہیں۔ ہم جیسا بھانڈوں میں وہ اسکی بیٹی ناک لیکر بیٹھے ہیں۔ کہو کیسی کہی۔

راجہ نے طیش میں آکر کہا - مہاراج آپ بھولے میں ہیں - یہ سرائے نہیں - بلکہ تخت شاہی ہے جسکا میں واحد مالک ہوں - آپ اٹھ جائیے - اور اپنا راہ دیکھیے - سادھو کہنے لگا خوب بچہ خوب - کیا ہم اسکا سرائے ہونا ثابت کرتے ہیں - بھلا تو یہ تو بتلا کہ تجھسے پہلے اسپر کون بیٹھتا تھا - راجہ بولا - میرے والد صاحب - اچھا اُس سے پہلے - کہا کہ میرے دادا بزرگوار - اچھا اُس سے پہلے کہا میرے والد صاحب کے دادا صاحب - اچھا اُس سے پہلے کہا میرے دادا صاحب کے دادا صاحب - اچھا اُس سے پہلے - راجہ سوچنے لگا - کیونکہ یوں تو یہ سلسلہ اناد کال تک چلا جائیگا اسکا خاتمہ کہاں ہوتا ہے - جواب دیا کہ مہاراج یہ سلسلہ تو کبھی ختم ہونے والا نہیں ہے - یہ تو چلا ہی جائیگا - سادھو بولا بس - یہی تیرا شاہی تخت ہے جسپر تجھکو اتنا گھمنڈ ہے - ارے نادان اناد کال کی سرائے کو تو اپنا تخت بتلا رہا ہے بھلا تیرے سے زیادہ کون بے وقوف ہوگا جب اس سرائے میں اسقدر مسافر آئے اور چلے گئے - پھر تو ہی کیا یہاں ہمیشہ رہیگا - ارے تو جائیگا - اور کوئی آئے گا - پھر بھلا بھائی اگر ہم ایک رات آرام کرکے چلے جائینگے تو کیا کوئی بُرائی ہو جائیگی - راجہ خاموش - لاجواب - ہاتھ جوڑکر چلتا بنا - اور گھر پہ جاکر سوچنے لگا سادھو سچ کہتے ہیں - بیشک یہ سرائے ہے - میں نے بڑا دھوکہ کھایا - سرائے کو گھر مان لیا - مسافر ہوکر مالک بن بیٹھا - خیر اب بھی سویرا ہے - صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو وہ کھویا ہوا نہیں سمجھا جاتا - چلو یہی ایک بات ہی ہاتھ آئی - اور بات بھی وہ کہ جو ہمیشہ بہرہ ور کیوں بھائی پڑھنے والو - تمھاری سمجھ میں بھی یہ بات آئی کہ درحقیقت دُنیا سرائے ہے - اگر ہے تو تم مسافر ٹھیرے کہو مسافر ہوکر مسافر ہی بنے ہوئے ہو یا مالک بن بیٹھے ہو اگر مسافر ہی ہو تو تم بھائی بہرہ ور ہو - حق پر ہو - ورنہ اگر مالکی کا دعوی ہے تو بالکل غلط - ہاں بھائی ذرا دل میں ایک منٹ کے لئے یہ خیال تو جماؤ - کہ ہم سرائے کے مسافر ہیں - اور ہمکو یہاں سے کسی دوسرے مقام پر جانا ہے - جماؤ جماؤ - یہ خیال کل راز کو کھول دیگا - بس اسی خیال کے اوپر اس سوال کا دار و مدار ہے - پہلے آنکھیں بند کرو - دل کو ٹٹولو - اور سوچو - ہم کون ہیں - کہاں سے آئے ہیں - کہاں جائینگے - یہاں کیا کرنا تھا - اور کیا کرنے لگ گئے - بس جس بات کو تم دھیان کروگے اُسکا جواب بالکل صحیح ملیگا - اصلیت کھل جائیگی - آنند آجائیگا - پھر اس سوال کے اُٹھانے کی ضرورت نہ رہیگی کہ دُنیا کیا ہے -

دنیا ہے سرائے - اور دنیا دار ہیں مسافر - بس یہی بات ہے - اگر یہی بات ہے تو یہی سہی - آخر حرج کیا ہے - نہیں بھائی حرج ہے - اور حرج یہ ہے کہ مسافر کو سرائے میں غافل ہونا نہ چاہیئے - سرائے میں ہزار خطرہ ہیں - ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے - نہ معلوم کیا آفت آجائے - نہ معلوم کیسے چوروں کا سامنا کرنا پڑجائے - ہوشیار ہوکے - بچے ہوئے غفلت کروگے نقصان اٹھاؤگے اول تو تمکو رہنا ہی کتنی دیر ہے - آنکھ کھلے سویرا ہے لیکن پھر بھی ہوشیار رہو تاکہ خطرہ سے بچے رہو -

یہہ دُنیا نہیں ہے - یہ تو کوئی سرا ہے ؛ یہہ آخرت کا گھر ہے - یہ خطرہ کی جا ہے

الراقم } یا - دُنیا دو رنگی مکا سرا ؛ کہیں عبرو خوبی کہیں ہائے ہا

دل کی حقیقت

سلطنت ہے جسم انسان دل ہے اسکا بادشاہ — ہے حکومت کی بدولت دل کا قایم عز و جاہ
دل نگر جاے تو کب مٹتی ہے انسان کی نگاہ — طاقت دل کی مدد سے ہو زمانہ کا نباہ

دل کی طاقت لومڑی کو بھی بنا دیتی ہے شیر
دل کی کمزوری سے دم میں پست ہو دو دلیر

دل کی طاقت سے نہ بیماری قریب آئے کبھی — دل کی صحت سے نہ جی انسان کا گھبرائے کبھی
پست دل گر ہے تو تندرستی نہ دکھلائے کبھی — دل قوی گر ہے تو سینہ میں غم نہ گھر پائے کبھی

بادشاہت دل کی کرتا ہے حکومت خلق میں
ہو اُسی سے نام استقلال ہمت خلق میں

دل نے جو چاہا ہے کسی پہ ہی انسان کرے — آنکھ کو گریان بھی دل کرے ہی خندان کرے
خلق پر اپنی عنایت کا بھی احسان کرے — لطف سے اپنے گدا کو بھی یہی سلطان کرے

طاقت دل کے کرشمے ہیں بہار باغ میں
تازگی سے اسکے بڑھتا ہے وقار باغ میں

دل کو اچھے کام میں مشغول کرنا چاہیے — ہو بُری باتوں سے نفرت بد سے ڈرنا چاہیے
نقش نیکی صفحۂ دنیا پہ بھرنا چاہیے — کر کے وعدہ کو کسی سے مت مکرنا چاہیے

روشنی دل کی ضیا بخش مکان خلق ہے
تازگی اسکی بہار بوستان خلق ہے

دل کی طاقت نے بشر کو حکمت دانی کی عطا — پیر کو بھی طاقت عہد جوانی کی عطا
بادشاہوں کو بھی شان حکمرانی کی عطا — سلک شاعر کو بھی اس نے گوہر افشانی کی عطا

اے تمنا طاقت دل کا کروں کب تک بیان
طول اور ہے وہ داستان عاجز ہوئی اپنی زبان

دُنیا کیا ہے!

یہ ایک سوال ہے جسے حل کرنے کے لئے ہر ایک انسان کوشش کرتا ہے۔ کوئی فقیروں سے ملاقات کرتا ہے کوئی

ہے آشرو کی وجہ سے بندھ ہوا ہے اسواسطے اور نرجرا کے موکش ہونا چاہیے ۔ وہ ہی سمیگتی دیگر باتون کا بھی بچار
کرتا ہے اُسوقت موکش وغیرہ کا بچار نہین ہوتا ہے لیکن شردھان وہی بنا رہتا ہے ۔

اُپدیش

جین مت مین اُپدیش چار انویوگ سے دیا ہے (۱) پرتھما نویوگ (۲) کرنا نویوگ (۳) چرنا نویوگ (۴) درویا نویوگ جسمین تیرتھنکر
چکرورت وغیرہ مہان پرشون کے چرتر بیان کئے ہین وہ پرتھم انویوگ ہے جسمین تین لوک کا یا گن ستھان مارگنا کرم پرکرتی
وغیرہ کا بیان ہے وہ کرن انویوگ ہے ۔ دھرم آچار کا جسمین بیان ہو وہ چرن انویوگ ہے جیو درویہ سات تتو وغیرہ کا
جسمین بیان ہو وہ درویہ انویوگ ہے ۔ پرتھم انویوگ مین تو سنسار کی رنگا رنگ کی حالت یا پن پاپ کا پھل یا بڑے
پرشون کے کام دکھلا کر دھرم مین لگانے کی کوشش کی ہے جو جیو مند بدھی ہین اس طرف سے وہ بھی دھرم مین لگجاتے
ہین ۔ کیونکہ باریک اصولون کو تو وہ سمجھ نہین سکتے دنیاوی باتون مین انکا جی لگتا ہے ۔ اسواسطے پرتھما نویوگ مین کہانی بیان
کی ہین لیکن مقصد ہر جگہ پاپ کو چھوڑ کر دھرم مین لگنے کا ہی رکھا گیا ہے ۔ تھوڑی عقل والے جیو کتھا کے لالچ سے
اسکو پڑھتے سُنتے ہین ۔ اسواسطے تھوڑی عقل والون کو سمجھانے کے واسطے پرتھما نویوگ ہے ۔ اور جنکو سمیگیان پہلے سے
ہے وہ اگر پرتھمانویوگ کو پڑھتے ہین تو انکو اپنے اعتقاد کی تمثیلین ملتی ہین ۔ جیسے گیانی پن پاپ کے پھل سکھ دکھ جانتا تھا
پرانون کے پڑھنے سے تمثیل مل گئی کہ جسنے پن کیا اُسکو سکھ ملا اور جسنے پاپ کیا اُسکو دکھ ملا ۔ اسکے علاوہ بہادر لوگون
کو بہادرون کی تعریف سُنکر اور بزدل ان کی برائی سنکر بہادری کا جوش پیدا ہوتا ہے اسی ہی طرح دھرماتما کی تعریف اور پاپی
کی برائی جسمین ہو ایسی کتھا سُنکر دھرم مین اُتساہ بڑھتا ہے اسواسطے پرتھما نویوگ سے یہی فائدہ ہے کرنانویوگ سلسلہ
مین جیو اور کرم کی تفصیل بیان کرکے یا تین لوک کی بناوٹ بتاکر دھرم مین لگایا ہے جو لوگ دھرم مین اُپیوگ لگایا چاہتے
ہین سو جیو کی گن ستھان اور کرم کی کارن اور پھل وغیرہ کو مفصل جانکر اور ترلوک مین نرک سورگ وغیرہ کے ٹھکانے جانکر
پاپ سے ہٹتے ہین اور دھرم مین لگتے ہین ۔ اسکے علاوہ ایسا سوکشم (باریک) بیان جین مت مین کیا ہے اور کسی مت مین
نہین کیا ایسی جین مت کی مہما بھی اس سے ہوتی ہے … حساب کو کہتے ہین اسواسطے حساب کرکے گنتی بیان کیا وہ
وہ کرنانویوگ ہے چرنانویوگ مین طرح طرح کے دھرم کے سادھن بیان کرکے جیو کو دھرم مین لگایا ہے ۔ سراوک اور منی کے آچرن
بیان کئے ہین ۔ درویانویوگ مین درویہ کا اور تتو کا بیان کرکے جیو کو دھرم مین لگایا ہے جو کوئی جیو اجیو وغیرہ تتو کو نہین
پہچانتے ہین آپکو اور پر کو علحدہ نہین جانتے انکو دلائل اور تمثیل دیکر انکا سروپ دکھایا ہے ۔ اسکے ابھیاس سے انادی
اگیان دور ہوتی ہے ۔ انیہ مت کی گھڑنت تو جھوٹ ثابت ہوتی تب جین مت کی پرتیت ہوتی ہے ۔ اور جنکے سمیگیان
ہوگیا ہے وہ سمیگیان کے شاسترون کو پڑھتے ہین تو انکے دھرم سے پرتیت بڑھتی ہے راگ آدک دور ہوتے ہین ۔

تب کے ہی موکش ہو گیا بعض کارن ایسے ہوتے ہین کہ جنکے ہوتے ہوئے ضرور کامیابی ہو اور اُنکے نہوتے ہوئے ہرگز
کام نہ ہو سکے۔ جیسے سمیک درشن گیان چارتر کی ایکتا ہونے سے ضرور موکش ہوتی ہے اور اُنکے نہ ہونے سے ہرگز موکش
نہین ہو سکتا۔ اسواسطے موکش کا پراپت کرانے والا کارن سمیک درشن گیان چارتر کی ایکتا ہی موکش مارگ ہے۔ سمیک
درشن سمیک گیان سمیک چارتر ان تینون مین سے اگر ایک بھی نہ ہوے تو موکش نہین ملسکتا۔ (سوال) اسنیت سمیک
درشٹی کے چارتر نہین ہے اُسکے موکش مارگ ہے یا نہین (جواب) اصل مین تو سمیک چارتر ہونے سے ہی موکش مارگ ہوگا
لیکن چونکہ اسکے ضرور سمیک چارتر ہوجاویگا اسواسطے اُپچار سے موکش مارگ ابھی کہسکتے ہین جیسے کسی شخص نے کسی
مقام پر جانے کا پختہ ارادہ کیا تو بیوہار مین ایسا ہی کہدیتے ہین کہ شخص اس مقام کو چلدیا۔ تتوارتھ کا شردھان سمیک درشن
ہے تتو سات ہین۔ جیو۔ اجیو۔ آشرو۔ بندھ۔ سمبر۔ نرجرا۔ موکش۔ (سوال) شاستر مین ترجنچ کے بھی سمیکت ہو
جانا لکھا ہے مگر ترجنچ ان سات تتو کا نام بھی نہین جان سکتے ہین پھر اُنکے سمیک درشن کیسے ہو سکتا ہے (جواب) بیشک
وہ نام نہین جان سکتے۔ نام سے کچھ مطلب نہین ہے اُنکا سچا سروپ جانکر شردھان کرنے سے سمیک ہوتی ہے۔ کوئی مختصر
طور پر سروپ جانکر شردھان کرتا ہے اور کوئی مفصل طور پر۔ ترجنچ اگرچہ نام نہین جانتے مگر تتو کا سروپ معمولی طور پر جانکر
شردھان کرسکتے ہین جیسے ترجنچ یعنی حیوان اپنا اور دوسرے کا نام تو نہین جانتے ہین لیکن آپ کو آپ اور غیر کو غیر جانتے ہین اسیطرح
طرح تھوڑے گیان والے جیو اجیو تتو کا نام نہین جانتے ہین لیکن گیان سروپ والی آتما کو آپ۔ اور شریر وغیرہ کو غیر جانتے ہین
دیکھئے ترجنچ یعنی حیوان سکھ دُکھ وغیرہ کا نام نہین جانتے ہین لیکن سکھ دکھ کی حالت کو پہچان کر اُس کے واسطے
دُکھ کے اسباب کو دور کرنا چاہتے ہین ایسے ہی تھوڑی سی گیان والے موکش وغیرہ کا نام نہین جانتے تو بھی سکھ روپ
موکش کی حالت کا شردھان کرکے اسکے واسطے آیندہ بندھ کے کارن راگ وغیرہ آسرو کو تیاگ کر سمبر کیا چاہتے ہین اور سنسار کو
دُکھ کا کارن جان شدھ بھاو کر نرجرا کیا چاہتے ہین اسطرح ساتون تتو کا شردھان اُنکے ہے۔ اگر انہین ایک بھی تتو کا شردھان
نہ ہو تو ایسی خواہش پیدا نہو مگر ترجنچ سمیک درشٹی کے ایسی خواہش ہوتی ہے اسواسطے اُسکے ساتون تتو کا شردھان ہوتا ہے
(سوال) جس کال مین سمیک درشٹی پیٹ کشائے مین لگا ہوا ہو اُس کال مین سات تتو کا بچار نہین ہے اسواسطے شردھان
نہین ہے مگر پھر بھی سمیکت کا موجود ہونا کہا جاتا ہے یہ بات کسطرح ہے (جواب) بچار تو اُپیوگ کے آدھین ہے جدھر
اُپیوگ لگتا ہے اُس ہی کا بچار ہوتا ہے اور شردھان اعتقاد کو کہتے ہین اسواسطے کسی دوسری چیز کا بچار کرتے ہین یا
سونے کی حالت مین تو تتو کا تو بچار نہین ہے۔ مگر تتو کا اعتقاد ضرور قایم ہے اسواسطے سمیکت بنا رہتا ہے جیسے کسی بیمار
کو یقین ہے کہ مین انسان ہون حیوان نہین ہون مجھکو اسوجہ سے بیماری ہوئی ہے۔ بیماری کے اسباب کو دور کرکے بیماری کا علاج
کرنا چاہئے۔ وہ بیمار دیگر باتون کا بھی بچار کرتا ہے دیگر باتون کے بچار کرنیکی حالت مین بیماری کا اور اُسکے علاج کا بچار نہین
ہوتا ہے لیکن شردھان اُسکا ایسا ہی رہتا ہے اسی طرح سمیک درشٹی کے یہ یقین ہے کہ مین آتما ہون پدگل نہین ہون

حالت میں اُپدیش کارج کاری ہے۔ ایک اندری وغیرہ جیو جنکو بچار شکتی نہیں ہے اُنکو تو اُپدیش سمجھنے کا گیان ہی نہیں ہے
اور جس جیو کو راگ زیادہ ہو اُسکا اُپیوگ اُپدیش کی طرف لگتا نہیں اسواسطے جس جیو کے بچار شکتی ہو اور راگ بھی کم ہو
اُسکا پرشارتھ کارج کاری ہے۔ اگر ایسی حالت مین تتو نرنے کرنے کا پرشارتھ نہ کرے تو وہ اپنا وقت پرماد مین خراب کرتا
ہے۔ اور سنسار ہی مین پھنستا ہے اور جو کوئی تتو نرنے مین پرشارتھ کرتے ہین اُنکے مکتی بنتا بڑھتی ہے اور کرمون کی
طاقت کم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ تو تتو نرنے کرتا ہے اسواسطے درشن موہ کا تو اُسکے اُپشم ہو ہی جاوے اور درشن موہ کا اُپشم ہوتے
ہوئے خود ہی سمیک گیان ہوتا ہے اور سمیک درشن ہونے سے اُسکے اعتقاد تو یہ ہوگا کہ مین آتما ہون راگ وغیرہ
نہ کرنا چاہئے۔ لیکن چارتر موہ کے اُودے سے راگ بھاؤ ہوتے ہین مگر موہ کا اُودے تیور ہو تو اپنے کشائے مین لگے اور
موہ کمزور ہو تو اپنے پرشارتھ سے دھرم کارجون مین اُپیوگ لگاتا ہے اس کی وجہ سے چارتر موہ بھی کمزور ہوتا جاتا ہے
ایسے ہوتے ہوتے دیش چارتر یعنی شراوک دھرم یا سکل چارتر یعنی منی دھرم اختیار کرنیکا پرشارتھ کرتا ہے۔ چارتر کو اختیار
کر اپنے پرشارتھ سے دھرم کی طرف پرنامون کو بڑھاتا ہے تو کرمون کی طاقت گھٹتی ہے اور پرنام زیادہ زیادہ صاف ہوتے
ہین اور کرمون کی طاقت گھٹتی جاتی ہے۔ اسطرح آہستہ آہستہ بالکل موہ کا ناش ہو جاتا ہے اور پرنام شدھ ہو جاتے
ہین جنکی وجہ سے گیانا ورن وغیرہ کرمونکا ناش ہو جاتا ہے اور کیول گیان ظاہر ہو جاتا ہے اسکے بعد اگھاتیا کرم خود ہی ختم
ہو جاتے ہین اور شدھ سدھ پد حاصل ہو جاتا ہے۔ اسواسطے جہان پرشارتھ ہو سکے وہان تو ضرور کرنا چاہئے بیشک ایک اندری
وغیرہ پرجائے مین یا کشائے زیادہ تیز ہونے کی حالت مین پرشارتھ نہیں ہو سکتا مگر انسان مند کشائے کی حالت مین تو
سب کچھ کرسکتا ہے اگر ایسی حالت مین بھی وہ پرشارتھ نہ کرے تو بڑے بھول کی بات ہے مثلاً کوئی شخص دریا مین پانی کی
زیادہ بہاؤ مین بہا جاتا ہے جہان پانی کا زیادہ زور ہے وہان تو اُسکا پرشارتھ کچھ کام نہیں کرسکتا اور نہ دوسرے کا اُپدیش
کچھ سودمند ہے لیکن جہان پانی کم ہو جاوے وہان تو کوشش کرکے باہر نکل آنا چاہئے اور جو کوئی شخص باہر نکلنے کی کوشش نہ کرے
اسکو دیوانہ سمجھ لینا چاہئے اس ہی تمثیل کے موافق جیو سنسار مین گھومتے ہین۔ جب کرمونکا زور ہوتا ہے اُسوقت تو کچھ
پرشارتھ ہو نہیں سکتا اور نہ اُپدیش کچھ کام کرسکتا ہے لیکن مند اُودے ہونے کی حالت مین اگر اُپدیش نہ سنے اور پرشارتھ نہ کرے
تو پھر کرم کا زور ہونے سے نگود وغیرہ پرجائے ملیگی جہان کچھ نہ ہوسکیگا۔ اسواسطے موقع کو پاکر ہرگز نہیں چوکنا چاہئے موہ وغیرہ
کرم جنکی وجہ سے آتما کی حالت اشدھ ہو کر دکھی ہو رہی ہے ان کرمون کا ناش ہو کر آتما کی بالکل شدھ حالت کا ہونا
موکش ہے اس بات کی کوشش کرنا موکش مارگ ہے۔ ایک کام کے کئی سبب ہوتے ہین اُنمین بعض تو ایسے ہوتے ہین جنکے نہ ہونے
سے وہ کام نہ ہوسکے مگر اُنکے ہوتے ہوئے وہ کام ہو بھی اور نہ بھی ہو اس ہی طرح منی پد اختیار کئے بنا تو موکش ہو نہیں سکتا
اور منی ہو کر موکش ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔ بعض کارن ایسے ہوتے ہین جنکے ہوتے ہوئے تو کام ہو جاوے مگر انکے نہ ہونے
ہوئے بھی بعض دفعہ کام ہو جاوے جیسے انسن وغیرہ بیرونی تپ کرنے سے موکش ہوتا ہے لیکن بھرت وغیرہ کے بغیر ہوئی

کہ ایک کام کے ہونیکے کئی اسباب ہوتے ہین چنانچہ موکش کا اُپاے تینون مذکورہ بالا سبب ملنے سے ہوتا ہے اور جہان اُپاے
نہین ہوتا ہے وہان یہ تینون سبب نہین ملتے ہین۔ ان تینون اسباب مین کال لبدھی یا ہونہار تو کچھہ چیز ہی نہین ہے۔
جس کال مین کام ہوجاوے وہ ہی کال لبدھی ہے اور جو کام ہوگیا وہی ہونہار ہے۔ اور کرم کا کم یا کمزور ہونا پدگل
کی شکتی ہے اُسکا آتما کرتا نہین ہے۔ اور پرشارتھہ سے کوشش کی جاتی ہے یہ آتما کا کام ہے اسواسطے آتما کو پرشارتھ
سے کوشش کرنیکا اُپدیش دیا جاتا ہے پس جس ذریعہ سے اسکا مقصد پورا ہو وہی کوشش کرنی چاہیے۔ کوشش کرنیسے دیگر
سامان بھی مہیا ہوجاتے ہین اور کامیابی بھی ہوجاتی ہے اسکے خلاف اگر بیرونی سامان بھی ملین اور کوشش نکیجاوے تو کوئی کام
نہین ہوتا ہے۔ اسہی وجہ سے جسنے شاستر بیان کے موافق موکش کا اُپاے کیا ہے اُسکے کال لبدھ یعنی ہونہار بھی ہوا ہے اور
کرم کا اُپشم وغیرہ بھی ہوا ہے۔ پس جو کوئی پرشارتھ کرکے کوشش کرتا ہے اُسکے سبب ذریعہ ملجاتے ہین۔ اور موکش کی پراپتی
ہوجاتی ہے۔ جو جیو اُپدیش سُنکر پرشارتھ کرتے ہین وہ موکش کا اُپاے کرسکتے ہین اور جو پرشارتھ ہی نہین کرتے وہ کچھ نہین
کرسکتے۔ اپدیش تو سمجہاتا ہے اور نتیجہ جیسا پرشارتھ کیا جاوے ویسا ہوتا ہے۔ اگر ٹھیک پرشارتھ کیا جاویگا تو نتیجہ بھی ٹھیک
ہوگا اور اگر پرشارتھ خلاف کیا جاویگا تو نتیجہ بھی خلاف ہی ہوگا۔ اول چاہیے کہ اصلیت کو جاننے کی کوشش کرے پھر اُسکے
مطابق پرشارتھ کرے۔ (سوال) سمیک چارتر کا گھات کرنے والا موہ ہے اُسکے دور ہوے بغیر موکش کا اُپاے کیسے ہو
سکتا ہے۔ (جواب) اگر کوئی شخص تتو کے نرنے کرنے مین اُپیوگ نہ لگاوے تو اُس ہی کا قصور ہے۔ کسی کرم کا قصور نہین ہے
یہ دوش انسان کا ہی ہے افسوس انسان خود تو بے قصور بننا چاہتا ہے اور کرمون کو دوش لگاتا ہے جس انسان کو
موکش کی خواہش ہوگی وہ ایسی بناوٹ کبھی نہ بناویگا۔ دیکھو دنیاوی کامون مین ناکامیابی ہوتے ہوئے بھی برابر کوشش
کرتا ہے دنیاوی کامون کو کرمونکے بس چھوڑ بیٹھے تب جانین کہ یہ دلیل پیش کرتا ہے (سوال) یہ تو ٹھیک ہے مگر موہ
کرم کے اُدے سے بھاؤ کرم ہوتے ہین۔ اور بھاؤ کرم سے دربیہ کرم کا بندھ ہوتا ہے انادی کال سے یہ ہی سلسلہ چلا آتا
ہے موکش کا اُپاے کسطرح ہوسکتا ہے۔ (جواب) کرم بندھ یا اُدے اگر ہمیشہ یکسان ہی ہوا کرے تو بیشک ایسا ہی مان
لیا جاوے مگر ہوتا ہے اسکے خلاف یہان تک کہ پرنامون کے نمت سے پہلے بندھے ہوئے کرمون مین بھی کمی بیشی ہو
جاتی ہے اُنکی طاقت مین کمی بیشی ہوجاتی ہے اُنکے اُدے سے بھی زور یا کمزوری ہوجاتی ہے۔ پرنامون کی نمت سے
نئے کرمون کا بندھ بھی زور یا کمزور ہوتا ہے۔ اس ہی واسطے سنساری جیو کے کبھی گیان زیادہ ہوتا ہے کبھی کم کبھی راگ
وغیرہ زیادہ ہوتا ہے کبھی کم ایسا ہی حالتین بدلتی رہتی ہے۔ کبھی سنگیہ اندری پریایت ہوا تو بچار کرنے کی طاقت ہوگئی
اُس حالت مین کبھی راگ زیادہ ہے اکبھی کم۔ اگر راگ زیادہ ہوا البتہ کشائے ہی کے کامون مین پھنسا رہا اور اگر راگ کم ہوا
اور اُپدیش وغیرہ بیرونی سامان بھی ملا اور آپ پرشارتھ کرکے اُن اُپدیشون کی طرف دل بھی لگایا تو دھرم کے کامون مین لگا
اگر اُپدیش کی طرف اُپیوگ لگانے کا پرشارتھ نکرے تو دھرم مین کیسے لگ سکتا ہے۔ لیکن جبتک راگ کم ہونے کی

بہاؤ ہو گئے ہیں۔ موہ کرم کے ناش ہونے کے بعد اگر گھاتیا کرم رہیں بھی تو کچھ آکلتا پیدا نہیں کر سکتے جیسا کہ کیولی بھگوان
اگھاتیا کرموں کی وجہ سے سنسار میں رہتے ہیں مگر انکو کچھ آکلتا نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ اگھاتیا کرم موہ کرم کی موجود
گی میں آکلتا کے باعث ہوتے ہیں اسواسطے انکا دور ہونا بھی ضروری ہے لہذا سب کرموں کا ناش ہونا آتما
کو ہتکاری ہے یعنی آتما کا ہت سوائے موکش کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس سنسار میں سرب سکھی تو کوئی ہے ہی نہیں
مگر کوئی کبھی سکھی کہلاتا ہے کبھی دکھی کہلاتا ہے۔ سو یا تو اسکو زیادہ دکھ تھا پھر کسیقدر کم ہو گیا اسواسطے وہ سکھی
کہلاتا ہے۔ یا دوسرے جیو زیادہ دکھی ہیں اور وہ کم دکھی ہے اسواسطے سکھی کہلاتا ہے۔ اصل میں کوئی سکھی نہیں ہے۔
جیسے کسی کو بہت بیماری ہو پھر کسیقدر آرام ہو جاوے تو وہ اپنے آپکو سکھی مانتا ہے۔ اس ہی طرح سنساری جیو کو موہ
کے اُدے سے جب آکلتا زیادہ ہوتی ہے تب زیادہ دکھ ہوتا ہے اور جب آکلتا کم ہوتی ہے تب کم دکھ ہوتا ہے مگر
جب تک موہ ہے تب تک بالکل آکلتا کا ناش نہیں ہو سکتا۔ اور اس ہی وجہ سے وہ سکھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کسی
غریب کے کسیقدر دھن ملنے سے آکلتا کم ہوئی تو وہ اپنے آپ کو سکھی مانتا ہے۔ اور کسی امیر کے کسیقدر دھن کم ہوا تو
وہ آکلتا کے بڑھنے سے اپنے آپ کو دکھی مانتا ہے اس مثل سے یہ نہ سمجھ لینا کہ ظاہری سامان کے گھٹنے بڑھنے سے آکلتا
کا گھٹنا بڑھنا ہے نہیں آکلتا کا تعلق کشائے بھاؤ کے گھٹنے بڑھنے سے ہے جیسے کسی کے پاس دھن کم ہے مگر صبر ہے تو
آکلتا بھی کم ہوگی۔ اور کسی کے پاس بہت دھن ہے مگر خواہش زیادہ ہے تو اسکے آکلتا بھی زیادہ ہے۔ اس ہی طرح
اگر کوئی کسی کو گالی دے تو اگر سننے والے نے غصہ نہیں کیا ہے تو اسکو آکلتا بھی نہیں ہوگی مگر ذرا سی بات پر بھی اگر
غصہ آگیا تو زیادہ آکلتا ہوگی۔ اسواسطے سنسار میں بھی آکلتا گھٹنے بڑھنے سے ہی سکھ دکھ ہے اور آکلتا کا گھٹنا
بڑھنا کشائے سے تعلق رکھتا ہے۔ سامان دنیاوی پر سکھ دکھ کا انحصار نہیں ہے کشائے سے خواہش پیدا ہوتی ہے
اگر خواہش کے مطابق سامان ملے تب کشائے کے دبنے سے آکلتا کم ہوتی ہے اور جیو سکھ مانتا ہے اور خواہش کے مطابق
سامان نہ ملے تو کشائے بڑھکر آکلتا بڑھتی ہے اور جیو دکھ مانتا ہے۔ اصلیت تو اسطرح پر ہے مگر یہ جیو جانتا ہے کہ بیرونی سامان
کی وجہ سے سکھ دکھ ہوتا ہے۔ ایسا جاننا بھرم ہے اسواسطے یہ بچار کرنا چاہیئے کہ سنسار میں کسیقدر کشائے گھٹنے سے سکھ مانا
جاتا ہے تو جہاں بالکل کشائے دور ہو جاوے اور کشائے پیدا ہونے کے اسباب دور ہو جاویں وہاں تو بالکل نراکل
ہو کر اننت سکھ ہوگا۔ لہذا ایسی موکش کی حالت کو ہی ہتکاری ماننا چاہیئے سنسار اوستھا ہتکاری نہیں۔ اسواسطے موکش
کی پراپتی کا اُپائے کرنا چاہیئے اس موقع پر یہ سوال ہو سکتا ہے کہ موکش کا اُپائے کال بدھی ہونہار کے مطابق ہوتا
ہے یا موہ کرم کے کم یا کمزور ہونے سے یا اپنے آپ کوشش کرنے سے ہوتا ہے کیونکہ اگر اول دو وجوہات سے ہوتا ہے تو
اُپدیش کی ضرورت ہی کیا ہے جب ہونا ہوگا ہو ہی جاوے گا اگر وجہ سوئم ہے یعنی اپنی کوشش سے ہی ہوتا ہے تو کیا سبب
ہے کہ بہت سے اُپدیش سننے والوں میں کوئی اُپائے کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا ہے۔ جواب اس سوال کا یہ ہے

موکش مارگ

آتما کا ہت موکش ہی ہے سوائے موکش کے اور کچھ ہت نہین ہے۔ دیکھو آتما کی مختلف قسم کی حالتین ہوتی ہین وہ سبھی ہی ہون اُنسے آتما کا کچھ بگاڑ شدہ ا رہنین صرف ایک تکلیف کی حالت سے بگاڑ ہے چنانچہ یہ بات صاف دکھائی دیتی ہے کہ دُنیا مین جتنے جیو ہین اُنکی یہ ہی کوشش ہے کہ آرام ہو اور تکلیف نہو۔ جسقدر تدابیر کی جاتی ہین وہ خاص اس ہی کے واسطے کیجاتی ہین اور کوئی غرض نہین ہوتی جن باتون کے ذریعہ دُکھ ہوتا جاتا ہے اُنکے دور کرنیکا اور جنکے ذریعہ سے سکھ ہوتا جاتا ہے اُنکے پیدا کرنیکی تدابیر یہ آتما کرتا ہے۔ دیکھو آتما جس جسم مین جاتا ہے اُتنا ہی چھوٹا بڑا ہوجاتا ہے اور جسم کے ساتھ بڑھتا رہتا ہے چونکہ آتما کے اسطرح بڑہنے گھٹنے سے کچھ سُکھ دکھ نہین ہے اسواسطے اسکا کسی کو بھی فکر نہین اس ہی طرح اور بھی بہت سی حالتین ہین جنکا سکھ دکھ مین فرق نہ پڑنے کی وجہ سے کچھ خیال نہین ہوتا۔ غرض یہ ہے کہ یہ آتما کا سوبھاؤ ہے وہ سکھ کو تلاش کرتا ہے اور دُکھ کو دور کرنا چاہتا ہے دکھ کے دور کرنے کی یہانتک خواہش ہوتی ہے کہ اسکے لئے مرنا بھی پسند کرتا ہے۔ پس آتما کا ضروری کام دُکھ کا دور کرنا ہے اور دُکھ کا نہونا ہی سُکھ ہے دُکھ آکلتا سے ہوتا ہے کیونکہ کیسی ہی حالت ہو کسی چیز کا سنجوگ بیوگ ہو اگر آکلتا نہین ہے تو دُکھ بھی نہین۔ آکلتا راگ وغیرہ کشائے بھاؤ سے ہوتی ہے۔ کیونکہ راگ بھاؤ سے یہ جیو ہر ایک چیز کا اپنی خواہش کے موافق ہونا چاہتا ہے اور وہ دریہ اپنے سوبھاؤ کے موافق حالت اختیار کرتا ہے تب اسکے آکلتا پیدا ہوتی ہے۔ پس یا تو اسکا راگ بھاؤ دور ہو یا سب دریہ یعنی دنیا کی کل اشیاء اسکی خواہش کے موافق حالت اختیار کرین تب آکلتا دور ہو۔ مگر دنیا کی کل اشیاء اسکے بس مین نہین اسواسطے راگ وغیرہ کشائے بھاؤ کے دور ہونے سے ہی آکلتا دور ہو سکتی ہے۔ کیونکہ راگ وغیرہ کشائے بھاؤ آتما کے اصلی سوبھاؤ نہین ہین ایک مرض ہے دوسرے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ یہ وجہ موہ کرم کا اُدے ہے موہ کرم دور ہونے سے سب راگ وغیرہ بھاؤ معدوم ہوجاتے ہین تب آکلتا کے ناش ہونے سے دُکھ دور ہو کر سکھ کی پراپتی ہوتی ہے۔ اسواسطے موہ کرم کا ناس کرنا مفید ہے۔ گیانا ورن درشنا ورن کرم کا اُدے بھی آکلتا پیدا ہونیکو مددگار ہوتا ہے کیونکہ اُنکی وجہ سے پورا گیان درشن نہونے سے دیکھنے جاننے کی آکلتا ہوتی ہے۔ اور ان ہی کی وجہ سے بستو کا اصلی سوبھاؤ معلوم نہین ہو سکتا اسواسطے راگ وغیرہ بھاؤ پیدا ہوتے ہین تب آکلتا ہوتی ہے۔ انترائے کرم کے اُدے سے خواہش کے موافق دان وغیرہ کام نہین ہو سکتے تب آکلتا پیدا ہوتی ہے۔ انترائے کرم کا اُدے موہ کرم کے اُدے کو مددگار ہے۔ موہ کرم کے ناش ہونے سے اسکا بھی ناش ہوجاتا ہے۔ اگھاتیا کرمون کے اُدے سے شریر وغیرہ سے تعلق رہتا ہے۔ موہ کرم کے اُدے ہوتے ہوے شریر وغیرہ کا سنجوگ آکلتا کے واسطے خارجی سامان ہے اصل مین موہ کے اُدے سے راگ وغیرہ

پتلون۔ صاف کرکے بکس میں لگاتا ہے تب۔ ان مفروضہ کو گھر سے باہر نکلتا ہے لیکن تو نے کیا کیا سامان مہیا کیا ہے۔ آگے جا کر کیا کھائیگا۔ کیا پئیے گا۔ کہاں سوئیگا۔ کہاں جائیگا غرض کیا کریگا۔ تو نے کیا کیا ہے۔ ہماری رائے میں تو تجھکو یہ بھی خبر نہیں ہے کہ مجھے کہاں جانا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تیرا سفر بالکل اس پاگل جیسا ہے کہ جو بلا کچھ سوچے سمجھے اپنی پاگلانہ دُہن میں چلا جا رہا ہے۔

کیوں بھائی اس طرح چلے جانے سے کیا نتیجہ۔ آخر کوئی منزل کی حد بھی ہے۔ یا اس سفر کا کوئی مقصد بھی ہے نہیں کوئی نہیں اچھا بھائی کریگا تو وہی کہ جو تیری سمجھ میں آئیگی۔ لیکن ایک ہماری بھی سنتا جا۔ اگر سمجھ میں آوے تو گرہن کرنا ورنہ سمجھ میں آوے تو نہ سہی۔ اس چمکیلی ریت کو دیکھکر دھوکہا مت کہا۔ یہ پانی نہیں ہے۔ بلکہ مرگ ترشنا کے سمان پانی کا دکہاوا ہے۔ جائیگا۔ پچتائیگا۔ ہٹ یہاں سے ہٹ۔ آ۔ اس گیان روپی نرمل اور پوتر گنگا کے کنارے آ۔ اور ٹھنڈا جل پی کر اپنی اگیان روپی تاپ کو بجھا۔ جن سات بسنوں کو تو نے اپنا ہمراہی بنا رکھا ہے۔ انکا ساتھ چھوڑ۔ اور جلد چھوڑ۔ وے مار آستین ہیں۔ لوگ دکہاوے کے سوانگ کو ترک کر۔ اندر باہر سے ایک موافق بن۔ تو کوئی باباجی نہیں ہے۔ اندر باہر سے دو طرح کا سوانگ بناتا یا با لوگوں کو خوبصورت معلوم ہوتا ہے۔ تو بیٹا جی ہے۔ اور بیٹا جی ہی بنا رہ۔ اگر کبھی زمانہ آئیگا تو تو خود بخود باباجی بن جائیگا۔ تو کو ڈھونگ مت بنا۔ تو شہر کی گلیاں مت پہن۔ تو اس راستہ سے ہٹ آ تجھکو سیدھا راستہ بتلائیں۔ اس سچائی کے راستہ پر چلا جا۔ کوئی بھی تکلیف نہ ہوگی۔ شانتی کے چشمے بہتے ملینگے۔ گیان کے پھل وویک کے درختوں پر لگے ہوئے نظر آئینگے۔ وویک کے پھولوں کی سوگندھ سے راستہ بھر سوگندھ پھیلی محسوس ہوگی۔ جا چلا جا۔ یہی راستہ چلنے کا ہے۔ تو تو زبان سے نہیں کہتا۔ لیکن ہم جانتے ہیں۔ جہاں تجھکو جانا ہے۔ تیرے گھر کی خبر ہمکو ہے۔ اگر تجھے آرام کے ساتھ تیرے گھر پہونچا دینے کی سُگم تدبیر بتلا دی تو کہو پھر کیسا آنند ہے۔ یہ سب کچھ ہمارے ہاتھوں ہے اور وہ صرف ایک ہی ذریعہ ہے۔ یعنی اُپکار کرنا۔ اپنا یا کسی دوسرے کا۔ بس یہ ہم نہیں جانتے۔ یہ مسئلہ تیرے حل کرنے کے لئے چھوڑتے ہیں کچھ تو بھی تو خرچ کر کیا ساری عقل ہم ہی خرچ کرینگے۔ اگر تو نے اس مسئلہ کو حل کر لیا۔ اور اُپکار کے ذریعہ پر عمل کرنا شروع کر دیا تو تیرے پو بارہ ہیں۔

الراقم

مرنا بھلا ہے اُسکا جو اپنے لئے جئے ⁂ زندہ ہے وہ جو مرچکا ہو غیر کے لئے

سوچ کر چلنا مسافر یہ ٹھگونکا گاؤن ہے!

ارے - او بھائی . دُنیاوی مسافر . تو اتنی لمبی ڈگین دھرے کہان جاتا ہے - اور کیون جاتا ہے - ارے متہیات کی کنکریلی ڈگر اور آگیان کی جلتی دھوپ اور پھر تیرا ننگے پیر اور ننگے سر چلنا بڑا ہی بُرا معلوم ہوتا ہے - کیا تجھکو معلوم نہین ہے کہ جس رستہ پر تو چل رہا ہے - یہ بڑا ہی خطرناک اور تکلیف دہ ہے - آس پاس اسکے کوئی درخت نہین کہ جسکے سایہ مین تو ذرا بھی آرام کر سکے اور برا دہر کوئی تالاب یا کنوان نہین کہ جسکا جل پی کر تو اپنی تاپ (پیاس) بجھا سکے - کوئی پھل پھول کا باغ نہین کہ جو تو ایک آدھ پھل کہا کر پیٹ کی بھوک کو مٹا سکے - نہین معلوم پھر تو کس اُمید پر قدم بڑہائے چلا جا رہا ہے کیا تجھکو خبر نہین ہے کہ ابھی راستے پر چلتے ہوئے تجھے ردبی بکٹ اور نرجن بن پڑیگا - اس بن کے اندر کشائے کرودہ . مان . مایا . لوبھ) روپی لوٹیرے موجود ملینگے - جن کے ہاتھون مین مارو ہاڑ . چوری ٹھگی . دغا فریب . وغیرہ کے ہتھیار ہونگے اور طرح طرح کے ناگ پھانس . اگن بان وغیرہ تیرے قید کرنے کے سامان ہونگے کیا تو نہین جانتا کہ اندری روپی ہنسک تیری تپسیا روپی گٹھری کو جو کہ تو نے پیٹھ پیچھے لاپرواہی کے ساتھ باندہ رکھی ہے دم کی دم مین اُڑا لینگے اور تجھے بلا کوڑی پیسہ کا دین دار دری کرکے چھوڑ دینگے - کچھ تعجب نہین اگر وے تیرے جسم پر سے دیا کا جامہ اور حیا کی چادر بھی اُتار لیوین - اور تجھکو شکم ننگ چوال سونا کر چھوڑ دیوین - کیا تو نے اپنے دل مین یہ ٹھان لی ہے کہ مین بھوکا - پیاسا رہکر اس سفر کو منزل مقصود تک پہونچا دونگا کیا تیرے دل مین یہ سما گئی ہے کہ دیا اور حیا کے بلا بھی سفر طے ہو سکیگا - کیون بھائی مسافر ہمنے اتنی باتین کہین لیکن تو نے جواب ایک کا بھی نہین دیا تو بالکل گونگا ہے اگر بھائی تو گونگا ہے اور تیری زبان کام نہین کرتی تو تو بھی بھاری نادانی کر رہا ہے کہ جو بلا سوچے سمجھے چلا جا رہا ہے - دیکھو ہم تجھکو بتائے دیتے ہین . کہ جب تیرے پیر کے تلوؤن مین طمع کی تاپ اور ہوس کی کنکرین تکلیف پہونچائینگی تب تیرا ایک قدم چلنا بھی مشکل ہو جائیگا . جب تجھے متہیات کی تیز گرمی مین چلنا پڑیگا - تب تجھے چھٹی کا دودھ یاد آئے گا - جب تیرے مارنے کو کشائے روپی لوٹیرے اپنے اچھے ہتھیار سمبھال کر وار کرنے کیلئے آئینگے تب تجھے دال آٹے کا بھاؤ معلوم ہوگا جب تجھے اشانتی کی جوالا مین جھلسنا پڑیگا . تب تجھے شانتی کی نرمل گنگا یاد آئیگی . لیکن پھر ہو کیا سکیگا . گھر مین آگ لگجانے پر اگر کوئی کنوان کھدوانے کا مشورہ کرنے لگجائے تو کیا نفع . پھر تو گھر کا صفایا ہی ہے - تب پچھتائے ہوت کیا جب چڑیان چگ گئین کھیت ،

اچھا بھائی مسافر ایک بات تو بتلا - جب کوئی سفر کے لئے ارادہ کرتا ہے تب کتنے دن پہلے اُسکا سامان مہیا کرنے لگ جاتا ہے اگر کوئی پرانے فیشن کا آدمی سفر کے لئے تیار ہوتا ہے تو حقہ . تمباکو . ڈور لوٹا دری چادر وغیرہ جھاڑ پھونک کر دھر دیتا ہے - اور اگر کوئی نئے فیشن کا شخص ارادہ کرتا ہے تو گھڑی چھڑی - شیشہ . کنگھا - تیل پھلیل - کوٹ

خبرونکا گلدستہ

دہلی شاستراریتھ مین کامیابی پانیوالے شہریان نیاپایا ریہ پنڈت لکھی اسل جی کو دہلی کی جین سماج نے بادبہیہ کیسری کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ ایسے جہان پرشون کی جسقدر بھی عزت کیجائے وہ تھوڑی ہے۔ پنڈت جی کو خطاب مبارک

کلکتہ کے مولوی لیاقت حسین سودیشی پرچارک کو دوسال قید کی سزا ملی۔ الزام یہ تھا کہ وہ لوگونکو فوج مین بھرتی ہونیسے منع کرتے تھے

بنگال بہار کے علاقجات مین بارش کی زیادتی سے بہت بھاری طوفان نازل ہوا جس سے مرشدآباد۔ بیربھوم۔ بردوان اور ہگلی کے بہت سے مقامات کو نقصان پہونچا۔

ضلع گورداسپور مین ایک سیوا سمتی قایم ہوئی ہے۔ ابھی ہی ایک سیوا سمتی دیوبند مین بھی قایم کی گئی ہے۔ یہ دیش کی خوش نصیبی ہے کہ جو نوجوان دیس سیوا کے لئے تیار ہونے لگے ہین۔

تجویز ہے کہ مدراس کے کسی مشہور مقام پر مسز اینی بیسنٹ کا ایک سنگ مرمر کا بت نصب کیا جائے۔

لاہور چھوٹی آریہ سماج کا سبھا بھون باہمی نفاق کے باعث بند پڑا ہے۔ افسوس صلح کا دم بھرنے والی سماج اور باہمی جھگڑے۔

خیرآباد ضلع پشاور کی خبر ہے کہ وہان سڑک کھودتے ہوئے ایک صد سالہ سال کا مردہ جسم زمین سے نکلا جسکا چہرہ اور بال بالکل زندون کی طرح تھے۔ دور دور کے لوگ اسکو دیکھنے آئے۔ یہ مردہ جسم از سر نو کفن پہنا کر دفنا دیا گیا۔

بمبئی کی لاٹری کا دوسرا انعام ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ کا جس شخص کے نام نکلا تھا۔ وہ خوشی سے پاگل ہو گیا یہ بھی قسمت کی بات ہے۔

ضلع دہرہ دون کے موضع سورتا مین ایک نقلی سنیاسی بہروپیا ایک بکرا چرا کر کھا جایا کرتا تھا۔ آخر ایک روز پکڑا گیا۔ اور عدالت سے ۲ ہفتہ کی قید کا سزایاب ہوا۔

یہ بات تعجب کے ساتھ سنی جائیگی کہ آجکل ملک سندھ کے ناشتہ اور کھانے میں روزانہ پاؤ روٹی آتی ہے جسکو آپ خود کاٹتے ہین۔

موضع ملوکسر تحصیل چکوال کی خبر ہے کہ چار آدمیون کے قتل اور ایک کے زخمی کرنے پر پانچ لڑکان جو کہ نوجوان تھے پھانسی پر لٹکائے گئے۔

سفیدپوش لوٹیرے کو چار سال قید کی سزا۔

کلکتہ ہائی کورٹ سے تھامس کا رسابق اسٹنٹ کلکٹر ایسٹ انڈین ریلوے کو چار سال قید کی سزا اس جرم میں ہوئی ہے کہ اُسنے چلتی ریل مین مسٹر ڈیلے واکر صاحب کی انگوٹھیان معہ ایک بٹوا روپیونکا چھین لیا اور چھینتے وقت اسکو چوٹ بھی پہونچائی۔ ملزم نے جرم سے اقبال کیا جسپر عدالت نے ہر ایک جرم کیلئے چار سال قید سخت کی سزا دی کہ جو ایک ہی وقت سے شروع ہوگی۔ سفر مین لوگون کو بڑی احتیاط سے کام لینا چاہیے کیونکہ سفیدپوش لوٹیرے بہت زیادہ ہوتے ہین

دو بچون کا خون۔ اور دو شخصون کو پھانسی۔

ملتان کی خبر ہے کہ سشن کورٹ سے ممی داد۔ اور گنیدا کو ایک بارہ سالہ لڑکے اور ایک چودہ سالہ لڑکی جو کہ ملزم کے رشتہ دار تھے کا خون کرنے کے جرم مین پھانسی کا حکم ہوا ہے۔ انکا یہی پیشہ بنا ہوا تھا کہ بھائی کی اولاد کو بے رحمی سے قتل کر ڈالا۔ زمانہ بری بلا ہے۔ اور بری باستانمین اور ہی رنگ چڑھا رہا ہے۔

[illegible] کہ جون کے اول سے ہوئے ہین۔ ابھی ایک خبر لکھی تین سال کی بابت ہے۔ بہتر ہے کہ معلوم کیا جائے کہ [illegible] انگریزی کی حرف لکھ ڈالے۔ یہ سب پہلے جنم کے [illegible] اور یہ [illegible] کا اتفاق ہے

کیا ہے ۔ اور جس مین اگن کا ذکر ہے اُسکا دیوتا اگن بتاتا ہے ۔ اسی طرح حسب ذیل رچاؤن کا دیوتا حسب ذیل بتایا ہے ۔

(۱) منڈل ۶ سوکت ۲۷ رچا ۸ ۔ دیوتا ابھیاورتی چایمان کے دان کی استتی ۔

(۲) منڈل ۶ سوکت ۴۷ رچا ۲۲ ۔ ۲۵ ۔ دیوتا سرنجے کے بیٹے پرستوک کے دان کی استتی ۔

(۳) منڈل ۷ سوکت ۱۸ رچا ۲۲ ۔ ۲۵ ۔ دیوتا پیجون کے بیٹے سوداس کے دان کی استتی ۔

ہمارے آریہ بھائی کرپا کر کے سمجھا دین کہ یہ دان دینے والے کون تھے کسکو دان دیا اور کیا دان دیا اور وید مین کیونکر انکے دان کی استتی کی گئی اور کیا یہ ممکن ہے کہ انادی وید مین کسی کے دان کی استتی درج ہو جاوے اگر ممکن ہے تو کسطرح جسقدر مفصل جواب ہوگا اتنی ہی زیادہ مہربانی ہوگی ۔

جین بھراتری سماج

شری یُت چندر سین جی جین وید اٹاوہ کی بھیجی ہوئی ایک چٹھی ابھی حال مین ہمارے پاس آئی ہے ۔ جس مین جاتی بندھن کو توڑ کر سب جینون مین باہمی روٹی بیٹی کا بیوہار کرنے کی تحریک اُٹھائی گئی ہے ۔ چٹھی کا مضمون حسب ذیل ہے ۔ جین بھراتری سماج کاریالیہ اٹاوہ ۔ مہ شریان جوہار ۔ اب آپکو یہ بات کے بتلانے کی ضرورت نہین رہی ہے کہ جین شاسترون کے مطابق جینون کو سب جاتیون مین باہمی روٹی بیٹی کا بیوہار کرنا جین سماج کی ترقی کا مول کارن ہے ۔ ہمین جین سماج کے سب لیڈر اور علما متفق ہین جین سماج مین اب اسکی ضرورت بھی معلوم ہوتی ہے ۔ بغیر اسکے اب ہمارے سماج کی حفاظت ہونا غیر ممکن ہے ۔ لہذا اسکے پرچار کے لئے جین بھراتری سماج نام کی ایک سنستھا قایم کی گئی ہے ۔ اور ہمین سب سے پہلے آپ لوگون کی رائے جمع کرنا ٹھیک سمجھا گیا ہے ۔ لہذا آپکی سیوا مین اس چٹھی کے ساتھ ایک فارم روانہ کیا جاتا ہے ۔ اسکو بھر کر ہمارے پاس بھیجنے کی کرپا کیجئے امید ہے کہ آپ بہت جلد اس کام کو کر کے آتما کو اُٹھانے کے کام مین مددگار ہو کر پونیہ کے بھاگی ہونگے ۔ العبد چندر سین جین وید منتری جین بھراتری سماج چندر آشرم اٹاوہ ۔

اس چٹھی کے مضمون سے بھراتری سماج کا مقصد ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ جینون کو دنیا بھر کی تمام جاتیون مین روٹی بیٹی ایک کر لینا چاہیے لیکن بہت ممکن کہ ایسا نہو کہ شاید منشا یہ ہو کہ جین دھرم کے ماننے والی تمام جاتیون مین روٹی بیٹی کا باہمی بیوہار ہو جائے ۔ بغرض ان دونون مین سے ضرور ایک نہ ایک منشا ہے ۔ اگر بھراتری سماج کا منشا یہ ہے کہ تمام دنیا کی جاتیون سے جینون کی روٹی بیٹی ایک ہو جائے تو یہ تو ایک خواب ہے ۔ اور ہوائی قلعہ کا سامان ہے اور اگر بھراتری سماج تمام جینون مین روٹی بیٹی کا بیوہار چاہتی ہے تو اسکے بارے مین ہماری اپنی رائے یہ ہے کہ چونکہ تمام جینون مین ہر ایک ورن اور جاتی کے جینی شامل ہین ۔ اس لئے ورن کا خیال ضرور کیا جاوے جینیون مین بہت سی جاتی برہمن ورن سے تعلق رکھتی ہین اور بہت سی جاتیون کا تعلق ویش شتری اور شودر ورن سے ہے ۔ ایسے ایک ورن مین جتنی جاتیان ہین ان مین روٹی بیٹی ایک ہو جانا ضروری اور لازمی ہے مثلاً آجکل ویش ورن مین اگروال کھنڈیلوال جیسوال پلّی وال وغیرہ ہین ۔ ان کا میل ہونا اچھا ہے اور ترقی کا ذریعہ ہے ۔ اسی طرح سے ہر ایک ورن کا خیال رکھا جانا چاہیے ۔ ہم اس ترمیم کے ساتھ اس بھراتری سماج کی تحریک کو پسند کرتے ہین ۔ اور منظور کرتے ہوئے تمام جین بھائیون سے درخواست کرتے ہین کہ وہ اپنی رائے کا اظہار بذریعہ جین اخبارات شائع فرما دین ۔ تاکہ یہ بھراتری سماج اپنے مشن مین کامیاب ہو اور جین سماج کا اُدھار جلد سے جلد ہو ۔

آریہ سماجیون سے سوال

نمبر ۱

سوامی دیانند سرسوتی جی نے رگ وید کا جو بہاشیہ (ترجمہ) کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وید مین کئی جگہ سُندر ٹھوڑی اور سُندر ناک والے دیوتاؤن سے قسم قسم کی پرارتھنا کیگئی ہے لیکن سوامی جی مہاراج نے یہ نہین بتایا کہ وہ کون ہین جنسے درخواست کیگئی ہے اور وہ کون ہین جنہون نے درخواست کی --- چونکہ ہمارے آریہ بہائی سوامی جی کے ترجمہ پر وید پر خاص اعتقاد رکھتے ہین - اسواسطے اُنسے درخواست ہے کہ وہ یہ عقدہ جو ہمارے سمجھ مین نہین آتا ہے کھول دیوین جس سے عوام کو نفع ہو - ہم اپنے سینی بہائیون سے بہی درخواست کرتے ہین کہ وہ اپنے نگر کے آریہ بہائیون سے اس عقدہ کو حل کرا کر اس حل کو اس پرچہ مین درج کراوین - اس مقام پر طوالت کے خوف سے ہم سوامی جی کے ترجمہ کا صرف اختصار پیش کرتے ہین تفصیل کے واسطے ہمارے آریہ بہائی سوامی جی کے وید بہاشیہ مین ملاحظہ فرمالین -

(۱) ہے سُندر ناسکا (ناک) اور ٹھوڑی والے سُکھ کے داتا آپ - (منڈل ۳ سوکت ۳۲ رچا ۱۰)

(۲) ہے سُندر مکھ والے آپ - .... سوم رس پیو - (منڈل ۳ سوکت ۵۰ رچا ۲)

(۳) سُندر ٹھوڑی اور ناسکا ینگی یا بجردی شستر ہاتھون مین جنکے دُشٹ پرشونکا ناس کرنیوالے (منڈل ۴ سوکت ۱۲ رچا ۴)

(۴) سُندر ٹھوڑی اور ناسکا یکت - - - - (منڈل ۴ سوکت ۳۰ رچا ۳)

(۵) ہے اُتم کمل کے سمان مکھ والے - - - - (منڈل ۵ سوکت ۳۶ رچا ۵)

(۶) ہے دُشٹون کو ویران کرنے والے .... اور جو سُندر ٹھوڑی اور ناسکا والے (منڈل ۶ سوکت ۱۷ رچا ۲)

(۷) ہے منشیو جو سُندر ٹکارنا جسکا ایسا بڑا ہرے رنگ کی ٹھنڈی اور ناسکا یکت پر شرم سے پرشارتھ کرنے اور ایشور کی اُپاسنا کرنیوالا راجا .... وہ ہی چکرورتی راجا ہونے کے یوگیہ ہے (منڈل ۶ سوکت ۲۹ رچا ۶)

(۸) اِس اُتم ٹھنڈی اور ناسکا والے جیسے رہت جن کیلئے چینے کو آپ دیتے ہو اس سے ستکار کرنے یوگیہ ہو (منڈل ۶ سوکت ۴۴ رچا ۱۴)

(۹) ہے اُتم شوبہا یکت ٹھوڑی والے - - - (منڈل ۷ سوکت ۲۴ رچا ۴)

وید انادی ہے اسکو کسی نے بنایا نہین جب جب سرشٹی پیدا ہوتی ہے تب تب وید رشیون کا ہردیون پرکاش ہوتا ہے ایسا ہمارے آریہ سماجی بہائی کہتے ہین اور یہی ستیارتھ پرکاش اور وید بہاشیہ بہومکا سے ظاہر ہوتا ہے لیکن اس مذکورہ بالا مضامین سے زیادہ الجھن مین پڑجاتے ہین جسکو ہمارے آریہ بہائی ہی سلجھا سکتے ہین - اس ہی لئے اُنسے درخواست کرنے کی ضرورت ہوئی ہے -

نمبر ۲

رگ وید کی ہر ایک سوکت اور ہر ایک رچا مین جسکا ہی ذکر کیا گیا ہے وہ سوامی جی نے تفصیل وار ہر ایک سوکت کے شروع مین تحریر کر دیا ہے اور اسکو اس رچا کا یا سوکت کا دیوتا قرار دیا ہے چنانچہ جس جس سوکت یا رچا مین اندر کا ذکر ہے اسکا دیوتا سوامی جی نے اندر تحریر

صرف ایک یا دو سورج ہی نہیں بلکہ ایک نظام شمسی میں ایک سورج مانتا ہے اس طرح سے جمبو دیپ کے دو سورج کچھ سائنس
کے خلاف نہیں ہیں کیونکہ جمبو دیپ تو بہت بڑا ہے اور سائنس والوں کو اب تک جو پرتھوی معلوم ہوئی ہے وہ بہت تھوڑی
ہے اور ہمیں بلاشک سائنس ایک سورج مانتا ہے اور وہ ہمیں جین دھرم بھی دو سورج نہیں بتلاتا بس جمبو دیپ کے دو سورج
کا ذکر کیا نوجوانوں کی ہدایت جین دھرم کے لوک کے سروپ سے ہٹا کچھ کارآمد بات نہیں ہے۔ اب کسی اور فقرہ کی بابت
زیادہ جھگڑے میں پڑے اس مضمون کو طول دینا نہیں چاہتا جہاں تک رہا تاہگوا ندیں جی کے مضمون کے نتیجہ کا تعلق ہے میں
اوسکو قطعی پسند کرتا ہوں لیکن میرا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کے فقرے کہ جس سے دھرم میں اشردھان یا دھرم کریا اون کو
نفرت دلانا یا دھرم کا مضحکہ اڑانا پایا جائے ہرگز نہیں لکھنے چاہئیں۔ ایسے فقرات لکھنے سے کوئی فائدہ نکلتا نظر نہیں آتا
بلکہ نقصان ہوتا ہے مضمون کے اصلی منشا پر بہت لوگ کم دھیان دینے لگے ہیں۔ دھرم کو صرف سامایک دیوپوجن و پاٹھ پر محدود
کرنا بیشک غلطی ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں انکو ضرور اپدیش کی ضرورت ہے۔ بہائی صرف سامایک و پوجن پاٹھ
وغیرہ ہی دھرم نہیں ہے بلکہ دوسروں کی سیوا۔ دوسروں کی مدد۔ پروپکار۔ اپنی سنتان۔ اپنی سماج۔ اپنے دیش کا سدھار کرنا
وہ اپکار کے لئے سبہا ہیں کہولنا اونکی مدد کرنا۔ بد رسومات مثل بال بواہ۔ بردہ فروشی۔ انمیل بواہ کنیا بکری فضول خرچی
وغیرہ کو دور کرنا بھی دھرم ہے اور اس زمانہ میں ان باتوں کی اشد ضرورت ہے لیکن مہتا جی نے نوجوانوں کو مخاطب کرکے
اپنا مضمون لکھا ہے اور نوجوانوں اور خاصکر انگریزی خوانوں میں تو پہلے ہی سے دھرم کریاؤں کی کمی ہے اونکی توجہ تو دھرم
کریاؤں کی طرف کسیقدر زیادہ رجوع کرنیکی ضرورت ہے نہ کہ اون سے ہٹانیکی۔ پرانے خیالات کے لوگ کہ جو صرف پوجن پاٹھ
وغیرہ کو ہی صرف دھرم مانے ہوئے ہیں اونکو اگر اس قسم کا اپدیش دیا جاتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا لیکن نوجوانوں کے لئے اس قسم کے فقرات
کسی طرح بھی مناسب نہیں ہیں۔

خط و کتابت

(۱) رہان منڈی سے لالہ کشن لعل جی تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں پر شری پوجیہ ور سوہن لعل جی مہاراج کے چیلے سوامی مہابیل
جی و بہوکرتی سوامی کرم چند جی مہاراج ٹہانے چار سکہ سا تہہ براجمان ہیں۔ دھرم دھیان خوب ہو رہا ہے یعنی یہاں پر امرت
برس رہا ہے سوامی کرم چند جی خوب دیاکہیان دیتے ہیں غرض بڑا آنند آ رہا ہے۔

(۲) دہلی سے ایک صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک برات بیسانہ ضلع میرٹھ سے لالہ دولت رام بنارسی داس کی دہلی لالہ لال چند صاحب جوہر
بہاری دہیرج کے یہاں آئی تھی۔ اس شادی کی خوشی میں لالہ بنارسی داس جی نے مبلغ دو سو ایکو پیہ جین اینگلو سنسکرت سکول کو دان دیا ہے

(۳) میرٹھ سے ایک جین بھائی تحریر فرماتے ہیں کہ آپنے جو جین پردیپ میں لالہ اتم چند جی میرٹھ والوں کی شادی کے ساتھ چھاپے ہیں
اوس شادی میں لالہ اتم چند جی نے علاوہ ۔۔۔ روپیہ جین سکول دہلی کو دینے کے حسب ذیل رقوم اور بھی دان کی ہیں۔ مہربانی کرکے

گلشن مین شمشاد رہے تو | عالم مین آزاد رہے تو | شاد رہے آباد رہے تو | ہر دم سبکو یاد رہے تو

بھولے بہالے سوچا سوچا

دیکھ جگ کے لوگ تیرا گن گائین | جگ جگ تجھکو شیس نوائین | پھول تیرے اوپر برسائین | تیری جے جے کار منائین

بھولے بہالے سوچا سوچا

عمر بہی تیری لاکھ برس ہو | پاک رہے پاک دھرم مین تیرا من ہو | دکھیارون پر رحم ترس ہو | اور خلیق و نیک نفس ہو

بھولے بہالے سوچا سوچا

نوجوان اور دہرم

(از بابو رکہب داس جی بی۔ اے وکیل میرٹھ)

سندرجہ بالا عنوان کا مضمون جین پردیپ مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء مین مہاتما بھگوان دین جی کی جانب سے شایع ہوا ہے جہانتک اس مضمون کا تعلق ہے اور جو کچھ اس سے لایق لیکھک نے نتیجہ نکالا ہے وہ نہایت قابل تعریف ہے اور اس لحاظ سے مضمون ایک بڑے ہیتو کا ہے۔ اس مضمون میں مہاتما بھگوان دین جی نے یہ بتلایا ہے کہ نوجوانون کا دہرم یہ ہے کہ وے اپنی زندگی کو دوسرون کی سیوا مین لگا دین۔ دوسرون کا اوپکار کرین۔ دنیا مین کام کرکے دکہلائین۔ کرم ویر بنین۔ نرے بھگت بنکر ہی نہ بیٹھ جائین یا نری مغربی چمک دمک پر لٹو نہو جائین۔ یا مغربی خوراک پوشاک پر فریفتہ نہو جائین۔ یہ سب باتین نہایت عمدہ و قابل قدر کی ہین اور کوئی شخص انکے خلاف زبان نہین ہلا سکتا۔ لیکن مہاتما جی نے اس مضمون کو لکھتے ہوئے شروع مین چند فقرات کچھ ایسے نامناسب طریق سے لکھے ہین کہ جس سے مجھکو کچھ خامہ فرسائی کی ضرورت محسوس ہوئی ہے۔

شروع مین مہاتما جی لکھتے ہین کہ کیون بہائی نوجوانون کیون آپ صبح النہی پالتہی مار کر بیٹھنے کے تو عادی نہین ہوگئے یہ اس سے غالباً اونکا منشا سامایک سے ہے۔ مجھکو بھی پورا اشتواش نہین ہے کہ مہاتما جی سامایک کرنیکے خلاف ہین شاید اونکا منشا یہی ہے کہ سامایک مت ہی اپنی زندگی ختم مت کر دو۔ تم نوجوان ہو کچھ عملی کام سماج و دیش کی اونتی و پر اوپکار کا بھی کرکے دکھلاؤ۔ میرے خیال مین مہاتما جی ہرگز نوجوانونکو سامایک کرنیسے منع نہین کرتے ہین کیونکہ سامایک کے فوائد وہ خود ضرور جانتے ہونگے۔ علی الصبح من کو شدھ کرکے ایکاگرتا کے ساتھ آتم سروپ کا چنتون کرنا کس قدر آتمیک بل کو بڑھاتا ہے۔ آتما کے شدھ سروپ کا دہیان کرنیسے مونکی نرجرا ہوتی ہے۔ کرمون کی نرجرا سے آتما کا بل ظاہر ہوتا ہے۔ آلتھی پالتھی مارکر جسم کو سیدھا کرکے خیالات کو یکسو کرکے بیٹھنے سے جسم و دماغ کی ایک قسم کی ورزش ہوتی ہے۔ دل و خیالات کو قابو مین کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ جو شخص صبح کو چند منٹ اس کریا مین صرف کرتے ہین تمام دن وہ دیگر اپنے سب فرائض کو نہایت چستی و چالاکی سے ادا کرتے ہین۔ اونکا دل و دماغ روشن اور اونکی آتما و تسا سے بہری رہتی ہے۔ نوجوانون کے لئے صبح کو اپنا کچھ وقت

لوری

از مسٹر خلیق دہلوی

او بھولے سو جا سو جا — ناز کے پالے سو جا سو جا — ہمت والے سو جا سو جا — چیزی کھالے سو جا سو جا

بھولے بھالے سو جا سو جا

صورت تیری بھولی بھالی — قدرت نے سانچے میں ڈھالی — رخ پہ زلفیں گھونگر والی — ناز و ادا کی بات نرالی

بھولے بھالے سو جا سو جا

میری آنکھ کا تارا تو ہے — میرا راج دلارا تو ہے — سارے گھر کا پیارا تو ہے — راحت جان ہمارا تو ہے

بھولے بھالے سو جا سو جا

جب تو جنٹلمین بنے گا — میرے دل کا چین بنے گا — سب کا نور العین بنے گا — علم و فن کا زین بنے گا

بھولے بھالے سو جا سو جا

بی اے ۔ ایم اے پاس کریگا — ایل ایل ڈی کی آس کریگا — جج بنکر اجلاس کریگا — ظلم و ستم کا ناس کریگا

بھولے بھالے سو جا سو جا

ہمت میں شیر افگن ہونا — مثل جہان گلشن ہونا — سر اسحاق نیوٹن ہونا — سورج بنکر روشن ہونا

بھولے بھالے سو جا سو جا

چینی بننا مانک بننا — دیا دہرم کا پالک بننا — پر اپکاری بیشک بننا — جہا بہر کا سیوک بننا

بھولے بھالے سو جا سو جا

تو بیٹے گوپال بنیگا — سیٹھی ارجن لال بنیگا — دنیا کا رچھپال بنیگا — چوکھا دین دیال بنیگا

بھولے بھالے سو جا سو جا

برہمچریہ کا پالن کرنا — گرو بچن کو ہردے دھرنا — جگ جیوؤں کے دکھ کو ہرنا — مرنے سے ہرگز مت ڈرنا

بھولے بھالے سو جا سو جا

دور دور ہو شہرت تیری — جگ میں پھیلے کیرت تیری — نیکی کی ہو عادت تیری — بڑھے ہر دن دولت تیری

بھولے بھالے سو جا سو جا

یہ حسرت ہے ایسا دیکھوں — سر پہ تیرے سہرا دیکھوں — دلہا دلہن کا جوڑا دیکھوں — گود میں ننھا بچہ دیکھوں

بھولے بھالے سو جا سو جا

مضمون میں لکھا ہے کہ جب بدھ بھگوان شانک بھومی کو جا رہے تھے تو اُنھوں نے دیکھا کہ ناٹ پتہ مہاویر کا نروان پاوا نگر
میں ہو چکا ہے۔ اس تحریر سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بدھ بھگوان کے نروان سے شری مہاویر کا نروان کچھ پہلے ہو چکا۔ اور آجکل بدھ
نروان سمبت ۲۴۶۰ مانا جا رہا ہے۔ اسلئے شری مہاویر نروان کو ۲۴۶۰ سے کچھ زیادہ سال ضرور ہونے چاہئیں۔
نوٹ نمبر۲ مضمون مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ ویر نروان سمبت ۲۴۶۰ جو آجکل مانا جا رہا ہے بہر طور نادرست ہے۔ دگمبر شویتامبر
ہر دو آمنائے کے جین پنڈت مہاشے اس پر غور فرماویں۔ اور اپنی اپنی رائے جین اخبارات میں ظاہر کریں۔ اگر اس سمبت میں
فی الحقیقت کوئی غلطی ہو تو بہت جلد اُسے دور کر کے صحیح اور درست کا پرچار کریں۔ نوٹ نمبر۳ جب تک ودوانوں کی
رائے سے یہ سمبت ٹھیک ٹھیک تحقیق نہ ہو جاوے تب تک اسی سمبت میں کوئی ردّ و بدل کوئی صاحب نہ فرماویں۔

(نوٹ) آجکل شری ویر نروان سمبت ۲۴۶۳ رائج ہے۔ اور مندرجہ بالا تحقیقات سے ۲۴۸۲ ثابت ہوتا ہے۔ گویا اسطرح سے
۱۹ سال کا فرق پڑتا ہے۔ جو ایک بہت بڑا فرق ہے۔ نہیں معلوم آج تک ایسے مسئلوں پر جین پنڈتوں کی نظر کیوں نہیں پہنچی
جین پنڈت ندی نالوں کے نام شمار کراتے ہیں۔ ساگ سبزی کی فہرست پیش کرتے ہیں۔ دیش دیشانتروں کی نامعلوم کہاں
کرتے ہیں۔ چھاپے والوں کو پانی پی پی کر کوستے ہیں۔ گوم٘ٹ سار جیسے مہان گرنتھوں کی ڈینگ مارتے ہیں ہوے جینوں کو
ساگ سبزی چھڑواتے ہیں۔ غرض کسی نہ کسی طرح شاستروں میں دن گنواتے ہیں۔ لیکن کیا مجال جو ایسے ضروری مسئلوں پر
کبھی وچار کریں۔ ایسے مضامین پر غور کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ ایسے ہی مضامین سے جین دھرم کی پراچینتا ظاہر ہوتی
ہے۔ اگر جین پنڈت کوشش کریں تو جین اتہاس کی سامگری جین گرنتھوں سے نکال کر دنیا کے روبرو لا سکتے ہیں لیکن ایسا
وہ کیوں کریں۔ ایسا کرنے میں محنت کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ لوگ چاہتے ہیں آرام سے پڑ کر روٹیاں کھانا۔ ہم جین
پنڈتوں سے درخواست کرتے ہیں کہ اگر انکو جین دھرم سے پریم ہے۔ اور اسکی ترقی چاہتے ہو تو تواریخی مسئلہ کو طے کر دیں
دھرم کی تواریخ لکھو جس سے عام لوگوں کے دلوں پر اسکی قدامت کا سکہ بیٹھے۔ پردیپ

خوراک میں ملاوٹ

گھی میں چربی یا دیگر نارئیل وغیرہ کا تیل ملا کر بہت سے دُشٹ آدمی بیچا کرتے ہیں۔ آٹے میں لکڑی کا بُرادہ ملا کر فروخت
کرتے ہیں۔ دودھ میں پانی ڈال کر تو ہر ایک ہی دوکاندار دیتا ہے۔ جس سے تندرستی خراب ہونے کے علاوہ مذہبی
طور سے بھی ایمان بگڑتا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ صوبجات متوسط کی گورنمنٹ نے اپنے صوبہ کے اندر سامان خوراک
میں آمیزش روکنے کے لئے ایک مسودہ قانون گورنمنٹ ہند کی خدمت میں برائے منظوری ارسال کیا ہے۔
کیا ہی اچھا ہو جو ہندوستان کے ہر ایک صوبہ کی گورنمنٹ اس گندم نما جو فروش کو بند کر کے پبلک کے جان و
مال اور ایمان کی حفاظت پورے طور سے کریں۔

چند کہار ملازم رکھے ہوئے ہیں جو ہر وقت وہاں رہتے ہیں اور ٹرین کے وقت دس دس بیس بیس اصحاب جاتے ہیں اور بڑے پریم سے مسافروں کو پانی پلاتے ہیں۔ ان نوجوانوں میں بھائی جگتا مل۔ دیا رام۔ خوب چند۔ وکیدار مل کا نام خاص طور سے لیا جاتا ہے یہ سب کام انہی کی کوشش کا نتیجہ ہے۔

اب ضرورت ہے کہ اس قصبہ میں ایک سیوک سماج بنائی جائے جسمیں بلا تعصب کسی مذہب یا قوم کے ہر ایک ہندو نوجوان ممبر بنایا جائے۔ یہ سماج ہندوؤں کو ہر طرح سے لابھ پہونچانے کی کوشش کرے۔ ہر ایک مذہبی جلوس میں حصہ لے۔ قومی کاموں میں ہاتھ بٹائے۔ ہر ایک ہندو کی حتی الامکان امداد کرے۔ تعلیم کی ترقی کے ذریعہ آسان کرے۔ بد رسومات کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور ہندو سماج کو جہانتک ہوسکے اوپر اوٹھانے کی تدابیر عمل میں لائے۔ اس سیوک سماج کے قایم ہونے پر اس قصبہ کے اہل ہنود کو بہت کچھ ترقی کا موقعہ مل سکتا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ ہمارے وہ نوجوان بھائی جو بلا کسی غرض کے اسٹیشن پر جاکر مسافروں کو ٹھنڈا پانی پلا کر پونیہ لوٹتے ہیں۔ ضرور سیوک سماج قایم کر کے ہندو سماج کا کلیان کرینگے اس سماج کے قایم ہونے سے یہاں کی گوشالہ۔ سنسکرت پاٹھ شالا۔ انگریزی سکول۔ اور کنیا پاٹھ شالا کی حالت بہت کچھ سدھر جائیگی۔ ہمکو اُمید ہے کہ دیوبند میں بہت جلد سیوک سماج قایم ہوکر کام کرتی نظر آئیگی اور دوسرے مقاموں کیلئے نمونہ بنکر دکھلائیگی۔

شری ویر نروان سمبت میں غلطی

(از لالہ بہاری لال جی صاحب جین سی۔ ٹی۔ بلند شہری اسسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ ضلع مرادآباد)

اس سمبت کو جاننے کیلئے دیگر زمانے میں شری نیم چندر آچاریہ کرت شری ترلوک سار گرنتھ کی ایک گاتھا ہے جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ترجمہ۔ شک راجہ (شالباہن) سے ۶۰۵ سال ۵ ماہ پہلے شری مہاویر جی کا نروان ہوا اور ۳۹۴ سال، ۷ ماہ بعد کلکی ہوا۔ گذشتہ چیت شدی پڑوا سے شک (شالباہن) سمبت ۱۸۳۹ کا آغاز ہے پس شک راجہ کی راجگدی کو گذشتہ چیت بدی اماوس تک ۱۸۳۸ سال گذر چکے۔ اب اگر مذکورہ بالا گاتھا کے یہ معنی لیں کہ شری مہاویر نروان کا وقت شک راجہ کی راجگدی سے ۶۰۵ سال ۵ ماہ قبل کا ہے تو شری مہاویر نروان کو ۱۸۳۸ سال اور ۶۰۵ سال ۵ ماہ یعنی ۲۴۴۳ سال اور ۵ ماہ گذشتہ نصف چیت تک گذر گئے اور اسلئے گذشتہ نصف کاتک تک پورے ۲۴۴۳ سال گذر گئے لہذا گذشتہ نصف کاتک کے بعد شری مہاویر نروان سمبت ۲۴۴۴ کا آغاز ہوتا ہے نہ کہ سمبت ۲۴۴۳ کا۔ اور اگر مذکورہ بالا گاتھا سے یہ معنی لیں کہ شری مہاویر نروان کا وقت شک راجہ کے جنم سے ۶۰۵ سال ۵ ماہ قبل کا ہے تو جنم سے راجگدی تک کے ۱۸ سال جوڑ دینے سے ۲۴۶۱ یعنی مہاویر سمبت ۲۴۶۲ کا آغاز گذشتہ نصف کاتک سے ماننا لازم آتا ہے۔ راقم کی رائے میں مہاویر سمبت ۲۴۴۳ ہی ماننا بوجوہات ذیل زیادہ درست ہے (۱) شری ترلوک سار کی مذکورہ بالا گاتھا سے کسی قسم کا اختلاف نہیں پڑتا بلکہ زیادہ موافقت ہے (۲) کئی دیگر جینی اور دیگر علماء و مورخین کی بھی ایسی ہی رائے ہے (۳) بدھ مت کے

زنانہ لباس مین ظاہر ہوکر حیرانی کے ساتھ پوچھا کہ یہ خاکروب ہے ؟ لوگون نے کہا درحقیقت !! اور تو کون ہے ؟
تب وہ روکر کہنے لگی کہ مین سلطانپور ریاست کپورتھلہ کے ایک برہمن کی لڑکی ہون۔ یہ شخص سلطانپور کے مندر مین کئی برس
تک پجاری کی حیثیت مین رہا۔ اور اپنے آپکو برہمن ظاہر کیا۔ برت برت رکھا کرتا تھا۔ ان چھوڑ رکھا تھا۔ دودھ اور پھلوں
پر گذارہ کرتا تھا۔ پھلاہاری اور دودھاری تھا۔ مجھے وہان سے ساتھ لیکر جب اس گاؤن مین پہنچا تو اس نے کہا کہ یہان
رات کاٹکر آگے صبح چلینگے اس پر چوہڑے کی جامہ تلاشی لی گئی سر پر چوٹی گلے مین جنیو اور انت پہنے ہوئے تھے۔ وائے
افسوس !! ریاست کپورتھلہ دیکھین کیا انصاف کرتی ہے۔ جہان اسکا چالان ہوچکا ہے۔ ہر فرقے ہر درجہ اور قوم کے ہندوون
کو اپنے مندرون کے پوجاریون کے متعلق کسی قدر سوچنے کی ضرورت ہے۔ ہندو سبھائین ایسے انتظامات کو ہاتھ مین لیکر
اصلاح کرین۔ تو کسی قدر ضروری ہے جبکہ مندرون مین جہان لوگ ناصیہ فرسائی کے لئے ہدایت اور نجات کی تلاش مین
نہایت اعتقاد کے ساتھ جوق جوق جایا کرین۔ وہان پجاری ایسے ہونے چاہئین کیا ایسے۔ جیسا کہ مین نے اوپر کا واقعہ ذکر
کیا ہے ؟ نہین ہندو سبھاؤن اور بالخصوص متعلق لوگون [illegible] لوگون پر فرض ہے کہ وہ مندرونکی اصلاح
اور پجاریون کے چال چلن اور درستی کا خیال رکھین۔ مندرون مین عورتون اور بچیون کو ناصیہ فرسائی اور ادائے رسوم عبادت
کے لئے بعد اطمینان کامل جانے کی اجازت دینی چاہیئے [illegible] سناتن دہرم کے ہون یا سماج مندر یا دیو سماج آشرم
سکھ گوردوارے ہون یا جین مندر مستورات کا اختلاط پجاریون کے ساتھ نہ ہونے دیا جاوے۔ چہ جائیکہ باوجود ہمارے بھائی
جی عورتون کو اپنے اڈے چڑھالین۔ بگڑون سکول مین جب مین عرصہ گذرا طالب علم تھا ایک مندر کے پجاری نے والدین کے
ایک اکلوتے دس سالہ بچے کو ایک چاندی کے انت کے بدلے جسکا چار پانچ روپئے کا ہوگا۔ جان سے مارکر طاق مین رکھدیا تھا
پھر سے روبرو وہ لاش برآمد ہوئی ہی اور وہ پجاری بھی کسی نیچ قوم کا تھا۔ آئے دن اسی قسم کے واقعات ہوتے رہتے ہین۔
بزرگان قوم سرگرمی اور دلچسپی سے ان کا استیصال نہین کرتے۔ جو ازبس ضروری ہے ۔

(نوٹ) مندرجہ بالا واقعہ سے آجکل کے پوجاریون اور بھگتون کے چلن پر بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ ہمکو بذات خود تجربہ ہے کہ
مندرون کے پوجاری تیرتھون کے پنڈے گنگا جمنا کے پروہت بہت کم ایسے نکلینگے کہ جو زمانہ حال کی بدعادتون سے بچے
ہوئے ہون بھنگ گانجہ پینا۔ [illegible] چاٹنا [illegible] مسخری کرنا مستورات کو بدنگاہ سے دیکھنا۔ غرض ایسے کام
انکے بائین ہاتھ کے کرتب ہورہے ہین جو پجاری جتنا زیادہ سلفہ پیتا ہوگا۔ بھولے بھگت اتنی ہی اسکی قدر کیلئے جاتے
بس یہی وجہ ہے یہ سب [illegible] ہے [illegible] پجاریون کے [illegible] ایشور کے [illegible] مانے جاتے ہین۔ انکے چال وچلن کی تصدیق
کوئی نہین کرتا۔ سب یہی سمجھتے ہین [illegible] ایشور سے [illegible] ان پجاریون کا ہے۔ پھر ان کے چال وچلن پر شک کیون کیا
جائے۔ اگر سناتن دہرمیون کے مندرون مین ایسے پجاریون کی قدر ہوجاتی ہے تو کوئی تعجب ہی نہین ہے کیونکہ ان کے
[illegible] مین بھوگ کے بلاس ہی نظر آتے ہین لیکن جن [illegible] دہرم مین [illegible] آگ کی پردہ اٹھا دی گئی ہے [illegible]

اسکے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ پھر بازار والون کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے رات کے ۸ بجے بازار مین دہرم کے مضمون پر لیکچر دیا
اسمین بھی تعداد حاضرین کافی تھی۔ جلسے بعد پنڈت بھگوتی پرشاد جی نے اور پنڈت بھوج راج جی نے بھی موثر تقاریر
فرمائین۔ پھر گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جلسہ ختم کیا گیا۔ ہم یہان پر اتنے کہے بلا نہین رہ سکتے کہ اس سکول کے ہیڈ
ماسٹر پنڈت بھگوتی پرشاد جی بڑے ہی قابل اور تجربہ کار شخص ہین آپکو سکول کی ترقی کا ہر وقت دہیان رہتا ہے۔ آپ تنمن
سے علم کی ترقی کے خواہان ہین یہ آپکی ہی کوشش کا نتیجہ ہے کہ جوجہ پٹہاولی کا سکول ضلع مظفر نگر کے تمام سکولون مین دوسرے
درجہ پر ہا آپکی کوشش سے قصبہ کے چند اصحاب کئی غریب طالب علمون کی امداد کر رہے ہین۔ یہ سب آپکے ہی تصدق کا
پہل ہے۔ بورڈنگ ہاؤس بھی اچھی صورت مین پایا گیا۔ اسکے سپرنٹنڈنٹ ماسٹر منی لعل جی بھی ایک اچھے چلن کے شخص ہین بکو
موجودہ حالت دیکھتے ہوئے کافی یقین ہوتا ہے کہ یہ سکول پبلک کی خوب سیوا کریگا۔

خوشی کی بات ہے کہ یہان کے ہندوؤن مین باہمی میل جول اچھا ہے۔ ہر ایک فرقہ کے جلسون مین کل ہندو شریک ہوتے ہین۔ اور
حتی الامکان امداد دیتے ہین۔ اگر اسطرح سے دیگر ہندو صاحبان بھی باہمی میل جول بڑہانے لگ جائین تو ہم امید دلاتے ہین کہ ہندو
سماج جو آج کل ردی حالت مین نظر آتی ہے بہت جلد ایک اچھی شکل مین نظر آنے لگے۔ اوم شانتی۔ "ایڈیٹر پرچہ"

شوک

شوک کہ راولپنڈی کے لالہ پیا شاہ لہرا شاہ جینی کا ۱۴ سالہ لڑکا عزیز لال چند کچھ دنون بیمار رہکر اس سنسار اسار سے چل بسا۔ لڑکا
ہونہار تھا۔ دہرم دہیان مین رہتا تھا۔ اور ماں باپ کو بڑا پیارا تھا لالہ صاحبان نے اسکی بیماری مین مبلغ [illegible] روپیہ خیرات لیا
دہرم کا موقعہ دان کئے۔ ہم شری سرگیہ دیو سے پرارتہنا کرتے ہین کہ مرحوم کی آتما کو شانتی اور لالہ صاحبان کو صبر عطا فرماوے۔ تفصیل دان
جینی سمتی منتر سندول راولپنڈی [illegible]۔ شری امر جین ہوسٹل لاہور [illegible]۔ آل انڈیا ستہانکباسی جین کانفرنس [illegible]
جاتی پر بہودک لکہنؤ سے [illegible] جین پردیپ ریویو [illegible]۔ ستہانکباسی کانفرنس جنڈیالہ [illegible]۔ شرمن اپاسک جین سکول [illegible]

عبرتناک واقعہ

(از قلم پی۔ آر۔ موگوی)

موضع بہنڈیکلان ضلع فیروزپور کا ایک خاکروب حرمتک گاؤن سے غیر حاضر رہا۔ چند روز گذرے کہ گاؤن مین جب وہ اپنے
گھر آیا۔ تو لوگون مین اس بات کا چرچا ہوا کہ کوئی عورت مرد کے بھیس مین اس خاکروب کے گھر اس کے ساتھ آئی ہوئی ہے چوکیدار
نے جاکر دریافت کیا۔ تو اوسی مصنوعی مرد نے کہا کہ مین زمیندار لڑکا ہون۔ چوکیدار نے کہا کہ ہندو زمیندار کا چوہڑون کے
گھر رہنے کا کیا باعث ہے۔ مصنوعی مرد نے کپڑے اتار کر دھوتی جو نیچے لگی ہوئی تھی آدہی سر پر اوڑھ کر بھیس بدل دیا اور اصلی

رحم کی درخواست

بہت کچھ تو نے گل چہرے اڑا لے باغ میں آ کر
بہت روندے گلِ تر کر وٹوں میں سیج سجا کر
اگر بیٹھا تو اترا کر چلا تو ٹھمک کر اِٹھلا کر
ہوا بے رحم تو پر بلبل کے پکھیے تو نے نچوا کر

ٹھکانہ ہے کہیں بدخو تیری عالی دماغی کا
رہا ہر حال میں دلدادہ ہی خوش فراغی کا

کہیں بے درد طاؤس گلستان ذبح کرا دے
ہوئی تفریح جب ہے کینہ طایر تو نے لڑوائے
بلا سے تیری گر ایک بے زبان کے جی پہ بن آئے
تیری پاپوش سے لو ہو بیٹھے یا چیخ پھٹ جائے

تیری تفریح سفتہ وار کا اچھا تماشہ ہے
وہ زخمی ہیں تیرے لب پر ادھو ہو ہے آہا ہے

پھرے آزاد تو اور قید مرغاں ہوا ہو وین
ہے مقصود اس ستم سے ہے وہ تیرے غم ربا ہو وین
پڑے پنجروں کے اندر بیکسوں کے ہم بغل ہو وین
چھیر کھٹ پر تو جب لیٹے تو وہ نغمہ سرا ہو وین

تیرے نزدیک خوش نغمہ ہے نالہ بے زبانوں کا
تیرے دل میں نہیں کچھ درد ان اشفتہ جانوں کا

تجھے معلوم ہے کس واسطے تو باغ میں آیا
نہ بھولے سے کوئی دم ہی ادھر کچھ دھیان فرمایا
وہ کیا مطلب تھا جس کے واسطے سلطان نے بھیجا
کہ میں ہوں کون جاتا ہوں کدھر کس سمت سے آیا

تیرا نخلِ بقا کب تک چمن میں لہلہائیگا
ہزار ہستیٔ موہوم کب تک چھپائیگا

(از کتاب آئینہ ہمدردی)

چرتھاول میں اپدیش

ہم ۹ ہ جولائی سنہ ۱۹ کو چرتھاول ضلع مظفر نگر گئے۔ اور معمولی قیام کیا۔ چونکہ پہلے روز گرمی زیادہ تھی۔ اس وجہ سے کوئی سبھا وغیرہ نہیں ہو سکی۔ اگلے روز شام کے ۴ بجے مڈل سکول کے احاطہ میں سبھا ہوئی۔ سکول کے طلبا اور شہر کے بہت سے اصحاب شامل ہوئے ہمارا لیکچر طالب علموں کو کیا بننا چاہیے، اس مضمون پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ ہوا۔ اسکے بعد گوبردھن سبھا کے اوپدیشک صاحب (جو کیرانہ پرگنی رونے سے آئے ہوئے تھے) کا لیکچر دیا پراتی پر ہوا۔ سکول کے ہیڈ ماسٹر پنڈت بھگوتی پرشاد جی نے (جو ایک تجربہ کار اور قابل شخص ہیں) طالب علموں کو ہمارے لیکچر پر توجہ دلاتے ہوئے پریم اور سچائی کو گرہن کرنے کی نصیحت بڑے ہی الفاظ میں کی۔

آئینہ ہمدردی یہ کتاب دہلی نواسی رائے بہادر سورگیہ شریمان لالہ ایشری پرشاد جی رئیس کے سپوتر لالہ پارسداس
جی نے لکھی ہے۔ آپ نے اہنسا دھرم کی عظمت دکھلانے کی غرض سے اسقدر کوشش اور محنت سے کام لیا ہے کہ آپکا ہی حصہ
ہے۔ جین دھرم ویدک دھرم سناتن دھرم۔ اہل اسلام۔ اور عیسائی مذہب غرض ایسا کوئی بھی دھرم نہین چھوڑا کہ جسکے
مذہبی گرنتھون کا مطالعہ کرکے اسمین حوالہ نہ دئے گئے ہون۔ بڑے بڑے مشہور ڈاکٹرون اور ویدون کی رائے بھی درج کی گئی
ہے۔ نامور شاعرون کی شاعری بھی اسمین شامل کیگئی ہے۔ ان سب مین اہنسا دھرم کی عظمت ظاہر کی گئی ہے۔ اور یہ
بھی ثابت کیا گیا ہے ماس کھانا ہر طرح سے ناجائز اور نقصان دہ ہے۔ یہ کتاب ان لوگون کے لئے اکسیر کا کام دے سکتی ہے
کہ جو ماس کھانیکے عادی ہوگئے ہون یا جن کے دلون مین دیا کا بہاؤ ذرا بھی نہو۔ اس کتاب سے اپدیشکون کو بڑی بھاری
امداد پہونچ سکتی ہے۔ انکو دیا دھرم پر لیکچر دینے کا سب سے زیادہ مصالحہ اس سے حاصل ہوسکتا ہے گویا یہ دیا دھرم کے
اپدیش کا بھنڈار ہے۔ اس مضمون پر اور بہت سی کتابین دیکھی گئی ہین۔ لیکن اس کتاب مین جو ذخیرہ دلائل کا اکٹھا
کیا ہے وہ سب سے بڑھکر ہے۔ ہم اس کتاب کی تہ دل سے قدر کرتے ہوئے سفارش کرتے ہین کہ اسسے ہر ایک بھائی کو فائدہ
اٹھانا چاہئے۔ قیمت معہ محصول ڈاک ۴ آنہ۔ بکری کا نفع جین اناتھ آشرم دہلی کو دیا جائیگا ملنے کا پتہ

لالہ پارسداس جی جین رئیس خزانچی کوچہ سکھانند دہلی

جان ہے تو جہان ہے

(از لالہ منشی رام جی جین کہنڈیلوال امرتسر)

ساون کا مہینہ ہے۔ اور دوپہر کا وقت ہے۔ ٹھیک اس جلتے بلتے وقت مین ایک راجہ گھوڑے پر سوار گرمی کے مارے
پریشان پسینہ مین تر جنگل مین ادھر ادھر گھومتا پھر رہا ہے۔ جون ہی یہ پورب کی طرف پہونچا جھٹ ایک گیدڑ جھاڑی مین سے نکل
اسکے آگے کو بھاگا۔ راجہ نے گیدڑ کو دیکھکر اسکے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ اور کمان مین تیر لگاکر اسکا خاتمہ کرنا چاہا۔ جونہی گیدڑ نے اپنی
موت کا فرشتہ آنکھون کے روبرو کھڑا دیکھا۔ جھٹ سے چلاکر کہا کہ مہاراج کیا کرتے ہو۔ خبردار مجھے مت مارنا ورنہ جگ پرلے
ہوجائیگی۔ گیدڑ کی بات سنکر راجہ کا ہاتھ رک گیا اور دل مین سوچ پیدا ہوگئی کہ یہ کیا ماجرہ ہے۔ مرے ایک گیدڑ
اور ہوجائے جگ پرلے۔ بھلا کبھی گیدڑ کے مرنے سے بھی دنیا غرق ہوسکتی ہے یہ وچار کر گیدڑ سے بولا کیون بے چالاک
کیا تو دیوانہ ہوگیا ہے۔ یا کوئی اور بات ہے۔ مین نے آج تک سیکڑون گیدڑ مار ڈالے۔ ہزارہا ہرن تیر کی نوک سے بیندھ ڈالے
لیکن ایک پتہ تک نہین ہلا۔ اور کیا تجھ ناچیز کے مرنے سے جگ پرلے ہوجائیگی۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے۔ گیدڑ نے جواب دیا
کہ مہاراج مین بالکل سچ کہتا ہون۔ خواہ آپ نے کچھ ہی کیا ہو لیکن میرے مرنے سے ضرور جگ پرلے ہوجائیگی کیونکہ اسوقت
مین اسوقت زندہ ہون۔ آپ سے باتین کررہا ہون جنگل مین کھیلتا پھرتا ہون میرے لئے دنیا بھی اصلی ہے اگر مین آپکے

کا جو نتیجہ نکلتا ہے اور نکلا ہے۔ اس سے سماج خوب واقف ہے۔ بلا تعلیم کے جہالت کا پردہ ایسا پڑا ہوا ہے۔ کہ دن رات
کا بھی بھید معلوم نہیں ہوتا۔ ہم لوگون کے گھر نرک کے سمان بنا رہے ہین کھانے پینے کی شدھتا بالکل جاتی رہی۔ پیچھے دھرم کا لگو
ہمارے گھرون سے بالکل مٹ گیا۔ لڑائی جھگڑون نے ڈیرا جما لیا۔ دھرم کی کایا پلٹ ہو گئی۔ ساگ سبزی مین ہی جیو ہم
مان لیا گیا۔ مٹھیایات کی پوجا کھلے میدان ہونے لگی۔ غرض دنیا بھر کی برائیان ہمارے گھرون کے اندر موجود رہنے لگین۔
دختر فروشی کی وجہ سے غریب لوگون کے نوجوان۔ تندرست۔ خوبصورت۔ لائق۔ دھرماتما۔ اور پڑھے لکھے لڑکے بھی کنوارے
رہنے لگے اور دولت مند لوگون کے کالے۔ اندھے۔ بڈھے۔ بچہ۔ روگی۔ شوگی۔ کمزور۔ بدصورت۔ نالائق۔ پاپی اور
ان پڑھ لڑکے بھی بیاہے جا رہے ہین۔ یہ سب روپیہ کی کرتوت ہے۔ آج تھیلیون کا منہ کھولدو۔ اور من پسند بیویان لیلو
کتنا اندھیر۔ اگر غریب گھرون کی لڑکیان غریب والدین کے لڑکون کو مل جاتین۔ تو امیر لوگون کی خود غرضی نے ان
بیچارون کو بالکل محروم رکھدیا۔ اور ان لڑکیون کی زندگیین خاک مین ملادین بوڑھے اور بچون کی شادیون نے ہزارہا
معصوم لڑکیون کو بدھوا بنا کر بٹھادیا۔ اور روز آنکھون کے روبرو بدھوا ہوتی دیکھی جا رہی ہین۔ غرض استری سماج
پر ایک بڑی بھاری سختی اور ظلم کیا جا رہا ہے جسکی وجہ سے جین سماج مین طرح طرح کے پاپ ہو رہے ہین۔ وبھچار ازحد بڑھ
رہا ہے۔ بدھواؤن کی کوئی رکشا نہین کرتا۔ لڑکی بارہ سال کی رانڈ ہوتی ہے تو اسکو قاعدہ کے مطابق اپنی تمام عمر بلا مرد کے
کاٹنی پڑتی ہے۔ لیکن جو اسکا باپ ساٹھ سال کی عمر مین بھی رنڈوا ہوتا ہے تو وہ کھلے میدان چودہ سال کی استری لا کر اس
رانڈ لڑکی کے روبرو بھوگ بھوگتا ہے اور موج کرتا ہے۔ کتنا انیائے۔ کسقدر ظلم۔ ہم یہ نہین کہتے کہ اس بارہ سالہ رانڈ
کی شادی کردو۔ ہرگز نہ کرو۔ اسکا نتیجہ خراب نکلیگا۔ لیکن اس ساٹھ سالہ کیفیت کو شادی کرنے سے روکو۔ اسکا تو انتظام کرو
اگر سماج اسکے لئے تیار نہین ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بارہ سالہ بدھوا بالکائین بھی اپنی شادیون کیلئے کھلم کھلا شور
مچانے کو ہین۔ تمہاری سختی اور ظلمون نے اب انکے صبر کی باگ ڈور کاٹ ڈالی ہے۔ انکے نازک دل مارے زخمون کے چھلنی ہو
گئے ہین۔ تم جھک مارو گے۔ اور انکی شادیان کرو گے۔ اگر تمکو اس پاپ آچرن سے بچنا ہے۔ تو استری سماج کی قدر کرو۔ اور انکو
بجائے گرانے کے اٹھانے کی کوشش کرو۔ اپنی خود غرضی کو ترک کرو۔ استری سماج تمہارا جیون ہے تمہاری ہستی ہے یہ کوئی بھیڑ
بکری نہین ہین۔ یہ کوئی گھاس پھونس نہین ہے غرض اسی قسم کے مضامین کا ذخیرہ جاتی پر بھودک ہے۔ لائق ایڈیٹر جی
آزاد طبیعت سے بے خوف ہو کر لکھتا ہے۔ وہ ممکن ہے کہ سماج کی آنکھون مین کھٹکتا ہو۔ لیکن دل کے پھپھولے پھوڑنے کا
اور ذریعہ ہی کیا ہے اگر سماج استریون کو گرانے کے بجائے اٹھانے لگجائے۔ اور بدھوا ہونے کا مارگ بند کر دے تو پھر جاتی پر بھودک
کو کیا ضرورت رہیگی کہ ہر ہواہ براہ کا شور مچاتا پھرے۔ غرض یہ پرچہ پڑھنے قابل ہے محنت اور کوشش سے ایڈیٹ کیا جاتا
ہے۔ اگر اسکے خریدار بنکر اسکو امداد پہونچائی جائے تو استری سماج کے سدھار مین حصہ لیا جا سکتا ہے اگر کسی بھائی کو خریدار بننا ہو تو
نمونہ کا پرچہ حسب ذیل پتہ سے منگا کر ملاحظہ فرماوین۔ بابو دیا چند جین بی۔ اے ایڈیٹر جاتی پر بھودک لکھنؤ۔

ہین۔ آج اوجولائی کا اکٹھا نمبر ہماری نظرون کے سامنے موجود ہے۔ ایک نمبر پہلے بھی آچکا ہے۔ قیمت اسکی صرف پیاری ایک روپیہ سالانہ ہے اس پرچہ مین شریمان منی مہاراج دیبر دیبے جی کا فوٹو دیا گیا ہے۔ گو یہہ ایک سوتیامبر سماج کا پرچہ ہے لیکن مضامین کے لحاظ سے جین سماج کے ہر ایک فرقہ کا سچا خیرخواہ ہے۔ اسکے مضامین ہر ایک فرقہ مین اتفاق بڑھانے والے باہمی رنجش کو دور کرنیوالے تعلیمی ترقی کے خواہان استری سماج کا سُدھار کرنیوالے۔ غرض جین ماترکے لئے مفید ہین یہہ پرچہ قابل دید ہے۔ ہم ناظرین سے سفارش کرتے ہین کہ اسکے خریدار بنکر ضرور اسکی امداد فرماوین خط وکتابت کا پتہ۔ بابو شیک چند جی سنگھی بی اے پرنس اسٹریٹ بمبئی۔

جین گزٹ۔ یہہ ہندی کا وہی مشہور ہفتہ وار اخبار ہے کہ جسکا جنم استہان دیوبند ہے اور جسنے فخر قوم بابو سورج بھان جی وکیل کی گود مین پرورش پائی تھی۔ اسکا کچھ زمانہ بابو جگل کشور جی کی ایڈیٹری مین بھی گذرا ہے جو سماج سے چھپا ہوا نہین ہے آج یہہ اخبار مہاسبھا کی سیر کرتا ہوا اور بہت ایڈیٹرون کی ایڈیٹری مین رہتا ہوا شریمان پنڈت رگھوناتھ داس جی سرنو والون کی ایڈیٹری مین کام کر رہا ہے۔ پنڈت جی سے سماج خوب واقف ہے۔ آپ مہاسبھا کے بڑے پرانے بھگت ہین اور دورنگی چال والے ہین کبھی بابو لوگون کی چال کو پسند کرنے لگتے ہین کبھی پنڈتون مین جا شامل ہوتے ہین اور کبھی دولتمندونکی خوشامد کا دم بھرنے لگتے ہین۔ غرض آپکی چال بڑی ٹیڑھی چال ہے۔ گزٹ کے مضامین بتلا رہے ہین کہ اب آپ خوشامد خورون مین شامل ہوئے ہین اور آزادی کو بالکل کنوا بیٹھے ہین جبکہ مہاسبھا کے ممبران صدہا کارروائی سماج اور دھرم کے خلاف کرتے ہین اور مہاسبھا کے اغراض ومقاصد کا بھی خون کر رہے ہین۔ تب پنڈت جی کیون خاموش ہوئے تماشہ دیکھ رہے ہین۔ اور ان لوگون کی تعریف کے راگ گا رہے ہین۔ اگر کسی کو مہاسبھا اور اسکے ممبرون کی تعریف کے راگ سننے کا شوق ہو تو ضرور اسکا خریدنا چاہئے قیمت سالانہ عہ پتہ جین گزٹ مقام [illegible] لگانا چاہئے

جاتی پربودھک۔ یہہ پرچہ دیوبند مین تقریباً ڈیڑھ سال سے نکلا ہے۔ اسکے ایڈیٹر شریمان بابو دیا چندر جی گوئلیہ بی اے ہین چونکہ بابو صاحب سے جین سماج اچھی طرح واقف ہے اسلئے آپکے بارے مین کوئی لفظ لکھنا فضول ہے جاتی پربودھک کو ہم برابر دیکھتے رہے ہین لیکن آج تک اسکے لئے ایک حرف بھی نہین لکھا۔ اب جبکہ عرصہ ہوگیا اور ہم اسکے اغراض ومقاصد کو خوب سمجھ گئے تب جی چاہا کہ اپنا خیال ظاہر کر دیا جائے۔ جاتی پربودھک نے استری سماج کی بگڑی ہوئی حالت کو سدھارنے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ ہماری سماج مین استریون کی حالت بہت ہی خراب ہے۔ تعلیم سے وہ محروم ہین۔ بھیڑ بکریون کی طرح وہ فروخت ہوتی ہین دس بارہ سال کی معصوم بالکائین ساٹھ سالا بڈھون کے گلے مین جبرا باندھی جاتی ہین چھوٹے چھوٹے دودھ پیتے بچون کے ساتھ نوجوان لڑکیون کی الگ شادی ہوتی ہین۔ قابل اور خوبصورت کنیا مین اندھون کانون یا لنگڑے لولون کے ساتھ بیاہ دی جاتی ہین۔ اور ایک ایک نالائق شخص کی شادیان دو دو چار چار استریون سے کر دی جاتی ہین ان ظلمات

نہین۔ مگر تیاگ کرو تو پاپ کا کرو۔ پاپی کا نہین۔ پاپ کے تیاگ سے تمہاری آتما نرمل ہوگی۔ اور تم پاپی پر اپنا بہت اچھا اثر
ڈال سکوگے۔ اس طرح سے تمہارا اور پاپی جیوؤن کا یعنی دونون کا کلیان ہوگا۔ اور شری بھگوان کے عشق کا پرچار ہوکر
سنسار بھر مین سکھ اور شانتی کا راجیہ ہوگا۔

(ایک ماسٹر کی ضرورت ہے) جو کم از کم انگریزی مڈل کی لیاقت رکھتا ہو۔ پاس ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔ ورنہ فیل مین
بھی کوئی حرج نہین ہے۔ لیکن ہندو دھرم کے گرنتھون سے واقف ہو۔ تاکہ سندھ مین شاستر بھی پڑھ سکے۔ اور سکول کا کام بھی بخوبی
چلا سکے۔ ہر ایک معاملے کرنے کے لئے حسب ذیل پتے سے خط وکتابت کرین۔ جانکی داس ہیڈ ڈاک منشی قصبہ تیترون ضلع سہارنپور۔

نقلی پھول

ایک عالیشان محل کے سجے ہوئے کمرے مین ایک خوبصورت نوجوان لڑکا تنہا بیٹھا ہے۔ وہ کمرے کی تصویرون کو بغور دیکھ رہا ہے
دیوارون پر مختلف قدرتی نظارون۔ باغون۔ گلدستون۔ لڑائیون اور طرح طرح کے منظرون کی کئی تصاویر ہین۔ دیکھتے دیکھتے
اسکی نظر ایک پھول کی تصویر پر اٹک گئی۔ مصور نے اس پھول کی تصویر بنانے مین کمال کیا تھا۔ پنکھڑیون کے اندر ویسی
ہی سُرخی تھی۔ نیلاہٹ اور سبزی بھی اسی قدر نظر آتی تھی۔ ڈنڈی اور اسکے ساتھ لگے ہوئے کانٹے اور پتے بھی ویسے ہی
دکھلائی دیتے تھے۔ لڑکا مصور کی کاریگری پر حیران ہو رہا تھا۔ اور دل ہی دل مین سوچ رہا تھا۔ کہ یقیناً اس پھول کے
اصلی اور نقلی ہونے کی تمیز کرنا ذرا مشکل ہے۔ اتنے مین اسنے دیکھا کہ ایک بھونرا اڑتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہوا۔ اس نے
سارے کمرے مین چکر لگایا۔ اور اسی پھول کی تصویر پر بڑی بے تابی سے بیٹھ گیا۔ لیکن وہ جلدی ہی پھر اُڑا۔ اور پھول کی
تصویر کے اردگرد گھومنے لگا۔ بھونرا ایک اور بار تصویر پر بیٹھا۔ لیکن بیٹھتے ہی پھر اُڑا۔ اسکی پرواز اسکی حرکات صاف
بتلاتی تھی کہ اس کا دل بیکل ہو رہا ہے۔ وہ اضطراب اور گھبراہٹ کا شکار ہوا ہوا ہے۔ اور اسے کسی پہلو چین نہین آتا۔
بھونرا اب اڑکر کمرے سے باہر نکل چکا تھا۔ لیکن وہ پھر پلٹا۔ اور بیتابی سے تصویر پر بیٹھ گیا۔ لیکن اب کے وہ ست پاکر
اُڑا۔ اسکے ننھے ننھے پرون سے ایک عجیب آواز نکلی۔ جس آواز نے دل مین اُترتے ہی الفاظ کی شکل اختیار کر لی۔ اور ان
الفاظ کا ایک فقرہ بن گیا۔ وہی فقرہ نوجوان کی زبان سے بے اختیار نکل گیا۔

اے پھول کی تصویر۔ تو خوبصورت ہے۔ تیرا رنگ بیشک دھوکا دینے والا ہے۔ لیکن تجھ مین نہ اصلی پھول جیسی ملائمت اور
نہ خوشبو ہے۔ مجھے شہد کی ضرورت تھی۔ جو تو مجھے نہین دے سکتا۔ تو کسی کی آنکھون کو ذرا سی خوشی دینے کے کام آسکتا ہے لیکن
جو تجھ سے دھوکا کھا کر تجھ پر فریفتہ ہو کر تیرے سہارے آکر بیٹھتے ہین ان کو نہ خوشبو دیتا ہے۔ نہ شہد دیتا ہے۔ دُنیا کے اندر
وہ لوگ بھی بجنسہ اس پھول کی تصویر کی طرح ہین جنکا جسم خوبصورت ہے۔ جو دولتمند ہے لیکن دنیا کے کسی کام نہین
آتے۔ حاجتمند ان کے پاس آتے ہین لیکن مایوس چلے جاتے ہین۔ یتیم ان کے در سے کانپتے اور جھڑکیان کھاتے نکلتے ہین

جیو خواہ وہ کسی گتی مین ہو۔ آتمیک ترقی کر سکتا ہے۔ اور جین بانی جو کہ کلیان کا ذریعہ ہے اسکو گرہن کر سکتا ہے۔ اور
اسہی لیے اُنکے سموسرن مین جینی اجینی۔ سمیکتی متہیاتی۔ دہرم پریمی۔ دہرم دروہی۔ بہلے۔ بُرے۔ پاپی۔ دہرمی۔ پشو
پکشی غرض سب ہی طرح کے جیو گئے تہے۔ اور اُنہون نے سب جیوون کو سم بہاؤ دہارن کرکے کلیان کاری اُپدیش دیا تہا
چونکہ اُنکو ہی ترقی کا حال معلوم تہا اور وے جانتے تہے کہ ترقی ہر ایک جیو کر سکتا ہے جیسے کہ انہنے خود کی ہے۔ اسلئے
اونہون نے کہلے بندون بلا کسی پکش پات کے سبکو ترقی کا راستہ بتلایا۔ اور اپنے جیسا بننے کا اُپدیش دیا۔ اُنکے خاص
گند ہر سوامی گوتم رشی مہان متہیاتی تہے۔ جہوٹے مذہب کے گہمنڈ مین اصلیت کو بہولے ہوئے تہے۔ لیکن بہگوان
نے اُنکو سمیکتوی بنایا۔ کر دیے اُنکے خاص گند ہر بن گئے۔ شری ویر بہگوان کا دل وسیع تہا۔ وے کتنا بڑا امیدان بنائے
ہوئے تہے۔ جین دہرم روپی امرت کی برشا وے کس لیے سے کرتے تہے۔ یہ سب اُنکے جیون چرتر سے ظاہر ہو رہا ہے۔ اُنکو
پاپ سے نفرت تہی۔ نہ کہ پاپی سے۔ وے پاپی کو اُبہارنا چاہتے تہے۔ ڈوبتے کو بچانا ہی تو دیا ہے۔ اور جو دریا کے کنارے کنارے
جا رہا ہو اُسکو بچا لیا جائے۔ گرے کو اُٹھاتا ہی تو اُٹھاتا کہلاتا ہے۔ نہ اُٹھے کو اُٹھانا بہی کوئی اُٹھانا ہوتا ہے۔ پاپی سے
نفرت نہ کرکے اگر اُسکو دہرم اُپدیش دیا اُسکو کلیان کاری جین دہرم بتلایا اور اُسکو ویر بہگوان کی شکشا کا امرت
چکہایا تو اُسکا نام دہرم پرچار ہے۔ اور یہی نقش جیون کا کرتویہ ہے اسی کرتویہ کو شری ویر بہگوان نے خود پورا کیا اور دیگرون کو پورا کرنا بتلایا
کہان ہین وے لوگ جو شری ویر بہگوان کے بہکت بنتے ہین۔ جو شری ویر بہگوان کی پوتر بانی کو سر نواتے ہین۔ اور جو دن رات
چلتے پھرتے یہی کہا کرتے ہین کہ جین دہرم یا شری ویر بہگوان کا مارگ ہی پرانی ماتر کا کلیان کرنیوالا ہے۔ بلا اسکے دہارن
کئے جیو ہرگز بہی پرمانند پد کو نہین پا سکتا ہے۔ اسکیلے میدان آئین۔ اور شری ویر بہگوان کے منشا کی پورتی کرین پاپی سے
پاپی جیو کو بہی اُنکا اُپدیش سناتین چنڈال بلکش۔ اور دیگر دنیاوی جیوونکو جین بانی کا امرت چکہائین تاکہ وے اسکی سچائی سے واقف
ہو کر اپنا کلیان کر سکین۔ بہگوان لوگون کی عقل پہ بڑا افسوس ہوتا ہے۔ کہ جو جین دہرم کا دم بہرتے ہوئے بہی پاپی
جیوون سے نفرت کرتے ہین۔ یا جو ترقی کے حقدار اپنے کو یا اپنے بہائی بندونکو ہی سمجہتے ہین۔ دیگر لوگون کی ترقی کو
گوارا نہین کرتے۔ دنیاوی ترقی ایک معمولی بات ہے جب اسکو ہی دیکہکر حسد کی آگ مین جل بہنتے ہین پہر بہلا آتم
دہارمک ترقی مین کیا امید کیجا سکتی ہے۔ آتمیک ترقی ہی سچے سکہہ کا مارگ ہے۔ اور اسی سکہہ کی ہر ایک جیو
کو لالسا ہے۔ اگر یہ سکہہ حاصل ہو جائے تو کسی بہی جیو کو اور کسی بہی سکہہ کی ضرورت نہ ہے۔

بہائی جین دہرم کے ماننے والو دہرم کا دائرہ وسیع کرو۔ کرم ویر بنو۔ مرد میدان بنکر پاپی جیوون کو تسکین دو۔
آتم کہبویون کے تاپ کو پریم بانی سے بجہاؤ۔ وہ اونچے ہون یا نیچے۔ وہ برہمن ہون کشتری۔ وہ ویش ہون یا شودر۔ وہ
بیسہوان یا دست۔ غرض وہ کوئی کیون نہو اون سبکو سمیک پریتک اپناؤ۔ اور ویر بہگوان کا پوتر اور کلیان کاری
اُپدیش سناؤ۔ غرض کسی کی بہی ترقی کے بادہک نہ بنو۔ کسیسے بہی نفرت نکرو۔ اگر نفرت کرو تو پاپ سے کرو پاپی سے

نفرت پاپ سے کرنی چاہیے یا پاپی سے!

اس اصول سے کوئی بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ دنیا میں ہر ایک جاندار اپنی ترقی کو پسند کرتے ہیں خواہ وہ انسان ہوں یا حیوان اور اُنکی ترقی میں کوئی طاقت رخنہ اندازی کا حق نہیں رکھتی۔ غریب کا بیٹا غریب ہی بنا ہے۔ یا مورکھ کا لڑکا مورکھ ہی بنا ہے یہ کوئی اصول نہیں ہے۔ بلکہ غریب کا بیٹا امیر اور امیر کا بیٹا غریب مورکھ کا بیٹا پنڈت اور پنڈت کا بیٹا مورکھ بنا ہے۔ بن رہا ہے۔ اور بن سکتا ہے۔ غرض ترقی اور تنزلی کسی ملک۔ سماج۔ قوم۔ گروہ۔ فرقہ یا خاندان کے لئے ہی نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک جاندار کے لئے ہے۔ ایک الف۔ ب کا پڑھنے والا معصوم بچہ علمی ترقی کرتے کرتے کسی کالج کا پروفیسر بن جاتا ہے۔ نمک تیل کے بیچنے والے غریب باپ کا بیٹا ترقی کرتے کرتے ڈپٹی کلکٹر ہو جاتا ہے بھیڑ بکری چرانے والے جنگلی گڈریے کا بیٹا کونسل کا ممبر بن سکتا ہے۔ دودھ دہی کے بیچنے والے غریب کسان کا بیٹا زمینداری کو اختیار کرتا ہے۔ غرض ایسا کوئی بھی انسان نہیں ہے کہ جو ترقی کرنا چاہے اور نہ کر سکے۔ اور نہ ایسی کوئی طاقت ہے کہ جو کسی کی ترقی میں روڑا اٹکا سکے۔ مطلب یہ ہے کہ ترقی ہر کوئی کر سکتا ہے۔ اور ترقی کرنے کا ہر ایک کو حق حاصل ہے۔

انسانوں میں چنڈال۔ بھیل۔ اور شودر نیچ ذات کے لوگ مانے جاتے ہیں۔ جانوروں میں سنگھ۔ بھیڑیا اور سانپ بچھو وغیرہ جانور دُشٹ اور ہنسک ہیں لیکن ہمیں شاستروں سے پتہ لگتا ہے کہ بھیلوں اور چنڈالوں یا سنگھ وغیرہ جانوروں کے جیووں نے رفتہ رفتہ یہاں تک ترقی کی ہے کہ وہ تیرتھنکر تک ہو گئے ہیں۔ اور دنیا بھر کے جیووں کو راہ راست پر لگا کر خود پرم آنند کو پراپت ہو گئے ہیں شری پارس ناتھ جی کے جیون چرتر پر نظر ڈالئے گا کہ اُن کا جیو کن کن گتیوں میں جنم دھارن کرتا پھرا اور اپنی آتما کو نرمل کرتے کرتے ایک دن تیرتھنکر پد حاصل کیا۔ شری ویر بھگوان کا جیو سنگھ ہوا۔ ہزارہا نربل پشوؤں کا سنگھار کیا۔ لیکن منی راج کے اُپدیش کو سُن کر سمکتی ہو گیا۔ اور برت دھارن کر لئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترقی کرتے کرتے ایک دن سچے دھرم کا سوامی۔ سنسار کا اُدھارک اور موکش لکشمی کا مالک بن گیا اگر ترقی کرنے کا اصول غلط ہوتا یا کسی اگروال۔ پلی وال کھنڈیلوال اوسوال۔ جیسوال۔ وغیرہ ویش فرقوں کے لئے۔ یا برہمن کشتری وغیرہ کیلئے۔ مہاجاتوں کے لئے ہی ہوتا تو بھیل۔ چنڈال اور سنگھ وغیرہ کے جیو جہاں کے تہاں پڑے رہتے اور شری پارس پربھو و شری ویر بھگوان کا اپاؤ ہو جاتا۔

لیکن ایسا نہیں ہے جس طرح ایک برہمن کو ترقی کا حق حاصل ہے۔ اُسی طرح سے ایک شودر بھی ترقی کا حقدار ہے۔ جس طرح ایک بنیا ترقی کر سکتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح ایک بھنگی بھی ترقی کر سکتا ہے کوئی فرق نہیں ہے۔ ضرورت صرف ترقی کے مارگ کو سمجھنے کی ہے۔ اور اُس پر عمل کرنے کی۔ جبکہ سنگھ جیسے مانس کھانے والے پشو بھی اپنی آتما کا کلیان کرتے ہوئے تیرتھنکر ہو گئے۔ تو پھر انسان کیسا ہی پاپی کیوں نہ ہو وہ بھی اپنی آتما کا کلیان کر سکتا ہے۔ اسکے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ شری ویر بھگوان نے (جو کہ سنگھ کا جنم دھارن کر کے پھر سنسار کے تھے) یہ اچھی طرح سے اعلان کر دیا کہ

باپ کا خط بیٹے کے نام

بیٹا پرکاش آشیرباد۔ خط تمہارا ملا۔ پڑھکر افسوس ہوا۔ بہت ممکن تھا کہ اس کے پڑھنے سے ہمکو دکھ بھی ہوتا لیکن چونکہ تمہارے
پہلے ہمکو یہ محسوس ہو چکا تھا کہ اس امتحان میں تمکو کچھ نہ کچھ دھکا ضرور لگے گا۔ تو اس لئے کچھ زیادہ دکھ نہیں ہوا۔
پیارے بیٹا۔ دنیا کی گھوڑدوڑ میں بازی لے جانا بڑے سوار کا کام ہے۔ چڑھنے کو گھوڑے پر ہر ایک کوئی چڑھ جاتا ہے۔
بیٹھنے کو سوار ہر ایک کوئی بن جاتا ہے۔ لیکن میدان مارنا ہر ایک کا کام نہیں۔ اپنے کل جسم کو قابو میں کرکے۔ دل کو مضبوط
کرکے استقلال کے ساتھ گھوڑے پر سوار ہو کر بے خوف و خطر بڑے سواروں کے ساتھ دوڑانا۔ اور آگے نکلنے کی کوشش کرنا
یہ سب اس بہادر شخص کا کام ہے جو گھوڑدوڑ کی بازی لینے کا سیدائی بن چکا ہو۔ ورنہ بیٹا یہ بہت ٹیڑھی کھیر ہے۔
آجکل کے نوجوان لڑکوں میں یہ بہت بڑی کمی ہے کہ انکو اپنے نقص کی بات بہت بری لگتی ہے۔ نصیحت سے کوسوں دور بھاگتے
ہیں۔ اور ناصح کو دشمن خیال کرنے لگتے ہیں۔ ورنہ یہ کون بڑی بات ہے جو انسان ہونا چاہے وہ نہ ہو سکے جب امرکہ میں
رہنے والا ایک غریب اور مفلس کا بیٹا اپنے خیالات کی بدولت ترقی کرتے کرتے بادشاہ بن گیا تھا۔ تو کیا انسان نیک
خیالات رکھتے ہوئے نیکی کا دیوتا نہیں بن سکتا ضرور بن سکتا ہے۔ بیٹا پرکاش۔ ہمارا خیال شروع روز سے یہ تھا کہ تم
ایک اچھے لڑکے ہو۔ اور تمہارے ذریعہ سے اس دنیا کو کوئی بہت بڑا فائدہ پہونچنے والا ہے۔ لیکن دو سال سے جب سے تم
سادگی اور سنجیدگی کو چھوڑ کر بجائے نیکی کے فیشن کے مرید بن گئے۔ اور ہر وقت بالوں کی الجھن میں وقت گذارنے لگے تب
ہمکو کچھ شک و شبہ ہونے لگا تھا اور ہم اپنے خیال کو کسی حد تک غلط سمجھنے لگے تھے حالانکہ ہم نے تمکو سمجھانے میں کوئی پہلو
اٹھا نہیں رکھا لیکن افسوس تم نے ہماری ایک بات کی بھی قدر نہیں کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جو تم آج اپنی پوزیشن کو اترتے دیکھتے
پیارے بیٹا۔ نیچے گرنا آسان ہے لیکن اوپر چڑھنا مشکل ہے۔ نیچے ہر ایک کوئی گر سکتا ہے لیکن اوپر وہی چڑھ سکتا ہے کہ
جسکے گھٹنوں میں دم ہو۔ صرف نیچے گرجانا اور اسی کو غنیمت سمجھ کر اپنی زندگی کے دن بری طرح سے گذارنا یہ بھی کوئی بہادری ہے
یہ تو سب کوئی کرتے ہیں۔ پھر عام اور خاص میں فرق کیا رہا۔ جیسے اور ویسے ہی تم۔ بات اچھی ہے کہ بہ نسبت دوسروں کے
تمہارے میں کچھ بہترائی پیدا کیجائے ایک لکڑہارے کا لڑکا جنگل سے لکڑی لا کر اپنا گذارہ کرتا ہے۔ تو یہ معمولی بات کیا
ہوئی وہ تو ہونا ہی تھا۔ اگر وہ لڑکا بجائے لکڑی ڈھونڈنے کے پڑھ لکھ کر ڈپٹی کلکٹری کرنے لگ جائے تب دنیا یہ کہنے کو تیار
ہے کہ ہاں اسنے ترقی کی ہے۔ اور وہ اصل کی بھی ہے۔ مجھے یہ معلوم کرکے بڑا تعجب ہوا کہ تم اپنی پوزیشن کے گرجانے سے دکھی
ہوئے ہو۔ لیکن یہ کیوں؟ جسطرح تمہارے دیگر ساتھی ہنسی خوشی سے دن گذار رہے ہیں تمکو بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے کیونکہ
یہ سب تمہاری اپنی ہی کرتوت ہے کہ جو پوزیشن کی اونچائی سے نیچے آرہے کیا تمکو اپنے دن نظر نہیں آتے تھے۔ ہمارا اپنا
خیال تو یہ ہے کہ یہ سب تم نے خود جان بوجھ کر کیا ہے بھلا جو شخص دوسروں کے کہتے سنتے ہی نقصان کا بیوپار کئے چلا جائے

خبروں کا گلدستہ

گورنمنٹ پنجاب نے صرف عدالتی افسروں کے خلاف ہی رشوت ستانی کے الزامات کی تحقیقات کرنیکا حکم نہیں دیا ہے۔ بلکہ دوسرے سرکاری محکموں میں بھی اسکے لئے دیکھ بھال اور پڑتال کا کام سختی سے شروع کیا گیا ہے کیا گورنمنٹ یوپی بھی ایسی تحقیقات شروع کریگی

ڈیرہ غازی خان کے سب جج لالہ [illegible] رشوت ستانی کے الزام میں معطل کر دیئے گئے ہیں۔ ان پر منٹگمری میں باقاعدہ مقدمہ چلایا جائیگا۔ رشوت خوروں کو سبق لینا چاہیئے۔

سرکاری طور پر فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ پیرس میں مٹھائی کی دوکانیں جبراً بند کر دی جائیں۔

نرخ چڑھ گیا انڈی ضلع شولاپور کے سیٹھ [illegible] نے ایک چندو بھی کی گیارہ سالہ کنیا کو جو ہار گاؤں کے ساٹھ سالہ بوڑھے سیٹھ [illegible] نے پندرہ ہزار نقد چہرہ شاہی میں خرید کیا ہے۔ اس سودے کے ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب دختر فروشی کا نرخ چڑھ گیا ہے۔ افسوس ایک طرف تو سماج کے اٹھائے جانیکی تدابیر سوچی جا رہی ہیں۔ اور دوسری طرف پاپی خود غرض خود اندھے کوئے میں گرتے جا رہے ہیں۔ اگر ایسی حالت میں بدمعاملوں کا شور نہ اٹھے تو اور کیا ہو۔

دہلی میں آریوں اور جینیوں کا تحریری شاستراتھ تاریخ ۲۵ جولائی لغایت ۳۰ جولائی ۱۹۲۷ء تک یہ شاستراتھ بخیر و خوبی کے ساتھ ساپت ہو گیا۔ جینیوں کی طرف دل سے اس شاستراتھ کا منتظم دہلی کا آریہ سماج منظور کرتا آریہ سماج۔ اور سبھا بھی آریہ سماج کے ممبر اور پنچ ہی بنائے گئے تھے۔ گویا ہر ایک کام میں آریہ سماج کا ہی ہاتھ تھا۔ جینیوں کی طرف سے بولنے والے غریباں [illegible] پنڈت لکھمن لعل جی دھرم ادھیاپک رشبھ برہمچریہ آشرم متھرا تھے۔ اور آریہ سماج کیطرف سے پنڈت نرسنگھ دیو شاستری لاہور نواسی تھے۔ شاستراتھ کا مضمون تھا۔ ایشور سرشٹی کرتا۔ اور تیرتھنکروں کا سروگیہ ہونا۔ آخر میں پنڈت نے ثابت کر دیا کہ ایشور سرشٹی کرتا نہیں ہے۔ اور جینیوں کے تیرتھنکر سروگیہ تھے۔ چونکہ شاستراتھ تحریری ہوا ہے۔ اسلئے اسکا فیصلہ دونوں کی رائے پر ہے ہم اسکا لکھنا نہیں چاہتے لیکن یہ ضرور کہینگے کہ ایسے شاستراتھ بجز وقت ضایع کرنے اور باہمی دویس بڑھانیکے اور کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچاتے کیا ہی اچھا ہو جو شاستراتھ کے پیاسے اپنی پیاس کو بذریعہ اخباروں کے بجھایا کریں اسکے لئے کل جین اخبارات تیار ہیں۔

ضروری اطلاع

جن بھائیوں کو سوادسیا کیلئے جین گرنتھوں کی ضرورت ہو وے پہلے خط کتابت کریں اگر کوئی بھائی سوادھیا کر کے گرنتھ واپس کر جانا چاہیں تو ہے بھی ہم سے منگا سکتے ہیں۔ لیکن محصول ڈاک دونوں طرف کا اُن کو دینا ہوگا۔ اور گرنتھ کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اگر گرنتھ میلا ہو گیا یا پھٹ گیا تو دام دینے ہونگے۔ ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند۔

زعفران کشمیری درجہ اول [illegible] مشک خالص [illegible] تولہ۔ سلاجیت [illegible] تولہ جدوار [illegible] تولہ ممیرا [illegible] رنگ انگوری [illegible] سیر۔ زیرہ سیاہ [illegible] سیر گل بنفشہ درجہ اول [illegible] سیر۔ بادام کاغذی [illegible] سیر شہد خالص [illegible] سیر۔ سنگدست [illegible] موچی [illegible] ۔ اقوال [illegible] شیشہ۔ بکفایت۔ پتہ۔ کشمیر سٹورس [illegible] سری نگر

سودیشی کپڑا دیوبند کا بنا ہوا سودیشی کپڑا [illegible] قیمتوں اور کوٹوں کے لائق ہم سے منگواؤ۔ [illegible] چوتھی اور کمبل سیاہ [illegible] ہر قسم کا مال [illegible] منگا سکتے ہیں۔ جوتی پرشاد دھینت رائے دیوبند۔

بہار ہمالیہ کا نظارہ ہندوستان مشہور [illegible] کے خوشبودار لذیذ باسمتی چاول جیلے پہاڑی آلو اروی۔ ادرک۔ [illegible] ۔ کالی زیرہ۔ [illegible] ۔ کوٹو بیاہ [illegible] منگانے کا پتہ۔ قبول سنگھ جینی سوداگر چاول کمیشن ایجنٹ دہرہ دون۔

ذریعہ ہو۔ پریشک سبہا کے اغراض کا پرچار کرنے کے لئے دورہ کرینگے۔ ہمکو امید ہے کہ اگر اس سبہا کے عہدیداروں نے اپنے فرائض کو پورا کرنے کیلئے ذرا بھی ہمت کی۔ تو بہت کچھ فائدہ جین سماج کو پہونچیگا۔ اس سبہا کے جو اصحاب ممبر بننا چاہیں وہ [illegible] کیساتھ پریشک سبہا سے [illegible]

خوشی میں دان

لالہ چکی مل امیچند جی دہلی والان کے سوپوتر کی شادی تھی آپ نے اس خوشی کے موقعہ پر تفصیل ذیل رقمیں دان میں دیا جین پاٹھشالہ کوچہ سیٹھ دہلی ۔ جین پاٹھشالہ نیا مندر دہلی ۔ جین سکول پہاڑی دہیرج ۔ جین اناتھ آشرم ۔ برہمچریہ آشرم ہستناپور ۔ سیادواد ودیالیہ کاشی ۔ سماوت پاٹھشالہ مورینہ ۔ تتہارتھ پرکاشنی سبہا ۔ جین کنیا پاٹھشالہ نیا مندر ۔ جین پردیپ دیوبند ۔ جین متر سورت ۔ کل مکیوردیپ ۔ جگت ناتھ جوہری دہلی ۔

(نوٹ) لالہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دیگر دولتمندوں سے درخواست ہے کہ وے خوشی کے موقعہ پر دیا دان میں انکا پورا پورا خیال کیا کریں

لوکل

شکر ہے کہ میونسپلٹی نے چند گاڑیاں کوڑا کرکٹ اٹھانے کیلئے جلتی کر دیں لیکن صفائی کے لحاظ سے صفائی ابتک لاپتہ ہے آجکل میونسپل بورڈ میں کوئی ہندو ممبر نہیں حالانکہ مسلم ممبروں کی تعداد زیادہ ہوتے ہوئے ہندو ممبروں کا بھی تعداد نہونا ہونا کچھ زیادہ مفید نہیں ہو سکتا لیکن پھر بھی قاعدہ کے مطابق اگر تین ہندو اصحاب قابل تجربہ کار۔ اور نیز خیرخواہ پبلک سرکار کے میں شامل ہوجائیں تو اہل ہنود کے حقوق کی حفاظت و نگرانی کافی طور سے ہو سکے۔ اگرچہ کثرت رائے کی وجہ سے ہندو پبلک کو کوئی فائدہ نہیں پہونچا سکیں گے۔ تو نقصانات سے بچانے کی کوشش تو ضرور کرینگے۔ اگر دیوبند کی ہندو پبلک میونسپل بورڈ میں اپنے حقوق کی حفاظت چاہتی ہے تو ضرور اپنے تین ممبر گورنمنٹ [illegible] پیش کرے لیکن یہ خیال رہے کہ جو ممبر پیش کئے جائیں وہ کورے بھی ان کے کہنے والے نہوں بلکہ قابل۔ تجربہ کار اپنے فرض اور پبلک کے حقوق کو سمجھنے والے خیرخواہ سرکار۔ اور نیک طبیعت کے آدمی ہوں۔ ورنہ ہونا اور نہونا بالکل برابر ہوگا ہم یقین کرتے ہیں کہ یہاں کی ہندو پبلک اپنے حقوق کی حفاظت کیلئے تین ممبروں کی نامزدگی کرائیگی۔ قرضہ جنگ کی وصولیابی کا کام وہی چال سے چل رہا ہے جیسے گذشتہ پرچہ میں لکھا تھا کہ ابتک کوئی شکایت ہماری تحصیل میں جبراً قرضہ لینے کی نہیں سنی گئی لیکن افسوس چند کوتہ اندیش ملازمان تحصیل کیوجہ سے ایک شکایت پیدا ہو ہی گئی جو کہ قصبہ دیوبند کے مسلمان صاحب نے پیش کی ہے۔ امید کہ اعلیٰ افسران اس شکایت پر کافی روشنی ڈالکر کوئی نتیجہ پہنچا دینگے۔ فصل اب بہت کم ہے آب و ہوا ابتک اچھی ہے دو روز سے کچھ بارش بھی ہوئی ہے۔ آسمان پر بادل موجود ہیں [illegible] سے پرارتھنا ہے کہ امن اور شانتی بنی رہے۔ پردیپ

بڑوت ضلع میرٹھ کے جین مڈل اسکول کا جلسہ

اس سکول کا پہلا سالانہ جلسہ ۲۸ و ۲۹ جولائی ۱۸ء کو ہوگا۔ کوشش کیجا رہی ہے کہ باہر سے وِدوان اپدیشک اور ممبر صاحبان تشریف لائیں۔ یقین ہے کہ جلسہ ایک اچھی رونق سے ہو جائیگا۔ منیجر سکول جین بڑوت

اب مین آپکی ایک ایک نصیحت پر پوری طور سے عمل کرونگا ۔ اور اپنے کو بہت کچھ قابل بنانیکی کوشش کرونگا ۔ آئندہ خواندگی
کی کتابین منگانے کے لئے کلکتہ کو لکہدیا ہے یقین ہے کہ پانچ سات روز مین آجاینگی ۔ ایک ہفتہ سے گرمی زیادہ ہے ۔
بعض مرتبہ لو گرمی کے مارے بڑا پریشان ہونا پڑتا ہے دوسرے بہ نسبت اپنے دیش کے یہان ویسے بہی گرمی زیادہ ہے
باقی خیریت ہے ۔ ماتاجی کو پرنام ۔ اور ہردے کیلاش کو پیار ۔ جواب بہت جلد عنایت فرمادین تاکہ شانتی ہو ۔ اور جو بار دل
کے اوپر پڑا ہوا ہے وہ کم ہو ۔ آپکا فرمانبردار سیوک پرکاش ......

کھاتولی مین جین دہرم پرچارنی سبھا

اس اخبار کے کسی دوسرے صفحہ پر کہاتولی مین دستہ جینیون کے چیتیالہ کی استہاپنا کا حال آپ معلوم کر چکے ہونگے ۔ انہی کہاتولی مین
شریمان لالہ سردارمل جی دہلی والون کی کوشش سے ۸ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو ایک سبھا بنام جین دہرم پرچارنی سبھا بہی قایم ہوگئی
سردارمل جی کی چٹھی پاکر میرٹھ اور فخر قوم شریمان بابو سورج بہان جی کہاتولی گئے ۔ اور لالہ ماڑے لال جی جین کے مکان پر شہر کے
چند معزز اصحاب سے سبھا کی بابت مشورہ کیا ۔ اور اسکی ضرورت دکہلاتے ہوئے اسکی قایمی کا ہونا بہت ضروری بتلایا
جسکو سب نے بخوشی منظور کیا ۔ یہ سبھا ایک جنرل سبھا ہے جسکا ممبر ہر ایک جینی خواہ وہ کسی درن یا کسی جاتی کا ہو بن سکیگا ۔ اس
سبھا کے اغراض و مقاصد سب تیار کئے گئے ۔ بعدازان شاستر سبھا مین گئے ۔ شاستر جی نوین چیتیالہ مین ہو رہے تہے جہان پر
تقریباً ۱۰۰ مرد اور ۵۰ عورتین موجود تہین شاستر سبھا کے بعد ایک جلسہ بر مکان لالہ ماڑے لعل جی جین زیر پریزیڈنٹی لالہ [illegible]
منعقد ہوا ۔ سب سے پہلے شریمان بابا بہاگیرت داس جی برنی نے منگلاچرن کیا ۔ اسکے بعد آپنے "ترقی کا حقدار کون ہے" پر مفصلہ ذیل
تقریباً ڈیڑہ گہنٹہ تقریر کی جسمین دکہلایا کہ سنسار مین ہر ایک جیو اپنی ترقی کیلئے کوشش کرتا ہے ۔ اور کوئی طاقت کسی کی ترقی مین
بادہک نہین ہوسکتی ۔ سنسارک اور دہارمک معنون مین ترقی ہر ایک جیو کیلئے ہین خواہ کسی حالت مین ہو کیونکہ جینی مین آتمک ترقی کا ذریعہ
پرم اپکار ہے ۔ جسکے لئے نفس ناطقہ کو ہر وقت تیار رہنا چاہئے ۔ اسکے بعد فخر قوم بابو سورج بہان جی نے ایک عالمانہ
تقریر فرمائی کہا کہ اگر کوئی کسی کی ترقی مین مانع ہوتا ہے تو وہ خود غرض ہے کسی شخص کو کسی کی ترقی مین مانع نہ ہونا چاہئے
آپ لوگون کو دہارمک امرت ملا ہے آپ خود اس سے فائدہ اٹھا رہے ہین اور دوسرے لوگ انکو اٹھانے دین ۔ آپ ان لوگون کی طرح سے
جنہون نے آپکے دہرم دہیان مین روڑا اٹکایا تہا ۔ مگر کسی کے دہرم دہیان مین روڑا نہ اٹکائین ۔ بلکہ دنیا بہر مین جین دہرم
پہیلانیکی کوشش کرین ۔ اسکے بعد سبھا کے فواید کہلا کر جلسہ کی منظوری سے سبھا قایم کیگئی جسکے جنرل سکریٹری لالہ
[illegible] لعل جی جین نزیر مجسٹریٹ و سکرٹری بابو کنہیا لعل جی جین [illegible] جوائنٹ سکرٹری لالہ [illegible] لعل جی جین اور خزانچی لالہ [illegible]
بہی مقرر کئے گئے ۔ اب بہت جلد کہاتولی مین ایک جین پاٹ شالہ اور ایک جین لائبریری قایم کیجاویگی ۔ اور اس سبھا کی طرف ایک [illegible]

نصیحتون پر عمل نہین کیا۔ کیون مین نے اپنے کو فیشن کے جال مین پہنسایا۔ آہ مجھے آج وہ بالون مین کنگہا چہیرنا اور کلف لگے کپڑے پہن
اور کنگہی کو دیکہی تیل لگانا رہ رہ کر یاد آرہا ہے۔ کالر ٹائی کو سدہار سدہار کر کوٹ پتلون کا پہننا آنکہون کے روبرو گہوم رہا ہے۔ دن بہر
یار دوستون مین بیٹھکر گپ لگانا ہانکنا دلمین گہر کر رہا ہے۔ کاش مین ان کل باتون سے پرہیز کرتا۔ اور آپکی اون نصیحتون پر عمل کرتا
تو آج اس سطح سے اپنی پوزیشن کو ہاتھون سے نگنواتا۔ حالانکہ میرے ساتھ کے اور چند لڑکے بہی پوزیشن سے گر گئے۔ اور کئی ایک
تو امتحان مین بہی ناکامیاب ہوگئے۔ لیکن ان سب مین جو رنج میرے دلکو پہونچا ہے وہ کسی ایک کو بہی نہین ہے۔ سب پہلے کیطرح سے
کہیلتے ہین۔ کودتے ہین۔ ہنستے ہین۔ بولتے ہین۔ کہاتے ہین پیتے ہین۔ اور اودہر اودہر کی گپ ہانککر موج مارتے ہین۔ لیکن انکی
ایسی حرکات سے نہ کوئی ماسٹر ناخوش ہے نہ کسی لڑکے کو کچھ خیال ہے۔ مگر میری پوزیشن کا گرجانا کل ماسٹرونکو ناگوار گذرا ہے۔ اور
دو چار نیک لڑکے بہی میری طرف انگلی اٹہا رہے ہین۔ اسمین کچھ شک نہین کہ میری پوزیشن کے گرجانیکا باعث میرا فیشنیبل
بنجانا ہی ہوا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہین تہی کہ مین اسطرح سے گرجاتا۔ چونکہ دوسرے لڑکے فیشن کی بیماری پہلے سے ہی لئے ہوئے
تہے۔ اس لئے انکو کچھ زیادہ خیال نہین ہوا۔ اور مجھکو یہ بیماری یہان پر آکر ہی لگی تہی۔ اسلئے مجھے اسکا شکار ہوجانا بہت زیادہ
محسوس ہوا۔ مین افسوس کرتا ہون کہ مین نے آپکی نصیحتون پر ذرا بہی غور نہین کیا۔ حالانکہ آپ بار بار سمجھاتے رہے لیکن مین ایسا
شوخ بن گیا تہا کہ ذرا بہی دہیان مین نہین لاتا تہا۔ بس میری دیدہ دلیری کا وہ خوفناک نتیجہ نکلا کہ جسکو مین خود ہی جانتا ہون
کاش جو مین پہلے ہی سنبہل جاتا تو آج یہ منحوس دن دیکہنا نہ پڑتا۔ پوجیہ پتا جی۔ آپکا حکم نہ ماننا قیمتی نصیحتون پر عمل نکرنا
من مانی اور گھر جالی کرتے رہنا اور فیشن کی غلامی مین پہنس جانا۔ یہ سب اپرادہ میرے اس قسم کے ہین کہ جنکا پرایشچت کئے
بلا میری آتما کو ہرگز بہی شانتی نہین ہوسکیگی۔ پوجیہ پتا جی۔ کشما کرنا۔ میرے ان اپرادہون کو بہول جانا۔ مین آپ کا
اپرادہی بالک ہون۔ آپ ذرا بہی خیال نکرین۔ کیونکہ اب مین سچے دل سے پرتگیا کرتا ہون۔ اور اقرار کرتا ہون کہ اب سے کبہی کوئی
غلطی نکرونگا۔ فیشن کی زنجیر مین نے توڑ ڈالی ہے۔ شیشہ کنگہے کو رخصت دیدی ہے تیل کی شیشیان اٹہا کر رکہدی ہین۔ کالر ٹائی
کے پہندے سے گردن کو نکال لی ہے۔ اور علاوہ ازین جو جو باتین میری ترقی مین مانع ہوئی ہین مین ان سب سے اپنے کو بچالیا ہے
آپ اس تحریر کو بالکل صحیح سمجھین اور سچ مانین۔ اگر آپ کا آشیرباد ہوگا تو بہت جلد یہ دکہلا دونگا کہ میری کایا پلٹ کتنی
جلد ہی ہوگئی ہے۔ اور اب مین وہ کمزور بیکاس نہین رہا ہون۔ مین نے اپنی ہر طرح کی ترقی کے وسائل سوچ لئے ہین۔ اور انپر عمل
کرنے لگا ہون۔ اگر میرا سچا پریم ہوگا۔ اور مین اپنی دہارنا پر قائم رہ سکونگا جسکی مجہکو کافی امید ہے۔ تو آپ دیکہینگے کہ
آپکا یہ سیوک نیکی کی دنیا مین کس خوبصورتی کے ساتھ قدم رکہتا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ میری اس کچی قربانی سے اور لڑکے بہی سبق
حاصل کرکے اپنے کو کسی قابل بناکر دکہلائین۔ اگر ایسا ہوگیا اور یہ میرے بہائی وطن کا پرورتن دوسرونکے لئے مفید بن گیا تو مین اپنے
کو بہت ہی بڑا بہاگیہ شالی سمجہونگا۔ مین آشا کرتا ہون کہ آپ مجہے کشما کرتے ہوئے اپنی تجربہ کاریون سے فائدہ پہونچا سکینگے۔

سکیں جو جماعتوں ... اور بے اطمینانی کے ساتھ اپنی چھٹیوں کے دن کو آرام سے گزارتے ہوئے اگلی کلاس کیلئے کتابوں کا انتظام کرلیا
کرتے تھے لیکن اس مرتبہ بیچارے طالب علموں کو پریشانی میں مبتلا رہنا پڑا۔ اور وے کوئی انتظام آئندہ کیلئے نہیں کر سکے۔ اگر اس کی
اطلاع پبلک کی طرف سے جناب انسپکٹر صاحب بہادر کو پہنچی تو وے ضرور جواب طلب فرماتے لیکن پبلک کو سکول کی ہستی کہنا
منظور ہے۔ اسلئے پبلک نے خاموشی کے ساتھ اس زیادتی کو برداشت کیا۔ اگر اب بھی جناب انسپکٹر صاحب بہادر کے گوش گذار یہ معاملہ
ہوجائے تو شاید پھر پوچھ تاچھ ہوگی یہی ہمکو امید ہے۔ جب اسقدر زیادتی طالبعلموں کے ساتھ ہے تب کیسے کہا جا سکتا ہے
کہ اس سکول کی ترقی ہوگی یا منیجر صاحب اسکو قایم رکھنا چاہتے ہیں۔ افسوس اگر کوئی کسی معاملہ کو بذریعہ خط و کتابت دریافت
کرتا ہے تو جواب تک نہیں ملتا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ اگر منیجر صاحب ایک عام جلسہ کرکے پبلک کی شکایت کو رفع کرکے آئندہ کیلئے
ایسا انتظام کریں کہ جس سے سکول کی ترقی ہو۔ اور یہ سکول بہت جلد ہائی سکول کی شکل میں نظر آئے۔ اگر منیجر صاحب کو ایسا
کرنا منظور ہے تو ہم سچے دل سے سکول کی خدمات کیلئے تیار ہیں اور ہر ایک ہم ہی نہیں بلکہ نہ معلوم کتنے نوجوان تیار ہوجائینگے
کاش وہ دن جلد دیکھنے میں آئے کہ جب دیوبند کی نوجوان پارٹی گلے میں جھولی ڈالکر سکول کیلئے چندہ مانگے۔ اور منیجر صاحب
اس پارٹی کی مدد سے میدان میں نظر آئیں۔ اور یہ سکول بہت جلد ہائی سکول کی شکل میں نظر آئے تاکہ دیوبند کے لڑکے پڑھنے
کیلئے کسی اور سکول میں نہ جاکر کالج میں ہی جائیں۔ پ۔ و۔ پ

بیٹے کا خط باپ کے نام

پوجیہ پتا جی پرنام۔ میں آپسے رخصت ہوکر رڑکی بخیر و عافیت پہنچ گیا ہوں۔ امتحان کا نتیجہ معلوم ہوا میں پاس ہوگیا لیکن
افسوس میری پوزیشن بہت گر گئی جسکی امید مجھے بہت کم تھی۔ لیکن میں کسی دوسرے کا قصور نہیں۔ اچھی پوزیشن پر پاس ہونیکی میری امید
بالکل ویسی ہی تھی جیسے [illegible] اس پوزیشن کے گر جانیکا خیال ہی نہیں بلکہ از حد ملال ہے۔ مجھے آپکی قیمتی
نصیحتیں رہ رہکر یاد آتی ہیں۔ اور یاد ہی نہیں بلکہ آنکھوں کے سامنے گھوم رہی ہیں۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ وہ بوند دلایت گئی
گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔ آپنے پدرانہ فرض ادا کیا۔ اور وہ اسطرح ادا کیا کہ کوئی بھی والد نہیں کر سکتا۔ آپنے مجھے سمجھانے میں کوئی
بھی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ پند و نصیحت بھی سنائی۔ تحریراً تحریر بھی فرمائی۔ لیکن ایک میں بدقسمت تھا کہ جسنے ایک بھی نہ سنی۔
یہ سب میری ہی بدقسمتی کا باعث تھا جب میں مکان پر تھا اور مقامی مڈل سکول میں پڑھتا تھا۔ تب میری سادگی۔ نیک چلنی
اور کوشش کا کیا ٹھکانہ تھا۔ آپ کے بچوں میں اول ہی کا ہونا اسوقت میرے لئے ایک قدرتی بات تھی۔ اور یہ سب اسی کا نتیجہ تھا
کہ میں سالانہ امتحان میں ہمیشہ اول نمبر پر پاس ہوا کرتا تھا۔ اور میرے کل ساتھی دیکھتے رہ جایا کرتے تھے لیکن آج میری وہ سادگی
نیک چلنی اور کوشش یہاں کی آب و ہوا نے بالکل ملیا میٹ کر دی ہے۔ آج میں افسوس کرتا ہوں کہ کیوں میں نے آپکی سنہری

تھیں لیکن آج ہمکو ایک چٹھی چند اصحاب کی تحریر کی ملی ہے جسمیں لکھا ہے کہ اس سکول کے سنستھاپک بابو ہرپت رائے مرحوم نہیں تھے
بلکہ سورگیہ بابو کرشن سہوے لعل صاحب منصف دیوبند تھے اور آپ ہی اسکے سکرٹری تھے۔ حالانکہ آپ یہاں سے تبدیل بھی ہو گئے تھے
لیکن پھر بھی سکرٹری شپ کی خدمات انجام دیتے رہے۔ اور گاہ بگاہ سکول کا معائنہ بھی کرتے رہے لیکن افسوس آج بابو کرشن سہوے لعل
صاحب اس دنیا میں نہیں ہیں ورنہ شکایت کا موقعہ ہی نہ ملتا۔ بابو ہرپت رائے صاحب منصف صاحب کے تبدیل ہو جانے پر
منیجر بنائے گئے چونکہ آپکو تعلیم سے از حد دلچسپی تھی۔ اور آپ یہاں کی آریہ سماج کے پردھان بھی تھے اسلئے آپ نے اپنی لاگت سے سکول
کی بلڈنگ تیار کرائی اور اسکے پاس ہی آریہ سماج کیلئے بھی ایک مکان بنوایا۔ اور اپنی بہت سی جائداد و املاکات معہ نقد سکول
کیلئے وصیت نامہ بنام آریہ پرتی ندھی سبھا رجسٹری کرا دیا۔ سکول کا نام پہلے ورنیکلر سکول تھا بعد ازاں
انتظامیہ کمیٹی نے ہرپت رائے اینگلو ویدک سکول تجویز کیا اور یہی نام ابتک چلا آرہا ہے۔ اس سکول کو ڈسٹرکٹ بورڈ سے مستقل
امداد ملتی ہے اور قصبہ نے بھی کافی امداد کی ہے۔ اور کر رہا ہے۔ اس سکول نے پہلے اچھا کام کیا لیکن جب سے بابو ہرپت رائے کا سورگباس
ہوا۔ اور اسکے منیجر بابو سنت رائے برادر زادہ بابو صاحب مرحوم ہوئے تب سے اسکی ترقی میں روڑا اٹک گیا اور سکول کی حالت
روز بروز گرتی گئی کیونکہ منیجر صاحب سکول برابر چلانا پسند نہیں کرتے یہی وجہ ہے کہ جو انہوں نے کل ماسٹر اپنی برادری
کے رکھے ہوئے ہیں۔ اور وہ بھی سکول کی حیثیت سے کم لیاقت کے۔ سکول کے نام جو جائداد بابو ہرپت رائے مرحوم نے کی ہے
اسکی آمدنی تقریباً اٹھ سو روپیہ ماہوار ہے جو منیجر صاحب وصول کرتے ہیں۔ اگر یہ تمام روپیہ سکول کی ترقی میں لگایا جائے تو
یہ سکول مڈل کے دائرہ سے آگے بڑھکر ہائی سکول بن سکتا ہے لیکن افسوس ہے منیجر صاحب کو ایسا کرنا منظور نہیں ہے۔ یہ سب
قصبہ کے لڑکوں کی بد قسمتی سمجھنا چاہئے۔ یہ سکول پبلک سکول ہے۔ سکول کا سامان پبلک کے روپیہ سے خریدا ہوا ہے اور بلڈنگ بھی
بابو صاحب نے پبلک کے ہی لئے بنائی تھی۔ اسلئے پبلک کو اس سکول کی ترقی اور بہتری میں خاص طور سے حصہ لینا چاہئے۔ ورنہ
اس سکول کی موجودہ حالت بھی خطرہ میں ہے۔ سالانہ امتحان کا نتیجہ بھی بہت خراب سنایا گیا تھا اگر یہی حال رہا تو طالبعلم ترک تعلیم
کر کے دیگر سکولوں میں چلے جائیں۔ زیادہ کیا لکھیں اگر جناب اسکی بابت کچھ کوشش کرینگے تو پبلک ہوشیار ہو کر اسکی
انتظام کرنے میں ضرور کامیاب ہو سکیگی۔

(نوٹ) سکول کے بارے میں جو مندرجہ بالا تحریر ارسال ہوئی ہے ہمکو اس سے بھی زیادہ شکایتیں زبانی معلوم ہوئی ہیں جنکا ہم
چشم پوشی کرنا ہی مصلحت اور بہتری خیال کرتے ہیں۔ ہمیں کچھ شک نہیں کہ سکول پبلک کا ہے۔ اور منیجر صاحب اسکو اپنا خاص کا
مانے ہوئے ہیں۔ اگر منیجر صاحب کل انتظام کمیٹی کی رائے سے کرتے ہیں تو کیا کوئی ممبر صاحب اس معاملہ پر روشنی ڈالنے کی مہربانی کرینگے کہ
اس سال کیوں امتحان کا نتیجہ سکول کے کمرے میں سنایا گیا جبکہ پچھلے امتحان ختم ہونیکے دو چار روز بعد سنایا جاتا تھا۔ اور ہر ایک طالب علم
کے گارجین کو بذریعہ ڈاک اطلاع دیجاتی تھی لیکن اب کی مرتبہ کیوں سے اطلاع نہ کیا گیا۔ امتحان کا نتیجہ خراب ہوا۔ معلوم ہوتا ہے اسکو

کہاتولی مین دستہ بہائیون کے دگمبر جین چیتالہ کی ستہاپنا

خوشی کی بات ہے کہ دہلی والون کی کوشش سے کہاتولی مین دستہ جینون کیلئے دگمبر جین چیتالہ کی استہاپنا اساڑہ سدی ۱۲ کے دن ہوگئی - اس موقعہ پر برہمچاری سیتل پرشاد جی ایڈیٹر جین متر اور قربان پنڈت امروسنگہ جی رئیس سونی پت کا پدہارنا سماج کی خوشی کا باعث ہوا - دو پرتمائین داتو کی شری رشبھ دیو بہگوان اور شری شانتی ناتہ بہگوان کی دہلی سے لائی گئین - اور بڑے آنند کیساتہ لالہ کشن لال جی جین کے نئے مکان مین براجمان کیگئین یہہ مکان ایسا عمدہ بنا ہے گویا اسی کام کیلئے بنایا گیا تہا - آج ہی قربان پنڈت امروسنگہ جی رئیس سونی پت کی زیر پریذیڈنٹی ایک عام سبہا کا جلسہ کیا گیا جسمین برہمچاری سیتل پرشاد جی اور دیگر چند صاحبان کے لیکچر ہوئے - اور آخیر مین سبھاپتی صاحب نے فرمایا کہ ایک کامون مین سب سے آگے دہلی کے بہائی ہوتے ہین سبہی دہرم جیتک بہی اور الور پانیپت سنک سبہاؤن کے ریزولیوشن کی عملی کارروائی کرانیکا فخر بہی دہلی کے بہائیون ہی نے قدم بڑہایا ہے - شاستر کے مطابق کوئی دہرم کے پالنے سے محروم نہین رکہا جاسکتا جو کسی کے دہرم پالنے مین بادھا ڈالتے ہین وہ پاپی ہین وغیرہ - بعد ازان بادشاہ کی فتح کیلئے پرمیشور کے شانتی پاٹھ پڑہتے ہوئے - جین دہرم کی جے بولکر جلسہ سماپت ہوا - ایک درشک جینی -

(نوٹ) ہم خوشی کے ساتھ دل سے دہلی کے جین بہائیون کا اور خاصکر قربان پنڈت امروسنگہ جی رئیس سونی پت و برہمچاری سیتل پرشاد جی ایڈیٹر جین متر سورت کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے دہرم کا وہ مارگ جو عرصے سے بند تہا ہمت سے جینیون کیلئے پہر خوبصورتی کیساتھ کہول دیا - اور دہرم کے پیاسون کی پیاس بجہانے کیلئے جین مندر روپی امرت کا چشمہ تیار کردیا - آپ جیسے سجن پرشون سے ہی سماج خوش قسمت معلوم ہوتا ہے - اور آپ جیسے ساہسی پرش ہی ایسے نیک کامون کو انجام دے سکتے ہین - آج آپ لوگون نے وہ کام کیا ہے جو گذشتہ زمانہ مین بڑے بڑے آچاریون نے کیا ہے بہت سے بہائیون کو جو جین دہرم سے زبردستی گرائے گئے اور گرائے جاتے تہے آپنے بڑی ہمت اور قابلیت کے ساتھ سنبہالا ہے - ہم جین سماج کی طرف سے بہی آپکا شکریہ ادا کرتے ہین - اس خوشخبری سے جین سماج کو ضرور ایک آنند ہوگا - ہم ان دستہ بہائیون سے جوکہ عرصے سے اس دہارمک امرت کیلئے ترس رہے تہے - اور اب انکو دستیاب ہوگیا ہے درخواست کرتے ہین کہ وے اس امرت سے فائدہ اٹہاوین ایسا نہو کہ اسکے ملنیکی خوشی مین ایسے غافل ہوجائین کہ یہ امرت جس مشکل سے چشمہ سے لاکر آپکو دیا گیا ہے بہکر وہین نہ چلا جائے یقین ہے کہ ہمارے دستہ جینی بہائی خوب آنند کے ساتھ دہرم پالن کرینگے اور گیان کی ترقی کیلئے جین سکول اور جین لائبریری قائم کرکے انسے خوب گیان اپارجن کرینگے - سمپادک"

ہرپت رائے اینگلو ویدک سکول دیوبند

اس سکول کے بارے مین چند سطرین ۱۵ جون ۱۹۱۲ء کے جین پردیپ مین چہپی ہین جو باتین ہمارے علم مین آئی ہین وہ ظاہر کردی گئی

ناک رگڑتا ہے شاستر سننے اور پڑھنے میں سب سے زیادہ حصہ لیتا ہے لیکن اس خاندان میں جب بیاہ شادی ہوتی ہیں تب کسی پچھلی
رسم کے مطابق دیوتا کا اساتپ سے سر (دھڑ) پوجن ہوتا ہے۔ جو اب تک ہوتا چلا آرہا ہے اگر اسکو کوئی مٹانا چاہتا ہے تو بہت سے رسم کے
کٹر ماننے والے بُری طرح سے دھمکیاں دیتے ہیں۔ بُرا بھلا کہتے ہیں۔ اور اس رسم کی حفاظت کیلئے حتی الامکان زور لگا دیتے ہیں تاکہ
یہ رسم جاری رہے کیونکہ بنا ہے۔ خواہ اُن کے سر دھان میں فرق آتا ہو خواہ ایسا کرنے سے کل شاستروں کے پڑھنے سننے پر پانی پھرتا
ہو لیکن رسم کی حفاظت کیلئے یہ سب کچھ گوارا ہے۔ رسم کے بندھن میں بعض بعض قومیں اسطرح جکڑی گئی ہیں کہ جنکا ابھرنا از حد مشکل
ہو رہا ہے۔ رسم و رواج کی پابندیوں نے روحانی۔ جسمانی۔ قومی ملکی۔ مذہبی۔ اور مالی حالت کو ایسا گرا دیا ہے۔ کہ جسکا ذکر کرتے
کرتے زبان بھی تھک گئی ہے جن بُری باتوں نے رسم و رواج کا جامہ پہنکر سماج کا ناس کرنا جاری کیا ہوا ہے اگر انکو شمار کیا جائے
تو بہت ممکن ہے کہ ایک اچھی خاصی کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن معمولی باتوں کے ذکر سے ہی بہت کچھ وقت لگانا پڑتا ہے ہر ایک
ملک ہر ایک قوم ہر ایک سماج اور ہر ایک خاندان جدا جدا رسموں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ لیکن بہت سے رسم و رواج ایسے عام
گیر ہوتے ہیں کہ جن سے دیش بھر کو نقصان اُٹھانا پڑتا ہے۔ آجکل کے رسم و رواج میں بال بیاہ بیوہ بیاہ۔ انمیل بیاہ
مکلاوہ۔ رنڈی کا ناچ۔ نوٹنکی کا سوانگ۔ پور۔ بکھیر۔ آتش بازی۔ جوئے بازی۔ نکتہ۔ وغیرہ بہت سی رسمیں ایسی ہیں کہ جو ہماری
ہر ایک طرح کی ترقی میں اڑچن ہو رہی ہیں اور ہمکو روز بروز تنزل کے گہرے گڈھے میں گرا رہی ہیں۔ اگر کوئی سماج۔ یا کوئی شخص
ان رسم و رواج کے بندھن سے نکل اپنی روحانی جسمانی اور ہر ایک طرح کی ترقی کرنا چاہے تو بہت آسانی کے ساتھ کر سکتا ہے
اور اسکی وہ ترقی منزل مقصود تک پہونچانے کیلئے بہت کچھ امداد دے سکتی ہے۔ ہمارے خیال میں امداد کیا بلکہ وہ ایک طرح سے
منزل مقصود کا رستہ ہی ہے۔

اے آنند اور شانتی کے خواہشمند دوستو اگر تمکو واقعی آنند اور شانتی کی خواہش ہے اگر تم سچ مچ شانتی کی پیاس کو بجھانا
چاہتے ہو تو اس رسم و رواج کے جال سے نکلو۔ اور ایسے نکلو کہ جس سے تم اکیلے ہی نہیں بلکہ تمہارے اور بھائی بھی تمہاری تقلید
کرکے فائدہ اُٹھا سکیں۔ جبتک ان رسم و رواج کے بندھن سے نجات حاصل نہ کر لوگے۔ تب تک تمہاری کسی بھی حالت کا سدھار
ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوگا۔ پس نجات کیلئے تیار ہو جاؤ کہ یہ رسم و رواج تمہارا پینڈ چھوڑ کر خود بخود جدا ہو جائیں
اور تم آنند اور شانتی کے ساتھ جیون وتیت کر سکو۔

بیاہ میں دان

لالہ مرلیدھر سنگم لال کے یہاں سے عزیز ادتم چند کی بارات جو دہلی پہاڑی دھیرج گئی تھی اوس میں ہر پکش کی طرف حسب ذیل
دان دیا گیا ہے جین اینگلو سنسکرت سکول دہلی [illegible] کنیا ودیالیہ دہلی [illegible] جین یتیم خانہ دہلی [illegible] رشبھ برہمچریہ آشرم
[illegible] جین مہلا سکول بڑوت [illegible] جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ [illegible] جین کنیا پاٹھ شالہ [illegible] جین [illegible]

دہانگ کراتے مزور ہٹ جاتے ہین کہ جس سے موسل کو جگہ مل جاوے اور انکو تہوڑی دیر آرام ملجاوے جب کہین جہان
کہین جس ملک مین جس قوم مین ہم پیدا ہوے ہین وسنے ہماری شکل معین کردی ہے اور غالباً اوسی شکل مین ہمکو رہنا پڑیگا
مگر تبدیلی کی روح ہمارے دلون مین پیدا ہوگئی ہے - پرانی باتون کو ہم چہوڑتے جاتے ہین - اور یہ معلوم کرچکے ہین کہ ہم کسی
بہی طرح دوسرون سے بہتر نہین ہین اور یکلم نیم جان ہو رہے ہین - اگر ہمنے یہ اچہی طرح سمجہہ لیا ہے تو کیا یہ انصاف نہین
ہے کہ پہلی قومون کا راستہ جو محض رسم و رواج سے بنا تہا بہت ہی تنگ تہا - اور کیا ہم مین ابہی روح موجود نہین ہے کہ اگر
ہم کسی رواج کو توڑ ڈالین تو اوسی سمندر کو جسمین ہمکو اور بہی معلوم ہوگا کہ کدہر کو چلین اور جسکو رواج توڑنیکی وجہ سے مجبوراً
عبور کرنا ہوگا پار کرکے کنارے جا سکین - بہت ممکن ہے کہ اس دوڑ دہوپ مین ہم کسی اچہی جگہ سے بہی زیادہ دور نکل جاوین - مگر
کیا ہم اوسکی بہی پرواہ کرینگے ؟ ہرگز نہین - انسان جب بالغ ہوجاتا ہے تب اوسکو معلوم ہونے لگتا ہے کہ جو بیہودہ رسمین
موت تہی وہ اصل مین بیہودہ زندگی ہے جبتک ہم رواجون کے لئے جان دیتے رہتے ہین دنیا ہماری نظر مین حقیر دکہائی دیتی ہے
اور جب اونکو چہوڑکر ہم ترقی کے زینہ پر قدم رکہتے ہین اور تعصب کی عینک کو اتار کر پہینک دیتے ہین اور ہم جہوٹی غیریت
کا بیہودہ خیال دل سے نکال باہر کرتے ہین اور ساتھ ہی ساتھ ہمکو یہ بہی معلوم ہوجاتا ہے کہ ہمارے بچنے کا اب کوئی طریقہ نہین
ہے تب ہر چہار طرف ہمکو درستی و دست نظر آنے لگتے ہین اور جب علیحدگی کے مکان کی بنیاد تک اکہیڑ کر پہینک دیجاتی ہے
تب بہی ہم آزادی او برابری کے عمیق سمندر مین بے خوف و خطر موجین مارنے لگتے ہین -
اسطرح اوس دنیا سے جو رسم و رواج سے لدی ہوئی تہی اور لڑائی مذہبی جسنے اپنا کام سمجہ لیا تہا انسان کا نیا جنم ہو تا اور
پاسنکا رہتا ہے - انسان کا بچپن دور ہوتا ہے جوانی شروع ہوتی ہے - اوسکی زندگی کی نئی روح اوسمین کام کرنے لگتی ہے -
تواریخ بہی سیاست کا پتہ دیتی ہے - جب انسان سب طرح کے رواجون کو بہگت چکتا ہے اونکو چہوڑنا چاہتا ہے یعنی اونکو مصلحت
کے وقت کام مین لانے لگتا ہے اونکا بالکل غلام نہین بنتا سب رواجون سے کام لیا جاتا ہے نکا اونکے موقع کیا جاتا ہے
کسی بات کی مخالفت نہین ہوتی مگر خواہ مخواہ وہ کام بہت ہی بری بلا نہین جانی - اب اخلاق اور آداب او شمار پہینکے جاتے
ہین اونکی جگہ انسانیت لیلیتی ہے - دوسرے لفظون مین سب کامون کا یہی مدعا ہوجاتا ہے کہ ان کو کسی - کسی طرح تکلیف نہ
پہنچنے پاوے - اور سب مین برادرانہ محبت قایم ہو - یہ کام روح ہے یہی زندگی ہے - اسمین داخل ہو نیسے کاملیت اور ضدا ست
کا منظر ملتا ہے اور دیگر گوشہ شکا سلسلہ رہنے سے زندگی کا مزہ آنے لگتا ہے - وہ دکہی خوشی ترقی چاہی خوشی اور ترقی ہی جانے لگتی ہے
(نوٹ) رسم و رواج کی پابندی نے ہمارا تنگ حصہ کرد یا ہے کہ بعض حالتون مین تو انکو مذہبی جامہ پہنا دیا گیا ہے بعض اگر مذہب جو رسم
جاری ہوگئی ہے خواہ وہ دنیا مین کہین بہی نہ پائی جاتے لیکن ان اگر ان مین اس رسم کی ادائیگی مذہبی - یہی عبر کرائی جاتی
ہے مثلاً ایک خاندان کی ایسے کہ جو خیالات سے اسپر عمل کرتی ہے - صبح کو اسکو سیاکر پوجن کرتا ہے - دودھ تیر جمنیہ مرتب نذرین

مشینوں کی طرح ہماری عادت پر منحصر ہو کر ہماری اندر کی خواہش پر مبنی ہیں - اگر ایسا ہوتا تو شاید بہت سا جھگڑا کم ہو گیا ہوتا اور بہت کچھ کر گئے ہوتے - اخلاق اور ادب آداب پر اگر نظر ڈالی جاتی ہے تو اوسکا بھی یہی حال ہے وہ بھی محض رواجوں کا مجموعہ ہے - ہر قوم میں انہوں نے علیحدہ ہی شکل اختیار کر رکھی ہے اتنا ہی نہیں بلکہ کسی وقت میں کچھ اور کسی وقت میں کچھ - کسی مقام میں کچھ اور کسی مقام میں کچھ - اکثر مشکلات واقع ہوتی ہیں اگر کسی ایک کا سبب تلاش کیا جائے یعنی یا ضرورت پر نظر ڈالی جاتی ہے بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ وے سمجھدار دماغ کی ایجاد ثابت ہوں - چوری کو گناہ برا ہے اور ہم لوگ اوسکو ایسا ہی سمجھتے ہیں مگر تجارت میں یہ بیسیوں شکلوں میں جائز سمجھی جاتی ہے - انسان کو یہ تو پیدا ہی فی الحقیقت ایسا لگتا معلوم ہوتا ہے کہ وہ جہاں جی چاہے شکار کھیلے - یہانتک کہ شکاریوں نے تو دیسی ایک پرجا بھی ایجاد کر ڈالی ہے جس میں جانور پالکر دیوتاؤں کے اوپر چڑھائے جاویں - شادی کے رواج کا بھی یہی حال ہے کسی قوم میں بے حساب شادیاں جائز اور کہیں ایک سے دو نہیں ہو سکتیں - مرد رہ جانے کی ضرورت نہیں ہندوؤں میں دیکھئے مرد کتنی ہی شادیاں کر سکتا ہے برخلاف اونکے عورتوں کو اسطرح کا کوئی حق حاصل نہیں سخت سزا ہیں - بڑی بڑی قومی قوانین اور نامناسب مذہبی احکامات کبھی کبھی سانپ بنکر انسانی سمجھ کو ایسا کاٹتے ہیں کہ اوسکو مجبوراً نئے نئے قواعد ایجاد کرنے پڑتے ہیں مگر سب ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں - ایک وقت تھا کہ سندھ دن تک میں ناچ جائز سمجھا جاتا تھا آج وہ دن ہے کہ شادی کے موقع پر بھی ممنوع سمجھا جاتا ہے -

اس سے ہم کس نتیجے پر پہنچتے ہیں یعنی جب ہم انسانی زندگی کے رواج پر ایک ڈیپارٹمنٹ میں - کیا کاریگری کیا رسم و رواج اور کیا اخلاق میں - بڑا اختلاف پاتے ہیں اتنا ہی نہیں بلکہ ان ہی جوکہ اختلافات ہی اختلاف نظر آتا ہے جہاں ہمارے کام بلحاظ مقام اور وقت یکساں ہونے چاہئیں تھے تب کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم یہ خیال کر سکیں اور بغیر نتیجہ نکال سکیں - کہ جن رسم و رواج کے ہم پابند ہو رہے ہیں وہ دوسروں کے رسم و رواج سے زیادہ اچھے ہیں عجب نہیں کہ وہ اون سے بہت خراب ہوں - یہ ہم پیشتر ہی بیان کر چکے ہیں ہم نے رواجوں کی چادر لپیٹ کر نشو و نما پائی ہے مگر جب ہم بڑے ہو گئے ہیں اور کچھ کچھ سمجھ اپنا کام کرنے لگتی ہے - تب کہیں ہمکو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے چاروں طرف ہے کیا چیز مگر اوسوقت ہماری رواجی چادر ہمارے بدن سے اتنی لپٹ چکی ہوتی ہے کہ یہ ہماری طاقت سے باہر ہو جاتا ہے کہ ہم اسکو اتار کر پھینک دیں یا اگر کہیں وہ چادر کمزور بھی ہوئی - یا ناخوشگوار بھی ہوئی یا پھٹی پرانی ہی ہوئی تب بھی بہت دنوں تک ساتھ رہنے کی وجہ سے اوسکو پھینکنے کو جی نہیں چاہتا - ان سب کمزوریوں میں گھرا ہوا انسان اگر کچھ زور لگا سکتا ہے تو وہ محض اتنا ہی کہ اوس کمزوری کو جان جائے - اوس سے وہ نکل بھاگے یہ بہت مشکل کام ہے - ہاں کم سے کم اتنا ضرور سوچ سکتا ہے کہ وہ اوس چادر کو اوڑھے ہوئے کسطرح کم تکلیف پا سکتا ہے - گھٹتے ہوئے دھان اوکل سے باہر

دوسرا ہضم نہین کرسکتا مگر ہمکو تو یہ بتلانا منظور ہے کہ اونکی ایسی عادت بہی رواج پر منحصر ہے۔ عادت اولاً تہوڑی
تبدیل ہوتی ہے اور زمان بعد اوسی کی مطابق بن جاتی ہے اور جو کچھ ہم دیکھتے ہین وہ اسی کا نتیجہ ہے کہا جاتا ہے کہ
ایک جھنڈ جانورونکا کسی وجہ سے جنگلون مین راستہ بہول گیا اوسکو اپنی زندگی قایم رکھنے کے لیے سوائے شکار کے
کوئی چارا نظر نہ آیا چنانچہ اوس نے اوس کام کو شروع کردیا پہر ترقی ہوتے ہوتے اونکے اعضا اوس کام کے لیے بالکل
موضوع ہوگئے اتنا ہی نہین بلکہ وہی کہانا اونکے پسندیدہ خاطر ہونے لگا اور جلدی ہضم بہی ہونے لگا۔ اونمین سے
کچھ ایسی جگہ جا نکلے جہان سوائے گہاس کے کچھ نہ تہا۔ اونہون نے اوسی کو کہا کر اپنی جان بچائی اور کچھ دنون کے بعد اونکو
سوائے گہاس کے کچھ پسند ہی نہ آیا۔ یہانتک کہ اگر دوسرا کہانا اونکے سامنے رکہا گیا تو اسکو اونہون نے چہوا تک نہین
ایک اور جھنڈ کو درختون سے پالا پڑا اونچی اونچے اونچے کی گردنین لمبی ہوگئی۔ اور عادت یا جرات نام پڑا۔ مگر اس سب کا یہ
مطلب ہرگز نہین ہوسکتا کہ اونکو ایسا کہانا ہی پسند نہ تہا بلکہ اس سے یہ اصول بن سکتا ہے کہ اپنی مرضی کے موافق
انتظام سے ایک خاص طرح کی جماعت طیار کیجا سکتی یا ہوسکتی ہے۔ ایسا ماننا عادت کی طاقت کو بہلانا ہے جسکی قومی
زندگی کی ترقی مین ایسی ہی ضرورت ہے جیسے حرکت کی علم (Dynamics) مین۔ اور جسکی وجہ سے قوم اوسی
طرف کو چل نکلتی ہے جسطرف کہ اوسکو حرکت دیجاتی ہے۔ اور خواہش نہ ہوتے بہی وہ ہزارون سال تک اسیطرف کو چلی جاتی ہے
انسان کی طرف نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سینکڑون رسم و رواج مین لپٹا ہوا ہے۔ مقامی ذاتی۔ اقسامین نسل۔
مذہبی بالمتعلقہ خوراک پوشش۔ طریقہ بودوباش۔ کاریگری موسیقی۔ علمی وغیرہ وغیرہ۔ اب جاننا یہ ہے کہ ضرورت
کا احساس ان سب مین کتنا ہے اور کہان ہے؟ ان سب مین کہین تو ہماری قدرتی قابلیت ہے اور کہین عادت کام کر رہی ہے
کہڑکی سے مشابہ ہر نکلنے پر چہار پہل جو ہمکو سامنے کی چہت پہ کہپریل دکہلائی دیتی ہین۔ کہین یہ گول اور کہین چپٹی ہوتی
ہین ایسی کیون بنائی جاتی ہین حقیقت مین ہوا اور بارش سب جگہ یکسان ہی ہوتی ہے۔ ممکن ہے پہلے اسکا کوئی
سبب ہو مگر اب محض رواج ہے۔ دیگر لوگ بجائے فرش کے کرسی پر بیٹھنا کیون پسند کرتے ہین۔ ہندوستانی لوگ یا جاپانی
فرش ہی کیون پسند کرتے ہین؟ یہ بہی محض ایک رواج اور دیگر رواجون سے اسکا گہرا تعلق ہے جتنی زیادہ ہم اپنی زندگی پر
نظر ڈالتے ہین اوتنا ہی زیادہ ہمکو ہمارے کام بالکل غیر ضروری معلوم ہوتے ہین۔ ہر ایک نسل قسم۔ فرقہ یہانتک کہ ہر ایک
آدمی اپنے رسم رواج اور عادتون کو باقی حصے سے اچھا سمجھتا ہے اور اوسیکو سچا اور مدلل مانتا ہے۔ یہی وجہ ہے جسکے سبب
دو فرقون مین اپنے اپنے اعتقاد کے مطابق بڑا فساد اور جہگڑا ہوتا ہے مگر ایک محقق اور عقلمند کے دل مین اگر کوئی سوال
پیدا ہوگا تو وہ یہ ضرور ہوسکتا ہے کہ ہم مین سے کوئی بہی اپنی زندگی کو مناسب طریقہ سے گذار رہا ہے یا نہین؟ یا یونہی
اپنی کہال مین مست اور اپنی اصلیت سے بے خبر ہماری زندگی برباد ہو رہی ہے۔ ہم دن بہر مین کتنے ایسے کام کرتے ہین جو

یہ بات درست ہے تو اتنا فرق کیون پایا جاتا ہے اور وہ بہی زندگی کی بہت معمولی باتون مین - اسکا حل کچھہ کو نہ ملتا ہے
اور نہ اوسکو ضرورت ہی ہوتی ہے - کچھہ بہی ہو انسانی دماغ انسانی دماغ سے تہوڑے نشو و نما پانے کے بعد طرح طرح کے
خیال اوسکے دل مین جگہ پانے لگتے ہین اور وہ سوچنے لگتا ہے کہ مین جن باتون کو عام دنیا مین پہیلا ہوا سمجہتا تہا وہ کل
مین بہت تہوڑی دنیا نے اپنا رکہی ہین اور انکا دایرہ بہی کم ہے میرے گانو سے دوسرے گانون جانے پر بہی بیسیون
رواج میرا ساتھ چہوڑ کر پیچہے رہ جاتے ہین - کل مین انکا تعلق مذہب کے گروہ و فرقون سے ہے یا تواریخ کے کسی ایک وقت
سے ہے کیونکہ دوسرے وقت مین اوس رسم کا نشان تک نہین پایا جاتا اب یہ سوال قدرتًا پیدا ہوتا ہے کہ ان رسم و رواج
کی کوئی قدرتی حد بہی ہے؟ کہین یہ بہی ہماری زندگی کی بنیاد قدرتی ضروریات پر ہے - یا کوئی بہی اصول عقلمندی کے ساتھ
بنایا گیا ہے؟ یا تمام رسم و رواج محض [illegible] ہی ہین - کہانے پینے سے بڑہکر اور کیا ہو سکتا ہے مگر اوس مین بہی سیکڑون
فرقے اور غلطیان ہین - کسان لوگ جو کی روٹی کہا کر رہتے ہین جنکو دہلی کے باشندے ہرگز ہرگز کہانا پسند نکرینگے چاہے
وے بہوکون مر رہے ہون - لکہنؤ کا بہیک منگا کیا عجب اگر دودہ چاول کی بہیک مانگے - بہنگ جو پہلے ہندوستان مین
بڑے شوق سے پی جاتی تہی اب اوسکے پینے والے بُری نظر سے دیکہے جاتے ہین - ایک وقت تہا جب جو گلیا بہائی بہن کا رشتہ
جائز قرار دیا جاتا تہا مگر اب یہی کام بڑا بہاری پاپ سمجہا جاتا ہے -

یہ بتلانا بالکل فضول ہے کہ تمام رسم و رواج کا تعلق اوسی زمانہ اور مقام سے ہوتا ہے جہان یہ پیدا ہوتے ہین اصل مین یہ
ضروری چیزین نہین ہین انکا بہت سا حصہ محض رواج ہی رواج ہے جو کبہی ضرورت کے وقت کچھہ آدمیون نے مان لیا تہا -
مگر اب بعض انسانی بیوقوفی کی وجہ سے جڑ پکڑ گیا ہے اور دور ہوکر نہین دیتا - رسم و رواج انسانون مین ہی زور نہین پکڑ جاتے
بلکہ حیوانون مین تو انکا زور اور بہی بڑہا چڑہا ہوتا ہے اور ہونا ہی چاہیئے کیونکہ وہ تو عقلمندی سے واسطہ ہی نہین رکہتے
بہیڑ گہاس کہاتی اور بلی چوہون پر بسر اوقات کرتی ہے اور یہ بہی مانا جاتا ہے کہ یہ اونکی قدرتی خوراک ہے اور یہ کہ
وے اوسکے بنا اپنی زندگی نہین گزار سکتے لیکن یہ بات غلط ہے کیونکہ بلیان دودہ اور روٹی کہاکر بہی زندہ رہ سکتی
ہین اور بہیڑ مانس کہاکر زندہ رکہی جا سکتی ہین - ہر ایک جنگلی جانور جب وہ جنگل مین رہتا ہے اپنی عادت کے خلاف نہین
کرنا چاہتا وہ مرنا قبول کریگا مگر اوسکے ساتھی دوسرے جانور جو کرتے ہین اوسکے خلاف کرنا ہرگز مناسب نہ سمجہیگا -
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسم و رواج جو ہماری عادت بن گئے ہین ہماری زندگی مین کتنا کام کر رہے ہین - انسان کو اگر طبیعت
پر اختیار حاصل ہے تو محض اسی وجہ سے کہ وہ اونہین کوئی خاص عادت ڈال دیتا ہے ورنہ وہ عادت اونہین جکڑ پکڑ جاتی
ہے اوسکو چہوڑنا وہ کبہی مناسب نہین سمجہتے اس ایک بات سے یہ بہی جانا جا سکتا ہے کہ انسان پر اسکا کتنا اثر ہوتا ہوگا
اصل مین ہمارا مطلب ہرگز نہین ہے کہ بلیون اور بہیڑون کی قوت ہاضمہ مین کوئی فرق ہی نہین ہے اور یہ کہ ایک کا کہانا

بھائی بھولے بھالتو! دھوکہ بات کھاؤ۔ سوانگ کی پوجا کرنا گناہ ہے۔ ننگے تو پاگل بھی پھرا کرتے ہین۔ کیا وے منی مانے
جاسکتے ہین۔ پوجا کرو۔ گُن کی۔ گیان کی۔ اور سچائی کی۔ آؤ۔ آؤ۔ پریکشا کی کسوٹی پر گھس کر دیکھین کہ یہ سونا سونا ہی ہے
یا کھوٹ ملا ہوا ہے۔ اگر کھوٹ ہے تو دور پھینکو۔ اگر اصلی ہے تو گرہن کرو۔ سانپ نے اگر کینچلی اتار دی ہو تو اس کو
سادھو مت سمجھو۔ کپڑے اتارنے مین سادھوپن نہین ہے۔ بستر رنگانے مین سادھوپن نہین ہے۔ یہ سب سوانگ ہے
بِلا ہے اور مایا چاری ہے۔ آؤ۔ بھائی لوگو۔ گیان کا اُجالا کرکے ایسے نررتنون کی تلاش کرین کہ جنکی سیوا سے ہمارا
کلیان ہو سکتا ہے۔ جنکو کہلایا ہوا رو کہا سو کہا ہو جن پاتر دان کی شمار مین آسکتا ہے۔ اور جو ہمکو سنسار ساگر
سے پار کرنے کے لئے ایک اچھے خاصے جہاز کا کام دے سکتے ہین؟ ایک صاف گو۔

رسم رواج

(از مہاتما بھگوان دین جی)

جسکا ابھی رواج نہین پڑا وہ دنیا انسانی دماغ سے پرے سمجھتی ہے۔ وہ کتنی پرسے نہ یہ جانے مر گیہ (اگر
کوئی ہے) انسان رسم و رواج مین ایسا لپٹا ہوا ہے جیسے نوزایدہ بچہ جھلّی مین۔ یا جانور انڈے مین ساتھ ہی ساتھ
وہ اسی رسم و رواج کی چادر کو پھٹے لپیٹے ہی نشو و نما پاتا ہے۔ انسان جب بچہ ہوتا ہے تو اوسکو ضرور کچھ تعجب معلوم ہوتا ہوگا
مگر اس نتیجے سے اوسکا خیال پکا ہو جاتا ہے کہ جن قواعد کے موافق میری پرورش ہو رہی ہے تمام دنیا کی پرورش بھی
اس قاعدے کے موافق ہوتی ہوگی۔ اسلئے اگر کبھی کسی قواعد کو وہ توڑنا بھی چاہتا ہے تو اوسکا دل اوسکو ایسا کرنے سے
روک دیتا ہے اور وہ جھٹ یہ سمجھنے لگتا ہے کہ اگر مین نے ایسا کیا تو مجھ پر قہر الٰہی نازل ہوئے بغیر نہ رہے گا۔
ابھی اوسکی قوت تمیزیہ کا پورا نشو و نما بھی نہین ہونے پاتا کہ سینکڑون تعجب خیز نظارے اوسکے سامنے آنے لگتے
ہین۔ اوسکا باپ اگر چوکے مین بیٹھکر روٹی کہاتا ہے اور وہ اوسمین چلا جاتا ہے تو چوکا بگڑ جاتا ہے یا کم سے کم اوسکو
بہانے کو جھڑکا ضرور ملتی ہے برخلاف اسکے اوسکا چچا جو گانون مین رہتا ہے کھیت مین روٹیان منگا کر کھیت مین کھاتا ہے
اور موج سے کہاتا ہے۔ اوسکا باپ مرزئی پہننا اگر ناشائستگی سمجھتا ہے تو اوسکا چچا اوسکو پہن کر زندگی گذارتا ہے۔
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خاندان کے قواعد سے اوسکا اعتقاد اگر ہٹنا شروع نہین ہوتا تو کم سے کم گڑبڑی مین ضرور
پڑ جاتا ہے۔ وہ یہ سوچنے لگتا ہے کہ دو مختلف طریقون مین سے کوئی ایک طریقہ ضرور درست ہوگا اور اوسکا علم
والدین کو ہونا چاہئے۔ کچھ بڑا ہو کر وہ اپنے بزرگون سے یہ بھی سنتا ہے کہ ہر شاستر پڑھنے کی کافی بحث ہو چکی
ہے اور ہمارے کھانے پینے اور زندگی بسر کرنیکے سب سے عمدہ طریقے اور قواعد بہت پہلے ہی طیار ہو چکے ہین۔ اگر

اپنے دان لگا رہے ہین۔ کچھ دنون پہلے جین اخبارون نے چیلک منّالعل کی قلعی خوب اچھی طرح سے کھولی تھی۔ کہ وہ
کسطرح سے روپیا اور کپڑا اکٹھا کر کے اپنے گھر بھیج رہا ہے۔ غرض اس ہی طرح سے ایک نہین دو نہین بلکہ سیکڑون
مفت خورے۔ بنی بنائی کے یار۔ جین سماج کو دھوکا دینے کی غرض سے طرح طرح کے سوانگ بنائے پھرتے ہین۔
یہان کسی مفت خورے نے کمہار کے ہاتھ کا پانی پینا چھوڑا۔ دھونی ہوئی چکی کا آٹا کھانا شروع کیا۔ لگا چھولی سے بیٹھ
گیا۔ برسات مین ایک مقام پر رہنا پسند کیا۔ گھر سے نکلکر باجی کہلانا شروع کیا۔ اور رسوی مین کپڑا اتار کر کھانا کھایا
بس پھر کیا تھا۔ پورے مہنت بن گئے بھولی سماج الٹاپن اور زمانہ سابقہ کے سادھو منیون مین کچھ بھی فرق نہین سمجھتی۔
بلکہ اُنسے انکو بڑھیا سمجھتی ہے۔ کیونکہ یہ تو موجود ہین۔ انکا تو نام ہی نام سُنا جاتا ہے۔ غرض سماج کے بھولے پن سے
یہ لوگ بہت کچھ فائدہ اٹھا رہے ہین۔ اور اسی بھولی سماج کا اُلّو بنا رہے ہین۔ سماج کے اندھے اشواس کی ترقی کو
دیکھکر کسی بھی شخص کو زبان کھولنے کی ہمت نہین ہے۔ کون بولے۔ اور بُرا بنے۔ اپنا لوٹا چھان لینے سے غرض۔ دوسرے
کے گھڑے سے کیا مطلب۔ خواہ ایسی سمجھ کا نتیجہ یہ نکلے کہ لوگ آن چھنا پانی پینا ہی اختیار کر لیوین۔ لیکن دوسرے کا
گھڑا چھاننے مین دقت ہے۔ اسی طرح سے خواہ ایسے پاکھنڈی لوگون کی مانتا سے پہانی خراب ہو جائے سماج نقصان
مین رہے لیکن اپنے کو بچا لیا۔ تو یہی غنیمت ہے۔ لیکن یہ بھی کمزوری ہے۔ اور اس کمزوری کا سبب سماج کی وہی اگیان
دشا ہے۔ وہ ایسے لوگون سے لڑتی ہے۔ بُرا بھلا کہتی ہے۔ اور برادری سے نکال دینے کی دھمکی دیتی ہے۔ پھر ایسی
حالت مین کون زبان کھولے۔ اور کیون بولے۔ بس اسی خاموشی نے ایسے لوگون کی ترقی مین چار چاند لگا دئے ہین۔
ہم دیکھ رہے ہین کہ ان مفت خورون کی مرشتی روز بروز بڑھتی جا رہی ہے۔ روز بروز نئے نئے باباجی بن رہے ہین
اور پھر باباجی بھی کن کے جینی لوگون کے۔ حلوا کھاؤ۔ پوری کھاؤ۔ دودھ پیو۔ بادام مصری کا پان کرو۔ تازہ گھی
کھاؤ۔ گھر کا بنا میٹھا کھاؤ۔ طرح طرح کے پھل کھاؤ۔ غرض کھانے مین ۳۶ پرکار کے بھوجن بلا کہے سُنے کھاتے چلے جاؤ
یہان کیا کمی ہے۔ مجال کیا جو بھولے بھگت ایک روز بھی اُکتا جائین۔
بھائی جین لوگو! ہم یہ نہین کہتے کہ تم سادھو سیوا نہ کرو۔ ہم یہ نہین کہتے کہ تم پاتر دان مت دو۔ ہمارا یہ کہنا نہین
ہے کہ تم تیاگیون۔ برہمچاریون۔ چھلکون۔ ایلکون۔ اور منیشورون کی عزت نہ کرو۔ نہین نہین بلکہ خوب کرو تن من سے
کرو۔ سر سے اوپر آسن دو۔ بھکتی بھاؤ سے بھوجن دو اور جہانتک بن سکے سیوا کرو۔ لیکن یہ سب کچھ سوچ سمجھکر کرو۔
سب سے پہلے سادھوجی کی پریکشا کرو۔ جہان جہان پہ وہ پہلے رہے ہون۔ وہان وہان سے خبر منگاؤ۔ خود گیان کی
لالٹین لیکر انکی سب گٹھری ٹٹولو۔ انکی کا خط مین کیا ہے۔ پونجی ہے یا نہین۔ اگر وہ کھوٹے ہون تو دور سے ڈنڈوت
ہاتھ جوڑ دو۔ اپنا مترا کی باتون مین مت آؤ۔ تالاب کے اندر بگلا بھی ایک ٹانگ سے کھڑا ہو کر تپ کرتا ہے لیکن وہ سادھو نہین

خوب طرح طرح کے ناچ نچا رہے ہین - اور اسکے اس بھولے پن سے فائدہ اٹھا رہے ہین - ان لوگون کے ہاتھ ایک
سہج گرو منتر آگیا ہے جس کے ذریعہ سے وہ تیاگی - برہمچاری - باباجی - چیلک - ایلک - اور منی تک بن جاتے ہین -
ان لوگون نے ان پوجیہ مہدون کا سوانگ بنا بنا کر ان بھولی سماج کو خوب ٹھگنا شروع کیا ہوا ہے - یہ آج کی بات
نہین ہے ہم بہت دنون سے سن اور دیکھ رہے ہین - تقریباً بیس بائیس سال کا زمانہ گذرا - خاص حصار مین ایک
منی مہاراج پدھارے تھے لیکن دس پانچ روز بعد اپنی اصلی صورت مین ظاہر ہوگئے - بارہ چودہ سال کا زمانہ گذرا
دہلی مین منی بھیس کی ڈاک پڑی تھی لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات - ابھی پچھلے دنون ایک منی مہاراج ہاتھرس ہوتے
ہوئے ہستناپور تشریف لائے تھے جنکی بابت سماج کو بخوبی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ کون تھے ہمنے خوب دیکھا ہے کہ جب
ان لوگون کی آمد کا شور سنائی پڑا ہے - تب تک بیس نہین دس نہین بلکہ سو سو دو دو سو کا سنگھ ہر طرف سے ان کے
درشنون کو گیا ہے اور ہزارہا کی تعداد ان کے جائے مقام پر جمع ہوتی نظر آئی ہے - لیکن اتنی بڑی تعداد کے اندر بھی جو
اندھی شردھا اور اگیان نے ہی کام کیا ہے - یہ نہین ہوا کہ کوئی مائی کا لال پریکشا کے لئے بھی تیار ہو جائے - اور کوئی جوتا
تو ہوتا کیسے - اندھی سردھا کے متوالے اسکا حقہ پانی بند کردیتے اور وہ بیچارا اپنی برادری سے ہاتھ دھو بیٹھتا -
جین دھرم یہ نہین کہتا کہ تم بلا سوچے سمجھے رسی کو سانپ سمجھ بیٹھو - جین دھرم تو پکار پکار کر کہتا ہے اور یہی جین دھرم
کی خوبی ہے کہ پریکشا کرو - دنیا مین مایاچاری موجود ہین - نہ معلوم کتنے ٹھگ تمکو ٹھگنے کے لئے طرح طرح کے سوانگ
بنا کر تمہارے پاس آپہنچینگے تم ہرگز بھی انکا اعتبار نہ کرو - بلی کا چوہون کو یہ یقین دلانا کہ بھائی بیٹھو اب مین نے دھرم گرہن
کی جاترا کر آئی ہون اب تمکو کچھ بھی نہ کہونگی - بلکہ تمہاری رکشا کرونگی کہان تک صحیح ہوسکتا ہے - اگر اسکی بات
پر سچ ہے یقین لاکر لا پرواہ بن جائین تو انکے غارت ہونے مین دیر ہی کیا ہے -
لیکن یہ سب کچھ کہنے ہی سماج اسقدر اندھی سردھا مین پڑی ہوئی ہے کہ پریکشا تو بہت دور - یہان زبان کھولنے
تک کی بھی اجازت نہین ہے - کچھ عرصہ ہوا دیو بند مین تیاگی جانکی داس اور ان کے بیٹے جوتی پرشاد تشریف لائے
تھے - سرچا ماس جینی بھائی انکے استقبال کو ریلوے اسٹیشن پہ گئے تھے - اور شہر بھر مین مشہور کردیا تھا کہ بڑے پورے
باباجی آئے ہین - رات کو علاوہ جین لوگون کے اجین بھی آپکا اپدیش سننے کے لئے پدھارے - آپ نے شاستر جی پڑھا
ایک صاحب نے کچھ سوالات کئے جواب آپ دے نہ سکے - سایل نے جواب لینا چاہا - آپ کو جھٹ غصہ آگیا - اور دو
چار تک بھی گالی سنا بیٹھے - حالانکہ ان کی یہ کارروائی انکے عہدہ کے بالکل خلاف تھی - لیکن بھولے بھکتون نے سایل
کو ہی بھلی بری سنانی شروع کی - مہیدر باباجی کے زیادہ شردھان بن گئے - یہ ہین اندھی شردھا کے کرشمہ -
آج ایک جگہ سہرن مین بیٹا جوتی پرشاد کو سنا ہے عجیب حالت مین ہین - اور بڈھے باباجانکی داس اسی طرح سے

کیونکہ ایک چمار نے کھیتی کرکے ویش کا پیشہ اختیار کر لیا ہے اسلئے وہ ایک کشتی ویش کی بیٹی لینے کا حقدار ہو جاوے کیا
ملک کی ترقی و بہبودی اسی پر منحصر ہے کہ نسلوں کا اختلاط ہو جاوے۔ میرے نزدیک تو اسکا دارومدار علمی ترقی پر ہے۔ بس
اگر ہندوستان میں کوئی ایسا قاعدہ ہوتا کہ صرف برہمن ہی علم حاصل کیا کریں اور وہ نہ خود حاصل کرتے نہ دوسروں کو
حاصل کرنے دیتے تو بیشک یہ کہنا ٹھیک تھا کہ برہمنوں کی غفلت سے یا ورن آشرم کی بدولت ہندوستان کا دیا
دھن لٹ گیا لیکن اب چونکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ایک بھنگی کے لڑکے کے لئے بھی وہی راستہ کھلا ہوا ہے جو ایک برہمن کے
لڑکے کیلئے ہے کہ جتنا چاہے علم حاصل کرے گریجویٹ بنے۔ وہی حقوق حاصل کرے جو دیگر گریجویٹ کو حاصل ہو سکتے ہیں
ملک کے اعلیٰ سے اعلیٰ عہدہ تک پہونچے اور جاتی ترقی کرے دماغی ترقی کرے۔ غرض کوئی امتیاز برہمن اور بھنگی میں نہیں
ہے تو پھر کیا موقعہ شکایت کا ہے۔ اگر کوئی فرقہ دوسرے سے روٹی بیٹی کا بیوہار نہیں کرنا چاہتا تو دوسری اسکو اختیار ہے ایسا
ہی اختیار دوسرے فرقہ کو بھی تو ہے پھر قصہ ختم ہوا عوض معاوضہ گلہ ندارد۔ کیا روٹی بیٹی کے بیوہار سے ہی ملک کی
ترقی ہوتی ہے؟ مسلمان لوگ بھی تو ہندوستان میں رہتے ہیں۔ اونمیں آپسمیں روٹی بیٹی کا بیوہار ہے۔ وہ کس بات میں
ہندوؤں سے بڑھے ہوئے ہیں؟ اگر انگریز جاپانی جرمن امریکن لوگ زیادہ ترقی کر رہے ہیں تو اسکی یہ وجہ نہیں ہے کہ اُن
میں روٹی بیٹی کے بیوہار کے متعلق کچھ پابندیاں نہیں بلکہ اسکی وجوہات کچھ اور ہی ہیں۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ ورن آشرم
نہ ہندوستان کی سوارتھک ترقی میں مانع ہے نہ پرمارتھک میں۔

(نوٹ) ہم ابھی اس معاملہ میں رائے ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے لیکن ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ اس ضروری مضمون پر
روشنی ڈالنے کی کوشش کریں۔

اندھی شردھا

اسمیں ذرا بھی شک نہیں کہ دنیا میں جین سماج ایک بڑی بھولی سماج ہے۔ اس ہی لئے اس سماج کو روز بروز تنزل
کے گہرے گڑھے میں گرنا پڑ رہا ہے۔ حالانکہ جین شاستروں میں یہ بہت اچھی طرح سے بتلایا گیا ہے کہ ہر ایک بات کی
پریکشا (امتحان) کیجائے اور اُسکے ہر ایک پہلو کا بہت اچھی طرح سے اطمینان کیا جائے۔ جب کوئی شک شبہ اُس
کے اندر نہ رہے تب اُسکو مانا جائے لیکن بلا پریکشا کئے ہوئے رسّی کو سانپ یا چمکتے ہوئے سفید بالو کو پانی مان لینا
سخت غلطی اور اگیان ہے۔ اناد کال سے جو یہ جیو دنیا میں رُلتا پھر رہا ہے اُسکا سب سے بڑا کارن یہی اگیان ہے۔
لیکن باوجود اسکے بھی یہ جین سماج اسی اگیان میں رم رہی ہے۔ اور اپنے کو بہت کچھ سکھی مان رہی ہے۔
اس اگیان روپی اندھیرے میں پڑے رہنے سے اس جین سماج کو بہت سے پاپ چاری۔ پاکھنڈی۔ آلسی اور مُفت

غلط ہے حافظ اور حاجی جن معنون مین استعمال ہوتے ہین اونسے وہی مطلب سمجھا جاتا ہے اور چوبے دوبے جن معنون مین استعمال
ہوتے ہین اونسے مطلب بہی دوسرا سمجھا جاتا ہے چوبے یا دوبے کے معنی کوئی شخص یہ نہین سمجھتا کہ چار یا دو وید کا پاٹھی ۔ بلکہ
ایسے کی نسل سے ۔ اسی صفحہ پر لکہا ہے کہ "اگر تحصیلدار کی نسل برابر تحصیلدار ہی مانی جاوے اور تہانہ دار کی اولاد تہانہ دار ہی
جاوے تو سخت گڑبڑی پڑ جاوے لیکن افسوس ہے کہ ہندوستان مین ایسا ہی عملدرآمد ہو رہا ہے" میرے سمجھ مین نہین آیا
کہ کس وجہ سے ہندوستان مین تحصیلدار کی نسل برابر تحصیلدار اور تہانہ دار کی اولاد تہانہ دار مانی جاتی ہے صفحہ پر لائق لیکہار نے
اپنے اس اصول کو بہی نظرانداز کر دیا ہے کہ ورن کرم سے ہے نہ کہ جنم سے کیونکہ اونہون نے لکہا ہے کہ "کیا وہ (ہمارا ودیا دھن) صرف
اسی وجہ سے نہین گیا ہے کہ براہمن لوگ جنکو یہ ودیا دھن سونپا گیا تہا بالکل بے پرواہ ہوگئے اور اونہین کی غفلت سے
ہندوستان کی سب ودیا معدوم ہوگئی کیون؟ براہمنون کو سونپا گیا کیا معنی؟ جب ہر ورن کے آدمی کو کسی ورن کا کام
اختیار کرنے کی اجازت تہی اور ہے تو صرف براہمنون کے ہی ذمہ یہ الزام کیون ہے ۔ اگر براہمنون نے غفلت کی تو باقی
تین ورن کے آدمیون نے کیون غفلت کی ۔ وہ بہی ایسے ہی ملزم ہین جیسے براہمن ۔ بہرحال جس پہلو سے چاہے نظر ڈال لیجئے
کسی طرح ثابت نہین ہوتا کہ ہندوستان کی تنزلی کا باعث ورن کے معنون مین تبدیلی واقعہ ہو جانا ہے صفحہ پر لکہا ہے
کہ ہر مہذب ملک کی جانچ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انتظام دنیا کے واسطے یہ ملک مین چار قسم کے انسانون کا ہونا بہت ضروری
اور لازمی ہے صفحہ کی اول سطر مین لکہا ہے کہ "دیگر ملکون کی طرح عمل درآمد تو ہندوستان مین بہی یہی ہے کہ کل نوع انسان
اپنی اپنی لیاقت کے بموجب ہر ایک قسم کا کام کرتے ہین اور کر سکتے ہین" پھر اور کیا چاہئے ۔ جب ہندوستان کا عمل درآمد
بہی دیگر ملکون کی طرح ہے تو ہندوستان مین اور اور ملکون مین فرق کیا رہا اور ورن اور جاتی کیونکر اسکی ترقی کی سدراہ
ہوگئی ۔ فرق صرف اتنا ہے کہ دیگر ممالک مین نہ کوئی مخصوص نام چار قسم کے انسانون کا بنایا ہے نہ کوئی مخصوص نام ایسا بنایا ہے
جس سے کسی کی نسل کا پتہ چل سکے ۔ ہندوستان مین پہلے بلحاظ کرم کے چار قسم کے انسانون کے مخصوص نام تھے بلحاظ جنم کے
کوئی مخصوص نام موجود نہین تہے اب وہی نام بلحاظ جنم کے ہوگئے ہین بلحاظ کرم کے نہین رہے ۔ سو اس سے کوئی ہرج واقع نہین
ہوا بلکہ ایک حد سے اچھا ہوا کہ اون کا پیشہ تو دیکھکر معلوم ہو جاتا ہے نسل کا پتہ چلنا مشکل ہوتا ہے اب وہ ورن
کے ذریعہ صاف معلوم ہو جاتی ہے ایک لحاظ سے بیشک اب بہی ورن اور جاتی محض کہنے کے لئے نہین بلکہ مانی بہی
جاتی ہین یعنی روٹی بیٹی کے بیوہار مین ۔ وہ بیوہار جنم پر کا ۔ مثلاً روٹی بیٹی کا بیوہار کسی برہمن سے ہی کریگا ۔ مالی ہیڈماسٹر سے
نہین کریگا جس نے برہمن کا پیشہ اختیار کر لیا ہے اسیطرح وہ نائی تہانہ دار اپنی روٹی بیٹی کا بیوہار کسی نائی سے
ہی کر سکتا ہے گو چپڑاسی کا کام کر رہا ہے اور اسکا بہائی شودر کا ۔ مجھکو اسمین بہی کوئی ہرج معلوم نہین ہوتا ۔
اگر ہندو لوگ اور ملکون کے برخلاف اپنی نسل کو جون کا تون رکہنا چاہتے ہین تو یہ تو عمدہ بات ہے یہ بہی کوئی وجہ

کام کرے اوسے جیسی لیاقت حاصل کرے ویسا ہی مانا جاوے - اور ہندوستان کے اس قاعدہ کو بھلا دینے سے ہین یہ مطلب سمجھا
ہون کہ ہندوستان مین اس قسم کی آزادی پہلے تھی اب نہین رہی - اچھا - لیکن لیکھک اس قول پر بھی قایم نہین رہے
کیونکہ پہر اس سے تیسری سطر مین لکھا ہے کہ "آجکل یہی حالت ہے کہ کوئی کام کسی ورن کے واسطے مخصوص نہین ہے بلکہ ہر
شخص اپنی اپنی لیاقت کے موافق سب ہی کام کر رہا ہے" خیر نتیجہ بھی جو اس طول طویل مضمون کے بعد نکالا گیا ہے کچھ
اہم نہین نکالا گیا وہ یہ ہے کہ خواہ مخواہ ورن آشرم کی راگ الاپنا خبط ہے اور ورن اور جاتی کا گیت بے مطلب گایا جاتا ہے
میرے نزدیک اب بھی ورن اور جاتی کی راگ یا گیت بے معنی نہین - اب بھی ضرور اس سے کچھ مطلب نکلتا ہے - البتہ لیکھک نے
جہان جہان لفظ ماننے کا لکھا ہے اگر اوسکی جگہ کہلانا یا لفظ استعمال کرتے تو درست ہوتا اور مطلب صاف ہو جاتا مثلاً چھتری کا
کام ہتیار باندھنا اور ملک کی حفاظت کرنا تہا - اب اگر ایک چھتری کا کام ہتیار باندھنا اور ملک کی حفاظت کرنا تہا اب اگر ایک
چھتری کا لڑکا اپنے اصلی نام کو چھوڑ کر ویش کا یا شودر کا کام اختیار کرے تو عوام اوس سے بطور ویش یا شودر کے ہی برتاؤ کرینگے
نہ کہ بطور چھتری کے - البتہ کہینگے اوسکو چھتری - برہمن کا کام علم سیکھنا سکہانا تہا - اسی کی وجہ سے اوسکی عزت و تعظیم ہوتی تہی -
اب جو برہمن اپنے اصلی کام کو چھوڑ کر روٹی پکانے کی نوکری کر لیتے ہین یا چٹھی رسانی کر لیتے ہین کیا اونکی بھی کوئی ویسی عزت کرتا ہے
جیسی عالم و اوستاد ہونے کی حالت مین اونکی کیجاتی ہے کیا برہمن ہرکارہ کے لئے کوئی نائی تہانہ دار کرسی یا سرا چھوڑ کر کھڑا ہو
جاتا ہے جو کیا ایک طالب ہیڈ ماسٹر کی لڑکے ویسی ہی عزت نہین کرتے جیسی کسی برہمن ہیڈ ماسٹر کی کرتے ہین اسکا نام مانا جاتا ہے
پس مانا تو جاتا ہے ہر شخص اپنے پیشہ کے موافق اور کہلاتا ہے اپنے نسل کے موافق - وہ روٹی پکانے والا یا چٹھی رسان یا
ہرکارہ برہمن ہر حالت مین برہمن کہلاویگا اور وہ تہانہ دار نائی اور ہیڈ ماسٹر مالی - پس معلوم ہوا کہ شروع سے ہندوستان
کے معنون مین تبدیلی واقع ہوگئی ہے پہلے کرم سے ورن کہا جاتا تہا اب جنم سے کہا جاتا ہے گویا پہلے جو چھتری کا کام کرتا
تہا وہ چھتری کہلاتا تہا خواہ نسل سے کچھ ہی ہو اب جو چھتری کی اولاد سے چھتری کہلاتا ہے خواہ کام اوسکا کچھ ہی ہو - پہلے
ایک شخص کا ورن معلوم کرکے اوسکا پیشہ معلوم ہو جاتا تہا نسل معلوم نہین ہوتی تہی اب نسل معلوم ہو جاتی ہے پیشہ معلوم
نہین ہوتا مثلاً اب اگر کہین کہ رامچند رشرما تو سننے والا فوراً سمجھ جاویگا کہ یہ شخص کوئی برہمن ہے لیکن یہ معلوم نہین کر
سکیگا کہ یہ کیا کام کرتا ہے پہلے اسی نام کا سننے والا یہ سمجھ جاتا تہا کہ یہ شخص علم پڑھنے پڑھانے کا کام کرتا ہے لیکن یہ معلوم نہین پڑتا
کہ کسی چھتری کا بیٹا ہے یا بنئے کا - یا چمار کا - الفاظ دلی بات کے اظہار کا ذریعہ ہوا کرتے ہین جن الفاظ سے سننے والا وہی
بات سمجھ جاوے جو ہمارے دل مین ہے تو وہ الفاظ صحیح ہین ورنہ غلط - پس اگر جس مطلب سے آجکل ایک شخص کو برہمن کہا جاتا
ہے جب سننے والا بھی اوسکا وہی مطلب سمجھتا ہے تو کیا ہرج واقع ہو گیا الفاظ کے معنون مین تبدیلی ہوا ہی کرتی ہے
البتہ دوسری حالت مین بیشک ہرج تہا کہ بولنے والا تو ورن کو کرم کے معنون مین کہا کرتا اور سننے والا جنم کے معنون مین
سمجھ لیا کرتا - لیکن ایسا نہین ہے پہر شکایت کیا ؟ اسی وجہ سے یہ جو مثال حافظ جی اور چوبے دوبے کی دیگئی ہے وہ

ی شدہ ہو جن کہانا چاہتا ہے اور بڑے بھائی سے کہتا ہے کہ بھائی صاحب مین بھی ایسا ہی احتیاط کا کہانا کہانے لگا ہون
جیسا آپ کہاتے ہین مجکو اپنے چوکے مین شریک کر لین۔ اسپر اگر بڑا بھائی جواب دے کہ چاہے تم مجھسے بھی زیادہ احتیاط کا
کہاتے ہو لیکن مین شریک نہین کرتا تم شوق سے الگ بناؤ مین منع نہین کرتا۔ تو اسمین شکایت کا کیا موقع ہے۔ البتہ ایک
حالت مین شکایت تھی اگر بڑا بھائی یہ کہتا کہ تم شدہ ہو جن کہا ہی نہین سکتے۔ اگر تم بنانا چاہو گے تو مین نہین بنانے دونگا
خراب کر دونگا۔ بس یہی بات فرقہ فرقہ کی ہے ایک فرقہ کو اپنا اختیار ہے تاوقتیکہ وہ دوسرے فرقہ کا کسی قسم سے ہارج نہین ہے۔
اور ہارج ہو بھی کیا کر سکتا ہے قانون مدد کیلئے موجود ہے۔ اگر یہ شکایت ہو کہ ہمکو حقیر یا نیچا سمجھکر مندرون مین آنیکی اجازت
نہین دیجاتی تو ایسا خیال کرنا خود اپنی کمزوری کی دلیل ہے کیونکہ مثل ہے کہ جہان نیچا ہوتا ہے وہین پانی مرتا ہے اور جب
دوسرے فرقہ کو بھی اختیار ہے کہ وہ بھی اپنے تعمیر کردہ مندرون مین اور کسی کو نہ گھسنے دے اور اپنے شاستر ونکو کسی اور کا ہاتھ
نہ لگنے دے تو کیا وجہ ہے کہ اپنے آپکو نیچا خیال کرے۔ اور اگر کوئی فرقہ دوسرے ہی کے مندر مین جانیکا اصرار کرے تو اسکے معنی
یہ ہین کہ دہرم سے غرض نہین بلکہ کشش پوری کرنی ہے۔ ایسی حالت مین ہرگز قابل ہمدردی نہین۔ میری غرض یہ نہین کہ
اتفاق بری چیز ہے۔ اتفاق ہو تو کہنا ہی کیا ہے لیکن مطلب میرا یہ ہے کہ اگر ایک فرقہ مندر پر بیٹھتا ہو۔ جب دہرم کرلے
تو دوسرے طریقہ پر ہو سکتا ہے جہان نیت ہوتی ہے وہان اوسکے پورا کرنیکی راہ بھی نکل آتی ہے ورنہ خوے بد را بہانہ بسیار
دہرم کرنا تو منظور نہو مگر دہرم کی آڑ لیکر فسادی بغض نکالین۔ اور دوسرے کے کام مین روڑا اٹکاوین تو دوسری بات ہے
خیر۔ دہرم کے مضمون پر تو لالہ لیکھ نے بہی زیادہ زور نہین دیا صرف چھ سطر مین ختم کر دیا ہے البتہ بنیادی مضمون پر
بیحد زور صرف کئے ہین۔ اور ثابت کرنیکی کوشش کی ہے کہ ورن اور جاتی بھید سے از حد نقصان ہندوستان کی ملکی
ترقی کو پہونچ رہا ہے۔ اونہون نے یہ فرض کر کے بحث اوٹھائی ہے کہ ہندوؤن مین ایک ورن یا جاتی کے آدمی کو دوسرے ورن
یا جاتی کا کام کرنیکی اجازت نہین ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۹ کا دوسرا پیراگراف) اگر درحقیقت ایسا ہوتا تو جو بحث صفحہ ۹ نہایت ۱۰
مین کیگئی ہے وہ اور جو واقعی نہایت مدلل اور لیاقت سے پر ہے متعلق ہو سکتی تھی لیکن چونکہ یہ قول ہی بطور امر واقعہ کے غلط
ہے اسلئے یہ تمام بحث بہی غیر ضروری ہو جاتی ہے خود لالہ لیکھ نے اپنے قول کی تردید اپنے ہی مضمون مین کر دی ہے
(ملاحظہ ہون صفحہ ۹ کی اول تین سطر صفحہ ۱۰ کی آخری ۹ سطر اور صفحہ ۱۱ کی اول پانچ سطر) گویا جو بات اونہون نے صفحہ
مین فرض کی ہے اوسکے خلاف صفحہ ۹ و ۱۰ و ۱۱ مین لکہدیا ہے۔ صفحہ ۱۱ کے بقیہ حصہ مین اونہون نے اپنے کل مضمون کا نتیجہ
نکالا ہے۔ اور مین بھی اس قسم کا اختلاف موجود ہے۔ ایک جگہ وہ لکھتے ہین کہ "درحقیقت ورن اور جاتی گن کرم سے ہین نہ کہ
جنم سے یعنی بلا لحاظ اسبات کے کہ اوسکے باپ دادا کون تھے اور کیا کرتے تھے جو جیسا کام کرتا ہے اور جیسی لیاقت حاصل کرتا
ہے وہ ویسا مانا جاتا ہے" اس سے تیسری سطر مین لکھتے ہین کہ "جب سے ہندوستان نے اس قاعدہ کو بھلا دیا ہر شخص قاعدہ کو
ظاہر ہے کہ اوس قاعدہ کو جسکا ذکر اوپر آیا یعنی یہ کہ بلا لحاظ اسبات کے کہ کسی کا باپ دادا کون تھا یا کیا کرتا تھا ہر شخص جو جیسا

کہ اس تنزل کا باعث یہہ ورن کی تبدیلی ہے صحیح نہین ہے۔ اسکے تنزل کی وجوہات اور چاہے جو کچھہ بھی ہون اسوقت انکی
بحث کی ضرورت نہین لیکن ورن کو اس سے کچھ تعلق نہین ہے۔ اول دہرم کو ہی لے لیجئے۔ ورن خواہ جنم سے مانا جاوے
خواہ کرم سے بہر حال اسمین شک نہین کہ اسکی تقسیم دنیاوی اغراض کے لئے ہے وین سے (جو دنیا سے بالکل الگ چیز ہے)
اسکا کچھ بھی واسطہ نہین۔ دہرم کا تعلق ہے روح یا آتما سے۔ اور ظاہر ہے کہ آتما کسی کی تابع نہین دنیاوی پابندیان یا قیود
اوسکو کسیطرح نہین روک سکتی۔ ہر آدمی کا مذہب وہ ہے جسپر اوسکو اعتقاد ہو۔ یہ لازمی نہین کہ جو مذہب کسی کے باپ
دادا کا ہو وہی مذہب بیٹے پوتے کا ہو۔ گو معمولی طور پر کہنے کے لئے ایک جینی کا بیٹا اپنے آپکو جینی کہتا ہو۔ اور دوسرے
بھی ایسا ہی کہتے ہون۔ لیکن اصل مین اوسکا مذہب وہ ہے جسپر اوسکو دلی اعتقاد ہے۔ مثلاً اگر اوسکا شردھان مذہب
اسلام پر ہے تو وہ مسلمان ہی ہے جینی نہین اور اوسکی روح کا وہی نتیجہ ہوگا جو کسی کٹر مسلمان کی روح کا ہوتا۔ برعکس
اسکے اگر ایک عیسائی کا بیٹا جین مت پر عقیدہ رکہتا ہے تو خواہ اوسکو جینی جینی نہین مانتے۔ تاہم وہ جینی ہے اور اسکی روح کا
وہی نتیجہ ہوگا جو ایک سچے جینی کی روح کا ہوسکتا ہے۔ آیندہ جنم کے لئے نہ اوس پہلے شخص کو جین کل مین پیدا ہونا کچھ
نفع دے سکتا ہے نہ اس پہلے شخص کو اس سے کچھ نقصان پہونچ سکتا ہے کہ جینیون نے اوسکو جینی نہین مانا آتما کی ترقی
و تنزل اوسکے اعمال و نیت پر منحصر ہے نہ کہ دنیا والون کی کثرت رائے پر یا کسی مذہب والون کی شکایت یا سفارش پر۔
جو جو سچے دہرم کے راستہ پر چل رہا ہے وہ ضرور روحانی ترقی کر رہا ہے چاہے اوسکا ورن اور جاتی کچھہ بھی ہو۔ بلکہ چاہے وہ انسان
ہو یا حیوان۔ ناری ہو یا دیوتا۔ سودیشی ہو یا بدیشی جہان ورن اور جاتی کی کچھ تمیز ہی نہین۔ اعتقاد وہ چیز ہے جسپر کچھ بس
کسی کا نہین چل سکتا۔ کوئی طاقت ایسی نہین جو جیو کو اوسکے راستہ سے ہٹاوے۔ بادشاہ بھی جسم پر اپنا زور چلا سکتا ہے
لیکن اگر چاہے کہ کسی کے اعتقاد کو پلٹ دے تو ناممکن ہے۔ یہ ممکن ہے کہ مثلاً کسی ہندو کو جبراً مسلمان کر لیا جاوے اور اسبات
کیلئے بھی مجبور کیا جاوے کہ وہ نماز پڑہا کرے روزہ رکہا کرے قرآن کا مطالعہ کیا کرے لیکن یہ سب کچھ کرتے ہوے بھی اگر وہ اعتقاد
سے ان کامون کو نہین کرتا ہے بلکہ نماز پڑہتے وقت گو ظاہرا حرکات نماز کی معلوم ہوتی ہین لیکن بجاے رام نام کا سمرن کرتا
ہے تو وہ ضرور ہندو ہے مسلمان نہین۔ غرض یہ ہے کہ ورن اور جاتی کی خواہ کتنی ہی سخت سے سخت اور بیہودہ پابندیان
ہون لیکن وہ کسی کے دل پر ہرگز کچھ قابو نہین پاسکتی لہذا اوسکی دہارمک ترقی مین کچھہ بھی بادھک نہین ہوسکتی اگر ایک
فرقہ دوسرے فرقہ کو اپنے مندر مین جانے کی اجازت نہین دیتا یا اپنے شاسترون کو ہاتھ نہین لگانے دیتا تو کیا مضایقہ ہے۔
اگر دوسرے فرقہ کو واقعی دہرم کی لگن ہے تو کیا امر مانع ہے کہ وہ اپنے مندر تعمیر کراوے اور اپنے شاستر چھپا کراوے اور پہلے
فرقہ سے بھی زیادہ ترقی کرکے دکہلاوے۔ غرض سمجھئے وہ حقیقی بہائی ہین بڑا بہائی اپنے خیال کے مطابق شدہ ہو جو کہتا ہے
ہے اوسکو کسی دوسرے کا اعتبار نہین۔ اسلئے اپنے ہاتھ سے بناتا ہے کسی اوسکا ہاتھ نہین لگنے دیتا۔ دوسرا بہائی بھی ایسا

کرنے لگے تب تو دھرنیندر کا آسن کانپا اور وہ دوڑا ہوا آیا لیکن چونکہ یہ چار ہزار منی اپنے بھرشٹ ہونے سے پہلے بھگوان سے پرارتھنا کرنے لگے کہ ہم سے زیادہ برداشت نہیں ہو سکتا ہے تب کسی کا بھی آسن نہ کانپا۔ اگر اسوقت کوئی دھرنیندر کیا بلکہ ایک معمولی دیو بھی آجاتا اور انکو سمجھا دیتا تو وہ چار ہزار منی بھرشٹ ہونے سے بچتے اور دنیا میں ہمیشہ کیلئے جھوٹے مت نہ پھیلتے۔ آدیراج کا کہنا ہے کہ یہ چار ہزار منی اپنے گھر اسواسطے واپس نہیں گئے کہ انکو بھرت کا خوف تھا کہ وہ سخت سزا دیگا۔ مگر کیا انکو یہ یقین کامل تھا کہ بھرت کبھی بھی جنگل میں نہیں آویگا یا اسکو کسیطرح بھی وہاں کا حال معلوم نہ ہوسکیگا یا وہاں پر بھرت کا کوئی اختیار نہ چل سکیگا کیونکہ وہ گھر واپس جانے سے تو ڈرے لیکن وہاں انیک پاکھنڈ بھیش نہ کرکے کھلے رہنے سے نہ ڈرے وہیں انھوں نے اپنی جھونپڑی ڈال لی اور وہاں رہ کر وہ بے خوف اور بے دھڑک ایسے ایسے جھوٹے مت رچنے لگے جو ہمیشہ تک دنیا کو پاپ میں ڈبوتے رہے ہیں۔ اگر واقعی وہ جگہ ایسی تھی جہاں کا کچھ بھی حال بھرت کو معلوم نہیں ہو سکتا تھا تو کیا بن دیوتا یا آکاش بانی یا دھرنیندر کا یہ کام نہیں تھا کہ وہ بھرت کو اس بات کی اطلاع دیتے کہ آدی ناتھ بھگوان کے پاس تو ایسا غضب ہو رہا ہے جس سے تمام دنیا میں ہمیشہ کیلئے اندھکار چھایا رہیگا۔ بھگوان کی تپسیا کے پربھاؤ کے دکھانے میں آدیراج نے یہ تو لکھ دیا کہ درندے جانوروں نے اپنی جاتی کی سوبھاؤک بیر کرتی کو چھوڑ دیا اور یہاں تک عجیب معاملہ ہوگیا کہ ہرن کا بچہ شیرنی کا اور شیر کا بچہ ہرنی کا دودھ پینے لگا اور ان ہی تپ کے پربھاؤ سے دھرم کی پیاس یہاں تک بڑھتی ہوئی کہ ہاتھی بھی کمل کے پھولوں سے بھگوان کی پوجا کرنے لگا لیکن افسوس آدیراج کے لکھنے والے کو یہ نہ سوجھی کہ درندے جانوروں پر تو اتنا اثر کہ ناممکن بھی ممکن ہو جائے یعنی شیر بھی گھاس کھا کر ہی گذارہ کرنے لگے لیکن چار ہزار منی اسقدر بھی نہ کر سکیں جتنا کہ ایک آدمی کے لئے ناممکن نہیں ہے یعنی جتنا کہ خود آدیناتھ کرکے دکھا رہے ہیں بلکہ یہ چار ہزار انسان بھگوان کی ہستی کے پربھاؤ سے ایسے بے اثر ہیں کہ بے دھڑک بھگوان کے پاس ہی بیٹھ کر ایسے جھوٹے مت گھڑیں جو کسی کے روکے بھی نہ رک سکیں غرضیکہ پورانوں کے مضمونوں کا ڈھانچا ایسا بے تکا ہے جو کسی طرح بھی حرف بحرف نہیں مانا جا سکتا ہے۔

ورن اور جاتی

(از بابو جیوتی لال جی ایم۔ اے وکیل سہارنپور)

جین پردیپ مورخہ ۱۰ رجون میں مندرجہ بالا عنوان کا ایک بہت طول طویل مضمون نکلا ہے واقعی جیسا کہ پردیپ نے اپنے فروری کے نوٹ میں لکھا ہے مضمون بڑی کوشش اور محنت سے لکھا گیا ہے۔ آئیے اسپر ایک نظر ڈالیں۔

خلاصہ تمام مضمون کا یہ ہے کہ پہلے ہندوؤں میں بلحاظ کرم کے چار ورن مانے جاتے تھے اب وہ بلحاظ جنم کے مانے جانے لگے ہیں اور اور ایک ایک ورن کی کئی کئی جاتی ہو گئی ہیں اور ایک جاتی کے لوگ اپنی ہی جاتی میں روٹی بیٹی کا بیوہار کرتے ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہندوستان کی دولت ملک ترقی کا ستیاناس ہو گیا ہے جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ پہلے چار ورن بلحاظ کرم کے کہلاتے تھے اب بلحاظ جنم کے کہے جاتے ہیں۔ اسمیں بھی شک نہیں کہ ہندوستان بمقابلہ پہلے کے بہت کچھ گر گیا ہے لیکن یہ بات

سے یہ سب حال معلوم ہو گیا تھا تب اُنہوں نے ان لوگوں کو کیوں دیگر ساد ہو ہونے سے نہیں روکا اور کیوں ان لوگوں کو نہیں سمجھایا کہ
اگر تم میں ساد ہو ہونیکی شکتی نہیں ہے اور کیوں عوام پر یہ ظاہر نہیں کر دیا کہ اگر یہ لوگ ایسے ساتھ جوگ لینگے تو اُنکا ایسا برا نتیجہ ہوگا جس سے
اُنکو عام لوگ ہی سمجھاتے اور اُنکو ایسا کرنے سے باز رکھتے تاکہ ایسا خراب نتیجہ نہ نکلتا۔ دیرانت کی اس تحریر سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ
زیادہ تر دیر اُنکی وجہ سے ساد ہو نہیں ہوئے تھے بلکہ اپنی کم فہمی سے اُنہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ساد ہو بننے سے ہماری زیادہ تابعداری
سمجھی جاویگی پس ایسی حالت میں تو وہ بیچارے جلد منع بھی ہو جاتے اور بھگوان کا اُنکو منع کرنا فرض بھی تھا بھگوان نے لوگوں کے
فائدہ کے واسطے لوگوں کو دنیا داری اور روزگار کے سب کام سکھائے یہاں تک کہ ہتیار کا چلانا تک سکھایا تب اگر بھگوان کسی کو روکنا
نہیں چاہتے تھے تو کیا بھگوان کا یہ فرض نہیں تھا کہ جو لوگ اُنکے ساتھ ساد ہو ہوتے تھے اُنکو ساد ہو بنانے سے پہلے اور دنیا کے لوگوں کو
اہار کی ودھی بتاتے جس سے ان لوگوں کا ساد ہو ہونا نہ بچ جاتا۔ اس کے علاوہ اگر اُنہوں نے ان لوگوں کو ساد ہو ہو جانے کو نہیں سکھایا
تھا تو کیا بھگوان پر یہ لازم نہیں تھا۔ وہ چھ مہینہ کا جوگ نہ لگاتے بلکہ صرف اسقدر جب تک ان ساتھ کے لوگوں کو فرصت بھی نہ ہو سکے۔
لیکن بھگوان نے ایسا کیا کہ چھ مہینہ دھیان لگایا پھر برابر چھ مہینہ تک کانوسرگ اور دیش پرتیش اہار کے واسطے پھرتے رہے لیکن اُنکو
کہیں بھی اہار نہیں ملا کیا بھگوان پہلے سے یہ نہیں جانتے تھے کہ ابھی کسی کو اہار کی ودھی نہیں بتائی ہے اسواسطے کوئی بھی اہار
نہیں دے سکیگا تب ہمارا چھ مہینہ تک گھومنا بالکل ہی فضول ہوگا بلکہ تمام پرجا کو دکھ دینے والا ہوگا کیونکہ پرجا کے لوگ تو اُنکی
سے انکی بھینٹ کے واسطے لاکھوں اور کروڑوں روپیہ کی چیزیں لاتے تھے اور اُنکے نہ قبول کرنے پر مایوس ہو کر واپس جاتے تھے۔ اگر بھگوان دیکشا
لینے سے پہلے ہی اہار کی ودھی دنیا کے لوگوں کو بتا دیتے تو نہ خود چھ مہینے تک پھرنا پڑتا اور نہ دنیا دق ہوتی اور نہ بیچارے چار ہزار منی
بھرشٹ ہوتے اور نہ پاکھنڈ مت جاری ہوتے اور نہ دنیا میں ہمیشہ کیلئے جھوٹے مت جاری رہتے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ بھگوان کو
تو اہار لینے کی ضرورت نہ تھی وہ تو صرف پرورتی چلانے کے واسطے چھ مہینے تک پھرتے رہے تو یہ بھی بات ٹھیک نہیں ہے کیونکہ جب
نہ کسی کو اہار کی ودھی معلوم تھی اور نہ کوئی اہار دے سکتا تو اہار کی پرورتی کیا چلی اُنکا چھ مہینے تک اہار کیلئے گھومنا تو خواہ مخواہ
اسیلئے تھا دیہی وہ اہار کی پرورتی تو تب چلتی جبکہ وہ دیکشا لینے سے پہلے اہار کی ودھی سکھا دیتے اور یکبار وہ اپنے لئے نہیں
بلکہ دنیا کی پرورتی کیواسطے چھ مہینہ تک گھومتے تب ماننے کے لائق ہوتا جبکہ وہ چھ مہینے کا دھیان نہ لگاتے بلکہ اپنے ساتھ کے
چار ہزار ساد ہو ؤنکو بچانیکے واسطے تھوڑے تھوڑے دنوں کا دھیان دھرتے۔

پیارے ناظرین بیچارے چار ہزار بھرشٹ منی جنگل میں پھول کھانے کیلئے اور چشمہ کا پراسک پانی پینے کے واسطے تیار تھے تب تو بن دیوتا
اُنکو روکنے کے واسطے موجود ہوئے یا ایسی آکاش بانی ہوئی کہ دگمبر بھیش رکھے ہوئے تم ایسا مت کرو ایسا کرنے سے دگمبر بھیش بدنام
ہو جاویگا لیکن جب اُنہوں نے دگمبر بھیش چھوڑ دیا اور قسم قسم کے بھیش بنا کر رہنے لگے اور جب اُنہوں نے نئے نئے جھوٹے مت چلائے
تب کسی دیوتا کو گھبراہٹ نہ ہوئی نہ کسی دیوتا نے اُنکو منع کیا اور نہ کوئی آکاش بانی ہوئی کہ ایسا کرنے سے سنسار میں بہت اندھکار
پھیل جاویگا اور دنیا پاپ کے سمندر میں ڈوب جاویگی۔ ناظرین کیا یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ جب منی اور دیوتا دوراج کے بھگوان انکا

ایسے اشخاص بہی نکلینگے جو نہ صرف خود بہرشٹ ہونگے بلکہ دنیا بہر کو بہرشٹ کرینگے اور انکا بہرشٹ مارگ مرنا انکی زندگی ہی تک قایم
نہین رہیگا بلکہ چوتھے کال کے شروع سے آخیر تک انکا بنایا ہوا جہوٹا مت جاری رہیگا اور پہر پانچوین کال مین بہی چلتا رہیگا۔
چوتھے کال مین ۲۴ تیرتھنکر ہونگے جو متہیا اندہکار کو دور کرکے دنیا کے لوگون کو کلیان کا مارگ بتاوینگے۔ انکے علاوہ کروڑون
کیول گیانی اور پدمون اور سنکہون منی اور آچاریہ ہونگے جو وقتاً فوقتاً دنیا کے لوگون کو سچا مارگ سکہاوینگے لیکن یہ چہتری لوگ
ایسا زبردست جہوٹا مت قایم کرینگے جو کسی سے بہی دور نہ ہو سکیگا اور برابر چلا جاویگا۔ اور کیا بہگوان کو یہ معلوم نہین ہوگیا
تہا کہ جین دہرم تو دنیا مین تب ہی چلیگا جبکہ ہم کیول گیانی ہوکر اسکا پرکاش کرینگے لیکن یہ اعلی درجہ کے چہتری لوگ تو اپنا
جہوٹا مت ہم سے پہلے ہی چلا دہرینگے۔ اور ایسے زور سے چلا دیوینگے کہ خود بہرت مہاراج کو گہبراہٹ پیدا ہوجاویگی کیونکہ
اگر متہیا مت جلد ہی نہ پہیل گیا ہوتا اور بہرت کے زمانہ مین ہی اسکا زور نہ ہوگیا ہوتا تو بہرت مہاراج کو اس بات کی ضرورت
نہ ہوتی جیسا کہ آدی پران مین لکہا ہے کہ انہون نے چہتریون کو سمجہایا کہ تم انیہ مت کے لوگون کی نہ آشیرباد لو نہ پرشاد لو اگر ایسا کروگے تو تم
چہتری نہین رہوگے اور برہمنون کو سمجہایا کہ اگر کوئی جنم کا برہمن تمپر اعتراض کرے تو تم فلان فلان جواب دو لیکن جبکہ آدناتہ
بہگوان کو یہ سب باتین اودہ گیان سے معلوم تہین تو انہون نے ان لوگون کو کیون چہتری بنایا اور کیون اعلی درجہ کا چہتری
سمجہکر راج دیدیا۔ ناظرین آدی پران کے کہنے کے بموجب خود آدناتہ بہگوان کا سگا پوتا یعنی بہرت کا بیٹا مریچ ایسا دہرم کا دشمن
پیدا ہوا کہ اسکی وجہ سے ابتک متہیا مت چلا آتا ہے کیا یہ بات کامل ثبوت نہین ہے کہ اعلی سے اعلی درجہ کے لایق کی اولاد بہی
برے سے برے نالایق ہو سکتی ہے کیا یہی بات کو جانکر بہی آدناتہ بہگوان یہ قاعدہ قایم کرسکتے تہے کہ جو اعلی ورن مین قایم کردیا
گیا ہو وہ اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے اعلی ہی رہیگی اور اسکو ہی منی بننے اور موکش پانے کا ادہکار ہوگا اور جو ادنی ورن مین ڈال دیا گیا ہو
وہ اور اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے ادنی ہی رہیگی اور انکے لئے کلیان کا مارگ بند رہیگا۔ ناظرین جبکہ بہرت مہاراج نے برہمن بنائے تو
اوسکو قدرت نے خراب سپنے دکہائے تاکہ اسکو یہ معلوم ہوجائے کہ کلجگ کال مین دہرم کے دشمن ہوجاوینگے مگر افسوس کہ جب آدناتہ بہگوان
نے ان چار ہزار لوگون کو چہتری اور اعلی درجہ کا چہتری یعنی راجا بنایا تب قدرت نے ایک بہی سپنا نہ دکہایا بہرت مہاراج کا سپنا دیکہنا
تو بالکل فضول تہا کیونکہ اسکے سپنون کا اثر صرف کلجگ کال کے واسطے تہا اور ابہی چوتہے کال کا آغاز تہا پس درمیان مین نہ صرف
کروڑون یا پدمون اور سنکہون برس کا زمانہ تہا بلکہ پلیون اور ساگرون کا عرصہ تہا اور بہرت مہاراج اسکا کچہہ انتظام بہی نکر سکتے تہے۔
البتہ انہون نے کچہہ انتظام کیا لیکن آدناتہ بہگوان کو اس بات کا خواب آنا بہت لازمی اور ضروری تہا کہ یہ چار ہزار اشخاص جنکو تم اعلی درجہ
کے چہتری بناتے ہو تمہارے ساتہہ ہی جوگ لیکر متہیا مارگ چلاوینگے اور یہ متہیا مارگ نہ کسی وقت آیندہ مین بلکہ ابہی سے چلنا شروع
ہوجاویگا۔ ایسا خواب آنے پر آدناتہ بہگوان بڑی آسانی سے یہ انتظام کرسکتے تہے کہ ان لوگون کو چہتری قرار نہ دیکر شودر قرار
دیدیتے تاکہ یہ منی ہونیکے لایق ہی نہ رہتے پس نہ رہیگا بانس نہ بجیگی بانسری والا مضمون ہوجاتا۔ اسکے علاوہ جبکہ بہگوان کو وگیان

جنہوں نے جین دھرم کے خلاف بالکل ایک نیا دھرم بودھ دھرم کے نام سے چلایا چھتری تھے۔ اور انکے بعد بھی بہت سے چھتری راجا
بودھ دھرمی ہوتے رہے ہیں جنہوں نے جین دھرم کے ملیا میٹ کرنے میں کچھ بھی کسر نہیں رکھی ہے۔ انہیں بودھ دھرمی چھتری راجاؤں
کی بدولت جینیوں کو یہہ دن دیکھنے پڑے ہیں کہ شری مہابیر سوامی کو صرف ڈھائی ہزار برس گذرنے پر ہی دنیا بھر میں صرف مٹھی بھر جینی
رہ گئے ہیں جنکی کل تعداد صرف بارہ لاکھ ہے۔ دوسرے کیوں جانے بلکہ چھتریوں کی کرتوت جاننے کے واسطے آدپوران کے اس ہی مضمون
کیطرف ملاحظہ فرمائیے جو آدناتھ بھگوان کی دیکشا سے کا ہے اسوقت آدپوران کی تحریر کے بموجب اعلیٰ اعلیٰ نسل کے چار ہزار راجاؤں
نے بھی بھگوان کے ساتھ دیکشا لی تھی لیکن وہ بھگوان کا ساتھ نہ دے سکے اور اچاری بھرشٹ ہوگئے وہ لوگ بھوک اور پیاس سے بیاکل
ہوکر بھگوان سے التجا کرنے لگے کہ اب ہم کیا کریں لیکن کچھ جواب نہ ملا تب لاچار ہوکر انہوں نے انیک بھیس دھارن کرلئے ان پاکھنڈیوں
میں بھرت کا بیٹا یعنی خود بھگوان کا پوتا مریچ سب سے بڑھیا ہوا جس نے بڑے بڑے شاستر بناکر جھوٹا مت پھیلایا۔ یہ لوگ اپنے گھر واپس جانا چاہتے
تھے لیکن اس خوف سے گھر نہیں جاتے تھے کہ بھرت ہمکو ڈنڈ دیگا لاچار انھوں نے جنگل میں رہکر پھل پھول کھانے اور چشمہ کا پانی پینے کا
ارادہ کیا لیکن بن دیوتا نے انکو منع کیا حسب بیان پدم پران کے یہ آکاش بانی ہوئی کہ دگمبر بھیس رکھتے ہوئے تم ایسا مت کرو تب
انھوں نے دگمبر بھیس تیاگ کر قسم قسم کا بھیس بنایا اور بے دھڑک بن کے پھل کھانے لگے۔ شری آدناتھ بھگوان برابر تپ کرتے رہے
انکے تپ کے پربھاؤ سے اس جنگل کے درندے جانوروں نے خونخواری اور جانوروں کو مارنا چھوڑ دیا یہانتک کہ ہرن کا بچہ شیرنی کے نیچے
دودھ پینے لگا اور شیر کا بچہ ہرنی کے تھنوں میں منہ مارنے لگا۔ وہ جانور ایسے دیاوان ہوگئے کہ سراگائے کے بالوں میں اگر جنگل کے کانٹے
اٹک جاتے تو شیر اپنے ناخنوں سے ان کانٹوں کو نکال دیتے۔ بھگوان کے تپ کا پربھاؤ ان جانوروں پر اسقدر پڑتا تھا کہ ہاتھی
اپنی سونڈ میں کنول کے پھول لاتے تھے اور بھگوان کے چرنوں پر چڑھاتے تھے۔ اس درمیان میں نمی اور بنمی دو راجکمار وہاں آئے اور
بھگوان سے از حد بنتی کرنے لگے کہ تمنے اوروں کو راج دیا ہمکو بھی ملنا چاہیئے۔ تب دھرنیندر کا آسن کانپا اور وہ وہاں آکر راجکماروں
کو سمجھانے لگا کہ تم بھرت کے پاس جاؤ بھگوان کو دق مت کرو لیکن انہوں نے بھگوان کی بندگی بڑے عاجزانہ لفظوں میں ظاہر کی
تب دھرنیندر نے انکو سمجھا کر وجیاردھ کا راج دیا۔ چھ مہینے کے بعد بھگوان اٹھے اور آہار کیلئے گاؤں در گاؤں اور ملک در ملک گھومنے لگے
اور اسطرح گھومتے ہوئے انکو چھ مہینے گذر گئے لیکن کہیں بھی آہار کی ودھی نہ بن سکی۔ ناظرین اس بیان کو اور بھی آگے لیجانے سے ہمارا
مضمون بہت لمبا ہوجاتا ہے اسواسطے صرف اسقدر پر ہی اکتفا کرکے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ذرا اس خیال کو چھوڑکر
کہ یہ مضمون ہمارے شاستروں کا ہے اسکو انصاف کی نگاہ سے جانچئے تب آپکو معلوم ہوجائیگا کہ پرانوں کا کتھن کسی طرح بھی حرف
بحرف ماننے کے لائق نہیں ہوا کرتا ہے۔ پیارے بھائیو آدناتھ بھگوان روز پیدائش سے اودھ گیانی تھے تب کیا انکو ورن بناتے
وقت اور ملک کا انتظام کرتے وقت یہ معلوم نہیں ہوگیا تھا کہ جن لوگوں کو میں چھتری اور ورن تریہ پالنے اور دان ہدایت کرنیکا خاص
ادھیکاری قرار دیتا ہوں انہیں میں سے عام نہیں بلکہ وہ خاص خاص اشخاص جنکو میں راجا بناتا ہوں اور ایک نہیں دو نہیں بلکہ
چار ہزار کی تعداد میں ایسی ہونگی جو دگمبر جین منی بنکر بھی بھرشٹ ہوجائینگے اور کیا بھگوان کو یہ معلوم نہیں ہوگیا تھا کہ انمیں مریچ وغیرہ

تو انکو سیاہ نام بتلانے کی کیا ضرورت ہوتی اگر سب سیاہ نہین تھے تو یہ سیاہ کیون تھے۔ اگر یہ لوگ زمین سے نہین پیدا ہوئے تھے جبکہ بھوگ بھومی
کے ختم ہونے پر بھگوان نے کام سکھائے تو یہ اسقدر جلد کہان سے آگئے اور کسطرح آگئے کیا بھگوان کے حکم سے آئے یا انکی خلاف مرضی
آئے اسی طرح ملیکش راجا کہان سے آگئے جو یہان تک ہنسا کرتے ہین کہ کسوری والے ہرنون کی نابھی نکال لیتے ہین اور بھرت نے انکی یہ
ناپاک بھینٹ کیون قبول کی اور کیون بھرت یہ بھینٹ لیکر راضی ہو گیا۔ بھرت نے انکی جگہ کسی وہان کا چھتری کو کیون راجا مقرر
نہین کیا۔ غرضیکہ پرانون کے مضمون کو جسقدر جانچ کیا جاتا ہے اسی قدر اسکا ڈھانچا بے جوڑ ثابت ہوتا ہے۔

آدی پران کے اس تین سو لہوین پرب کے شلوک ۱۴۲ سے ۱۹۰ تک مین لکھا ہے کہ جب اندر نے شہرون اور نگرون کی رچنا کر دی تب چونکہ
بھگوان اسوقت بیراگی نہین تھے۔ اسواسطے انہون نے لوگون کو چھ قسم کے پیشے سکھائے اور تین ورن بنائے اور جب بہت عرصہ تک
انکو یہ بالا چھ پیشون کے ذریعہ سے پرجا کا کام ٹھیک چلتا رہا تب اسکے بعد بھگوان کو مہاراجہ بنایا گیا۔ آدی پران مین اس ہی پرب کے
شلوک ۱۹۴ سے ۲۰۰ تک مہاراجہ بنانے کی رسم ادا کرنے کا ذکر ہے۔ لیکن گرنتھ کرتا اس رسم کی بیان کرنے مین اسقدر محو ہوا کہ وہ بات
بالکل بھول گیا کہ پرجا کی آجیوکا انتظام اور ورنون کی تقسیم بھگوان پہلے ہی کر چکے ہین اور اس انتظام کو ٹھیک طور پر چلتے ہوئے ایک
عرصہ بھی گذر گیا ہے کیونکہ تاج پوشی کا ذکر کرنے کے بعد شلوک ۲۴۲ سے پھر یہ مضمون شروع ہو جاتا ہے کہ تاج پوشی کے بعد بھگوان
نے اول بعد پرجا کی سرشٹی کی پھر پرجا کی آجیوکا کے قاعدے بنائے۔ اسوقت بھگوان نے اپنے دونون ہاتھون مین ہتیار لیکر چھتری بنائے
یعنی ٹانگون سے سفر کرنا سکھا کر ویش بنائے اور نیچ کام کرنے والے شودر بنائے۔ ایسی صریح اختلاف بیانی کی حالت پرانون کا
مضمون کسطرح صحیح بروقت ماننے کے لایق ہو سکتا ہے۔ پران کا یہ مضمون صحیح نہین ہے کہ شری آدی ناتھ بھگوان نے پیشین گوئی
کی تھی کہ چوتھے کال مین تو براہمن لوگ سداچاری اور جینی رہینگے لیکن کلوکال مین یہ جین کے دشمن بن جاوینگے کیونکہ پرانون کے
پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ چوتھے کال مین بھی بہت سے براہمن جین کے دشمن ہوتے رہے ہین اور اس کلو کال مین بھی بہت
سے برہمن سچے جینی اور جین دہرم کو چلانیوالے ہوئے ہین اور انھون نے جین دہرم کے ایسے ایسے مہان گرنتھ لکھے ہین جنپر اس
وقت جینی دہرم کی ٹیک ہے۔ اور اب بھی دکشن مین بہت سے جینی برہمن موجود ہین جو جین دہرم کی سیوا کرتے ہین۔

ناظرین کیا آپکو اس بات کا تعجب نہین ہے کہ برہمن ورن بنانے پر بھرت مہاراج کو تو خراب سپنے آئے اور بھگوان نے بھی یہ بیان
مین یہ فرمایا کہ یہ برہمن کلوکال مین جین دہرم کے دشمن اور ہنسا کرنے والے ہو جاینگے لیکن چھتری ورن بنانے پر خود آدی ناتھ بھگوان
کو کوئی خراب سپنا نہ آیا اور نہ انھون نے کیول گیان پراپت ہونے کے بعد برہمنون کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ یہ چھتری بھی کلوکال
مین جین دہرم کے خلاف اور ہنسا کرنے والے ہو جاینگے کیونکہ اسوقت اس کلوکال مین اگرچہ برہمنون کے بعض فرقے ایسے بھی ہین جو
ماس سے قطعی پرہیز کرتے ہین۔ ان اس کلوکال مین چھتری ورن مین تو شاید ہی ایسے فرقے ہون جنمین ماس کھانا ناجائز سمجھا جاتا ہو
اور برہمن تو اب بھی دکشن دیش مین بہت سے ایسے موجود ہین جو جینی ہین لیکن چھتری کوئی گنا ہی جینی ہوگا۔ اسکے علاوہ چھتری راجاؤن
نے ہندو اور بودھ وغیرہ مذاہب کے تعصب مین جینیون پر وہ وہ ظلم کئے ہین جنکو سنکر بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ خود گوتم بدھ

بدون بھرت کا ایسا عظیم کام کرنا اور اسکو پدموں اور سنکھوں پشت کے لئے اولاد در اولاد قابل پابندی قرار دینا کبھی ماننے کے لائق نہیں ہو
سکتا ہے۔ آدپران کی تحریر سے تو ایسی گندہ آتی ہے مانو جسوقت بھرت نے جین برہمن بنائے اسوقت انیہ متی براہمن موجود تھے کیونکہ
بھرت نے اپنے بنائے ہوئے براہمنوں کو سمجھایا کہ اگر کوئی جنم کا برہمن تم سے کہے کہ برہمن ہم ہیں اور تم فلان فلان جاتی کے ہو تو اسکو
جواب دینا چاہیئے کہ ہمارا جنم جیند بھگوان کے اپدیش سے ہوا ہے یعنی ہمنے جو جین دھرم انگیکار کیا ہے وہی ہمارا جنم ہے وغیرہ وغیرہ۔
ناظرین اگر بھرت جی کے جینی بنانے سے پہلے برہمن نہوتے تو وہ ایسا جواب کیوں سکھلاتے۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ مضمون بھرت کا نہیں ہے بلکہ
آدپران کے بنانے والے نے آجکل کے براہمنوں کے مقابلہ میں جینی براہمنوں کو یہ جواب سکھایا ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ پرانوں کے بموجب
آج تک جو بھی جنم سے براہمن ہوگا وہ خواہ جینی ہو یا جین کا دشمن ہو لیکن ہوگا انہیں براہمنوں کی اولاد جنکو بھرت جی نے جینی
بنایا تھا کیونکہ آپکے خیال کے بموجب کوئی نیا برہمن تو بن ہی نہیں سکتا ہے پس کوئی بھی انیہ متی براہمن کسی جینی براہمن پر یہ اعتراض نہیں
کرسکتا ہے کہ ہم جنم کے برہمن ہیں اور تم جنم کے براہمن نہیں ہو پھر آدپوران میں اس سوال وجواب کے سکھانیکی کیا ضرورت ہوئی بھگوان
کا اپدیش قبول کرنا ہی ہمارا براہمن جنم ہے ایسا سوال وجواب تو تب ہی ہوسکتا ہے جبکہ غیر مذہب کا برہمن تو جنم کا برہمن ہو اور جینی برہمن جنم کا برہمن نہ ہو
آدپوران کے بموجب آدناتھ بھگوان نے تین برن بنانے کے بعد حکم صادر کیا کہ شودر صرف شودر کی کنیا سے اور ویش شودر اور ویش کی کنیا کو
اور چھتری شودر ویش اور چھتری کی کنیا سے اور برہمن چاروں ورن کی کنیا سے شادی کرسکتا ہے لیکن جبکہ بھگوان نے صرف تین ہی ورن
بنائے تھے تو برہمن کی شادی کا قاعدہ انہوں نے کہاں سے باندھ دیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ انکو اودھگیان سے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ
بھرت براہمن ورن بناویگا تو انہوں نے خود ہی چاروں ورن کیوں نہ بنا دئے اور جبکہ بھگوان پہلے سے ہی براہمن ورن کے بواہ کے بارے
میں بھی قاعدہ بتا چکے تھے یعنی یہ بات قبول کر چکے تھے اور عوام پر ظاہر کر چکے تھے کہ ایک چوتھا ورن برہمن کا بھی ہوگا جسکو تینوں ورن
کا آدمی بھی اپنی کنیا بواہ سکتے ہیں تب برہمن بنانے کے بعد بھرت کو کیوں تب پچھتائے اور کیوں بھرت براہمنوں پر ناراض ہوا اور کیوں
اسکو گھبراہٹ ہوئی اور کیوں اسنے بھگوان سے دریافت کیا کہ براہمن بنا کر اچھا ہوا یا برا۔ اس سے بھی پرانوں کا مضمون بالکل بیہودہ ماننے کے قابل
نہیں رہتا ہے۔ آدپوران کے سولہویں پرب کے شلوک ۱۶۲ میں تحریر ہے کہ جب بھوگ بھومیا ختم ہونے کے بعد بھگوان نے اندر کی معرفت
بہت سے ملک اور نگر تیار کرائے اسمیں شکار مار کر جیو کرنے والوں کے رہنے کے بھی مقامات تھے۔ مگر اسوقت تو ہر ایک پیشہ بھگوان نے
نے ہی جاری کیا تھا اور ہر ایک کو ہر ایک کام بھگوان نے ہی سکھایا تھا تب یہ شکار مارنے والے کہاں سے پیدا ہوگئے اور انکو یہ کام کسنے
سکھایا۔ آدپران کے ۳۰ ویں پرب کے سلوک ۲۳ تا ۲۴ میں لکھا ہے کہ جب بھرت مہاراج گنگا کنارے جا رہے تھے تب انکو بن میں
رہنے والے بھیل لوگوں نے موتی اور ہاتھی دانت بھینٹ کئے۔ رنگ ان بھیلوں کا سیاہ تھا اور کپڑے کی جگہ پتوں سے انہوں
نے اپنا بدن ڈھک رکھا تھا۔ اسی طرح اسلوبلیکش رہنا بھی ملے جنہوں نے چمری گائے کے بال اور کستوری والے ہرن کی نابھی
بھینٹ کی۔ اب ہم ناظرین سے دریافت کرتے ہیں کہ یہ بھیل کون تھے۔ کیا یہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جنہوں نے بھگوان سے
آجیوکا کے طریقے سیکھے۔ اگر انہیں میں سے تھے تو ان کا رنگ سیاہ کیوں تھا۔ کیا سب ہی لوگ سیاہ تھے اگر سب ہی سیاہ تھے

ہوئے اُنکی اولاد ٹرھیا سے ٹرھیا دہرماتما ہوتے ہوئے بہی نہ پوجی جاوے۔ اگر کہا جاوے کہ بھرت جکروتی راجا تہا اسواسطے اُسکو ایسا
اختیار تھا تب کیا کسی جین سدہانت سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ چکروتی راجا کو دہرم کے معاملہ مین بھی ایسا زبردست اختیار
ہوتا ہے اور کیا یہ بھی ثابت کیا جا سکتا ہے کہ گو چکروتی راجا کو اتنی شکتی نہین ہوتی ہے کہ اُسکے بنائے ہوئے ملکی قانون اور دنیاوی
انتظام ہمیشہ کے لئے قایم رہین لیکن دہرم کے معاملون مین اُسکو اتنی طاقت ہوتی ہے کہ جو کچھ وہ انتظام کردے وہ ہمیشہ کیلئے اٹل
بطور لیستو سوبہاؤ کے مانے جاوین۔ اگر بھرت مہاراج کو چکروتی ہونے کے ہی وجہ سے یہ اختیار ہوگئے تھے تو چکروتی تو اور بھی بہت
سے ہوئے ہین تب کیا اُسکے بعد کے چکروتیون کو یہ اختیار تھا کہ وہ اس بات کے پابند ہون کہ جن شخصون کو بھرت نے دہرماتما مانا
تھا اُنکی ہی اولاد کو وہ بھی دہرماتما مانین اور اُنکو ہی دان دیوین اور ایسی حالت مین اگر کسی چکروتی نے کچھ دان دیا ہو اور اپنے
اختیار کو کام مین لاکر چارون ورن کے آدمیون مین سے جسکو دہرماتما سمجھا ہو اُسکو دان دیا ہو تو کیا وہ بھی برہمن کے نام سے نامزد
ہوئے ہونگے اور کیا اُنکی اولاد کو بھی ایسے ہی اختیارات ملے ہونگے جو بھرت مہاراج کے بنائے ہوئے براہمنون کو تھے اور اگر ہر شخص کو
ہر وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ چارون ورنون مین سے جو دہرماتما ہو وہ اُسکی عزت کرے اور دان دیوے تو بھرت مہاراج کے بنائے
ہوئے براہمنون کی اولاد کو کیا فوقیت رہی۔ ہان اگر یہ کہا جاوے کہ بھرت مہاراج نے جو براہمن بنائے تہے اونکی اولاد دہرماتما
ہو یا نہو وہ ضرور پوجنے اور دان دینے کے لایق ہے اور بھرت مہاراج کو ایسا دہرم سدہانت بنانے کا اختیار تہا اور یہی جین دہرم ہے
تب تو شاید یہ مضمون کچھ باترتیب بہی ہو جائے لیکن تب تو جین دہرم ہی ماننے کے لایق نہین رہیگا۔ اسکے علاوہ اگر برہمنونکے
بنانیکی ضرورت تھی تو اُنکو کیون آدناتھ بھگوان نے نہین بنائے اور جبکہ اُنہون نے نہین بنائے تھے تو بھرت کو کیسے یہ نیا جھگڑا کھڑا
کرنیکی ضرورت ہوئی۔ آدناتھ بھگوان کے بنائے ہوئے انتظام کی نسبت تو آدپران نے یہانتک معقول بتایا ہے کہ انہون نے یہ
کل بندوبست پورب او پچہم بدیہ کے موافق کیا جہان کہ اناد کال سے یہ انتظام چلا آتا تہا۔ بدیہ چھیتر مین ہمیشہ چوتہا کال رہتا ہے
اسواسطے وہان تو یہ بھی خوف نہین ہو سکتا ہے کہ اگر برہمن بنائے جاوینگے تو کلوکال مین وہ دہرم کے دشمن ہو جاوینگے کیونکہ وہان کلو
کال ہوتا ہی نہین ہے لہذا وہان تو بے کھٹکے برہمن بنائے جا سکتے تہے مگر اسقدر بے خوف ہونے ہوئے بہی بدیہ مین برہمن نہین ہین بلکہ
صرف تین ہی ورن ہین اور چونکہ وہان ہمیشہ چوتہا کال رہتا ہے اسواسطے وہان ہمیشہ دہرم کا بہی پرچار رہتا ہے لہذا وہان دان
کے رواج کی منا ہے یہی نہین ہو سکتی ہے بلکہ دان کے رواج کی زیادتی ہی قیاس کیجا سکتی ہے پس لابدی طور پر وہان بہی یہ رواج
ہوگا کہ جسوقت جسکو جو کچھ دان کرنا ہو اُسنے بلا لحاظ اسبات کے کہ جسکو دان کیا جاوے وہ کس ورن کا ہے کسی دہرماتما کو دان کردیا
اگر انسان کو دان کرنے کیلئے یا کسی اور دہارمک کام کے لئے برہمن کی ضرورت ہوتی اور اسکے بدون کچھ ہرج پڑتا تو ضرور بدیہ مین بہی برہمن
ہوتے۔ بدیہ کی طرز زندگی ہم سے نرالی نہین ہے بلکہ ایسی ہی ہے جیسی کہ ہاری کیونکہ آدناتھ بھگوان نے یہان بہی جملہ انتظام بدیہ
کے ہی موافق کیا تہا اسکے علاوہ جب بھرت نے برہمن بنائے اُسوقت شری آدناتھ بھگوان موجود تھے اور اُنکو کیول گیان پراپت
ہوچکا تہا اور بھرت اس سے پہلے اُنکے سموسرن مین جا بہی چکا تہا یعنی اُنکی شکتی کو بہی جان چکا تہا تب بھگوان سے دریافت کئے

یہ سفر پیدل کیا تھا یا سواری مین اور اگر سواری مین کیا تہا تو کیا سواری کو بھی پراسک زمین پر ہی چلاتے آئے تہے اور کیا وہ لوگ
چار قدم زمین دیکھتے ہوئے آئے تہے اور کیا ہر ایک برتی سراوگ کو اسی طرح پر اسک زمین پر چلنا چاہیئے اور بھرت مہاراج نے
جو ان لوگون کو سواری دان مین دی تہی وہ سوار ہونے کے واسطے دی تہی یا کسی اور کام کے لئے اور دان مین ملی ہوئی سواری کو
وہ اپنے ساتھ لیتے گئے تھے یا وہین چھوڑ گئے تہے اور اگر ساتھ لے گئے تہے تو کیا اُنکے لئے کوئی پراسک راستہ بنایا گیا تہا - اسکے
علاوہ اس معاملہ کے ہونے سے بہت عرصہ پہلے سے بھرت مہاراج نے تو خاص شری آدہ بھگوان سے سموسرن مین سمیک درشن کی
پرم وشدھی اور انو برتون کی پرم وشدھی پراپت کر لی تہی پھر اُنہون نے پھول تڑوانے اور اپنے مکان کے صحن مین بھروانے کی کیسے
جرات کی کیا اُنہون نے براہمن کا جو تھا ورن بنانے کے شوق مین اپنے پرم وشدہ سمیکت اور برتون کو تیاگ دیا تہا کیونکہ جو لوگ
بھرت مہاراج کے محل کے آنگن کی سبزی پر چلے اور اس طرح چل کر اُنہون نے انت جیون کا گہات کیا کیا اُسکا باعث بھرت مہاراج
نہین ہین اور کیا وہ اس ہنسا کے دوشی نہین ہوتے اسکے علاوہ وشدہ سمیک درشن اور برتون کی وشدہی حاصل کرنے کے بعد ہی
بھرت مہاراج نے چھہ کھنڈ فتح کرنے کیلیئے لشکر کشی کی ہے اور اس دگوجے مین وہ اپنی بہاری فوج کے ساتھ جنگلون اور پہاڑون مین
بھی پھرے ہین جہان اُنہون نے اور اُنکی فوج نے اننت انت سبزی کچلا ہے جسکی بہت کچھ تفصیل آدپران مین موجود ہے اسواسطے
ناممکن ہے کہ بھرت مہاراج نے وہان کا ایسا طریقہ قایم کیا ہو کہ جو سبزی پر ہوکر آویگا وہ ادھرمی اور جو سبزی کے اوپر نہین چلیگا
وہی دہرماتما مانا جاویگا - اسکے علاوہ جبکہ بھرت مہاراج جملہ دہرماتماؤن کو برہمن بنا دیا تہا تو کیا آیندہ کوئی شخص اُن اشخاص کی
اولاد مین سے دہرماتما نہین ہو سکتا ہے جو بھرت کے امتحان مین ناکامیاب رہے تہے یعنی جو سبزی کے اوپر کو چلے گئے تہے - اگر نہین
ہو سکتا ہے تو کیا اسکے صاف یہ معنی نہین ہین کہ صرف بھرت کے بنائے براہمن کی اولاد ہی برتی سراوگ ہو سکتے ہین مابقا جو چھتری
ویش یا شودر رہ گئے تھے وہ اور اُنکی اولاد کبھی بھی برتی سراوگ نہین ہوسکتی ہے لیکن یہ بات جین دہرم کے بالکل خلاف ہے کیونکہ جین
دہرم کے انوسار تو چھتری ویش اور شودر کیا بلکہ پشو اور پشوؤن مین شیر وغیرہ تک جو مہا ہنسک اور درندے جانور ہین برتی سراوگ ہو
سکتے ہین اور ہوتے رہے ہین - اور اگر یہ کہا جاوے کہ بھرت کے بنائے ہوئے براہمن ہی برتی سراوگ ہو سکتے ہین اور مابقا لوگ
بھی تو مابقا لوگ برتی سراوگ ہوکر برہمن کیون نہ کہلائے جاوین یعنی کیون برہمن کرم سے نہ مانے جاوین نہ کہ جنم سے -
پیارے ناظرین جبکہ بھرت کو اپنا مال و اسباب دان دینے کی خواہش ہوئی تب اُسنے یہ خیال کر کے گرہستی لوگ تو دان لیتے نہین ہین اسواسطے
گرہستیون کو ہی یہ دان دینا چاہیئے اپنے راج کے جملہ برتی سراوگیون کو طلب کیا اور اُنکا امتحان لیکر جسکو دہرماتما سمجہا اُنکو مال و
اسباب دان مین دیا - اسی طرح کیا عام لوگون کو یہ اختیار نہین ہے کہ جب وہ اپنی توفیق کے موافق کچھ دان کرنا چاہین اُسوقت وہ
چارون ورنون مین سے جسکو دہرماتما سمجہین دان دیدیوین - یا کیا اُنکو صرف اُن ہی لوگون کی اولاد کو دان دینا چاہیئے جسکو بھرت نے
دان دیا تہا اگر ایسی پابندی ہے تو وہ کیون ہے جیسا بھرت کو اختیار تمیز کا تہا ایسا اختیار تمیز کیون دوسرون کو حاصل نہین ہے
اور بھرت کو یہ اختیار کہان سے مل گیا تھا کہ جو لوگ اسکے امتحان مین پاس ہوئے اُنکی اولاد ہی آیندہ کیواسطے پوجی جاوے اور جو پاس نہین ہوئے

کہ تمنے جو برہمن دہرم کے ادہکاری جان کر مانے ہین وہ پنجم کال مین دہرم کے دشمن ہونگے۔ یہ بات سُنکر بھرت مہاراج براہمنون پر بہت غصہ ہوا تب وہ برہمن بھگوان کی شرن گئے۔ اور بھگوان نے بھرت کو سمجھایا کہ کلوکال مین تو ایسا ہوتا ہی ہے تم انپر غصہ کیون کرتے ہو۔ ناظرین ذرا ان دونون گرنتھون کے بیان کو مقابلہ کیجیے جسمین زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ آدپُران کے بموجب تو جب بھرت کو خراب سپنون کی وجہ سے شُبہ ہوا کہ کلوکال مین یہ برہمن نقصان دہ ہونگے تب اُسنے بھگوان سے خود جاکر دریافت کیا کہ مینے براہمنون کے بنانے مین اچھا کیا یا بُرا۔ اور پدم پُران کے بموجب یہ برہمن بھرت کے سامنے ہی گھمنڈی ہوگئے اور دان مانگنے لگے تب بھرت کو فکر ہوا اور اُسوقت اُسکو اپنے وزیر سے معلوم ہوا کہ شری بھگوان اپنی بانی مین یہ ظاہر کر چکے ہین کہ یہ براہمن کلوکال مین دہرم کے دشمن ہونگے ایسا سُنکر بھرت اُن برہمنون پر ناراض ہوا اور اُن براہمنون نے بھرت سے ڈرکر آدہ ناتھ بھگوان کی شرن لی۔ اسپر بھگوان نے بھرت کو سمجھایا کہ انپر غصہ مت کرو کیونکہ کلوکال مین تو ایسا ہونا ہی ہے۔ پورانون کی ایسی اختلاف بیانی مین اُنکا بیان کیسے حرف بحرف قابل ماننے کے ہوسکتا ہے اور کیسے اُنسے کوئی ٹھیک بات معلوم ہوسکتی ہے۔ اب ذرا برہمنون کے بنانے کے طریقہ پر غور فرمایئے۔ آدپران مین لکھا ہے کہ بھرت نے چکرورتی ہونے کے بعد سوچا کہ میرے پاس بہت دہن ہے یہ دہن مین کس کو دان دون۔ تیاگی دہرماتما تو دان لیتے نہین ہین اسواسطے گرہستی دہرماتماؤن کو ہی یہ دان دینا چاہیے لہذا اُس نے جملہ راجاؤن کے پاس حکم جاری کیا کہ وہ اپنے راج کے جملہ دہرماتما لوگون کو وہ خواہ نوکر ہی ہون اپنے ساتھ لاوین چنانچہ سب راجا جمع ہوئے اور دہرماتما لوگون کو اپنے ساتھ لائے۔ تب بھرت نے بھی اُن دہرماتما لوگون کا امتحان لیا اور وہ امتحان یہ تھا کہ اپنے مکان کے صحن مین اُسنے پھول پتے وغیرہ سبزی بھردی چنانچہ جو لوگ اس سبزی پر سے ہوکر اُسکے پاس گئے اُنکو تو اُس نے نامنظور کیا اور جنہون نے اس سبزی پر سے آنے سے قطعی انکار کیا یہانتک کہ واپس گھر کو لوٹنے لگے اُنکو وہ دوسرے راستہ سے لے گیا اور اُنکو اُسنے برہمن قرار دیا لیکن اس امتحان کا بیان خود آدپوران کے ہی مضمون سے غلط ہوتا ہے کیونکہ آدپوران مین یہ بہی لکھا ہے کہ اس امتحان کے بعد جو لوگ دہرماتما قرار دیئے گئے بھرت نے اُنکے گیارہ درجہ یعنی گیارہ پرتما قایم کین اور جو جس پرتما کے لایق ہوا اُسکو اُتنے ہی تار کا جنیو پہنایا۔ پیارے ناظرین جو شخص جین دہرم سے ذرا بھی واقف ہے وہ یہ بات ضرور جانتا ہے کہ پہلی پرتما جسکا نام درشن پرتما ہے اُسمین پنچتی کا ایک اندری کی آرنبھی اور اُدیوگی ہنسا کا تو کیا تیاگ ہوگا ترس جیودن کی بھی آرنبھی اور اُدیوگی ہنسا کا تیاگ نہین ہوتا ہے بلکہ ترس جیوؤن کی بھی آرنبھی اور ادیوگی ہنسا کا تیاگ اٹھم پرتما سے ہی شروع ہوتا ہے نہ اس سے پہلے۔ ایسی حالت مین جبکہ بھرت جی نے پہلی پرتما کے لوگون کو براہمن کی پدوی دی تو اُنکے امتحان کے لئے یہ ذریعہ کیسے ہوسکتا تھا کہ جو سبزی پر پیر رکھکر نہین آئیگا وہ ہی پاس سمجھا جاویگا۔ اسکے علاوہ بھرت نے تو صرف برتی سراوگون کو ہی برہمن قرار دیا تھا اور اُنمین بھی اُنکو جو سبزی پر پیر نہ رکھین پھر اُسنے اُنکے گیارہ درجہ کسطرح قایم کردے کیونکہ برتی سراوگ تو دوسرے پرتما سے شروع ہوتا ہے نہ کہ پہلے سے۔ ناظرین بھرت کے بلائے ہوئے یہ دہرماتما لوگ سارے ہی ہندوستان سے آئے تھے جنکو ہفتون اور مہینون کا بڑا بڑا لمبا سفر کرنا پڑا ہوگا اب بچارنے کے لایق یہ بات ہے کہ انہون نے

کا کلیان ہوگا۔ اور دنیاوی گاڑی بہت آسانی کے ساتھ بلا کسی رکاوٹ کے آنند کے ساتھ چل سکیگی۔ پردیپ

ورن اور جاتی

(از فخر قوم شریمان بابو سورج بھان وکیل دیوبند)

مندرجہ بالا مضمون بھی گذشتہ مضمون کا بقایا حصہ ہے۔ ہمکو بھی توجہ کے ساتھ پڑھنا چاہیئے لیکھک کے ان آزاد خیالات سے گو ہمکو پورے طور پر اتفاق نہیں ہے لیکن سچائی کی تلاش ضرور ہے بہت ممکن ہے کہ اس مضمون پر کچھ اصحاب روشنی ڈالیں جیسا کہ ہمارے مہربان بابو جیوتی لعل جی جین ایم اے وکیل سہارنپور نے ایک مضمون لکھا ہے جو کہ اسی پرچے میں کسی دوسری جگہ درج ہے ہم کو یہ منظور نہیں ہے کہ اس مضمون کے جواب میں کوئی صاحب گالیاں بکیں۔ یا لیکھک کو برا بھلا کہیں۔ ایسا کہنا یا بکنا جاہل لوگوں کا کام ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس ضروری مضمون پر کافی روشنی پڑکر سچائی ظاہر ہو جین گزٹ کے ایک بوڑھا نوی نامہ نگار نے اس مضمون کو نرک میں لیجانیوالا قرار دیا ہے ممکن ہے کہ انکو کسی لفظ سے نرک کی بو آئی ہو لیکن شک یہ ہے کہ وہ نرک سے خود بچ نکلے۔ اور دوسرونکو بچانیکی کوشش میں لگ گئے۔ افسوس ہے کہ ایسے تنگدل اصحاب عقلی دلیل یا شاستر پرمان کے ذرا بھی قایل نہیں ہیں۔ انکو نرک کی بو سونگھنے سے پہلے خود آدپران کی سوادھیائے کرکے اس مضمون پر غور کرنا چاہیئے تھا خیر اگر کوئی صاحب اسکے خلاف قلم اٹھانا چاہیں تو شوق سے اٹھائیں لیکن مضمون ہو عقلی اور شاستری دلائل سے بھرپور۔ ایسے مضامین کے لئے جین پردیپ کے کالم موجود ہیں۔ ایڈیٹر

تیسری بات پوران گرنتھوں کے ماننے کی ہے اسکی بہت کچھ تشریح شریمان پنڈت ٹوڈرمل جی نے موکش مارگ پرکاش گرنتھ میں کی ہے اسواسطے ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن پوران گرنتھوں کا جسقدر مضمون صرف ورنوں کے بارے میں ہے اُس سے جسقدر ثبوت پرانوں کو حرف بہ حرف نہ ماننے کا ملتا ہے وہ بطور نمونہ اس جگہ درج کرتے ہیں۔ ورنہ اگر پرانوں کے نہ ماننے کا جملہ ثبوت جمع کیا جاوے تو شاید آدپران سے بھی زیادہ بڑا گرنتھ بنجاوے۔ ناظرین آدپوران میں لکھا ہے کہ برہمن ورن بنانے کے بعد بھرت مہاراج کو سولہ خواب دیکھنے آئے جس سے انکا من ڈانواڈول ہوگیا اور وہ آدناتھ سوامی کے سموسرن میں جاکر عرض کی کہ اے بھگوان میں نے جو برہمن ورن قائم کیا ہے اس میں کوئی دوش تو نہیں ہے میرا چت گھبرا رہا ہے کیونکہ میں نے خواب دیکھے ہیں۔ اسپر آدناتھ بھگوان نے جواب دیا کہ اے بیٹے تو نے یہ اچھا کیا کہ برہمن ورن کو جاری کیا لیکن اسمیں کچھ دوش بھی ہے کیونکہ جبتک کرت یگ رہیگا تب تک تو یہ لوگ ٹھیک ٹھیک برتاؤ کرتے رہینگے اور جب کلیوگ آویگا تب یہ اپنی جاتی کے گھمنڈ سے بھرشٹ آچاری اور جین دھرم کے دشمن ہوجاوینگے۔ یہ تو ہوئی آدپوران کی بات اب ذرا پدم پران کو پڑھئے اسمیں لکھا ہے کہ بھرت جی نے جن لوگوں کو برہمن ٹھیرایا وہ چکرورتی کے ماننے سے گنتی تو گھمنڈی ہوگئے اور لوبھ کے مارے ادنی سے ادنی دانیوں کو دیکھکر دھن مانگنے لگے۔ تب بھی سدرشٹی نے بھرت سے کہا کہ سموسرن میں جیسے بھگوان کے کہہ سنا ہے

اس بات پر غور کرے کہ اسکی کنیا مد نظر رکھے کہان تک قابل ہے اور کس قدر سنسار یاترا طے کرنیکی قابلیت رکھتی ہے یا یہ
کہ وہ کتنی قابل ہونی چاہیئے اور اسکی کتنی قابلیت ورکی عزت کے موضوع ہو سکتی ہے شادی شدہ عورتون کا ہین ہی کیا
سکتا ہے سوا اسکے کہ انکے پیچھے انکا سدہار کرین۔ کچھ اپنی غرضون کو قربان کرین۔ ان عورتون کو عورتین بنانے مین کچھ تکلیف
اٹھائین قابلیت کے موافق انکو آزادی دین۔ قریب قریب اپنے درجہ تک انکو پہونچائین۔ مانا کہ دنیا کا ہو کریگی مگر اسکو
برداشت کرنیکی طاقت پیدا کرین۔ تب ہی کہا جا سکیگا کہ حضرت انسان اشرف المخلوقات ہین زیادہ طاقت سے صحیح فائدہ
اٹھانے والے ہین۔ قدرت مین کمی و خرابی پیدا کرنے والے نہین ہین بلکہ قدرت کے حامی اور مددگار ہین اور اسکے ایک خاص
ایجنٹ ہین ورنہ ہوتیکہ اور یہی جانورین جو اسی طرح سے زندگی بسر کرتے ہین۔ اگر ایسا ہو تب ہی گرہستہ آشرم کوئی آشرم
کہا جا سکیگا۔ گرہستی سکھ بھوگ سکینگے دنیا مین کس کام کے بن سکینگے اپنا اپکار کر سکینگے اور اپنی مثال سے دوسرونکو بھی فائدہ
پہونچانے کے قابل بن سکین گے۔

(نوٹ) اسمین کوئی شک نہین کہ آج کل استری سماج کی بہت بُری حالت ہے۔ خود غرض مردون نے اسکو بری طرح سے پیرون
تلے کچل رکھا ہے اسکو چہار دیواری کے اندر اسطرح قید کیا ہے کہ وہ صحت بخش ہوا کے جھونکون سے بیچاری کالی کوسون دور پڑا
ہوا ہے۔ استری کا نام نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ جس گھر مین لڑکی پیدا ہوتی ہے اسمین
بجائے خوشی کے ایک ناخوشی سی چھا جاتی ہے۔ انعام و اکرام جو لڑکے کے ہونے پر تقسیم ہوا کرتے ہین۔ انکی بجائے یہان چہرہ
پژمردہ نظر آتے ہین۔ اسکی یہی وجہ ہے کہ استری سماج کی کچھ بھی قدر مردون کے نزدیک نہین ہے۔ عقلمند یہ اچھی طرح جانتے
ہین کہ دنیا روپی گاڑی کو چلانیکے لئے استری اور پُرش دو پہیئے ہین۔ اگر ان دونون پہیون مین سے ایک جاتا رہے یا ناکارہ
ہو جائے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ دنیاوی گاڑی کیسے چل سکتی ہے۔ [illegible] چلیگی لہذا یہ تو ہر ایک کوئی مانیگا کہ استری اور پرش
دونون ہی دنیا کے چلانے کا ذریعہ ہین لیکن پھر کیا باعث ہے کہ ایک ذریعہ عزت کی اور دوسرا حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب انسان کی خود غرضی کا نمونہ ہے۔ اگر کسی بھاگیہ وان کے یہان قابل کنیا ہو اور اسکی قدر کیجاتی ہو
تو ہم دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہین کہ وہ کنیا لڑکون سے زیادہ عمدہ چیز ہے۔ اگر قابل لڑکا اپنے اکیلے خاندان کا نام روشن
کریگا تو قابل کنیا اپنے باپ دادا اور ساس سسر دونون خاندانون کا نام روشن کریگی پس ضرورت ہے کہ وہ پیدائش
سے لڑکیون کی نگرانی اور حفاظت [illegible] خاص طور سے کیجائے۔ وقت کے اندر تعلیم دیجائے۔ گرہستی کے ضروری امورات بتائے
جائین غرض انکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ تب وہ استری سماج مین داخل ہو کر بہت کچھ کام کر سکے گی۔
اگر لڑکیون کے شامل ہو جیسے [illegible] سماج آجکل جیسا استری سماج نہ ہوگا۔ بہت کچھ اونچا ہوگا جہان آجکل کی عورتین جہالت
کی دلدل مین پھنسی ہوئین۔ راگ دویش حسد غصہ لالچ دغا فریب وغیرہ کے سیاہ رنگ مین رنگی ہوئی ہین وہان
پر عورتین پراچین ستیا لیلاوتی انکل ومنتی [illegible] وشیلا [illegible] وغیرہ جیسی دیویان نظر آئینگی۔ تب کچھ [illegible]

اس تیاگ کا خیال ہی نہین کراتی کہ ہم کتنا حصہ اپنے پریم کا پُرشونکے لئے ارپن کرتی ہین۔ ناظرین غور کیا کہ ان الفاظون نے عورتون کو کتنے نیچے گرادیا۔ اگر بہائی صاحبان! انکو آپ سچے اور خدائی الفاظ مانتے ہین تو بندہ دوسرا رخ اختیار کریگا کیا وجہ ہے کہ عورت کو کالی ناگنی کہا جاوے کیون انسان کو کالا ناگ نہ کہا جاوے بلکہ اس سے بھی کہین زیادہ کہا جانا چاہئیے یہ کمبخت اپنے بِشے بہوگ کی وجہ سے خود پیر عاشق ہوتا ہے آپ اپنے کو بہرشٹ کرتا ہے اور ساتھ مین عورت کی زندگی کو بھی لے مرتا ہے۔ یہ عام بات ہے کہ عورت کی بِشے باسنا دیر مین جاگتی ہے اور جب جاگتی ہے تو بوجہ جوہر شرم ظاہر نہین کیجا سکتی ہے مگر یہ خودغرضی! کہ ملزم خود او قرار دیا جاوے دوسرا جو آتنی ناانصافی!! پہول کا خاصہ ہے کہ وہ خوشبو دے مگر قابل رحم اُسکی حالت ہے جسکو اُس سے یکدم پاگلپن ہوجاوے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسمین کچھ خرابی ہے جسکو وہ دوسرے کے سر الزام لگاکر پوشیدہ رکہنا چاہتا ہے۔ یہ پالیسی!!! لازم تہا کہ خرابی کو دور کرتا اور خوشبو کا قاعدہ مین استعمال کرتا اور اگر یہی منظور نہ تھا زیادہ اونچا انسان بننا تھا۔ سادہو مہاتما ہونیکا خیال تہا تو خاموشی سے اندریون کو قابو مین کرتا۔ گالی گلوج دیکر کیون زبان کو ناپاک کیا شرافت کے قاعدونکا فضول مین بائیکاٹ کیا۔ موجودہ زمانہ مین ایسے شخص کو عورت کی نگاہ سے کوئی نہین دیکھے گا۔ اُسکو یہ خیال نہین ہوا کہ مین دُنیا کی ایک قیمتی نسل کو ان الفاظون سے کتنا نقصان پہونچا رہا ہون۔ اُنکی ترقی کو روک رہا ہون۔ دونسلون مین دویش اور نفرت پیدا کر رہا ہون۔ اگر حقیقی مین دنیا کو اس قسم کا اندرجیت بنانا تھا تو کیون عورتون ہی سے نفرت دلائی۔ لازم تہا کہ انسانونکو اور زیادہ پُرنفرت الفاظون سے پکارا ہوتا مگر بوڑھا مرد یا جوان اپنی ہتیا سے کام۔ علاوہ اسکے عورت کے دو خاص اوصاف حیا وناداری کو بالکل خاک مین ملادیا خیال نہین کیا کہ انکی وجہ سے اُسکو کسقدر اپنی غرضونکو قربان کرنا پڑا! اسکو کچھ گلہ نہین ہوا کہ اُسکا پتی کہان کہان اپنی بِشے باسنا کو ترپت کرتا ہے۔ وہ اس بات مین دخل نہین دے سکتی کہ کیون اُسنے پونلون کے تن کے تن خالی کردئے۔ وہ اس بات سے شاکی نہین کہ اُسنے کیون اپنا زیادہ وقت اُسکی یاد مین گذارا۔ اُسے اس بات کا ارمان نہین کہ اُسنے کیون اُسکی محبت کا جواب نہین دیا۔ اُس نے کبھی اس بات پر حسد نہین کی کہ میرا پتی کیون مجھ سے زیادہ عیش و آرام مین رہتا ہے بلکہ اسکو اپنا سوامی سمجھا۔ اُس نے اس خیال کو دل مین بھی نہ آنے دیا کہ مین اپنے پتی کی ہمسری کیون نکرون بلکہ ہمیشہ خود کو اُسکی داسی سمجھا۔ اُس نے کبھی اپنے رنج کو اُسکے سامنے ظاہر نہین کیا۔ اس خیال سے کہ کہین یہ رنج اُسکے دل کو نہ دُکھادے۔ بلکہ پوشیدگی مین رو کر اپنے دل کے غبار کو کم کرلیا۔ اور آہستہ آہستہ اپنے من کو سمجھالیا اُسنے کبھی اپنے ماں باپ۔ بہائی بہن کی محبت کا خیال نہین کیا۔ بلکہ پتی کے ماں باپ وغیرہ کی جسیتی ہی محبت مین ہی آنند مانا۔ یہی وجہ ہے کہ عورتین زیادہ تعداد مین پاک اور نیک چلن پائی جاتی ہین جبکہ پُرش اتنی ہی تعداد مین اس کے خلاف پائے جاتے ہین۔

ناظرین! دونون حالتون کا بغور ملاحظہ کیجیے اور یہ خود طے کیجئے کہ سچا کیا ہے۔ قاعدہ بنا دینا تو مشکل ہے کیونکہ کل سماج یکسان نہین ہے اور نہ ہوسکتی ہے ہان! یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی حالت کے مطابق سدھار کرے۔

ہین ان رواجون مین اتنی ہمت نہین ہوتی کہ جبتے ہین کو نکال دین مجبوراً طور سے دس سال کی لڑکی کو قید مین ٹھونک
دیا جاتا ہے اور ہر طرح سے اُسکو نظر قید سے کہین زیادہ رکھا جاتا ہے۔ کیا مین یہان یہ سوال نہین کرونگا کہ اتنا ظلم ایک
معصومہ کے لئے کہان تک جائز ہوسکتا ہے؟ مگر ہائے ری رسم! تیرا بُرا ہو! تو نے بیچاری معصومہ کی ہر ایک ترقی کو
روکدیا۔ اسطرح سے اُسکی اُبھرتی ہوئی قابلیت کو مٹی مین ملا دیا اور یہ سب کچھ شرافت مین شامل کرادیا!!! کیا ایک
رسم کے قایم رکھنے مین اتنی قربانی کردینا دانشمندی کہی جاسکتی ہے۔ ناظرین! سماج لڑکیون کی زندگی کو کوئی زندگی
ہی نہین سمجھتی ہے۔ اُسکو اس بات کا فکر نہین کہ تعلیم کے زمانہ مین کون اُسکی بیوقوف لڑکیون کو قبول کریگا۔ کون
اپنے شائستہ بیٹون کو ایک جاہل لڑکی کے ساتھ گذارنے کے لئے آمادہ ہوگا۔ پس نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نوجوان اور گھر جہانکتے
اور دیکھتے ہین۔ اور وے بیچاری بڑی بڑی گرگرایا کرتی ہین۔ ناظرین صرف یہی ایک مصیبت نہین جسکا لڑکیون کو
آئندہ زندگی مین مقابلہ کرنا پڑتا ہے بلکہ اور بھی ایسی دقتین پیش آتی ہین جنکا مقابلہ کرنا اُنکی طاقت کے باہر ہوجاتا ہے
گھر سے باہر اکیلے نکلنا تو اُنکے لئے قیامت ہوتا ہے کسی باہر کی چیز سے دل بہلانا تو اُنکو آتا ہی نہین میل جول کیا ہوتا
ہے یہ اُنکی لیاقت کے باہر ہے اور ہو بھی کہان سے؟ تمام زندگی تو گذاری گھر کے گھونسلہ مین۔

ناظرین زیادہ نہ لکھکر اس حصہ مضمون کو یہان ہی ختم کرتا ہون اور آپکی توجہ کو مضمون کے دوسرے حصہ مین داخل کرانا چاہتا
ہون اگر ذرا ایک نگاہ سے دیکھا جاوے تو مختصر الفاظون مین یہی کہنا پڑتا ہے کہ یہ زندگی غلامونکی زندگی سے بھی بدتر ہے
غلام بیچارہ ظلم از ظلم تازی ہوا کھا سکتا ہے مگر ان بیچاریون کو چہار دیواری کی سڑی گلی ہوا کے سوا اور کچھ نہین ملتا غلام
اپنے ہوشیاری سے مالک کو خوش کرسکتا ہے اور اسطرح سے اُسکو اپنا مہربان بنالیتا ہے مگر یہ بیچاری صرف اُمید
بھری نظرون ہی سے دیکھا کرتی ہین۔ اگر خوش قسمتی سے بعض مہربان ہو بھی جاتے ہین تو یہ مہربانی چندروزہ ہی قایم
رہتی ہے۔ غلام کے لئے بہت سے ایسے موقع ہوتے ہین کہ وہ اپنی قابلیت دکھلا سکے اور یہانتک کہ ملک کا بادشاہ
تک بن سکے مگر ان بیچاریون کے لئے کوئی ایسا میدان ہی نہین۔ کیون؟ وجہ کیا بتلائین۔ صاف ظاہر ہے۔ انسان
کی خودغرضی نے انکو بہت کمزور کردیا ہے۔ ہمیشہ طاقتور کمزور کو دباتا ہے۔ بڑی مچھلی چھوٹی مچھلی کو کہا جاتی ہے یہی
وجہ ہے کہ انسان نے جو قدرتاً عورت سے طاقتور ہے اُنکے کل حقوق چھین لئے۔ اور اُسکو واقعی مین "ابلا" بنادیا۔
بقیہ طاقت کو شاستروںکی تحریک نے مٹی مین ملادیا اور عورتون کو خود ترقی کرنے سے روک دیا جب آدرش پُرش چکرورتیونکی ۹۶
ہزار رانیان باندیون کی طرح سے زندگی بسر کرین تب موجودہ حالت ان بیچاریون کے لئے جائز صبر سے زیادہ ہوجاتی ہے
جب یہ اپنے آپ کو کالی ناگنی کے لقب سے ممتاز ہوتی دیکھتی ہین تب ہزار شکر کرتی ہین اور ایسی حالت مین خوش
و خرم رہتی ہین جب یہ یہ سنا کرتی ہین کہ ہم پیر کی جوتی ہین تب یہ لازمی طور سے ایسی بات مین فخر کیا کرتی ہین کہ ہم آخرکار
پُرشونکی جان ہین ایکچھ تو اتنی ہم کی اُلٹی سبیل الٹی ہین ہیا ہے وہ ظلم کی حفاظت کی شکل مین ہی کیون نہو۔ پھر وے

ہمدرد انہ ہوگی۔ اور تم بہت خوبصورتی اور خوش دلی سے دہرم کا سیون کر سکوگے۔ آؤ بھائی سامنے پاٹھے کی مثال کو
مدنظر رکھ دکھلائیں اور ۴۰ سال کی عمر میں بوڑھے ہو جانے کے رواج کو بند کر دیں اگر سماج مندرجہ مضمون پر غور کرے تو
سنتان کی آنکھوں کے چشمہ بہت جلد دور ہو سکتے ہیں بچھڑے گھر بس سکتے ہیں بسے گھر اُجڑنے کے خطرہ سے محفوظ رہ سکتے
ہیں غرض سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہاں تو صرف غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا وہ دن نزدیک ہے کہ جب ہمارا جین سماج
بھی اس طرف توجہ دیکر سنتان کو بلوان۔ بیر۔ اور مہا بیر بنانے کی کوشش کرے گا۔ "پردیپ"

استریوں کی دشا

یہ ایک ایسا مضمون ہے جس پر غور کرنا لازمی اور ضروری ہے کسی چیز کی ترقی تب ہی ہو سکتی ہے جب ہم اُسکی اصلی حالت
سے واقف ہوں یہ مضمون صرف استریوں کی ہی بہبودی سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اسکا بہت کچھ تعلق مردوں سے بھی
ہے اور اگر زیادہ غور سے دیکھا جاوے تو تمام دنیا کا دار و مدار ہی اسپر ہے۔ اِس وجہ سے اِس مضمون پر غور کرنا اور بھی لازمی
اور ضروری ہے مجھے اس مضمون کو بیان کرنیکے لئے یہ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ استری کی ہر ایک حالت کو سلسلہ وار بیان کیا جاوے
اور دیکھا جاوے کہ وہ کہاں تک درست اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ علاوہ حالت بیوگان سب سے بڑی دو قسمیں
جو ہو سکتی ہیں وہ کنواری اور شادی شدہ کی حالتیں ہیں۔ کنوارپن کی عمر اتنی قیمتی ہوتی ہے کہ اُسکی برابری عمر کا کوئی
حصہ نہیں کر سکتا۔ یہ وہی زمانہ ہوتا ہے کہ جسمیں لڑکی عورت بنائی جا سکتی ہے۔ یہ ہی زمانہ ہے کہ جسمیں نفیس نفیس
خیالات کوٹ کوٹ کر دماغ میں بھرے جا سکتے ہیں۔ یہ ہی زمانہ ہے کہ جسمیں لڑکیاں سیتا اور راجل جیسی پتی برتا اور
مسز اینی بیسنٹ جیسی عالمہ عورتیں بننے کے لئے تیار کیجا سکتی ہیں۔ یہ ہی زمانہ ہے کہ جسمیں سنجوگتا۔ اہلیا بائی اور چاند بی بی
جیسی بہادر عورتیں ہونیکا خیال دل میں پیدا کرایا جا سکتا ہے۔ یہ ہی زمانہ ہے کہ جسمیں اُنکو یہ تعلیم دیجا سکتی ہے کہ اپنا
گرہستہ کیسے چلائیں۔ بچے کیسے پرورش کریں اور یہ بتلایا جا سکتا ہے کہ دوسرے گھر میں شادی شدہ حالت میں اُنکو کیا کیا
کرنا ہوگا۔ اور یہ بھی اُن کے دلوں میں جتایا جا سکتا ہے کہ پتی کے لئے اُنکو کیا کیا فرائض ادا کرنے ہیں مگر ناظرین! ذرا
آپ ہی غور کیجئے کہ میری اتنی لمبی لکھی باتیں میں سے کتنی باتیں اُنکے کنوارپن میں پوری کیجاتی ہیں۔ شاید اُنکو آپ بڑی بڑی
باتیں خیال کریں مگر مہربان! یہاں معمولی باتوں میں ہی تعلیم نہیں ہوتی ہے۔ کھانا پکانا کنوارپن میں دہرم کے خلاف سمجھا
جاتا ہے میں نہیں کہہ سکتا کیوں؟ شاید یہ خیال ہو کہ لڑکیاں نادان ہوتی ہیں اسلئے کام کرنے میں نا کامیابی کا زیادہ
احتمال ہے۔ مگر یہ بات اب ٹھیک نہیں۔ جوان جوان لڑکیوں کی شادیں ہوتی ہیں۔ پھر کیوں؟ جہالت۔ لاعلمی۔ اسکے
علاوہ اور کیا وجہ ہو سکتی ہے تعلیم۔ اسکا تو نام و نشان نہیں اور اگر کوئی بھلا آدمی کرا بھی دیتا ہے تو وہ بھی اتنی کہ ٹوٹے
پھوٹے الفاظوں میں خط وغیرہ لکھا جا سکے زیادہ ہونے نہیں پاتی۔ سماج کے بُرے اور بیہودے رواج اُنکے کام میں حارج ہوتے

(نوٹ) یہ بات درحقیقت صحیح ہے کہ آج کل کی سنتان بالکل ہی کمزور نظر آتی ہے۔ نہین ان کے گھٹنون مین بالکل ہی دم ہے
کہ چلنے سے انکار نہ تا جسم ہے۔ علاوہ ازین ذرا ذرا سے بچے اور آنکھون پر چشمہ۔ بھلا صاحب یہ کوئی بات ہے جہان
سو سو برس کے بوڑھے بھی سینکڑون مین دو چار ہی چشمہ لگائے نظر آیا کرتے تھے وہان ۱۶ الغایت ۲۵ سال کے نوجوان لڑکے
ہزارہا کی تعداد مین آنکھون پر چشمہ چڑھائے نظر آتے ہین کسی سکول اور خاصکر کالج کا معائنہ کیجئے اور پھر دیکھئے کہ کسقدر نوجوان
چشمہ لگائے نظر آئینگے یہ سب کمزوری بر بچپن بچے پالن کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ بر بچپن بیاہ کا رواج
بہت پرانا ہو گیا ہے لیکن اسمین بھی کوئی شک نہین کہ جب سے یہ رواج چھوٹ گیا ہے یہ کمزوری تب ہی سے لگ جایا ہے۔
بچپن کی شادی سنتان کیلئے زہر قاتل سے کسی حالت مین بھی کم نہین ہے۔ ہمکو خوشی ہوتی ہے کہ جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ
اسطرف والدین کی تو نہین لیکن خود بچون کی نظر دوڑنے لگی ہے۔ اور وہ بچپن مین شادیین کرانے سے رُکنے لگے ہین لیکن ابھی
تک ایسے پاپی ماں باپ کثرت سے پائے جاتے ہین کہ جو اپنی سنتان کو بچپن مین ہی بیاہا دیکھکر خوش ہونا چاہتے ہین اس
بات کے ماننے مین کسی کو بھی عذر نہین ہو سکتا کہ دنیا مین سنتان سے پیاری کوئی چیز نہین ہے۔ ایک ماں باپ اپنی سنتان
کیلئے اپنا آرام۔ اپنی نیند۔ اپنا سکھ اور اپنا دھرم تک گنوانے کیلئے تیار ہو جاتے ہین۔ اور تیار ہی کیون بلکہ گنواتے ہین
لیکن جس سنتان کے لئے یہ سب کچھ کرتے ہین اسکو قابل بنانے کیلئے کوئی بھی تجویز نہین کرتے۔ اسکی تندرستی کا ذرا بھی خیال نہین
کرتے یہی وجہ ہے کہ سنتان کمزور ہو کر اپنی عمر کا جلد خاتمہ کر کے کال کے گال مین جا سوتی ہے۔ اور یون ایک بسایا گھر کھوتی ہے
کہان تک اس کے بارے مین جتنا بھی کہا جائے تھوڑا ہے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ شد ہتائی مین جین سماج کی برابری کوئی بھی سماج
نہین کر سکتا۔ یہ کھانے پینے کے معاملہ مین ایک طرح سے ڈگری حاصل کئے ہوئے ہے لیکن اسکی سب ظاہری ٹیپ ٹاپ ہے۔ اندرونی
حالت دگرگون ہے۔ جینیون کے نوجوان اور کم عمر بچے جب منہ سے سگرٹ اور سگار کا دھوان چھوڑتے نظر آتے ہین تب کتنا دکھ
ہوتا ہے۔ کیا اسکا اثر انکی تندرستی کے اوپر نہین پڑتا۔ کیا سگریٹ نوشی انکی عمر کو چرنیکے لئے کافی نہین ہے۔ اسکے علاوہ وہ
جین سماج جو پہلے پوتر اور پاک و صاف سمجھا جاتا تھا آجکل شراب نوشی مین اول نمبر پر ہے۔ ابھی حال مین کہاتولی کے چند
جینیون کی بابت ہمکو جالندھر کے پادری صاحب نے انکے روبرو بتلایا کہ یہ لوگ کافی تعداد مین شراب پیتے ہین۔ اور ایک
ابھی پر کیا منحصر ہے۔ ہم کو بذات خود تجربہ ہے کہ ہزارہا جینی شراب۔ بھنگ۔ افیون۔ مدک۔ سلفہ۔ چانڈو۔ وغیرہ
پیتے ہین اور جنکو کوئی صدی۔ وہ پیتے ہونگے۔ علاوہ ازین سوڈا واٹر۔ برف۔ بسکٹ وغیرہ اپوتر اور ابھکش چیزونکا استعمال
تو نہ معلوم کتنے کرتے ہونگے۔ پھر ایسی حالت مین سماج کمزور نہو۔ اور لوگونکی عمرین جلد تمام ہو کر کال کے گال مین نہ جا پڑین
تو اور کیا ہو۔ بھائی جینی لوگون۔ آنکھین کھولو۔ ساگ سبزی کے تیاگ پر ہی نہ بیٹھے رہو۔ آپ ہی مین نہ رہو ہے۔ ابھی مین کرم ہے
اور خیال کو دلسے دور کر دو۔ اگر تمکو دھرم کی ضرورت ہے تو تندرستی کا لحاظ رکھو۔ اگر تندرستی نہین ہے تو پھر دھرم کیسا شاستر مین
کو بھی تندرستی پیاری ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے۔ تندرستی کیلئے چھ ذریعون کی ضرورت ہے جن پر عمل کرو۔ تندرستی سے

پوشاک کا خرچ بھی نسلی بخش طریقہ سے چل سکے لیکن شادی غمی مین قرض لے لیکر خرچ کرتے ہین۔ یہ ایک مسلّم امر ہے کہ
غصہ۔ حسد۔ فکر۔ شوک۔ خوف وغیرہ کشایون سے انسان کی عمر کم ہوجاتی ہے اور جین سماج مین یہ کشائین اکثر بہتایت
سے پائی جاتی ہین۔ کوئی جگہ ایسی نہین کہ جہان برادری مین دو فرقے نہون اور جہان باہم حسد و بغض کی آگ روشن
نہو۔ جین قوم کے تینون فرقے دگامبر۔ سوتامبر۔ استھانک باسی باہم ایک دوسرے سے نفاق و دشمنی رکھتے اور
ایک دوسرے کو نقصان پہونچانے کیلئے درپے رہتے ہین۔ دگامبریون مین بھی باہم تیرہ پنتھیون و بیس پنتھیون یا آم
چھاپے والون و چھاپے سے نفرت رکھنے والون۔ یا باہم بابو پارٹی سیٹھ پارٹی و پنڈت پارٹی وغیرہ مین ایک دوسرے
سے نفرت و رنج چلتی رہتی ہے۔ اور تو کیا بیٹا باپ سے۔ بھائی بھائی سے خود غرضی مین آکر لڑتا جھگڑتا اور خاندان
کا ناش کرتا ہے۔ افسوس ہے کہ جس دھرم کا اہنسا پرمو دھرم ماٹو ہو جس دھرم کا مکھ اوپدیش میتری بھاؤ و سمتا بھاؤ
ہو اوس دھرم کے پالنے والون مین اسقدر راگ دویش و کشایون کی زیادتی ہو۔ اسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ زمانہ حال
کے جینی جین دھرم کے اس ماٹو و مکھ اوپدیش کے ٹھیک معنی نہین سمجھتے بلکہ ایکانت طریقہ سے اسکو کسی خاص جیو راشی یعنی
طبقہ روح پر محدود کرکے برورتی کرتے ہین۔ ہمارے خیال مین اگر جین سماج کشایون یعنی مختلف جذبات و تفکرات و خود
غرضی کو اپنے اندر سے نکالکر واقعی اہنسا دھرم و میتری بھاؤ کا پالن کرے تو اوسکی جسمانی حالت درست ہوکر درازی عمر کا باعث ہو۔
علاوہ مذکورہ بالا امورات کے مکان کی صفائی و صاف تازہ ہوا مین سانس لینا بھی تندرستی و درازی عمر مین بہت کچھ
مددگار ہوتے ہین۔ مکانات کے پاخانے و نالیان ہمیشہ صاف رکھنی چاہیین۔ اپنے جسم و کپڑون کو ہمیشہ صاف رکھنا چاہیے
جین سماج مین چونکہ ایک اندری جیوونکی رکشا کا خیال حد سے زیادہ درجہ تک بڑھا ہوا ہے اسلیے بعض فرقے و بعض
اصحاب اس خیال سے کہ آب (پانی) کائے کے جیوونکی ہنسا ہوگی پانی بہت کم خرچ کرتے ہین۔ ہمارا یہ مطلب ہرگز نہین ہے
کہ ایک اندری جیوونکی رکشا نہ کیجاسکے یا پانی اندھا دھند کھنڈایا جائے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک اندری جیوون کی رکشا کے
خیال کو اسقدر حد سے زیادہ درجہ پر نہ پہونچا دینا چاہیے کہ جو پنچ اندری منشون کی رکشا مین بادھک ہوجائے۔ گرہستی کو
پانی کافی مقدار مین کہ جس سے مکانات۔ کپڑے و جسم بخوبی صاف رہین استعمال کرنا چاہیے۔ پاخانے و نالیون کو صاف
نکرنے و کپڑے و جسم کو گندہ رکھنے سے کیڑے وغیرہ مین جیوونکی پیدایش زیادہ ہوکر اور زیادہ ہنسا ہوتی ہے کچھ ہنسا کا بچاؤ
نہین ہوتا۔ مکانات اس قطع کے رکھنے چاہیین کہ کافی دھوپ و ہوا آسکے۔ اس گندگی و دھوپ و ہوا کی کمی سے پلیگ وغیرہ
بیماریان زیادہ ہوتی ہین۔ کپڑے و کھانے پینے کی چیزونکو کبھی کبھی دھوپ دیتے رہنا چاہیے غرض صفائی کا پورا خیال رکھنا چاہیے
اور اس بیرونی صفائی کے ساتھ ساتھ ہی اندرونی صفائی کا بھی پورا خیال رکھنا چاہیے۔ ہردے کو راگ۔ دویش۔ حسد۔
بغض۔ غصہ۔ طمع و غرور۔ دغا و فریب وغیرہ بدخیالات سے پاک و صاف رکھنے کا نام اندرونی صفائی ہے اس سے آیندہ کو
شبھ کرم کا بندھ ہوگا اور جو شریر کے سُکھ و دیرگھ آیو کا باعث ہوگا۔

ودل ودماغ وجسم کو پاک صاف رکھنے والی غذا انسان کے لئے اچھے صاف اناج پہل سبزی۔ دودھ گھی وغیرہ
وان سے طیار شدہ اشیا رہی ہین۔ لیکن افسوس ہے کہ ہماری ہین سماج میں عام یہ چیزین بھی کافی مقدار مین اور اچھے
طریقہ سے نہین استعمال کیجاتین۔ ہمارا جین سماج زیادہ تر کپڑے وزیور کا دلدادہ ہے غذا و خوراک کی طرف بہت کم
توجہ دیتا ہے۔ لڑکے لڑکیون کو زیور و کپڑے سے آراستہ کرنے مین ہزارون روپیہ خرچ کرتے ہین لیکن اونکے اندرونی
جسم کو طاقت دار بنانیکا بہت کم خیال ہے۔ ہمارے جین سماج مین اس کے متعلق بے قاعدہ تیاگ سسٹم نے بھی کچھہ
نقصان پہونچا رکہا ہے۔ موقع بموقع۔ وقت بیوقت بلا تیاگ کا مقصد تیاگ کا فائدہ سمجھے پہل سبزی۔ دودھ
گھی وغیرہ چھوڑوا دئے جاتے ہین۔ عمر رسیدہ اشخاص اگر اس تیاگ کو اختیار کرین تو خیر کچھ مضایقہ نہین۔ لیکن
یہان تو بچون سے اور خاصکر زیادہ تر لڑکیون سے اندھا دھند برت اوپواس کرائے جاتے ہین کہ جس سے شروع ہی
سے اونکو کمزوری گھیر لیتی ہے اور پہر وہ شادی ہونے پر بچہ جننے کے مرحلہ کو کامیابی کے ساتھ طے نہین کرسکتین۔
پرسوت کے عارضون مین مبتلا ہوکر جلد اس دُنیا سے سدہار جاتی ہین۔ تیاگ کا مقصد کشایونکا مند کرنا ہے لیکن
بیوہار مین جو دیکھا جاتا ہے بچون سے اس قسم کا تیاگ کراتے اونکی کشائین مند نہین ہوتین۔ لڑکیان واستریان اتنے
تیاگ و برت اوپواس کرتی ہین لیکن استری سماج مین کشایونکا کسقدر بڑا زور ہے۔ اور جین سماج مین تو مردون کی
بھی کشائے کم ہین پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیاگ سسٹم جب اپنے مقصد کو پورا نہین کرسکتا تو ضرور اس مین
کوئی بے قاعدگی و بے ڈہنگا پن ہے اور وہ یہی ہے کہ کسی حد تک یہ تیاگ نا مناسب وقت پر بلا لحاظ بچون کی صحت
و تندرستی کے بلا اوسکا مطلب تیاگ لینے والون کو سمجھائے محض ایک رواج و نمائش کی پابندی کرنیکے لئے کرایا جاتا
ہے پس اس تیاگ کی کثرت و بے قاعدگی کو رفع کرکے ہمیشہ بچون و استریون کو عمدہ تازی اور طاقت دینے والی خوراک
دیئے جانیکا خیال ہونا چاہیئے۔ عورتین اکثر باسی کھانا آپ کھاتی ہین بچون کو کہلاتی ہین باسی کہانا ہمیشہ تندرستی کیلئے مضر
ہوتا ہے۔ ہمیشہ تازہ صاف شدہ اور طاقت بخش کہانا کافی مقدار مین کہانا چاہیئے تاکہ جسم طاقتور ہو اور انسان عمر طبعی کو پہنچے
چوتھا سبب کم عمری کا کشایونکی زیادتی و تفکرات دُنیاوی کا زیادہ ہونا ہے۔ کل ہندو سماج وخاصکر جین سماج کا
کچھ ایسا طریقہ زندگی ہے کہ جس سے تفکرات دُنیاوی زیادہ رہتے ہین۔ چونکہ بیشتر جین سماج دولتمند زیادہ تہا اسلئے اب بھی
اس سماج کا نام دولتمندی مین زیادہ نکلا ہوا ہے۔ لیکن غور سے دیکہا جائے تو اب اس سماج کی آرتہک دشا زیادہ تر
اچھی نہین ہے۔ راجہ مہاراجہ اس سماج مین کوئی نہین رہا سیٹھ ساہوکار گنے چنے رہگئے ہین اور تمام آدمیون کی حالت
مثل دیگر بھارت ورش کے عام باشندونکے ہے۔ ہزارہا جینی ایسے ہین کہ جنکو ایک وقت کہانا مشکل سے ملتا ہے۔
تسپر بھی بیاہ شادیون و پوجا پرتشٹھا ونکے اخراجات پہلے جیسے چلے جاتے ہین۔ اس سماج مین ہر شخص کو سگائی بیاہ ی۔
بہات چہوچک۔ شادی گونا وہ بندہ گوتکی مدت کے اخراجات کا فکر دامنگیر رہتا ہے۔ آمدنی بقدر نہین کہ جس سے خوراک

اس سے شادی کرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے سو یہ اعتراض ٹھیک نہین ہے۔ اگر لڑکونکی حفاظت و نگرانی اور اونکے
چال چلن کی دیکھ بھال رکھی جائے تو لڑکے ان بدافعالیون سے بھی بہت کچھ بچ سکتے ہین۔ اگر بچپن سے ہی اونکو جسطرح سانگ
بیڑی وغیرہ کے تیاگ کا اوپدیش دیا جاتا ہے برہمچریہ کا بھی اوپدیش دیا جاوے۔ برہمچریہ کی عظمت اونکے دل پر نقش
کیجائے تو ہرگز وہ ان بدافعالیون مین نہ پہنسین۔ علاوہ ازین دیکھنا یہ ہے کہ آجکل بچے برہمچریہ کیون نہین پال
سکتے ہین اونکو کام واسناؤنکا خیال کیون ہوتا ہے۔ میرے خیال مین تو اسکی زیادہ تر وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ بچے ایسے
مان باپ کی اولاد ہین کہ جنکی شادی صغیر سنی مین ہوئی تہی۔ چونکہ اونکا جسم کچے ویریہ سے اونمین (پیدا) ہوا ہے اسلئے کام
واسنامین زیادہ تر اونکے دلمین پیدا ہوتی ہین اور وہ بدافعالیون کا شکار ہوجاتے ہین اور نہ اونکو ان بدافعالیون
سے روکنے کی کچھ دیکھ بھال ہی ہوتی ہے۔ اگر آپ شادی صغیر سنی موقوف کردینگے تو آیندہ اون والدین سے کہ جن کی
شادی بچپن مین نہین ہوئی ہوگی جو سنتان پیدا ہوگی وہ ایسی ہوگی کہ اوسکو کام واسناؤنکا خیال بھی نہ آئیگا اور
اگر آئیگا تو وہ اوسکو قابو مین کرسکیگی اور برہمچریہ کا بخوبی پالن کرسکیگی میرے خیال مین تو لڑکون کی بدچلنی بداطواری
کا باعث بھی ایک طرح سے شادی صغیر سنی ہی ہے۔

دوسری وجہ کم عمری کی ورزش جسمانی کا نکرنا ہے۔ ورزش جسمانی کا تو جین سماج سے ایسا ابھاؤ ہوا ہے کہ کسی گھر مین کوئی
ورزش کرتا ہوا نہین دکھلائی دیتا۔ ورزش جسمانی سے تو جین سماج نے ایسی خاموشی اختیار کی ہے کہ ہمین اسکو سنسار
بھرمن کا کارن ہی تو نہین سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ پرتہمان یوگ کے شاستر ایسی کتاؤن سے بھرے پڑے ہین کہ جنمین بڑے
بڑے سمیک درشٹی مہاپرشون نے مختلف اقسام کی کلا (ہنر) طرح طرح کی جسمانی ورزش و شستر ونکے کھیل سیکھے ہوئے
ہین۔ ورزش کرنا صحت کے لئے نہایت مفید ہے۔ اس سے جسم مین خون کی گردش خوب ہوتی ہے۔ رگ پٹھون ونسون سے
کثیف مادہ ہٹکر اونمین چستی تیزی وطاقت آتی ہے۔ کہانا بخوبی ہضم ہوتا ہے۔ ورزش سے انسان بہت کم بیمار ہوتا ہے
دل ودماغ روشن و ترو تازہ رہتے ہین۔ ورزش نکرنے والون کا جسم زار و نحیف ہوکر اکثر جلد آتا کی بود و باش کے ناقابل
ہوجاتا ہے۔ اسلئے اگر جین سماج چاہتی ہے کہ اوسکی سنتان طلوان ہوکر عمر طبعی کو پہونچے تو اوسکو چاہیئے ورزش جسمانی
کے رواج کو سماج مین ترقی دے۔ ہر شخص روزانہ کچھ نہ کچھ ورزش کرے اور خاصکر بچونکو تو بطور نیم کے ہر روز ورزش کرانا
تیسری وجہ کم عمری کی کم کہانا ملنا یا عمدہ صاف طاقت دینے والی خوراک کا نہ کہانا ہے۔ اس سلسلہ مین بعض ذائقہ
کے مفتون شاص گوشت شراب وغیرہ کی سفارش کیا کرتے ہین۔ لیکن یہ اونکی غلطی ہے گوشت شراب وغیرہ کے
استعمال مین اعلیٰ درجہ کی ہنسلت اور نہ انکے کہانے سے کچھ قابل اطمینان طاقت ہی آتی ہے۔ یہ چیزین جسم مین عارضی
تیزی وتندی کہ جو ظاہرا بہت طاقت معلوم ہوتی ہے ضرور پیدا کردیتی ہین لیکن جسم مین اصلی قابل قیام طاقت۔
سہن شکتی دبیماریون سے مقابلہ کی طاقت پاکیزگی و طہارت تو جسم مین ان اشیاء سے نہین آتی۔ پشٹ کرنے والی

زمانہ حال مین کم عمری کا کارن

(گذشتہ سے پیوستہ)

از بابو کیب داس جی بی اے وکیل میرٹھہ

ہمکو بڑا افسوس اپنے بعض جینی بھائیونکی سمجھ پر آتا ہے کہ جو یہ کہا کرتے ہین کہ بچون سے برہمچریہ پالن کرانا جین پدہت کے برودھ (خلاف) ہے بچے برہمچاری نہین ہوسکتے۔ بچون کو برہمچاری نہین بنانا چاہیئے۔ برہمچاری ساتوین پرتما کا دھاری ہوتا ہے۔ اور برہمچریہ تو پہلے درجہ سے اپنا رُچی ہٹا کر آتما مین چریہ کرنیکو کہتے ہین۔ بچون سے اسکا کیا تعلق ان صاحبان سے ہمارا یہ نویدن ہے کہ بلاشک برہمچریہ پہلے درجہ سے رُچی ہٹاکر آتما مین چریہ کرنے کو کہتے ہین۔ لیکن یہ نشچے برہمچریہ ہے اسکا درجہ بہت دور ہے۔ گرہستی تو کیا منیشر بھی ہر وقت اسکے پالنے والے نہین کہے جا سکتے۔ نشچے برہمچریہ بہت اعلیٰ درجہ ہے۔ اعلیٰ درجہ پر پہونچکر زیادہ تر اسکا لابھ ہوتا ہے۔ بالک ہستی بھی سالہا سال ایک وغیرہ مین اسکا ابھیاس کرتا ہے۔ یہ نشچے برہمچریہ بڑا بھاری ہے ہم جیسے پالن کرنیکے ہرگز میسر نہین ہو سکتا۔ اگر آپ بیوہار برہمچریہ کو اختیار نکرین تو کبھی نشچے برہمچریہ پر نہین پہونچ سکتے۔ عمل کے لئے دُنیا مین زیادہ کوشش کرنیوالا اور آگے پیدا کرنیوالا بیوہار رکھا استری اسلئے گرہستی کے لئے پر استری کا تیاگ اور صرف اپنی بیاہتا استری مین سنتوس رکھنے کا نام برہمچریہ انوبرت ہے اور اگر گرہستی آہستہ آہستہ طاقت بڑھاتا ہوا جب اپنی استری کے بھوگ کا بھی تیاگ کر دے تو وہ ساتوین پرتما کے دھاری کا برہمچریہ ہے۔ اور ودیارتھی اوستھا مین ودیارتھیون سے کل عمر کے لئے بھوگ کا تیاگ نہین کرایا جاتا ہے بلکہ صرف ودیارتھی اوستھا کے لئے ہی تیاگ کرایا جاتا ہے تحصیل علم کے بعد وہ شادی کر سکتے ہین اور جو شادی نہ کرنا چاہین تو بال برہمچاری رہکر آتمیک اونتی کر سکتے ہین۔ ودیارتھی اوستھا مین گروکل مین رہکر برہمچریہ پالن کرنیکا حال آد پوران گرنتھ مین دیا ہوا ہے۔ اور اگر یہ کسی گرنتھ مین نہ بھی دیا ہوا ہوتا تو اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اگر کوئی بات صریحاً اچھی ہے لیکن اوسکا ذکر کسی موجودہ شاستر مین نہو تو اوسکو جین دھرم کے خلاف کہدیا جائے۔ ودیارتھی اوستھا کا برہمچریہ کیسی دلیل سے برا نہین کہا جا سکتا۔ اوس سے از حد فائدہ ہے۔ برہمچریہ سے ویریہ زائل نہین ہوگا۔ ویریہ جسم مین قائم رہنے سے دماغ اعلیٰ درجہ کا اچھا ہوگا۔ ذہن و عقل تیز ہوگی جسم مضبوط ہوگا ودیارتھی حصول علم مین نمایان ترقی کرے گا۔ اور پھر گرہست مین داخل ہوکر جب وہ شادی کریگا تو اوس سے اولاد تندرست طاقتور ذہین ہوگی اور خود وہ دنیاوی کاروبار نہایت خوبی و عمدگی سے کرکے عمر طبعی کو پہونچیگا اور اسکی اولاد بھی اچھی عمر تک زندہ رہیگی

اگر کوئی بیان صغیر سنی کی شادی کی تائید مین یہ کہکر کیا جاوے کہ زمانہ بہت خراب آگیا ہے پیشتر جبتک ۱۰ یا ۱۲ برس کی عمر کے لڑکے والے یہ نہین جانتے تھے کہ دنیا کیا چیز ہے لیکن اس نکشٹ کال مین تو دس دس برس کے لڑکون کو کام ستاتا ہے اگر شادی نکیجائے تو ویسے خراب ہو جاتے ہین۔ ہاتھ وغیرہ کی حرکتون سے ویریہ کو نشٹ کرتے ہین اور بدچلن ہو جاتے ہین۔

ہائے رے لوٹ کی مایا۔ ایک شخص مندر بنواتا ہے۔ اور دھرم کا سہرا اپنے سر پر بندھوا کر اپنی سات پشت کو آرام سے
رہنے گی۔ پر کر بنیا لئے کیوں مرتا ہے۔ کیوں۔ سو کس طرح۔ لو بھائی سمجھو۔ مندروں میں آتی ہے لوٹ کی مایا۔ پھر یہ کیوں نہ سوچ
کر آئیں مندر بنوایا باپ دادا نے۔ پھر بھلا چوری کرنے والا کون۔ اور مندر بنوانے کی غرض ہی کیا تھی۔ گو ظاہر میں دھرم کیلئے
سب کچھ کیا گیا تھا لیکن اندر تو اسکے لوٹ کی مایا ہی کام کر رہی تھی۔ جھگڑا باپ بیٹے میں ہو یا بیٹے میں۔ بھائی میں ہو یا بہنوئی میں
چچا میں ہو یا بھتیجے میں غرض کسی میں ہو۔ اگر یار لوگوں کے ہاتھ لوٹ کی مایا لگتی ہے تو زہے قسمت۔ ہونے دو لڑائی چھڑنے دو
جھگڑا۔ مردہ دوزخ میں جائے یا بہشت میں۔ لیکن یہاں تو حلوے مانڈے سے کام۔ کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔ کیوں صاحب
برائی کیا۔ جس کا گھر جلتا ہے وہ تو جلے ہی گا۔ لیکن تاپنے والا بھی کیوں سردی میں مرے۔

بھائی سیٹھ! چاہے انصاف کا خون کرا لو۔ چاہے جھوٹی پائیں بنوا لو۔ چاہے ایمان دھرم کو رخصت دلوا لو۔ اور چاہے جان
تک بھی لیلو۔ لیکن لوٹ کی مایا ضرور ہو۔ اگر لوٹ کی مایا سے سورگ خالی ہے تو وہ منظور نہیں۔ مگر اسکے ہوتے ہوئے نرک میں
جانیکو تیار ہیں۔ نہیں معلوم لوٹ کی مایا میں ایسا کیا جادو بھرا ہے۔ اسکی صورت ایسی کیا من موہنی ہے۔ کہ جو امیر غریب سیٹھ
پنڈت۔ رعایا۔ حکام بھلے برے۔ سادھو سنت سب اسکے ہی دام میں پھنسے ہوئے نظر آتے ہیں۔ بات کوئی ضرور ہے۔ ہے
ضرور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دنیا کے اندھے لوگ پیشے یا ساؤن میں پھنسے ہوئے زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں۔ اور طرح طرح کی
خواہشات ان کے دلوں میں ہمیشہ پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ان کو پورا کرنے کی غرض کو لیکر یہ لوگ لوٹ کی مایا پر پڑے ہوئے ہیں
ان کو آگے پیچھے کی خبر۔ بھائی دھرم کرم کی۔ پاپ پنیہ کی کچھ بھی خبر نہیں ہے۔ اگر کوئی خبر ہے تو بس یہی ہے کہ جس طرح لوٹ کی مایا ہاتھ
آئے وہ لے۔ ہے زمانہ اور ہائے ری جہالت افسوس تو لوٹ کی مایا پر گر پڑی۔ اور لوٹ کی مایا کے ناپاک قدموں پر قربان ہو
گئی۔ یہ وہی مایا ہے کہ جسکے لئے مشہور اور تجربہ کار شاعر طرح طرح کے بھجن بنا گئے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں کہ مدھ سن ٹھگنی مایا۔
تیں سب جگ ٹھگ کھایا۔ ایک بشواس کیا جن تیرا سو مورکھ پچھتایا۔ یہ بعض کہتے ہیں کہ ٹھگنی کیا نینا مٹکاوے۔ تیرے ہاتھ
کبیرا آوے۔ وغیرہ۔ جس مایا کو ٹھگنی کے نام سے پکارا گیا ہے۔ پھر وہ مایا جب لوٹ کی مایا بنکر ہمارے روبرو آئے تو ہم اسکو
کس نام سے پکاریں۔ اس بات کو ہم بہت دیر سے سوچ رہے ہیں۔

بھائی لوگو! لوٹ کی مایا سے پرہیز کرو۔ اس بلا ہی کے دینے سے اپنا بچاؤ۔ مایا تو تمام ہی برا ہے۔ پھر لوٹ کی مایا۔
اگر تم اپنی خواہشات کو بالکل نہیں گھٹا سکتے لیکن کم کر سکتے ہو۔ تو کم کرو۔ جائز طریقہ سے۔ ایمانداری سے۔ اور بھلائی سے
مایا کو پیدا کرو۔ اور اپنی ضروریات پوری کرو لیکن بقدر ضرورت اور خواہشات نہ بڑھاؤ کہ جو لوٹ کی مایا کا انتظار کرنا
پڑے۔ اور لوٹ کی مایا کو [illegible] ٹھیک کر دو گھڑی جنسا کرے۔ اور تمہارے گلے سے
پاس تک بھی پہنچنے [illegible] راقم

کہ دنیا کی محبت [illegible] ۔ کون پھرتا ہے۔ یہی بد کار لئے پھرتی ہے

لوٹ کی مایا

کیون بھائی انسان۔ لوٹ کی مایا کا نام سنکر تو تیرے منہ مین پانی بھر آیا ہوگا۔ بھلا لوٹ کی مایا کسکو بُری لگتی ہے۔ لوٹ کی مایا پر تو مُردہ بھی اُدہار کھائے بیٹھے رہتے ہین۔ زندون کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ جو لوگ آلسی ہین سُست ہین۔ اور آرام طلب ہین۔ اُنکو تو لوٹ کی مایا پیاری ہے ہی لیکن جو مرد بنتے ہین۔ رلنا ہین جو بنتے ہین۔ وے بھی لوٹ کی مایا کو پیار کرتے ہین۔ محمود غزنوی نے اور نادر شاہ نے لوٹ کی مایا پر ہاتھ صاف کئے رعایا کو لوٹتے لوٹتے اپنے گھر بھر لئے لیکن پھر بھی تسکین نہ ہوئی نتیجہ خواہ کچھ ہی ہو جمع جوڑا۔ دھرا دھکا۔ چاہے کل کے چھوڑتے آج ہی چھوڑ کر مر جائین لیکن مایا ہو لوٹ کی۔ لوٹ کی مایا مین بڑا مزہ ہے خواہ اُسکو کسطرح سے خرچ کرین۔ لیکن دل مین ذرا بھی خیال نہین آتا۔ چونکہ آج کل زمانہ اوسہے۔ لوٹ کی مایا لوٹ کے طریقہ سے ہاتھ آنی مشکل ہے لیکن کیا کیا جائے یہان تو لوٹ کی مایا کے شیدائی بن چکے ہین۔ خواہ دو دن روٹی نہ ملے۔ چار دن بخار آجائے لیکن لوٹ کی مایا کا نام سنتے ہی جسم مین گئی طاقت آموجود ہوتی ہے۔ آہا کیا ہی اچھا نام ہے یعنی لوٹ کی مایا۔ دیش آلسی ہے۔ آرام طلب ہے۔ لوٹ کی مایا کا خواہان ہے۔ پھر کیون نہ ایسے طریقہ نکالے جائین۔ کہ جس سے لوٹ کی مایا ہاتھ آئے۔ بڑی سوچ سمجھ کے بعد۔ بڑے غور و خوض کے بعد اس قسم کے طریقہ نکالکر ہی چھوڑے اور لوٹ کی مایا پر ایسے ٹوٹے جیسے پہلے کبھو بہلا ہم سٹے سے کیون پرہیز کرین عقلمند کہتے ہین کہ سٹہ جوا ہے۔ اگر ہے تو بلا سے لوٹ کی مایا حاصل کرنے کے لئے اس سے اچھا طریقہ اور کون ہوگا یار لوگون کا شغل۔ اور لوٹ کی مایا۔ ایک دو۔ ستو لیلو۔ دس دو ہزار وصول کر لو۔ لکھ پتی ہو گئے ایک ہی دن مین امیر۔ پھر بھلا کسی کے کہنے سُننے سے ہمکو کیا۔ کسی آنکھون کے اندھے سے تو ہمکو غرض نہین لیکن جسکا دل چاہے دیکھ لے سٹہ کا بازار جے پور کے جوہری بازار سے کس بات مین کم ہے۔ آٹھو پہر لکشمی برستی ہے۔ گو کہلانے کو سٹہ والے کہلاتے ہین۔ لیکن سفید پوشی مین امیرون کو بھی شرماتے ہین۔ بھائی سگے دادا کی قسم کوئی لاکھ کہے لیکن کسی کی ایک نہ سُننی چاہیئے۔ اگر کسی کی نصیحت سُنی۔ اور سٹے سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ تو یاد رکھنا ہندوستان کے فقیر بھوکے مرنے لگینگے۔ اب تو سٹے کی بدولت یہ لوگ حلوا۔ پوری۔ دودھ۔ ربڑی۔ کچوری بڑا مزہ مین اُڑا رہے ہین پھر انکے منہ مین کبھی بھٹ پڑ کر لگیگی۔ کوئی پاس تک بھی نہ پھٹکیگا۔ اور لوٹ کی مایا سے ایک بڑا زبردست گروہ محروم ہو جائیگا۔ کہو۔ اس کا دوش کسکے سر چڑھیگا۔ اچھا جانے دو۔ لو۔ اور سُنو۔ لوٹ کی مایا کے شیدائی اگر دختر فروشی کرتے ہین تو کیا ظلم کرتے ہین۔ لڑکی کو پیدا کیا۔ پرورش کیا۔ بارہ چودہ سال تک خبر گیری کی۔ اگر یہ سب کچھ کر لینے کے بعد پانچ چار ہزار روپیہ وصول کر لئے۔ تو اسمین بُرائی کیا ہوئی۔ ویسے تو ان بیچارے آدمیون کی محنت بھی وصول نہین ہوتی۔ لیکن لوٹ کی مایا کا سواد تو انکو بھی لگا ہوا ہے یہ دنیا کی گھوڑ دوڑ مین سب سے پیچھے کیون رہین۔ آخر لوٹ کی مایا تو ان کو بھی پیاری ہے ۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۴۳۶

جین پردیپ

یعنے

اُردو زبان کا مذہبی - اخلاقی - اور قومی پندرہ روزہ ایک ہی رسالہ

جو

دیوبند ضلع سہارنپور سے جاری ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلیشر جوتی پرشاد جین

جلد ۵ | مورخہ ۱۰ و ۲۵ جولائی ۱۹۱۷ء مطابق شری ویر نروان سمت ۲۴۴۳ | نمبر ۱۶ و ۱۷

(ضیا پریس سہارنپور میں چہپا)

جین پردیپ دیوبند ۵ر - جین شری سبھا صدر کل شیرات مالہ ۵ر

بہرپکش کا دان - جین اینگلو سنسکرت سکول و جین کنیا ودیالیہ دہلی کا دان ۵ر . اور دان کی تعداد معلوم نہین -

قوم کا سیوک ہیڈ ماسٹر جین اینگلو سنسکرت سکول

(نوٹ) دہلی کے دیگر جینی بھائیون کو جو اپنے لڑکون کی شادیون مین ناچ کراتے ہین . اور لڑکیون کی شادیون مین ناچ سنگاتے ہین - اس شادی سے سبق حاصل کرنا چاہیئے - لالہ بھونامل جی نے لڑکی کی شادی مین دان دیکر ان لوگون کو ایک سبق دیا ہے کہ جو کہدیا کرتے ہین کہ شادیون مین دان کرنا لڑکے والون کو مناسب ہے ہم سچے دل سے بھاونا کرتے ہین کہ پرکنیا چند جیو ہین . اور اپنی دنیاوی گاڑی کو آنند پورک چلاتے رہین - پردیپ

خوشی کی بات

کہ بڑوت ضلع میرٹھ کا جین سکول مڈل کلاس تک اور دہلی پہاڑی دھیرج کا جین اینگلو سنسکرت سکول فرسٹ مڈل تک ریکوگنائز ہو گیا ہے اور اندور کے تلوکچند جین ہائی سکول کو جو الہ آباد یونیورسٹی نے ریکوگنائز کر دیا ہے جین سماج مین سب سے پہلا ہائی سکول ہے - ہمکو اس بات سے بہت زیادہ آسکتی ہوتی ہے کہ اب جین سماج بھی تعلیمی میدان مین قدم دھرنے لگا ہے - پردیپ

جین کنیا ودیالیہ دہلی

پہاڑی دھیرج دہلی پر یہ ودیالیہ عرصہ سے کام کر رہا ہے - اب اسکے لئے ایک قطعہ زمین سیٹھ کنہیالال صاحب جین خزانچی پنجاب بینک نے عطا فرمائی ہے جسکے اوپر ودیالیہ کی بلڈنگ بنیگی - اس بلڈنگ کا بنیادی پتھر سوشرم ۴ جولائی ۱۹۲۶ء کو شریمان بہاری سیتل پرشاد جی کے ہاتھون سے رکھا گیا ہے - اسموقعہ پر شکشا پر خوب اپدیش ہوئے جسکے لئے دس ہزار روپیہ ایک پہاڑی دھیرج کے جینی صاحب نے پردان کئے ہین - علاوہ اسکے حسب تفصیل ذیل چندہ اور بھی لکھا گیا ہے - شریمتی ہرش دیوی جی ہر دھیرج ...

لالہ ہزاری لال صاحب پہاڑی دھیرج دہلی ۲۰۰۱ دو ہزار ایکروپیہ - لالہ گوپال بنارسیداس جین صدر بازار دہلی ۱۰۰۱ ایکہزار ایکروپیہ

لالہ پرشادی لال منوہر لعل جین پہاڑی دھیرج ۵۰۰ - لالہ پارسداس جی جین تیلی واڑہ ۵۰۰

اسوقت ودیالیہ مین کنیاؤن کی تعداد تقریبا ۱۰۰ ہے - گنجایش بیٹھنے کی بہت کم ہے - اسلئے لالہ گھمنڈی لال لالہ ... جی کی طرف سے ایک مکان نالی واسطے چار ہزار لوا کر بنوانے کی منظوری ہوئی ہے جسکا تخمینہ تقریبا چار سو روپیہ کے ہے - غرض کنیا ودیالیہ کو ہر طرح سے ترقی دینے کا بیڑا اٹھایا گیا ہے - ایک درشک

(نوٹ) دہلی پہاڑی دھیرج کے جینی بھائی شکشا پرچار کا کام بڑی کوشش اور خوبصورتی کیساتھ سرانجام دے رہے ہین - اس شکشا پرچار سوسائٹی کے روح رواں لالہ جگی مل صاحب ہین چودھری منشی لال صاحب اسمین خاص طور سے حصہ لیتے ہین ہم اپنے دلسے بھاونا کرتے ہین کہ یہ سکول بہت جلد ہائی سکول کی شکل مین نظر آئے - اور کنیا ودیالیہ وہ ودیالیہ بن جائے کہ جو باہر کی جین کنیائین بھی آکر شکشا حاصل کر سکین ہم امید کرتے ہین کہ سوسائٹی مذکور ہماری اچھی بھاونا کو پورا کرنیکی کوشش کریگی - پردیپ

کہتی ہے چیخ چیخ کے سہدیو کی چتا
ہر سمت یون کلام یہ ہے مشہر ہے گونجتا

اسوقت سیگھر بودہ کو ما تو نہ مطلقا
تیشن تمام اب ہے مصائب سے نعرہ زن
اسکی ہر آنیون نے اُجاڑا ہے کل وطن
آفت مین ہے پھنسے ہوئے ہر ایک مرد و زن

آثارِ قطع نسل دکہائی ہین دے رہے
رانڈون کے نالے لاکہون سنائی ہین دے رہے
بربادی کے نشان جہائی ہین دے رہے
رنڈوے کروڑون آہ دُہائی ہین دے رہے

تاریخ تم پُرانی پڑہو غور سے اگر
عقد طفولیت سے ہے نقصان کسقدر
ملکون کے واقعات پہ ڈالو ذرا نظر
سوچو جو یہ کہ اسنے کیا کتنا ہے ضرر

دیتا ہون آج مین تمہین گھنشام کی قسم
سیتا ستی کے نام کی اور کام کی قسم
سوگندہ لکشمن کی ۔ تمہین رام کی قسم
پدماوتی سی ماتا کے انجام کی قسم

اے والدین ۔ بچون کی شادی نہ تم کرو
بابون کا بوجھ اپنے سرون پر نہ خود دہرو

سوال کا جواب

۲۵ مئی ۱۹۱۸ء کے سوال کا جواب مصنف مہیدر آچاریہ حسب ذیل اصحاب نے ٹھیک اور درست دیا ہے (۱) بابو دولت رائے طالبعلم چندوسی (۲) بابو انت پرشاد جین طالبعلم میرٹھ کالج (۳) لالہ گلشن رائے رہتک (۴) لالہ پدم پرشاد بال (۵) لالہ بولچند مظفرنگر (۶) لالہ بشیشر ناتھ دہلی (۷) لالہ مہابیر پرشاد شوہارہ (۸) لالہ رتن لعل سوہارا (۹) لالہ اندرمن بلند شہر (۱۰) لالہ مترسین جتنا پور (۱۱) لالہ پنا لعل چھپرولی (۱۲) لالہ سنگر چند کرتپور (۱۳) بابو گرچرنداس چندوسی (۱۴) لالہ اوگرسین مظفرنگر (۱۵) لالہ بہولچند شاملی (۱۶) لالہ بابولال دوراہا منڈی (۱۷) لالہ مولراج سہارنپور (۱۸) لالہ ہرپرشاد لکھنو (۱۹) لالہ سندر لعل نانوتہ (۲۰) لالہ مترسین نانوتہ (۲۱) لالہ جگمندر داس بہٹ پور (۲۲) لالہ راجی لال نگینہ (۲۳) لالہ سردار سنگھ ہانسی (۲۴) بابو رام پرشاد مہوبا (۲۵) بابو شانتی چند امروہا (۲۶) بابو گیا چند حافظ آباد (۲۷) لالہ رنجیت لعل کرنال (۲۸) لالہ ہوشیار سنگھ خزانچی فیروزپور چھاؤنی (۲۹) لالہ سندر لال مین پوری (۳۰) لالہ خزانچی مل ٹانڈہ (۳۱) لالہ مترسین شہدری (۳۲) لالہ بینی پرشاد سہارنپور (۳۳) لالہ گبند مل نگینہ (۳۴) بابو دلیسراج لیسروہ (۳۵) بابو دیپ چند پھولپور (۳۶) لالہ گیندا لعل مرادآباد (۳۷) لالہ سنت رام منگت رام انبالہ شہر (۳۸) لالہ کشوری لعل انبالہ شہر (۳۹) بابو ہنگو مل داس لاہور (۴۰) بابو جے پرکاش دیوبند
انعام حسب تحریر قاعدہ کے مطابق نام نکلوا کر نمبران ۱۰ ۔ ۲۰ ۔ ۳۰ کو بھیجا دیا گیا۔

سوال آئندہ

اس سوال کے جواب سکریٹری آتمانند جین سبھا انبالہ شہر کے پاس جانے چاہیئن اور وہین سے انعام ملے گا۔

سفید کاغذ سے ٹھیک دوگنے داموں مل رہا ہے۔ دوئم دیگر اخبارات اشتہاروں سے کافی آمدنی کرکے اپنا کام چلا رہے ہیں لیکن پردیپ اس سے بھی محروم ہے۔ اس وجہ سے پردیپ کی زندگی بھی خطرہ میں نظر آ رہی ہے بہت ممکن ہے کہ جوں توں کرکے یہ سال پورا کرلے۔ اور آئندہ اپنی زندگی سے ہاتھ اٹھائے۔ کچھ پریمی جنوں کو اسکی زندگی قائم رکھنے کی دُھن سما رہی ہے وہ طرح طرح کی تدابیر عمل میں لا رہے ہیں۔ بہت ممکن ہے کہ اگر اس طرف کافی توجہ کی گئی تو شاید یہ اپنی ہستی کو قائم رکھ سکے سب سے زبردست سوال اسکے لئے خریداروں کی کمی کا ہے جو بہت زیادہ کھٹکتا ہے۔ اگرچہ خریدار کافی تعداد میں ہو جائیں تو اسکو اپنے پیروں کھڑے ہونے کا دم مل جائے۔ اس وقت خریدار بہت کم ہیں جو ایک قومی پرچہ کیلئے بہت ہی تھوڑے ہیں۔۔ بھائی! پردیپ کی ہستی کے چاہنے والو! کوشش کرو تاکہ پردیپ زندہ رہے اور آپ کی خدمت بدستور کرتا رہے۔ آپکا داس ایڈیٹر جین پردیپ

بال بواہ

از مہاشے کانشی ناتھ جی ندا جعفر پوری

ٹھٹائیوں

من قتل بد کے کرنے سے بچکر۔ سدا مرد
مار ڈالو انکو خنجر شہوت سے کچھ ڈر رو
جس سے کہ عاقبت میں نہ آئندہ تم کو بہرو
کیوں ذبح انکو کرتے ہو کمبخت بولے ہو

اے والدین۔ بچوں کی شادی نہ تم کرو
بالوں کا بوجھ اپنے سروں پر نہ خود دھرو

مشہور بڑھیا سردیا

قوم ہنود کو نہ مٹاؤ جہان سے
جھک کر جوان سارے۔ ہوئے ہیں کمان سے
افراد کا جو حال ہے اب۔ دیکھو دھیان سے
جو تم سے کہہ رہا ہوں ہیں سن لو وہ کان سے

جو کچے بیج ہیں۔ تم انہیں بوتے ہو کیوں بھلا
ستر دا کی آبرو کو ڈبوتے ہو کیوں بھلا
اس تخم کیسے قوم کو کھوتے ہو کیوں بھلا
پرتاپ کے وقار کو روتے ہو کیوں بھلا

ہو کر بڑے۔ کرینگے۔ خود اپنے بواہ وہ
ہونے نہ دینگے دیہہ کو ہرگز تباہ وہ
پورا برہمچریہ کا کرینگے نباہ وہ
بینگے نہیں جیبیوں کے گھر کی پناہ وہ

اس کسنی میں۔ آپ کو کچھ بھی نہیں پتا
وقت شباب انہیں۔ اگر فرق کچھ پڑا
کیسا ہے کس مزاج کی ہر کس مزاج کا
ان کے لڑائی جھگڑے کا ہوگا نہ فیصلہ

تھوڑی سی ہے عمر۔ روگوں کا ڈر ہے انہیں ابھی
ہر ایک مرض کا ہوتا اثر ہے انہیں ابھی
ہر ایک علالتوں کا خطرہ ہے انہیں ابھی
اک ناتوانی شام و سحر ہے انہیں ابھی

تاکید کرتی ہے تمہیں انجیل کی آیتا
یہ ہی پکارتی ہے سدا آریہ کی صدا

سالانہ دورہ شری رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور اور جین بدری موڑبدری کی جہان یاترا

اس مرتبہ آشرم کا دورہ بڑا ہی نرالا ہوگا اس دورہ مین سبسے بڑا فائدہ جین بدری کی بندنا کے پوینہ بندہ باندھنے اور پرنامون کو شدھ کرنیکا ہے۔ دوسرا فائدہ ست سنگت کا ہے۔ اس دورہ مین جین دھرم بھوشن شری مان برہمچاری شیتل پرشاد جی ایڈیٹر جین متر۔ شری مان بابا بھاگیرت داس جی برنی۔ شری مان لالہ گیندن لعل جی ادہشٹا تا آشرم۔ شری مان برہمچاری کنور دگوجے سنگھ جی پرچارک آشرم شری مان نیائے النکار پنڈت مکھن لعل جی شاستری۔ شری مان جین کوی لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند۔ ودیگر ودوان ہمراہ رہینگے۔ جسکی وجہ سے راستہ مین تتو چرچہ۔ شاستر سبھا۔ ویاکھیان سبھا۔ وغیرہ کا خوب آنند رہیگا۔ زیادہ خوشی کی بات یہ ہے کہ اس دورہ مین کچھ دنون کیلئے شری مان لالہ جگل کشور صاحب ممبر دہلی و سبھاپتی انتظامیہ کمیٹی آشرم اور شری مان ساہو جگمندر داس جی رئیس آنریری مجسٹریٹ نجیب آباد مہامنتری آشرم مذکور بھی ساتھ رہینگے۔

اسمین کوئی شک نہین کہ یہ دورہ ایک بہت ہی مفید اور عجیب ہوگا۔ جو بھائی اس دورہ مین شریک ہوکر جہان یاترا کا فائدہ اٹھانا چاہین وہ جلد کر کے ہمکو مطلع فرمادین۔ اس دورہ مین کل برہمچاری نہین ہونگے۔ بلکہ ۱۵ یا ۲۰ برہمچاری ہونگے۔ باقی کل برہمچاری شری سوناگری مین رہینگے۔ تاریخ وار پروگرام نیچے دیا جاتا ہے۔ کسی خاص وجہ سے اسمین تبدیلی بھی ہوسکیگی۔ ایک دو روز کی تبدیلی سے اگلے مقام پر بذریعہ تار اطلاع دیدی جاویگی۔

نمبر	نام مقام	کب سے کب تک	نمبر	نام مقام	کب سے کب تک	نمبر	نام مقام	کب سے کب تک
۱	دہلی	یکم تا ۲ر اگست	۸	شولاپور	۱۶ر تا ۱۸ر اگست	۱۵	بیل گاؤن	۱۳ر تا ۱۵ر ستمبر
۲	گوالیار	۳ر تا ۴ر	۹	ہبلی	۲۲ر تا ۲۴ر	۱۶	کولہاپور	۱۶ر تا ۱۷ر
۳	کہنڈوا	۵ر تا ۷ر	۱۰	جین بدری	۲۵ر تا ۲۸ر	۱۷	سانگلی	۱۸ر تا ۲۰ر
۴	نندگاؤن	۸ر تا ۹ر	۱۱	موڑبدری	۲۹ر تا یکم ستمبر	۱۸	پونا	۲۱ر تا ۲۳ر
۵	بارامتی	۱۰ر تا ۱۲ر	۱۲	بنگلور	۲ر تا ۴ر	۱۹	بمبئی	۲۴ر تا ۲۷ر
۶	بارسی ٹاؤن	۱۳ر تا ۱۵ر	۱۳	مائیسور	۵ر تا ۸ر	۲۰	گج پنتھا جی	۲۸ر تا ۳۰
۷	کنتھل گرہ	۱۶ر تا ۱۸ر	۱۴	داون گر	۹ر تا ۱۲ر			

از طرف

ٹیکچند داس بی۔اے (سہایک منتری رشبھ برہمچریہ آشرم) وکیل میرٹھ

نوٹ۔ اس دورہ مین ساتھ چلنے والون کو بڑی سہولیت رہیگی۔ اگر کوئی صاحب جین بدری موڑبدری کی جاترا کرنا چاہتے ہون۔ تو دسے ضرور ادا کرین۔ اور منتری صاحب کو اطلاع دیدین۔ "پردیپ"

کاغذ کی گرانی اور اخبارونکی زندگی

آجکل کاغذ کی گرانی کے سبب سے اخبارون کی زندگیین بہت بڑے خطرہ مین پائی جاتی ہین سننے مین آتا ہے کہ چند اخبار بند ہوگئے ہین۔ بہت سون نے ورق کم کردیے ہین۔ بہت سون نے قیمت بڑہادی ہے اور بہت سے اپنی زندگی کے دن بری بھلی طرح سے کاٹ رہے ہین۔ اس کاغذ کی گرانی نے جین پردیپ کو بھی بجائے دو روپیہ سالانہ کے اڑہائی روپیہ سالانہ فیس لینے پر مجبور کردیا لیکن اتنا ہوتے ہوئے بھی اسکو نقصان اٹھانا پڑرہا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ کاغذ جو اسمین لگ رہا ہے وہ گذشتہ

ناظرین غور فرماوین کہ اگر شری جین بانی کی عظمت اور اُسکے حروف کی کثیر التعدادی کو بلا سنکہ سوبنین بتلائے صرف متذکرہ بالا طریقہ
سے بتلائی جاتی کہ اُسکو لکہنے مین کروڑون ہاتہیون کے وزن سے بہی کہین زیادہ سیاہی خرچ ہوگی تو پڑہنے والونکی حیرت کا ٹہکانہ
نہ رہتا اور کم حساب دان اصحاب پکار اُٹہتے کہ شری جین بانی کے پد اور حروف لاتعداد ہین جنکا شمار کرنا انسانی طاقت سے
باہر ہے۔ حالانکہ تمام پدون کا شمار صرف دس سنکہ سوبنین یعنی ۱۱۲۸۳۵۸۰۰۰۵ ہے اور ایک پد کے حروف کی تعداد کل
گیارہ سنکہ سوبنین یعنی ۱۶۳۴۸۳۰۷۸۸۸ ہے۔ اور کل حروف کی تعداد صرف بیس سنکہ سون مین یعنی
۱۸۴۴۶۷۴۴۰۷۳۷۰۹۵۵۱۶۱۵ ہے۔

لوکل

قرضہ جنگ وصول کیا جارہا ہے۔ جو لوگ دینے کی حیثیت رکہتے ہین وے خوشی سے دے رہے ہین لیکن جو لوگ تنگدست
ہین وے دے ہی کیا سکتے ہین ننگی کیا نہائیگی اور کیا نچوڑیگی گورنمنٹ ہند کا بہی یہی منشاء ہے کہ جو لوگ قرضہ دینے کی
قابلیت رکہتے ہون اور خوشی کے ساتہہ دینا چاہین۔ اُنسے لیا جائے لیکن سختی کا برتاؤ کسی کے ساتہہ نہ کیا جاوے۔ ایسا
ہوتے ہوئے بہی جو اشخاص یا اہلکار غریب رعایا پر سختی کرتے ہین۔ وے سخت غلطی پر ہین۔ شکر ہے کہ ہماری تحصیل مین
ابہی تک کوئی شکایت سُننے مین نہین آئی۔ ہم امید کرتے ہین کہ آیندہ کوئی شکایت سننے مین آئیگی میونسپلٹی کی
صفائی پہر پہلے کیسی ہونے لگی ہے۔ جا بجا گلی کوچون مین کوڑے کرکٹ کے ڈہیر نظر آتے ہین۔ جو دس دس پندرہ پندرہ
دنون کے بعد اُٹہتے ہین۔ جنکی وجہ سے ہر محلہ گلی مین بدبو پہیلی رہتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ میونسپلٹی کے پاس اسقدر گاڑیان
نہین ہین کہ جو روز کوڑے کی صفائی کردیجائے۔ نہین کہا جاتا کہ میونسپلٹی کا گاڑیون کیلئے کافی انتظام نہ کرنا اور کوڑے کا
روزانہ نہ اُٹہوانا کیا معنے رکہتا ہے۔ اگر گاڑیان نہین ہین تو منگوانی چاہیئن۔ نہ کہ اسطرح شہر گندگی مین سڑایا جائے اس سے
بیماری ہونے کا اندیشہ ہے۔ ریلوے سڑک پر روزانہ چہڑکاؤ ہوتا ہے۔ لیکن وہ ایسی لاپرواہی اور کم توجہی کے ساتہہ ہوتا ہے
کہ اُسکو کوئی بہی چہڑکاؤ نہین کہہ سکتا۔ نہ معلوم چہڑکاؤ کرنیوالون کو تنخواہ کم دیجاتی ہے یا نگرانی کم کیجاتی ہے۔ علاوہ ازین
نالیان بہی بہت کم دہوئی جاتی ہین۔ غرض صفائی کی طرف بہت کم توجہ ہے میونسپلٹی کے لایق اہلکاران اور خاصکر
صفائی داروغہ صاحب کو اسطرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ گرمی دس بارہ روز سے زور دن پر ہے۔ غلہ کا نرخ تیز ہے۔
غریب لوگون کی ہر طرح سے کمبختی ہے۔ گہی کا نرخ آدہ سیر فی روپیہ ہوگیا ہے۔ جسکی وجہ گہی دودہ کے درختون کا کٹ جانا ہے
یہان کے لایق سب رجسٹرار مولوی طفیل احمد صاحب کا تبادلہ ہوگیا ہے۔ آپ خدا ترس۔ رحم دل۔ اور ایک نیک انسان
ہین۔ پاکیزگی کے مجسم دیوتا ہین۔ ایسے نیک لوگون سے یہ دُنیا خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ کیا گورنمنٹ ہند کے وہ ملازم
جو رشوت کیلئے رعایا کو تنگ کرتے ہین۔ مولوی صاحب کی پاکیزگی اور پرہیزگاری سے سبق حاصل کرینگے خوش قسمت
ہین وہ لوگ جنکو مولوی صاحب جیسے حکام نصیب ہون۔

"پردیپ"

نہین آتی ۔ پَل اور ساگر وغیرہ کا حساب لگا دینا تو ایک بالکل معمولی سی اور نہایت ادنیٰ درجہ کی بات ہے جین شاستر و مین تو گننت و دّیا کے بڑے بڑے اعلیٰ اصول بتا کر اس علم کے پیچیدہ سے پیچیدہ سوالات اور باریک سے باریک مسایل کو اس خوبی اور آسانی سے حل کر کے دکہا دیا گیا ہے کہ دیکہکر آجکل کے اسکولون کے اعلیٰ تعلیم یافتہ ریاضی دان دست بدندان ہو کر بحر تحیر مین غوطہ زن ہونے لگتے ہین ۔

۲ ۔ ایک جہا یوجن یعنی دو ہزار کوس یا تقریبًا چار ہزار میل قطر کا اور اتنا ہی گہرا گول غار کھود کر جو پَلّ کا حساب سمجہایا گیا ہے اُسکی (علاوہ اسکے کہ لفظ پَلّ کے معنی ہی غار کے ہین) خاص وجہ یہ ہے کہ اس طریق سے پَلّ کے نہایت طول طویل زمانہ کی عظمت موثرانہ پیرایہ مین دل پر منقش ہو جائے ۔ ورنہ اگر اُسکے برسون کی تعداد کو صرف اعداد مین ہی بتا دیا جاتا جو صرف سینتالیس[۴۷] ہی مراتب کے ہندسون مین پوری ہو جاتی ہے تو معزز معترضین کیطرح ہر کس و ناکس کی طبیعت پر اُسکی اتنی بڑی عظمت جتنی کہ فی الحقیقت ہے ہرگز ہرگز اثر پذیر نہوتی بلکہ وہ اگر بہت معمولی نہین تو کچہ بڑا اور طویل زمانہ تصور کر لیا جاتا ۔

تمثیل کے لئے ناظرین رسالہ ہذا غور فرماوین کہ جین شاستر و مین جو جین بانی کے تمام اُپَرکت یعنی غیر دُہرائے حروف کی تعداد ہندسون مین ایک کم ایکٹھی بتلائی ہے جسمین کل بیس ہندسے ہین ۔ اور اُسکے ۱ ایک پد کے حروف کی تعداد گیارہ ہندسون مین آجاتی ہے ۔ ایسے کل پد دس ہندسون مین پوری جین بانی کے ہین (جسمین ایک پد کی کچہ کسر یعنی ٹکڑا بھی شامل ہے) ایسا بیان کر دیتے اور ہندسون مین لکہدینے سے اُسکی عظمت اور کثیر المقداری کچہ بھی دلنشین نہین ہوتی ۔ مگر برخلاف اسکے اگر حسب ذیل طریقے سے اُسکے حروف کی کثیر التعدادی ذہن نشین کرائی جاوے تو آپ دیکہین گے کہ وہ کتنی بڑی حیرت انگیز شکل مین ہماری آنکہون کے سامنے آکہڑی ہوتی ہے ۔

(۱) پدم پوران نامی گرنتہ جس سے قریبًا ہر جینی واقف ہے اور جو کہ بیس[۲۰۰۰۰] ہزار اشلوک سے زیادہ ضخامت کا گرنتہ ہے حساب لگانے سے پتہ لگیگا کہ ہماری پاک جین بانی کے صرف ایک پد مین پچیس[۲۵۰۰۰] ہزار سے زیادہ اُس پدم پوران جیسے بڑے بڑے گرنتہ تحریر کئے جاسکینگے ۔

(۲) اگر اتنے بڑے پدم پوران کے لکہنے مین صرف ایک چھٹانک روشنائی خرچ ہو تو شری جین بانی کے صرف ایک پد کے لکہنے مین چالیس[۴۰] من کے قریب سیاہی خرچ ہوگی ۔

(۳) اگر ایک پدم پوران مین صرف ڈہائی سیر کاغذ صرف ہونا فرض کیا جاوے تو شری جین بانی کے فقط ایک پد مین ڈیڑہ ہزار من سے زیادہ وزن کا کاغذ خرچ ہوگا ۔

(۴) پس کل جین بانی مین جبکہ اُسکے حروف مین فقط اُپَرکت کو ہی نظر انداز کر دیا جاوے تب بھی کل سیاہی اربون من سے کہین زیادہ خرچ ہوگی یا یون کہئے کہ وہ سیاہی کروڑون ہاتھیون کے وزن سے بھی تجاوز کر جائیگی جس سے اندازہ لگا لیجئے کہ کاغذ کس قدر تعداد مین صرف ہوگا ۔

جس ساگر سے تشبیہ دیکر بتایا گیا ہے وہ ساگر بھی کوئی معمولی ساگر مثل بحر ہند و بحر پیسفک وغیرہ کے نہیں ہے
بلکہ اسکی تشبیہ اُس لَوَنْ سمندر سے دیگئی ہے جو ایک لاکھ مہایوجن کے قطر والے جمبو دیپ کے گرداگرد
دو لاکھ مہایوجن چوڑا اور ایکہزار مہایوجن گہرا مثل حلقہ کے واقع ہے۔ یا اسکی عظیم الشان وسعت کو بخوبی ذہن
نشین کرنیکے لیئے یون خیال کر لیجیئے کہ انگریزی تحقیقات سے مانی ہوئی ساری زمین جسمین ایشیا و یورپ امریکہ وغیرہ
براعظم تمام بڑے چھوٹے ممالک جزائر اور بحر پیسفک و بحر ہند و بحر اٹلانٹک وغیرہ بحر اعظم و تمام بڑے چھوٹے سمندر شامل ہین
اتنی بڑی بڑی زمینین جس ایک ہی لون سمندر مین کروڑہا کروڑ کی تعداد مین سما سکتی ہین۔ ساگر کے زمانہ کو
ایسے بڑے عظیم الوسعت سمندر سے مشابہت دیگئی ہے۔ پس ایسی صورت مین ہمارے معترضین کا یہ شک کہ ساگر کے
زمانہ کو شمار کر لینا گویا مہا ساگر کو چُلّو سے ناپ لینے کیطرح قطعاً ناممکن ہے یا اگر ممکن ہوتا تو بڑے بڑے انگ پورب ہاری
آچاریون نے گرنتھون مین اسکا حساب لگا کر کیون نہین درج کیا وغیرہ وغیرہ" بیشک درست ہے۔ لیکن جسوقت ایسے
معترضین کو یہ معلوم ہوگا کہ اتنے عظیم الوسعت لون سمندر کے اگر بہت چھوٹے چھوٹے قطرے یا نہایت ننھی ننھی
ایسی بوندیان کہ ہر بوند سوئی کی نوک پر ٹھہر سکے کر لیجاوین تو ان تمام نہایت باریک بوندون کا شمار چھیئتر ہندسے تو در کنار ساٹھ
یا ستّھ ہندسون تک بھی نہ پہونچیگا۔ تب تو انکا شمار حد سے تجاوز کر کے نہ معلوم کہان سے کہان تک پہونچ جائیگا۔ اور جسوقت
یہ معلوم ہوگا کہ حساب دان کے لئے۔ حساب دان بھی کوئی بڑا کامل نہین بلکہ بالکل معمولی کیلئے لَوَنْ سمندر تو درکنار اُس
لکھوکہا کروڑہا۔ یا سنکھون گنے بڑے مہا سمندر کے قطرون کا شمار بتا دینا۔ قریباً ویسی ہی آسانی اور معمولی سی بات ہے
جیسے کسی دیوار کی اینٹون کا شمار بتا دینا۔ تب تو نہین کہا جا سکتا کہ ان معترضین کی طبیعت کا انتشار ان کے
خیالات کی ٹرین کو کہان سے کہان پہونچا دے۔

اب رہی یہ بات کہ اگر ساگر کے زمانہ کی تعداد کا نکال لینا ممکن ہوتا تو بڑے بڑے آچاریون نے بھی نکالکر شاستر وغیرہ مین کیون
نہین درج کیا۔ یا ایک حیرت انگیز عظیم الوسعت عدد کھود کر کل کے زمانہ کو کیون اشارون مین بتایا۔ کیون اتنے چکردار
طریقہ سے سمجھا دیا۔ صاف کیون نہ لکھدیا کہ پل کا زمانہ اتنے برسون کا اور ساگر کا زمانہ اتنے برسونکا ہوتا ہے۔ اسکے جواب مین حسب
ذیل عرض ہے۔

۱۔ آچاریون نے تو سب کچھ سمجھا دیا اور نکالنے کے طریقون کو بھی بتا دیا بلکہ نکالکر بھی شاسترون مین درج فرما دیا ہے جیسا کہ اسی
مضمون کے سلسلہ مین آگے ظاہر کیا جاویگا۔ مگر جب ہم ایسے گرنتھون کو دیکھین پڑھین اور بغور سمجھنے کی کوشش کرین تبھی
تو جانینگے۔ ہمارے پاک اور مقدس جین گرنتھون مین کوئی بات محض فرضی یا خیالی نہین بلکہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ
سب حقیقی اور درست ہے اور ہر بات کو ایسے بہترین طریقہ اور مکمل طور سے سمجھا دیا گیا ہے کہ غور سے سمجھنے والے کو کوئی دقت پیش

لہ مہایوجن دو ہزار کوس کا یا قریباً چار ہزار میل کا ہوتا ہے۔

یہان کے بہائیون کا ارادہ شریمان سیاد داد وارد ہو گیہ پنڈت گوپال داس جی برتا کی یادگار مین ایک گوپال لائبریری کہولنے کا ہے۔ اسکا مہورت شرت پنچمی کے روز میرے ہاتھون سے کرایا جائیگا آجکل سانگلی مین اجمیر کی راجپوت دھی تارا بائی کا سرکش آیا ہوا ہے۔ وہ عجیب غریب کھیل دکہلاتی ہے۔ اپنے سر کے بالون سے ایک بڑے پتھر کو جسکا وزن تین من کے قریب ہوگا" باندہکر گھٹنے تک اٹھا لیتی ہے۔ تیز دہار کے پانچ بہالون پر چڑہ جاتی ہے۔ اپنے پیٹ پر سے بہری ہوئی گاڑی کو اتار دیتی ہے۔ دو کرسیون پر لیٹ کر کئی من کا بہاری پتھر گہنون سے تڑوا تی ہے۔ اور ایک بہاری گاڑی کو بالون سے باندہکر کھینچ لیتی ہے۔ ایک بہاری گاڑی جسکے آگے تیز دہار کا ایک بہالا لگا ہوا ہے اسکو اپنے مستک سے ڈہکیلتی ہے۔

شرت پنچمی کے روز سانگلی کے جین مندر مین۔ صبح کے وقت شرت پوجن بڑی بہکتی بہاؤ سے ہوا۔ مین نے شاستر پڑہے اور شرت پنچمی کا مہتو۔ شاستر سوادہیائے اور انکی حفاظت کی ضرورت دکہلائی۔ اسکے بعد سوگیہ پنڈت گوپال داس جی کی یادگار مین کہلنے والی لائبریری کو کہولنے کی کریا سمپادن کی اور اسکے متعلق ایک ویاکہیان دیا جسمین لائبریری کی ضرورت اور پنڈت گوپال داس جی کا چرتر اور ان سے کیا نصیحت ملتی ہے۔ اسکا خلاصہ کیا۔ اب مین کل صبح کی ریل ٹرین سے اسور جاؤنگا۔

شری رشبھ نروان سمت

(از قلم بی۔ ایل جین۔ سی۔ ٹی (بلند شہری) اسوہہ)

یہ مہان سمت جو اوپر سے چہتر ہندسون مین پورا ہوتا ہے اسکے متعلق ایک مضمون گذشتہ جنوری کے جین پرچارک مین۔ ۱۰ جنوری کے جین پردیپ مین اور گذشتہ ماگھ کے ہندی دگمبر جین مین شائع ہو چکا ہے۔ جسمین اسکی اہمیت اور اسے رواج مین لانیکی اشد ضرورت اور اس ضرورت کو عملی صورت مین لانیکی چند ترکیبین وغیرہ بہی بتلائی جا چکی ہین۔ جسے پڑہکر بہت سے حضرات نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا ہے بلکہ مذکورہ بالا اخبارات مین سے ایک نے تو اسکی عملی صورت بہی اختیار کر لی ہے۔ مگر بعض ہمارے معزز احباب کو اسکے صحیح ہونے مین کمال درجہ کا شک پایا جاتا ہے جیسا کہ سال، وان کے ہندی جین گزٹ نمبر ۸ بابتہ ۲۰ فروری گذشتہ کے صفحہ ۷۶ پر شائع ہونیوالے مضمون سے ظاہر ہے۔ بیشک حسب ذیل دو اقسام پر منقسم ہو سکتا ہے۔

(۱) کس جین گرنتھ کے آدہار پر اور کسطرح یہ سمت نکالا گیا جبکہ اسکا برآمد کرنا ویسا ہی ناممکن ہے جیسا کہ مہا ساگر یا بحر اعظم کے لاتعداد قطرات آب کا شمار کر لینا۔ یا ساگر کو صرف چہتر ہندسون مین گن لینا گویا سمندر کو چلو سے ناپنا ہے وغیرہ وغیرہ

(۲) اسقدر بڑے چہتر ہندسون کے مہان سمت کو پڑہا کیونکر جا سکتا ہے جبکہ اکائی دہائی صرف انیس ۱۹ مراتب تک یعنی ونش سنکہ تک ہی ہے۔

جواب اعتراض اول۔ معزز معترضین کا شک فی الحقیقت بہت درست ہے۔ زمانہ کی بہت بڑی تعداد کو ساگر کے نام سے اسی لئے موسوم کیا گیا ہے کہ وہ مثل ساگر یعنی سمندر کے نہایت بڑی ہے۔ ساگر کے نانے کو جین شاسترون مین

دیوتا ہو یا انسان - خواہ گائے ہرن ہون یا شیر بھیڑیئے سب پر دیا کرو سب کی جان بخشی کرو - کسیکو مت ستاؤ جس مذہب کا
یہ اوپدیش ہے ضرور وہ ہی خدائی مذہب ہے اور وہ اہنسامئی مذہب گو ایک ہے لیکن جسطرح تلونمین تیل پھیلا ہوا ہے
اسیطرح وہ مذہب تمام مذاہب - تمام مت متانتر - تمام فرقونکی جان ہے - سب مین گھسا ہوا ہے - وحشی جنگلی فرقونکو
لیجئے کہ جو انسانی گوشت کھاتے ہین لیکن اپنے رشتہ دارون اپنے گروہ کے ساتھ وہ بھی اہنسا دھرم کی پابندی کرتے ہین
اسکے بعد بعض کہتے ہین کہ اپنے ہمسایہ سے ہمدردی کرو - بعض کہتے ہین اپنی قوم کی مدد کرو - کچھ کہتے ہین اپنے دیش کی
بھلائی کرو - کچھ کہتے ہین نوع انسان کے ساتھ دیا کرو - سب انسان بھائی ہین ایکسا ہین - لیکن یہ سب اصول اس ہی
اعلیٰ ترین و عالمگیر اصول کے جزو یا ایک طرف کی تصویر ہین کہ جو کہتا ہے کل ذی روح بہ حیثیت روح ہونیکے بھائی ہین سب پر
رحم کرو - سبکے ساتھ اہنسا کا برتاؤ کرو - پس جو مذہب اس عالمگیر اصول کو مانتا ہے اسکا اوپدیش دیتا ہے وہ ہی خدائی مذہب
ہے اور جو اس اصول کو نظر انداز کرکے صرف انسان کے ساتھ اہنسا کا اوپدیش دیتا ہے وہ مذہب انسانی مذہب ہے انسان
نے اپنے فائدہ اپنی مطلب براری کے لئے پرانی ماتر کی اہنسا کے اصول کو کانٹ چھانٹ کر بنا لیا ہے -

بلاشک یہ عالمگیر اہنسا کا اصول نہایت مشکل ہے - اسمین اپنی خواہشات کی قربانی کرنی پڑتی ہے اپنے حواس خمسہ دل کو
قابو مین کرنا پڑتا ہے - ہر شخص اسکی پوری پابندی نہین کر سکتا لیکن اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اس اصول کو تسلیم ہی نہ کیا جائے
اور صرف انسان کے ساتھ دیا و ہمدردی کرنا ہی اہنسا کے نام سے پکارا جائے اور سب روحونکو حضرت انسان کے آرام و
فائدہ کے لئے ہی مثل مادی اشیاء کے مانا جائے - نہین نہین اس اصول کو اپنا آدرش مانکر آتما کو جس حد تک اہنسا کی پابندی
اوس سے ہوسکے کرنی چاہئے - آہستہ آہستہ اپنی طاقت کو بڑھا کر اہنسا کی پابندی کو بڑھاتے رہنا چاہئے - بیشک پوری
پابندی اس اصول کی خدایت کے درجہ پر پہنچتی ہے بلکہ یون کہو جسوقت آتما اسکی پوری پابندی کرنے مین کامیاب ہوتا ہے
فوراً وہ آتما سے پرماتما ہو جاتا ہے - پھر اوس سے اوسکے تجربہ والوہیت کے موافق دیگر سنساری آتماؤنکے لئے اہنسا کا اوپدیش
ظاہر ہوتا ہے - وہ ہی اوپدیش خدائی یا الہامی مذہب ہے -

رپورٹ دورہ برہمچاری کنور دگوجے سنگھ جی جین پرچارک
رشبھہ برہمچریہ آشرم ہستناپور

مورخہ ۲۴ مئی سنہ ۱۹۱۶ع کو وکشن سانگلی آیا - یہان پر شری آدساگر جی جین منی کے درشنونکا سوبھاگیہ پراپت ہوا آپ نے چار دان -
کریادان - اور گیان وان ہین - کناڈی زبان بولتے ہین - آپکی عمر تقریباً ۵۴ سال کے ہے - چوتھے روز آہار لیتے ہین - آپکی
آگیا سے پرانی سانگلی جو یہانسے چار میل ہے - جہان اسوقت سوائے دو ایک جین مندر کے اور کوئی آباد نہین ہے -
شری نیم ناتھ جی کے مندر مین میرا دیا کھیان ہوا - اور منی مہاراج نے بھی دھرم اپدیش دیا -

استرو دہرم کا سروپ معلوم کریں۔ دہرم کی اصلیت کو سمجھائیں محض دہرم دہرم ہی نہ کہیں۔ ہاں۔ یہ ضرور ہے کہ دُنیا کو دہوکہ دینے والے۔ ماتہے کو کیسر اور چندن سے پوتنے والے۔ مندروں کے گھنٹہ گہرنالوں کو توڑنے والے۔ سنکہہ کے اندشور مچانے والے۔ ساگ سبزی کے تیاگ کرنے والے اتنی گہوڑوں کے نکالنے والے ہماری بات سے چڑجائیں۔ یا ناراض ہوجائیں۔ لیکن ہمکو یا آپ کو اسکی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ اگر کوئی بہولے بہٹکے مارگ پر جا رہا ہو۔ تو اُسکو سمجہاؤ۔ نہ کہ اُس مارگ پر از خود ہی ہو جاؤ بہائی دہارمک بننے والو، درشن کرو۔ پوجن کرو۔ تیاگ کرو۔ گرہن کرو۔ غرض سب کچھ کرو لیکن کرو دہرم کے سروپ کو سمجھکر۔ دُنیا میں دہرماتما کہلانے کیلئے کچہہ نہ کرو۔ دُنیا کے دکہلاوے کو کچہہ نہ کرو۔ آتما کا سروپ سمجہو۔ جو سمجہو۔ اُسکو بچارو پہر کرو۔ یہ سمجہہ سوچکر کرنا ہی دہرم ہے جین دہرم ہے اور یہی اہنسا دہرم ہے۔ جین دہرم اور اہنسا دہرم کوئی دو نہیں ہیں۔ جین دہرم ہی اہنسا دہرم ہے اور اہنسا دہرم ہی جین دہرم ہے۔ اب گیان کی روشنی پہیلنی لگی ہے۔ آنکہیں کہولو۔ اُس اندہیرے سے نکلو میدان میں آؤ۔ تب تمکو صاف نظر آئیگا کہ دہرم کیا ہے۔ اگر تمہارے میں سے دس پانچ نے بہی دہرم کی اصلیت کو جان لیا تو پردیپ اپنا سوبہاگیہ سمجھیگا۔ اور تمہارا کلیان ہوگا۔ ”پردیپ“

خدائی مذہب کی پہچان

(از بابو رکہبداس جی جین بی۔ اے۔ وکیل میرٹھ)

ناظرین دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں بہت سے مذہب ہیں اور ہر مذہب خدائی مذہب ہونیکا دعویٰ کرتا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ خدا یا پرمیشور کے سروپ میں ان میں باہم فرق ہو۔ کوئی خدا کا انسان ہوکر مذہب کا چلانیوالا مانتا ہو۔ کوئی انسان کا خدا ہوکر مذہب کا اوپدیش دینا مانتا ہو۔ لیکن سب اپنے اپنے مذہب کو الہامی مذہب ضرور کہتے ہیں۔ آج مجھکو یہ خیال پیدا ہوا کہ کوئی نہ کوئی علامت تو ایسی ضرور ہونی چاہئے کہ جس سے شدہ۔ پرم پوتر آتما یعنی پرماتما کے اوپدیش کئے ہوئے مذہب کی پہچان ہوسکے۔ اس پہچان کی کہوج کرنیکے لئے ایک بات پر نگاہ رکہنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر ذی روح اپنی جنس کے فائدہ کو ہی مدنظر رکہتا ہے اور اُسیکی حفاظت اور اُسکی رکشا کا اوپدیش دیتا ہے۔ اسلئے ہمارے خیال میں جو مذہب صرف انسان کی حفاظت۔ صرف انسان کی بہترائی۔ صرف انسان کے ساتہہ دیا و ہمدردی۔ صرف انسان کے ساتہہ اہنسا کے عمل درآمد کا اوپدیش دیتا ہے وہ انسانی مذہب ہے۔ خدائی مذہب نہیں ہے۔ انسان جو کچہہ قانون و نیم بناتا ہے وہ صرف اپنے فائدہ کے لئے بناتا ہے۔ دنیاوی گورنمنٹ میں صرف انسان کا قتل کرنا جرم ہے۔ حیوان کا قتل کرنا جرم نہیں ہے اسیطرح جو مذہب صرف انسان کے قتل کو ہی منع کرتا ہے انسان کے قتل کو ہی گناہ کہتا ہے وہ مذہب گو جہانتک اُسکا اوپدیش ہے اچہا ہے لیکن وہ انسانی مذہب ہے خدائی مذہب نہیں ہوسکتا۔ خدائی مذہب وہ ہی ہے کہ جو صرف انسان پر ہی نہیں بلکہ پرانی ماتر (کل ذی روح) پر دیا کرنیکا اوپدیش دیتا ہے۔ جو مذہب کہتا ہے کہ خواہ ہاتہی ہو یا چیونٹی۔ خواہ

تمہاری ہی موج ہے۔ کیسکو مین نے یون سکہار کہا ہے کہ آپ پاگل ہوکر کیون اپنی جان آفت مین ڈالتے ہو۔ دیش سے تمکو
کیا تعلق۔ آج مرے کل کی کسکو خبر ہے۔ اگر آتما پنرجنم دھارن کرتا ہے تو اس ہی کا کیا پتہ ہے کہ وہ دوسرے جنم مین تمہین پیدا
ہونگا ممکن ہے یورپ مین پیدا ہو اور کیا تعجب جو خاص انگلینڈ مین پیدا ہو تو ہمارا کیا ہوا کام سب مٹی مین مل جاویگا
اور پہر شروع سے اے بی سی ڈی پڑہنی پڑیگی اسلئے نہ کرنا ہی ٹہیک ہے۔ اپنے آرام مین ہی کیون خلل ڈالا۔ اور جو ذرا
من چلے ہین۔ اونہین مین سوا یا من چلا ہو جاتا ہون۔ اونکو بتلاتا ہون کہ آپ کو دیش کی ضرور مدد کرنا چاہئے کیونکہ دے
یہان پیدا ہوئے اونکی یہان خاص ضرورت تھی اور انصاف بھی تو یہی کہتا ہے کہ سب دیش ایک حالت مین ہونے چاہئین
کیا وجہ جو یہ بہارت ورش ہی اس بری حالت مین پایا جاوے دے مرکر یہین پیدا ہونگے کیونکہ ہمارے خیالات اور
ہماری طاقتین اوسی کی طرف لگی ہوئی ہین۔ اور اوسیکا خیال لیکر جب مرے ہین تو سوائے اوس دیش کے اور کہین پیدا
نہین ہوسکتے۔ اور اگر مردہین اور کمزوروں کو اوٹہانا ہی ہمارا دہرم ہے تو ہم کہین بھی پیدا ہون اوسکو اوٹہانے کا خیال
ہمیشہ ہمارے ساتھہ رہیگا اور اینی بیسنٹ کی طرح آیرلینڈ مین پیدا ہوکر ہندوستان کی ترقی کرینگے وغیرہ وغیرہ الغرض یہ سب
کہیل لا انتہا میر سکر شمہ بے شمار ہیرے داؤ پیچون کی گنتی نہین ہیرے ہتکہنڈون کا ٹہکانا نہین اسلئے آپ اگر اصلیت
سُننا ہی چاہتے ہین تو اصل بن کر سُنئے۔ آپ کہئے اب کسکی اصلیت سُننا چاہتے ہین؟ دہرم کی جین دہرم کی یا اپنے
دہرم کی پہلے اپنا دہرم ہی سُنئے کا اوتساہ ہے اور ہونا بھی چاہئے اچہا سُنئے۔ آپکا دہرم اپنی زندگی کو دوسرونکی سیوا مین
لگاتا ہے دُنیا کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ سب سے پہلے اپنا خیال کرو جو کچہہ ہے سب اپنے لئے رکہو اگر ہماری ترقی ہوگی تو سب
کچہہ ہے آپ مرے جگ پرلے ایسی ہی کہاوتون نے پیارے جوانو تمکو کہوو کہا ہے نہ دین کا رکہا نہ دُنیا کا۔ اب سے آیندہ
یہ سمجہکر کہ جتنی تم دوسرون کی سیوا کروگے دوسرون کے فائدہ کی بات سوچوگے یا کروگے۔ اُتنا ہی زیادہ تم خوش ہوگے۔
تمہاری کوئی خوشی تمہارے پر منحصر نہین بلکہ دوسرون پر منحصر ہے اگر تم باہر سے روپیہ کما کر لاتے ہو تم جب تک کبھی
خوش نہین ہوگے جب تک کہ تم دوسرون کو اوسمین سے حصہ نہ دوگے۔ اگر تم لوڈر ہو تو کیا تم نہین جانتے کہ جب کوئی چیز
تم کہاتے ہو اور وہ نکلتی ہے مزے دار۔ تو جھٹ میٹہے دوڑے اپنے ساتہیون کے پاس جاتے ہو اور کہنے لگتے ہو کہ
دیکہو کہاؤ یہ کیسی مزے دار چیز ہے۔ اور اگر وے لے لیتے ہین اور کہاتے ہین اور اوسکی تعریف کرتے ہین تب تمکو خوشی
حاصل ہوتی ہے۔ برخلاف اسکے اگر وے سب انکار کر دین تو آپکی تمام خوشی خاک مین مل جاتی ہے الغرض جب
جب دوسرون کی خدمت کرتے ہین تب تب ہی ہمکو خوشی ہوتی ہے یعنی ہماری خوشی دوسرون پر منحصر ہے۔ فرض کیجئے
کہ آپ بڑے طاقتور ہین آپ کبھی خوش نہین ہوسکتے ہان اگر کہین کسان کی گاڑی کیچڑ مین پہنس جائے اور تمہاری طاقت
اوسکے نکالنے مین کام آجائے تب البتہ تم کو خوشی حاصل ہوگی اسیطرح سے اگر تم مالدار ہو تو تمکو خوشی جبہی حاصل ہوگی
جب تم اپنا روپیہ دوسرون کو دو اور دوسرے اوسے قبول کرلیوین برخلاف اسکے اگر سب لوگ ملکر ایسا پرو پیگنڈ ل

ین تو نہیں ہو جاتا۔ اگر یہ سب باتیں نہیں ہیں تو۔

اسے میرے دلمین جگہ پا سکتے ہے نوجوانو تم کو دہرم سکھلانے کی ضرورت نہیں۔ انسان بندھن جو کڑی کے دب جانے سے خود بخود آتما کا سروپ ظاہر ہو جاتا اور انسان دہرماتما بن جاتا ہے اس طرح مذہبی۔ ذاتی۔ قومی۔ اور ملکی برائیوں کی جو کڑی سے چھوٹ جاؤ۔ حاصل کرو پہر میں تمکو دہرماتما بنا رہنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ہی نہیں دنیا تمکو اس نام سے پکاریگی مگر تم اسکی بھی پرواہ کیوں کرنے جو تمہارا دل تمکو خود تسلی دیگا اور وہ بلیوں اچھلیگا۔ وہ تم سے باتیں کریگا اور اپنے دہرم کا سبق سکھلا دیگا۔

میرے نوجوانو میں آپکا نوکر ہوں اور وفادار نوکر ہوں نہ معلوم یہ پنڈت لوگ مجھ سے کیوں ناراض ہو گئے ہیں جو دن رات میری برائی کیا کرتے ہیں حالانکہ میں آپکی سیوا میں کوئی کمی نہیں کرتا۔ سچ بھی ہو میں کسیکو تکلیف نہیں دینا چاہتا کیونکہ آپکی تکلیف میں مجھکو تکلیف اور آپکے آرام میں مجھکو آرام ہے جب آپ بچے تھے میں آپکے ساتھ کہیلتا تہا۔ اب آپ جوان ہو گئے ہیں تو آپکے ساتھ کام کرتا ہوں۔ جب آپ اندھے ہوکر کسی بات کو کرنا چاہتے ہیں میں بھی ویسے ہی کرنے لگ جاتا ہوں جب آپ سوچنے سمجھنے لگتے ہیں میں بھی ویسا ہی کرنے لگتا ہوں۔ میں آپکا نوکر۔ اگر آپ بھنگیوں کو اچھی نظر سے دیکھتے نہیں تو میں [illegible] رہا ہوں ہے اگر آپکی نظر اس سے بدلی ہوئی پاؤنگا۔ کہہ دونگا اسکے [illegible] مجھے آپکی خوشی منظور ہے [illegible] آپ آپ سے غرض [illegible] کرنا چاہتے ہیں کہ اصلیت کو جانیں اسلئے میں اصل اصل باتیں بتاؤنگا اگر بیچ میں ذرا آپکی طبیعت بدلی ہوئی پاؤنگا میں فوراً مضمون کے سلسلہ کو بدل دونگا میں شہر والوں کے دھرم کا خیال میں بیٹھے آپکی خوشی کا خیال ہے آپ اسی لئے میں خوش ہیں کہ میں رات کو رات کہوں۔ میں کہونگا اگر آپ کہیں دن کو رات کہو تو میں کہونگا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بہائی ٹھیک کہو اور ویسی ہی آپکی خواہش بہی ہو تو ہو ہوگا وہ ہوگا۔ لوگ مجھپر قابو کرنا چاہتے ہیں مگر میں کسیکے قابو کا نہیں۔ میرے جیسی تیز نگاہ والا ہی مجھپر قابو پا سکتا ہے۔ میں ایسا شریر ہوں کہ اگر آپکو بھوک لگ رہی ہے۔ اور آپ بیٹھے بیٹھے کہ دوا دارو لئے ہوئے ہیں۔ تو میں جواب دونگا چار روٹی اور جھٹ آپکو خوش کر دونگا۔ پہر آپکو اگر گرمی لگتی ہوگی اسوقت نہیں کہ وہ کوئی دوا [illegible] بات ہے تو آپکے کپڑے اتروا کر سیدھا جو کے میں لے چلونگا۔ آپکی دوا دارو کے سوال کو ایسا خاک میں ملاؤنگا کہ شاید یاد بھی نہ آ سکیگا۔ اسیطرح میں نے سینکڑوں جوانوں کو ناش میں ملا دیا۔ سینکڑوں پارٹیوں کو خاک میں ملا دیا۔ سینکڑوں شورویروں کو خاک پر لٹا دیا۔ میں دہرم بنکر ملک کو نہلا دیتا ہوں۔ کبھی ملک بنکر دہرم کو نہلا دیتا ہوں کبھی سست بنکر دونوں کو نہلا دیتا ہوں۔ مجھے آپکی تعلیم کا ذرا ڈر نہیں آپ چاہے بی۔ اے ہوں یا ایم۔ اے۔ آپ چاہے شاستری ہوں یا آچاری میں نے بہت سے ایم۔ اے۔ اور شاستریوں کی ایسی ناک دبا رکھی ہے کہ انکو دن رات پوجا پاٹھ اپدیش کمانے کے کام میں لگائے رکھتا ہوں۔ اصلی دہرم کی ہوا تک انکو نہیں لگنے دیتا۔ پر دیکھا کہ میں نے یہ سمجھا رکھا ہے کہ یہ بلا کیوں سر مول لیتے ہو دان دینا روپیہ برباد کرنا ہے کیوں دوسروں کو دیتے ہو۔ دوسروں کی بھلائی کرنا خود کمزور رہنا ہے کیوں بھلائی کرتے ہو اور دوسروں کی برائی کرنے سے دوسرے بڑے بن جاوینگے نہیں تم اچھے ہی بنے رہوگے۔ پہر تم ہی اچھے رہوگے اور سب خراب

سنہ گہی کہانڈ کے لڈو تو نہیں بیچتے ؟ کہین اپنی اولاد کے منہ کا لقمہ دگراس یا لالہ) چہین کر آتش بازون ۔ نقالون ۔ رنڈیون
بہانڈون ۔ نوشکی کا تماشہ کرنے والون ۔ گویکون ۔ شعبدہ بازون اور قومی چاپلوسون کا منہ تو میٹھا کرنا نہیں سیکھ گئے ؟ کہین آپ
اپنی اولاد کو تعلیم نہ دلاکر ملکی بوجہا تو نہیں بنا رہے ؟ کہین اُن بیواؤن کو جن پر آپکو اختیار ہے ایسی جگہ تو نہیں چہوڑ رکہا جہان
ستر اسّی برس کے بوڑہے ۱۲ سالہ لڑکیون کے ساتہ کلولین کر رہے ہون ؟ کہین آپنے اپنی بیویون کو فحش گالیان گانے کی
اجازت تو نہیں دے رکہی ؟ کیا آپکے یہان بہوئین سُسر کا (یعنی باپ کا کیونکہ وہ باپ نہیں تو باپ کے ہم پلہ ضرور ہوتا ہے)
بہی پردہ کرتی ہین ؟ ایک مچہلی سارے تالاب کو گندہ کر ڈالتی ہے تو جہان جُہنڈ کے جہنڈ گندی مچہلیان ہو گئی ہون اوس تالاب
کی گندگی کا تو ٹہکانہ ہی کیا ہے ! جو سسر ستر ستّر برس کی عمر مین بہی شادی کرتے ہین اُن ... سے پردہ ہونا چاہئے ! کہین آپ
جب تعلیم کا سوال در پیش ہوتا ہے لڑکے لڑکیون مین فرق تو نہیں سمجہ لیتے ۔ اور اسطرح ملکی گاڑی کے پہیے توڑکر اوسکے بیلون کو یعنی
آیندہ جوان نسل کو اوسکے کہینچ لیجانے کے راستے مین رکاوٹین تو نہیں ڈال رہے ؟ کہین آپکے یہان آدمیون سے زیادہ چوپایون
کی تعداد تو نہیں ہے ؟ آپ بڑہئی ۔ لوہار اور چمار وغیرہ کو جانور تو نہیں سمجہتے ؟ کہین پانی پلانا ۔ روٹی پکانا ۔ اردلی چپراسی کا
کام کرنا اور بوجہا اوٹہانا جسکے سپرد کر رکہا ہے اونکو مہاراج کہکر پکارنے کی عادت تو نہیں ہو گئی ۔ یا کہین اسیوجہ سے وہ چہوئے جانے
کے ناقابل تو نہیں ہو گئے ؟ نہ سہی ۔

آپ کہین اپنی گہروالیون کو گون پہنے دیکہکر لٹّو تو نہیں ہو جاتے ؟ کہین بچون کو کوٹ پتلون مین مست بناکر دہوتی مرزئی
سے نفرت کرنا تو نہیں سکہلا دیا ؟ کہین ولایت سے بسکٹ اگر تو آپکی میز کی رونق نہیں بڑہانے لگا ہے ؟ کہین سکوچ وسکی تو منہ نہیں
لگ گئی ؟ کہین اوسکے ساتہ کے دیگر لوازمات تو زبان نہیں چڑہ گئے ؟ کہین آپ سگرٹ ہاتہ مین لیکر نزاکت کے ساتہ بیل کی کہڑکی پر
ہاتہ مارکر اوسکی راکہ جہاڑنے مین مزہ تو نہیں لینے لگے ؟ کہین جُہک جُہک کر ہاتہ مین چہڑی لیکر چقر کی گولیان لڑہکانے کی
عادت تو نہیں پڑ گئی ؟ کہین اپنے ساتہ کو کہین رہے بہائیون کو کالا آدمی کہکر بلانا تو زبان پر نہیں چڑہ گیا ؟ کہین چاتک کی
مانند ترستے اپنے بہائیون کو دیش بہاشا کے دیا کہیان روپی میٹہے پانی کی بجائے سات سمندر پار کی بہاشا کا کہاری پانی پلانے مین
تو آپکو مزہ نہیں آنے لگ گیا ؟ کہین عورتون کی مانند چٹک مٹک پر عاشق ہونا آپکا شیوہ تو نہیں ہو گیا ؟ کہین اپنی درجوات کی
آپکا تمام گہر ضروری اور غیر ضروری ولایتی اشیا سے رونق تو نہیں پانے لگا ؟ نہ سہی

کہین کرسی پر تنکر مونچہہ مروڑتے ہوئے پان مین پان ملاکر طبیعت جوش نہین کرتی ؟ اور پہر کہین اس بات کے لیے سیکڑون
اور ہزارون پر پانی تو نہیں پہیرا جاتا ؟ کہین اون بہائیون سے نفرت تو نہیں کرنے لگے جو آپ ہی کا دم بہرتے ہین ؟ کہین ملکی
معاملات آپکی نظر مین ایسی ہتا تو نہیں بنے ہوئے ؟ کہین سچائی اور عبادت آپکی طبیعت مین ہم معنی تو نہیں ہو گئے ؟ کہین
دیش بہکتی اور سماج بہکتی جدا جدا سمجہ تو نہیں لگائے ؟ کہین ہندی ساہتیہ سمیلن اور ایک چار چار سبہا مین شامل ہونے سے
فرض منصبی کو چہوت کی بیماری تو نہیں لگ جاتی ؟ کہین مہاتما گاندہی کے درشن سے اور مسٹر گوکہلے کی یاد سے دماغ بہت پاگل

وقت ہے کہ ہم اپنے نام کے واسطے آشرم کو جانتے ہیں ایسا نہو کہ وہان ملا دین اور یہان بھی ہین سے بالکل ہی محروم ہو جاوین۔
آخیر مین اس آشرم کے کاریہ کرتاؤن خاص کر لالہ مہابیر پرشاد لالہ پارس داس کو مین دہرے یاد دیتا ہون کہ جو اپنا قیمتی وقت قیمتی صلاح خرچ کرکے
اسکو نہایت خوبی کے ساتھ چلا رہے ہین یہ سب جانتے ہین کہ ان کاموں مین بہلائی کم ملتی ہے اور برائی تو برابر ملا کرتی ہے آپ برائی کی پرواہ نکرکے
اس بہلے کام کو کر رہے ہین یہ آپ کا ہی حوصلہ ہے کہ تب ہی اور ایشور سے پرارتہنا کرتا ہون کہ اونکا حوصلہ بڑہتا رہے تاکہ یہ آشرم روز بروز ترقی کرتا
رہے اور قوم کے لئے باعث فخر بنا رہے۔

نوجوان اور دہرم

مہاتما بھگوان دین جی

کیون بہائی نوجوانون کہین آپ صبح اوٹھکر الہتی پالہتی مارکر بیٹھنے کے تو عادی نہین ہوگئے؟ شری مہابیر سوامی جیسے سواد ملی۔ آتما بہاتی
اور ہوشیار رہتی جہاتماکی درش مانگکر کہین بہک منگون کی طرح "موہے تار وسنولیا" کی دھن تو نہین الاپنے لگے؟ کہین آپکو اپنے آدرشون
کے سامنے کہانا چڑہا کر بہوک مٹ جانے کا خبط تو نہین ہوگیا؟ کہین برہمنون سے کتہاؤن کو پڑہکر یا سنکر اپنی گہروالیون سے نفرت کرنا
تو نہین سیکہ گئے؟ کیونکہ اونکے بہل کے موافق اولاد تو ہوہی رہیگی! کہین آریہ سماجیون کیطرح اپنے دروبان لوگ یا کسی پران کو اعتراض
سے پڑہنا تو شروع نہین کردیا کہ اوسمین کہین نہ کہین ہوائی جہاز بنانے کے طریقے ضرور نکل جائینگے؟ کہین آپ تیرہ دیپ کے
نقشے کو اسکیل مین کہینچنے کے لئے کاغذ تو نہین تلاش کرتے پہرتے۔ کہین آپ جمبو دیپ کے دو سورج اور چاند کے چکر مین تو نہین پڑگئے!
آپ ٹہیرے نوجوان کہین سورگ کی دیوانگناؤن کے خیال مین پڑکر کتہا کہٹ مالا جپنا تو شروع نہین کردیا؟ کہین مہابیر سوامی کو
دیوالی کے روز لڈو چڑہا کر ہنڈوہن کے آنند مین مست ہوکر اصلی دہرم کو تو نہین بہول بیٹھے؟ کہین اندر کی مانند دیکہنے ناچنے گانے
کے سوا کچہ نہ آتا تہا) آپ تو اپنی راتین بسر کرنے مین ضائع نہین کردیتے؟ کہین خواہ مخواہ آہا! اوہو! سی ہا! یا سر ہلا ہلا کر تعریف
کرنا آپنے تو نہین سیکہ لیا؟ کہین رام لیلا کی طرح نہین نہین اوس سے کہین گرے ہوئے طریقے مین اپنے بہگوان کی شانت مورتی کو پالنا
جہلا اونکے خیال مین گرفتار نہین ہوگئے؟ کہین کاٹہہ کے ہاتہی گہوڑے۔ رہ اور رتہہ بنوانے کی دہت (جبکہ قوم مین انا تہہ بچون اور
بیواؤن کی تعداد دن بدن ترقی پر ہے) تو آپ کو نہین ہوگئی؟ نہ سہی۔
کہین زچہ خانہ کی تکلیف رفع کرنے کے لئے گندھک کو دوا تو نہین ماننے لگے؟ کہین بیدی کی خاک کو بچہ جلدی ہو جانے کی دوا تو
نہین سمجہ بیٹھے؟ کہین اپنے تیرتہہ استہانون کو بچون کے بال جمع کرنے کا گہورہ تو نہین سمجہ لیا؟ کہین ترانہ مین اپنے بالکون کا بیاہ
ہوتا ہوا دیکہنا تو آپکی نگاہ مین نہین چڑہ گیا؟ کہین آپ مین اپنی اولاد کی ۲۰ برس تک کی پاک زندگی کو گندہ جوڑا کرکے ناپاک کرنے کا
عیب تو پیدا نہین ہوگیا۔ اور کہین ایسی ہی بد رسومات کے ذریعہ آپ نے اپنے بزرگان قوم کی چہاتی پر مونگ دلنے مین لطف
تو نہین سمجہ رکہا۔ کہین گہر مین جوان موت ہوجانے کی خوشی تو آپکے یہان نہین منائی جاتی اور اوسکی امنگ مین برادری کو

دیا کرن کے جانے والے اٹھتے جاتے ہین اور نو پیدا نہین ہوتے ہماری ہان ودیا کا پرچار دہرم کا پرچار کم ہوتا جاتا ہے جسکی وجہ سے روز بروز پستی
مین اُترتے جاتے ہین اسکا فکر کرنا آپکو لازم ہے اور کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ اگر ہماری قوم کے بزرگ اسپر دھیان کرین تو کیون اسکا سدہار نہو
آشرم کی خوبیان اور آپکے دان پیر ہونیکی مہما کرتے ہوئے مین یہ اپنا فرض سمجھتا ہون کہ اس آشرم کے اندر جو کمی ہون یا جو نقص مجھکو بتائے گئے ہین اُنکو
آپکے روبرو ظاہر کرون تاکہ کمی کو نہ جاننا اور آنکھ بند کرکے کام کرنا بڑی غلطی ہے (۱) نقص وہ ہے جو مین پہاڑی دیہوج کے بار شکشا ودیشن پر
ظاہر کر چکا ہون اور مجھے بڑی خوشی ہے کہ اس آشرم کے کاریہ کرتاؤن نے اسکول کیواسطے دوسرا مکان تجویز کر لیا ہے۔ اور تھوڑے عرصے مین جو دسر
وہان چلا جاویگا۔ مجھے آشا ہے کہ ہماری بہائی اپنے بچون کو جو اب اس ودیالے مین نہین بھیجتے ہین وہ آیندہ بھیجا کرینگے اور چونکہ یہ آشرم اور اُسکا ودیالہ
سب جاتی کے فائدہ کیواسطے بلا لحاظ مذہب کام کر رہے ہین مجھے آشا ہے کہ سب جاتی کے بالک آیندہ اس ودیالے مین داخل ہوکر لابھ اٹھاوینگے
میری خیال مین جو بہ نسبت یکہ آپ اپنے بچون کو پڑہاتے ہین تو کوئی وجہ معلوم نہین ہوتی کہ آپ اس مدرسہ اور مدرسہ مین فرق سمجھین اسمین تو دہرم
شکشا اور دیویا اور مہاجنی شکشا کا فائدہ اور مدرسون کی نسبت زیادہ ہے (۲) دوسرا اعتراض وہ ہے جو لالہ جیمن لال وکیل سہارنپور نے اپنے
مضمون مین جس پردیپ مین چھپا ہے وہ یہ ہے کہ یہ بالک اناتہ ہماری پاس قوم کی امانت ہین ہمکو انکو استعمال اور اُنکے ساتھ برتاؤ وہ کرنا چاہیئے
جو ہم اپنے بالکون کے ساتھ کرتے ہین جس کام کو ہم اپنے بالکون سے کرانا برا سمجھتے ہین وہ کام ہمکو ان اناتہ بالکون سے کرانا نہین چاہیئے بس بیاہ شادی
کے موقع پر جو بالک گانے بجانے جاتے ہین وہ رنڈی بھڑوون کی جگہ کام دیتے ہین کہ روپیہ لیکر گانے ہین یہ سخت معیوب ہے اور مین قوم اور برادری
سے امید کرتا ہون کہ اس اعتراض پر کافی غور ہوگا کیونکہ یہ اعتراض قومی اخبار مین نکل چکا ہے اور اسکی وجہ یہ بہائی گئی ہے کہ سنستہا ان کو کافی
سہارا نہین ملنے کی وجہ سے یہ کام جاری کیا جاتا ہے (۳) تیسرا اعتراض یہ ہے کہ جو بھجن ان بالکون کو سکہائے ہوئے ہین اور جنکو یہ گاتے ہین
اُنمین جو ویراگ ہو نہ معرفت نہ آپدیشی ہو نہ نصیحت برائے بیتی اور بھجن مثلاً پنڈت بھود داس جی پنڈت دولت رام جی پنڈت جیتن داس جی
کے بہت ہی عمدہ ہین اُنکے پڑہنے سے آنند ہی آنند برستا ہے وہ سکہائے جاوین اور اگر زمانہ حال کے موافق نئے بھجن گانے منظور ہین تو اور بنائے جاوین
حال کے بھجنون مین ترمیم کی ضرورت ہے اور ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہیئے جو اسپر غور کرے (۴) زیادہ تر یہ اعتراض برادری کی طرف ہے وہ یہ ہے کہ جو خرچ
آجکل ہماری یہان ضیافت کے کہانون پر ہوتا ہے وہ چاہئے دیدوں کے خیال مین بھی نہ گرنا ہوگا جس تکلف جسقدر خرچ جس درجے کی کوشش
جس احتیاط جس جس صفائی سے مٹھائیان اور ساگ بہاجیان بنتی ہین اُسی قدر ہاتھی ہر چہ انکا نہ آدر ہم کہاتے ہوئے کرتے ہین جگہ تنگ
اور وقت تنگ جو چار بجے یا دو ہی شام کا وقت دو گھنٹہ بہر مین چار پنگت دس کہار ہین چند وہ انکے سر پر سوار ہین جہاڑو اور پانی کی آواز
لگ رہی ہے گویا کہ سخ کا نقارہ ہے بیل اور اونٹ اور اور کوئی جانور جس وقت کہاتے ہین تو ہم سمجھتے ہین کہ وہ کہا رہے ہین لیکن خالی پیٹ کی تھیلی
مین ڈالتے جاتے ہین پھر جب جگالی کرتے ہین تو اسکو تھیلی مین سے نکالتے جاتے ہین اور ٹھیک ٹھیک چبا چبا کر معدہ مین داخل کرتے جاتے ہین
سو بہائیون یا تو ضیافت کے وقت کو بڑہاؤ نہین تو ہمکو جگالی کرنی سکہاؤ ہم تو چند منٹ مین کہا نہین سکتے یا یون کہو کہ بیٹھکر تسلی اور تکلف
سے کہانون کا مزا لے نہین سکتے ہین اور نہ آدر کر سکتے ہین اسی مصیبت مین یہ بالک بھی شامل ہین کہ جلدی جلدی کہاتے ہین نہ مزہ آتا ہے
نہ پیٹ بہرتا ہے چنانچہ ہونہین پیکار جاتی ہے اس سے تو ان کی تیل آشرم مین بھیج دو تو پہلے ہی سے مزہ لیکر کہاوین لیکن مین

بار ایک اصول ہونکی خاص لے دایکتا کے لحاظ سے آپکو سچ ہی سچ نظر آئینگے۔کوئی شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا
کہ جین دہرم میں پرماتما مانا ہے۔گو پرماتما کا سروپ جو جین دہرم میں مانا ہے اوس میں اور آپکے مانے ہوئے سروپ میں کچھ
فرق ہے۔اب یہ کام وچار والونکا ہے کہ کونسا سروپ آتما کی اونتی کرنیوالا ہے اور پرماتما کی عظمت قائم رکھتا ہے اور کونسا
سروپ آتما کو سنسار میں گہمانیوالا ہے اور پرماتما کو مثل ایک دنیاوی حاکم یا سنساری آتما کے بنا دیتا ہے جسکو جو سروپ
پرماتما کا اچھا لگے اوسکو وہ مانے۔اس معاملہ میں زیادہ حجت وتکرار کرنا اور ایکدوسرے کو ناستک بتلانا محض غلطی ہے۔
اور کلیش بات ہے۔

نوٹ۔یقین ہے کہ جین مت کے سدہانت اور اسکی کرم فلاسفی کو دیکھے بغیر کوئی صاحب اسکے بارے میں نکتہ چینی نہ
فرماینگے۔اگر کوئی صاحب ایسا کرینگے تو بےفضول اپنے دماغ کو پریشان کرینگے اور اپنے وقت کو ضائع کرینگے۔ہم پنڈت
مولراج جی کی توجہ اس طرف دلاتے ہوئے درخواست کرتے ہیں کہ وہ سب سے پہلے جین دہرم کی کرم فلاسفی کے گرنتھ [illegible]
اگر پھر انکو کوئی شنکا پیدا ہو تو شانتی کے ساتھ ہمسے رفع کریں۔ہم وعدہ [illegible] تحقیق کرکے رسالہ میں اپنا نام روشن کرنیکی
کوشش کیا کریں اگر رسالہ میں نام روشن کرنا ہے تو کچھ لیکھ اوپکار کیلئے قلم بند فرماویں [illegible]

پریسیڈنشل اسپیچ شریمان رائے صاحب بابو پیارے لال جی جین وکیل چیف کورٹ پنجاب

بموقعہ جلسہ سالانہ جین اناتھ آشرم دہلی منعقدہ ۷ اپریل ۱۹۱۸ء

بزرگو۔بہائیو۔ماتاؤ ن بہنو۔تمہاری آتمائیں جو دیا کا بہنڈار ہیں اسکے سبب یتیم بچے جنکے ماں باپ انکو بےسہارا چھوڑ کر مرگئے ہیں [illegible]
میں پرورش پاتے ہیں۔اور پرورش بھی کیسی بہت اتم اور اعلیٰ درجہ کی جسکا آپکو فخر ہونا چاہئے آپکو دھیان یاد ہو کہ آپ دہرم پریمی یا اوار داتار
ہیں۔آپ اپنے روپیہ میں سے دان کرکے ان بالکون کے پالن پوشن کا انتظام کرتے ہیں۔پہر یہ بالک کون ہیں یہ کوئی غیر نہیں یہ تو ہمارے
بہائی کے بہائی ہیں۔ہمارے جیسے سادہرمی گرہستی ہیں۔خالی اساتا کرم کے اودے ہونے سے دکہ کو پراپت ہوئے ہیں۔انکے واسطے دان
دینا پرم دہرم ہے۔یون تو ایسا کوئی دہرم ایسا کوئی مت مذہب ایسا کوئی ملت نہیں ہے جسمیں دان یعنی خیرات اور زکات کی مہما اور آگیا نہ ہو۔
سب ہی اچہا اور عمدہ بتلاتے ہیں اور مانتے ہیں اور سب کے یہان اسکا طریقہ جدا جدا اپنے قاعدے کے موافق مقرر ہے اور سب کے یہان اسطرح
کی سنستہائیں موجود ہیں۔لیکن ہمارے یہان اسکا حال بہت مفصل اور مکمل ہے یعنی اسکا ورنن بہت ہی بہانت کیا گیا ہے ہمارے یہان چار
پرکار کے دان ورنن کئے گئے ہیں (۱) اوشدہ دان (۲) شاستر دان (۳) آہار دان (۴) ابھے دان۔ان چار دانون میں سے پہلے تین قسم کے
دان سب جگہ پائے جاتے ہیں لیکن یہ چوتہا دان خاص ہماری ہی دہرم کا حصہ ہے میرے خیال میں یہ بہت بڑا اور شریشٹہ دان ہے کیونکہ جب کسی کی
آتما کو بھے کے کارن کلیش ہو یعنی جب کسی آدمی کے دکہ خوف کی وجہ سے گھبراہٹ اور پریشانی ہو اسکا خوف ہٹانا یعنی خوف کو مٹا دینا کیسے
بڑے ثواب کا کام ہے اور جگہون میں کئی اسطرح کے دان بہی مقرر ہیں جنکو ہمارے یہان وقت اوپر شامل کیا گیا ہے مثلاً جیودان اور ایسے دان [illegible]

بیوہار روپ سے اوسکو کوئی بنانے کاری کہدے تو اس معنی مین کسی حد تک بیجا بھی نہین ہے۔

برہما وشنو وغیرہ - جین شاسترونین پرماتما کے ایکہزار آٹھ نام بیان کئے گئے ہین اونہین ایکہزار آٹھ نامون مین سے یہ نام بھی ہین اسلئے ان نامون سے بھی پرستش کرتے ہین۔

ازروئے جین دہرم نشچے یعنی اصلیت مین پرماتما نہ کسی کو کچھ دیتا لیتا ہے۔ نہ کسی سے خوش ہوتا ہے۔ نہ کسی پر ناراض ہوتا ہے۔ اور نہ اوسکے دلمین کچھ کرنیکی خواہش پیدا ہوتی ہے اسلئے نہ وہ کچھ کرتا ہے۔ اناد کال سے جو کچھ ہے اور آیندہ اننت کال تک جو کچھ ہوگا وہ سب اوسکے گیان مین ہے۔ وہ سب اوسکے سامنے پرتکیش ہے۔ پہر وہ کرنیکی خواہش ہی کیا کرے اور وہ کام ہی کیا کرے۔ وہ توکرتیہ کرتیہ (جسنے سب کچھ کرلیا۔ کچھ کرنا باقی نہین رہا) سروگیہ۔ پرمانند۔ ویتراگ ہے اوسکو کسی چیز کے بنانے۔ کسی کے بگاڑنے۔ کسی کو مارنے۔ کسی کو جلانے سے کچھ مطلب وضرورت نہین۔ وہ غنی ہے۔ اور آتما مین اننت شکتی ہے۔ جو سوبہاؤ پرماتما کا ہے وہی آتما کا ہے۔ سوبہاؤ کے لحاظ سے آتما و پرماتما ایک ہین لیکن اناد کال سے بوجہ راگ۔ دویش وموہ کے آتما کے ساتھ پدگل یعنی مادہ کا سنجوگ ہورہا ہے جسکی وجہ سے آتما کا اصلی سوبہاؤ دبا ہوا ہے۔ ظاہر نہین ہے۔ اوس سوبہاؤ یا پرماتما کے سوبہاؤ یا جن جہان آتماؤنین وہ سوبہاؤ ظاہر ہوگیا ہے اونکا چنتون۔ اونکا خیال۔ اونکا دہیان کرنے سے وہ آتما کا اصلی بیج سوبہاؤ جاگنے لگتا ہے یعنی ظاہر ہونے لگتا ہے۔ آتما کی اصلی شکتی ظاہر ہونے لگتی ہے یعنی درحقیقت باہر سے کوئی طاقت نہین آتی ہے۔ باہر سے پرماتما آتما کو کچھ نہین دیتا ہے لیکن چونکہ پرماتما آتما کا سوبہاؤ ایک ہے اسلئے پرماتما کے دہیان سے آتما کا سوبہاؤ۔ آتما کی طاقتین ہی ظاہر ہوکر آتما کی حالت اچھی سکھ روپ ہوجاتی ہے۔ اسلئے چونکہ پرماتما اصلیت مین آتما کو کچھ دیتا نہین جین دہرم نشچے مین پرماتما کو کرتا ہرتا نہین مانتا لیکن چونکہ پرماتما کے بہت سے آتما کی طاقتین ظاہر ہوتی ہین اسلئے بیوہار سے جین دہرم پرماتما کو کرتا ہرتا بہی کہتا ہے۔

مہاشے جی۔ جین دہرم ایک ایسا دہرم ہے کہ جسکے اندر سب دہرمونکے سدہانت واصول موجود ہین جین دہرم کو کسی دہرم سے مخالفت نہین۔ جین دہرم کسی کو جہوٹا نہین بتلاتا۔ جین دہرم سب دہرمونکے اصولونکو اونکی خاص نئے واپیکشا کے لحاظ سے سچا بتلاتا ہے۔ ہان بلانے واپیکشا کے لحاظ کے سرتہا پرکارت کسی اصول کو ماننا ٹہیک نہین ہے صرف اینکانت وایکانت کا فرق ہے۔ آپ کہتے ہین کہ پرماتما کرتا ہرتا ہی ہے۔ جین دہرم کہتا ہے کہ نشچے مین پرماتما کرتا ہرتا نہین ہے بیوہار سے کرتا ہرتا بہی ہے۔ آپ کہتے ہین پرماتما سرو دیاپک ہی ہے۔ جین دہرم کہتا ہے کہ پرماتما معہ نجاتی گیان کے یا اس لحاظ کے کہ شکتی اپیکشا و سب آتماؤنمین ہے پرماتما سرودیاپک بھی ہے لیکن بلا اس لحاظ کے نشچے مین سرودیاپک نہین ہے۔

بہائی صاحب۔ محض ہارجیت کے لئے بحث مباحثہ کرتے یا جین دہرم پر ناسکتا کا الزام لگانے مین کچھ نہین رکہا ان باتون مین فضول آپ اپنی طاقت ووقت خرچ کرتے ہین۔ اگر آپ جین دہرم کی کرم فلاسفی واینکانت اصول کو سمجھ لینگے تو دنیا

بیاپتا ہوا ہیں۔ کوئی جگہ جیو یعنی آتما سے خالی نہیں ہے اور شکتی ایک شا جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے ہر جیو یا آتما چونکہ
ہے پس کوئی جگہ پرماتما سے خالی نہیں ہے یعنی پرماتما **سروویاپک** ہے۔ غرض اسطرح یہ بار روپ پرماتما سروویاپک ہے
دیالو۔ جب ہم کسی کو تکلیف میں دیکھتے ہیں تو ہمارے دل میں دیا کے بہاؤ پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے دل میں یہ خواہش
پیدا ہوتی ہے کہ ہم اوسکی مدد کریں اور ہم اوسکی مدد کرتے ہیں۔ جب کوئی ہماری تعریف کرتا ہے ہماری سیوا کرتا ہے تو ہم اوس پر
مہربان ہو کر اوسکو انعام دیتے ہیں اوسکو آرام پہونچاتے ہیں اسلیے ہم دیالو کہلاتے ہیں۔ جین دہرم اسطرح سے پرماتما
کو دیالو نہیں مانتا۔ جین دہرم کا سدہانت یہ ہے کہ جب کوئی شخص اچھے خیالات اچھے کرم کرتا ہے یا پرماتما کی استتی
و پرستش کرتا ہے تو خود آپ سے پدگل پرمانو یعنی مادہ کے ذرے کھینچکر اوسکی پہلے مادہ سے ملی ہوئی آتما کے ساتھ
بندہ جاتے ہیں کہ جن آتما کے اچھے خیالات یا اچھے افعال کے اثر سے ایسی شکتی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ مناسب
وقت پر اوس آتما کو آرام و سکہہ پہونچاویں۔ جسطرح جب کوئی شخص عمدہ غذا کہاتا ہے تو وہ غذا خود بخود اپنے مناسب
وقت پر اوسکو طاقت۔ آرام و سکہہ دیتی ہے۔ یا جسطرح جب کوئی شخص ثقیل چیز کہا لیتا ہے تو وہ ثقیل چیز مناسب
عرصہ کے بعد خود اوسکو بیمار کر دیتی ہے۔ یا جسطرح جب کوئی آدمی شراب پی لیتا ہے تو وہ شراب معین وقت کے بعد خود
اوسکو پاگل بنا دیتی ہے۔ اسیطرح آتما اپنے اچھے بُرے بہاؤں (خیالات) کے ذریعہ سے جو مادہ کے ذرے اپنے
ساتھ باندھتا ہے وہ ہی ذرے اون بہاؤں کی خاصیت کے اثر کے موافق اوس آتما کو سکہہ دکہہ کے کارن ہوتے ہیں
یہ بات نہیں ہے کہ پرماتما اچھے خیالات یا اچھے کرم کرنیوالے سے خوش ہو کر اوسکو راحت و آرام پہونچاتا ہے اور
بُرے خیالات و بُرے کرم کرنیوالے پر غضب و قہر کر کے اوسکو رنج و تکلیف دیتا ہے۔ پس نشچے میں پرماتما ہمارے
لئے دیا و سکہہ کا کارن نہیں ہوا۔ یعنی نشچے میں پرماتما نہ تو دیالو ہی ہے اور نہ غصہ و ظلم کرنے و تکلیف دینے والا ہی ہے
بلکہ نشچے میں پرماتما اچہار رست و یتراگ ہے۔ لیکن چونکہ اوسکی استتی و پرستش کرنے اوسکا دہیان دہرنے سے
ہمارے خیالات و افعال نیک ہوئے اور اوس سے ہمارے کرم اچھے بند ہے اور ہمکو سکہہ ہوا اسلئے ایکطرح سے پرماتما
ہمارے لئے دیا و سکہہ کا نمت کارن ہوا اور اس نمت کارن ہونیکی وجہ سے بیوہار نے سے ہم اوسکو دیالو۔ کرپالو
وغیرہ ناموں سے پکار سکتے ہیں۔

نیائے کاری۔ جو اصول پرستش کرانے لکھے ہیں اومیں پرماتما کو نیائے کاری کہیں نہیں کہا۔ یہ لفظ پرستش کرنیوالا
خود اپنی جانب سے لکہدیا ہے لیکن اگر کوئی جینی نیائے کاری کہکر بہی استتی کرنے لگے تو ایک معنی میں یہ کسی
حد تک درست ہو سکتا ہے اور وہ اسطرح سے کہ پرماتما کے دہیان پرماتما کی استتی و پرستش سے سنساری جیو کو
سکہہ ہوتا ہے اور اسکے خلاف افعال سے دکہہ ہوتا ہے تو گو اصلیت میں پرماتما سکہہ دکہہ نہیں دیتا لیکن چونکہ
وہ اس سکہہ دکہہ میں ایک قسم کا نمت ہے تو گویا وہ ایک نیائے کاری نمت ہے اور اس نمت کے لحاظ سے

دُنیا کو نفی سے پیدا کر دیا یا کسی خاص وقت مین پرکرتی و مادہ کو ملا کر دنیا بنا دی۔ یا کسی خاص وقت مین خود دنیا کے روپ ہو گیا۔ اور پہر کسی خاص وقت مین دُنیا کو فنا کر کے صفا چپٹ میدان کر دیگا۔ اور جو شخص اوسکی پوجا کرتے ہین یا اچھے کام کرتے ہین پرماتما ان پر راضی ہوتا ہے اونکو اچھی اچھی چیزین دیکر اونکو سُکہہ آرام پہونچاتا ہے۔ اور جو شخص اوسکو گالیان دیتے ہین یا بُرے کام کرتے ہین اونکو دوزخ مین پہیجکر یا بیماری۔ موت۔ آندہی۔ طوفان۔ پلیگ۔ زلزلے لاکر یا اونکے لئے چور۔ ڈاکو پیدا کر کے اونکو تکلیف دیتا ہے اور اونکو اونکے بُرے کرمونکی سزا دیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسطرح سے نیچے یعنی اصلیت مین پرماتما کو کرتا ہرتا جین دہرم مین کہین نہین مانا اور نہ کسی ستوتر مین ہی ایسا کہا ہے۔ نیچے مین جین دہرم پرماتما کو سرو گیہ ویتراگ ہی مانتا ہے۔ جہان کہین کرتا ہرتا کہا ہے وہ بیوہار روپ سے کہا ہے۔ اور بیوہار روپ سے کرتا ہرتا اسطرح ہے کہ انادی کال سے یہ آتما اپنے اچھے بُرے خیالات و افعال کے ذریعہ سے اپنے لئے مختلف قسم کا سنسار رچتا ہے۔ کوئی سنساری حالت ایسی نہین کہ جو اس نے نہ اختیار کی ہو کبہی مٹی۔ پانی۔ ہوا۔ آگ۔ بناسپتی مین رہتا ہے کبہی جانور ہو جاتا ہے۔ کبہی منش یونی مین جنم دہارن کرتا ہے کبہی نرک مین چلا جاتا ہے۔ کبہی دیوتا ہو جاتا ہے۔ منش جنم مین کبہی امیر ہے کبہی غریب۔ کبہی راجہ ہے کبہی رنک۔ غرض مختلف سنساری حالتون مین گہومتا ہوا کسی وقت ست اپدیش کے ذریعہ سے سمیک درشن (اعتقاد صادق) سمیک گیان (علم صادق) سمیک چارتر (عمل صادق) اختیار کر کے راگ دویش کو چہوڑ کر کرمونکے پردے کو دور کر کے سنساری اوستہا کا ناش کرتا ہے اور پرماتم پد پر پہونچ جاتا ہے۔ یعنی یہ آتما اپنے لئے سنسار کو پیدا کرتا اور اوسکا ناش کرتا ہے۔ اور آتما مین اسکا اصلی بیج سوبہاؤ پرماتم پد باطنی طور سے شکتی کی صورت مین ہمیشہ موجود رہتا ہے یا دوسرے لفظون مین یون کہو کہ آتما باطنی صورت سے شکتی اپیکشا ہمیشہ پرماتما ہے تو پہر ایک طرح سے پرماتما ہی مختلف سنساری حالتونکو بناتا اور اونکا ناش کرتا ہے اور اس معنی مین بیوہار نے سے پرماتما سنسار کا کرتا ہرتا ہے۔ اور چونکہ آخر مین سنسار اوستہا کو ناش کرتا یعنی ہرتا اور موکش اوستہا کو کرتا ہے اسلئے بہی کرتا ہرتا کہلاتا ہے۔

سرو دیا پک۔ جسطرح سے کسی گہڑے کے اندر سب جگہ پانی پہیلا ہوا ہے یا جسطرح کمرے کے اندر سب جگہ ہوا پہیلی ہوئی ہے اسطرح سے پرماتما کو تمام لوک مین پہیلا ہوا جین دہرم نہین مانتا کیونکہ ایسے جین دہرم آتما آٹہون کرمونکا ناش کر کے پرماتما پد پر پہونچکر لوک کے اوپر کہ جسکو سدہ لوک یا سدہ شلا کہتے ہین جا براجمان ہوتا ہے لیکن چونکہ پرماتم پد پر آتما سرو گیہ ہوتا ہے اوسکے گیان مین تمام لوک کے ترکال ورتی پدارتہہ معہ اپنے تمام گُن دیر پاؤنکے موجود ہین کوئی چیز اوسکے گیان سے باہر نہین اسلئے اپنے گیان کے لحاظ سے پرماتما سرو دیاپک ہے۔ اور ایک دوسرے طریقہ سے بہی سرو دیاپک ہے۔ وہ اسطرح ہے کہ تین لوک مین جو بہرے پڑے ہین۔ آکاش کے چہوٹے سے چہوٹے حصہ مین بہی

آتما کی ارہنت اوستھا مین جبکہ آتما سے چار گھاتیا کرم یعنی گیاناورنی درشناورنی موہنی۔ انترائے علیحدہ ہو جاتے ہین
ہست اوپدیش گن مانتا ہے اور سدہ اوستھا مین جبکہ آٹھون کرم علیحدہ ہو جاتے ہین اوسوقت پرماتما مین ہت اوپدیش
گن نہین رہتا۔ اور چونکہ آتما سے پرماتما ہونیکا سلسلہ انادکال سے چلا آتا ہے اسلئے کوئی نہ کوئی ارہنت پرماتما ہتو
اوپدیشی ہوتا رہتا ہے اور اوسکے ودارا اوپدیش حاصل ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہیگا۔
جین دہرم مین پرماتما کسی ایک خاص آتما کا نام نہین ہے بلکہ ایک پرم شدہ۔ سرلوا تکرشٹ پدیا اوستھا کا نام ہے
اور جس پد یا اوستھا مین کوئی ایک خاص آتما ہی نہین ہے بلکہ انادکال سے اوس پد پر لا انتہا آتما ئین پہونچ چکی ہین اور
آئندہ پہونچتی رہینگی وہ پرم پد درحقیقت آتما کا اصلی نج سوبھاؤ ہے اوس پد کے لحاظ سے پرماتما ایک ہی ہے لیکن
اون آتماؤنکے لحاظ سے کہ جنمین وہ پد ظاہر ہو چکا ہے پرماتما ایک ہی نہین بلکہ اننت ہے۔ جینی درحقیقت اوس
پرماتم پد کی ہی پرستش کرتے ہین اور اوس پد کی پرستش اون مہان آتماؤنکے نامونکے ذریعہ سے کرتے ہین کہ جو اس
دورزمانہ مین اوس پرم پد پر پہونچ چکی ہین۔ اس پد پر پہونچکر آتما راگ۔ دویش۔ موہ۔ اچھا وغیرہ سے بالکل بری ہو جاتا
ہے اس پد پر پہونچکر آتما کرتا ہرتا نہین رہتا کسی شخص کو اپنی استتی یا پرستش کرتے دیکھ یا اچھے کام کرتے دیکھ خوش ہو کر
اوسکو سکھ و آرام دینے کی خواہش نہین کرتا اور نہ خود اوسکو سکھ و آرام دیتا ہے یا کسی دوسرے شخص کو اپنے تئین گالیان
دیتے دیکھ یا برے کرم کرتے دیکھ غصہ ہو کر اوسکو دکھ و تکلیف دینے کی خواہش نہین کرتا۔ اور نہ اوسکو دکھ و تکلیف دیتا ہے
نتیجے مین پرماتما ان جھگڑون سے مبرا ہے نہ وہ کسی کو پیدا کرتا ہے نہ کسی کو مارتا ہے۔ نہ کسی کو بناتا ہے اور نہ کسی کو بگاڑتا ہے
وہ گیاتا نند۔ پرمانند۔ ویتراگ ہے۔ پرشن کرتا نے اعتراض کیا ہے کہ ان استوترون مین جینی لوگ سرودیا پک۔
کرتا ہرتا۔ وبھو۔ وشنو۔ برہما۔ شیو۔ کاری وغیرہ شبدون سے پرماتما کی استتی کرتے ہین۔ جبکہ پرماتما سرودیا پک
کرتا ہرتا وغیرہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سو درحقیقت پرشن کرتا نہ تو جین دہرم کی ارم فلاسفی سے واقف ہین اور نہ وہ جین دہرم
کے اینکانت سدہانت کو جانتے ہین۔ چونکہ خود اونکا دہرم ایکانت باد ہے اور اونکی بدہی ایکانت کے راستہ پر ہی
پڑی ہوئی ہے اسلئے وہ جین دہرم کو بھی ایکانت ہی خیال کرتے ہین اور اسلئے وہ ان استوترون مین سرودیا پک کرتا
ہرتا وغیرہ شبدونکو دیکھکر چونک اوٹھے اور کہنے لگے کہ جب جینی لوگ پرماتما کو کرتا ہرتا ہی نہین مانتے تو ان الفاظ سے
اوسکی جہوٹی استتی کیون کرتے ہین۔ سب سے پیشتر پرشن کرتا کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ جین دہرم مین جو کچھ
بھی کہا گیا ہے وہ کسی نہ کسی نے یا معنی کے لحاظ سے کہا گیا ہے اور مکھہ گون کی اپیکشا سے کہا گیا ہے بلا کسی نے یا
معنی کے لحاظ کے سرتھا طریقہ سے نہین کہا گیا ہے۔ نتیجے مین بلاشک جین دہرم پرماتما کو کرتا ہرتا نہین مانتا ہے لیکن
بیوہار روپ سے کرتا ہرتا بھی مانا گیا ہے۔ جسکا حال مختصر طور سے اسطرح سے ہے۔ کرتا ہرتا۔ جین دہرم مین اسطرح
نہین مانتے ہین کہ پرماتما دیگر جیوون سے علیحدہ ایک خاص جنس کی کوئی ایک بڑی آتما ہے اور سب سے ایک خاص متعین

جین مت لیلا

(از بابو رکہب داس جی جین بی۔ اے۔ وکیل میرٹھ)

اس نام کی ایک چھوٹی سی ہندی پستک پنڈت مولراج ایڈیٹر نے اسی لئے کہ جو غالباً آریہ سماجی ہیں پرکاشت کی ہے کہ جین
کچھ جین استوتروں کے بھاگ لکھکر یہ ظاہر کیا ہے کہ جین دہرم کے استوتروں میں پرماتما کو کرتا ہرتا۔ سرو ویاپک وغیرہ کہا ہے کہ جو جین
دہرم کے اس سدہانت کے کہ پرماتما دنیا کا کرتا ہرتا نہیں ہے خلاف ہے یعنی جبکہ جینی پرماتما کو دنیا کا کرتا ہرتا نہیں مانتے تو پھر
پرماتما کی استتی ان ناموں سے کیوں کرتے ہیں۔ پھر آخر کے پرشن میں لکھا ہے کہ جین شاستروں میں یہاں پر (جیو۔ اجیو۔ دہرم
ادہرم۔ کال۔ آکاش) چھہ دروبیہ انادی مانے ہیں انہیں پرماتما کو انادی نہیں مانا سو اول تو پرشن کرتا نے جو دہرم ادہرم لکھا
ہے اسکو اجیو نہیں پدگل لکھنا چاہئے کیونکہ دہرم۔ ادہرم۔ کال۔ آکاش یہی اجیو ہی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پرشن
کرتا نے کسی جین شاستر کو نہیں پڑھا ہے بلکہ ویسے ہی ادہر ادہر سے سن سنا کر لکھ دیا ہے۔ اور جین شاستروں میں پرماتما علیحدہ
سوبہت نہیں لکھا گیا کہ پرماتما جیو ہی میں شامل ہے۔ یہ چھہ ایسے دروبیہ ہیں کہ انہیں دنیا کے تمام پدارتھ آجاتے ہیں کوئی پدارتھ
ان سے باہر نہیں ہے۔ پرشن کرتا کے مت میں پرماتما اور سب جیووں یا آتماؤں سے ایک علیحدہ [illegible]
ہے کہ جو دنیا کو بناتا اور بگاڑتا ہے۔ جیووں کو سکھ دکھ دیتا ہے۔ دنیا میں [illegible] وغیرہ
لیکن جین دہرم میں اس قسم کا پرماتما یا ایشور کوئی نہیں ہے۔ جین دہرم میں جیو یا آتما کے اصلی شدھ سوبھاؤ ظاہری نام ایشور
یا پرماتما ہے۔ آتما کے اصلی سوبھاؤ اننت گیان (علم کل) اننت درشن (لحظہ کل) اننت ویریہ (طاقت کل) اننت سکھ
(سرور کل) وغیرہ اوصاف کو لئے ہوئے ہی پرماتما ہے۔ اور یہ شدھ سوبھاؤ شکتی اپیکشا سے ہر ایک جیو میں ہمیشہ موجود ہے
اور ویکتی اپیکشا جب جیو سے پدگل کا سمبندھ چھوٹ جاتا ہے اس وقت ظاہر ہوتا ہے۔ پس اس رو سے جین دہرم میں ہر ایک
جیو یا آتما خود پرماتما ہے۔ اور ویکتی اپیکشا جس آتما سے پدگل کا پردہ ہٹکر آتما کی پوری طاقت و خاصیت ظاہر ہو گئی ہے
وہ پرماتما ہے اب پرماتما نتیہ ہے یا انتیہ۔ اسکی بابت یہ ہے کہ چونکہ ہر ایک جیو میں شکتی اپیکشا اننت گیان اننت درشن
اننت ویریہ اننت سکھ آدی سوبھاؤ ہمیشہ موجود رہتا ہے اس سوبھاؤ کا ناش کبھی نہیں ہوتا اسلئے شکتی اپیکشا پرماتما
نتیہ ہے۔ اور چونکہ جیو تعداد میں اننت ہیں اونکی کوئی حد نہیں ہے اور کال کہ جسکی بھی انت نہیں کال کا آغاز و انجام
کبھی نہیں ہے۔ اور چونکہ انادی کال سے کسی نہ کسی جیو سے پدگل کا پردہ علیحدہ ہوتا آیا ہے۔ کوئی وقت ایسا قایم نہیں ہو سکتا
کہ جب ویکتی اپیکشا کوئی نہ کوئی آتما پرماتما نہیں تہا اسلئے ویکتی اپیکشا میں بھی سامانیہ کے لحاظ سے پرماتما نتیہ ہے
لیکن جب کسی خاص آتما کے لحاظ سے کہیں۔ مثلاً مہاراجہ رامچندر جی یا شری مہاویر سوامی کے آتما کے لحاظ سے خیال کریں تو
پرماتما کو انتیہ بھی کہہ سکتے ہیں یعنی ویکتی میں سامانیہ اپیکشا پرماتما نتیہ ہے اور وشیش اپیکشا انتیہ ہے اور جین دہرم

اے نادان ماتا۔ تونے مجھے بہت کچھ کہا۔ لیکن مجھے اسکا ذرا بھی خیال نہیں ہے۔ میں تیرے جسم کا بھی سدا پالن کرونگی یاد
رکھ جسطرح آج تیرے لال کو اپنی گود میں جگہ دی ہے۔ اسی پریم سے تجھکو بھی جگہ دونگی۔ میرے دل میں راگ دویش نہیں ہے۔
میں دشمنی کو بُرا سمجھتی ہوں۔ میں ہر ایک سے یکسان برتاؤ کرتی ہوں۔

جاؤ ماتا اپنے گھر جاؤ کس بات کیلئے شور مچاتی ہو۔ ویسے دُنیا سب کچھ ہے۔ کرم ہی سب کچھ کرتے ہیں۔ لیکن وہ آکل یہ خواب
کیسا خیال ہے۔ تمنے موہن کو جنم دیا۔ دودھ پلایا۔ پال پوش کر بڑا کیا۔ اور تم اسپر بڑی بڑی امیدیں لگائے بیٹھی تھیں۔
لیکن یہ سب دم کی دم میں نظروں سے غائب ہوگیا۔ اندر جال کے برابر کھیل ہوگیا۔ خواب کی باتیں بھی یاد رہجاتی ہیں۔
لیکن یہ اُس سے بھی بڑھکر بات ہوگئی۔ جاؤ۔ صبر کرو۔ دل میں دھارن کرلو۔ کہ موہن کوئی بھی نہ تھا۔ محض ایک موہ کا تھا۔ بازیگر کا
درخت تھا جسمیں پھول آئے۔ پھل لگے۔ لیکن پھر اُن واقعات پر بھی نظر نہ پڑی۔ دُکھی ماتا۔ دکھی مت ہو۔ جیتے وایو میں
قدم رکھ موہ کے جال سے نکل۔ پریم آتما میں جا بسنا۔ پھر کُل موہن کے روپ میں دیکھ۔ سنسار میں سب موہن ہی تو ہیں۔ سنو
جس موہن کو چاہے اپنا بیٹا بنا۔ موہن غریب ہو یا امیر۔ موہن بڑا ہو یا چھوٹا۔ موہن برہمن ہو یا شودر۔ موہن دشمن ہو یا
بھیا۔ غرض ہیں سب موہن۔ تو ہر ایک موہن کی ماتا بن۔ تو ہر ایک موہن کو پریم سے گود میں جگہ دے۔ تیری گود بھری رہے
تو ایک موہن کی نہیں بہت سے موہن کی ماتا ہے تیری ایک موہن نہیں بہت سے موہن سیوا کرینگے ایک موہن گیا۔ بہت
سے موہن ہاتھ آئے۔ یہ کتنا اچھا کام ہوا۔ جاؤ بھائی لوگو تم جاؤ اس موہن کی راکھ کو دو روز بعد آکر دیکھ جانا میں تمہاری
تسکین کیلئے کچھ پھول (ہڈیاں) چھوڑ دونگی۔ وہ تم لیجانا۔ خواہ انکو بھارت ماتا کی گود میں دینا۔ خواہ گنگا جی کی دھار
میں چھوڑنا۔ لیکن یاد رکھنا موہن کی ماتا دکھی نہ ہو۔ اسلئے تم سب موہن بن جانا۔ موہن کی سی سیوا کرنا یہی ہمارا دھرم ہے۔
میں جسطرح سے اپنا دھرم پالن کر رہی ہوں۔ تم سب بھی اپنے اپنے دھرم کا پالن کرو۔

جاؤ بھائی جاؤ۔ جاؤ ماتا جاؤ۔ اب میں بھی شانت ہوا چاہتی ہوں۔ مجھے بھی بہت دیر ہوگئی ہے۔ اس موہن کو تو میں نے
آرام کی نیند سُلا دیا ہے۔ اب تم بے فکر ہو کر گھر جاؤ۔ اور مجھ چتا کی آگ نے جو باتیں کہی ہیں اُن پر عمل کرو۔ میری باتوں کا
دنیا میں اعلان کرو۔ اور مجھ سے دھرم پالن کا سبق سیکھو۔ خاموش! چتا کی آگ خاموش!! بہت کچھ کہا۔ سننے والوں کی آنکھیں
کھل گئیں۔ دھرم کا راستہ معلوم ہوگیا۔ آج اتنا زمانہ گذر گیا۔ لیکن تونے کبھی بول کر نہیں دیا تھا۔ ہم بھی سیکڑوں بار مرگھٹ میں
آئے۔ ہزاروں بار تیرے درشن کئے۔ کروڑوں بار تیری گود میں سوئے لیکن کبھی تو نے اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ آج
تیری گفتگو سنکر بڑی خوشی ہوئی۔

اے چتا کی آگ تجھکو نمسکار ہے۔ اور بار بار نمسکار ہے۔ لے ہم جاتے ہیں اور موہن کی ماتا کو بھی لیجاتے ہیں۔ لیکن ایک بات کہنا
ضرور ہے۔ کہ تو ہمیشہ اُپدیش دیتی رہا کر تاکہ دُنیا والے جاگ جائیں۔ اور تیری گود میں پاپی بنکر نہیں بلکہ دھرماتما بنکر آئیں

”بھدیپ“

اے بھولی ماتا۔ تو کس خیال میں ہے۔ اور تو کیوں کسی کے سر الزام تھوپ رہی ہے۔ نہ کوئی بے رحم ہے۔ نہ سنگدل ہے۔
یہ تو سنسار کا چکر ہے۔ کوئی آتا ہے کوئی جاتا ہے۔ یہ دنیا نہیں ہے۔ بلکہ مسافر خانہ ہے۔
اور دیکھ میری طرف دیکھ۔ میں نے بڑے بڑے مغروروں کو دم کی دم میں جلا دیا ہے۔ میں نے بڑے بڑے دغابازوں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ میں نے بڑے بڑے ظالم اور سنگدلوں کو راکھ کی ڈھیری بنا دیا ہے۔ میرے نزدیک ایک شہنشاہ اور ایک گدا بالکل برابر ہے۔ میں جس سلوک کے ساتھ ایک امیر سے پیش آتی ہوں۔ وہی سلوک میرا غریب کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر ایک پاپی کا مردہ جسم میری سرن لیوے تو اسکو بھی میں اپنی گود میں جگہ دیتی ہوں۔ اور اگر کسی مہاتما کا جسم میری گود میں آوے تو وہ بھی آرام کے ساتھ جگہ پا سکتا ہے۔ اے نادان عورت دیکھ میری فراخ دلی کو دیکھ میرے نزدیک کوئی بھید بھاؤ نہیں ہے۔ میں دہرم مہان۔ دہرم سب کا بھلا کرتا ہے دہرم کسی ایک کا نہیں ہے۔ بس میں بھی دہرم ہوں۔ میں پاپی کو بھی سرن میں لیتی ہوں۔ اور دہرماتما سے بھی پریم کرتی ہوں۔ میں جن آنکھوں سے کروڑپتی کو دیکھتا ہوں۔ انہیں آنکھوں سے ایک غریب اور مفلس کو دیکھتی ہوں۔ میں ان دنیاداروں میں نہیں ہوں۔ کہ جو امیر غریب میں اور چھوٹے بڑے میں فرق سمجھتے ہیں۔ میرا دائرہ وسیع ہے۔ میں پاپی کو اپنی گود میں اٹھا کر پاپی نہیں بن جاتی ہوں اسکا پاپ مجھے لگ نہیں جاتا ہے۔ بلکہ میں اسکے ساتھ بڑا بھاری سلوک کرتی ہوں۔ جسطرح سے ایک دہرماتما آدمی کے جسم کو گلنے سڑنے سے بچا کر ایک مٹھی بھر خاک بنا دیتی ہوں۔ ٹھیک اسی طرح سے پاپی کے پاپ بھرے جسم کا بھی سواہا کر دیتی ہوں۔ میں وہ جھین دہرم نہیں ہوں کہ جو دشمن کے چھونے سے اپوتر ہو جاؤں۔ میں وہ دنیا سماج نہیں ہوں کہ جو دوسروں کو لات مار کر پرے پھینکدوں۔ میں چتا کی آگ ہوں۔ میں سچا دہرم ہوں۔ میں اپنے دہرم پر آروڑھ ہوں۔ انسان ہی کیوں اگر کسی حیوان کا جسم بھی میری سرن لینا چاہتا ہے تو میں خوشی کے ساتھ اسکو بھی اپنی گود میں جگہ دے سکتی ہوں۔ اے بھولی ماتا۔ میں بے رحم نہیں ہوں نہ میں راکشس ہوں۔ بلکہ میں تو چتا کی آگ ہوں۔ میں وہ آگ ہوں کہ برے بھلے کے اونچ نیچ کے غرض سب کے اوپر پردہ ڈال دیتی ہوں۔ اگر دنیا کو میری اصلیت معلوم ہو جائے تو کوئی بھی دنیا میں مغروری کا سبق نہ پڑھے۔ کوئی بھی کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے۔ پاپی سے کوئی بھی نفرت نہ کرے۔ کوئی اپنے میں اور غیر میں بھید بھاؤ نہ سمجھے۔ میں اپنے دہرم کا پالن کرتی ہوں۔ میرا دہرم وہ دہرم نہیں ہے۔ میرا دہرم اتنا ہی وسیع ہے کہ جتنا شری بیر بھگوان کا تھا۔ انہوں نے کسکو سرن نہیں دیا۔ انہوں نے کس کا کلیان نہیں کیا۔ انہوں نے پاپی کو کب چھاتی سے نہیں لگایا۔ کیا اس بات کا کوئی جواب دے سکتا ہے۔ اگر کوئی اسکے خلاف آواز لگانے کو تیار ہے۔ تو وہ مرد میدان بنکر میرے روبرو آئے۔ اور مجھکو سمجھائے۔ میں اسکی بات سننے کو تیار ہوں۔ وہ خواہ کتنا ہی غلطی پر ہو۔ وہ خواہ کتنا ہی برا ہو۔ لیکن میں اپنے دہرم دردی سے ہی وہی سلوک کرونگی کہ جو دہرم کے پیاروں کے ساتھ کرتی ہوں

لا میرے موہن بیٹا۔ تیری سُریلی تان۔ تیری میٹھی بات کہان سے سُنونگی۔ ہائے! مجھ ابھاگن کیلئے یہ دن وہ
کمبخت دن ہوگیا کہ جیتے جی اس دن کو نہ بہولونگی اس کمبخت دن نے تیری پیدایش کے دن پر پانی پھیر دیا۔ بیٹا میرے
کوئی کسی کا نہیں ہے۔ دیکھہ اپنے چچا کی کرتوت دیکھہ۔ ذرا اُٹھکر دیکھہ۔ جو چچا تجھکو سر پر چڑہا کر کہلایا کرتے تھے۔ آج انہی سنگدل
چچا نے تیری چھاتی پر پنے دزن سے بھی زیادہ وزن کا لکڑ لا دہرا ہے۔ اور چتا کی آگ سے تیرے کومل شریر کو بھسم کرنے پر
اُتارو ہو رہے ہین۔ بیٹا موہن آنکھین کہول۔ مین کب سے چلا رہی ہون۔ ارے لوگون کیا تمہارے اندر دیا بہاؤ نہین
رہا۔ کیا تمہارے ہردے پتھر کی طرح سے سخت ہو گئے۔ کیا تمکو میری اس دُکھی حالت پر ترس نہین آتا۔ تم میرے لال کو بجائے
جلانے کے جلا جلا کر خاک کر رہے ہو۔ کیا مجھ دُکھیا کے ساتھ تمہارا ایسا سلوک زیبا ہے۔ کیا تم میرے لال کی کم سنی پر رحم
نہین کرتے۔ ارے بہائی جانے دو۔ جانے دو۔ بہت ہو چکی۔ اب میرے لال کو میرے حوالہ کرو۔ ارے لوگون کتنا غضب ہے
کتنا ستم ہے۔ ہائے مجھ ابھاگن سے سب کوئی دشمنی کرنے لگے ہین۔ ارے میری کوئی نہین سُنتا۔ اور تو کیا۔ یہ دیکھو ظالم" چتا کی
آگ" کس بے رحمی سے میرے لال کے نازک جسم کو جلا جلا کر خاک بنا رہی ہے۔ اسکی لمبی لپٹین جو آسمان سے باتین کر رہی
ہین۔ وہ میرے لال کو لپ لپ بہوں بہون کر کہا رہی ہین۔ اری او ظالم چتا کی آگ۔ مین نے تیرا کیا بگاڑا تہا۔ مین نے
تیری وہ کونسی خطا کی تہی۔ کہ جسکا بدلا تو نے مجھے اس روپ مین دیا۔ اری چتا کی آگ اتنی بے رحم مت بن۔ اگر تجھہ مین کچھ کرامات
ہے تو گنگا کی دہار بن جا۔ اور میرے کہائے ہوئے لال کو اُگلدے۔ اری چتا کی آگ بجھے تو لوگ دیوتا کہکر پکارتے ہین پھر
یہ راکشش پن کیسا۔ کیا تو بہی بے رحم ہوگئی۔ کیا تو نے بھی سنگدلی اختیار کرلی۔ تو کیون دُنیا کے پاپیون مین شریک
ہوتی ہے۔ تو تو چتا کی آگ ہے۔ نہ معلوم آجتک تو نے کتنون کو جلایا۔ کتنو کو خاک مین ملایا۔ کیا تیرا پاپی پیٹ ابتک
نہین بہرا۔ کیا تیری امید اب تک پوری نہین ہوئی۔ اگر نہین ہوئی تو اے ظالم کیا میرے لال کو کہا کر وہ پوری ہو جائیگی۔
اگر اسکے کہانے سے پوری ہوتی ہو تو اسکی بجائے مجھکو اپنی گود مین لیلے۔ لیکن میرے لال کو چھوڑ دے۔ چھوڑ دے۔
رحم کر۔ دیا کر۔ تو بے رحم مت بن۔ تو سنگدل مت ہو۔ اور اگر تو ایسا کرنے پر تیار نہین ہے۔ اور تیرا دل میرے موہن کو ہی
بھسم کرنا چاہتا ہے تو مین صاف لفظون مین کہے دیتی ہون کہ تیرا بُرا ہوگا۔ اور تو خود بھی جل بھن کر خاک ہو جائیگی"
بس بس اے دُکھی عورت بس بس۔ زیادہ مت بول۔ مین تیرے دُکھہ کو جانتی ہون لیکن وہ مجھکو بہت کم محسوس ہوتا
ہے۔ مین چتا کی آگ ہون۔ مین اناد کال سے یہی کام کرتی آ رہی ہون۔ مین نے نہ معلوم تیرے جیسی کتنی دُکھی ماتاؤن کا
بلاپ سُنا۔ نہ معلوم کتنی نوجوان بدھواؤن کے رونے کا نظارہ دیکہا ہے نہ معلوم کتنے بہائیون اور کتنی بہنون کا رونا
سُنا ہے۔ میری ان پتھریلی آنکھون کے آگے نہ جانے کتنے والدین سر پیٹ پیٹ کر چلے گئے ہین کتنے ہی نوجوان بچے
اپنے ماں باپون کی جدائی مین پتھر کی دیوار سے بن بنکر چپ چاپ اپنے گھرون کو واپس ہو گئے ہین۔ اگر مین کسی کے دُکھہ سے
دُکھی ہوتی تو آج میرا نام ونشان بھی نہ پاتا۔ یہ سنسار ایک تماشہ گہر ہے۔ یہان تو روز اسی قسم کے نظارے نظر آتے رہتے ہین۔

1

چتا کی آگ

جون کا مہینہ ہے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ شدت کی گرمی پڑ رہی ہے۔ گرم گرم لوئین چل رہی ہین۔ دہوپ کی تیزی سے
یہ ثابت ہو رہا ہے۔ کہ سورج نارائن آج بہت بُری طرح سے جل بہن کر اپنے اس غصہ کو دُنیا پر اُتارا چاہتے ہین بیچاری
غریب اور دین پشو پکشیون کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ حضرت انسان بھی بند کمرون مین خس کی ٹٹیان لگا کر چھپے چھپائے
بیٹھے ہین۔ پانی کی مچھلیان تالاب سوکھ جانے کی وجہ سے تڑپ تڑپ کر جان دے رہی ہین۔ غرض یہ وقت ہر ایک
جاندار کیلئے ایک مصیبت کا وقت بنا ہوا ہے۔ لیکن یہی وقت رشی منیون کیلئے اپنی آتما کے کلیان کرنیکا بتلایا گیا ہے۔ وہ پہاڑ
کی چوٹی پر کھلے میدان تپ کر رہے ہین۔ اور اپنے کرمون پر فتح حاصل کر کے ان گرمی کی تکالیف سے ہمیشہ کیلئے، بچنے پانے کی
تدابیر عمل مین لا رہے ہین ٹھیک ایسے ہی وقت مین شہر کی جانب جنوب ایک وسیع میدان مین (جہانکہ صدہا جلی ہوئین
چتاؤن کے ڈہیر نظر آ رہے ہین۔ قدم قدم پر جلی بُجھی لکڑیان بکھری پڑی ہین۔ دور دور تک کسی بھی درخت کا نشان نہین ہے
اور ہر جگہ بُری ہی بھیانک معلوم ہو رہی ہے۔ اور اسکا بھیانک پن اس دوپہر کے وقت نے اور بھی زیادہ خوفناک بنا
رکھا ہے) ایک روتے دہوتے جھنڈ نے ایک کمسن لڑکے کی مُردہ لاش بغرض جلانے کے لا کر رکھی ہے۔
کہا کرتے ہین کہ مردون کی چھاتی پتھر کی ہوا کرتی ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ ہو تو آج آ کر اپنی آنکھون سے خود دیکھ سکتا ہے۔ کہ
اس جھنڈ کے بے رحم مرد چتا لگانے مین کتنی بیدردی سے کام لے رہے ہین۔ بڑے بڑے وزن کی لکڑیان ہر ایک کوئی
اُٹھا اُٹھا کر دہر رہا ہے۔ اور وہ بھی بڑی جلدی کے ساتھ چتا لگائی جا رہی ہے۔ اور بڑی جلدی کے ساتھ لگائی جا رہی ہے
یہ لو بے رحم مردون نے کسی کا کومل شریر (نازک جسم) اُٹھا کر چتا مین رکھ دیا۔ ارے ظالمون یہ کیا کرتے ہو۔ کیا اسکے اوپر بھی
بڑے بڑے وزنی لکڑ رکھو گے۔ رکھو بھائی تمہین کیا۔ لیکن یاد رکھو سب دن ہوت نہ ایک سمان۔
چتا تیار ہو گئی۔ اب کیا دیر ہے۔ دیر ہے صرف آگ لگنے کی۔ لو بھائی وہ آگی آگ۔ کہو روشن اس گل بدن کی چتا
یہ لو اس بے رحم مرد نے آگ لگا دی۔ بے موسم کی ہولی جلا دی۔ جلا دی۔ جا تیرا بُرا ہو کمبخت۔ تو بھی بے رحم نکلا
چتا جل رہی ہے۔ آگ کے زبردست شعلے آسمان سے باتین کر رہے ہین۔ پورب کی ہوا چتا کے جلنے مین امداد دے
رہی ہے۔ ایسے وقت مین یہ کیا۔ یہ کون رونے لگا۔ بیٹا! پیارے بیٹا میری آنکھون کے تارے بیٹا! او میرے ہونہار
میرے کنور کنہیا اے میری گود کے لال۔ تو نے یہ کیا سوچی۔ تو مجھے اکیلی اس سنسار مین ڈوبتی کو چھوڑ کر
کہان چلتا ہوا۔ ہائے میری اُمیدون کے سہارے تجھ نے میرا کچھ بھی خیال نہ کیا۔ آج اس سنسار مین میرا کون ہے
میرے لئے دُنیا اُجاڑ بن گئی۔ یہ روشن جگت مجھکو اندھکار سے بھرا معلوم ہونے لگا۔ بیٹا تم کب تک
بچے کی پڑھ لکھ کر بابو بنیگے۔ اور اس غریبنی کو جلا کر خاک کر دینگے۔ لیکن افسوس اس عورت نے تمام ہی جلا کر خاک

خبروں کا گلدستہ

ریاست بھوپال کی سرکار نے مسلمان رعایا کیلئے شراب نوشی کی قطعی ممانعت کردی ہے۔ ممکن ہے کہ ہندو رعایا کیلئے بھی ایسا حکم ہو جائے
بھیمپور میں ایک بزاز کے مکان پر سات سو روپیہ کی چوری ہوئی۔ ملزم گرفتار کر لئے گئے۔ جو سب کے سب پولس کانسٹبل ہیں۔ خوب باڑ ہی کھیتی کو کھانے لگی
سیالکوٹ کے ڈپٹی مجسٹریٹ نے محمد سبحان نام کے ایک شخص کو دو آنہ کی چیز چرانے پر ۱۵ روز قید سخت کی سزا دی۔
ور بہیگا سکھ داروغہ جیل کو عدالت سے تین ماہ کی سزا ہوئی ہے۔ ملزم نے جیلخانہ کے گندم چھکڑی میں ڈال کر گھر کو روانہ کی تھی پا کر نکال
ہوشیارپور کے ضلع میں ایک بدمعاش نوجوان نے ایک عورت کو بھگانے کیلئے اسکے خاوند کو زہر دیدیا۔ خوش قسمتی سے خاوند بچ نکلا
اور ایسے میاں دس سال کے لئے بڑے گھر روانہ کئے گئے۔ یہ ہیں عورتوں کو بھگانے کے مزے۔
الہ آباد ہائیکورٹ کا ایک وکیل قاسم علی پیشہ وکالت سے تین سال کیلئے علیحدہ کر دیا گیا۔
جہلم میں احمد الدین نام کے ایک مسلمان کو ڈیڑھ سال کی سخت قید ہوئی ہے اس کمبخت نے ایک طفل مکتب ۱۰ سالہ لڑکے کو قرآن مجید
کے سامنے چیر پھاڑ کی تھی۔ ایسے شیطان کو جو سزا ملی وہ ٹھیک ہے۔
خوشی کی بات ہے کہ ایڈیٹر صاحب اخبار عام لاہور کا لائق فرزند عزیز دینا ناتھ میدان جنگ سے ۹ جون کو بخیریت اپنے گھر واپس آگیا ہے۔
لاہور سازش کیس کے ملزمان کو سزا ہوگئی۔ لال چند فلک کو بیس سال قید کالا پانی۔ بوڑ سنگھ کو دس سال قید کالا پانی۔ پیارے لال کو دس
سال قید کالا پانی۔ گوپال سنگھ کو دو سال قید سخت پانچسو روپیہ جرمانہ۔ اور غلام حسین کو ایک سال قید سخت اور پانچسو روپیہ جرمانہ۔
افواہ ہے کہ مسز اینی بسنٹ کی نظربندی کے بارے میں حکام لوگ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔
علیگڈھ کالج کی ایم اے کلاس میں سات طالب علم شریک ہوئے تھے۔ افسوس ہے کہ انمیں سے ایک بھی کامیاب نہ ہوا۔
انگلستان کے اخبارات میں جنگ کی امداد کیلئے ایک نرالی تجویز پیش کیگئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ خوبصورت عورتیں بوسوں کو قیمتاً فروخت
کرنا شروع کر دیں۔ اور بوسا اس شخص کو دیا جائے جو سب سے زیادہ قیمت پیش کرے۔ یہ ہیں مغربی تہذیب کے نمونہ جسپر بعض ہندوستانی
بھی قربان ہوئے جاتے ہیں۔
دہلی میں اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دھیرج میں دھارمک شکشا دینے کیلئے شریمان پنڈت مدن لعل جی تشریف لائے ہیں۔ آپ
شریمان نیائے النکار پنڈت لکھمی چند جی کے بڑے بھائی ہیں اور دھارمک مضمون کے اچھے گیانی ہیں۔

اطلاع

ہر ایک بھائی کو اطلاع دیجاتی ہے کہ کوئی بھائی ہمکو پتہ لکھنے کی تکلیف گوارا نہ کریں اگر کسی بھائی کو پتہ بھیجنا بہت ہی
ضروری ہو تو جوابی بھیجا کریں۔ ورنہ جواب کی امید نہ کریں۔
بابا جاگیر سنگھ جی۔ برنی۔

انبالہ شہر مین جینتی اوتسو

آج بتاریخ ۹ مئی ۱۹۱۵ء بروز منگل ستی جیٹھ شدی اشٹمی سمت ۱۹۷۲ کو شری گرو مہاراج شری ۱۰۰۸ شری بجیانند شوریشور عرف آتما رام جی مہاراج کی جینتی کا اوتسو بڑی دہوم دہام سے منایا گیا۔ اول صبح ہی ۷ بجے سے ۹ بجے تک شری مندر جی مین پوجا پڑہائی گئی۔ بعد مین ۹ بجے سے ساڑہے دس بجے تک لالہ چاندن رام نے مہاراج جی کا جیون چرتر پڑھکر سنایا۔ اوسکے بعد دوپہر کو کتون کو کچوریان اور اپاہج لوگون کو پوریان کہلائی گئی۔ اور قریب ۵۰ روپیہ کے گئو شالہ مین گئوؤن کیلئے گہاس کہلانیکے لئے لالہ دینا رام و لالہ خوشیرام کے سپرد کئے گئے۔ رات کے وقت ۸ بجے سے ۱۰ بجے تک سبہا کا جلسہ کیا گیا جسمین بہجن و لیکچر وغیرہ ہوئے۔ سو اوس دن اس جگہ کے سب بہائیون نے اپنی اپنی دوکانین اور کاروبار بہی بند رکہا فقط۔ داس گوپی چند جین سکرٹری شری آتما نند جین سبہا انبالہ شہر

پٹیالہ مین امرت ورشا

آجکل پٹیالہ شہر مین جین منی شری اوپادہیائے آتما رام جی مہاراج پدہارے ہوئے ہین اور صبح کے وقت روزانہ دہرم اپدیش فرماتے ہین۔ حاضری سینکڑون کی تعداد مین ہوتی ہے اور جین دہرم کا خاص پرچار ہو رہا ہے جو کہ شری سوامی دیوی لال جی و میارام جی مہاراج کے ویاکہیانون کا نقشہ از سر نو پیش نظر کر رہا ہے۔ روزانہ ویاکہیان کے علاوہ آپنے پبلک کی خواہش اور جین سبہا کی درخواست پر گذشتہ ہفتہ مین بوقت شام دو عام ویاکہیان آتم واد اور جیون اپدیش پر بہی فرمائے۔ جسکی اطلاع بذریعہ اشتہار عام کی گئی۔ تعداد حاضری اسقدر تہی کہ شائقین کو بیٹھنے کیلئے جگہ بمشکل سے ملی۔ تمام مذاہب کے لوگ جین دہرم کی اصلیت کو سمجہکر غلط فہمی کو دور کرتے ہوئے جین دہرم کے اصولون اور منی مہاراج کی ودوتا کی تعریف کرنے سے سیر نہین ہوتے۔ مسٹر ٹی ایل واسوانی پرنسپل جلیند کالج لالہ دیالی رام صاحب سابق ڈائرکٹر اور دیگر عہدہ داران محکمہ تعلیم خصوصًا عام تعلیم یافتہ اور اہل تجارت عمومًا اپادہیائے جی مہاراج کے اپدیش سے لابہہ اوٹہا رہے ہین جین دہرم کا بہت ادیوت ہو رہا ہے۔ اگر دیگر منی راج مہاراج بہی ایسا ہی یتن کرین تو امید ہے کہ جین دہرم بہت جلد اوسی اونتی کو شاید پہنچ سکتا ہے جیسا کہ موریا خاندان کے زمانہ مین تہا (نوٹ) چودہری تلسی رام جی انتظام کے کام مین خاص حصہ لیتے ہین جو قابل تعریف اور دوسرے بہائیون کے لئے سبق آموز ہے۔ بہوج راج سکرٹری۔

قابل غور صلاح پر آواز

(۱) میرے قابل تعظیم ایڈیٹر صاحب جین پردیپ جے جنیندر۔ جین پردیپ ۲۵ مئی پہنچا۔ اول صفحہ پر قابل غور صلاح پڑہی مین اوس سے دلی اتفاق کرتا ہون۔ میرا بذات خود بہت دنون سے یہ خیال تہا کہ کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے کہ جس سے پردیپ کے گہاٹے ٹوٹے کا سوال ہمیشہ کیلئے رد ہو جائے خوشی کی بات ہے کہ اب وہ سوال پیش ہو ہی گیا۔ مین اس مضمون مین صرف ایک ترمیم پیش کرتا ہون۔ اور وہ یہ ہے کہ اس کام مین پانچہزار روپیہ کی رقم کچہہ ضرورت سے زیادہ نظر آتی ہے اسلئے میری رائے ہے کہ مبلغ دس دس روپیہ کے پانچسو حصہ فروخت کرکے پانچہزار روپیہ وصول کئے جائین۔ اور وصول شدہ روپیہ مین سے پانچہزار روپیہ کے کیش سارٹیفکٹ معرفت ڈاکخانہ کے خرید کئے جائین۔ پانچہزار کیش سارٹیفکٹ لینے مین تین ہزار آٹھ سو پچہتر روپیہ داخل کرنے ہونگے۔ اور گیارہ سو پچیس روپیہ جو بچینگے ان بچے ہوئے روپیون سے آپ پریس کا کام جاری کرین۔ کاغذ خریدین۔ کتابین شایع کرین۔ اور جین پردیپ کو ترقی دین۔ بعد پانچ سال کے جب ڈاکخانہ سے روپیہ وصول ہو جائے تب حصہ داران کی رائے لیکر دیوناگری کا پریس جاری کر دیا جائے جسکا منافع کسی دہرم کالج مین یا ہر ایک حصہ دار صاحب کو تقسیم کر دیا جائے۔ اور اگر بعد پانچ سال کے حصہ دار صاحب روپیہ واپس لینا چاہین تو اصل روپیہ واپس کر دیا جائے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ میری رائے آپکو اور جین سماج کو پسند آئے۔ اس سے کئی فائدے ہین۔ اول تو موجودہ وقت جنگ مین حصہ لیکر راجبہگتی کا اظہار کرنا ۲ دوسرے پردیپ کے گہاٹے ٹوٹے کے سوال کو رد کرنا تیسرے اپنا پریس ہو جانا اور پانچ سال کے بعد پوری رقم ہو کر دیوناگری کا پریس جاری کر دینا وغیرہ بلکہ ساتھ ہی یہی میری رائے یہ بہی ہے کہ پردیپ کو کچہہ دنون پندرہ روزہ ہی رکہا جائے کیونکہ ابہی کاغذ گران ہے اگر آپ کو میری رائے پسند ہو تو پبلک کے روبرو رکہہ دیجئے۔ پردیپ کا خیر خواہ عطر سین جین سرد ہنہ

(۲) مانیہ ور لالہ جیوتی پرشاد صاحب جے جنیندر ۱۵ مئی کے پردیپ مین قابل غور صلاح پڑھکر دلمین اوتساہ پیدا ہوا اگر پردیپ ہفتہ وار کر دیا جائے تو مین بہی کچہہ حصہ خریدنے کے لئے آمادہ ہون۔ بندہ سکہہ چند جین کیرت پور۔

ہنس دیا چشم زمانہ کو رُلانے کے لئے
گُل ہوا تو عندلیبون کو جلانے کے لئے

تیرے جوبن کا ابھرنا ہی قیامت آئی تھی
بلبل شیدا کے اوپر ایک شامت آئی تھی

جامۂ گل جب ہوا نازک بدن تیری قبا
تجھ پہ شبنم نے گنجینۂ گوہر لٹا
جسکو کرتی تھی نسیم صبح شفاف و صفا
اور دونی ہوگئی زیبایشِ روئے صفا

شکل تیری تو عروسی ہوگئی اے ماہ رُو
آب شبنم سے بڑھی کچھ اور تیری آبرو

آہ اس دم اسقدر تھا تیرا منظر جان فزا
چشم نرگس کو تیرے دیدار سے سکتہ ہوا
چشم سیارہ نہ گلشن سے جھپکتی تھی ذرا
پھر دید آتی تھی بے خود کوہ و صحرا سے صبا

رات بھر تکتا تھا تیرے حسن کو ماہ منیر
ہر ادا تھی دل نشین ہر ناز تیرا دل پذیر

رنگ و بو کی سارے عالم مین تیری چرچا ہوا
ذکر رعنائی و خوبی کا تیری جس نے سنا
تیرے حسن دلربا کا اس قدر شہرہ ہوا
آرزوے دید مین دیوانہ شیدا ہو چلا

ہوگیا سودا سمائی بو تیرے دیدار کی
تو دوا ٹھیرا مریض عشق کے آزار کی

اے گل رعنا بتا دے کیا ہوا یہ تیرا حال
ہین کہان وہ خوبیان تیری کہان حسن کمال
کیا ہوا وہ حسن تیرا کیا ہوا تیرا جمال
وہ مثل سچ آرہی ہے ہر کمال را زوال

اب کہان وہ رنگ تیرا اب کہان وہ آب و تاب
آہ تو مثل دل عشاق ہے خانہ خراب

تھا سبب عیش و نشاط و راحت و آرام کا
کیا تجھے خطرہ تھا۔ بالکل دور صبح و شام کا
موجب دل بستگی تھا عاشق ناکام کا
تھا نشہ تجھکو شراب حسن کے اِک جام کا

تو کھلاتا تھا مریض درد کے دل کی کلی
تو مٹاتا تھا نشان رنج و غم درد دلی

آہ اے گل تو ہے اب اسطرح بے نام و نشان
بلبل شیدا تیرے غم مین ہے مصروف فغان
نام کو بھی رہ گئی باقی نہ تیرے تن مین جان
دیکھنے کو پیاری صورت آہ اب پائے کہان

ثابت کرینگے کہ پروانون کا مضمون ہرگز ایسا نہین ہوتا ہے کہ جسکو حرف بحرف مانا جائے ۔

گل پژمردہ

از قلم منشی گوربچن داس صاحب شیدا

یاد ہین وہ دن کہ جب تو رونق گلزار تھا — زینت گلشن کہ جان عندلیب زار تھا
حیف اُس دم گرم تیرے حسن کا بازار تھا — مثل عاشق زار دامنگیر تیرا خار تھا

ہر ادائے دلربا تھی ناز معشوقانہ تھا
تھین غضب کی شوخیان انداز بےباکانہ تھا

آہ وہ انداز تیرا وہ ادائے دلفریب — آہ وہ شوخی تیری وہ ناز وہ زینت و زیب
دلکشا منظر تیرا اور شکل مثل سُرخ سیب — پیاری صورت دیکھکر جاتا رہے صبر و شکیب

اُن دنون تو بلبل دل سوختہ کی جان تھا
اک زمانہ حسن کے اوپر تیرے قربان تھا

دل نشین تھی ہر کسی کے آہ ۔ رعنائی تیری — اُن دنون بھاتی تھی سب کو جامہ زیبائی تیری
صانع قدرت نے کی تھی وہ تن آرائی تیری — تھی فریب حسن سے خلقت تماشائی تیری

تجھ مین تھی شوخی بلاکی تیری وہ پیاری ادا
عندلیبان چمن تھے تیرے عشوہ پر فدا

آہ تیرا وہ لڑکپن جب کہ تو غنچہ تھا یار — تھے بتاتے دہر حسن دلکشا سے شرمسار
تیرے جوبن کا اُبھرنا تیری رنگت کا نکھار — بلبلین تجھ پہ سے ہوتی تھین دل و جان سے نثار

تھی نزاکت مین تجھے خوبان سے برتری
تا کجا وصفت کنم تو از پری چابک تری

رہ گیا باقی نہ تجھ مین عہد طفلی کا نشان — رنگ ایام جوانی جب ہوا غازہ فشان
عُمر نے ہونے لگا اُس وقت پتون مین نہان — حسن کا پیش نظر تھا اس گھڑی طرفہ سمان

اک زمانہ جبکہ تیرا طالب دیدار تھا
ماہرون سے بھی ترا گرم تر بازار تھا

غنچہ لبستہ تھا جب تجھکو کھلانے کے لئے — گدگداتی تھی صبا تیرے ہنسانے کے لئے

سدا نہ وہ پہانگنے لگتا ہے اور روٹی لگاتا ہے اور دوکان کرتا ہے وہ کچھ نہ کچھ ورن سے بہی گھٹتا ہے اگر پوجا پاٹ سنجم اور سوادھیا برہمن
کا کام ہے تو کیا دوسرے ورن والوں کو اس کام کے کرنیکی ممانعت ہے اگر یہ کام دوسرے ورن والوں کا نہیں لیکن آج کل تو
سبھی ورن کے آدمی اپنے اپنے دہرم کے انوسار پوجا پاٹ سنجم اور سوادھیا کرتے ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ برہمن کو یہ سب کام جن
دہرم کے مطابق کرنے چاہئیں تو آجکل تو اسکے بہی خلاف ہوتا ہے کیونکہ آجکل برہمنی زیادہ تر برہمن نہیں ہیں بلکہ ویش ہیں یا چار ورن
ورن کے ہیں اور وہی جیسے دہرم کے انوسار پوجا پاٹ سنجم اور سوادھیا کرتے ہیں غرضیکہ برہمن کا کام بہی اسوقت کسی خاص ورن کیواسطے
مخصوص نہیں ہے۔ پس جبکہ اس کلوکال میں ایسی حالت ہو رہی ہے تو خواہ مخواہ ورن آشرم کی راگ الاپنا کہ فلانا برہمن ہے فلانا چھتری
ہے فلانا ویش ہے اور فلانا شودر ہے محض ضد نہیں تو اور کیا ہے ۔ ناظرین بیشک مضمون بہت طویل ہوگیا ہے جسکے لئے معافی کے خواستگار
ہیں اور اسکو یہیں پر ختم کرکے اس تمام بحث کا نتیجہ نکالتے ہیں کہ دراصل ورن اور جاتی کرم سے ہیں نہ کہ جنم سے یعنی بلا لحاظ
اس بات کے کہ اسکے باپ دادا کون تھے اور کیا کرتے تھے جو جیسا کام کرتا ہے اور جیسی لیاقت حاصل کرتا ہے وہ ویسا مانا جاتا ہے
ایسا ہی ماننے سے ملک کی اور قوم کی ترقی ہوتی ہے اس ہی اصول پر چلنے سے یورپ امریکہ وغیرہ ملکوں نے ترقی کی ہے اور ہندوستان
بہی جب عروج پر تھا تب یہاں بہی قاعدہ جاری تہا۔ ہان جب سے ہندوستانیوں نے اس قاعدہ کو بہلایا یعنی جب سے ہی ورن ماننے
جانے لگے تب ہی سے ہندوستان کا تمام عروج اس کے تمام علوم و فنون وداع ہوگئے اور تب ہی سے ہندوستان پر جہالت
کا اندہیرا چہا گیا اور یہ نیم وحشی کہلانے کے لائق ہوگیا۔ اس کے علاوہ آجکل یہی حالت ہے کہ کوئی کام کسی ورن کے واسطے مخصوص نہیں ہے
بلکہ ہر شخص اپنی اپنی لیاقت کے موافق سب ہی کام کرتا ہے تو بہی خواہ مخواہ اور بے مطلب ورن اور جاتی کا گیت گایا جاتا ہے اور
کوئی کسی ورن میں اور کوئی کسی ورن میں شمار کیا جاتا ہے جس سے اتفاق میں فرق پڑتا ہے اور ہندوستان کے باشندوں کے
ہزار ٹکڑے ہوکر اسکی ترقی میں ایسا روڑا اٹک رہا ہے کہ کتنا ہی زور لگانے پر بہی گاڑی آگے کو نہیں سرکتی۔ ورن کے علاوہ جاتی
بہید تو بالکل ہی جدید گہڑنت ہی ہے جسکا ذکر بہت قریب زمانہ کے بنے ہوئے شاستروں میں بہی نہیں ملتا اسکی بنیاد تو آپس کی
کہینچ تان کوتاہ اندیشی۔ زود رنجی اور تنگ دلی کے سوا اور کچھ بہی نہیں ہے جب کسی وجہ سے ایک ہی ورن کے بہت سے
خاندانوں میں نا اتفاقی ہوئی اور ہر ایک خاندان نے غصہ میں آکر یہ قرار دیا کہ ہم بیاہ شادی اور کہانا پینا اپنے ہی خاندان
میں محدود رکہینگے دوسرے خاندان والوں سے نہ بیٹی بیوہار کرینگے اور نہ روٹی تب ہی ایک ورن کی کئی کئی جاتیاں ہوگئیں اور جو جو
ایک جاتی میں تہ بہ تہ سبین تکرار ہوا تو اسکے بہی کئی کئی ٹکڑے ہوگئے۔ ہمکو خوف ہے کہ اگر جاتی بہید کا یہ سلسلہ اور بہی زیادہ بڑہا تو کہیں یہاں تک
نوبت نہ ہو جاوے کہ ایک باپکے دو سگے بہائیوں ہی میں روٹی اور بیٹی بیوہار ہو سکیگی اور اس سے زیادہ نہیں مسلمانوں میں اس قسم کا جہگڑا
اس ہی وجہ سے چلا ہے کہ وہان ایک خاندان کی دوسرے خاندان والوں کے ساتھ تکرار رہا کرتی تہی پس اے پیارے بہائیو ہم زیادہ
کیا لکہیں آپ خود ہی اس مسئلہ پر غور کیجئے اور ورن اور آشرم کی خواہ مخواہ کی رکاوٹ کو دور کرکے ملک میں اتفاق اور ترقی کا گیت گائے
اب مضمون زیادہ بڑہ گیا ہے ہم اس پرچہ میں صرف اسقدر ہی اکتفا کرتے ہیں اگلے پرچہ میں [illegible] مرحوم [illegible] یعنی اس امر کو [illegible] سے

جنہون نے جو تہا ورن یہ برہمن کا بنایا اور بہی گرہستی تہے اور حسب بیان پدم پوران کے ایسے ناسمجہ تہے کہ جب انکو یہ معلوم ہوا کہ یہ
برہمن کلوکال مین دہرم کے دشمن ہونگے تو وہ انپر اسقدر ناراض ہوئے کہ برہمنون کو بہگوان کی سرشٹی سے پیچہی ناظرین کیا کوئی ذرا بہی سمجہ
رکہنے والا آدمی کسی شخص پر اس بنا پر ناراض ہوگا کہ کئی سو برس اور بیسون پشتون کے بعد اسکی نسل کے لوگ دہرم کے دشمن ہونگے ایسی
ناراضی تو وہی کر سکتا ہے جو مغلوب الغضب ہو اور عقل سے کچہ بہی کام نہ لیتا ہو اور حسب بیان آدپوران کے بہی جبکہ انسکو خراب
نتیجے آئے اور ان سیوپنون کی وجہ سے اسکو معلوم ہوا کہ کلوکال مین یہ برہمن لوگ دہرم کے دشمن ہونگے تب وہ بہت پچہتایا اور
بہگوان کے سموسرن مین جاکر اپنی غلطی کا اظہار کیا بس ان کے گرہست اوستہا کے کام ایسے نہین ہین جو اٹل ہون اور جنکی خلاف ورزی
نہ ہوسکے۔ اسکے علاوہ جس زمانہ مین بہگوان نے تین ورن بنائے وہ کرم بہومی کا شروع زمانہ تہا اس سے پہلے تو کہیتی کرنا حتی کہ کپڑا
اور آگ جلانا تک بہی کوئی نہین جانتا تہا۔ اسواسطے اس ابتدائے زمانہ مین تو آپکی پوری لیاقت کا اظہار بہی نہین ہو سکتا تہا پس
فوراً ہی انکی ایسی مکمل تقسیم کر دینا کہ فلان اور اسکی اولاد ہمیشہ کے لئے فلان ہی کام کریگی کسی طرح بہی قابل ماننے کے نہین ہو سکتا
ہے۔ ہان اسوقت کام شروع کرنے کے واسطے ہر ایک کو اسکی موجودہ لیاقت کے موافق کام بانٹ دینا ضروری ہی تہا اور نیز بہی
حسب بیان پورانون کے خود آدناتہ بہگوان نے اپنے کیول گیان سے معلوم کر کے یہ ظاہر کیا ہے کہ برہمن جو اسوقت فائدہ کیلئے بنائے گئے
ہین کلوکال مین دہرم کے دشمن ہونگے کیونکہ وہ زمانہ ہی ایسا ہوگا۔ بہگوان کا یہ فرمانا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی جاڑے کے موسم مین
کہے کہ اسوقت کے بنائے ہوئے رضائی اور لحاف اور دیگر گرم کپڑے جسقدر اسوقت ضروری اور مفید ہین اسیقدر گرمی کے موسم
مین نقصان دہ ہونگے یعنی اگر ان کپڑون کا عمل درآمد گرمی مین بہی اسی طرح کیا جاویگا جسطرح کہ اب جاڑے مین کیا جاتا
ہے تو جان پر بن آویگی پس آدناتہ بہگوان نے صاف لفظون مین فرما دیا تہا کہ کلوکال مین اس زمانہ کی قایم کردہ ورن ویوستہا قابل
ماننے کے نہ ہوگی بلکہ نقصان دہ ہوگی کیونکہ وہ زمانہ ہی بالکل اس زمانہ کے مختلف ہوگا۔ ناظرین شری آدناتہ بہگوان نے یہ تو ظاہر
کر دیا کہ یہ برہمن کلوکال مین دہرم کے دشمن ہونگے لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ کلوکال مین براہمن کا کام کس سے لیا جاوے اور اگر اسوقت
نئے برہمن بنائے جاوین تو کسطرح بنائے جاوین۔ اور چونکہ وہ کیول گیانی تہے اسواسطے وہ ضرور یہ بہی جانتے ہونگے کہ قریب قریب
سب ہی چہتری اور سب ہی شودر اور زیادہ تر ویش بہی کلوکال مین جین دہرم کے خلاف ہو جاوینگے اور ہندوستان کی ۳۲ کروڑ
آبادی مین صرف ۱۲ لاکہ جینی رہ جائینگے ایسی حالت مین کلوکال مین ورن ویوستہا قایم رہے یا نہ رہے اور ہندوستان کے کل چہتری
ویش اور شودر جو جینی نہ ہون انکا کیا درجہ مانا جاوے اور انمین سے اگر کسی وقت کوئی جینی ہو جاوے تو اسکا کیا ورن قرار دیا
جاوے۔ زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ شری مہابیر سوامی جنکا پیدا ہونا ہی کلوکال کے ہی واسطے تہا انہون نے بہی اس امر کو صاف نہین
کیا۔ اسکی وجہ سوائے اسکے اور کچہ بہی نہین ہوسکتی ہے کہ چونکہ یہ معاملہ انتظام دنیاوی کا تہا نہ کوئی دینی مسئلہ اسواسطے انہون نے
اسکو زیادہ ضروری نہین سمجہا بلکہ اسکا انتظام دنیا کے لوگون پر ہی چہوڑ دیا کہ جسوقت جیسا مناسب سمجہین ویسا انتظام کرین۔
ناظرین آدپوران کے بموجب شری آدناتہ بہگوان نے بیواہ کی بابت یہ قاعدہ قایم کیا تہا کہ برہمن چارون ورن کی کنیا سے چہتری تین ورن

جاوینگی۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ آدناتھ بھگوان نے ورنوں کو جنم سے ہی قرار دیا ہو اور ہر شخص کے علیحدہ علیحدہ گروہ ہوں ۔
دوسرے بات بچار کے قابل یہ ہے کہ آدناتھ بھگوان نے یا بھرت جی نے جو کچھ بھی قاعدہ ورن ویوستھا کا جاری کیا ہوا اسکی پابندی ہم پر کہاں
تک لازم ہے اور زمانہ حال کے لئے بھی یہ قاعدہ موزوں ہے یا نہیں۔ اس معاملہ میں جاننا چاہیئے کہ وستو سوبھاؤ یعنی خاصیت
اشیا ہمیشہ کیلئے ایک اور اٹل ہوا کرتی ہے شلاً آگ کے جو گن آدناتھ بھگوان کے زمانہ میں تھے وہ ہی اب بھی ہیں اور یہی آیندہ رہینگے
جیو کا جو سوبھاؤ اننت کال تک رہیگا وہی انادی کال سے چلا آتا ہے اسی ہی وستو سوبھاؤ پر جین دہرم کی بنیاد ہے اسی کو نشچے
دہرم کہتے ہیں لیکن بیوہار دہرم جو کسی غرض کو پورا کرنے کا سادہن یعنی کسی کام کو انجام دینے کا طریقہ ہوتا ہے ہمیشہ کے لئے ایک نہیں
ہو سکتا ہے بلکہ جب موقع پیش آ رہتا ہے شلاً جس زمانہ میں ریل نہیں تھی راستہ میں جنگل زیادہ آتے تھے چور ڈاکو اور درندہ جانوروں کا ہر وقت
ڈر رہتا تھا اسوقت سفر تب ہی کیا جا سکتا تھا جبکہ بہت مسافر جمع ہو جاتے تھے اور ہر طرح اپنے آپ کو مسلح کر لیا جاتا تھا لیکن ریل
جاری ہونے سے وہ سابقہ انتظام سب فضول ہو گیا ہے کیونکہ اب جسوقت جسکے دل میں آتا ہے اٹھ کر چل دیتا ہے اور دن کے دن ہی
سینکڑوں میل کا سفر کر کے اور اپنا کام کر کے گھر لوٹ آتا ہے۔ اسی طرح آدناتھ بھگوان کا تین ورن قایم کرنا بیوہار دہرم بلکہ متعلق انتظام
دنیاوی تہا جو صرف اس وقت کی حالت کے موافق اس زمانہ کے لئے تہا نہ کہ ہمیشہ کیلئے چنانچہ خاص انکے بیٹے بھرت مہاراج کو جلد
ہی اس انتظام کے توڑنے کی ضرورت ہوئی اور انہوں نے بجائے تین کے چار ورن بنا ڈالے۔ آدناتھ بھگوان نے جسوقت یہ انتظام
کیا تھا اسوقت وہ کیول گیانی نہیں تھے اور اگر یہ انتظام وہ کیول گیان پراپت ہونیکے بعد بھی کرتے تو بھی ہمیشہ کیلئے قابل پابندی
نہیں تھا کیونکہ یہ وستو سوبھاؤ نہیں تہا بلکہ موجودہ وقت کا پربندھ تہا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجودیکہ آدناتھ بھگوان کو کیول گیان
پراپت ہو گیا تھا لیکن بھرت مہاراج نے اس انتظام کے بدلنے میں بھگوان سے دریافت کرنیکی ذرا بھی ضرورت نہ سمجھی بلکہ ایک چوتھے
ورن کی ضرورت کو محسوس کرکے چوتھا ورن بنایا تہا ہم اسکا یہ انتظام ہمکو ہمیشہ کیلئے اسطرح قابل پابندی نہیں ہے جسطرح کہ وستو سوبھاؤ
نہیں تہا بلکہ موجودہ وقت کا پربندھ تہا۔ یہی وجہ تھی کہ باوجودیکہ آدناتھ بھگوان کو کیول گیان پراپت ہو گیا تہا لیکن بھرت مہاراج
نے اس انتظام کے بدلنے میں بھگوان سے دریافت کرنیکی ذرا بھی ضرورت نہ سمجھی بلکہ ایک چوتھے ورن کی ضرورت کو محسوس کرکے اپنی
اپنی مرضی سے بھگوان کے بنائے ہوئے تین ورنوں میں سے توڑ توڑ کر چار ورن بنا دیئے۔ لہذا اگر یہ مان بھی لیا جاوے کہ آدناتھ بھگوان
نے تین ورن اور بھرت مہاراج نے چوتھا ورن بنایا تھا تاہم انکا یہ انتظام ہمکو ہمیشہ کے لئے اسطرح قابل پابندی نہیں ہے جسطرح کہ
وستو سوبھاؤ بلکہ ہمیں حسب ضرورت ترمیم بھی کر لینی چاہیئے۔ آدناتھ بھگوان نے تین ورن اسوقت بنائے تھے جبکہ وہ گرہستی تھے
اور اگرچہ وہ تیرتھنکر تھے اور حسب بیان پرانوں کے انکے دو کلیانک بھی ہو چکے تھے اور وہ اودھ گیانی بھی تھے اور یہ جانتے بھی تھے کہ
ہم پرم ویراگ اور کیول گیان پراپت کرکے دہرم تیرتھ کو چلانے والے ہیں لیکن اسوقت اور دیگر گرہستیوں میں کچھ بھی فرق نہ تہا چنانچہ
انہوں نے شستر چلانا جنگ کرنا کھیتی کرنا وغیرہ جملہ دنیاوی کام انہی پرجا کو سکہلائے اور اسی بارہ میں آدی پران کے پرب ١٦ کے شلوک
١٤٩ - ... میں صاف لکہا ہے کہ یہ سب کام انہوں نے اسوقت سکہلائے جبکہ وہ سراگی تھے ویراگی نہیں تھے۔ اسی طرح سے بھرت مہاراج

رہے ہین اُنکو چہتری بنانے کی حالت مین اُنکا کون ورن مانا جاویگا اور اگر اُنکا وہی ورن رہیگا جو شہادت اوسکے باپ کی حالت مین تہا تو
وہ آپکے اصول کے بموجب منی ہونے اور موکش پانے کے مستحق نہین ہونگے لیکن افسوس آپکے ایسی سدہانت کے بموجب وہ لوگ جو اس
وقت مہاراجا ہین بہتی خراب کہ ہین اور اُنکے باپ دادا بھی بیچا سون پُشت سے سیکہتی اور برکی خراب کہ ہوتے چلے آتے ہین مکتی ہونیکے
لایق نہین ہونگے اگر اُنکا نفاس شودرون سے ہے - یہہ بات سب جانتے ہین کہ امریکہ ملک نے آجکل وہ ترقی کی ہے جو خیال و
گمان سے بھی باہر ہے - علم مین ہنر مین - دہرم مین دولت مین عقل مین فہم مین غرضیکہ ہر بات مین آجکل امریکہ کا ڈنکا بج رہا ہے
وہان پر کوئی خاص بادشاہ معین نہین ہے جسکی اولاد در اولاد بادشاہ بنتی ہے بلکہ وہان کے باشندے ہر پانچوین برس اپنے لوگون
مین سے سبسے زیادہ لایق شخص کو منتخب کر لیتے ہین اور اُسکو اپنا بادشاہ بنا لیتے ہین - اُس ملک مین اس بات کی پابندی نہین ہے
کہ بادشاہ زمیندارون فوج کے افسرون یا امیرون وغیرہ مین سے ہی بادشاہ چُنا جاوے - بلکہ وہان کوئی شخص خواہ وہ کسی پیشہ اور
کسی بھی نسل کا ہو اور خواہ وہ امیر ہو یا غریب بادشاہ چُنا جا سکتا ہے - چنانچہ وہان کئی بار ایسے اشخاص بادشاہ بنائے گئے ہین جو
سیاہ فام حبشی غلامون کی نسل سے تہے اور جنکے باپ دادا پُشت با پُشت سے ڈھور ڈنگر کی فروخت ہوتے چلے آتے تہے اور بڑی نیچ دشا
مین عمر گذارتے تہے لیکن ایسے منتخب شدہ لوگون نے امریکہ کا بادشاہ بنکر ایسی دانائی اور بہادری سے سلطنت کی ہے اور اپنی خود
غرضی کو بالائے طاق رکہکر اُنہون نے رعیت کو وہ سکھ پہونچایا ہے اور ایسے حوصلہ سے سلطنت کی ہے اور ملک مین وہ ترقی کی ہے
کہ جسکو معلوم کر کے عش عش کرنا پڑتا ہے - اور انسانی ترقی کے لئے اُنکو ایک اعلی نمونہ ماننے پر مجبور ہونا پڑتا ہے کیا چوتھے کال مین
جبکہ حسب بیان آپکے شاسترون کے تمام ہندوستان مین دہرم کا سورج چمک رہا تھا اور کروڑون آدمی موکش کو جا رہے تہے
ہمارے ملک کے خاص خاص شودر بھی اسی طرح ترقی نہین کرتے ہونگے اور اپنے افعال سے افضل چہتری بن کر منی دہرم اختیار نہ کرتے ہونگے
اور موکش کو نہ گئے ہونگے - اور کیا بہت سے براہمن چہتری ویش نیچ کام کر کے نرک کو نہ سدہارے ہونگے - اور کیا اب بہت سے اشخاص جو شودر
کی نسل سے نہین ہین جنکے افعال و حوصلہ بہت سے براہمن چہتری اور ویش سے اچھے ہون اور کیا بہت سے براہمن چہتری ویش ایسے نہین
ہین جنکے افعال شودرون سے بھی نیچ ہین پس یہ بات کبھی بھی ماننے کے لایق نہین ہے کہ آدناتھ بھگوان نے یہ حکم صادر کیا ہو کہ ہم جس
شخص کو شودر قرار دیتے ہین اُسکی اولاد پیدا ہون اور سنکہون پُشت تک شودر ہی رہیگی اور اسوجہ سے مکتی نہ ہو سکیگی -
جن لوگون نے ہندوستان کی تواریخ کو پڑھا ہے اُنکو معلوم ہوگا کہ کابل کے بادشاہ محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ دفعہ چڑہائی کی
اور ہر ہندوستان کے اُن چہتریون کو جنکی تعریف گانے مین ہندوستان کے لوگ دیوانے ہو رہے ہین ہر بار ایسی شکست فاش دی کہ جسکی
شرمندگی کا کلنک کبھی بھی چہتریون کے ماتھے سے نہین اُتریگا - محمود غزنوی نے ان چہتریون کے مندرون کو توڑا اُنکے دیوتاون کی
مورتیون کو پہوڑا اور ان کو ایسا ذلیل کیا کہ جسکا بیان کرنا قلم کی طاقت سے باہر ہے - کیا ایسی حالت مین وہ محمود غزنوی چہتریون سے بھی
زیادہ بہادر اور زیادہ حوصلہ والا نہین تھا لیکن پیارے بھائیو وہ اعلی نسل سے نہین تھا بلکہ ایک غلام کا پوتا یا پڑپوتا تھا جو آپکے
حساب سے شاید شودرون سے بھی کمتر مانا جاتا ہو - پس یہ ہرگز نہین مانا جا سکتا ہے کہ شودرون کی اولاد ہمیشہ شودر ہی رہیگی اور کبھی ترقی

ہونے استقدر بھی نہیں سمجھ سکتے تھے کہ اس سے شودرون پر بڑا ظلم ہوتا ہے کیونکہ وہ اور اُنکی اولاد نہ صرف دنیاوی ترقی سے محروم
ہوتے ہیں بلکہ اپنے آتمیک کلیان سے بھی روکے جاتے ہیں۔ شری تیرتھنکر بھگوان جنکا جنم نہ صرف اپنے آتم کلیان کے لئے بلکہ سنسار
بھر کو کلیان کا مارگ بتلانے کے لئے کہا جاتا ہے کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتے ہیں کہ وہ کسی ملکی انتظام میں گڑبڑ پڑنیکے خوف سے
آریہ ورت کے ایک چوتھائی آدمیون کو پشت ہا پشت تک کبھی دہرم گرہن کرنے اور کلیان پانے سے روک دیوین اور ایسا پہرہ بٹھا دیوین
کہ وہ کسی طرح بھی ایسا نہ کرنے پاوین یعنی یہ قرار دیدیوین کہ اُنکی اولاد ہمیشہ تک شودر ہی رہیگی اور اگر خلاف ورزی کریگی تو سزا پاویگی
پس آدناتھ بھگوان نے ہرگز ایسا حکم صادر نہیں کیا کہ ورن جنم سے چلینگے نہ کہ گُن کرم سے ۔ اناد کال سے سب
ہی جیو متھیاتی ہوتے ہیں اگر کسی تیرتھنکر کی نسبت یہہ کہا جاوے کہ اُسنے ایسا حکم صادر کیا تہا کہ جو شخص متھیاتی ہے اُسکی اولاد در
اولاد متھیاتی ہی رہے تو یہ بات کبھی بھی یقین کے لائق نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ بہت سی لائق اولاد اپنے باپ کے جھوٹے دہرم کو چھوڑ کر
سچے دہرم کو گرہن کرتی ہے اور بہت سی نالائق اولاد اپنے باپ کے سچے دہرم کو چھوڑ کر جھوٹے مارگ میں لگ جاتی ہے تب ورن کی
بابت اُلٹ پلٹ کو ناممکن کیسے کر دیا جاوے ۔ برہمن چھتری یا ویش ہی منی ہو سکتا ہے اور شودر منی نہیں ہو سکتا اور نہ شودر
مکتی پا سکتا ہے یہ بات تب ہی ٹھیک بیٹھ سکتی ہے جبکہ اسکے ساتھ یہ بھی مانا جاوے کہ ہر شخص اپنی اپنی لیاقت کے موافق ہر وقت
برہمن چھتری ویش یا شودر بن سکتا ہے کیونکہ کوئی شخص ان چارون ورنون میں سے کسی ہی ورن والے کی اولاد ہو لیکن اگر خود اُسکی
آتما گری ہوئی ہے حوصلہ پست ہے اور وہ اپنی کشایون اور اندریون کے بس میں ہو کر نیچ کام کرتا ہے اور اسوجہ سے شودر بن رہا ہے تو
کہا جا سکتا ہے ایسا کم ہمت آدمی نہ منی بننے کی لیاقت رکھتا ہے اور نہ موکش پراپت کر سکتا ہے لیکن اگر جنم سے ہی ورن مانا جاوے تو
برہمن چھتری ویش ان تینون ورنون والا خواہ کتنی ہی پشت سے نیچ سے نیچ کام کرتا چلا آتا ہو اور خود وہ پشت ہا پشت سے متھیاتی
دہرم کا دشمن اور مانس آہار وغیرہ مہاپاپ کرتا چلا آتا ہو تاہم اگر وہ اپنے باپ دادا سے برہمن چھتری یا ویش کہلاتا چلا آتا ہے
تو وہ منی بھی ہو سکتا ہے اور موکش بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اور ایک شخص جو پشت ہا پشت سے اچھے کام کرتا چلا آتا ہے اور باپ دادا سے
سراونگ کے بارہ برت پالتا چلا آتا ہے وہ بوجہ اسکے کہ شودر کی نسل سے ہے نہ منی ہو سکیگا اور نہ موکش حاصل کر سکیگا لیکن کیا کوئی
پریکشا پردھانی اس سدہانت کو قبول کر سکتا ہے اور کیا ایسے سدہانت کو قبول کرنے سے جینی دہرم کے اس انمول سدہانت کو بٹہ نہیں
لگتا ہے کہ ہر ایک بات کو پرمان کی کسوٹی پر کس کر ہی ماننی چاہئیے نہ کہ آنکھ بند کرکے ۔ پس یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آدناتھ بھگوان
نے جنم سے ہی ورن مانے ہون ۔ اگر یہ کہا جاوے کہ بیشک جس شخص کے باپ دادا متھیاتی اور پاپی ہون وہ تو منی نہیں ہو سکتا ہے
لیکن جسکا نسب آدناتھ بھگوان کے وقت سے ابتک بےکھٹکی اور شدھ چلا آتا ہے وہی منی ہو سکتا ہے تو کیا کوئی بھی ذریعہ اسقسم کا موجود
ہے جس سے کسی شخص کے باپ دادا کی بابت آدناتھ بھگوان سے ابتک کی تحقیقات کی جا سکے کہ پہلے کبھی کوئی متھیاتی یا جینی اور پاپی ہے
ہوا تہا نہیں ہو سکتا ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو جو برہمن چھتری اور ویش پشت ہا پشت سے جینی دہرم کے خلاف اور مانس آہار سے

پیشہ وہ روز پیدایش سے بلا سکھائے ہی سیکھ لیتا ہے چنانچہ یورپ و دیگر ممالک میں بھی اکثر ایسا ہی ہوتا ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں
ہیں کہ وہ کوئی دوسرا پیشہ کر ہی نہ سکے چنانچہ روزمرہ ایسا بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ باپ نیچ کام کرتا تھا اور اسکے لائق بیٹے
بڑے اونچے درجہ پر پہنچ گئے ہیں اور باپ لائق تھا اور اسکی نالائق اولاد نیچ کام کرنے لگی ہے تماشہ تو یہ ہے کہ جنم سے ورن
آشرم ماننے والے تو اس اصول پر بھی قایم نہیں ہوتے ہیں کہ چونکہ بیٹے کو باپ کا پیشہ سیکھنے میں آسانی ہوتی ہے اسواسطے سوائے
خاص صورتوں کے عام طور پر بیٹے کا وہی پیشہ سمجھا جاوے جو اسکے باپ کا تھا مثلاً اگر کسی چھتری کے بیٹے نے تلوار باندھکر
ملک کی رکشا کرنے کے پیشہ کو چھوڑکر کھیتی یا خدمت گاری کا کام شروع کر دیا ہے اور اسکی اولاد بھی بیچاسوں پیڑھیوں تک کھیتی
یا خدمت گاری کا ہی کام کرتی چلی آتی ہے تو اب اسکی اولاد کو اپنے والدین سے کھیتی یا خدمت گاری کے ہی سنسکار پراپت ہونگے
نہ کہ تلوار چلانے اور میدان جنگ میں بہادری دکھانے کے لیکن جنم سے ورن ماننے والے تو اسکی اولاد در اولاد کو چھتری ہی مانتے
رہینگے۔ اسی ہی طرح اگر کوئی برہمن پشت با پشت سے پولیس کا ملازم چلا آتا ہے اور چھتری کا کام کرتا ہے یا دوکانداری وغیرہ کوئی
ویش کا کام کرتا ہے تو بھی اسکی اولاد کو چھتری یا ویش نہیں جانینگے بلکہ انکو برہمن ہی مانتے رہینگے۔ دیگر جہین سدانت کے
انوسار شودر منی نہیں ہوسکتا ہے نہ کیول گیانی پس جبکہ بھوگ بھومی کے اختتام کے وقت شری آدناتھ بھگوان نے کسی شخص کو
اسکی اسوقت کی لیاقت کے بموجب شودر بنایا تو اس ہی کے ساتھ وہ ایسا نادر شاہی حکم جاری نہیں کرسکتے تھے کہ سنکھوں
اور پدموں پشت تک اسکی اولاد در اولاد بھی شودر ہی رہے یعنی منی دھرم اختیار نہ کرسکے اور نہ موکش پاسکے۔ کیا کسی جہین
سدانت سے یہ ثابت کیا جا سکتا ہے کہ شری آدناتھ بھگوان کو شکتی تھی یا انکو یہ اختیار تھا کہ وہ کسی شخص کی نسبت یہ قرار دیدیں
کہ اسکی اولاد پدموں اور سنکھوں پشت تک شودر ہی رہے یعنی ایسی گری ہوئی حالت میں رہے کہ نہ منی دھرم اختیار کرسکے اور نہ نروان
پاسکے۔ شری آدناتھ بھگوان نے جس زمانہ میں یہ ورن بنائے تھے اسوقت وہ گرہستی تھے اسواسطے وہ تو کسی طرح بھی ایسا سخت حکم
جاری کرنیکا اختیار نہیں رکھتے تھے انکے علاوہ کوئی کیول گیانی بھی ایسا سخت نہیں ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کو نیچ دشا میں پاکر
اسکو شودر قرار دیتا ہوا یہ بھی حکم صادر کردیوے کہ اسکی نسل بھی ہمیشہ تک شودر ہی رہے یعنی پشت در پشت تک اسکی اولاد بھی
منی بننے اور اپنا کلیان کرنے کے لایق نہ بن سکے۔ جنم سے ورن ماننے والے ہمارے بھائی یہ بات بھی تو کہتے ہیں کہ آدناتھ بھگوان نے
یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ اگر ایک ورن کا آدمی دوسرے ورن کا کام کرنے لگے مثلاً اگر کوئی شودر برہمن کا کام کرنے لگے یا کوئی برہمن
شودر کا کام کرنے لگے تو اسکو سزا ملنی چاہیئے تاکہ ورن شنکر نہ ہو جاوے اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ شری آدناتھ بھگوان یہ تو جانتے
تھے کہ ایک ورن کی اولاد کا کوئی آدمی کسی وقت دوسرے ورن کا کام کرنے کی لیاقت تو حاصل کرسکتا ہے اور ایسا ہوگا بھی لیکن
چونکہ انکو منظور تھا کہ ہر وقت جسے جسکو جس ورن میں قایم کردیا ہے اسکی اولاد اس یگ کے آخیر تک اس ہی ورن میں رہنی
چاہیئے اسواسطے انہوں نے راجاؤں کو ایسا بندوبست رکھنے کی ہدایت کی جسکی وجہ سے کوئی شخص کبھی بھی ایک ورن سے دوسرے
ورن میں جانے کی جرأت نہ کرسکے یعنی ہر ایک کو بزور دستی اسکے آباء ورن میں رکھا جاوے۔ مگر کیا آدناتھ بھگوان ایسا حکم صادر کرتے

کام کرینگے جو اُسکے باپ دادا کرتے تھے دویم چونکہ یہ کوئی تنو یا دستو سوبھاؤ کی بابت نہین ہے بلکہ انتظام دنیاوی کا معاملہ ہے اور
آدناتھ بھگوان نے یہ انتظام اُس زمانہ مین کیا ہے جبکہ وہ خود گرہستی تھے لہذا دہرم احکام کے طور پر نہین مانا جانا چاہیے اور چونکہ
اب کلوکال ہے اور زمانہ کی حالت اور چال ڈھال بالکل بدل گئی ہے اسواسطے یہ قاعدہ زمانہ حال کیلئے کسی طرح لاگو بھی نہین
ہوسکتا ہے سوییم اگر اس فقرہ کے یہ معنے ہون بھی تو چونکہ یہ مضمون پرانون کا ہے اسواسطے جیسا کہ شریان ٹوڈرمل جی نے موکش
مارگ پرکاش مین ثابت کیا ہے یہ مضمون حرف بحرف ماننے کے لایق بھی نہین ہے - اب ہم ان تینون باتونکو کسیقدر تشریح کیساتھ لکھتے ہین
(۱) شری آدناتھ بھگوان نے جسطرح کہ انسان کو تین ورنون مین تقسیم کیا اسی طرح انہون نے ملک کو علاقے اور [illegible] بھی بنا کے اور
انکے حاکم اور راجا بھی علیحدہ علیحدہ مقرر کر دئے - لیکن آدناتھ بھگوان کی حیات مین ہی خاص اُنکے بیٹے بھرت نے اُنکے اس
ملکی انتظام مین خلل ڈالا - اور فوج کشی کرکے چارون طرف کے راجاؤن کو جیت کر چکروتی راجا بن گیا - اور [illegible] یہ ہے کہ بھرت
نے یہ سب لڑائیان بالکل بے وجہ صرف زبردستی کی ہی بنیاد پر کین پس جبکہ خاص بھرت نے ہی آدناتھ بھگوان کی ملکی تقسیم
کو توڑ ڈالا تو قومی تقسیم کے لئے یہ معنی نکالنا کہ پدمون اور سنکھون نپشت کے بعد اب تک وہ تقسیم قایم [illegible] سراسر بھول
اور غلطی ہے اور جیسا کہ ہم اوپر ثابت کرچکے ہین اس قومی انتظام کا قایم رہنا بھی ناممکن ہی ہے - [illegible] آدناتھ
بھگوان کے بیٹے بھرت مہاراج نے صرف اپنے باپ کے ملکی انتظام کو ہی نہین توڑا بلکہ اُس نے [illegible] قومی انتظام کو بھی توڑ ڈالا چنانچہ
آدپران مین تحریر ہے کہ آدناتھ بھگوان نے ملکی انتظام اور تین ورن کی تقسیم صرف اپنی رائے سے نہین کی تھی بلکہ [illegible] سب انتظام
اُس ہی طرح کیا تھا جسطرح کہ پورب اور پچھم بدیہہ مین انادکال سے چلا آتا ہے لیکن افسوس کہ بھرت مہاراج نے [illegible] تقسیم کو ناکافی
سمجھا اور سب راجاؤن کو جیتنے کی وجہ سے جو لاانتہا دولت اُنکو ملی تھی اُسکو دان دینے کے واسطے اُسنے ان [illegible] ورنون مین سے
ایک چوتھا ورن برہمن کا بھی بنا دیا - بھرت مہاراج نے جس کسی بھی ورن سے یہ چوتھا ورن برہمن کا بنایا ہو لیکن انہون نے ان [illegible] کو
اپنے پہلے ورن کا کام کرنے سے روکدیا اور ہمیشہ کیلئے محروم کردیا یعنی جن جن چھتریون کو براہمن بنایا اُنکو چھتری کے کام سے اور اگر ویش
اور سودرون کو براہمن بنایا تو اُنکو ویشون اور شودرون کے کام سے منع کردیا جو آدناتھ بھگوان کے احکام کے بالکل خلاف ہوا -
اور یہی بابت اُنکی بابت ہدایت تھی کہ اگر کوئی خلاف ورزی کرے تو اُسکو سزا ملنی چاہیے - بھرت مہاراج کی نسبت ہرگز ایسا خیال
نہین کیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنے باپ کا اور ایسے باپ کا جو تیرتھنکر تھے حکم توڑتا بلکہ یہی سمجھنا چاہیے کہ آدناتھ بھگوان کا یہ منشا ہی
نہین تھا جیسا کہ اب سمجھا جاتا ہے - بلکہ اسکا نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اُنکی یہی ہدایت تھی کہ جو شخص جب جس کام کو اپنے ذمہ لے وہ اپنے
اپنے کام کو پوری طرح انجام دے اور اگر اسمین کچھ گڑبڑی کرے تو سزا پاوے - مثلاً اگر کوئی شخص فوج کا سپاہی بنے تو وہ سپاہی
کا ہی کام کرے دوسرا کوئی کام کرکے اپنے کام مین خلل نہ ڈالے - چنانچہ ایسے احکام آجکل بھی سرکار انگریزی کی طرف سے جاری
ہین آجکل حاکمون اور وکیلون کو اپنے کام کے سوا دیگر کسی روزگار کرنے کی ممانعت ہے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ حاکمی یا وکالت
سے علیحدہ کردیا جاتا ہے - اسمین کوئی شبہ نہین ہے کہ عام طور پر بیٹے کا وہی پیشہ ہوتا ہے جو اُسکے باپ کا ہوتا ہے کیونکہ اپنے باپ کا

لہذا برہمن کا کام کرنے سے تیرے مین کیا برائی آگئی ہے تو اسکو جواب دینا چاہیئے کہ اے اپنے کو ورج ماننے والے تو آج میرا جنم گن
شری جینیندر دیو میرا پتا ہے اور گیان میرا گربھ ہے اسواسطے دہرم سنسکار روپی جنم سے مین پیدا ہوا ہون آپ لوگ چونکہ جینی دہرم
کے خلاف کام کرتے ہین اسواسطے دوِج نہین ہین۔ اس مضمون سے صاف ظاہر ہے کہ جنم کا برہمن جو برہمن کے کام نہین کرتا ہے
وہ برہمن نہین رہتا۔ بلکہ وہ دہرما تما جو جنم سے براہمن نہین ہے اور کام برہمن کے کرنے لگا ہے برہمن ہے۔ اس مضمون کو آدپران
کے اس ہی پرب مین آگے جاکر اور بھی زیادہ صاف کیا ہے چنانچہ شلوک ۱۱۹ سے ۱۲۲ تک مین جنم کے برہمن کے مذکورہ اعتراض
کے جواب مین اور بھی لکھا ہے کہ جنم دو قسم کا ہوتا ہے ایک شریر جنم اور دوسرا سنسکار جنم۔ پہلے شریر کے ضایع ہونے پر جو دوسرا
شریر ملتا ہے وہ شریر جنم ہے اور دہرم کی پراپتی سنسکار جنم ہے۔ اس ہی طرح شریر کو چھوڑنا شریر مرن ہے اور پاپ کو چھوڑنا
سنسکار مرن ہے۔ لہذا جو شخص مثھیات کو چھوڑ کر دہرم گرہن کرتا ہے اسکا پہلی حالت سے مرن اور دوسری حالت کو پراپت
کرنیکی وجہ سے نیا جنم لینا ہی ماننا چاہیئے۔ بوجوہات بالا مین دوِج برہمن ہون کیونکہ مجھکو سنسکار جنم حاصل ہوا ہے۔
ورن جنم سے نہین ہے بلکہ گن کرم سے ہی ہے اسکا اور بھی زیادہ ثبوت اس ہی پرب کے شلوک ۱۲۷ سے ۱۴۳ مین ملتا ہے جہان اسہی
مذکورہ بالا جنم کے برہمن کے اعتراض کے جواب مین لکھا ہے کہ جو برہما کی سنتان ہو اسے براہمن کہتے ہین۔ لہذا چونکہ جینیندر دیو
برہما ہین اسواسطے جسنے انکے اپدیش کو قبول کیا ہے وہ ہی برہمن ہے۔ جس نے جینیندر بھگوان کے گیان روپی گربھ سے جنم دھارن
کیا ہے وہ ہی دوِج ہے۔ لیکن جو پتا کا شرادھ کرتے ہین اور پشو گھات کرتے ہین وہ ہرگز برہمن نہین ہوسکتے ہین وہ بتادی
برہمن ہین۔ اس تحریر سے صاف ثابت ہے کہ جو جنم کے برہمن نہین ہین بلکہ جینیندر بھگوان کے اپدیش کے موافق براہمن کا کام کرنے
لگتے ہین وہ براہمن ہین اور جو جنم کے براہمن ہین لیکن براہمن کا کام نہین کرتے ہین وہ برہمن نہین ہین یہی مضمون چھتری ویش اور
شودر پر بھی لاگو ہوتا ہے اور نتیجہ صاف صاف یہی نکلتا ہے کہ ورن جنم سے نہین ہے بلکہ کرم سے ہے یعنی جو جیسا کام کریگا وہ ویسا ہی
مانا جاویگا چنانچہ آدپوران کے پرب ۴۲ مین جہان کہ بھرت مہاراج نے چھتریون کو اپدیش دیا ہے وہان چھتریون کی بابت بھی ایسا
ہی لکھا ہے چنانچہ شلوک ۱۵ مین تحریر ہے کہ جو کشتری نہین ہین وہ بھی دیکشا لیکر اور برتون کو دھارن کرکے کشتری ہو جاتے ہین کیونکہ
انکی پیدایش بھی رتن تریہ سے ہو جاتی ہے اور شلوک ۱۳ مین تحریر ہے کہ اگر راجا یعنی چھتری لوگ انیہ مت کے لوگون کا پرشاد اور آشیرباد
لیتے ہین تو وہ نیچ کل والے ہو جاتے ہین یعنی چھتری نہین رہتے ہین غرضیکہ جو جنم سے چھتری نہین ہے وہ گن کرم سے چھتری ہو جاتا
ہے اور جو جنم سے چھتری ہے وہ گن کرم کے کھو دینے سے چھتری نہین رہتا ہے۔
ناظرین آدپوران کی مذکورہ بالا تحریر سے معاملہ بحث طلب تو بالکل صاف ہوگیا ہے اور کوئی شبہ کسی قسم کا باقی نہین رہا لیکن چونکہ
آدپوران مین کہین کہین ایسے فقرہ بھی آئے ہین جنکے یہ معنی ہوتے ہین کہ ہر ایک ورن کے آدمی کو اپنا اپنا دہرم پالن کرنا چاہیئے
اگر اسکی خلاف ورزی ہوگی تو برن سنکر ہو جاویگا اسواسطے جو کوئی خلاف ورزی کرے اسکو راجا سے ڈنڈ ملنا چاہیئے اسواسطے
اسپر مفصل بحث کرنیکی ضرورت پڑگئی ہے۔ ہماری رائے مین اول تو اسکے یہ معنی ہی نہین ہین کہ ہر شخص کی اولاد در اولاد صرف وہی

رہین یا بھوکون مرجاوین لیکن دونون باتین ناممکن ہین اسواسطے یہ قاعدہ ہر طرح سے بے بنیاد اور ناقابل عمل درآمد کے ہے۔
پشاسترون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جگ بھومیا کے ختم ہونے پر شری آدناتھ بھگوان نے اُس وقت کے آدمیون کو اُنکی
اُس وقت کی لیاقت کے بموجب تین حصون مین چھانٹ دیا یعنی کسی کو چھتری کسی کو ویش۔ اور کسی کو شودر بنایا۔ یہان غور طلب
بات یہ ہے کہ بھوگ بھومیا کے زمانہ مین تو اس قسم کی کوئی تقسیم تھی ہی نہین۔ اُسوقت تو سب لوگ ایک ہی جاتی کے تھے لہذا آدناتھ
بھگوان نے اُن لوگون کے باپ دادا کے کامون کے لحاظ سے تو یہ تقسیم نہین بلکہ اُنکے اُسوقت کے ہی گنون کو دیکھکر جس کو جس
لائق سمجھا اُسکو وہ کام دیا۔ لہذا آیندہ کے لئے بھی یہ کیون نہ مانا جاوے کہ جو جس لائق ہو اُس سے وہی کام لیا جاوے۔
ایک باپ کے دو بیٹون مین اگر ایک مزدوری کرنے کے لائق ہے تو وہ کیون مزدوری نہ کرے۔ اور دوسرا اگر افسر ہونے کے لائق
ہے تو وہ کیون افسر نہ بنے۔ خود آدناتھ بھگوان چکرورتی راجا نہین تھے۔ لیکن اُنکے بیٹے بھرت نے چکرورتی ہونے کی طاقت اور
لیاقت پائی اسواسطے وہ بہت سے راجاؤن کو جیت کر چکرورتی بن گیا۔ اور بھرت کے بیٹے مین اتنی بھی لیاقت نہ ہوئی کہ وہ اپنے
باپ کے بنائے ہوے چکرورتی راج کو قایم بھی رکھ سکے۔ اسواسطے کسی نے بھی اُسکو چکرورتی نہ مانا۔ و آجکل ہندوستان مین ایک ایک ورن
کی ہزارون اور سینکڑون جاتیان بن گئی ہین لیکن جین شاسترون مین ان جاتیون کا کچھ بھی پتہ نہین چلتا ہے اسواسطے جاتیونکی
تقسیم تو شاسترون کے خلاف صرف آپس کی کبھی وقت کی دشمنی یا کھینچ تان کی وجہ سے بنتی رہی ہین مگر شاسترون مین ورنون کا بیان
جو ذکر ہے اسکے دیکھنے سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ورنون کی تقسیم بھی جنم سے نہین ہے بلکہ گن کرم سے ہی ہے چنانچہ آدپران کے
سولھوین پرب کے شلوک ۱۸۳ اور ۱۸۴ و ۱۸۵ مین لکھا ہے کہ جو ہتھیار باندھکر حفاظت کا کام کرے وہ چھتری اور جو کھیتی بیوپار اور پشو
پالن کا کام کرے وہ ویش۔ اور جو خدمت کا کام کرے وہ شودر ہے۔ اور شلوک ۲۴۸ مین لکھا ہے کہ ایک ورن والا دوسرے
ورن والے کا کام نہ کرے اسکے صاف یہ معنی ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص دوسرے ورن والے کا کام کریگا تو اُسکا پہلا ورن نہین رہیگا
بلکہ وہ دوسرا ہو جاویگا یعنی اگر کوئی چھتری ویش کا کام کرنے لگیگا تو وہ چھتری نہین رہیگا بلکہ ویش ہو جاویگا جیسا کہ آجکل اگروال لوگ
جو جنم سے چھتری ہین لیکن ویش کا کام کرنے کی وجہ سے ویش ہو گئے ہین۔ آدپران کے ۳۸ وین پرب کے شلوک ۴۵ و ۴۶ مین
لکھا ہے کہ اگرچہ جاتی نام کرم کے اُدے سے تمام انسان ایک ہی جاتی کے ہین لیکن آجیوکا یعنی روزگار کے تفاوت سے وہ چار
قسم کے ہین چنانچہ برتون کے سنسکار سے براہمن ہتھیار باندھنے سے چھتری۔ نیایے سے دھن کمانے سے ویش اور نیچ کام کرنیسے
شودر کہلاتے ہین۔ ان شلوکون سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص جو روزگار کرتا ہے اُسکا وہی ورن ہے۔ نہ کہ وہ جو اُسکے باپ
دادا کا تھا مثلاً جو لوگ آجکل کھیتی کرتے ہین وہ ویش ہین اُنکے باپ دادا خواہ براہمن ہون خواہ چھتری اور خواہ ویش اس سے کچھ
بھی مطلب نہین ہے۔ ۳۹ وین پرب کے شلوک ۱۰۸ سے ۱۱۰ تک مین لکھا ہے کہ اگر کوئی اپنے کو جھوٹھ موٹھ براہمن ماننے والا
دیعنی کوئی جنم کا براہمن) کہے کیا براہمن کی سی ہون کسی بیچے برہمن پیدا یعنی ایسے برہمن پر جو جنم سے تو براہمن ہو لیکن جسکے گن کرم براہمن کے
ہون اعتراض کرے کہ کیا تو فلان کا بیٹا نہین ہے اور کیا تیری مان فلان کی بیٹی نہین ہے۔ تیری جاتی وہی ہے جو پہلے تھی

دوسرے جاتی کا پیشہ اختیار نہ کرے نتیجہ بھی ان دونوں حالتوں کا بدیہی ہے چنانچہ فرنگستان ترقی کرتا جاتا ہے اور ہندوستان
نیم وحشی بنتا جاتا ہے۔ اب یہی دیاوان فرنگی ہندوستان میں اُن لوگوں کو مہذب انسان بنانے کی کوشش میں لگ رہے ہیں
جو اب تک نیچ مانے جاتے تھے اور جنکے لئے اپنے پیشہ کا بدلنا ناممکن سمجھا جا رہا تھا چنانچہ ہر سال انکا کروڑوں روپیہ اس بات
پہ خرچ ہو رہا ہے اور لاکھوں آدمی گانوں درگانوں گھوم کر اس بات میں لگے ہوئے ہیں کہ چوڑھے چمار وغیرہ وہ لوگ جو ہندو رہتے
ہوئے کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے ہیں عیسائی بن جاویں اور پھر تعلیم پاکر اور ہر قسم کے علوم و فنون سیکھکر بھلے آدمیوں میں شمار
ہونے لگیں اور ہر قسم کا رتبہ اور عزت حاصل کر لیں۔ اس کے علاوہ وہ اس بات کی بھی کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں
جو لوگ جرائم پیشہ ہیں جو پشت با پشت سے چوری اور ڈکیتی ہی سے اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں ہندوستان کے مروجہ قاعدہ کے
بموجب اپنے اس پیشہ کو چھوڑنا ناجائز اور ناممکن سمجھ رہے ہیں اُنسے یہ دیاوان فرنگی انکا آبائی پیشہ چھڑا کر اور علم و ہنر سکھا کر
اُنکو نیک اور اونچے درجہ کا آدمی بنانے میں کروڑوں روپیہ لگا رہے ہیں۔ اور ایسے ایسے نیک کاموں کے لئے امریکہ اور یورپ سے
ہر سال کروڑوں روپیہ ہندوستان میں آرہا ہے اور وہ ادھر خرچ ہو رہا ہے۔ گورنمنٹ نے بھی انکا ایسا نیک خیال اور ایسی پوری
مستعدی دیکھکر ہندوستان کی بہت سی جرائم پیشہ قوموں کو ان کے سپرد کر دیا ہے چنانچہ اب عنقریب ہی لاکھوں آدمی اپنے
باپ دادا کے بُرے پیشہ کو چھوڑ کر ایک معقول مہذب بنجاوینگے اور اونچے اونچے کام کرنے لگینگے۔

اس قاعدے کی پابندی سے کہ ورن اور جاتی جنم سے مانی جاوے نہ کہ گن سے۔ ہرگز بھی دنیا کا کام نہیں چل سکتا ہے بلکہ سب کھیل بگیل
ہوجاتا ہے کیونکہ عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ بہت سے لائق اشخاص کی اولاد نالائق پیدا ہوتی ہے یا اوسکے بھائیوں میں ایک بہت
لائق اُٹھتا ہے اور دوسرا قطعی نالائق اسطرح اگر ایک جاتی کی اولاد کلیتاً یا جزواً اپنی جاتی کا کام کرنیکے لائق پیدا نہ ہو یا اپنے باپ
دادا کا کام کرنے سے انکار کردے اور دوسرے جاتیوں کو وہ کام کرنے نہ دیا جاوے تو وہ کام ہی بند ہو جاویگا مثلاً اگروال جاتی
کے لوگ جو اسوقت زیادہ تر دوکانداری اور سوداگری کا کام کرتے ہیں راجہ اگرسین کی اولاد سے ہیں جو چھتری تھے یعنی لاکھوں
اگروال جو اسوقت ہندوستان میں موجود ہیں جنم سے چھتری ہیں۔ اب اگر یہ اگروال لوگ فوج میں بھرتی ہونے سے انکار کردیں اور
اس کمی کو دیگر ایسی جاتیوں سے پورا نہ کیا جاوے جو جنم کے چھتری نہیں ہیں تو فوج میں کمی رہتی ہے اور ضرورت کے وقت ملک کی
حفاظت نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر جنم سے ہی ورن اور جاتی مانی جاوے جیسا کہ برہمنوں کی حالت میں مانا جارہا ہے تو ہندوستان
کے جملہ اگروال جو لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں کیوں ایک دم فوج میں بھرتی نہ کر لئے جاویں اور جو انکار کریں اُنپر کیوں زبردستی
نہ کیجاوے۔ کیونکہ انہیں کے قول کے بموجب یہ لوگ راجہ اگرسین کی اولاد سے ہیں۔ جنم کے چھتری ہیں اور انہیں کے دھرم کے بموجب
ملک کی حفاظت کرنا اور توپ کے گولوں کے سامنے چھاتی کھول کر ڈٹنا چھتریوں کے ذمہ ہے۔ ہندوستان میں اسوقت ۳۴ کروڑ کی آبادی
ہے اور انمیں تقریباً ایک چوتھائی اشخاص ایسے ہیں جنکے آبا و اجداد چھتری تھے یعنی جو جنم کے چھتری ہیں اگر ان ۸ یا ۹ کروڑ اشخاص کو سوائے
چھتری کے کام کے دیگر کام کرنے کی ممانعت ہوجائے تو سوائے اسکے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ یا تو یہ ۸ یا ۹ کروڑ آدمی ہمیشہ فوج میں

ہین کہ تھوڑے ہی دن ہوئے انگریزون کے بزرگ تو نیم وحشی جانورونکی طرح جنگلون مین رہنے والے اور درختون کے پتے اوڑھ کر اور جنگل کے پھل پھول کھا کر گذارہ کرنے والے تھے۔ اور ہم ہندوستانی ایسے باپ دادا کی اولاد ہین جنکے گیان کا ڈنکا ساری دنیا مین بج چکا ہے۔ اور جنکی برابری کوئی بھی نہین کر سکا ہے لیکن قدرت کا کچھ ایسا اُلٹ پھیر ہوا ہے کہ جو نیم وحشی تھے وہ عالم ہو گئے اور جو عالم تھے وہ نیم وحشی بن گئے۔ مگر کیا یہہ اس بات کا پختہ ثبوت نہین ہے کہ قدرت مین اس بات کی پابندی نہین ہے کہ جو اونچا ہے اُسکی اولاد بھی اونچی ہی رہے اور جو نیچ ہے اُسکی نسل کبھی ترقی نہ کر سکے بلکہ قدرت ہر ایک کو ترقی و تنزلی کا موقع دیتی ہے اور جو جیسا کام کرتا ہے اور جیسے گن پراپت کرتا ہے قدرت اُسکو ویسا ہی درجہ دیدیتی ہے چنانچہ قدرت نے تمہارے ہی کہنے کے بموجب انگریزون کو پستی سے بلندی پر چڑھا دیا کیونکہ اُنہون نے ایسے ہی گن پراپت کئے اور اُس ہی قدرت نے ہندوستانیون کو بلندی سے پستی پر گرا دیا کیونکہ انہون نے ایسے ایسے طریقے اختیار کئے جس سے وہ ترقی تو کیا کر سکین بلکہ اُنکے موجودہ اوصاف بھی مفقود ہو جاوین۔ "جو جیسی کرنی کرے سو تیسا پھل پائے" کا اٹل مسئلہ ہمیشہ جاری رہا ہے اور ہمیشہ جاری رہیگا اور کوئی اس مسئلہ کو مانے یا نہ مانے لیکن عمل درآمد اس پر ہی ہوتا رہا ہے اور اسپر ہی ہوتا رہیگا۔

پیارے ناظرین کیا یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ جس زمانہ مین ہندوستان نے لا انتہا ترقی کی تھی اُس زمانہ مین بھی کام کی ایسی تقسیم مروج تھی ہو کہ فلان فلان انسان اور اُنکی اولاد نسلاً بعد نسلاً فلان فلان ہی کام کر سکیگی اور کوئی دوسرا کام نہ کر سکیگی اور نہ اُنکا کام کوئی دوسرا کر سکیگا۔ ایسی پابندی قطعی قدرت کے خلاف اور ترقی کی پوری سدراہ ہے اور ایسی پابندی کی حالت مین ترقی تو کیا ہوگی لابدی طور پر تنزلی ہی ہوتی ہے۔ لہذا جس زمانہ مین ہندوستان نے ترقی کی ہے اُس زمانہ مین ہرگز ایسی پابندی نہین تھی۔ بلکہ جب سے کسی وجہ سے ہندوستان مین ایسی پابندی شروع ہوئی ہین اس ہی وقت سے یہان کے تمام اعلیٰ اوصاف رفوچکر ہو گئے ہین اور یہہ بدقسمت ہندوستان جہنم کو پہنچ گیا ہے جو کام باپ کرتا ہے صرف وہی کام اُسکی اولاد کر سکتی ہے۔ اور جو لیاقت اور حیثیت باپ نے حاصل کی ہے اُس لیاقت و حیثیت سے آگے اُسکی اولاد ایک قدم نہین بڑھ سکتی یہ قاعدہ جیسا بیہودہ و ظلم پر مبنی ہے ایسا اور کوئی قاعدہ ہو ہی نہین سکتا۔ کیا کوئی اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ جو کنگال ہے وہ اور اُسکی اولاد ہمیشہ کنگال ہی رہیگی اور جو نالائق ہے وہ اور اُسکی اولاد ہمیشہ نالائق ہی رہیگی اور کیا ایسی حالت مین تنزلی روکی جا سکتی ہے ہرگز نہین۔ مگر افسوس ہے کہ اس بدقسمت ہندوستان مین کئی وقت سے ایسا ہی قاعدہ چل رہا ہے چنانچہ یہان پر بھیک مانگنا بھی ایک پیشہ ہے جسکے واسطے کئی جاتیان مخصوص ہین اور اُنکا یہ آبائی پیشہ ہونے کی وجہ سے وہ اس پیشہ کو چھوڑنا ناجائز سمجھتے ہین۔ یہان پر بہت سی جاتیان چوری ٹھگی اور اٹھائی گیری کا ہی کام کرتی ہین اور چونکہ یہ پیشہ اُنکے باپ دادا سے چلا آتا ہے اسواسطے اس پیشہ کو اپنے لئے جائز اور مناسب سمجھتی ہین۔ ناظرین ایک طرف اُن فرنگیون پر نگاہ ڈالئے جو افریقہ اور دیگر جزایر کے اُن حبشیون تک کو جو مردم خور تھے اور اپنے باپ دادا تک کو مار کر کھا جاتے تھے مہذب بنانے کی کوشش کرتے ہین اور جان ہتھیلی پر رکھکر اُنمین گھستے ہین اور اُنکو انسان بنانے کو اُنکی تعلیم اور ترقی کیلئے ہزارون مدرسہ جاری کرتے ہین اور دوسری طرف ہندوستان کے اس قاعدہ کو ملاحظہ کیجئے کہ ایک جاتی کا آدمی

سمجھا جاویگا جو اسطرح پر قدیم چھتریون کی اولاد کو اپنا حاکم مانینگے اور کیا وہ شخص سزا نہین پائیگا جو کسی حاکم کا حکم ہو جیسے
نہین مانتا اور اس بنا پر اسکی عزت نہین کرتا کہ کسی وقت اس حاکم کے جد امجد محنت مزدوری کرتے تھے اور شودر سمجھے جاتے تھے
یا بیچ بیوپار اور کھیتی باڑی کرتے تھے اور ویشیہ گنے جاتے تھے - غرض یہ ہے کہ گن کی جانچ نکر کے صرف جنم سے ہی کسی انسان کو
افضل یا اسفل ماننے اور اُس ہی کے مطابق اُس سے برتاؤ کرنے مین انسانی انتظام کا سارا ڈھانچا تتر بتر ہوجاتا ہے اور یہ
دنیا ایک پاگل خانہ بن جاتی ہے جہان کے رہنے والونکے کل کام اُلٹ پلٹ ہی ہوا کرتے ہین اور جہان سوائے بگاڑ کے اور کوئی نتیجہ برآمد
نہین ہوا کرتا ہے * براہمنون کو اُن کے گن کی وجہ سے براہمن نمانکر جنم سے براہمن ماننے اور جنم کے براہمن کو ہی پوجنے اور دان دینے
سے کیا یہ نتیجہ نہین نکلا ہے کہ جن گنون کی وجہ سے براہمن پوجنے اور دان دینے کے لائق قرار دیے گئے تھے براہمنون کو اُن گنونکے
حاصل کرنیکی تکلیف اُٹھانے کی ضرورت ہی نہ رہی اور وہ تمام گن ہندوستان سے اُٹھ گئے اور ہندوستان مین گھور اندھکار پھیل
گیا - آجکل ہر ایک ہندوستانی کی زبان سے جو یہ رونا سننے مین آتا ہے کہ کسی وقت یہ ہندوستان گنون کی کھان تھا تمام علوم
وفنون جنکا اسوقت یورپ کو فخر ہے وہ سب ہندوستان سے ہی دیگر ممالک مین گئے ہین - اور کسی وقت ہندوستان نے ہر قسم کے
علوم مین اسقدر ترقی کی ہے کہ ابھی تک یورپ اُسکے پاسنگ کو بھی نہین پہنچا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ سب علوم وفنون
ہندوستان سے قطعی نیست ونابود ہوگئے ہین - ہندوستان مین آجکل ان علوم کا جاننے والا تو درکنار ان علوم کی تو اب یہان کتابین
بھی دستیاب نہین ہوتی ہین لیکن اگر یہ رونا سچ ہے اور واقعی ہمارا ودیا دھن لُٹ گیا ہے تو کیا وہ صرف اس ہی وجہ سے نہین لُٹا ہے
کہ براہمن لوگ جنکو یہ ودیا دھن سونپا گیا تھا بالکل بے پرواہ ہوگئے اور انہین کی غفلت سے ہندوستان کی یہ سب ودیا معدوم
ہوگئی - اور کیا براہمنونکی یہ غفلت اور بے پرواہی صرف اسہی وجہ سے نہین ہوئی ہے کہ ہمنے اُنکے گنون کی طرف کچھ توجہ نہین
کی بلکہ وہ اپنے فرائض کو سیکھین یا نہ سیکھین اور اپنی ذمہ داری کو پورا کرین یا نہ کرین اور خواہ وہ اسکے بالکل برعکس ہی کام
کرین تا ہم ہم اُنکو اس ہی طرح پوجتے اور دان دیتے رہتے ہین گویا وہ اپنے کام کو پوری طرح انجام دے رہے ہین -
افسوس - ہمنے اپنی اس ذرا سی غلط فہمی سے کہ ورن اور جاتی جنم سے ہوتی ہے نہ کہ گن وکرم سے کسقدر نقصان اُٹھایا ہے اور کسقدر اپنے آپکو
برباد کر لیا ہے - اگر ہم تمام دنیا پر نگاہ ڈالین اور جملہ ممالک کی ترقی وتنزلی کو جانچین تو ہمکو معلوم ہو جاویگا کہ جبتک کسی ملک مین اسقدر آزادی
رہتی ہے کہ ہر ایک انسان ہر قسم کی ترقی کرسکتا ہے اور جو آدمی جیسی لیاقت حاصل کریگا وہ ویسا ہی مانا جاویگا اس ہی وقت تک وہ ملک ترقی کرتا
رہتا ہے اور ہر ایک شخص کو لیاقت حاصل کرنے کا جوش اور شوق پیدا ہوتا رہتا ہے اور آگے آگے بڑھنے کا چاؤ بنا رہتا ہے چنانچہ اسوقت یہ
امریکہ اور جاپان کی ایسی عجیب وغریب ترقی جو وہم وگمان مین بھی نہین آتی ہے - اس ہی وجہ سے ہو رہی ہے کہ وہان اس قسم کی قید نہین ہے کہ
فلان ابن فلان ہی فلان کام کرسکتا ہے نہ کہ کوئی دوسرا شخص یہی وجہ ہے کہ وہان ہر شخص ترقی کی گھوڑ دوڑ مین بازی لگاتا ہے اسہی وجہ سے
ایسے ایسے ہزارون اور لاکھون اشخاص جنکے باپ دادا بہت ہی گری ہوئی حالت مین تھے بڑے بڑے عجیب کام کر گئے ہین - اور عزت
کی چوٹی پر چڑھ گئے ہین اور روز بروز آگے بڑھتے جاتے ہین اور اونچے چڑھتے جاتے ہین - ہمارے ہندوستانی بھائی بڑے فخر سے کہا کرتے

ہی مانے جاتے ہین غرضیکہ دیگر ملکون کی طرح عمل درآمد تو ہندوستان مین بھی یہی ہے کہ کل نوع انسان اپنی اپنی لیاقت کے بموجب ہرایک
قسم کا کام کرتی ہین اور کرسکتی ہین اور ایسی کوئی بھی پابندی نہین ہے جس سے ایک فرقہ کا آدمی دوسرے فرقہ کا کام نکرسکے بلکہ دنیا
بھر کے چھوٹے بڑے کام ہرایک انسان کے واسطے کھلے ہوے ہین جو جیسی لیاقت حاصل کرتا ہے اسکو ویسا ہی کام ملسکتا ہے
لیکن فرضی طور پر ورن اور جاتی اُسکی وہی رہتی ہے جو کبھی اُسکے بزرگ کی تھی لیکن اسطرح پر یہ ورن اور جاتی بالکل فرض ہونے پر بھی
بہت سے کامون مین اصلی اور واقعی مانی جاتی ہے جس سے بڑی بڑی خرابیان پیدا ہوئی ہین اور کل انتظام درہم برہم ہوگیا ہے
ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مسلمانون مین جو لوگ قرآن شریف کو حفظ یاد کرلیتے ہین وہ حافظ کہلاتے ہین اور جو لوگ حج کرآتے ہین وہ حاجی
پکارے جاتے ہین لیکن کوئی شخص صرف اسوجہ سے کہ وہ حافظ کا پوتا ہے حافظ نہین کہلاتا اور نہ صرف حاجی کی اولاد ہونیسے نسلاً بعد
نسلاً حاجی کا لقب مل جاتا ہے بلکہ جو جیسا کرتا ہے وہ ویسا ہی خطاب پاتا ہے اور واقعی ہونا بھی چاہیئے ایسا ہی۔ کیونکہ اگر تحصیلدار
کی نسل برابر تحصیلدار ہی مانی جاوے اور تھانہ دار کی اولاد تھانہ دار ہی سمجھی جاوے تو سخت گڑبڑی پڑجاوے لیکن افسوس ہے کہ
ہندوستان مین ایسا ہی عمل درآمد ہو رہا ہے مثلاً جو لوگ دو وید حفظ کرلیتے تھے وہ دوویدی یا دوبے اور جو چار وید حفظ کرلیتے تھے
وہ چوویدی یا چوبے کہلاتے تھے۔ اور بوجہ اُنکی اس لیاقت کے اُنکی بڑی پوجا اور خدمت ہوتی تھی لیکن اب یہ ہو رہا ہے کہ اُنکی نسل
برابر دوبے اور چوبے کہلائی جارہی ہے اور وید حفظ کرنا تو درکنار خواہ وہ ایک الف بھی نہ جانتے ہون اُنکی ویسی ہی پوجا اور خدمت
کیجاتی ہے اور ایسا کرنا ثواب گنا جاتا ہے۔ برہمن کی اولاد خواہ برہمن کے کرم سے بالکل ناواقف۔ بلکہ ہر طرح الٹا کام کرنیوالی اور
خواہ انسان بھی کہلانے لایق نہو تاہم برہمن سمجھی جاتی ہے اور برہمن کی طرح اُسکی تعظیم کرنا اور اسکو نیوتا جانا اور دان دینا فرض مانا جاتا ہے
اور ایسا کرنا پشت پا پتی کا ایک آسان طریقہ مانا جاتا ہے۔ آجکل ہمارے ہندوستانی بھائیون کو یہ ایک بری عادت پڑ رہی ہے
کہ وہ اپنے بزرگون کے علم و ہنر۔ بہادری و شجاعت سخاوت و فیاضی گیان اور دھیان کی بڑائی کے ڈینگ ہانکا کرتے ہین اور
ان اوصاف مین سے خود اپنے مین ایک بھی وصف پیدا کرنے کی کوشش نکرکے صرف اپنے بزرگون کی بڑائی گانیکے ذریعہ سے ہی
اُن کے بزرگون کے وصف کی وجہ سے پوجتے ہین اسواسطے وہ اپنے لئے بھی یہ اُمید باندھ لیتے ہین کہ ہمکو کسی وصف کے حاصل
کرنیکی ضرورت نہین ہے بلکہ ہمارے بزرگون کے اوصاف ظاہر ہونے پر ہی ہم قابل قدر ہو جاوینگے لیکن افسوس کہ انکی یہ آرزو
اُلٹا پھل لاتی ہے اور بالا اوصاف حاصل نکرنے کی وجہ سے یہ لوگ ترقی یافتہ لوگون کی نگاہ مین ہمیشہ حقیر ہی قرار پاتے ہین اور
برتاؤ بھی انکے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور پدرم سلطان بود تراچہ کی کہاوت انپر پوری صادق آجاتی ہے ہمکو تعجب ہے
کہ یہ لوگ جو اپنے بزرگون کے اوصاف کی وجہ سے اپنی عزت چاہتے ہین اور ورن اور جاتی کو جنم سے مانتے ہین نہ کرم سے وہ لوگ
اُن چھتریون کی حکومت کیون نہین مانتے ہین اور کیون اُنکو بھینٹ اور خراج نہین دیتے ہین جو اسوقت تو چھتری ہین گو کچھ بھی
لیاقت نہین رکھتے ہین اور نہ چھتری پنے کا کوئی کام کرتے ہین لیکن اُنکی جاتی اور اُنکا گوت وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکے
بزرگ کسی وقت مین ضرور با حکومت تھے اور ہمارے بزرگ اُنکے آگے مستک نواتے تھے۔ ناظرین کیا یہ شخص پاگل اور دیوانہ نہین

شاستروں کے کشتری ویش اور شودر یہ تین ورن شری آدناتھ بھگوان نے اور برہمن کا چوتھا ورن بھرت مہاراج نے بنایا ہے اور ان دونوں نے یہ ورن اُس ہی زمانہ میں بنائے ہیں جبکہ وہ گرہستی تھے اس سے بھی یہ صاف ظاہر ہے کہ ورنوں کی تقسیم دنیاوی ہے نہ کہ دینی لہذا ورن یا جاتی بھید کی پابندی کسی طرح بھی بخیال مذہب نہیں ہے۔ بلکہ اسکی جو کچھ بھی پابندی ہو سکتی ہے وہ صرف بخیال دنیا داری ہی ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ذیل کا مضمون اس ہی بحث پر لکھا جاتا ہے۔

ہر مہذب ملک کی جانچ کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ انتظام دنیا کے واسطے ہر ملک میں چار قسم کے انسانوں کا ہونا بہت ضروری اور لازمی ہے۔ ایک وہ جو عام لوگوں کو تعلیم دیں اور دھرم کا اپدیش کریں۔ دوم وہ جو ملک کی حفاظت کریں تیسرے وہ جو سوداگری یا لین دین زمینداری کھیتی وغیرہ جملہ ضروری کام کریں۔ اور چوتھے وہ جو صرف خدمتگاری اور مزدوری کریں۔ کوئی مہذب ملک ایسا نہیں ہے جس میں یہ چار اقسام نہیں ہیں۔ اور جس ملک میں یہ اقسام نہیں ہیں وہی ملک غیر مہذب یا وحشی کہلاتا ہے آجکل یورپ کے مہذب لوگوں نے افریقہ اور فیجی وغیرہ بہت سے ٹاپوؤں کے وحشی باشندوں کو مہذب بنایا ہے اور اُنکو آگ جلانا۔ کھانا پکانا۔ کھیتی کرنا۔ مکان بنا کر رہنا کپڑے پہننا وغیرہ سکھایا ہے اور انہوں نے بھی مہذب بننے کے بعد اپنے کاموں کو ان ہی چار مذکورہ بالا حصوں میں تقسیم کر لیا ہے یعنی کوئی ودیا اور دھرم پرچار کا کام کرتا ہے۔ کوئی فوجی بنتا ہے کوئی سوداگری یا کھیتی کرتا ہے اور کوئی مزدوری۔ جین گرنتھوں کے پڑھنے سے ہمکو بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب ہندوستان میں بھوگ بھومیا کا سلسلہ ختم ہوا تب سری آدناتھ بھگوان نے ہی ہندوستان کے باشندوں کو کھیتی کرنا کپڑا بنانا پکانا مکان بنا کر رہنا وغیرہ سکھایا۔ اور اس انتظام کے واسطے چھتری ویش اور شودر تین ورن قائم کئے اور اُنکے بیٹے بھرت نے چوتھا ورن برہمن کا بنایا جس سے دنیا کا انتظام مکمل ہو گیا اور مہذب دنیا کا کام چلنے لگا غرضیکہ دھرم گرنتھوں کے پڑھنے سے بھی ہمکو اُس ہی دنیاوی انتظام کا پتہ لگتا ہے جو اسوقت ہر مہذب ملک میں مروج ہے یا جسکا اُن ملکوں میں رواج دیا جاتا ہے جو وحشی سے مہذب بنائے جاتے ہیں لیکن فرق اتنا ضرور ملتا ہے کہ آجکل ہندوستان میں تو تقسیم صرف جنم سے مانی جاتی ہے اور دیگر ملکوں میں کرم سے مثلاً ہندوستان میں ایسی بہت جاتی ہیں جو پشت ہا پشت سے صرف کھیتی کا کام کرتی ہیں لیکن تو بھی بعض اُنمیں سے برہمن مانے جاتے ہیں کیونکہ کسی وقت اُنکے بزرگ برہمن تھے اور کوئی انمیں سے چھتری مانے جاتے ہیں کیونکہ کبھی اُنکے جد امجد چھتری تھے اور کوئی اُنمیں سے شودر کہلاتے ہیں کیونکہ کسی زمانہ میں اُنکے بڑے شودر تھے نتیجہ اسکا یہ ہوا کہ جس غرض سے یہ ورنوں کی تقسیم ہوئی تھی وہ غرض ہندوستان میں بالکل معدوم ہو گئی ہے ہندوستان میں آجکل جو لوگ ہتھیار باندھکر ملک کی حفاظت کرتے ہیں یا پولیس کے عہدہ دار بن کر ملک میں امن قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں وہ سب چھتری کے فرائض ادا کرتے ہوئے بھی چھتری نہیں مانے جاتے۔ بلکہ وہ بھی اپنے آباؤ اجداد کے نام سے کوئی برہمن کوئی چھتری کوئی ویش اور کوئی شودر ہی کہلائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں آجکل سب ہی ورن اور سب ہی جاتی کے لوگ دوکانداری کرتے ہیں لیکن وہ سب لوگ بھی ویش نہیں کہلاتے ہیں بلکہ انمیں بھی اپنے باپ دادا کے نام کے موافق کوئی برہمن کوئی چھتری۔ کوئی ویش۔ اور کوئی شودر ہی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح محنت مزدوری کا کام بھی سب ہی ورن اور سب ہی جاتی کے لوگ کرتے ہیں۔ روٹی پکانا پانی پلانا اردلی۔ کہاری۔ چپڑاسی۔ سائیس۔ قلی وغیرہ سب ہی جاتی کے لوگ ہیں لیکن وہ بھی سب اپنے اپنے قدیم ناموں سے برہمن چھتری۔ ویش۔ اور شودر

ورن اور جاتی

(از فخر قوم بابو سورج بہان جی وکیل دیوبند)

" ناظرین اس مضمون کو بڑی غور کے ساتھ پڑھے گا۔ گو مضمون کچھ بڑا ہے۔ لیکن بڑی کوشش اور محنت سے لکھا گیا ہے۔ لائق تیلک نے یہ اچھی طرح ثابت کیا ہے کہ ورن کی تقسیم جنم سے نہیں بلکہ کرم سے ہے۔ اور کرم سے ہی ہونی چاہیئے۔ جبتک ہندو لوگ جنم سے ورن مانتے رہینگے۔ تب تک ایک قدم بھی ترقی نہیں کر سکینگے وغیرہ۔ اس مضمون کو شانتی کے ساتھ اور بڑی توجہ کے ساتھ پڑھکر عمل کرنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی صاحب جنم سے ہی ورن کی تقسیم ثابت کرنا چاہیں تو خوشی کے ساتھ کریں۔ پردیپ ایسے مضامین لینے کو ہر وقت تیار ہے۔ لیکن ہر ایک مضمون محض من گھڑت باتوں ہی کو لئے ہوئے نہ ہو۔ بلکہ شاستر پرمان اور عقلی دلائل سے بھرپور ہو۔ تب ہی اس قسم کے زبردست مسئلہ پر روشنی پڑ سکیگی۔ ورنہ اس مضمون کو دل و جان سے ماننا پڑیگا۔ پردیپ

ہندوؤں میں انسان کے چار ورن مانے گئے ہیں۔ برہمن چھتری۔ ویش اور شودر۔ اور پھر ایک ایک ورن کی بہت بہت جاتی ہیں مثلاً گوڑ قنوجیا سارسوت سروریا۔ سناڈھ وغیرہ اقسام براہمنوں کی چوہان۔ راٹھوڑ۔ باڈا۔ وغیرہ اقسام چھتریوں کی۔ اگروال۔ اوسوال۔ کھنڈیلوال وغیرہ اقسام ویشوں کی اور نائی بدہوئی۔ کہار۔ کمہار وغیرہ اقسام سودروں کی ہیں اسطرح ہندو لوگ ہزار ہا جاتیوں میں منقسم ہیں اور ہر ایک جاتی کے لوگ اپنی ہی جاتی میں روٹی اور بیٹی بوہار کر سکتے ہیں۔ نہ کہ کسی دوسری جاتی میں۔ اس معاملہ میں آجکل جین قوم بھی بالکل حرف بحرف ہندوؤں کے ہی مطابق چل رہی ہے اور اس تقسیم اور پابندی کو اس ہی سختی کے ساتھ قبول کر رہی ہے جسطرح کہ دیگر ہندو بھائی۔ یہانتک کہ ایک جاتی کا جین اپنی جاتی کے غیر جین کے ساتھ بواہ سمبندھ کر لیتا ہے اور یہ سمبندھ جائز مانا جاتا ہے لیکن دوسرے جاتی کے جینی کے ساتھ بواہ سمبندھ نہیں کرتا اور ایسا کرنا قطعی ناجائز سمجھا جاتا ہے۔

اس جاتی بھید نے گوستیاناش سارے ہی ہندوستان کا کر رکھا ہے اور اوسکے باشندوں کو ایک قوم بنکر اور آپس میں ملکر اپنی ترقی کرنے سے بالکل روک رکھا ہے چنانچہ اب اگر ہندوستان نے ترقی اور اصلاح قومی کا راگ گانا بھی شروع کیا ہے تو اسطرح کہ ہر ایک جاتی اپنی اپنی ڈھپلی الگ ہی بجانے۔ اور اپنی اپنی الگ الگ مہا سبہا اور کانفرنس بنالے اور صرف باتیں ہی بنا کر رہ جائے۔ اور درحقیقت کچھ نہ کر پائے۔ لیکن اس جاتی بھید سے جو نقصان اس چھوٹی سی جین قوم کو ہوا ہے وہ بیان سے باہر ہے اور سب پر عیاں ہے۔ ایسی حالت میں اس بات کی سخت ضرورت پڑ گئی ہے کہ اس نقصان دہ تقسیم کی بابت اوس طور پر جانچ کیجاوے اور طے کیا جاوے کہ اسکی پابندی کہاں تک خیال مذہب اور کہانتک بخیال دنیاداری ضروری اور لازمی ہے اور کس حد تک ہم اسکے پھندے سے نکل سکتے ہیں۔

جین دہرم کے بموجب دہرم کا اپدیش حیوانات کے واسطے ہوتا ہے نہ کہ صرف نوع انسان کیلئے۔ چنانچہ شری تیرتھنکر بھگوان کے سموسرن میں ہر ایک ورن اور ہر ایک جاتی کے انسان کے علاوہ پشو پکشی بھی دہرم اپدیش سننے کیواسطے جاتے ہیں۔ اور لابھ اٹھاتے ہیں۔ لہذا جین دہرم میں ورن اور جاتی کی تقسیم دہرم کے واسطے نہیں ہے بلکہ یہ صرف اغراض دنیاوی کیواسطے ہے جیسا کہ آئندہ ثابت کیا جاویگا بقول جین

اچھا او معقدہ بھی ہم ہی کہلواتے ہین اس جہوٹ کے ڈنڈے کو جو اڑا ہوا ہے الگ کر دو عین بیچ مین کو شیل کا موسلا لگا ہوا ہے
ہم اسکو شیل سنجم کی چاپ سے دفع کر دو دیکھو نیچے کی طرف جو یہ پگرہ کا اثر اس لگا ہوا ہے۔ اسکو نکال ڈالو۔ چلو بس دروازہ کھل گیا
کھول گیا بس یہی تو ترکیب تہی جسکو یار لوگ کام مین نہین لاتے تھے۔ کوئی کچھ کہتا تہا اور کوئی کچھ۔ بھلا بھائی تدبیر سے کام نہ لیکر
فضول زور آزمائی کرنا یہ بھی کوئی عقلمندی ہے۔ اس سے فائدہ۔ اچھا اب ہم تمکو شانتی بن کی سیر کراتے ہین۔ آؤ چلو ہمارے ساتھ چلو۔
دیکھو بھائی اس بن کا نام شانتی بن ہے۔ کچھ لوگ اسکو سندر بن بھی کہتے ہین۔ اسکے اندر جتنے بھی درخت نظر آتے ہین یہ شانتی دایک
ہین۔ آنند کا چشمہ ان سب کو سرسبز کئے رہتا ہے۔ وچار کی سوگندہ بھری پون (ہوا) انکو کہلاتے رہتی ہے کرشنا۔ مارد۔ آرجو۔ ستیہ
ست چت سنجم تپ۔ تیاگ۔ آکنچن۔ برہمچریہ۔ وغیرہ کے پہول من کو موہت کرتے رہتے ہین گیان و براگ کے میٹھے پہل ہر وقت
ان درختون سے ٹپکتے رہتے ہین۔ تیاگی۔ گیانی۔ سنجمی اور برہمچاری۔ گویا انیک طرح کے جیو یہان آکر کلول کرتے ہین طمع کی تپس کو
سنتوش کے سایہ نے بالکل بھگا دیا ہے دیکھو ان درختون پر بیٹھے ہوئے بھگت جن (پنچھی) کس سندر اور سریلی آواز سے بھگوت بانی
کا جپنا پاٹھ کر رہے ہین۔ ہان بھائی ذرا ادہر تو آؤ۔ اس استقلال کے چبوترہ پر بیٹھو۔ اور دہرم روپی اونچی پربت کا۔ نظارہ دیکھو
دیکھو وہ پشما روپی جھرنا کس خوبصورتی کے ساتھ بہتا چلا آرہا ہے دنیا کے جیو جو مچھلی کی شکل مین نظر آرہے ہین کس آنند سے
کلولین کر رہے ہین۔ وہ ستیہ روپی درخت جسکے پھولون سے نہایت ہی سوگندہ آرہی ہے۔ برہمچریہ آشرم ہے۔ اسکے پہلنے
مین ذرا دیر ہے جب یہ پھل لائیگا تب دیکھنا کیسا آنند آئیگا۔ یہ سبز ہرے بھرے کھیت ودیا روپی دانون کے ہین۔ یہ دان
بڑے ہی مزہ دار ہین جنم جنم کی بھوک انسے مٹ جاتی ہے۔ یہ ویک روپی جل کی ایک چلو پی لینے سے ہمیشہ کی پیاس بجھ جاتی ہے
دیکھو سامنے وہ بڑا خوبصورت درخت نظر آرہا ہے۔ جسکے پھل دیکھنے مین سندر ہین۔ یہ امر پھل کا درخت ہے اسکے ہی پھل
امر پھل کہلاتے ہین اور اسکا ہی نام ,, نراچھا ,, नरइच्छा ,, برکش ہے۔
بات بڑی ہے۔ وقت تھوڑا ہے جستجو کرنے سے سب کچھ ملتا ہے کوشش سے ہی کامیابی حاصل ہوتی ہے شاستر سوادھیائے کی ٹیک
ڈنڈی پکڑ چلو۔ ایک دن خود بخود راستہ ملیگا۔ برت دھاری بنے رہنا اس سے نہ ڈگرنا۔ کام کئے چلے جانا۔ اگر تم بہت جلد آرام گاہ مین جانا
چاہتے ہو تو پرو پکار کی یہ سیدھی سڑک وہین پر جاتی ہے۔ کوئی بہی رکاوٹ نہین ہے۔ نہ اسکے لئے پنڈت سے پوچھنے کی ضرورت ہے
اور نہ پوتھی پستک دیکھنے کی۔ بس چلے چلو۔ بڑھے چلو۔ بہت جلد پہونچو گے۔ اور ہان ایک بات اور سنلو۔ اس بن مین ہر ایک کو سیر کرنے کا
حق ہے۔ تم کسی کو منع نہ کرنا جسطرح ہمنے تمکو اسکا راستہ بتلایا ہے بھید سمجھایا ہے اور اپنا وقت لگا کر سیر کرائی ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے
تم بھی کرنا جسقدر ساتھی بناؤگے۔ اتنا ہی زیادہ آرام پاؤگے۔ وہ سیر کرینگے۔ شانتی پائینگے۔ تمکو آنند ہوگا اور تمہارا کلیان ہوگا

اچھا لو ہم جاتے ہین پھر ملینگے .... بندہ

نظم
وہ کونسا عقدہ ہے جو وا ہو نہین سکتا ٭ ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہین سکتا
کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر مین گھر کرے ٭ گیانی وہ کیا نہ شانتی جو من مین گھر کرے

"جین پردیپ"

کرتے مرگئے۔ اگر انکو دھرے ڈبکے مال کی خبر ہوتی تو کیا وے دو تھیدر نہ کھاتے لیکن یہہ عذر نہیں چلیگا کہ وے بھی خزانے سے بیخبر تھے
نہیں نہیں انکو خبر تھی۔ سندوق کے دروازہ کی چابی انہی کے پاس تھی جسکو وے اندھیرے گھر میں دھرکر مرگئے۔ چلو جانے دو۔ انکو مرنے
دو غضب کا بیٹا غریب ہی رہے۔ یہہ کوئی اصول نہیں ہے۔ گویا کہ الٹ پھیر میں ترقی او تنزلی ہوا ہی کرتی ہیں۔ ہر ایک چیز کا رنگ
و روپ پلٹا ہی کرتا ہے۔ پھر تیرا بھوکے مرنا اور دکھی رہنا فضول۔ اگر کسی کے کوڑی نہ ہو اور وہ بھوکا مرے تو بات بھی ٹھیک
لیکن تجھے پاس تو سب کچھ ہے۔ اگر تو بھی بھوکا مرے تو تیری (کیا کہوں) بے وقوفی۔ جہالت۔ غلطی۔ اور ہزاروں باتیں۔
بھوکا مرنا۔ اور دکھی رہنا کسکو پسند ہے۔ ہونے والیکا تو کہنا ہی کیا۔ ان ہوت والے بھی محنت مزدوری کرکے۔ یا گداگری کرکے
پیٹ بھر ہی لیتے ہیں۔ پھر تو کیوں نہ کہی۔ پھر تو کیوں بھوکا۔ "پانی میں اور مچھلی پیاسی" کتنا تعجب۔ کتنا غضب۔ اگر پانی میں رہتے
ہوئے مچھلی پیاسی مرجائے۔ تو کیا پانی کا قصور ہے شاید آجکل کی سائنس ایسا ہی کہہ بیٹھے لیکن نہیں۔ قصور مچھلی کا ہے۔ ایک بار
نہیں ہزار بار۔ وہ کیوں پانی سے کترائی۔ خیر چلو جانے دو۔ اندھیرے گھر میں سے سندوق کی چابی نکالو اور ہمارے ساتھ چلو ہم بھی
تمکو آج ہی دولت مند بنا کر چھوڑینگے۔ لیکن دیکھنا اس اپار دولت کو دیکھکر گمراہ نہو جانا۔ ورنہ وہی حالت ہوگی کہ بندر کے
خیال میں منتر سیدھ نہوا۔ لو بھا مو چابی۔ کھولو تالا۔ کیا گڑبڑ کرتے ہو جی۔ بس یہی تو ذرا مشکل کام ہے۔ تدبیر کے ساتھ کھولو۔
جلدی مت کرو۔ زور مت آزماؤ۔ یہہ کوئی علی گڈھ کے تالے نہیں ہیں انکے کھولنے کی ترکیب دوسری ہے تم دیکھتے نہیں کہ اس ایک ہی
تالے میں کتنی چیزیں ہیں۔ او کسقدر پتلیاں ہیں اگر کوئی مشکل کام ہے تو بس وہ اس تالے کا کھولنا ہی تو ہے۔ اس سے آگے کچھ مشکل
نہیں۔ پھر تو اس شانتی بن میں آنند کے ساتھ بے فکر ہو کر گھومیگا۔ اور آنند کیجیگا۔ آؤ لو ہمارے پاس آؤ ہم بتلائیں کہ تالا
کسطرح کھلتا ہے۔ دیکھو اس کشائے کی جڑ کو دباؤ۔ دباؤ خبردار یہ ابھرنے پائے۔ ان اندریوں کی کیل کو نیچے ڈالو۔ ڈالو۔ پیٹنے کی
پیچ کو موڑدو۔ موڑدو یہی تو رکاوٹ ڈالتی ہے۔ مغروری کی نوک کو رگڑدو۔ کتنا کی اس باریک کیل سے کہ وہ کی ابھرتی ہوئی جڑ کو دباؤ۔
لو یہ۔ اجی لیکن کپٹ کی پیلی جڑ میں صبر و قناعت کی عادت ریتی سے رگڑدو۔ آو۔ ہماری داہنی طرف آؤ جیو اور پدگل نام کی ان
دونوں پتلیوں کا بھید سمجھادیں۔ یہہ جیو روپی پتلی ہی اس تالے کی جان ہے۔ اور پدگل نام کی پتلی سہارا ہے لیکن یہہ بالکل جدا ہے
اس تالے کے کھولنے میں بھی تو ایک دھوکا ہے ان پتلیوں پر ہر ایک انسان اٹکتا ہے۔ ان دونوں کو جہاں ایک سمجھا۔ اور وہ بھول
میں پڑا۔ پھر تالا ہرگز نہیں کھل سکتا۔ لاکھوں سر مارکر مرگئے۔ پر تالا نہیں کھلا۔ حالانکہ تدبیر لکھی ہوئی موجود ہے۔ لیکن ان دونوں
کو ملکر اچھے اچھے ہوشیار آدمی دھوکا کھا جاتے ہیں۔ جہاں ان دونوں کو ایک سمجھا۔ اور کام بگڑا۔ پھر بنے نہیں بنتا۔ لاکھ سر مارو
ہزار باتیں بناؤ۔ لیکن سب فضول۔ بس جب ان دونوں کی علیحدگی کا خیال دل میں جم جائے۔ اور اس گیان کی تالی سے کام لیا جائے
تو پھر ذرا بھی دیر نہیں لگتی۔ لو دیکھو ہم اب ان دونوں کو جدا جدا طریقے سے کھولتے ہیں۔ اے یہ لو کھولا کھل گیا۔ لو بن گیا کام
کھولو دروازہ۔ بس تم تو بالکل ہی بھولے ہو۔ کیا ابتک لال پیلی پگڑی والوں کے ہی مایا جال میں پھنسے ہے۔ یا لمبے چوڑے
ملک داریوں نے تمہارا تو بنا سے کہا جانے دو تم زور مت لگاؤ تمہیں ہاتھ پیر نہ تڑوا بیٹھو ہمکو بس بات کا بڑا خیال ہے۔

شانتی بن

اے او بھائی۔ اس مضمون سے آنکھیں لڑانیوالے انسان۔ کیا کبھی تو نے شانتی بن کے اندر بہتے ہوئے آنند روپی چشمہ کا جل پان کیا ہے۔ کیا
کبھی تو نے گیان روپی سندر برکشوں کے میٹھے اور امرت سمان پھلونکو چکھا ہے۔ کیا کبھی تو نے وچار روپی پودوں کے خوبصورت اور
خوشبودار پھولوں کی سوگندھ سے لابھ اٹھایا ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ دے جواب۔ کیوں جواب میں بھی کیا کچھ دام دینے پڑتے ہیں۔ بول۔ بول
بولتا کیوں نہیں۔ کچھ کہہ۔ کہتا کیوں نہیں۔ اچھا تو نے اگر ایسا نہیں کیا تو جانے دے۔ اگر یہ نہیں تو نہ سہی لیکن یہ تو بتلا کہ کبھی ایسا تیرا
دل میں خیال بھی آیا ہے۔ کیا کبھی شانتی۔ آنند۔ گیان۔ اور وچار وغیرہ سار اور لابھ دایک پدارتھوں پہ تیری نظر بھی پڑی ہے
اگر پڑی ہے تو بتلا کہ کب۔ بھائی خاموش نہ ہو۔ بات کا جواب دے۔ ہاں۔ ہاں۔ جواب دے۔ اچھا بھائی مت بول ہم سمجھ گئے
یہ تیری خاموشی کچھ اور ہی آواز لگا رہی ہے۔ اس نہ بولنے سے صاف معلوم ہو رہا ہے۔ کہ تو اس سندر بن سے ابھی تک کالی کوسوں دور
پڑا ہے۔ تو نے ابتک اس سرسبز چمن کی سیر کا دل میں خیال تک بھی نہیں کیا۔ یہ سندر بن تیرے خواب میں بھی نہیں آیا۔ تجھے تو ابھی
اشانتی کو کہہ۔ اور اگیان کے بھرے ہوئے خاردار درختوں کے جنگل میں گھومنا پڑا ہے کہ جہاں نہ روشنی ہے اور نہ ہوا۔ اگر کچھ ہے
تو کیا ! اپاپی۔ بدبودار پھول۔ زہریلے پھل۔ اور پھاڑ کھانے والے درندے۔ ان کے علاوہ لٹیرے ڈاکو۔ چور۔ بدمعاش جیب کترے
اٹھائی گیرے ہزاروں بھرے پڑے ہیں۔ قدم قدم پہ مصیبتوں کی دلدل میں پھنسنا پڑ رہا ہے۔ اگیان کے اندھیرے میں ٹٹول ٹٹول
کر چلنا پڑ رہا ہے لیکن پھر بھی کہیں سر پھوٹتا ہے۔ کہیں ٹانگیں ٹوٹتی ہیں غرض تیری حالت بالکل اس اندھے جیسی ہو رہی ہے
کہ جو آنکھوں میں دھول ڈال کر اندھیری کوٹھری میں چھوڑ دیا گیا ہو۔ اور وہ ہزار دکھی ہونے پر بھی اپنے کو غنیمت سمجھ رہا ہو۔

بھلا اگر کسی کتے کو دس بیس لکڑی کھا کر ایک آدھ روکھا سوکھا روٹی کا چھوٹا ٹکڑا مل جائے۔ اور وہ اسکو غنیمت سمجھ لیتے والے کا شکریہ
ادا کرنے لگے تو کیا کوئی اسکو منع کرتا ہے لیکن بھائی یہاں پر تو اصلیت کا دیکھنا ہے کہ کتا کیوں اسکو غنیمت سمجھتا ہے۔ کیا اسکو بلا
لکڑی کھائے اپنے پیٹ کو بھرنا نہیں آتا۔ ہاں نہیں آتا۔ اگر آتا تو وہ کتا ہی کیوں بنا رہتا۔ وہ شیروں کی فہرست میں کیوں داخل ہوتا
کیوں بھائی انسان۔ دکھ روپی گڑھے اور اندھے کوپ میں پڑے رہنا۔ اور نکلنے کی کوئی کوشش یا تدبیر نہ کرنا کیا یہ بھی کوئی انسانیت
ہے۔ اگر ہے تو بتلا۔ جو بھائی ابھی کا نام انسانیت ہے۔ تو حیوانیت کونسی ہوگی۔ شاید وہ کوئی اس سے بھی خوب بڑھی چڑھی ہو نہیں
نہیں ہم بہت بھولے۔ اب پچھلی پہیلی میں یاد آیا۔ چونکہ زمانہ پلٹا کھا رہا ہے۔ شاید اس الٹ پلٹ کے پھیر میں کہیں انسانیت اور حیوانیت
نہ پلٹا کھا گئی ہو۔ اگر ایسا ہی ہے تو تیری قسمت ورنہ کچھ اور دن بھی دیکھنے پڑتے۔ کیوں۔ یہ ٹھیک ہے کہ نہیں بتلا۔ اب چپ کیوں
بس تیرا یہ نہ بولنا غضب ہے۔ گونگی کا گوڑ کھا کر کیسے کام چلیگا۔ تو تو بولتا دہن ہے۔ کچھ کہہ۔ اور دوسرے کی سن بات سے بات نکلتی ہے
شاید کوئی کام کی بات نکل آئے۔ اچھا لے نہ بول لیکن کان لگا کر سن تو لے۔ بھائی میرے تو بہت نقصان اٹھا رہا ہے گھر کی پونجی
کو بھلا کر قرض لے لیکر کھا رہا ہے کیا یہ تیری شان۔ کیا یہ تجھکو لازم۔ لیکن تیرا کیا قصور تجھے بتلایا ہی کس نے۔ بڑے بزرگ خود ہی فاقہ

خبرون کا گلدستہ

خبر ہے کہ مہاراجہ نابھہ نے آریہ سماج کا مسمار شدہ مندر از سر نو تعمیر کرنیکا حکم صادر فرما دیا ہے - جو کیا سو اچھا کیا -

ملتان مین رام آسرا مل سب انسپکٹر پولس پر معہ چند اشخاص زبردستی روپیہ حاصل کرنیکا مقدمہ چل رہا تھا - عدالت نے اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیا ہے - سب انسپکٹر پولس کو ۱۸ ماہ قید کی سزا ملی - اور ایک ہمراہی کو ۱۸ ماہ اور ایک کو ۹ ماہ کی - دو بری کیئے گئے -

لودہیانہ کے ایک مونسپل کمشنر پر مقدمہ چلایا گیا ہے کہ اس نے کئی فرار شدہ رنگروٹون کو گہر مین پناہ دی -

خبر ہے کہ دہلی مین پولس نے چند مسلمانان شہر کی خانہ تلاشی لیکر کچھ کاغذات پر قبضہ کر لیا ہے -

بمبئی مین اندنون شمالی ہند کے دو ہزار کے قریب فقیر موجود ہین - جنکو باہر نکال دیا جائیگا -

مقدمہ سازش لاہور کے ملزم جوند سنگہ کو عدالت خاص سے پہانسی کی سزا دی گئی -

راولپنڈی مین متصل کمپنی باغ لالہ ہری رام کرپارام بزاز کے بنگلہ پر ڈاکہ پڑا - نقصان زیادہ ہوا -

خبر ہے کہ جرمن کی عورتین بہی مثل جرمنی مردون کے ظلم اور بے رحمی سے کام لے رہی ہین -

منصف صاحب کا حق دینے والے مقدمہ باز کی گرفتاری - گذشتہ دنون کا ذکر ہے کہ ایک منصف صاحب کی عدالت الہ آباد مین ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا - عدالت کی کارروائی حسب معمول ضابطہ داری سے ہو رہی تہی - کہ اس اثنا مین ایک مقدمہ باز آگے بڑہا اور سامنے کچھ مٹھی مین بند کر کے منصف صاحب کے آگے رکہدیا - اور کہا کہ یہ آپکا حق ہے بعد مین معلوم ہوا - کہ اسکی مٹھی مین ایک روپیہ رکہا ہوا تہا جسپر منصف صاحب نے فی الفور اس شخص کو گرفتار کرا کے مجسٹریٹ کی عدالت مین بہیجدیا اب دیکھیئے منصف صاحب کا حق دینے پر مقدمہ باز کو کیا سزا ملتی ہے (نوٹ) ملزم کو چاہیئے جو ہو - لیکن اس واقعہ سے رشوت ستانی پر بخوبی روشنی پڑتی ہے - (اخبار عام)

خوشخبری - یہ معلوم کر کے جین سماج کو از حد خوشی ہوگی کہ دہلی نواسی شریمان بابو پیارے لال صاحب جین وکیل چیف کورٹ کو گورنمنٹ ہند کی طرف سے بموقعہ سالگرہ شہنشاہ جارج پنجم " رائے صاحب " کا خطاب عطا ہوا ہے - رائے صاحب جین سماج کے سچے خیر خواہ ہین ہم کے سچے اپاسک ہین ہم وعدہ کرتے ہین کہ رائے صاحب کا فوٹو معہ جیون چرتر بہت جلد سماج کے روبرو پیش کرینگے ہم رائے صاحب کو دل سے مبارکباد دیتے ہوئے بہاؤنا کرتے ہین کہ آپکو دن دونی رات چوگنی عزت حاصل ہو اور آپ جین دہرم اور جین سماج کی بہت بہلائی کرتے رہین -

سنہکیتڑہ ملک جینتی اتسب - جین اچارج پر دنیکاری مہاتما شری آنند سوری آتما رام جی مہاراج کی جینتی کا اتسب ۸ سدی اشٹمی کو منایا گیا - تقریباً ۲۰۰ غریب آدمیون کو بہوجن کہلایا گیا - اور شری جین مندر جی مین بڑے آنند سے پوجا کیگئی بعد پوجا ہونے کے میٹنگ ہوئی جسمین مہاتما جی کا جیون چرتر پڑہا گیا - اور انکے اپکار کا شکریہ ادا کیا گیا چونکہ آپ نے پنجاب بہر کو جین دہرم سے واقف کرایا تہا - اور پوجن کا راستہ بتایا تہا - شری جیندر دیو سے پرارتہنا کی گئی کہ ہمارے بادشاہ جو پرجا کی رکشا اور انصاف کے لیئے جنگ کر رہے ہین دشمن پر جلد فتح حاصل کرین - اس مین چند جین

بھاگی ہوتے ہین۔ کیا ہی اچھا ہو کہ آپ اور دیگر قومی لیڈر اس بدرسوم اور خاصہ ظلم کو روکنے کی تدبیر کرین۔ تاکہ اس اونچی سماج سے یہ کمینی رسم دور ہو۔ اور بھارت دیویون کی رکشا ہو"

(نوٹ) دختر فروشی کے مضمون پر ہم پہلے بہت کچھ لکھ چکے ہین۔ اور آیندہ بھی بہت کچھ لکھینگے۔ لیکن یہ ہماری سمجھ مین نہین آسکا کہ اپنے آپ کو اونچا سمجھنے والی سماج کیون ایسے کام کر رہی ہے۔ لڑکیون کے بیچنے کا پیشہ کنجر۔ ڈوم اور رنڈیون کے فرقہ مین اگر پایا جائے تو زیادہ تعجب نہین ہے۔ حالانکہ گورنمنٹ ہند کا قانون اسکے لئے بہت ہی سخت ہے۔ اور ثابت ہونے پر کافی سزا ملتی ہے جسکی وجہ سے دختر فروشی وغیرہ کا رواج کم ہوتا چلا جا رہا ہے لیکن غضب یہ ہے کہ ان اونچی سماجون مین لینے والے اور دینے والے جس ڈلاڈکوی کے ساتھ روپیہ دیکر شادیین کرتے ہین۔ وہ لاکھ ظاہر ہونے پر بھی دختر فروشی کے جرم مین بڑی مشکل سے آتی ہین۔ ایسی شادیون کے حالات گورنمنٹ پر نہین تو برادری پر ضرور کھل جاتے ہین۔ کیا ہی اچھا ہو کہ جو برادری اس بدرسوم کو ہٹانے کے لئے اپنی برادرانہ طاقت سے کام لے۔ جو شخص لڑکی کو روپیہ کے عیوض مین دیوے۔ اور جو شخص روپیہ دیکر کسی معصوم لڑکی کی زندگی خراب کرنے کو مول لیوے اور جو اس کے درمیان مین پڑکر سودا کراوے ان تینون کو برادرانہ گروہ سے الگ کرے۔ ان کا کہان پان رشتہ ناطہ سے پرہیز کرے۔ خواہ کوئی غریب ہو۔ یا امیر ہو ہمارے خیال مین روپیہ لینے والے غریب اور دینے والے امیر ہونگے۔ لیکن برادری کسی کی بھی پرواہ نہ کرے۔ ہر ایک کو برادرانہ سزا دے۔ اور ایسے کامون مین ہو لکر بھی شریک نہو۔ اور اگر کوئی برادری کے اس قاعدے کو نہ مانکر ایسی شادیون مین حصہ لے تو انکو بھی مندرجہ بالا سزا دی جائے۔ ایسی حالت مین یہ سنگین جرم دور ہو سکتا ہے۔ ورنہ یاد رہے کہ اس نیلے کے سبب سے سماج کچھ تو گر ہی گئی ہے۔ باقی بہت جلد گر کر کمینون کے گروہ مین شمار ہونے لگیگی۔" پردیپ"

شوک پر شوک

شوک سماچار کہان تک لکھین۔ کال بکرال نے دو ماہ سے غضب ڈھا رکہا ہے جین سماج کا ایک نہ ایک نر رتن چھینے ہی چلا جا رہا ہے۔ ابھی ابھی خبر لگی ہے کہ لاہور نواسی لالہ منشی رام جی ایم اے کا بھی سورگباس ہو گیا۔ آپ جین دہرم کے پکے گیاتا تھے اور کئی کتابونکے مصنف تھے۔ آپکی بنائی ہوئین کتابون نے سماج کا بہت بڑا اپکار کیا ہے۔ آپ ہندی کے ہی نہین بلکہ اردو زبان کے بھی خوب ماہر تھے۔ ایسے موقعہ پر آپ کی جدائی کہٹکتی ہے۔ ہماری بھاونا ہے کہ آپکی آتما کو شانتی اور آپکے پریوار کو دھیریہ پراپت ہو۔ دوسری خبر یہ ہے کہ اگرہ (راجہ منڈی) کے لالہ اتم چند جی کا بھی پرلوک ہو گیا ہے۔ آپ بڑے دیالو اور دھرماتما تھے آپنے ابھی حال مین اسٹیشن راجہ منڈی کے نزدیک ایک عالیشان دہرمشالہ مسافرون کے لئے بنوائی ہے۔ ہوتا آپکے سہارے پر بہت سے غریب بھائیون اور بہن استریون کا بھوجن تھا۔ جنکو آپ کے سولپہ ترپال ہبر وسے لعل جی سے بہت کچھ امید ہے ہماری بھاونا ہے کہ آپ کی آتما کو سکھ اور کٹمب کو صبر عطا ہو۔" پردیپ"

کوئی بھی نہیں۔ بھلا ان دیش کے دشمنوں سے کوئی پوچھے کہ بھائی رتھ تو نکلتا تھا جینیوں کا لیکن تمہارا کیا بگڑ جاتا تھا
اس کا جب کہ رتھ کو یا اس پتھر کی دھیان لگائی مورتی کو دیکھ کر تمہارا دھرم بھرشٹ ہوتا تھا یا تمہارے گھر والے گلی محلہ اپوتر
ہوتے تھے۔ آخر وہ کیا بات تھی کہ جسے تمکو بلوہ کرنے پر آمادہ کیا۔ ان لوگوں کا جواب لیکر ضرور ہندو دھرم کی تواریخ میں لگا دینا
چاہیئے کیا دیش کے لیڈروں کی محنت کا یہی پھل ہے۔ شریمان مہاراجہ صاحب دربھنگہ اور شریمان پنڈت مدن موہن جی
مالویہ آدی ہندو قوم کو جگانے اور ایکتا بنانے کیلئے کتنا پریشرم (محنت) کر رہے ہیں۔ کیا انکی اس لگاتار محنت کی یہی قیمت ہے
ارے دیش کے دشمنو ارے ہندو دھرم کو کلنک لگانیوالے پاپیو! تمہارا یہ اپرادھ کیا کسی بھی پانی کو دھلنے سکتے ہے۔ تمہارا ظلم کیا
تمہارے دھارمک دامن پر سیاہ دھبہ نہیں لگائیگا۔ لگائیگا۔ اور ضرور لگائیگا۔ تم سماج کے کہاں تک رہو۔ دیش کے ناشک ہو تم پریم
میں زہر ملانے والے ہو تم اتفاق کی جڑ میں کلہاڑا چلانے والے ہو تم ایکتا کے درخت کو جلا کر بھسم کرنیوالے ہو تم مہاجن
پرجا کے دلوں کو دکھانے والے ہو۔ تم اگیان کے گہرے اندھیرے میں ٹکریں کہاتے پھر رہے ہو۔ کیا تمہارے لئے گیان کی روشنی
نہیں ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ۔ لیکن یہ سب تمہاری آنکھوں کا قصور ہے بس یہی وجہ ہے کہ جو تم اپنے کئے کی سزا پاؤگے۔
ہم دیش کے لیڈروں سے اور خاصکر مہاراجہ دھولپور سے درخواست کرتے ہیں کہ بلوائیوں کے ہوش ٹھکانہ لاکر جینیوں کے
رتھ کو دھوم کے ساتھ نکلوا دیویں۔ ورنہ اس شانتی سماج کے حقوق خاک میں ملے نظر آئینگے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دھولپور
کی ریاست اس معاملہ میں کہاں تک انصاف سے کام لیتی ہے۔ "پردیپ"

کوئی معقول جواب نہیں دیا

قصور (پنجاب) سے لالہ خوشی رام جی جینی یوں سوال تحریر فرماتے ہیں "سخت افسوس ہے کہ آجکل کنیا بکری کا بازار دن بدن گرم
ہوتا جارہا ہے میں ایک واقعہ قصور کا آپکی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو کہ آپ پبلک پر ظاہر کردیں۔ یہاں پر سوامی کیدیر لئے
جی مہاراج براجمان ہیں۔ انکے وعظ کے بیان میں کنیا بکری (دختر فروشی) کی بابت ذکر آگیا۔ تو مہاراج نے کنیا بیچنے والوں کو بہت
ہی بھلا کہا۔ اور ازحد نندا کی۔ اسپر ایک پچھیرے بھائی نے سوال کیا کہ مہاراج جی کیا روپیہ دینے والے کو بھی کچھ پاپ لگتا ہے
یا کیا۔ تو مہاراج نے اکی بات کا۔ کوئی معقول جواب نہیں دیا۔ دیگر بھائیوں نے کہا کہ ضرورت والا روپیہ دیتا ہے۔ اسکو کوئی
پاپ نہیں۔ لیکن یہ کہنا سراسر غلط ہے۔ ان لوگوں نے ایسا کیوں کیا۔ اسکا یہ سبب ہے۔ کہ انہوں نے اپنی خود کی
شادی میں روپیہ دیکر کرائی ہیں۔ اور ایک شخص روپیہ دیکر شادی کرانے کیلئے تیار ہو رہا ہے جسکی مخالفت میں کوشش
کے ساتھ کر رہا ہوں۔ تاکہ یہ ظلم نہ ہونے پائے۔ آپ بھی پبلک پر ظاہر کردیں کہ جسطرح کرنیوالا اکرانیوالا اور کرتے ہوئے
کو دیکھکر خوشی ماننے والا پاپ یا پنیہ کا بھاگی ہوتا ہے۔ اسیطرح سے لڑکی کے اوپر روپیہ لینے والے دینے والے۔
دلانے والے۔ بارات میں شامل ہونے والے۔ لڈو کچوری کھانے والے۔ اور چودھری چکڑایت سب مہان پاپ کے

مت بجنے دو جین مندر کا گھنٹہ۔ نہ نکلنے دو جین دھرم والوں کا رتھ۔ توڑ دو جینوں کے سر۔ لوٹ لو ان کا مال و اسباب۔ غرض وحشی کے دشمن ان باتوں میں اپنی جوانمردی اور فخر سمجھتے ہیں۔ ہمارا اپنا خیال یہ تھا کہ اب بھارت سے ہر قسم کی جہالت مٹ گئی ہوگی اور اب کوئی بھی تعصب اہل ہنود کے دلوں میں نہیں رہا ہوگا۔ لیکن افسوس یہ ہمارا خیال غلط نکلا۔ اور ثابت ہو گیا کہ دیش میں ایسے شیطان لوگ موجود ہیں کہ جو دھارمک کاموں میں روڑا اٹکانے کیلئے تلے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ جینیوں کا جلوس دھارمک طریقہ سے بھکتی بھاؤ سے قابل دید ہے جب یہ لوگ شری جی کی سواری کے ہمراہ شانتی پورک ننگے پیر اور خالی ہاتھ جے جے کار بولتے چلتے ہیں۔ تب انکے دیا بھاؤ کا شانتی پرنامون کا اور سرل سو بھاؤ کا خوب پتہ چلتا ہے۔ اور وہ دیکھتے ہی بنتا ہے لیکن ایسی شانتی سماج پر بھی جو ظالم ہاتھ چلاتے ہیں۔ انکے سیاہ دلوں کا کہنا ہی کیا ہے۔ ابھی ۲۹ اپریل ۱۹۴۰ء کو ریاست دھولپور کے قصبہ مانگرول میں ایک بڑا بھاری بلوہ ہو گیا ہے۔ جو جین لوگوں کے رتھ نکلتے وقت ہوا ہے جسکی کیفیت نامہ نگار کے "ستارہ ہند" نے حسب ذیل الفاظ میں تحریر فرمائی ہے۔

دھولپور میں بلوہ۔ فوج نے گولیاں چلائیں

آگرہ کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ موضع منگرول واقعہ ریاست دھولپور میں ۲۹۔اپریل کو ایک سخت بلوہ ہو گیا جینیوں کا ایک مذہبی جلوس ایک مذہبی میلہ کے متعلق جو اس مقام سے تھوڑی دور پر چار پانچ دن تک ہوتا ہے نکلنے کو آراستہ کیا گیا۔ میلہ اور جلوس کی اجازت پہلے ہی سے ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب سے حاصل کر لی گئی تھی اور بعض ہمسایہ اور دیگر اشخاص کی جو جینی مذہب نہیں رکھتے تھے تحریری اجازت لے لی گئی تھی جیسے ہی مورت کو رتھ پر چڑھانے لایا گیا مجمع بقدر ایک ہزار نفر جس میں زیادہ تر برہمن اور بودہ لوگ تھے جمع ہو گیا اور اس نے جینیوں کو مارنا اور گالی دینا شروع کیا ڈھیلے اور گوبر اور ہر طرح کی غلاظت ان پر پھینکی گئی۔ پولیس نے اس دست درازی کو روکنا چاہا لیکن بلوائیوں کے ہجوم کے سامنے وہ کامیاب نہ ہو سکے جلوس کو روک لینا پڑا اور دھولپور کو تار دیا گیا۔ سہ پہر کو پچاس سوار۔ ۵۰ سپاہی مع کئی افسروں اور قاضی عزیز الدین احمد صاحب دیوان ریاست کے آگئے جنہوں نے بلوائیوں کو بہت سمجھایا کہ جینیوں کے مذہبی رسموں میں مداخلت نہ کرو لیکن بلوائیوں نے کچھ نہ سنا اور سپاہیوں پر حملہ آوری شروع کر دی سوائے فیر کرنے کے جب کوئی چارہ نہ رہا بلوائیوں پر فیر کئے گئے۔ اور مجمع تھوڑی دیر کیلئے منتشر ہو گیا۔ جلوس روک دیا گیا اور ہزار ہا جینی لوگ جو اس مذہبی جلوس میں شریک ہونے کو آئے تھے ان کو اپنے اپنے گھر جسقدر جلد ممکن ہو روانہ ہو جانے کو لکھ دیا گیا۔ تمام جینی مع عورتوں بچوں کے قریب کے ریلوے اسٹیشن پر پولیس اور سپاہیوں کی نگرانی میں پہنچا دیئے گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کئی بلوائی زخمی اور مجروح ہوئے ہیں۔ منگرول اور دیگر مقامات کے جینی باشندوں کے مکانات پر پولیس کا پہرہ حفاظت کیلئے کھڑا کر دیا گیا۔ تاکہ انکو کوئی گزند نہ پہونچے یہ امید کیجاتی ہے کہ بلوہ کے سرغناؤں سے ریاست خاطر خواہ واقعی محاسبہ کریگی۔ اب کہئے ان اہل ہنود کی جہالت کا کوئی ٹھکانا ہے۔ جو مہاراجہ کے حکم کی بھی پرواہ نہیں کرتی۔ وہ دھارمک کیسی۔ اسکا دھرم کرم کیسا۔ وہ تو بالکل ادھرمی ہے۔ پاپی ہے۔ اور نالائق ہے۔ ایسی رعایا سے تو بجز نقصان کے

اندھا جوش کام کر گیا

یعنی مانگرول (ریاست دھول پور) مین بلوہ ہو گیا

ہائے جہالت تیرا برا ہو۔ اے اندھی شردھا تیرا ستیا ناس ہو جائے۔ اے مذہبی تعصب تو دنیا سے جاتا رہے۔ او رلے دھرم کی آڑ کے شکار تیرا نام و نشان مٹ جائے۔ تمہاری وجہ سے ہی دنیا مین جھگڑے ٹنٹے ہوتے ہین۔ تمہاری وجہ سے ہی دھرم کے نام پر خون خرابیان ہوتی ہین۔ وہ تم ہی تو ہو کہ جو رام لیلا وغیرہ ہندو تیوہارون پر مسلمانون کو بھڑکا دیتے ہو۔ وہ تمہارا ہی تو دھرم ہے کہ جو مسلمانون کے تعزیہ داری پر ہندوؤن کے خون مین جوش ڈال دیتا ہے۔ ہم تمہاری تعریف کہانتک کرین۔ تم ہندوستان کے ہی نہین بلکہ دنیا بھر کے اندر بد امنی پھیلاتے رہو۔ ہندوستان مین جین مذہب کے ماننے والی قوم بڑی شانت پرنامی اور سرل سوبھاؤ ہے۔ یہ کیسے دھارمک کامون مین رخنہ انداز نہین ہوتی۔ ہندو لوگ رام لیلا کرین یا کرشن لیلا۔ یہ لوگ کافی امداد دیتے ہین۔ مسلمان کوئی مجلس لگائین یا تعزیہ نکالین۔ یہ انسے ہی لطف اوٹھاتے ہین۔ غرض ان لوگون کو کسی کی مذہبی رسوم مین روڑا اٹکانے کی ضرورت نہین۔ اور نہ کبھی انہون نے ایسا کیا ہے۔ اب کچھ زمانہ پہلے جبکہ اس دیش پر لاعلمی کا سیاہ پردہ پڑا ہوا تھا۔ تب بہت سے مقامات مثلاً آگرہ۔ دہلی۔ مدراس۔ وغیرہ مین جینون کے دھارمک تیوہارون پر یعنی رتھ یاترا نکالنے پر بڑے بڑے جھگڑے اہل ہنود نے کئے جنکی وجہ سے میلون کی تاریخین بدلنی پڑین۔ اور بلوائیون کو سزائین ہوئین۔ اخیر جین رتھ نکالے گئے۔ اور پھر کسی نے دم تک نہین مارا جب سے ابتک ہزارہا مقامات پر رتھ نکلے جلوس ہوئے۔ لیکن کوئی شکایت نہین سنی گئی۔ ابھی پچھلے دنون ریاست بھرت پور کے دیگ مقام مین بڑی دھوم دھام سے رتھ نکلا اور سب لوگون نے امداد دی۔

مہاراجہ بھرت پور کی طرف سے حسن انتظام رہا کہ جین سماج ابتک واہ واہ کر رہی ہے۔ اسیطرح سے دیگر ریاستون مین اور ہندوستان کے ہر ایک صوبہ بنگال۔ دکھن۔ پنجاب۔ یوپی۔ سی پی۔ گجرات مین ہمیشہ رتھ یاترا کے جلسے ہوتے رہتے ہین۔ اور کوئی رکاوٹ یا ناراضی سننے مین نہین آتی جسکی وجہ یہی ہے کہ اب لوگون کی آنکھین علم کی روشنی مین سب کچھ دیکھنے لگی ہین۔ اہل ہنود کے بڑے بڑے درگج پنڈتون نے بھی اسوگیہ رام مصر جی شاستری بنارس۔ بھارت مارتنڈ ستر لکمنیہ تلک جی پونا وغیرہ جین دھرم کی ہرطرح سے تعریف کی ہے۔ اسلئے اب جینیون کے میلون مین اہل ہنود ہرطرح سے امداد کرتے ہین۔ اور اہل اسلام بھی خوش نظر آتے ہین۔ لیکن افسوس کہ اس روشنی کے زمانہ مین بھی کسی کسی کو گھٹا اندھیر نظر آتا ہے۔ اس گیان کے پرکاش مین بھی لوگون کی آنکھین بند نظر آتی ہین اور آئین کیون نا۔ آخیر الو تو اندھیرے کو ہی پسند کرتا ہے۔ اسکو سورج کب گوارا ہے۔ افسوس جہان دیش ہتیشی پریم پریم کے راگ گا رہے ہین۔ وہان دیش کے دشمن بھائیون کے گلے پر چھری چلانیکے لئے تیار ہین۔ مذہبی جوش مین خون خرابیان کیلئے آمادہ ہین۔ بھارت غارت ہو یا نہ ہو۔ دیش رہے یا نہ رہے۔ اہل ہنود کی ہستی قایم رہے یا نہ رہے۔ غرض انکو ان باتون سے کوئی غرض نہین۔ اگر ان کو کوئی غرض ہے تو وہ یہی ہے کہ مارو پڑوسیون کو۔ لوٹو اپنے ہمسایون کو۔

کرنیسے بہت ممکن ہے کہ یہہ کمزوری دور ہو جائے ۔ اور وہ زمانہ جلد آجائے کہ جو ہم بہی لالہ نا ہر سنگہ جی کی بات کی تائید کرنے لگین ۔ کیا کوئی صاحب اسپر مجہوبی روشنی ڈالنے کیلئے تیار ہونگے ۔ پردیپ

حسد

محبت اور حسد دونون جذبات آگ کی خاصیت رکھتے ہین ۔ فرق یہ ہے کہ محبت کی آگ مین ایک خاص لذت ہے یہ آگ انسان کو خاک سے پاک کردیتی ہے اور آتش حسد دنیا ہی مین جہنم کے مزے چکہا دیتی ہے ۔ یاس سے حاسد جلتے ہین آتش حسرت مین ۔ عاشق جلتے ہین آتش فرقت مین ۔ عاشق اپنے معشوق کو یا دوست اپنے دوست کو جب خوش دیکھتا ہے تو خود بھی پہولے نہین سماتا مگر حاسد جب اپنے محسود کو خوش دیکھتا ہے تو جل بھن کے خاک ہو جاتا ہے ۔ حاسد کون لوگ ہوتے ہین ؟ جس شخص مین کوئی خوبی نہین پائی جاتی وہ ہمیشہ دوسرونکی خوبیون پر رشک و حسد کرتا ہے ۔ دماغ انسانی کا ایک خاصہ یہی ہے کہ یا تو وہ اپنی خوبیون کو محسوس کرکے محظوظ ہوتا ہے یا دوسرون کی برائیون سے محظوظ ہوتا ہے بہرحال ان دو مشغلون مین ایک اسکے لئے ضروری ہر انسان جب دوسرون کی خوبیونکو اپنی ذات مین نہین پاتا تو یہ کوشش کرتا ہے کہ دوسرونکی خوبیان انکی ذات مین بھی باقی نہ رہین معدوم ہو جائین تاکہ اونکو کوئی وجہ ترجیح نہو ۔ پلہ برابر ہو جائے ۔ گویا دوسرونکی خرابی و بربادی کو اپنی ترقی کا باعث سمجہتا ہے ۔ حاسد کی زندگی دوسرون کی تباہی پر موقوف ہے اگر ایسا نہو تو وہ کل کا مرتا آج ہی مرجائے ۔ یاس سے حاسد کو مصیبت سے چارہ ہی نہین ۔ غیرونکی خوشی کبھی گوارا ہی نہین ۔ مٹ جائے کوئی تو دل کو خوش کر لینا ۔ جینے کا کوئی اور سہارا ہی نہین ۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جو لوگ ضرورت سے زیادہ دوسرونکی ٹوہ لیتے پھرتے ہین دوسرونکی ذرا ذرا سی بات دریافت کرتے رہتے ہین وہ حاسد ہوتے ہین ۔ کیونکہ ایسے لوگ ان معلومات سے فائدہ اٹھا کر دوسرونکو ضرر پہنچانیکی تدبیرین سوچتے رہتے ہین ۔ وہ لوگ جو بد صورت ہوتے ہین وہ لوگ مجہول النسب ہوتے ہین جنکی ذات مین کوئی عیب ہوتی ہے وہ لوگ جو قبل از وقت قوت مردانگی سے محروم ہو جاتے ہین ۔ وہ لوگ جو ہیجڑے کہلاتے ہین وہ لوگ جو ترقی کرنیکی قابلیت نہین رکھتے مگر ہوس بہت کچھ رکھتے ہین کیونکہ ایسے لوگ اپنی اصلاح نہین کر سکتے لہذا دوسرونکی خوبیون اور قوتون کو نقصان پہنچا کر اپنا کلیجا ٹھنڈا کرنا چاہتے ہین مین نے خود اپنے بعض حاسدین مین یہ باتین دیکہی ہین جنکی ذات مین عیب پائی جاتی ہے جسکی اصلاح وہ نہین کر سکتے ۔ جنکے قوا ذہنی خلقی طور پر ترقی پذیر نہین وہ ہمیشہ دوسرون کے درپے رہتے ہین دوسرونکی عزت و اعتبار کو نقصان پہنچا کر یہ چاہتے ہین کہ پلہ برابر ہو جائے اس تقریر سے ثابت ہے کہ حسد ایک قسم کی خلقی کمزوری ہے جس کا علاج ممکن نہین ۔ یاس سے حاسد مکار و پر دغا باز ہوتے ہین ۔ ظالم بے وفا ہوتے ہین ۔ خود مٹتے ہین غیرون کے مٹانے کیلئے ۔ آپ اپنی آگ مین فنا ہوتے ہین حاسد جیتے ہین بے اجل مرتے ہین ۔ مر مر کے زندگی کے دن بھرتے ہین ۔ مردونکے مقابلہ مین کیونکہ آمین ۔ کچھ کر نہین سکتے تو حسد کرتے ہین ۔ امرا اور رؤسا جب کسی غریب کو ترقی کرتے دیکھتے ہین تو خود بھی حسد پر آمادہ ہو جاتے ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ ان لوگونکے اور اس غریب کے مرتبہ مین جو فرق تہا وہ جاتا رہا مساوات سی پیدا ہو گئی لہذا وہ اسکی ترقی اور عزت کو اپنا تنزل اور ذلت سمجہنے لگتے ہین حالانکہ یہ محض نظر کا دہوکا ہے ۔ رشتہ دار عزیز اقارب یا وہ لوگ جنہون نے ایک جگہ پرورش پائی ہے لڑکپن سے جنکا ساتھ رہا ہے یا وہ لوگ جو ہم پیشہ ہین جب کسی شخص کو دیکہ کہ غیر معمولی ترقی کرتے دیکھتے ہین تو آتش حسد بھڑک اٹھتی ہے اور اگر کسی نے رفتہ رفتہ بتدریج ترقی کی تو سمجھتے ہین کہ زیادہ حسد نہین کرتے

نقصان پہنچانیکے بہت پیارے دوستو ایسے لوگون سے بچو ۔ یہ زہریلے سانپ ہین ۔ انکا کاٹا پانی بھی نہین مانگتا ۔ ہر شخص کو چاہیے کہ حاسد دلکو وار کرنیکا موقعہ نہ دے ۔ اور انکے حال پر خیال رکھنا چاہیے ۔ لیکن حاسد کو یہی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ حسد کی آگ مین جل بہن کر خاک ہو جائینگے انکا خیال ۔ عداوت سے باز رہنا چاہیے ۔ اور دنیا کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے ۔ پردیپ

آگے سے اُنکو جین کماؤن کے ساتھ سمبدھ ہو جانے سے جین بانی سننے کا موقعہ ملیگا - اپنے ساس سسر وغیرہ کے منہ سے
جین دہرم کے قیمتی اصولوں کو معلوم کرینگی - اور روزانہ کریائیں انکو آنکھوں سے دیکھینگی - تب اُنکے آچرن بالکل
جین دہرم کے مطابق ہو جائینگے اور ایسا ہونے پر وے متھیات کو چھوڑ کر دہرم کے مارگ پر چلنے کی کوشش کرینگی - اور
اس سچے دہرم کی پیرو کار بن جائینگی - اور یہی نہیں کہ خود ہی جائینگی بلکہ اپنے ماں باپ بھائی بہن تک کو بھی جین دہرم
کے اصول سمجھا سنا کر متھیات چھڑا کر جین بنانے کی کوشش کرینگی - اور بھلا یہہ کب ممکن ہے کہ مدلل یہ میٹھی اور سچی گفتگو
بلا اثر کئے رہ جائے - نتیجہ یہہ ہوگا کہ بہت سے ویشنو خاندان ان کنیاؤں کی بدولت جین دہرم سے واقف ہو کر جین دہرمی
ہو جائینگے - اور یہ کنیائیں اپنا کلیان کرتی ہوئیں اپنے والدین کے خاندان کا بھی کلیان کر سکینگی - اگر یہ میرا خیال صحیح
ہو تو کوئی صاحب رائے زنی فرمادیں - آپکا نیاز مند ناہر سنگھ جین سہساوہ

(نوٹ) لالہ ناہر سنگھ جی نے بہت مناسب تحریر فرمایا ہے - اور ظاہر طور سے یہہ بات ماننے قابل بھی ہے لیکن ہمکو تعجب
ہوتا ہے کہ کیا لالہ ناہر سنگھ جی اپنی سماج کے رسم و رواج سے واقف نہیں ہیں - کیا انکو اپنی قوم کی حالت کا علم نہیں ہے
بہوان اور سسرون کے اوپر تو دہارمک اثر کیا ڈالا جائیگا - خود انہوں کو ہی دہرم کا دہیان ہا ہے - اگر سماج کے نوجوان اتنے
قابل بنجائیں - اگر سماج کی استریاں اتنی یوگیہ ہو جائیں کہ دوسروں پر دہارمک اثر ڈالسکیں - تو ہم لالہ صاحب کی ان
میں ہاں ملانے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں لیکن جب یہہ دیکھا جاتا ہے کہ استریوں کا اثر مردوں کے اوپر بخوبی پڑتا ہے
اور مردوں کی ہاں میں ہاں ملانا ہی جانتے ہیں - تب ہم یہ بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں - کیا ہمیں سماج ہی نہیں
بلکہ کل ہندو سماج کے مردوں کا ہی یہ قاعدہ بنا ہوا ہے سب عورتوں کے غلام نظر آتے ہیں - وہ جسطرح ناچ نچاتی
ہیں خوب ناچتے ہیں - وے رسم و رواج کے پھندوں میں پہنے اگر جسطرح دبانا چاہتی ہیں - دبتے ہیں پھر ایسی حالت
میں یہ کیسے مان لیا جائے کہ مردوں کا اثر عورتوں پر پڑجائیگا - دوسرے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ متھیات کی طرف
طبیعت زیادہ چلتی ہے - سچائی کی طرف کسی بھلے کا ہی دھیان جاتا ہے - ہمکو تو بخوبی تجربہ ہے کہ اجین لوگوں کا اثر
جینوں پر زیادہ پڑا ہے لیکن جو لوگ بہت کم اثر دوسروں پر ڈالسکے ہیں - دیگر مذاہب کے لوگوں کی صحبت میں
بہت سے جینی اپنے جین دہرم سے ہاتھ دہو بیٹھے ہیں - لیکن جینوں کی صحبت سے بہت ہی کم ایسے نکلینگے
کہ جو جینی بنے ہوں - ہم اتنی اثر کرنے والی طاقت سماج کے اندر نہیں دیکھتے کہ جو دوسروں پر بخوبی اثر ڈالسکے
اگر جینی سماج کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں دہارمک اصولوں سے واقف ہو کر اپنی آتما کو اتنا طاقتور بنالیویں
کہ متھیات اندہ کار کو دور کرنا انکو آسان ہو جائے - تو ہم لالہ ناہر سنگھ جی کی بات کو ماننے کے لئے آمادہ ہو جائینگے لیکن
موجودہ حالت میں تو ہم ہر طرح سے نقصان ہی نقصان دیکھ رہے ہیں - اس سے ہزار درجہ بہتر یہ بات ہے کہ جین
دہرم کو ماننے والے دیش فرقہ خواہ وہ اگروال ہوں یا کھنڈیلوال یا دیگر کوئی سب باہمی رشتہ ناطہ کرنے لگ جائیں ایسا

بذات خود تکلیف اوٹھا کر مکان بورڈنگ ہاوس کو قابل رہایش و آسایش بنوادیا ہے ہم آمید ہے کہ اپکی باربار جناب
تشریف لاوین تو اس سکول کو خوب سرسبز پاوین۔ اور آپکے دل نیک کو خوب راحت حاصل ہووے۔ ممبر صاحبان
کی طرف سے جناب کو جے جیند۔ طلبا کی طرف سے جے جیند قبول ہو۔ آپکا نیازمند دولت رام گپتا قایمقام ہیڈ ماسٹر مین ہائی
اسکول پانی پت

(نوٹ) پانی پت کا سکول ہائی سکول ہوگیا۔ اس خبر کو معلوم کرکے جین سماج کو ازحد خوشی ہوئی۔ اس ہائی سکول کے بارے
مین مندرجہ بالا چٹھی ماسٹر صاحب کی شایع کیگئی ہے۔ ماسٹر صاحب بڑے کام کرنیوالے ہین تنخواہ لینا اور بات ہے
کام کرنا اور بات ہے بہت سے تنخواہ دار تو تنخواہ کے لئے سید ہے کرنا ہی اپنا فرض سمجھتے ہین۔ لیکن جو تنخواہ لیکر کام
کرنے مین وے قابل شکریہ ہین ایسے ہی صاحبان مین سے ماسٹر دولت رام صاحب ہین۔ پانی پت کا سکول بہت کچھ
ترقی کرگیا۔ ابہی ہمکو امید ہے لیکن جو بہائی اس سے جُدا ہین۔ اور کام مین حصہ نہین لیتے۔ اُنکو بہی ہین کام کرنا چاہئے
تب بہت کچھ اُمید اسکے فائدہ کی ہوسکتی ہے۔ ہم ایک بار پانی پت ہو آئے ہین۔ اور اس سکول کی کمیٹی کے چند ممبران سے ملے ہین
یہ لوگ کام کرنے پر اچھی طرح سے آمادہ ہین۔ ہمکو اُمید ہوتی ہے کہ یہ سکول اچھی ترقی کریگا۔ اگر وے اصحاب جو اسکے کامون
مین ابتک حصہ نہین لے سکے۔ کام مین حصہ لینے لگ جائین۔ تو سکول خوب کام کرسکیگا۔ ہم لالہ جے کمار سنگہ جی سے
پلہ تہنا کرتے ہین کہ آپ کیون بلیٹین کے کالم سیاہ کرتے ہین۔ جو کچھ لکھنا ہے ایک بار دل کھولکر ہمکو ہی لکھ لو۔ ہم آپکی تحریر کو
پردیپ مین جگہ دینے کے لئے تیار ہین۔ تاکہ ہمکو معلوم ہوجائے کہ کمیٹی مین کسقدر کمی ہے۔ ورنہ ہمکو گالیان دینے سے اپکا
کوئی بہلا نہین ہوگا۔ اس سے تو آپکی ہی اصلیت کا راز کہلتا ہے۔ پردیپ

مانیہ ور سمپادک جی۔ جے سرگیہ دیوکی جین پردیپ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۱۸ء کے آخیر صفحہ پر (نتہو راور دہام پور مین ہمارا دیا کہان
اس نام کا جو مضمون نکلا ہے اور جس مین جناب نے جین لڑکون کی شادی ویشنو کنیاؤن کے ساتھ ہونے پر اعتراض فرمایا ہے
اور لکھا ہے کہ ایسا سمبدہ ہونیسے دہارمک اصول پر چوٹ لگتی ہے۔ اسکے پڑھنے سے مجھکو ایک سندیہ پیدا ہوا ہے میرا خیال
ناقص اسکے خلاف ہے۔ میری رائے مین ایسے سمبدہ ہونے سے بجائے دہارمک اصول پر چوٹ لگنے کے دہرم کا پرچار اور متہیا
وغیرہ کا ناس ہوگا۔ اور وہ اسطرح ہوگا کہ جب ویشنو بہائیون کی کنیا مین جینون کے یہان آئینگی۔ اور وہان آکر وہ بچے یہان
جین دہرم کے اصولون کو معلوم کرینگی تو اُنکے دلون سے وہ متہیات بہت جلد اور ضرور دور ہوجائیگا جسکو وہ روز
پیدایش سے اپنے باپ کے گہر دن مین ہوتا دیکھ رہی ہین اور چونکہ اپنے والدین کے یہان رہتے ہوے اُنکو بہت ہی کم
بلکہ نہونے کے برابر ہے کوئی ایسا موقعہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ جین دہرم کے اصولون کو معلوم کرسکین اور بدون علوم کئے
کسی بات کا علم ہی کسطرح ہوسکتا ہے۔ بلکہ اُنکے اعتقاد مستلا بہوانی چنڈی۔ مسٹانی۔ بہیرون کالی کے ماننے پر
مضبوط ہوجاتے ہین۔ وہ رات کو بھوجن کرنا اور اَن چہنا پانی پینا بُرا تو کیا بلکہ اچھا ہی سمجھتی ہین۔ اور جب یہ کرم کے

نام داتار	رقم	کیفیت	نام داتار	رقم	کیفیت
شری یت لالہ بنسی رام اتم چند جی جین کوٹھی بیلا انگریز	لعہ		شری یت لالہ چھویا مل جی جین - ناگپور	دعہ	ایک ماہ کا آرزوان
〃 چرنجی لعل انگل سنگھ جی جین معرفت		دو یوم کا	〃 〃 کندن لال جی جین بزاز میرٹھ شہر	عہ	〃
پنڈت لوک منی جی - نرسنگ پور	۱۰ر	اہاروان	〃 〃 بنارسی داس جی جین ہنڈی	صہ	دو یوم کا
〃 سیٹھ جمبو شاہ دیبی شاہ جی معرفت بابو دیپ چند جی کارنجہ	عہ	ایک یوم	کل میزان ۹-۱۴-۲۰		

مذکورہ بالا بھائیوں اور بہنوں کا ہم آشرم کی طرف سے تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں آشرم کے بچوں کے واسطے روپیہ اور بستو سے سہا تیا دی ہے اس موقع پر ہم لالہ بشمبر داس گارگی جہانسی لالہ جگن ناتھ جی منتری فیروزپور رائے صاحب بابو نند مل جی دہرہ دون سیٹھ ہیرا لال جی راجمل جی نصیر آباد و بابو لچھمی چند نصیر آباد کا خاص طور سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جن صاحبان نے خود آشرم کی مدد کر کے دیگر صاحبان سے آشرم کو مدد کرائی اور جہاں تک چندہ باقاعدہ آشرم کو بھیجا ہے اُمید ہے کہ دیگر بھائی بھی انکا انوکرن کرینگے -

داس گینڈن لعل

خط و کتابت

مکرم جناب بابو جوتی پرشاد صاحب ایڈیٹر جین پردیپ دام اقبالہ جے جنیندر

نوازش نامہ موصول ہوا - دلکو بہت راحت نصیب ہوئی - بیشک جین مڈل سکول پانی پت یکم ماہ حال سے جین ہائی سکول ہو گیا ہے اور ایسا ہونا کیا مشکل امر تھا جب آپ جیسے مربی ہوں - اور ہم خادم کو تقویت اور ہمت دینے والے ہوں جب سے کہ جناب تشریف لائے اور امداد کا وعدہ لیا یہ سکول اپنے آپکو خوش نصیب خیال کرتا ہے ۔ میری کوشش تو ادنیٰ سی کوشش ہے - اور اسکا تو کچھ ذکر بھی نہیں ہو سکتا - کیونکہ میں اس کام کی اجرت پاتا ہوں - اگر کوشش قابل ذکر ہے تو ممبر صاحبان انتظامیہ کمیٹی مثل بابو رام گوپال صاحب بی - اے - لالہ چمن لال صاحب منیجر - لالہ پرمانند صاحب - لالہ تلسی رام صاحب لالہ بشمبر داس صاحب کی متحدہ کوشش ہے - اگر سرپرستی قابل ذکر ہے تو ممبر صاحبان بورڈ آف ٹرسٹ مثل رائے بہادر لالہ لکشمی چند جی - لالہ مہتاب سنگھ جی لالہ نانو مل جی اور پنڈت قبول سنگھ جی کی سرپرستی ہے - اور اگر دہرم بھاؤ قابل تعریف ہے تو وہ تمام جین سکول سوسائٹی اور اسکے خیرخواہان کا بھاؤ ہے - کہ انہوں نے جین ہائی سکول قایم کر دیا ہے - تاکہ قوم کے ہزارہا بچے فائدہ اٹھاویں اور قوم کی لائق ہو دیں بابو بنارسی داس صاحب بی اے ایک ایسے صاحب ہیں جن کے دل میں پراپکار کا خیال زبردست ہے کہ اُنہوں نے اپنی رخصت اور آرام کے خیال کو بالائے طاق رکھکر اپنی خدمت جین ہائی سکول کو بلا دام دیدی ہے جبتک کہ انکو فرصت ہے صاحب موصوف نے اول ہی میں اس ہائی سکول کو تعلیم دی ہے - اور یہہ انکی وجہ سے ہے کہ ہائی کلاس میں کافی تعداد طلباء داخل ہو گئی ہے یہ صاحب موصوف اُنہیں سے ایک ہیں - کہ جنہوں نے اس سکول کی شروع میں بنیاد ڈالی تھی -

اس دفعہ جین بورڈنگ ہاؤس بھی جاری کیا گیا ہے - تاکہ دیہات کے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں منشی سلطان سنگھ صاحب

الفاظ کہنے لگتے ہین - برخلاف اسکے مغربی ممالک مین بڑے بڑے سائنٹسٹ ایسے ہوئے ہین کہ جنہون نے خود سائنس
کی بڑی بڑی تحقیقاتین کی ہین لیکن دہرم کو اونھون نے کبھی حقیر نہین سمجہا - پس ہمارے نوجوانون کا فرض ہے کہ اول
وہ دہارمک سدہانتونکو پڑھین اونکا منن کرین اور پہر اون دہارمک سدہانتون کو لیکر سائنس مین گہسین اور سائنس
کی تحقیقات کی مدد سے دہارمک سدہانتون کو خود اچھی طرح سمجھین اور دوسرون مین اونکا پرچار کرین - سائنس
یا دہرم دونون مین سے نفرت کسی سے نکرین -

پریم پستکالیہ سردہنہ (میرٹھ) کا پہلا سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵ - اپریل ۱۹۱۸ء بوقت ۲ بجے دن کے بصدارت پنڈت ہیم چند جی بی اے [illegible] بڑی دہوم دہام سے ہوا -
حاضرین جلسہ کی تعداد کافی تھی - اہلکاران تحصیل و روساء قصبہ نے جلسہ کو خوب رونق بخشی تھی جلسہ کی کارروائی مسٹر جینیندر کے منوہر
بہجنون سے شروع ہوئی بعد ازان بابو شری کرشن داس جی مختار عدالت کے پرستاؤ و دیگر صاحبان کی تائید سے سبھاپتی
صاحب نے آسن گرہن کیا - اسکے بعد چودھری اندراج سنگھ صاحب ماسٹر مدن موہن لال صاحب ڈاکٹر رام چرن صاحب
اور لالہ سوہن لال جی منیجر کنیا پاٹھ شالا کے علم کی فوقیت اور لائبریری کے فوائد پر ویاکہیان ہوئے - بعد ازان بابو شری کرشن داس
جی نے پستکالیہ کی سالانہ رپورٹ پڑھکر سنائی - اور لائبریری کی موجودہ کتب اور اخبارون کا حال ظاہر کیا جس سے
معلوم ہوا کہ اسوقت لائبریری مین ۴۷۸ کتابین اردو - ناگری - اور انگریزی زبان کی موجود ہین - اور ۱۷ اخبار
لائبریری مین آتے ہین - سال گذشتہ مین ۳۰۸۵ صاحبان نے لائبریری مین تشریف لاکر اخبار اور کتابین پڑھین
اور ۱۳۶۵ کتب اور اخبار ممبران کے مکان پر پڑھنے کے لئے بذریعہ لائبریرین بھیجی گئین - اسکے بعد لالہ جنگلی مل جی
خزانچی نے آمدنی خرچ کا حساب سنایا جس سے معلوم ہوا کہ [illegible] کی آمدنی ہوئی اور [illegible] خرچ ہوئے - اب [illegible]
بقایا موجود ہین - اسکے بعد چودھری اندراج سنگھ جی نے معائنہ بک سے چند معززین کی رائے پڑھکر سنائین آخیر
مین بابو عطر سین جی سکریٹری پستکالیہ ہذا نے ایک پرجوش اور منوہر ویاکہیان علم کی عظمت اور لائبریری کی ضرورت
اور اسکے فوائد پر دیا اور ہر شخص سے لائبریری کے ممبر ہونے کی درخواست کی - اور لائبریری کی امداد کیلئے اپیل کی جسپر
مبلغ [illegible] چند اصحاب نے دان مین عطا فرمائے - اسکے بعد سبھاپتی صاحب نے اپنی اسپیچ کے ذریعہ پبلک پر لائبریری
کی ضرورت اور اسکے فوائد پر بخوبی روشنی ڈالی - پھر گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کیا گیا - اور پرارتھنا کیگئی کہ موجودہ جنگ مین
ہماری گورنمنٹ فتح یاب ہو - پھر معززین حاضرین و سبھاپتی صاحب و کارکنان کا شکریہ ادا کرکے چند بھجن ہوئے -
بعد جلسہ برخاست ہوا - ایک باشندہ سردہنہ

(نوٹ) ایسی لائبریریون کی سخت ضرورت ہے - اور ایسی لائبریرئین مفید عام ہین - ہمکو خود تجربہ ہے کہ محدود دایرہ کی

سروگیہ سے ظاہر ہوا ہے۔ سائنس نہایت عالم و فاضل و دماغی طاقت مین بیشک بڑھے ہوئے لیکن الپگیہ (محدود علم)
اشخاص کی تحقیقات کا نتیجہ ہے۔ سائنس کی زمانہ گذشتہ مین تحقیقات غلط ثابت ہوکر زمانہ حال مین اونکے بجائے نئی پیدا
نکلی ہین اور ممکن ہے سائنس کی زمانہ حال کی بعض تحقیقات زمانہ آئندہ مین غلط ثابت ہون لیکن دھارمک سدھانت جو جیو
اجیو۔ آسرو۔ بندھ سنور نرجرا موکش وغیرہ کی بابت ہین وہ نہ کبھی غلط ثابت ہوئے اور نہ آیندہ اونکے غلط ثابت ہونیکی
سمبھاونا ہی ہے۔ یہہ تو ممکن ہے کہ دھارمک سدھانتونکے ساتھ یا اونکی تفصیل مین کسی الپگیہ نے اپنی بدھی کے مطابق کچھ
باتین ملادی ہون اور وہ غلط ہون لیکن خالص دھارمک سدھانت کبھی غلط نہین ہوسکتے۔ مین اس کہنے کے تو قطعی
متفق ہون کہ سائنس کے اصولون۔ سائنس کی تحقیقات کی مدد لیکر دھارمک سدھانتونکو سمجھنا و پھیلانا چاہیے لیکن
شروع ہی سے دھارمک سدھانتون کو غلط سمجھ لینا سائنس کے مقابلہ پر اونکا مضحکہ اوڑانا۔ اس سے مجھکو ہرگز اتفاق نہین
ہے۔ سائنس مین بہت سی ایسی باتین ہین کہ جنکو کسی سائنس دان نے پرتیکش نہین دیکھا ہے بلکہ کچھ علامات کو دیکھکر
قیاسات کے ذریعہ سے نتیجہ نکالا ہے۔ بہت ممکن ہے کہ یہ باتین صحیح نہون اور اونکے مقابلہ مین جو مذہب مین باتین
ہین گو اونکو سچے اور اونکو ثابت کرنیکے ذریعے اسوقت ہمارے پاس نہین ہین وہ ہی سچے ہون۔ اسلئے میرے خیال مین
مذہب کے مقابلہ مین شروع ہی سے سائنس کی ہر ایک بات کو سچ مان لینا اور مذہبی اصولونکی ہنسی اوڑانا غلطی ہے۔ آتما کو
جنم مرن۔ شوک۔ بیوگ کے دکھون سے مکت کرنیوالا مختلف دنیاوی تکلیفات مین مایوسی و دلی رنج و غم مین صبر و
قناعت بخشنے والا اور انجام کار آتما کو اوسکے اصلی علاوزوال سروپ کا نظارہ کراکے اوسکو دائمی اصلی خوشی سے ملا دینے
والا ایک دھرم ہی ہے۔ سائنس اس جگہ بالکل مجبور و قاصر ہے۔ ڈارون جیسے بڑے بڑے سائنٹسٹ کہ جو پیشتر روح
کی ہستی تک کو نہین مانتے تھے اپنی زندگی کے آخیر مین اونھون نے بھی دھرم کے آگے سر جھکایا ہے۔ دھرم کی مہما اپار ہے۔
اسلئے دھرم کی حقارت کرنا یا دھرم کی ہنسی مذاق اوڑانا سخت حماقت و غلطی ہے۔ برخلاف اسکے سائنس کے اصول
سائنس کی تحقیقات کی طرف توجہ دینا۔ سائنس کی مدد سے بنی ہوئی چیزون سے نفرت کرنا سائنس کی کتب کو پڑھنا
پاپ سمجھنا یہ بھی غلطی اور اعتدال سے تجاوز کرنا ہے۔ جو باتین سائنس کی دھرم کے خلاف ہین وہ صرف جین دھرم کے ہی
خلاف نہین ہین بلکہ جہانتک میرا خیال ہے وہ باتین عیسائی۔ مسلمان۔ ہندو وغیرہ جملہ مذاہب کے خلاف ہین۔ بلکہ میرا
خیال تو یہہ ہے کہ ایسا مذہب کہ جسکی سب سے زیادہ باتین مادہ کے متعلق سائنس سے ملتی ہون جین دھرم ہی ہے جو باتین
سائنس مین بدیہی مشاہدہ و بدیہی ثبوت سے ثابت ہوئی ہین وہ جین دھرم کے ہرگز خلاف نہین ہوسکتین جین دھرم کا
بڑا اصول کہ دربیہ (شے یا ہستی) ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تک رہیگا کبھی فنا نہین ہوتا صرف اوسکی حالتین بدلتی ہین
یہہ جین دھرم کا اصول سائنس سے بخوبی ثابت ہے۔ دوسری بات یہہ ہے کہ ہم لوگ سائنس جانتے ہی کیا ہین۔ دو چار سائنس
کی باتونکا ادھر اودھر سے علم ہوجانے پر سائنس سائنس پکارنے لگتے ہین۔ اور اوسکے مقابلہ پر دھرم کی نسبت ہنسی مذاق کے

بلا روزگار و کاروبار کے نہین چل سکتا اور روزگار و کاروبار کرنیکے لئے جسمانی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے پس جسمانی
طاقت دہرم ارتہہ کام موکش چارون پرشارتہہ کی پراپتی کے لئے ضروری ہے - لیکن ہمارے جین سماج کی حالت جو
جسمانی طاقت کے لحاظ سے ہے وہ سب پر ظاہر ہے - پیدایش کم - موت زیادہ - روگ مین اکثر مبتلا رہنا - مردم شماری مین
روز بروز کمی - کمزور سنتان پیدا ہونا وغیرہ یہ سب جسمانی کمزوری کے ہی نتائج ہین جین سماج سے راجہ اور سپاہی کا ابہاؤ ہونا
جسمانی طاقت کی کمی کو ہی بتلا رہا ہے - زمانہ قدیم مین جین سماج مین چہتر یگل کہہ گل تہا جین دہرم کے سب تیرتہنکر چہتری
ہوئے ہین - لیکن زمانہ حال مین جین سماج مین چہتری کل کا قطعی ابہاؤ ہوجانا کیا ظاہر کرتا ہے - یہی ظاہر کرتا ہے کہ تمام
جین سماج شاریرک شکتی مین بہت گری ہوئی ہے - جین شاستروں مین پرش کے لئے بہتر کلا و عورت کیلئے چونسٹھ کلا لکہی
ہین لیکن زمانہ حال کے جینی ورزش جسمانی سے قطعی پرہیز کرتے ہین بلکہ بعض جینی تو ورزش کرنا ہنسا و پاپ سمجہتے ہین - درجہ
اعتدال سے گذر کر ضرر کی حد آ دیکہا یہ نتیجہ ہوا کہ جین سماج شاریرک نربلتا (کمزوری) مین رساتل کو پہونچ گیا پس جین دہرم
کے اصلی مسئلہ انیکانت و کہہ کون اپیکشا کو چھوڑ کر دہرم کے اصولونکا درجہ اعتدال سے گذر کر ایکانت طریقہ سے اوپدیش دینا ہرگز اچہا نہین ہے
چوتہی مثال جو درجہ اعتدال سے گذرنیکی اسوقت میرے خیال مین آئی ہے وہ بعض اشخاص کا سائنس و دہرم کے متعلق خیالات
ظاہر کرنیکا طریقہ ہے - بعض اشخاص دہرم کے مقابلہ پر سائنس کو درجہ اعتدال سے بڑہکر سبقت دیتے ہین - اور بعض پرانے
خیالات کے صاحبان سائنس کی طرف سے بالکل آنکہ بند کئے ہوئے ہین سائنس کا ذکر کرنا سائنس کی کتابونکا پڑہنا
پڑہانا بہی عیب سمجہتے ہین - میرے خیال مین کسی حد تک یہ دونون صاحبان غلطی پر ہین - اصلیت مین دیکہا جائے تو
سائنس و دہرم کا مقابلہ کرنا بہی کچھ ٹہیک نہین معلوم ہوتا - سائنس اور چیز ہے دہرم اور چیز ہے - سائنس کے متعلق
جس چیز کی تحقیقات ہے دہرم ہرگز اوس چیز پر محدود نہین ہے - سائنس کا جو مقصد ہے دہرم اوس مقصد سے
کہین بہت زیادہ بڑہکر مقصد کو لئے ہوئے ہے - سائنس جو تحقیقات کرتی ہے وہ صرف میٹر یعنی مادہ کی کرتی ہے -
اور مادہ مین بہی کل مادہ کی تحقیقات سائنس نہین کرتی صرف اوس مادہ کی کرتی ہے کہ جسکا علم حواس خمسہ کے ذریعہ سے یا کسی
دوسری مدد کے یا دور بین خورد بین وغیرہ آلات کی مدد سے ہوسکتا ہے - پدگل پرمانو و پرمانوون سے بنے ہوئے سوکشم
اسکندہ سائنس کے کاریہ چھیتر سے باہر ہین اونکی بابت سائنس کچھ نہین کہہ سکتی - آتما یعنی جیو کہ جو سب سے زیادہ ضروری شے ہے
اوسکی بابت سائنس قطعی خاموش ہے - جیو کے سوبہاؤ اور اوسکے اوصاف کی بابت سائنس کچھ نہین کہتی - برخلاف اسکے دہرم جیو
و اجیو کے جملہ اقسام کی بابت کچھ نہ کچھ گو دویہ روپ مین ہی کیون نہو کہتا ہے - دہرم کل مادہ کا حال بیان کرتا ہے سائنس
صرف استہول مادہ کا حال بیان کرتی ہے - دہرم کا کاریہ چھیتر سائنس کے کاریہ چھیتر سے بہت بڑا ہے دہرم کا مقصد
آتما کو اوسکے اصلی سوبہاؤ مین پہونچا کر ہمیشہ کیلئے آنندی کر دیتا ہے - سائنس کا مقصد ہی چند روزہ زندگی کیلئے
آرام و سہولیت کے ذرائع مہیا کر دینا ہے - دہرم اوس آتما سے کہ جس پر سے مادہ و جہالت کا پردہ ہٹ گیا ہے یعنی

ملا کر سماج کو اوٹھانا چاہیے۔

تیسری مثال درجہ اعتدال سے تجاوز کرنیکی ہمارے سو دو سو برس کے گذشتہ زمانہ میں جو پنڈت لوگ ہوئے ہیں اونکی ہے بلاشک اونھوں نے سنسکرت و پراکرت شاستروں کا بہاشا میں ترجمہ کرکے اور کچھ نئے شاستر ہندی بہاشا میں رچکر جین سماج کا بڑا بہاری اوپکار کیا ہے اگر یہہ ہندی بہاشا کے شاستر اسوقت موجود نہوتے تو ہمارا آدہی جین دہرم کے اصولوں سے بے بہرہ ہوجاتے۔ ان پنڈت صاحبان کے اس اوپکار کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے تھوڑا ہے لیکن بعض موقعوں پہاں پنڈت صاحبان نے کسی خاص اصول کو اس بُری طرح سے کہینچا ہے کہ اعتدال سے تجاوز کرکے انکانت کی حد تک پہونچا دیا ہے کہ جس سے جین سماج کی زندگی پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ اس قسم کی ایک مثال شاریرک نندا کی ہے بعض بہاشا پستکوں میں جسم کی مذمت کو اس حد تک پہونچایا ہے کہ اوسکو پڑھ پڑھ کر جین سماج میں زیادہ تر ایک ایسا مادہ پیدا ہوگیا ہے کہ جو سماج کو جسمانی ترقی کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا۔ بلاشک جسم ایک فانی شے ہے آتما کے ساتھ جانیوالی نہیں ہے اور یہہ اشُچ یعنی ناپاک بھی ہے۔ ہڈی خون۔ رادہ۔ پاخانہ۔ پیشاب وغیرہ ناپاک چیزیں اسمیں بھری ہوئی ہیں۔ اسکے کہلانے پلانے اور اسکو آراستہ کرنے میں ہی لگا رہنا واقعی بہت ہی فضول ہے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ جسمانی صحت و طاقت کی جانب سے بے پروائی کیجائے کہ جس سے انسان بالکل مردہ و نامرد ہوجائے۔ شریر اشُچ ضرور ہے لیکن اس اشُچ (ناپاک) شریر کے ہی ذریعہ سے تپسچرن کیا جاتا ہے۔ مضبوط سنگہنن یعنی طاقتور جسم والے ہی گہور تپسیا کرکے کرموں پر فتح حاصل کرتے ہیں۔ کمزور و نحیف جسم کے آدمیوں کے قابو کا یہ کام نہیں ہے۔ یہ بیشک درست ہے کہ شریر کے موہ میں نہیں پہنسا رہنا چاہیے لیکن اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ شریر کی طرف سے ایسی غفلت عمل میں لاؤ کہ اوسکو صرف کافی غذا کہانیکو دو۔ نہ اوس سے ورزش کراؤ کہ جس سے رگ و پٹھے درست و صحیح و سالم ہیں۔ نہ ایسے تو ایسا عمل میں لاؤ کہ جس سے ویریہ جسم کے اندر قایم و موجود رہے۔ برہمچریہ پالنے کا ارشیدہ تو کسی آچاریہ و پنڈت نے نہیں کیا پہر کیوں صغیر سنی کی شادیاں کیجاتی ہیں۔ کیوں نہیں والدین اپنے بچوں کی نیک و بد صحبت کی خبر لیتے۔ کیوں نہیں اونکو خراب اطوار و خراب عادات سے بچاتے۔ شاید اسکی وجہہ اونکا یہ خیال ہو کہ برہمچریہ پالنے سے جسم مضبوط ہوجائیگا اور جسم ایک مستقل چیز ہے آتما کا دشمن ہے آتما کی ترقی میں بادھک ہے اسکو مدد دینا اور اسکو مضبوط کرنا ٹھیک نہیں ہے لیکن یہہ لوگوں کی سراسر غلطی ہے۔ آتما کی ترقی ایک بڑی حد تک جسم کی مدد اور جسم کے ذریعہ ہی سے ہوتی ہے خاصکر گرہست اوستہا میں تو جسم کے مضبوط ہونیکی ازحد ضرورت ہے جس گرہستی کا جسم مضبوط نہیں ہے نہ وہ کچھ لوکیک ہی ترقی کرسکتا ہے نہ پارلوکیک۔ اور میرے خیال میں تو گرہست دہرم کیا منی دہرم بھی جسم کے اوپر ہی منحصر ہے۔ زمانہ سابق میں اون ہی منیشوروں نے کہ جنکے جسم نہایت طاقتور و مضبوط تھے زبردست تپسیا کرکے اپنی آتما کو اونچے پد پر پہونچایا ہے مگنیشور دہرم پالن کرنے کیلئے کسی حد تک آہار کی آوشکتا ہے اور آہار کالابہہ بلا گرہستی کے نہیں ہوسکتا اور گرہست دہرم

ملک موت پیاری سکھی ہے۔ موت کلیان کرنے والی دیوی ہے۔ کوئی پوچھے کہ بھلا کیون۔ اسکا جواب ان لفظون مین دیا جائیگا کہ جب موت پرانا اور گلا پڑا جسم چھڑا کر نیا جسم دھارن کرا دیتی ہے تب یہ کلیان کاری کیون نہوگی۔ میلا کپڑا اتار کر نیا پہننے کو کس کا دل نہین چاہتا ہوگا اور پوشیدہ مکان چھوڑ کر نیا نفیس مکان کسکو اچھا معلوم نہین ہوتا۔ غرض اسطرح سے کمزور گرا پڑا۔ پرانا۔ روگون سے گھرا ہوا جسم چھوڑ کر جب نیا جسم ملتا ہے پھر موت سے گھبرانیکی اور ڈرنے کی کون ضرورت ہے۔ ہان اگر ضرورت ہے تو ایسے کام کرنیکی ہے کہ جس سے موجودہ جسم چھوٹ کر اس سے اچھا جسم ملے۔ یہ سب آپ اپنے اختیار ہے۔ جیسا آتما چاہے ویسا حاصل ہو سکتا ہے الپس لازم آیا کہ موت سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیے۔ اور ہر ایک انسان کو مرد میدان بنکر اپنا فرض ادا کرتے ہوئے خوشی کیساتھ مرنا چاہیے۔ سپدرپ

اعتدال پر عمل ایک سنہری طریقہ ہے

—— گذشتہ سے پیوستہ ——

از بابو کبیر داس جی جین بی اے وکیل میرٹھ

دوسرا امر کہ جس مین قومی سدھار کرنیوالے اعتدال کو کام مین نہین لاتے یہ ہے کہ وہ بعض اوقات کسی فعل کی برائی ایسی زیادتی کے ساتھ کرتے ہین کہ جو ذاتی حملہ کی حد تک پہونچ جاتی ہے۔ جب کسی شخص یا کسی سماج کو عرصہ دراز سے کوئی بُری عادت پڑجاتی ہے تو وہ بہت مشکل سے زیادہ دن تک کوشش کرنے سے چھوٹتی ہے۔ جین سماج مین شادی غمی کے موقع پر فضولخرچی کرنا۔ پوجا پرتشٹھا مین ازحد روپیہ خرچ کرنا وغیرہ کی بُری عادت مدت مدید سے پڑی ہوئی ہے۔ گو گذشتہ چند سال کی کوشش سے اس عادت مین کسیقدر کمی ضرور ہے لیکن جتنی کمی ہونی چاہیے تھی اوتنی کمی ابھی نہین ہوئی۔ ایسے موقع پر بعض مرتبہ ہمارے تعلیم یافتہ صاحبان سیٹھ ساہوکار ونکی فضولخرچی دیکھکر ایسے سخت الفاظ مین برائی کرتے ہین کہ جو ذاتی حملہ کی حد کو پہنچکر باہم رنجش و نااتفاقی پیدا کر دیتی ہے۔ اور پھر دوسری جانب سے بھی جواب ترکی بترکی دیا جاتا ہے چنانچہ کچھ عرصہ ہوا اخبارات مین "تعلیم یافتہ بنام غیر تعلیم یافتہ" سرخی کے مضمون شایع ہوئے اور فضول ایک دوسرے کی برائیون سے اخبارات کے کالم سیاہ کئے گئے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص مین کوئی فضولخرچی وغیرہ کا نقص ہے تو اوس نقص کو بُرا ضرور بتلانا چاہیے اور اس نقص کو دور کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے لیکن اس طریقہ اور ایسے اعتدال سے تجاوز کرکے نہین کرنی چاہیے کہ جس سے وہ بھڑک اوٹھے اور اوس نقص کو نچھوڑے بلکہ ایک قسم کی نااتفاقی و لڑائی شروع ہوجائے۔ ہمارے خیال مین تو جہانتک ممکن ہو نااتفاقی سے بچنا چاہیے۔ ایسے طریقہ سے کام کرنا چاہیے کہ جس سے سماج مین نااتفاقی نہ پھیلے۔ سرتی و لکشمی دونون دیوی کو ملکر سماج سدھار کرنا چاہیے۔ کیونکہ روپیہ یا اکیلی ودیا کی طاقت سے اس زمانہ مین کام نہین چلیگا۔ دونون کو اپنی طاقت

ماتا کی گود سے کسی طرح بھی کم معلوم نہیں ہوتی ہے موت کی گود میں بڑے آنند کے ساتھ بسرام کرکے گویا رہتے ہیں
موت سے ڈرنا کمزور لوگوں کا کام ہے۔ کمزور آدمی اس جسم فانی کو ہی اپنا سب کچھ مانے ہوئے ہے۔ وہ اس خاکی
جسم کے چھوڑنے کو اپنا مرنا خیال کرکے خوف کھاتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہہ میرا جسم ہی میں ہوں آتما کی اصلیت سے
وے بالکل کورے رہتے ہیں بس انہیں کو موت کا ڈر ہے ✽ بہادر۔ دہرماتما۔ شرد دانی۔ اور مہاتماؤں کو موت کا
ذرا بھی ڈر نہیں ہے۔ جس سماج میں یا ملک میں اس قسم کی مہان آتمائیں موجود ہیں۔ وہ سماج یا ملک زندہ ہیں۔
اُن کے اندر جیون ہے۔ وہ سب آنند کے ساتھ دنیاوی اور دینی فرائض کو انجام دیتے ہوئے موت دیوی کی گود میں
ماتا کی گود کے سمان جا سوتے ہیں۔ اور جن کے اندر آتمک بل نہیں ہے وے سماج۔ وے قوم یا وے ملک گو زندہ نظر
آئیں لیکن سب موت کے منہ میں پڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ پھر بھلا ایسے لوگوں کے روبرو ہر وقت موت کھڑی نہ
رہتی ہے۔ یا ایسے لوگ موت کے نام سے خوف نہ کھاتے رہتے ہوں تو اور کیا ہو ✽ جو انسان اپنے انسانی فرض کو
ادا کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ وے موت سے ذرا بھی نہیں گھبراتے۔ جو انسان آلسی ہیں سست ہیں نکمے ہیں اور فرض
انسانی سے گرے ہوئے ہیں۔ وے موت کے نام سے تھرا اُٹھتے ہیں۔ اس لئے جن سماجوں کے اندر فرض سے گرے ہوئے
انسان ہوتے ہیں۔ وے ہی سماجیں چلتی پھرتی نظر آتی ہوئی بھی موت کے مُنہ میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور جن سماجوں کے اندر
پُرشارتھی پُرش ہوتے ہیں وے سماج زندہ ہیں۔ اور سکھ شانتی کے ساتھ کلول کرتی ہوئی آنند کے تار بجا رہی ہیں۔
آج ہم اُس جین سماج پر کہ جسکی کرم فلاسفی ہر ایک بستو کی اصلیت کو ظاہر کرتی ہوئی موت سے ذرا بھی نہ ڈرنیکا
اُپدیش دے رہی ہے جب نظر ڈالتے ہیں۔ تب دیکھتے ہیں کہ یہہ اسقدر کایر بنی ہوئی ہے کہ موت سے ہی نہیں بلکہ
"موت" کے پڑھنے سے بھی گھبراتی ہے۔ یہہ اسکی کایرتا ہی کا نمونہ ہے کہ جو دُنیا بھر اسکو کچل دینا چاہتی ہے۔
ہماری نظروں میں جسقدر یہہ سماج مردہ حالت میں ہے۔ شاید دوسری کوئی سماج ہو۔ ویسے تو ہمارا دیش بھی مردہ
حالت میں دن گذار رہا ہے۔ لیکن جین سماج کے اندر مردہ پن زیادہ آگیا ہے ✽ بھائی جین کمارو! کیا تم کچھ ہمت
کرکے اس سماج کے مردہ پن کو دور کروگے۔ کیا تم پُرشارتھ کے بل سے پُرش بنکر اس سماج کو زندہ سماج کہلانے کے
قابل بناؤگے۔ کیا ضرور آنے والی موت سے خوف نہ کھا کر اپنا فرض ادا کرتے ہوئے وقت آمد پر موت سے بغلگیر
ہوکر خوشی مناؤگے۔ اگر تم ایسا کروگے اور اسکے لئے تم تیار ہو۔ تو آؤ۔ میدان میں آؤ۔ پُرش بنو۔ پُرشارتھ کرکے مرد بنو۔
مرد میدان میں آکر انسان بنو۔ انسانیت کے فرض ادا کرکے۔ آدمی بنو۔ آدمیت کا سبق سیکھکر۔ ورنہ یاد رکھو کہ
موت تو ایک نہ ایک روز آوے ہی گی۔ لیکن جب تک تم ایسے نہیں بنوگے۔ تب تک موت روز تمہاری آنکھوں کے
آگے کھڑی رہیگی۔ اور تمکو طرح طرح کے خوف دلاتی رہیگی جسکی وجہہ سے تم دینی یا دنیاوی کوئی بھی کام نہیں کرسکوگے۔
اچھا بھائی منترو! بستو کی اصلیت پہچانو۔ موت کے نام کو بھول جاؤ۔ موت کوئی بلا نہیں ہے موت کوئی ہوّا نہیں ہے

ڈر سے فرض کو ادا نہ کرنا۔ بے شرم ہو جانا قصوروار بن جانا ہمارے ملک کے باشندے اچھا خیال کرتے ہیں، موت کا
ڈر ہمیں قدم قدم پر رہتا ہے، موت کے ڈر کے مارے کسی کام میں ہاتھ ہی نہیں ڈالتے۔ اور تو اور اگر کوئی ڈاکخانہ کا
آدمی اگر ہمیں تار دیتا ہے۔ تو تار کے پاتے ہی کسی کی موت کا ڈر ہمیں جھٹ آگھیرتا ہے خواہ تار میں کوئی خوشی ہی کی
بات کیوں نہ ہو۔ لڑکے موت کے ڈر سے اندھیرے میں نہیں جاتے۔ تو کیا در اصل میں موت کوئی ڈر کی چیز ہے —

جب ہم ہندوستان سے دوسرے ملکوں کا مقابلہ کرتے ہیں، تو وہاں کی حالت یہاں سے بالکل ہی خلاف پاتے ہیں مقابلہ
کرنے سے معلوم پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ موت سے ڈرنا تو درکنار وہ موت سے پریم اور محبت کرتے ہیں۔ آج کل ہزاروں یورپ کے
رہنے والوں نے پریم سے اپنی جانیں دیدیں، جسکی یہہ زندہ مثال ہے جس کو اپنے سماج اور ملک کا خیال ہوتا ہے
وہ موت سے کبھی نہیں ڈرتا۔ یورپ والوں کا خیال ہے کہ کسی کام میں ناکامیاب ہونا موت سے بھی برا ہے۔ آج بھی
کتنے ہی انگریزوں نے لمبے لمبے سفروں اور نئی نئی ایجادوں میں اپنے جسم کی پرواہ نہیں کی وہ موت کے ڈر سے کوئی کام
کرنے میں نہ رکے۔ یہہ جانتے ہوئے بھی کہ ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر گرنے سے ہم مرجائینگے کتنے ہی لوگوں نے جہازوں کے اڑانے
کرنے میں اپنے کو اوپر سے گر گر کر قربان کر دیا۔ کتنوں ہی نے نئی نئی ایجادوں کے لئے اپنے تنوں کو بہا دیا۔ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ موت کوئی ڈراونی چیز نہیں جس کو کام کرنے کی دھن ہوتی ہے جسکو دھرم اور سماج کی بہتری کا خیال ہوتا
ہے اسے موت ڈراونی نہیں بلکہ پیاری ہے، در اصل میں جسکا پوتر ہے جو اپنے فرض کو ادا کرنا ہی اپنا سچا فرض خیال
کرتا ہے اسکے لئے موت ایک کھیلوں کا کھلونا ہے۔ پاپی لوگ ہی موت سے ڈرتے ہیں۔ اور انہیں ڈرنا بھی چاہیئے —
کیونکہ پاپیوں کو اور فرض کے ادا نہ کرنے والوں کو قدرت یہیں دنڈ دیدیا کرتی ہے۔

ہندوستان میں بھی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بھارت میں بھی پوتر (پاک) آتمائیں موت سے کبھی
نہیں ڈریں جینیوں کے اکلنک دیو کا نام ہی بڑے فخر سے لیا جاسکتا ہے انکی پوتر آتما موت کے ڈر سے کبھی نہیں ڈریں وہ برابر
جین دھرم کا پرچار کرتے رہے۔ اسیطرح مہارانا پرتاپ نے بھی موت کے ڈر کی کوئی پرواہ نہیں کی تھی وہ پوتر دل سے ہمیشہ اپنے فرض کو
ادا کرتے رہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پوتر دل والوں کو موت کا ڈر بالکل نہیں ہوتا۔ اپنے کام کی ادائگی ہی میں انکا دھیان
رہتا ہے اپنے فرض کو ادا کرنے میں ہی وہ اس قدر مشغول رہتے ہیں کہ انکو موت آنے یا نہ آنے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی
اس مضبوط ارادہ کے سبب ہی انہیں اپنے کام میں ہمیشہ کامیابی رہتی ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو بھی موت کی کوئی
پرواہ نہ کرکے اپنے دل کو پوتر بناکر اپنے فرض کی ادائگی میں ہی مشغول رہنا چاہیئے۔

(نوٹ) "موت کا ڈر کسکو نہیں، موت سے کون نہیں ڈرتا" یہ ایک ایسا سوال ہے کہ جسکا جواب پانا بڑا ضروری ہے ہمارے
خیال میں کمزور ہی موت سے ڈرتے ہیں جنکی آتما بلوان ہے۔ جو آتما کو اجر امر مانتے ہیں۔ جو وستو کے اصلی سوبھاؤ سے واقف
ہیں وے موت سے ہرگز بھی نہیں ڈرتے وے موت کو خوشی کے ساتھ گلے لگانے کو تیار رہتے ہیں۔ انکو موت کی گود

انسانی دماغ کو پاگل بنا دیتا ہے۔ اور عقل کو دیمک کی طرح چاٹ لیتا ہے۔ اسکے بعد انسان کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتا ہے۔ لیکن بابُو کو اتنا خیال رہنا ممکن ہے کہ میں نشستہ میں ہوں۔ لیکن غصہ ور کو یہ خیال نہیں رہتا کہ میں کس حالت میں ہوں وہ غصّہ کی حالت کو بھی اپنی اصلی حالت سمجھے رہتا ہے۔ اور جو کچھ کرتا ہے وہ عقلمندی اور بہادری کا سمجھتا ہے لیکن اس فعل کا جب نتیجہ ہو گتا ہے تب اپنے کئے پر پچھتاتا ہے۔ اور آیندہ کو ایسا کرنے سے خوف کھاتا ہے۔

ایک غصّہ ور شخص غصہ کی حالت میں اپنی عورت کے ایک ڈنڈا رسید کرتا ہے۔ اور وہ ڈنڈا اسکے سر میں لگ جاتا ہے جسکی وجہ سے عورت بے ہوش ہو جاتی ہے۔ اور سر میں سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ اب شخص مذکور کو ہوش آتا ہے ڈاکٹر کو بلاتا ہے۔ اُسکے اوزاروں کا صندوق سر پر لاد کر لاتا ہے۔ اور نقد فیس چکاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے غصّہ ور لوگوں کو نقصان اوٹھا کر پچھتانا پڑتا ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ اس شیطان کے قابو میں اپنے کو نہ پھنسایا جائے۔ اور شانتی و استقلال سے کام نکالا جائے۔ پردیپ

خوشخبری اور ضرورت

نانوتہ ضلع سہارنپور کی جین کنیا پاٹھ شالا کو شریمتی جینتی بائی زوجہ لالہ برج لعل جی جین سکنہ منوہرہ وا رد حال نانوتہ نے مبلغ سات سو روپیہ دان دیا ہے شکر ہے کہ اب جین سماج کی استریوں نے بھی اپنا دھن دان کا راستہ صاف نکالا ہے۔ ایک استری کا سات سو روپیہ کی رقم دان کرنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور پھر وہ بھی اُس سماج کے اندر جسکے دان کا طریقہ مندروں میں چنور چھتر دینا۔ یا پوجا پرتشٹھا کرانا۔ یا لکڑی کے ہاتھی گھوڑے بنوانا ہی چلا آرہا ہے۔ اسقدر ہمت کرنا قابل تعریف ہے۔ اُمید ہے کا استری سماج اسطرف اچھی طرح سے غور کریگا۔ اب اسی پاٹھ شالا کیلئے ایک پنڈت کی ضرورت ہے۔ جو ہندی۔ مہاجنی۔ اور دھرم شکشا اچھی طرح سے دیسکے تنخواہ کا فیصلہ اس پتہ سے ہو سکیگا۔

جیونت رائے جین منتری جین کنیا پاٹھ شالا نانوتہ ضلع سہارنپور

موت کا خوف

(از مسٹر رتن لعل جی جین سوفی پت)

موت سے سب لوگ ڈرتے ہیں۔ کیا در اصل میں موت کوئی ڈراؤنی چیز ہے، اسی بات کا بچار ایک چھوٹے سے مضمون میں کیا گیا ہے، موت کے نام سے انسان گھبرانے لگتا ہے۔ اگر کہیں بیمار کو یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مرنے والا ہے، تو اُسکے چھکے چھوٹ جاتے ہیں، ہمارے ہندوستان میں تو موت سے ڈراؤنی اور کوئی چیز ہی خیال نہیں کیجاتی — یہ حالت در اصل موجودہ زمانہ کی ہے۔ پراچین زمانہ میں تو ہندوستانی کبھی موت سے نہیں ڈرتے تھے آجکل موت کے

لے اپنے ملک کے فائدہ کے لئے خرچ کرنا چاہیئے۔ وہ کام کرنے چاہئیں کہ جن سے اپنا یا دوسروں کا علم بڑھے گن بڑھے طاقت بڑھے اور روحانی ترقی ہو۔ اسی سے انسانی زندگی سپھل اور وقت کا اچھا استعمال ہو سکتا ہے۔

(نوٹ) وقت بڑی قیمتی چیز ہے۔ جو وقت کی قدر کرتے ہیں۔ وقت ان کو ترقی کے معراج پر پہنچانے میں امداد دیتا ہے جو وقت کو بے قدری کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ وہ خود اپنے کو مٹا دیتے ہیں۔ آج کا کام کل کے اوپر جس شخص نے ڈال کر آج کے دن کو گپ شپ میں اڑا دیا۔ اس شخص نے اپنی زندگی کا ایک بڑا بھاری حصہ رائیگاں گنوا دیا۔ اور اپنی موت کو نزدیک بلانے کا منتر دیدیا ۔ بھائی جیب گھڑی کے شوقینوں جیب گھڑی زیور نہیں ہے۔ بلکہ وقت کی قدر کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اگر تمہاری جیب میں گھڑی ہے تو تم پڑتال کرتے رہو کہ کوئی گھڑی منٹ سکنڈ فضول تو نہیں گیا۔ آج کس وقت سوتے اٹھے۔ کس وقت دیو درشن کیا کب کام میں لگے۔ کب آرام کیا وغیرہ ۔ جو کام جس وقت کے اوپر رکھ چھوڑا ہے۔ یا جو ٹائم ٹیبل تم نے بنا لیا ہے۔ اس کے خلاف ذرا بھی نہ کرو تب ہی تمہاری عقلمندی ہے۔ اور تب ہی وقت کی قدر ہو سکتی ہے اسکے اوپر ہم پھر تحریر کرینگے۔ آج اتنے ہی مضمون سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ "پردیپ"

غصّہ کو روکو

بڑا بہادر۔ بڑا دور اندیش وہ شخص ہے جس نے غصہ کو روکا اور عین وقت پر روکا۔ اس جذبہ مہلک کے روکنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ تم اسکے انجام کی طرف فوراً متوجہ ہو جاؤ۔ انسان اپنے غصہ کی آگ میں پہلے خود ہی جلتا ہے دوسروں تک اس کا اثر پہنچنا ممکن تو ہے مگر لازمی نہیں ۔ اگر اپنے غصہ کا اثر دوسروں تک پہنچا۔ تو وہ دو صورتوں سے خالی نہ ہوگا یا تو اپنے دل کی بھڑاس نکل جائیگی اور اپنے حق میں کوئی برائی نہ ہوگی۔ یا یہ ہوگا کہ اپنے دل کی بھڑاس نکلنے کے عوض اپنے ہی حق میں برائی ہوگی اور خود افسوس کرنا پڑے گا ۔ اور اگر غصہ کا اثر دوسرے تک نہ پہنچا۔ تو قہر درویش برجان درویش کی مثل صادق آئیگی۔ غصہ ایک قسم کی کمزوری ہے اسی وجہ سے بچے اور عورتیں اور وہ لوگ جو خلقی طور پہ کمزور واقع ہوئے ہیں بہت جلد اس کے اثر سے مغلوب ہو جاتے ہیں مگر مردوں پر بشرطیکہ وہ مرد ہوں ایسا فوری اثر نہیں ہوتا۔ مرد کو اگر کسی کی طرف سے برہمی پیدا ہوتی ہے اور وہ اس کا اثر لیتا بھی ہے تو فقط اظہار نفرت کرنا کافی سمجھتا ہے۔ انتقام لینے پر آمادہ نہیں ہو جاتا کیونکہ انتقام لینا محض ایک وحشیانہ فعل ہے انتقام لینے کا ارادہ ہو تو انسان کو چاہیئے کہ جلدی نہ کرے اور وقت کا منتظر رہے اس اثنا میں کیا عجب ہے کہ اُسکے جذبات میں سکون پیدا ہو جائے۔ اور غصہ کے افسوسناک انجام کا سامنا ہو ۔ غصہ کے وقت انسان کو زبان سے ایسے الفاظ نکالنا نہ چاہیئے کہ اس کا کوئی راز فاش ہو جائے۔ اور ذلت و رسوائی گوارا کرنی پڑے۔ - بزرگ

(نوٹ) دراصل غصہ ایک پرلے درجہ کا شیطان ہے۔ جس وقت یہ دل کے اندر گھر بناتا ہے تو سب سے پہلے آگ لگا دیتا ہے

زیادہ فرصت ملتی ہے ۔ فرصت اُن لوگون کو نہین ملتی جو آلسی ہوتے ہین ۔ آلس سے بڑھکر شاید ہی کوئی آدمی کا دشمن ہو
اسکے باعث آدمی کچھ بھی نہین کر پاتا ۔ جو کام اسوقت مین ہونا چاہئے تھا وہ نہین ہوا اور وقت گذر گیا بس وہ کام بھی جاتا رہا
اب پھر اُسکے ہونے کی کوئی اُمید نہین ہے ۔ لارڈ چیسٹر فیلڈ نے اپنے لڑکون کو وقت کے بارے مین نصیحت کی تھی کہ اب
جتنا وقت تم برباد کروگے اُتنا ہی اپنے کو نقصان پہنچاؤ گے اور اسکے خلاف جتنا وقت اچھے کام مین لگاؤ گے اُتنا ہی
فائدہ اُٹھاؤ گے اور اصل کے ساتھ ساتھ سود بھی پورا پورا پاؤ گے ۔ دنیا مین آدمی کی زندگی مقررہ وقت کے لئے ہے وہ
چندروزہ اور ناش ہونے والی ہے نہ جانے کب ختم ہو جائے ۔ یہ معلوم کرکے بھی اگر کوئی ایک منٹ برباد کرے تو بڑے
تعجب کی بات ہے ۔ وقت کی قدر کرو ۔ ہر ایک وقت کو کام مین لاؤ جو کچھ بھی تم کرسکتے ہو اُسکے کرنے مین دیر نہ کرو ۔

ایک ترکی مثل ہے کہ شیطان کاروباری آدمی کو لبھایا کرتا ہے لیکن آلسی آدمی شیطان کو لبھاتا ہے ۔ وہ ہمیشہ اپنی ہی گھات لگاتا
رہتا ہے ۔ آدمی کا دل مثل چکی کے پاٹ کے ہے ۔ جب چکی مین گیہون ڈالا جاتا ہے تو وہ پس کر آٹا ہو جاتا ہے لیکن جو مین
گیہون نہ ڈالا جائے تو خالی پاٹ چلتا رہے گا اور خود گھستا رہیگا اسلئے کام سے آدمی نہین مرتا بلکہ آلس اور فکر سے مرتا ہے
آلس بھی ایک مرض ہے اور پران کا لیوا ہے ۔ کتنے ہی جاندار ہر سال اسمین مبتلا ہو کر بے موت مر جاتے ہین ۔

کسی نے سچ کہا ہے کہ وقت کے پر ہوتے ہین ، لیکن یاد رہے کہ وقت اتنا اُڑتا نہین ہے جتنا ہم اُسے برباد کر دیتے ہین
سیکسپیر نے ایک جگہ تحریر کیا ہے کہ جو وقت کو برباد کرتا ہے وقت اُسے برباد کرتا ہے جو آدمی وقت کی قدر کرتا ہے ہر ایک
وقت کو اچھے کام مین لگاتا ہے ۔ وہ ہر ایک کام کو اچھی طرح کریگا ۔ وقت کو استعمال کرنا ہی سب سے اچھی پیشہ ہے جو
وقت کا ٹھیک ٹھیک استعمال کرنا جانتا ہے وہ ہر ایک چیز کا اچھا استعمال کرسکتا ہے ۔ آدمی کی عمر آجکل معمولی پچاس
ساٹھ سال کی ہوتی ہے ۔ لیکن خیال کرو کہ ان پچاس ساٹھ سالون مین سے کتنا وقت سونے کھانے پینے اور نہانے
دھونے مین خرچ ہو جاتا ہے کتنا تھوڑا وقت کام کرنے کے لئے باقی رہتا ہے پھر اُسمین سے بھی کتنا وقت یونہی
فضول جاتا رہتا ہے کہ جسمین نہ کچھ اپنا فائدہ ہوتا ہے اور نہ دوسرونکا ۔ گھنٹون گپ شپ مین گذر جاتے ہین
پہرون پتنگبازی اور تاش مین ضایع ہو جاتے ہین بہت کم وقت ایسا رہتا ہے جسمین کچھ اپنا اور دوسرونکا فائدہ
ہو سکتا ہے ۔ بہت سے لوگ خیال کرتے ہین کہ دوسرون کے فائدہ کیلئے جو وقت خرچ کیا جاتا ہے وہ سب بیکار ہے ۔ اگر اس
وقت مین کچھ اپنا کام کیا جائے تو کتنا فائدہ ہو ۔ یہ خیال بہت ہی چھوٹا اور ہیچ ہے ۔ یہ خیال اکثر انہین لوگون کا ہوتا
ہے جو صرف پیٹ کے گڈھے کو بھرنے کو زندگی خیال کرتے ہین ۔ دھن دولت پیدا کرنے کو ہی زندگی کا مقصد
خیال کرتے ہین ۔ اور اسی دھن مین شب و روز مشغول رہتے ہین ۔ حقیقت مین جو آدمی صرف روپیہ پیدا کرنے کی
ہی طرف اپنا خیال رکھتا ہے وہ اُس گدھے کے برابر ہے جو صبح سے شام تک لکڑیون کا بوجھ اپنی کمر پر لادے رکھتا ہے
روپیہ بلاشک پیدا کرنا چاہئے لیکن اُسکے لئے وقت مقرر ہونا چاہئے ۔ باقی وقت کو اچھے اپنے خاندان کے اپنے سماج

بدن کی جان کی صحت کی پرواہ کچھ نہین تجھکو — سحر سے شام تک بس تو ہے اور تحصیل دولت کی
لگی ہے چلتی پھرتی چھاؤن دولت جسکو کہتے ہین — ابھی یان ہے ابھی وہان کیا امید اس سے رفاقت کی
سکندر کا کفن سے ایک خالی ہاتھ باہر تھا — تیرے لازم ہے دونون ہون نشانی یاس حسرت کی
چلا جائیگا خالی ہاتھ خالی ہاتھ خالی ہاتھ آیا تھا — نہ کالے ہاتھ کر ہے سود دلالی مین دولت کی
گزارہ جس طرح سے ہو سکے کرلے یہان نادان — سرائے پنجروزہ چاہئین ہے استقامت کی

یہ جتنا مال و دولت ہے یہان سب چھوڑ جاتا ہے
نہ تجھکو ساتھ لیجاتا ہے غافل اور نہ لاتا ہے

(وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ)

وقت کی قیمت

(چین پربہات سے ترجمہ کیا گیا)

دنیا مین جسقدر بھی آرام ہین وہ سب وقت پر منحصر ہین۔ اگر وقت نہ ہو تو کسی بھی آرام کا بھوگ نہین ہوسکتا دھن۔ دولت یار دوست۔ سیر سپاٹا۔ لکھنا پڑھنا کسی بہی کام کا نہین وقت کو لوگ اکثر دھن کہا کرتے ہین لیکن حقیقت مین یہ دھن سے بھی زیادہ ہے۔ یہ زندگی ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پھر بہی کتنے ہی لوگ اسکی قدر نہین کرتے اور اسکو یونہی فضول برباد کرتے رہتے ہین مثل ہے کہ گیا ہوا وقت پھر ہاتھ نہین آتا۔ یعنی جو وقت چلا گیا سو چلا گیا اب وہ واپس نہین آویگا۔ اسواسطے وقت سے زیادہ زندگی مین کوئی بیش قیمت چیز نہین ہے۔ وقت سے ہی زندگی بنی ہے۔ بہت سے وقتون کے مجموعہ کا نام ہی زندگی ہے اس سبب وقت کی بڑی قدر کرنی چاہئیے ایک منٹ بھی فضول نہ کھونا چاہئیے اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ شب و روز مرتے رہو۔ آرام نہ کرو۔ تندرستی کو خراب کردو بلکہ یہ ہے کہ وقت کو اچھے کامون مین گذارو۔ جس سے تمہاری دماغی جسمانی اور روحانی تینون طرح کی ترقی ہوتی رہے۔ دماغ کا کام کرنے کے بعد جسمانی محنت کرو۔ تندرستی قایم رکھنے کیلئے کسی نہ کسی طرح کی کسرت کرو کسرت سے جسم مضبوط ہوگا اور دماغ کو آرام ملیگا تہوڑی دیر کی کسرت سے ہی دماغ کا کام کرنے کے لئے پھر تازہ ہو جائیگا۔

بہت سے لوگ ہمبات کی شکایت کیا کرتے ہین کہ "بھائی کیا کرین فلان کام کرنے کیلئے وقت نہین ملتا" یہ شکایت انکی بالکل جھوٹی ہے۔ آدمی چاہے تو ہر ایک کام کے لئے وقت نکال سکتا ہے۔ چاہے آدمی کے پاس کتنا ہی کام ہو دم مارنے کو بھی فرصت نہ ملتی ہو تو بھی اگر وہ چاہے تو وقت نکال سکتا ہے۔ وقت کی شکایت کرنا فضول ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگون کی کام کرنیکی خواہش نہین ہوتی۔ جہان خواہش ہے کے لئے پختہ ارادہ ہے وہان ضرور اسکے لئے راستہ بن جاتا ہے۔ اگر ہم اس بات کا پختہ ارادہ کرلیں کہ فلان کام کرینگے تو سب کامون کے ہوتے ہوئے بھی ہمیں وقت مل جائیگا جتنا زیادہ کام ہوتا ہے اتنی ہی

ہمکو یاد ہے کہ ایک مرتبہ ضلع مجسٹریٹ صاحب بہادر نے ہم سے سوال کیا تہا کہ ہم نے جو تمہاری دی ہوئی جین مذہب کی کتابین دیکہی ہین اُنسے یہ معلوم کیا ہے کہ جینی ہر ایک انسان ہو سکتا ہے لیکن جب سے ہم ہندوستان مین آیا ہے تب سے ہمیشہ سنتا رہتا ہے کہ اتنا آدمی مسلمان ہوگیا عیسائی ہوگیا۔ آریہ سماجی ہوگیا لیکن ہم نے کبھی نہین سنا کہ اتنا آدمی جینی ہوگیا صاحب مجسٹریٹ بہادر کے اس سوال کا جواب ہمنے کچھ نہ کچھ ضرور دیا تہا لیکن آج ہمکو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جس سماج کے اندر اپنون کے لئے بھی جگہ نہین ہے۔ وے دوسرون کو کیا جگہ دے سکینگے جنکے تنگ دائرہ مین اپنے ہی بہائی بیٹھکر رہے ہین۔ وے بہلا غیرونکو دیکہکر کیسے خوش ہوسکینگے۔ بس یہی تو وجہ ہے کہ عام لوگ جینی نہین ہوتے جینی بہائیون اگر تمہارے اس چہوا چہوت کا نام ہی جین دہرم ہے۔ اگر تمہارے ان لڑائی جھگڑون کا نام ہی جین دہرم ہے تو بہائی یہہ تمکو مبارک ہو ہمکو ایسے جین دہرم کی ضرورت نہین ہے۔ ہمکو تو اُس سچے جین دہرم کی ضرورت ہے کہ جو آتما کو شانتی دینے والا ہے۔ آتما کو پرماتما بنانے والا ہے۔ جس جین دہرم سے چنڈال کی آتما بہی پرماتما ہو سکتی ہے ایسے جین دہرم مین لڑائی جھگڑا نہین ہے۔ ایسے جین دہرم مین مقدمہ بازی کی تعلیم نہین ہے۔ ایسا جین دہرم کسی سے نفرت کرنا نہین سکہلاتا ایسا جین دہرم خود کسی سے نفرت نہین کرتا ایسے جین دہرم کے تیرتہنکرون نے خود کسی سے نفرت نہین کی۔ اُنہون نے دنیا کے سب جیوون سے پریم کیا۔ اور اُس پریم کے درجہ کو یہان تک پہنچایا کہ اننتانت جیوون کو کرم بندھن سے چہڑا کر آزادی کا پورن سکہہ عطا فرمایا ٭ جین دہرم کو اپنا حق موروثی سمجہنے والے تنگدل جینون۔ بہت کچھ نقصان اُٹھا چکے ہو۔ اب جانے دو۔ ان لڑائی جھگڑون کو دور کرو۔ کشادہ خاطر کرو اور دہرم کے میدان کو وسیع کرو۔ تاکہ اُس میدان مین سارے سنسار کے پرانی آئین۔ اور جین دہرم کی صاف اور پوتر سوگندھ سے نفع اُٹھائین ہم دیکھتے ہین کہ ہمارے بیسے دہرماتما بہائی کہانتک عمل کے لئے تیار ہوتے ہین۔ اور شری بہگوان کی آگیا (حکم) کا پالن کرتے ہین۔ پردیپ

نہ کالے ہاتھ کر بے سود دلالی مین دولت کی

کہان گنجایش اس مین سچ کی اور صداقت کی
بہری رہتی ہے تیرے دل مین خواہش مال و دولت کی

ہوس ہے ہتہیلیان زر کی سرہانے تکیے ہون
تمنا ہے کہ چاندی کی ہون کڑیان بہی ہون چہت کی

جواہر اور زیور سے ہر اک صندوقچہ پُر ہو
نہ ہو کچہ انتہا ان زیورون کی قدر قیمت کی

پڑے جب ہاتھ جیبون مین صدا جہنکار کی آوے
کہ یہہ بہی نشانی ہے صدارت اور امارت کی

خریدے بے تکلف دل تیرا جس چیز کو چاہے
نہین کچھ بحث اس سے چیز ہو کتنی ہی قیمت کی

تیری نظرون مین زر ہے قبلۂ حاجات اے غافل
اسی مطلب سے تو نے عمر کب ندہ مین خسارت کی

ضرورت ہے دستون کو پوجن کا حق نہین ہے سو اس طرح کے شور مچانے کی کیا ضرورت - دہرم کی رکشا کا بہانہ لیکر مقدمہ بازی کی کیا ضرورت - ہماری سمجھ مین تو دونون طرف کے اُن لوگون کو جو اپنے کو دہرماتما سمجھے ہوئے ہین جین سماج مین نرمل بہت لیکر بیٹھ جانا چاہیئے پندرہ روز یا ایک دو ماہ تک جب تک کہ کوئی دیوتا ظاہر ہو کر اسکا فیصلہ نہ کرے تب تک وہین بیٹھے رہنا چاہیئے - چاہے انہین وہان ہی چلے جائین - اگر کسی دہرماتما بہائی مین ایسی ہمت ہو تو کہ دکہلائے مندرجہ بالا شاستروں کی تحریرات پر غور فرما کر اُنکو پوجا پرکشال سے نہ روکا جائے - کیونکہ اُن کو ایسا کرنے کا حق صاف طور سے حاصل ہے -

ایک صاحب نے تحریر کیا ہے کہ نیائے دواکر نام کے پنڈت جی نے اسکی تائید نہین کی - اس لئے ایسا نہین ہوسکتا - ہماری سمجھ مین وے بہولے بہائی شاستروں سے زیادہ نیائے دواکر جی پر اعتقاد رکہتے ہین - یہہ اُنہین کو مبارک ہو جنکو انکہون سے خوب دکہلائی دیتا ہے - وے چشمہ نہین لگایا کرتے اس لئے جنکی آنکہین ہین باقی کو نہین دیکھ سکتین وے نیائے دواکر جی کا چشمہ بنا کر دیکہین - کہ وے سب باتون مین پیچہے کی طرف ڈبل قدم اُٹھائے چلے جا رہے ہین - انہین صاحب نے ایک جگہ لکہا ہے کہ نیائے دواکر جی کی تعریف خود سورگیہ پنڈت گوپال داس جی نے کی تہی - لیکن اس سے غرض کیا - یہہ تو دُنیا کا قاعدہ ہے کہ تعریف کرنیوالا تعریف کئے ہوئے سے افضل ہی ہوتا ہے تب ہی تو آپ نے یہ حوالہ دیا ہے - زیادہ لکہنا فضول ہے - کوئی بہی ثبوت دستون کو پوجا پرکشال کے حق سے محروم رکہنے والا اب تک نہین دیا گیا مقدمہ کا فیصلہ صرف اس بناؤ پر کرایا گیا ہے کہ رسم و رواج کے مطابق اب تک اُنہون نے پوجا نہین کی - لیکن آج بمبئی و مالوہ پرانتک سبہا اُنکو اختیار دے رہی ہین کہ وے اپنا جُدا مندر بنا کر پوجا پرکشال کرین - آج ہزارہا دیگر جینی بہائی ل کر دستخط کرتے ہوئے حق دے رہے ہین کہ دستہ لوگ دوسرے دہرمی نہ ہو کر اسی دہرم مین رہتے ہوئے آنند کے ساتھ پوجا پرکشال کرین ۔ لہذا رسم و رواج جیسے نادی نہین ہوتے ایسے انت بہی نہین ہوتے کسی زمانہ مین برادری کے لوگون نے اُنکا آچرن خراب دیکہکر پوجا کرنے سے روکدیا ہوگا لیکن آج برادری کے لوگ اُنکی اچہی حالت دیکہکر پہر اختیارات دیتے ہین پہر انہین کیا عذر ہم اپنے پیاری جین گزٹ سے بہی یہی درخواست کرینگے کہ وہ پکش پات کو چہوڑ کر اس دہرم کے کام مین لیڈر بنے ہمکو یاد ہے کہ جین گزٹ کے لائق ایڈیٹر صاحب یعنی پنڈت رگہوناتہ داس جی نے دسمبر ۱۹۱۱ء کے جین پرچارک مین ایسے ہی مضمون پر اپنے خیالات ظاہر کئے تہے - کیا ہی اچہا ہو کہ جو اس شُبہ کام مین برادری کے بہائی مخالف نہ بنکر موافق بنین - اور دہرم سے گرتے ہوؤن کو سہارا دین - سماج کا سُبہ چنتک جوہری مل جین دہلی -

(نوٹ) مندرجہ بالا مضمون جس غرض کو لیکر لکہا گیا ہے - وہ بڑے ہی وسیع دایرہ کی یاد دلاتا ہے جن لوگون کے چہوٹے دلون مین اپنے بہائیون کو بہی جگہ نہین دی جاسکتی - بہلا وے دُنیا بھر کا کیا بہلا کر سکینگے جن مین دہرم کے اصول پرانی ماترکا کلیان کرنے والے ہین - جس جین دہرم کا اُپدیش شری بیر بہگوان نے چانڈال تک کے لئے بتلایا ہے - اُس جینی دہرم کو محدود دائرہ مین لانیوالے اور اپنی کشایون کو پورا کرنیوالے آجکل کے جینی لوگ کسقدر بانتہہ کر رہے ہین -

اسمین تعجب ہی کیا ہے۔ جو قوم موت کے منہ کی طرف ایک ایک قدم آگے بڑھا رہی ہے۔ اسکا یہی حال ہوتا ہے۔
جین گزٹ مین دو تین مضمون اس بارے مین نکلے کہ دستون کو پوجا پرکشال کا حق نہین ہے۔ کیونکہ اسکے باپ
دادون نے پوجا پرکشال نہین کی تھی۔ کیا خوب۔ فلان صاحب کے پردادا صاحب نے بہشت کی شکل بھی نہین دیکھی تھی
لیکن انکے پوتے اب کیون پہنتے ہین۔ ایک سو سال پیشتر کسی نے ریل نہین دیکھی تھی۔ پہر اب اسپر سوار کیون ہوا جاتا ہے
پچاس سال پہلے کسی نے موٹر گاڑی نہین دیکھی تھی۔ پہر اب اسکو کیون لئے لئے پھرتے ہین۔ جو جیسے صاحبان کا یہی قاعدہ
مان لیا جائے کہ پہلے جو نہین ہوا ہے اب بھی نہ ہونے دینگے۔ تو کل باتون کا تیاگ کرنا ہوگا۔ لیکن یہان تو میٹھا میٹھا ہپ اور کڑوا کڑوا
تھو کا معاملہ ہو رہا ہے۔ جو ہمارے آرام کے لئے ہے اسکو مانینگے کرینگے۔ اور جو دوسرون کو آرام دینے کے لئے ہے وہ نہ مانینگے
نہ ہونے دینگے۔ دستہ کمزور ہین۔ اسلئے اگر وے پوجن پرکشال کا نام لینگے۔ تو پانچسو روپیہ روزانہ کا بیرسٹر مقدمہ مین کھڑا کرکے
دہرم کے میدان مین ان پر ڈگری کرا دینگے۔ اور اگر مانس۔ شراب وغیرہ کا استعمال کرنے والے کوئی صاحب بہادر مندر
دیکھنے آوینگے تو "آن حضور ہمارے مندر مین تشریف لاکر پرانی کاریگری کے نمونہ دیکھئے" یہ کہکر ان کے پیچھے پیچھے بٹلر
کی طرح دم دبائے گہومینگے۔ دستہ بہائی اگر بھکتی بہاؤ سے پوجن کرنا چاہینگے تو اسی سے دہرم کی موت ہو جائیگی۔ اسلئے
مار لکڑیون انکا سر توڑ دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی صاحب بہادر اپنے کھانے کے گول کمرے مین جینون کے دیوتا کی مورت شوق
پورا کرنے کے لئے رکھینگے تو کہینگے کہ حضور کے خیالات بڑے پاک ہین۔ کمزور دستہ اگر از خود کو جین دہرم کا معتقد کہینگے تو نفرت
سے ناک بہون سکوڑینگے۔ اور اگر کوئی صاحب بہادر یہہ کہدین کہ "جین دہرم اچھا ہے" تو انکا فوٹو چہاپکر اپنے کو دہنیہ
مانینگے۔ کیا اسی کا نام دہرم ہے کہ بلوان کے روبرو دم ہلانا۔ اور کمزور کو دیکھکر غرانا۔ چند اصحاب کی زبانی
سنا گیا ہے کہ دستون کو پوجن کرنے کا شاسترون نے حق نہین دیا۔ لیکن پوجن پرکشال کے بارے مین جو کتابین ابتک
نکل چکی ہین انکا کسی نے کوئی جواب نہین دیا۔ صرف ایک کی دیکھا دیکھی "چاند پر بوڑھیا چرخا کات رہی ہے" سب کہنے لگے
اس بوڑھیا کے پاس کتنی روئی ہے۔ کتنے عرصہ سے کات رہی ہے اس بات پر کسی نے غور نہین کیا۔
جن کیولی بھگوان کے سموسرن مین جانور تک جاسکتے تھے۔ اور اپدیش سنتے تھے۔ جن کیولی بھگوان کی پوجا بیچارے
پیدا ہوئے انسان تک کر سکتے تھے۔ آج یہہ خدائی ٹھیکہ دار فرماتے ہین کہ ان بھگوان کی مورتی کا پوجا پرکشال دستے بھی
نہین کرسکتے۔ گویا ان کی ان باتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جین دہرم دنیا بھر مین سے سمٹ کر ان مورتیون کے اندر
ہی گھس رہا ہے۔ اور باہر کہین بھی نہین رہا۔ جینی لوگ تیرتھنکر نہین پوجتے۔ وے بھگوان کی شانت چھبی اور ویراگ بہاؤ کو
وچار کرنیکی غرض سے مورتی کو سامنے رکھتے ہین۔ اور ویراگ بہاؤ کے پیدا کرنے کا ذریعہ بناتے ہین۔ اسلئے مورتی ہی
دہرم نہین ہے۔ بلکہ دہرم ہے دل کا وچار اور ہردے کا بہاؤ۔
اگر دستون مین یہہ بہاؤ ہے تو وے دہرماتما ضرور ہین۔ پہر مورتی کے پوجن پرکشال مین اسقدر ہاہو کا سبق پڑہانیکی کیا

اپنے پرائے سب اُسکو نفرت کی نگاہ سے ضرور دیکھنے لگتے ہین ۔ بیٹا یہ کاش چونکہ امتحان کے دن قریب آگئے ہین
اسلئے ہم زیادہ لمبی چوڑی تحریر لکھکر تمہارا وقت لینا نہین چاہتے ۔ جب تم بعد امتحان کے تعطیل کلان مین گھر پر
آوٴگے تب اس مضمون کو اچھی طرح سے سمجھا دینگے لیکن جتنے اس چٹھی مین ہی بہت کچھ لکھدیا ہے ۔ ممکن ہے کہ فیشن کی
غلامی سے پنڈ چھڑانے کے لئے یہہ تحریر ہی کافی ہوجائے ۔ لہذا اپنے متروں کو بھی ہماری چٹھی سنا دینا ۔ فرصت ہو تو
راضی خوشی کی چٹھی روانہ کر دینا ۔ باقی خیریت ہے ۔ تمہارا شبھ چنتک ودیا ساگر ۔

دسہ اور جین مندر

”دنیا کا یہہ قاعدہ ہے کہ جو قوم جسقدر زیادہ کمزور ہوتی ہے اسکی اندرونی روح اُتنی ہی زیادہ نیچ ہوتی ہے ۔ وہ
اپنے سے نیچے درجہ والون پر ظلم ۔ سختی ۔ اور بے رحمی کا سلوک کرتی ہے ۔“ شری راد ہا کمل ۔ ایم ۔ اے ۔

نیچ آدمی اپنے سے چھوٹے درجہ والون پر کشما کرنا نہین چاہتا ۔ اسی لئے وہ نیچ ہے ۔ اگر وہ کشما کرنے لگے یا یہی اُسکی
عادت بن جائے ۔ تو پھر وہ نیچ نہین رہتا ۔ راجکمار شانتی سنگھ اسی کشما کو سمجھکر بھکاری بنے تھے ۔ وشوامتر نے اسی لئے راج
محل چھوڑکر جنگل مین جھونپڑی ڈالکر جیون بتایا تھا ۔ شری مہابیر بھگوان نے سنسار بھر کا اُپکار من بچن اور جسم سے
کشما کے ہی لئے کیا سوچا ۔ اور کیا تھا جسکی وجہ سے وے دُنیا مین قابل تعظیم بنے تھے ۔ جو نیچے گرتے ہوئے کو اور نیچے
کی طرف گراتا ہے وہ پاپی ۔ بے رحم ۔ اور ظالم کہا تا ہے ۔ لیکن جو اُنکو میٹھے لفظون سے بھروسہ دیکر اور ہاتھ پکڑکر
اُٹھاتا ہے وہ دُنیا مین غریب پرور ۔ اور دھرم اُدھارک کہاتا ہے ۔ ہم جنکے نام سے پتھر کی مورتی کو سر جھکاتے ہین جنکی
یاد کرکے دل کو شانت کرتے ہین ۔ وے دھرم اُدھارک تھے ۔ وے پاپ سے نفرت کرتے تھے لیکن پاپی سے نہین مگر افسوس
آج ہم اُنکے سیوک کہلانے والے پاپ سے نفرت نہین کرتے ۔ پاپ کو سینے سے لگاتے ہین ۔ لیکن پاپی سے نفرت کرتے
ہین اور پاپی کو دور سے پھٹکار بتلاتے ہین ۔

آج ہم پاپ سے اپنے دلون کو سیاہ کر رہے ہین لیکن جب صاف دیا کے پانی سے پاپ گھل جاتا ہے ۔ اُسکو نہین چھوتے
افسوس کے ساتھ اوپر لکھے ہوئے ایک بنگالی گریجویٹ کے الفاظ خود بخود زبان سے نکل پڑتے ہین ۔ درحقیقت کمزوری
ہی کا نام موت ہے ۔ سب سے بڑے کمزوری کی یہہ پہچان ہے کہ وہ کتے کی طرح بلوان کے روبرو ایک چھوٹا ٹکڑا پانے کی غرض
سے دُم ہلاتا اور اُسکے قدمون کو چومتا ہے ۔ اور کمزور کے اوپر غرّا کر کاٹنے کو دوڑتا ہے جس قوم کا دماغ کمزور ہوجاتا ہے
اُسکی بھی یہی حالت ہوتی ہے ۔ وہ اپنے سے نیچے درجہ والون پر سختی کرتی ہے ۔ اور اُنکو پیرون تلے کچلنا چاہتی ہے ۔ ”دھوبی
جب دھوبن پر ناراض ہوتا ہے تو اپنا غصہ اُتارنے کیلئے غریب گدھے کے کان مروڑ دیتا ہے“ بس اسی کا نام کمزوری ہے ۔
جب کہاتولی کے بیچے جینون کی باہر حکومت نہ چلی ۔ تب وے غریب دستون پر ہی اپنا بخار اُتارنیکے لئے تیار ہوگئے ۔ تو

ادولت ہے۔ فیشن مفید نہین ہے بلکہ نقصان دہ ہے۔ فیشن کامیابی نہین ہے بلکہ ناکامیابی کی اندھیری کوٹھری ہے
اس فیشن کی بدولت دیش کا دھن پردیش جا رہا ہے۔ اس فیشن کی بدولت ہمارے جن کی سنتان کا بیاہ و ڈرپوک بن رہی ہے
اس فیشن کی وجہ سے خوشحال دیش دانہ دانہ سے تنگ نظر آ رہا ہے۔ آج اسی فیشن نے بھارت کے کاریگرون کو تنگ
دست بنا دیا ہے جس دیش مین سیر بھگوان جیسے اہنسا دھرم کے پرچارک ہو گئے ہین جس دیش مین اکلنک جیسے دیو
ہو گئے ہین۔ اور جس دیش مین بدھ جیسے مہاتما ہو گئے ہین۔ آج اسی دیش مین اس فیشن کی بدولت کوئی انکا نام لینے
کے لئے بھی تیار نہین ہوتا۔ ہر ایک مرد ہر ایک عورت فیشن کے پیچھے ایسے پڑے ہوئے ہین کہ انہون نے ا زخود کو بھی
بھلا دیا ہے۔ کیا بیٹا تمہارے یاد ہے کہ ایک مرتبہ پیرس کے ایک ساچار کو چند اخبارون مین جگہ دی گئی تھی کہ ایک جنٹلمین
نیا گون لئے جا رہا تھا۔ اسکے کسی دوست نے باتین کرنے کے لئے کہا آکر تا جا۔ تو انہون نے جواب دیا کہ بھائی معاف کرو مین
پھر ملونگا کیونکہ اسوقت میم صاحبہ کا گون لئے جا رہا ہون۔ مجھے خوف ہے کہ باتین کرتے ہوئے دیر نہ لگ جائے۔
"اور کہیں یہ فیشن تبدیل ہو کر یہ گون ناکارہ نہ ہو جائے۔ ورنہ بڑا نقصان اٹھانا ہوگا"

پرکاش! بیٹا فیشن کا مرض بہت برا ہے۔ اس سے بچنا عقلمند آدمی کا کام ہے۔ تمنے جو یہ لکھا ہے کہ یہان ایسا کئے بلا
نہین سرتا یہ بالکل خام خیال ہے۔ کیا تمہاری نظر کبھی دیش کے نیتاؤن پر پڑی ہے۔ بھارت تلک مسٹر بال گنگا
دھر تلک۔ سورگیہ مسٹر گوپال کرشن گوکھلے۔ مہاتما کرم چند بیر چند گاندھی۔ یا پنڈت مدن موہن مالوی کو دیکھا ہے کہ وہ
کیسے سادہ طریقہ سے رہتے ہین۔ انکی سادگی سے سبق لینا چاہئے رنی سماج کے نیتا سورگیہ شریمان دان بیر سیٹھ مانک چند
جی جے پی۔ سورگیہ شریمان پنڈت گوپال داس جی بہریا۔ سورگیہ شریمان ڈپٹی چمپت رائے جی۔ وغیرہ کس سادگی سے جیون
بتایا کرتے تھے۔ اور آجکل کے موجودہ نیتا کسقدر سادگی پسند پائے جاتے ہین۔ پس پیارے بیٹا دوسرون کی دیکھا دیکھی
فیشن کا غلام ہونا بالکل عقلمندی سے باہر کام ہے۔ اگر دیکھا دیکھی سے کام لینا ہے تو سماج اور دیش کے نیتاؤن کی
زندگی سے کام لو۔ ہر ایک انسان کو ضمیر کی آواز پر چلنا چاہئیے جو ایسا نہین کرتے وہ ہمیشہ خطا کھاتے ہین۔ اچھا ہم تم
سے یہی پوچھتے ہین کہ جب اول روز تمہارے دل مین فیشن کا خیال آیا تھا تب تمہارے ضمیر نے کیا آواز لگائی تھی۔ کیا اسنے
بلا کسی چون چرا کے تمہارا فیشنیبل ہونا منظور کر لیا تھا۔ کیا تمکو تمہارے ضمیر نے فیشن کا غلام ہوتے ہوئے نہین روکا تھا
ہمارے خیال مین تو ضمیر نے ضرور فیشن کے خلاف جد و جہد کیا ہوگا لیکن تمہارے فیشن کے مرض نے اسکی پرواہ نکرتے
ہوئے وہ زور پکڑا کہ اب تم اس مرض کے ایک اچھے خاصے مریض پائے جاتے ہو۔

بیٹا پرکاش! فیشنیبل بنکر اس کاگ کی طرح سے کہ جسنے مور کے خوبصورت پر اپنے پرون مین لگا کر اپنے کو خوبصورت بنا لیا
تھا خواہ کوئی اپنے کو خوبصورت خیال کر لیوے لیکن اصلیت جیسے کاگ کی نہین چھپ سکتی اسطرح سے فیشن کے غلام
کی بھی نہین چھپ سکتی۔ اور نہ کوئی اس سے خوبصورت ہی بن سکتا ہے۔ ہان البتہ دنیا ایسے شخص کا مذاق ضرور کرتی ہے اور

باپ کا خط بیٹے کے نام

بیٹا پرکاش خوش رہو تمہارا ۱۱ مارچ ۱۹۳۱ء کا لکھا ہوا پتر ٹھیک وقت پر پہونچا تھا۔ لیکن ہم گھر پر موجود نہیں تھے۔ دیہات
میں گئے تھے اس لئے جواب دیری سے دیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کہ تمکو جلد جواب نہ ملنے کا خیال گذرا ہو لیکن یہی اور کوئی وجہ
نہیں تھی۔ اگر تھی تو صرف دیہات میں چلے جانے کی تھی۔ مکان پر سب خیریت ہے۔ تمہاری ماتا اور چھوٹا بھائی بہت اچھی
طرح سے ہیں۔ یہاں کا کچھ فکر نہ کرنا۔ اور خوشدلی کے ساتھ اپنے امتحان کی تیاری کرنا۔ کیونکہ دن بہت ہی قریب آ گئے ہیں۔
امتحان کی کامیابی پورے ایک سال کی کمائی ہے۔ جو طالب علم ایک سال تک دن رات دماغی محنت کرکے امتحان میں ناکامیاب
ہو جاتے ہیں بس انکی کیفیت ان کے ہی دل سے جانی جاتی ہے۔ یہہ کامیابی اس کسان سے کسی درجہ بھی کم نہیں ہے
کہ جس نے گرمی۔ سردی۔ اور برسات یعنی تینوں موسموں کی تکلیف برداشت کرکے کھیت سے بخیریت دانہ اٹھا لیا
ہو اور اپنے گھر میں لاکر رکھ لیا ہو۔ اور اگر سال بھر تک محنت کرلے پیا اور کھیت کے پک جانے پر کہیں اولا پڑ جائے۔ یا آگ
لگ جائے۔ یا اور طریقہ سے کٹ جائے تو ایسی حالت میں جو صدمہ کسان کو ہوتا ہے اس سے طالب علم کو کسیطرح
سے بھی کم نہیں ہوتا۔ اس لئے پیارے بیٹا امتحان کے لئے اچھی تیاری کرکے کامیابی حاصل کرنا۔ تاکہ تمہاری سال بھر
کی کمائی سپھل ہو جائے۔ کامیابی کے لئے جہاں محنت اور کوشش کی ضرورت ہے وہاں آتمیک بل یعنی روحانی طاقت
کی بھی ضرورت ہے۔ اگر کوئی طالب علم اس قسم کی کامیابی کو ایشور یا قسمت کے بھروسہ پر چھوڑ بیٹھے۔ یا روحانی کمزوری
سے اپنے کو ناکامیاب خیال کرلیوے تو اسکا نتیجہ ضرور ناکامیابی کے خلاف ہوتا ہے ورنہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیشہ
روحانی طاقت سے کام لیا جائے۔ ہمیشہ دل کے وچار کا دائرہ وسیع رکھا جائے "ہم اس کام کو ضرور کرینگے۔ ہم ضرور
کامیاب ہونگے"۔ یا وہ کونسا کام ہے جو ہم نہیں کرسکتے۔ اس قسم کے وچار آتما کو بلوان بناتے ہیں۔ دل کو دلیر بناتے ہیں
بس یہی دلیری کامیابی کی کنجی ہے۔ بیٹا پرکاش! تم بھول کر بھی کمزوری کو دل میں جگہ نہ دینا۔ تقدیر کے بھروسہ
تدبیر کو بالائے طاق نہ رکھ دینا۔ ایشور کے بھروسہ پر اپنے آتمیک بل کا خون نہ کر ڈالنا۔ ورنہ یاد رکھنا تم ہوگے اور ناکامیابی
اگر تم سے ہوسکے تو اس ہماری نصیحت کو اپنے دوست احباب پر بھی ظاہر کر دینا۔ تاکہ انکا بھی بھلا ہو۔ تم ان بچوں کیطرح
سے اپنی عادت نہ بنانا کہ نیک بات کسی کو نہ بتلانی چاہیئے۔ کبھی دوسرے لوگ اس سے فائدہ اٹھا کر ہم سے آگے بڑھ
جائیں کیونکہ دنیا کی ترقی وسیع میدان کو لئے ہوئے ہے۔ اس لئے سب کو چلنے دو۔ ترقی کے میدان میں دوڑنے دو۔
جو جتنا آگے نکلے۔ وہ اچھا ہے۔ لیکن کوشش تم بھی آگے نکلنے کی کرتے رہو۔ ممکن ہے کہ اس گھوڑ دوڑ میں تمہارا ہی نمبر اول آجائے
لیکن چاہئے وہ سب کو میں امید کرتا ہوں کہ تم روحانی طاقت سے کام لیتے ہوئے ترقی کے میدان کو کامیابی کیسا تھ حاصل کرسکوگے
اب میں تمہارے فیشن والے معاملہ پر چند الفاظ تحریر کرتا ہوں۔ بیٹا فیشن شوق نہیں ہے۔ بلکہ مرض ہے۔ بیماری ہے۔

خبروں کا گلدستہ

گروکل کانگڑی کا سالانہ جلسہ جو گذشتہ اپریل میں ہو چکا ہے گروکل مذکور کیلئے مبلغ ۲۰ ہزار روپیہ نقد وصول ہوا ہے جو ہندو سماج کی دریا دلی - مہاتما منشی رام جی گورنر گروکل کانگڑی نے ۱۳ اپریل سنہ حال کو سنیاس دھارن کرکے اپنا نام شردھانند رکھ لیا۔ آپ کچھ وقت تنہائی میں رہکر آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کے اغراض کی پورتی کرینگے کیا جینی بھائی بھی ادھر غور فرمائینگے۔

کانپور میں دو نئے کالجوں کے قائم ہونیکی تیاریاں ہو رہی ہیں - ایک کالج تھیوسوفیکل سوسائٹی کا اور دوسرا آریہ سماج کا ہوگا۔ نہ معلوم کب سننے میں آئیگا کہ جین سماج کا کالج بھی کہلاتا ہے۔

جنگ یورپ میں روس علیحدہ صلح نہیں کریگا - اس بات کا اعلان مسٹر ملیوکوف نے اتحادی طاقتوں پر کر دیا ہے۔

آگرہ کالج کے مہادیو پرشاد طالبعلم نے ایک دوسرے طالبعلم رگھبیر سہائے کو ۱۳ نومبر ۱۹۱۶ کے روز استرے سے زخم لگاکر ہلاک کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ سشن جج آگرہ نے مہادیو پرشاد کو مجرم قرار دیکر ۹ سال قید سخت کی سزا دی تھی جو ہائیکورٹ میں اپیل کرنے پر بحال رہی - افسوس۔ اگر غصہ کو انسان روک لے تو ایسا دن کیوں نصیب ہو۔

شکارپور (سندھ) کے سیٹھ ہیرانند کی دھرم استری نے لیڈی ڈفرن ہسپتال شکارپور کے مکان کو بڑھانے کیلئے ایک لاکھ بارہ ہزار روپیہ دان کیا ہے کیا جین سماج کی دولتمند استریاں اس سے سبق حاصل کرینگی۔

ہندوستانی قرضہ جنگ میں اب تک تقریباً ۱۹ کروڑ روپیہ جمع ہو چکا ہے - اور دھڑا دھڑ جمع ہو رہا ہے -

حصار کے بابو لال بہر سنگھ جی بی اے بی ٹی نے اپنی کل جائداد اور اپنا اموال جیون جین سکول کیلئے دیدیا ہے جس سے وہاں پر بہت جلد ہائی سکول بننے والا ہے - جین سماج کو مبارک

کلکتہ میں گذشتہ ۲۰ کو موہن لعل جیٹھا بھائی زیور فروش کی دوکان پر رات کے وقت ۷ ہتیار بند ڈاکوؤں نے حملہ کیا۔ اور تقریباً پندرہ ہزار روپیہ کا مال لیگئے۔ اور مالک دوکان کے دو لڑکوں کو گولی مار کر ہلاک کرگئے - نہیں معلوم ان دیش کے دشمنوں کا کیسا خاتمہ ہوگا -

سالانہ جلسہ دگمبر جین کمار سبھا شیوہارہ ضلع بجنور

مندرجہ بالا سبھا کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۳ و ۲۴ جون ۱۹۱۷ء مطابق اساڑھ سدی ۴-۵ بروز سنیچر و اتوار کو ہونا قرار پایا ہے۔ باہر سے شریمان برہمچاری کنور دگوجے سنگھ جی مہربن کل بھوشن برہمچاری کامتا پرشاد جی - بابو دیا چندر جی بی اے پنڈت بنارسی داس جی انبالوی و دیگر اصحاب کے پدھارنیکی کافی امید ہے - لہذا ضلع بجنور مراد آباد و سہارنپور مظفر نگر میرٹھ - بلند شہر وغیرہ کے جینی بھائیوں کو تشریف لاکر دھرم لابھ اٹھانا چاہیئے شیوہارہ کا خاص اسٹیشن اودھ روہیلکھنڈ ریلوے پر ہے شہر بہت نزدیک ہے سواری اور والنٹیر ہر ایک ٹرین پر ملینگے

سماج سیوک جگمندر داس جین سکرٹری دگمبر جین کمار سبھا مقام شیوہارہ

شوک!

ہمکو [illegible] لکھنے پر ہم مجبور ہوتے ہیں کہ جو جین سماج کیلئے بہت ہی دکھدائی اور نقصان دہ ہیں - ابھی ابھی پچھلے پرچہ میں [illegible] شوک سنائے ہوئے ہمیں [illegible] پائے تھے کہ آج پھر جین سماج کے ایک [illegible] واقف ہیں - اس آشرم کے [illegible] خیر خواہ - دہلی جین سماج کے رکن [illegible] آنریری مجسٹریٹ [illegible] صاحب کا مورخہ ۱۴ [illegible] صاحب کا [illegible] افسوس ہے [illegible] دہلی کی جین سماج کو بڑا بھاری صدمہ پہونچا ہے [illegible] اخلاق [illegible] صاحب کی آتما کو شانتی نصیب ہو [illegible] صاحب کے [illegible] اخلاق [illegible] امید [illegible] کوشش کرینگے - پرمیشر [illegible]

اور فروری مین چھ ماہی امتحان ہوتا ہے۔ اسلئے اب نئے بالکون کا داخلہ مارچ اور اکتوبر کے شروع مین ہو سکیگا۔
اور ہمارے بھائیون کو یہ خیال خاص طور سے رکھنا چاہیئے کہ آشرم مین اب وے بالک لیا جائیگا کہ جو ذہین ہو۔
اور تندرست ہو۔ خادم قوم گیندن لعل ادھشٹاتا آشرم ہستناپور۔

جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ

سوبھاگیہ سے مجھکو ۱۳ اپریل ۱۹۱۶ء کو جین بورڈنگ ہوس میرٹھ کے دیکھنے کا اوسر پراپت ہوا۔ بورڈنگ شہر کے درمیان تیس روپیہ ماہوار کے ایک کرایہ کے مکان مین ہے۔ مکان کی ترتیب بہت اچھی ہے اور باوجود شہر کے ایک کوچہ مین ہونیکے بھی مکان کشادہ اور ہوادار ہے چھت اونچی ہین مگر زیادہ سے زیادہ پچیس بورڈرس کے واسطے کافی ہو سکتا ہے۔ طلبا کو ورزش کرنیکے واسطے شہر کے گلی کوچون مین ہوکر قریباً میل سوا میل باہر میدان مین جانا پڑتا ہے اور چونکہ مکان ایسے کوچہ مین ہے کہ جسکے آس پاس ایسے مکانات ہین کہ جہان سے ہر وقت گانے بجانے کی اور شور وغل کی آوازین آتی رہتی ہین۔ اور یہ باتین ودیارتھیون کی موجودہ زندگی پر برا اثر ڈالتی ہین۔ مجھکو یہ معلوم ہوکر بہت ہی افسوس ہوا کہ بوجہ جگہ نہ ملنے کے بہت سے ودیارتھی نراس ہوکر یا تو اپنے مکانات کو واپس چلے جاتے ہین یا کر دیگر جین سنستھا مین داخل ہوتے ہین قوم کو اسپر دھیان دینا چاہیئے اور دولتمندونکو اپنی چنچل لکشمی سے فائدہ اٹھاکر شہر سے باہر کوئی جگہ مناسب تجویز کرکے ایک ایسا بھون بنوا دینا چاہیئے جسمین کم ازکم سو سوا سو ودیارتھی رہ سکیں۔

بورڈنگ مین سب ودیارتھیون کو دھرم شکشا بھی دیجاتی ہے شاستر سوادھیائے کا بھی مناسب انتظام ہے اور بہت سے ودیارتھی نت سوادھیائے کیا کرتے ہین جسکے واسطے ایک پاٹھ بھون علیحدہ ہے جہان پر سوادھیائے کرنیکے واسطے چھوٹی چھوٹی چوکیان رکھی ہین کوئی شخص اس کمرہ مین جوتا وغیرہ پہنکر نہین جا سکتا ایک نہایت سندر الماری رکھی ہے قریباً چالیس جین گرنتھ براجمان ہین اور قریباً چار صد دیگر پستکین لائبریری (پستکالیہ) کی شوبھا کو بڑھا رہی ہین صبح وشام تمام ودیارتھی شانتی پاٹھ پڑھتے ہین اور اشٹمی چتردشی کو شری مندرجی مین شری جنیندر بھگوان کے درشن پوجن کرتے ہین مگر میری راے مین ودیارتھیون کو درشن روزمرہ کرنے چاہئیں کیونکہ مندرجی موجودہ بورڈنگ ہاؤس کے بہت قریب ہین اور اسمین کچھ زیادہ سمے نہین لگتا ہے۔ بورڈنگ مین بھوجن کا انتظام شدھتا کے ساتھ ہوتا ہے اور اسمین ودیارتھیون پر بھی اسکا بہاؤ پڑتا ہے اوسط خرچ ہوئی کا فی ودیارتھی قریباً چار روپیہ ماہوار پڑتا ہے جو اس مہنگی کو دیکھتے ہوئے بہت ہی کفایت ہے۔ غرض موجودہ بورڈنگ کا کل انتظام قابل تعریف ہے ودیارتھی نہایت خوش اخلاق ہین اور یہ سب کچھ لالہ مترسین جی سپرنٹنڈنٹ کی محنت وہمدردی اور انکی قربانی کا نتیجہ ہین آپ باوجود گرہستی ہونیکے شب و روز بورڈنگ ہی مین رہتے ہین صرف ایک وقت مکان پر کھانا کھانے جاتے ہین

جینیون کو کچھ جوش بھی پیدا ہو تو اُن کو دجیرکے مباحثہ کی دس بیس ہزار کا بیان چھپوا کر اور اردو - انگریزی وغیرہ دیگر زبانون مین بھی ترجمہ کراکر تقسیم کر دینی چاہئین جین سماج کا ایسا کرنا بہت ہی زیادہ اثر رکھیگا لیکن ہماری ذاتی رائے ہے اور وہ دردہنتا کو لئے ہوئے ہے کہ اس قسم کے مباحثون مین ہرگز بھی نہ جانا چاہیئے - ایسے مباحثہ وہ لوگ کرتے ہین کہ جو دیش کے دشمن ہین - اور جنکو لڑائی جھگڑا پیارا ہے - "پردیپ"

شری رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناگپور

جین متر ہندی کے گذشتہ ۲۳ وین نمبر مین آشرم مذکور کے بارے مین شریان پنڈت کستورچند جی کی رائے کو جن صاحبان نے پڑھا ہوگا وے ضروری آشرم کی موجودہ اچھی حالت کو سمجھ گئے ہونگے - اصل مین جو کمیان آشرم کے بارے مین بتلائی جاتی تھین - اب حال مین اُنمین سے ایک بھی نہین ہے - آشرم اسوقت بہت ہی اچھی حالت مین ہے - اور عمدگی کے ساتھ کام کر رہا ہے - جو صاحب یہان تشریف لاکر آشرم کا معائنہ کرینگے - اُنپر خود ظاہر ہو جائیگا کہ اسوقت آشرم کی لوکک اور دھارمک تعلیم کا کیسا اچھا انتظام ہے برہمچاریون کے روزانہ رہن سہن سے اُنکے چارتر کا بھی پتہ لگ جائیگا کہ وہ کسطرح اوتم ریتی سے روزانہ کریاؤن کا پالن کرتے ہین - ساتھ مین اُنکے شریرون (جسمون) کو درڑہ اور مضبوط بنانیکے لئے ہلوانے اور کھانے وغیرہ کا بھی کافی انتظام کیا گیا ہے - کچھ دنون پیشتر انگریزی ٹیچر بابو اندرسین جی بی اے - رخصت پر گئے تہے لیکن کسی ضروری کام کی وجہ سے آپکا آنا نہین ہوسکا - مگر خوش قسمتی سے بہت جلد ہی اُنکی جگہ پر شریان بابو دیوچندر جی شاہ تشریف لے آئے ہین آپکی تقریر بہت ہی صحیح اور شدہ ہے آپ پڑھانے کے قاعدہ سے خوب واقف ہین اور سب سے اعلیٰ درجہ کی بات یہ ہے کہ آپکی دوسری زبان سنسکرت ہے - اور آپ دیگر جین ہین - انکے سوائے اسوقت آشرم مین اور بھی دو اندرگریجویٹ ٹیچر ہین سنسکرت ادھیاپک شریان پنڈت جمنادت جی بہت ہی قابل ہین - اور ہندی ادھیاپک بہت عمدہ طریقہ سے برہمچاریون کو ہندی کی تعلیم دیتے ہین - دہارمک شکشا کے ادھیاپک شریمان بھیا سے الٹکا پنڈت لکھن لال جی ہین پہلی اور دوسری کلاسون کے لئے حالانکہ ایک علیحدہ ادھیاپک مقرر ہے - لیکن پھر بھی بڑے درجہ کے ادھیاپک انکو ایک ایک گھنٹہ تعلیم دیتے ہین - مجھے خود چھوٹے بچون کو پڑھانے کا پورا شوق ہے اسلئے مین بھی دیگر کامون مین سے وقت بچاکر دو گھنٹہ تعلیم دینے مین خرچ کرتا ہون - یہ تجربہ کی بات ہے کہ جتنا بڑا ودوان چھوٹے بچون کو تعلیم دیگا - اُتنی ہی جلدی وے قابل اور عالم بن سکینگے - جو بچہ چھ مہینہ مین دیگر مقام پر تعلیم حاصل کرسکتے ہین وے یہان پر دو ماہ کے اندر اسقدر تعلیم پاسکتے ہین - آشرم مین جسقدر بچے تحصیل علم کر رہے ہین اُنکا کل وقت عمدگی کے ساتھ کٹتا ہے - جن ماتا پتاؤن کو اپنے پیارے بالکون کو قابل بنانا ہے اُنکو بہت جلد اپنی درخواست دفتر مین بھیجنی چاہیئے کیونکہ اپنر وچار کرکے اکتوبر سے نئے برہمچاری داخل ہوسکینگے جولائی مین آشرم کا سالانہ امتحان ہوتا ہے -

تو خوب ہی چرچا ہو گیا تہا۔ اور اسکے بعد تو ہم آپکی بدھی کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے جبکہ آپ نے بالیوں کہدیا کہ آپکے پہلے پچھلے
چیلون نے جین شاستر پتروں میں گپین (انکی شروع کردین) گپون کا اُترکیول اسکے کہ ہم بہی گپ مارنی آرمبہ کر دیتے ۔
اور کیا ہوتا پرنتو آجتک ان کاریون سے کسی کو بیچ پراپت نہین ہوئی اسلئے ہم نے ایسا کرنا مناسب نہین سمجھا شاستر ارتہ
کئے جو آپکی دشا ہوئی سو وہ نجیب آباد کی جنتا کو خوب معلوم ہے چاہے آپ (یا آپ کے وہی چیلے) اشتہار ٹریکٹ ہلکر
اور جین سماج کی آنکہون مین دہول جہونک کر بہت سارے کیون نہ بک بالین۔ پرنتو نجیب آباد مین آپکے جیتی ہہائی بہی
آپ کے سمت نہین ہو سکتے ہین خیر ادہر آپکی اس ڈہیرتا کو دیکہکر اس ورش آریہ کمار سبہا نجیب آباد نے یہ نشچے کیا ہے
کہ آپکو کہیٹ کر میدان مین زبردستی لاکر کہڑا کرین۔ اور پوچہین کہ بتاؤ اور ثابت کرو کہ پچھلے ورش آپکی شاستر ارتہ کے
سمے کیا دشا ہوئی۔ اور ایک نہایت سا اُلش یہ ہے کہ اس ورش آریہ کمار سبہا نجیب آباد کا وارشک اُتسو ۲۸، ۲۹، ۳۰
مئی ۱۹۱۸ء کو ہوگا۔ آپکو جین پنڈتون سمت (جن پر جین سماج کو گہمنڈ ہے) پدہار کر شاستر ارتہ کے لئے تیار رہنا چاہئے
وشے یہی ہوگا یعنی ''ایشور جگت کرتا ہے یا نہین''۔ ہان شاستر ارتہ مولہک نہ ہو کر لکہت ہوگا جسپر دونون اور
کے ... ہونگے۔ یدی شاستر ارتہ سے آپ کچھ موڑینگے تو جنتا کو یہ گیات ہو جائیگا کہ آپ مین اور جین سماج مین
کچھ ... کہا ہے کیول ... گپون سے (جیسی کہ پستکون مین بہی ہین) کام لینا جانتے ہین۔ پرنتو یاد رکھو ستیہ کی کبہی
ہار نہین ہوتی ہم پہر ایک بار آپ کو زور دیکر کہتے ہین کہ میدان مین آؤ یدی آپ مین کچھ ہے تو ... اُتر لکہکر بہیجئے
اور ... بہاشا مین لکہئے۔ (نوٹ) ایر دکت پتر جوالی رجسٹری دوارہ آپ کو اور سیاس اُنکے بہیجین پرنتو ابہی تک
کوئی ... نہین ملا (نوٹ ۲) جس کسی کو شاستر ارتہ کرنا ہو وہ ۱۰ مئی ۱۹۱۸ء تک ہمن سے پتہ پر ٹہیک کر لین۔

بہ دیہ ... لال منتری آریہ کمار سبہا نجیب آباد

... بالا نوٹس کو پڑہکر ... انکی تہذیب سے گری ہوئی تحریر کو دیکہکر نہایت تعجب ہوتا ہے اور یہی کہنا پڑتا ہے کہ آریہ کمار سبہا
واقعی کمار سبہا ہی ہے اور انکا یہ فعل لڑکپن یا چہچہورپن کا ہے ہماری رائے مین تو پارسال بہی پنڈت بنارسی داس جی نے
غلطی کی جو چہوکرون کے بہکانے مین آکر مباحثہ کے واسطے جا ڈٹے۔ اور انکو ایسے لوگون سے مباحثہ کرنا پڑا کہ جو حسب تحریر ایڈیٹر
... پنڈت بنارسیداس جی کے مقابلہ مین بولنے کے لائق نہین تہے ہم نہین سمجہتے کہ جبکہ شاستر ارتہ ... اور
چہپا ہوا موجود ہے ۔ پہر کسطرح آریہ سماج کو جینون کے ساتہ مباحثہ کرنیکی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کیون جین پنڈت بہی
بار بار مباحثہ کے لئے تیار ہو جاتے ہین۔ اگر کسی وقت آریہ سماج شاستر ارتہ ... تسلیم کرکے اور یہ کہکر کہ اُس
وقت آریہ سماج کے پنڈتون نے سوال و جواب مین غلطی کی تہی ... مباحثہ کے بارے مین ... پیش کرے تو شاید
اُس نئی تحریر کی تردید لکہنے کی ضرورت جینون کو ہو جائے۔ ورنہ خواہ ہزار بار آریہ سماج چلایا کرے ... شور مچایا کرے اور
کہا کرے کہ ... تو ... کے تو ... لیکن جینون کو خاموش رہنا چاہئے۔ اور اگر آریہ سماجیون کے زیادہ چلانے سے

تائید مین بڑی قابلیت دکہائی ہے۔ اب تک کہ مباحثہ مین جینون ہی کے مباحثہ کا طریقہ زور آور معلوم ہوتا ہے لیکن
اس سے یہ نہین کہا جاسکتا کہ آریہ سماجیون کا پکش جھوٹا ہے۔ بات یہ ہے جیسا کہ پہلے لکہا جا چکا ہے کہ جین پکش کی
تائید کرنیوالے ودوان آریہ سماج کے پکش کی تائید کرنیوالون کے مقابلہ مین زیادہ بہتر منطق دان ہین نہین معلوم
کیا سمجھکر یہ شاستر ارتھ شروع کیا گیا کیونکہ شاستر ارتھ مین چاہیے جسکا پکش گر جائے۔ ہار ان لینے والا دونون مین سے ایک پہلے ہی
مذکورہ بالا سمالوچنا کا صاف یہ منشا ہے کہ جین پنڈتون کے مقابلہ مین آریہ سماجیونکو بولنا نہین آیا۔ اور وہ ہار گئے۔ لیکن
ایسی ہار جیت سے کوئی نتیجہ نہین ہے ۔ ناظرین سرسوتی کے ایڈیٹر نے جینون کی جیت تسلیم کر کے بھی اس مباحثہ کے نتیجہ کو نہین
مانا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ یہ مباحثہ ایشور کے کرتا پنے پر تہا۔ اور سرسوتی کا ایڈیٹر سید ودہرم کا ماننے والا اور آریہ
سماجیون کی مانند ایشور کو کرتا ماننے والا ہے۔ لہذا ہار جیت مانکر بھی اسنے اپنے اعتقاد پر کچھ آنچ نہین آنے دی۔
پارسال جو مباحثہ نجیب آباد مین جینون اور آریہ سماجیون کے درمیان ہوا تہا اسکی بھی سمالوچنا سرسوتی اخبار نے کی ہے
لیکن اسکا بھی منشا یہی ہے کہ گو جین پنڈت نے آریہ سماجی پنڈتون کو ہرا دیا۔ اور آریہ سماجی پنڈت بتایا جین پنڈت کے
کچھ بھی لیاقت نہین رکہتے تھے۔ اور انکو پنڈت بنارسیداس جی نے جو منطق مین بہت ہوشیار معلوم ہوتے ہین بار بار ہرایا
اور لاجواب کیا لیکن اس سے فیصلہ نہین ہوگیا ہے ۔ اس موقعہ پر سرسوتی کے ایڈیٹر نے مباحثہ سے اس مسئلہ کو طے شدہ
اس وجہ سے نہین مانا ہے کہ یہ بھی ایشور کے کرتا پن پر ہی تہا۔ اور اس کا بھی نتیجہ سرسوتی ایڈیٹر کے خلاف نکلا ۔
ان دونون پہلے فیروز آباد۔ سہارنپور۔ وغیرہ اور بھی مقامات پر جین اور آریہ سماجیون مین مذہبی مباحثات ہو چکے ہین۔ اور
تحریری ہوئے ہین۔ اور جینون کی طرف سے حرف بحرف شائع بھی کئے گئے ہین۔ لیکن آریہ سماجیون کی طرف سے ایسا حشر
کو چہپا کر ہم جیت گئے۔ ہم جیت گئے۔ کا راگ الاپتے ہی سنا گیا ہے ۔ غرض ایسے مباحثون سے نہ کبھی فائدہ ہوا اور نہ
آیندہ ہوگا۔ نجیب آباد کا مباحثہ جو پارسال ہوا تہا۔ وہ آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ سماج کے پنڈال مین۔ اور ایک
ایسے آریہ سماجی سبہاپتی کے زیر حکومت ہوا تہا کہ جو اگلے روز خود ہی خم ٹہوک کر بالمقابل مباحثہ کے واسطے آئے۔ اسواسطے
اس مباحثہ مین جین پنڈت بنارسیداس جی کو بہت کچھ دقتون کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انہون نے ان تمام مشکلات کو
برداشت کر کے اور آریہ سماجیون کو ہر قسم کی سہولیت دیکر مباحثہ کیا اور انکو ہر طرح سے ہرایا لیکن افسوس ابہی بھی آریہ سماجیون
نے اپنی ہار نہین مانی۔ اسوقت لمبی چوڑی تحریر کی ضرورت ہمکو اسوجہ سے ہوئی ہے کہ ہمارے پاس آریہ گزٹ بمقام نجیب آباد
کا ایک نوٹس بروپ مین چہپنے کے لئے آیا ہے جو حسب ذیل ہے۔

شری سمپادک جی نمستے۔ کرپا کر کے نیچے لکھے خط کو اپنے اس پرچہ مین چہاپکر ممنون فرمایئے۔

سمست جینیون کو چیلنج اور بنارسیداس جینی انبالہ نواسی کے نام کہلی چٹہی

شری پت بنارسیداس جی نمستے۔ آشا ہے کہ آپ کشل سے ہونگے۔ پارسال جو شاستر ارتھ آپسے ہوا تہا۔ اسمین آپ کی پرتگیا تہا

جوش ہے - جو انسان کے لئے لازمی اور قابل تعریف ہے - لیکن جون ہی یہہ جوش دیا کے دایرہ سے ذرا سا بھی باہر نکلا کہ غضب آگیا - اور بجائے دیا کے ظلم و ستم اور بجائے سچائی ست بتلانیکے اپنے بالمقابل کو جڑ بھوگ سے اکھاڑ ڈالنے کا خیال آجاتا ہے - اور پھر یہ جوش بجائے انسانی جوش کے وحشیانہ اور پاگل پن کا جوش بن جاتا ہے - اور دنیا کے امن امان مین خلل ڈال دیتا ہے - اپنے اپنے مذہب کو پھیلانیکا وہ طریقہ جسمین کہ اندھا اور بیہودہ جوش نہ بھڑکنے پاوے - ہماری سمجھ مین یہی اپنی مذہبی کتب کی اشاعت اور پرچار ہے - اور خواہ مخواہ بیہودہ مذہبی جوش کو بڑھانے کا سب سے آسان طریقہ اور ذریعہ مذہبی مباحثہ ہے - کیا کوئی صاحب اس بات کو کہنے کے لئے تیار ہین کہ مذہبی مباحثات سچائی کے تلاش کیواسطے کئے جاتے ہین - اور انکا نتیجہ سچائی نکلتا ہے - ہمارے خیال مین تو اسکے خلاف عوام کا یہی تجربہ ہے کہ ایسے مباحثات صرف ہار جیت کیلئے کئے جاتے ہین - اور ہار جیت کے ہی طریقہ سے وہ ہوتے ہین اور اسہی وجہ سے بعد اختتام مباحثہ کے ہر دو فریق اپنی اپنی جیت کا راگ گاتے اور ڈنکہ بجاتے ہین - ہم ایسے بہت سے مباحثات تمثیل مین پیش کر سکتے ہین - اور ہمارے خیال مین کوئی ایک بھی مباحثہ ایسا نہین بتلایا جا سکتا کہ جسمین کسی ایک فریق نے اپنی ہار تسلیم کر لی ہو - جبکہ مذہب کے نام مین اتنا دویش بھرا ہوا ہے - کہ ایک مذہب والا خواہ مخواہ اور بے مطلب ہی دوسرے مذہب والے کے رسم و رواج مذہبی ادا ہونے مین لڑائی دنگا اور کشت و خون کرنے کو تیار رہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اشتہار دیکر اور ڈھول بجا کر مباحثہ کا چیلنج دیا جاوے - اور مباحثہ کو ایک خاصہ کشتی کا اکھاڑا بنایا جاوے - اور پھر بھی ہار جیت کے خیال کو چھوڑکر اس اکھاڑے کے ذریعہ سے سچائی کی تلاش کیجاوے - لیکن یہ دعوے کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی بھی فریق ہار جیت کو قبول نہین کریگا اس قسم کا تجربہ ہو جانے پر کچھ لوگون نے یہ طریقہ نکالا تھا کہ زبانی مباحثہ ہرگز نہ کئے جائین - بلکہ مباحثہ کے کل سوال و جواب تحریر مین لائے جائین - جس سے وہ لوگ جو مباحثہ کے وقت موجود نہین تھے - اور اسوجہ سے جنکو ہار جیت کی بھڑک نہین تھی وہ ان تحریری سوال و جواب کو پڑھکر ضرور کچھ فائدہ اٹھاوینگے اور سچائی کی طرف قدم بڑھاوینگے لیکن تجربہ نے اسکے بھی خلاف ثابت کر دیا ہے - اور اندھے جوش نے اس طریقہ کو بھی ناکارہ بنا دیا ہے -

چنانچہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۱۹۱۲ء مین بمقام اجمیر جینیون اور آریہ سماجیون کا ایک بڑا بھاری تحریری مباحثہ ہوا تھا جسمین جینیون کی طرف سے سورگیہ شریمان بابو جی کیسری پنڈت گوپال داس جی اور آریہ سماجیون کی طرف سے شریمان سوامی درشنانند جی مباحثہ کرنے والے تھے - سوامی درشنانند جی وہ شخص تھے کہ جو سوامی دیانند سرسوتی کے بعد آریہ سماج کے ایک مکہ لیڈر سمجھے جاتے تھے اس مباحثہ مین صاف طور پر آریہ سماج کو ہار ہوئی تھی - کیونکہ سب سے آخیر پرچہ کا جواب آریہ سماج نہین دے سکی تھی اور اسطرح پر یہ مباحثہ ختم ہوا تھا - لیکن افسوس ایسی صریح ہار پر بھی آریہ سماج نے اپنی ہار کو قبول نہین کیا تھا حالانکہ اس مباحثہ کی سمالوچنا ہندی کے مشہور اخبار سرسوتی مین اسطرح پر ہوئی تھی کہ اسمین شبہ نہین کہ جینیون کے پکش کی تائید کرنے والے دو دوان منطق کے اچھے پنڈت ہین - آریہ سماج کے پکش کی تائید مین انہون نے قدم قدم پر بھولین دکھا دی ہین - اور اپنے پکش کی

دہارمک شاستراتھ یعنی مذہبی مباحثات

دنیا مین انیک دہرم ہین - اور ہر ایک دہرم کے معتقد اپنے دہرم کو سچا اور دوسرے کے دہرم کو جہوٹا کہکر دنیا کو اپنے ہی دہرم مین ملا لینے کی از حد کوشش کرتے ہین - یہ کوشش گو اس زبان سے ہوتی ہے کہ جو انسان جہوٹے مذہب کے پیرو ہو کر اپنا روحانی نقصان کر رہے ہین - اُنکو راہ راست پر لانے کی دیا دلون مین جوش مارتی ہے لیکن جہانتک کہ تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے یہ کوشش دیا بہاؤ سے لیکر بہت ہی کم ہوتی ہے - زیادہ تر ایسی کوشش اپنا فرقہ بڑہا کر اپنی طاقت اور اپنی جماعت کو بڑہانے کی غرض سے ہوتی ہے - اسی واسطے اپنا دہرم بڑہانے کی کوشش مین اکثر لوگ دیوانہ ہو کر ہر قسم کے جائز اور ناجائز طریقہ استعمال مین لاتے رہے ہین - یہانتک کہ اسی اندہے جوش کی وجہ سے اسقدر کشت و خون ہو چکے ہین کہ خون کی ندیان تک بہہ گئی ہین -

ایسی حالت مین جہوٹ - فریب - مکاری - دغابازی - بے حیائی - وغیرہ ناجائز طریقون کو استعمال مین لانیکی تو بات ہی کیا ہے - مذہبی جوش مین انسان کچھ ایسا اندہا ہو جاتا ہے کہ دوسرے کی برائی کا ذرا سا تنکا اُسکو شہتیر دکہائی دینے لگتا ہے - اور اپنی برائی کا شہتیر تنکے کے برابر بہی معلوم نہین ہوتا - مذہب کے اس اندہے جوش نے دنیا مین ہمیشہ بدامنی اور بدسلوکی قایم کی ہے - اور اسی بیہودہ جوش کی وجہ سے ایک مذہب والا دوسرے مذہب والیکو اور دوسرے مذہب کے رسم و رواج کو بہت ہی نفرت کی نگاہ سے دیکہتا ہے - اور جہانتک اُس سے بن پڑتا ہے دوسرے مذہب والیکے ہر ایک مذہبی کام مین [illegible] اٹکاتا ہے - چنانچہ اسی وجہ کو لیکر روزمرہ دیکھنے مین آتا ہے کہ جس گانون مین زیادہ ہندو رہتے ہین - وہ اس گانون مین [illegible] مسجد بنانے مین مزاحم ہوتے ہین - اور جس گانون مین زیادہ تر مسلمان رہتے ہین وہ ہندوؤن کے مندر بنانے مین [illegible] ہوتے ہین - اسی تعصب کی وجہ سے کچھ دنون پہلے ویشنو لوگون نے بہت سے مقامات پر جینیون کی [illegible] فساد اور دنگہ کئے ہین - اور اب بہی رام لیلا اور تعزیہ داری پر جو تکرار ہمیشہ دیکھنے اور سننے مین آتے ہین [illegible] اسی اندہے جوش کا نتیجہ ہے مذہبی جوش کا یہ مرض محض ہندوستان مین نہین رہا ہے بلکہ دیگر ممالک مین بہی [illegible] رہا ہے - چنانچہ یہودیون اور عیسائیون مین - عیسائیون اور مسلمانون مین - شیعہ اور سنیون مین - پراٹسٹنٹ [illegible] کیتہولک مین بڑی بڑی مذہبی لڑائیان ہوئی ہین - اور شہیدون کے خون سے بارہا زمین سرخ کی گئی ہے -

جب مذہبی جوش نے انسان کو ایسا اندہا بنا رکہا ہے - اور اس جوش کے بہڑک جانے سے ایسی ایسی خرابیان پیدا ہوتی ہین تو انسان پر لازم آیا کہ جس جس قدر تہذیب مین ترقی کرتا جائے - اور سچا انسان بننے کی طرف بڑہتا جائے اُسی قدر اس اندہے اور بیہودہ جوش کو بہڑکنے نہ دے - بیشک انسان کے دل سے دیا کا یہ بہاؤ نہین نکل سکتا ہے کہ جس راستہ کو وہ کلیان کا راستہ سمجہتا ہے - وہ یہ کوشش کرنے لگے اور ایسی ایسی تدابیرین نکالے جس سے وہ اس راستہ پر کل دنیا کو چلانے مین کامیاب ہو جائے - اور جس راستہ کو وہ نقصان کا راستہ سمجہتا ہے اُس سے دنیا کو بچانے کا فکر کرے بیشک یہ ایک نہایت

۲۴ اپریل ۱۹۱۷ء کو کھاتولی تشریف لائے۔ انکی اطلاع آنے پر ہم بھی کھاتولی گئے وہاں پر وستہ بھائیوں کے کمیلالا رشیٹھ مل جی کو سمجھا بجھا کر اسبات کیلئے آمادہ کر دیا ہے کہ وے اپنا مندر بنالیوین۔ اور مذہبی فرض کی ادایگی سے محروم نہ رہین خوشی کی بات ہے کہ دستہ بھائیوں نے دگمبر جین مندر بنانا منظور کر لیا ہے۔ اور اسکے لئے بہت جلد کوئی تاریخ مقرر کر کے اطلاع دینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ بھائی جین دہرم کے ماننے والو۔ اور اسکا سچے دل سے پرچار چاہنے والو۔ دیکھئے کیا ہو رہا ہے کو جینی بناؤ۔ ہر ایک دہارمک فرض کی ادایگی کا سادہن انکے لئے آسان کرو۔ جب ہی تو وے لوگ جینی بنکر اپنا کلیان کر سکینگے ورنہ کسیکو جین بنالینا اور فرض کی ادایگی سے منع کر دینا بالکل ایسا ہی ہے کہ جیسے کسی کو گہر کا مالک بنا دینا اور گہر کی چیزون کے ہاتھ نہ لگانے دینا۔ اس سے کوئی نتیجہ نہین نکلتا۔ ہم امید کرتے ہین کہ کھاتولی کے دستہ بھائی بہت جلد تاریخ مقرر کر کے اطلاع دینگے۔ اور ہمارے بیسہ بھائی ذاتی رنجشونکو دل سے دور کر کے اس دہارمک کام مین سچے دل سے امداد فرماینگے۔ پردیپ

یتی کی موت

پچھلے دنون یہ خبر چند جین اخبارون مین شایع ہوئی تہی کہ پالی تانہ مین ایک جین سوتیا مبر یتی چھوٹے لال مر گیا تہا جسکی لاش کو سرکار کی طرف سے جلایا گیا۔ اور وہ بھی بہت کم۔ بلکہ مردہ جسم کو جانورون نے کھایا۔ اسکے لئے سیٹھ آنندجی کلیانجی آفس کے منیب کو دوشی بنایا گیا تہا کہ کیون اسنے اس یتی کے مردہ جسم کو نہین جلایا۔ اور کیون بہنڈار سے کافی خرچ نہین دیا۔ اسبارے مین انبالہ شہر کی سوتیامبر سماج نے سیٹھ آنندجی کلیان جی فرم کے منیجر سے خط و کتابت کی تہی جو جواب وہانسے آیا ہے وہ نیچے شایع کیا جاتا ہے۔ گو جواب صحیح ہے لیکن لاپرواہی منیب صاحب کی پھر بھی ٹپک رہی ہے۔ ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ ہر ایک تیرتھ کمیٹیون کے منیجر اور منیب لوگ اسبات کا پورا خیال رکھینگے کہ اگر کوئی لاوارث جین خواہ سادہو یا جاتری کسی کارن کو پاکر مر جائے تو اسکا داہ کرم اچھی طرح سے کرا دیا کرین تاکہ پھر ایسی شکایت سننے مین نہ آوے۔ پردیپ

سیٹھ آنندجی کلیان جی آفس احمد آباد ۹/۴/۱۷

بنام سکریٹری آتمانند جین سبہا انبالہ شہر پنجاب

جناب من۔ آپکا خط نمبری ۲۷ مورخہ ۵ ماہ حال ملا۔ جواب مین لکھا جاتا ہے کہ آپکے خط ملنے سے پہلے ہی ہمکو وہ خبر مل چکی تہی جو آپ ہمکو اب لکھتے ہین۔ پالی تانہ کے منیب سے جواب طلب کیا گیا تہا۔ اور وہ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء کو مل گیا تہا۔ وہ آدمی جسکی موت ہوئی ہے۔ اسکا نام چھوٹے لال تہا۔ وہ یتی نہین تھا لیکن جینی بنگیا تہا۔ وہ کسی اپاشرے مین نہین رہتا تہا بلکہ پالی تانہ کے واگہیر واڑہ محلہ مین رہتا تہا۔ یہ واگہیر واڑہ محلہ ایسے آدمیونسے آباد ہے کہ جو بہت ہی نیچ قوم کے ہین۔ جنکا آبائی پیشہ جانورونکو پکڑنا ہے یہی ایک واقعہ آپکے اطمینان کیلئے کافی ہے۔ اور یہ کہ جو خبر جین پردیپ مین شایع ہوئی ہے وہ صحیح نہین ہے۔ آپکا نیاز مند لالبہائی ٹیکم لال

مین شتاغا نہ سہارنپور صہ ، جین پردیپ دیوبند صہ ، جین پرچارک میرٹھ صہ ، ہم شری بھی کے دہرم بہاؤ کی تعریف کرتے ہوئے پراتھنا کرتے ہین کہ ان کی آتما کو شانتی نصیب ہو۔ "پردیپ"

جین جنتری پتر جین بھائیوں کے لئے جنتری پتر کی ضرورت ہر ایک جینی کو ہوتی ہے۔ اسوجہ سے ہمارے چند مہربان ہمیشہ اپنی لاگت سے جنتری پتر تیار کرا کر جین پردیپ کے ذریعہ سے تقسیم کرایا کرتے ہین ہمیشہ کی طرح سے اس سال کے پتر بھی آج تقسیم کئے جاتے ہین۔ لیکن افسوس کہ یہ بہت خراب چھپے ہین ہم نہین کہہ سکتے کہ کیون اتنی لاپرواہی کیگئی ہے معلوم ہوتا ہے کہ لالہ جینی لال جین مالک پریس نے چھپائی معاف کر دی ہوگی اور مفت کا کام سمجھکر ایسا کیا ہوگا خیر کچھ بھی ہو لیکن یہ پتر اچھے نہین چھپے۔ آئندہ لالہ ہوشیار سنگھ جی اور لالہ بارو مل جی کو خاص طور سے احتیاط رکھنا چاہیئے اور پتر صاف چھپوانا چاہئے تاکہ پبلک کو فائدہ پہونچے۔ "پردیپ"

بادشاہ اور فقیر

"بادشاہ" کیون فقیر صاحب دُنیا کیا چیز ہے۔ (فقیر) ایک بے مصرف اور بیکار چیز ہے (سوال) دنیا مین ہمکو کسطرح رہنا چاہیئے (جواب) مثل اُس مسافر کے۔ جو رات کے وقت سرائے مین آکر ٹھیرتا ہے اور صبح ہوتے ہی اپنا ڈیرا ڈنڈا اُٹھا کر چلدیتا ہے (سوال) زندگی سے اچھی اور موت سے بُری کیا چیز ہے (جواب) نیکنامی زندگی سے بہتر ہے۔ اور بدنامی موت سے بدتر ہے (سوال) آدمیون کے لئے سب سے زیادہ قیمتی کیا چیز ہے۔ (جواب) ایماندار کے لئے ایمانداری اور بے ایمان کیلئے دولت (سوال) ہم سیدھا راستہ کسطرح معلوم کرسکتے ہین (جواب) علم کا چراغ لیکر۔ (سوال) کسی ایسی چیز کا نام بتلاؤ جو سب سے اونچی ہو۔ (جواب) کرنفسی۔ اچھا اور باتین کل دریافت کرونگا۔

کہاتولی کے دسّہ اور دگمبر جین مندر

ناظرین کو اچھی طرح معلوم ہے کہ کہاتولی کے دگمبر جین دسّہ پوجن پرکشال کرنیسے محروم ہین۔ چونکہ پوجن پرکشال کا کرنا ایک دہارمک فرض کا ادا کرنا ہے۔ اسلئے انکو دہارمک فرض کی ادائگی سے محروم دیکھکر دا ہود کے اُس جلسہ مین جو کہ بمبئی وغیرہ مین اتنک سبھا کا پچھلے دنون ہوا تھا۔ حاضرین جلسہ نے ایک ریزولیشن بسلسلہ پاس کردیا تھا کہ کہاتولی کے دسّہ بھائی اپنا جُدا مندر بناکر پوجا پرکشال کرین اسکے علاوہ دہلی کے صد ہا بھائی بھی انکو تحریک کرتے رہے کہ آپ لوگ اپنا جُدا مندر بناکر پوجن پرکشال کرین۔ اور علاوہ دہلی کے کتنی ہی جگہ کے بھائیون نے اس امر کی اجازت کے دستخط کر دیئے ہین کہ دسّہ اپنا جُدا مندر بناکر پوجا پرکشال کرلیا کرین دگمبر جین کے دائرہ سے ہرنہ جائین۔ یہ سب کچھ ہونے پر کہاتولی کے دسّہ ابتک مندر بنانے پہ تیار نہین ہوئے ممکن ہے کہ انکو کہاتولی کے بیسہ بھائیون نے کوئی خوف دلا دیا ہو۔ اس غرض کو لیکر دہلی کے ۱۶-۱۵ بھائی

لوگ ہزاروں روپیہ صرف ناچ تماشوں میں لگا دیتے ہیں کیا ایسے وقت میں گورنمنٹ کے بینکوں میں تالے لگ گئے ہیں نہیں!
دیگر اتفاقیہ یعنی علمی۔ اخلاقی وغیرہ میں تو ہمارا ضلع سب سے پیچھے گرا ہوا تھا ہی لیکن ایسے سنہرے موقعہ پر بھی فائدہ اٹھانا اسکی قسمت میں نہیں
بہرے معزز برادران وطن گورنمنٹ چیلا ہے۔ چیلا ہے۔ بیت والے کہتے ہیں کہ اسکی تین حالتیں ہوتی ہیں دان۔ بھوگ۔ اور ناش
اگر اسکو کسی قومی۔ مذہبی یا ملکی خدمات میں نہ لگایا جائے۔ یا اپنے عیش و آرام میں خرچ نہ کیا جائے تو ضرور تیسری حالت ہوتی
ہے یعنی بناش ہوجاتی ہے پس اب وقت ہے کہ اپنی گورنمنٹ کو امر کیجائے۔ اور اس سنہرے موقعہ سے فائدہ اٹھایا جائے۔

بھائیو! آپ لوگ تجارت کرتے ہیں لین دین کرتے ہیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ پھر آپ کو ایسے عمدہ موقعہ سے ضرور
فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ شاید آپ لوگوں کو یہ خیال ضرور گذرا ہو کہ جب جنگ کا خرچ اکروڑ کے قریب روزانہ ہے تو ہماری چھوٹی
چھوٹی رقمیں کیا سہارا لگا سکینگی لیکن آپ کا ایسا خیال کرنا کچھ زیادہ مفید نہیں ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ جب کوئی بڑا تاجر
دولتمند آدمی کوئی دھارمک کام کرتا ہے تو وہ اپنے غریب بھائیوں سے ایک ایک پیسہ وصول کرکے اسمیں لگاتا ہے یہ سب کچھ وہ اسلئے کرتا ہے
کہ میرے دیگر بھائی بھی اس دھارمک کام میں حصہ دار بن جائیں۔ بس اسی طرح سے یہ آپکی چھوٹی رقم بھی بہت کچھ کام دیگی یہ خیال ہے
بھائیو! دل کھولکر قرضہ دو۔ اور نفع اٹھاؤ۔ روپیہ کی حفاظت سے بچوگے۔ اسامی بہت بڑھ جاتی ہے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے
دوسرے ہمارا اپنا فرض ہے کہ جو خدمات بادشاہ کی کرسکیں۔ وہ سچے دل سے کریں۔ ایسا کرنے سے ہماری دنیا بھی اور پرلوک بھی سدھر جائیگا
چونکہ میں نے آپ صاحبان کا وقت بہت زیادہ لیا ہے۔ لہذا آپ معاف فرمائیں۔ اور میری طرح سے آپ سب صاحب سچے دل سے پرارتھنا
کریں کہ اس موجودہ جنگ میں ہمارے انصاف کی جے ہو ہمارے شہنشاہ کی فتح ہو۔ اور ہم وہ دن جلد دیکھیں کہ جب ہمارے دشمن کا حوصلہ
ٹوٹ جائے اور وہ ہمارے شہنشاہ کے قدموں میں آکر سر جھکائے۔ اوم شانتی! بندہ خیرخواہ سرکار

برہمچریہ کی عظمت ۱۸ مارچ ۱۹۱۸ء کی صبح کو مینپوری کے پنڈت لال جی ادھشٹا تا برہمچریہ آشرم ہستناپور کو دیکھنے جین تیارہوئے
مندر واقع محلہ سوندھی ٹولہ چوک لکھنؤ گیا۔ جہانکہ سوامی انت ناتھ بھگوان کی پرتما کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ وہ اچل ہوگئی ہے اور اپنے
مقام سے جنبش نہیں کرتی۔ برہمچاری جی نے اشنان کرکے اور مندر کے کپڑے پہنکر ادب کے ساتھ پرتما جی کو اٹھایا۔ معلوم ہوا کہ وہ اچل ہوگئی
ہے۔ پھر برہمچاری جی نے جین جوال منتر کا دھیان کرکے پرتما جی کو دونوں ہاتھوں سے اٹھایا۔ اور وہ اٹھ گئی۔ ڈاکٹر پرشوتم داس صاحب
وکٹر بعلاوہ دیگر اصحاب کے اسوقت موجود تھے یہ سب کچھ برہمچریہ کا مہاتم یعنی عظمت ہے۔ نیاز مند اجت پرشاد از لکھنؤ۔

افسوس! افسوس کہ جاجلہ اپاٹن کے سیٹھ روپ چند جی اس سنسار اسار سے کوچ کرگئے اور اندور کے سیٹھ دان ویر کلیان مل جی کو دیو جیت مل ہم
سوگئے نام کو چلا۔ ہمکو معلوم نہیں ہوا کہ ان دونوں کے مرتے وقت انکے ورثا نے کیا دان دیا ہے آجکل ڈاک سے معلوم ہوا کہ بابو منید ولعل صاحب
ٹھیکیدار فیروز پور سوچنا اللہ شہال چند صاحب سراف سہارنپور کی دھرم پتنی کا سورگباس ہوگیا یہ بڑی دھرماتما تھیں ہمیشہ دان دیتی
رہاکرتی تھیں اب مرتے وقت مبلغ پانچسو روپیہ بتفصیل دان کرگئی ہیں شری جین مندر فیروزپور ما شری جین مندر رام پور ما
سہارن رجہان کی دھرمپتنی تھی شری جین مندر سہارنپور نام جین باغ سہارنپور جین پاٹھشالہ سہارنپور

رانا پرتاپ بارہ سال تک خرچ جنگ سے بے فکر ہوگئے تھے قرض اسی طرح سے ہندوستانی رعایا نے اپنے بادشاہ کی خدمات تن سے من سے اور دھن سے جب جب ضرورت پڑی ہے تب تب کی ہے۔

آپ لوگ شاید بھولے نہیں ہونگے کہ ہماری ہمسایہ جاپانی رعایا نے بوقت جنگ روس جاپان "اپنی راجبھکتی کا کیسا اعلی ثبوت دیا تھا۔ ایک مرتبہ کچھ جاپانی جہازون کو ڈبانے کی ضرورت پڑی۔ انکے ہمراہ کچھ ملاح بھی ڈبائے جاتے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ کون بہادر ہے کہ جو بادشاہ کے لئے اپنی جان قربان کرے ضرورت وہان تقریباً اڈھائی سو آدمیون کی تھی۔ لیکن درخواست ہزارہا کی تعداد مین گذری۔ پہر حکم ہوا کہ اپنی درخواستین خون سے لکھکر پیش کرو۔ تب بھی کئی سو درخواستین آئین۔ انمین سے ضرورت کے مطابق منظور کیگئی۔ بقایا واپس ہوگئین جس سے درخواست کے پیش کرنے والون کو بہت زیادہ رنج ہوا۔ آپ شاید تعجب سمجھینگے کہ ایک درخواست اس بنا پر واپس کیگئی تھی کہ چونکہ تمہارے بوڑھی والدہ موجود ہے۔ تم اسکی خدمت کے لئے رہو۔ اس نوجوان کو بڑا رنج ہوا۔ وہ گھر واپس آیا۔ اور اپنی واپسی کا تذکرہ بوڑھی والدہ کو سنایا۔ بہادر والدہ نے لڑکے کو کسی کام کے لئے بازار بھیجکر ایک خط لکھکر رکھ دیا اور خود کو حوالہ خنجر کیا۔ اس خط کو بیٹے نے پڑھا۔ اسمین لکھا تھا کہ "پیارے بیٹا چونکہ تم میری موجودگی کی وجہ سے اپنے بادشاہ کی خدمات اور ملک کی حفاظت سے محروم رہے جاتے تھے۔ اس لئے مین نے اپنے کو سورگ دھام مین روانہ کرکے تمہارے ادائگی فرض کا راستہ بالکل صاف کردیا ہے" کتنی بڑی بہادری کتنی بڑی دلیری اور کتنی بڑی راجبھکتی ہے۔ بھائیون! یہ راجبھکتی کا سبق ہندوستان کی نس نس مین گہسا ہوا ہے کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ [illegible] قدیم ہے آج مجھکو یہ کہتے ہوئے کوئی بھی ہچکچاہٹ نہین ہے کہ ہندوستانیون کو راجبھکتی کے ظاہر کرنے کا [illegible] موقعہ ملا ہے حالانکہ اسوقت چندہ کی اپیل نہین ہے۔ اگر کوئی ہے تو وہ قرضہ کا ذکر ہے۔ لیکن پھر بھی ہمکو شاہی [illegible] کے لئے ہر طرح سے تیار رہنا چاہیئے آپ جانتے ہین کہ جنگ کے لئے کسقدر روپیہ درکار ہے۔ مجھے اخبارون کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ ہماری سرکار کا خرچ تقریباً ۹ کروڑ روپیہ روزانہ ہے اسلئے جنگ کیواسطے روپیہ کی ضرورت ہے جو قرضہ کی صورت مین طلب کیا جاتا ہے میرا اپنا خیال ہے کہ اس سنہرے موقعہ سے ہر ایک امیر و غریب کو فائدہ اوٹھانا چاہیئے قرضہ دیکر سود کا فائدہ اور راجبھکتی علاوہ۔ مجھے فخر کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میری جین قوم کے ایک ساہوکار رئیس دانبیر راے بہادر سیٹھ حکم چند جی رئیس اندور نے اس جنگی قرضہ مین ہزار نہین لاکھ نہین بلکہ پورا ایک کروڑ روپیہ پیش کیا ہے اور ہزارون لاکھون کی رقمین تو میرے کتنے ہی جینی بھائیون نے دیکر راجبھکتی کا عملی ثبوت دیا ہے۔ جب مین اپنے ضلع سہارنپور کی فہرست پر نظر ڈالتا ہون تو مجھکو افسوس اور تعجب دونون ہوتے ہین۔ کیونکہ اس ضلع کے بڑے بڑے رئیسون زمینداروں اور دولتمندون مین سے ایک کا بھی ایسا نام نظر نہین پڑا کہ جسکی رقم پانچ ہزار یا اس سے زاید ہو بعض ایک رقم دس ہزار کی ہے سو وہ بھی ایک بیرسٹر صاحب کی ہے جن دولتمندون کے یہان لاکھون روپیہ کا لین دین ہوتا ہے جو دولتمند

یہ جنگ جرمنی کے کمینہ ورگرے ہوئے لالچی خیالات کو لیکر اٹھا ہے جسمین ہمارے بادشاہ کو بغرض انصاف سچائی اور اپنے ہمسایون کی حفاظت کے لئے میان سے تلوار نکالنی پڑی ہے ممکن ہے کہ آپ صاحبان مین سے بہت سے صاحب ایسے بھی ہون کہ جو جنگ کے حالات سے زیادہ واقف نہ ہون۔ لیکن جنکو اخبارات کے دیکھنے کا شوق ہے۔ وے اچھی طرح سے جانتے ہین کہ جنگ زور شور کے ساتھ ہو رہا ہے۔ اور ہمارے بادشاہ کو دن بدن کامیابی حاصل ہو رہی ہے ہمارے ہندوستانی بہادرون نے اس جنگ مین وہ حصہ لیا ہے کہ دشمنون کو ناک چنے چبا دیئے ہین۔ آج جبکہ کل یورپ مین اس جنگ کی وجہ سے بے چینی اور پریشانی چھائی ہوئی ہے۔ یہان ہندوستان مین امن امان کے ساتھ ہم لوگ اپنے دن گذار رہے ہین۔ یہ امن ہمکو اپنے بادشاہ کی بدولت نصیب ہے اور ایک ابھی کیا بلکہ جب سے گورنمنٹ عالیہ نے ہمارے سر پر ہاتھ رکھا ہے تب سے ہم لوگ ہر ایک طرح سے امن کی زندگی بتا رہے ہین۔

مین نے راون کی لائف پڑھی ہے۔ یہہ اپنے زمانہ کا ایک بہت بڑا بادشاہ گذرا ہے۔ اسکی بابت لکھا ہے کہ اسکے قبضہ مین بجلی ہوا۔ پانی۔ وغیرہ ایسے تھے کہ جو حکم یہ انکو دیتا تھا وہی کرتے تھے۔ اسکے کان اتنے بڑے تھے کہ ہزار ہا میل کی باتین سن لیا کرتے تھے۔ ممکن ہے کہ اس زمانہ مین یہ باتین کوئی گپ بھی جاتی ہون۔ لیکن موجودہ زمانہ مین گورنمنٹ عالیہ کی بدولت ہندوستان کے ایک ایک بچہ تک مین اتنی طاقت ہے کہ وہ بجلی سے ہوا سے پانی سے حسب منشا اپنے کام لے سکتا ہے۔ ہر ایک ہندوستانی کے کان اتنی طاقت رکھتے ہین کہ ہزار ہا میل کی باتین دم کی دم مین گھر بیٹھے سن لیتے ہین۔ ہ[illegible] تشریف لے جایئے۔ وہان بیٹھے ہی بیٹھے کہی کلکتہ جیسے دور دراز شہرون کی خبر منگوا لیجئے غرض اس زمانہ مین ہمکو بہت بڑی بڑی طاقتین آسانی کے ساتھ ملی ہوئی ہین مجھے رامچندر جی کی لائف دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ہے جس سے معلوم ہوا ہے کہ رامچندر جی کا انصاف اسقدر مشہور تھا کہ شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے تھے خوش قسمتی سے آج بھی شیر بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے نظر آتے ہین۔ مہاراجہ بھوج کی تالیف مین لکھا ہے کہ انکے راج مین ہر ایک شخص تعلیمیافتہ تھا تحصیل علم کے لئے گانون گانون مین تعلیم کا انتظام تھا آج اس زمانہ مین بھی تعلیم کی برکت ہمکو حاصل ہے۔ غرض اسوقت ہمکو ہر ایک طرح کا سکھ ہر ایک طرح کی طاقت اور ہر ایک طرح کی برکت حاصل ہے۔ ہندوستان مین مذہب بہت سے ہین لیکن ہر ایک مذہب کا اعلیٰ فرض راجہ بھکتی بتلایا گیا ہے۔ ہندوستان کی تواریخ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان کی رعایا نے راجہ کو ایشور تو نہین لیکن اسکے دوسرے نمبر پر خیال کیا ہے پہلے تو یہان ایشور کو نمسکار کیا جاتا ہے پھر راجہ کو سر جھکایا جاتا ہے۔ اپنے راجہ کی خدمت۔ اور اطاعت دل وجان سے کرنا ہی ہندوستان کا دھرم ہے۔ جو اس نے ہمیشہ پالن کیا ہے روپیہ پیسہ ہاتھ کا میل ہے اسکی شمار ہی کیا ہے یہان تو راجہ کے قدمون مین سر تک نثار کر دیا ہے۔ تاریخ راجستان کے دیکھنے والون کو معلوم ہے کہ رانا پرتاپ کو ایک معمولی مہاجن یعنی سیٹھ بھاماشاہ جینی نے اسقدر روپیہ دیا تھا کہ جسکو پاکر

سائینس کا وہ محقق یورپ مین یکتا تھا
ایجاد مین ایڈیسن لاثانی کیون نہوتا
نیوٹن رہا مجرّد تا زیست شوق سے تھا
ہربرٹ اور سویڈن تھے دل سے تیرے عاشق
امریکن ایک تھورو تجھپر فریفتہ تھا

آیا خیال شادی جسکو نہ زندگی بھر
وہ کنوارا ہو اتھا چالیس برس کے اوپر
گذا ریاضی دان سے علم ہی وہی پڑہکر
پلٹا خیال دنیا کا تھا جنھون نے آکر
تجے سانپ کاٹتے ہی اسکو نہین لپٹ کر

پرور وہ تھا تیرا ہی بھیشم ساسخت جان بھی
بانون کی سیج پر جو ہرگز ہوا نہ مضطر

تونے ہی گود پالا اُس لکشمن بلی کو
تونے ہی تو ہنو کو بے مثل بیر تا دی
اکلنک کو بھی تونے وہ بیرتا دی جس سے
ہنسا کی جڑ اُکھاڑی جس بیر نے یہانسے
نفرت کی جس نے تجھ سے وہ خاک مین ملا بس
ہاتھون سے مت لٹاؤ طاقت کا تم خزانہ
جیون خراب ہوگا۔ اُلٹا عذاب ہوگا
رہ جائینگے دلون مین ارمان سب تمہارے
گر چاہتے ہو جیون اونچا بنے ہمارا

جسنے نہ دل مین کہایا کچھ میگھنا دسے ڈر
تونے بھیم۔ ارجن دکھلائے تھے دلاور
سمجہا دہرم بتایا دنیا کو ہو کے بے ڈر
وہ بھی تیرا تھا شیدائے برہمچریہ جوہر
اونچے چڑہا وہ انسان جسکا بنا تو رہبر
ناحق نہ خون بہاؤ جب بیٹھے گھر کے اندر
بے موت تم مروگے دنیا مین دکھ اٹھا کر
ہوگا نہ ایک پورا یہ دیکھ لو برادر
برہمچریہ دیوتا کی پوجا کر برابر

الراقم

عشق نے غالب نکمّا کر دیئے ۔ ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

تقریر جناب ایڈیٹر صاحب جین پردیپ دیوبند

جو کہ ۲۴ اپریل ۱۹۱۸ء کو ٹون سکول دیوبند کے اس جلسہ مین ہوئی کہ جو بغرض قرضہ جنگ منعقد ہوا تھا

ڈیر پریذیڈینٹ صاحب و حاضرین جلسہ

اس جلسہ کی غرض آپ کو اطلاعی نوٹس سے معلوم ہوگئی ہوگی اور ہی بہی جناب پریذیڈینٹ صاحب بہادر کی اسپیچ سے معلوم ہوگئی ہوگی یہ جلسہ بغرض دو قرضہ جنگ منعقد ہوا ہے۔ آپ صاحبان کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ہمارے بادشاہ سلامت شہنشاہ جارج پنجم تقریباً تین سال سے اس جنگ مین مصروف ہین کہ جو جنگ یورپ کے نام سے مشہور ہے

سے ہوکر جین دہرم کے نادکو دیش کے اندر بجایا تہا کس طرح بے دہڑک بکر سنگہ کی طرح سے گرجتے ہوئے جین مت
کی گیان روشنی کو بہارت میں پہیلاکر نستیات کا اندہکار دور کیا تہا کس طرح سے تارا دیوی کو شکست دیکر پاکہنڈیوں
کا مان مردن کیا تہا کس طرح سے دیش میں ہوتی ہوئی جیو ہنسا کی جڑ اکہاڑکر اہنسا دہرم کا جہنڈا گاڑ دیا تہا غرض
اسی مائی کے لال نے۔ اس جین بالک نے۔ اس بال برہمچاری نے جین دہرم کے لئے ازحد محنت اور کوشش کی تہی
جسکا نتیجہ صاف نظر آرہا ہے اور وہ یہ کہ ہم آج جینی کہلا رہے ہیں۔ اور بہارت میں جین دہرم کا نام باقی ہے
لیکن اب سوال یہ اٹہتا ہے کہ اکلنک دیو کے اندر وہ کونسی شکتی تہی جسنے یہ سب کچھ کرایا کیا وہ شکتی ہمارے
اندر نہیں ہے۔ اور کیا ہم دہرم کی ترقی نہیں کر سکتے۔ پیارے مترو! سوال قابل تعریف ہے۔ جسکے جواب میں کہنا
پڑتا ہے کہ اکلنک دیو میں وہی شکتی تہی جو کبہی تمہارے اندر بہی پائی جاتی تہی۔ لیکن اکلنک دیو کی شکتی مرتے دم
تک ساتھ رہی۔ اور تمہاری شکتی کا عرصہ ہوا خون ہو گیا۔ اس لئے وہ کرنے کو سب کچھ کر گئے۔ مگر تم کرنے قابل ہوکر
بہی کرنے سے پہلے مر گئے۔ اچہا تم ہی بتلاؤ کہ تمنے کتنے عرصہ تک برہمچریہ کا پالن کیا ہے۔ اور کب تک برہمچاری بنکر
پراچین طریقہ سے اپنا جیون بتایا ہے۔ کیوں خاموش کیوں ہو۔ ہمارے منہ کی طرف کیا دیکہتے ہو بس یہی نہ کہ
تم ابہی پورے ایک سال کے بہی نہیں ہوئے اور چار بیٹوں کے باپ کہلائے جانے لگے ابہی دودہ کے بہی دانت
نہیں ٹوٹے اور باپ بنکے آگہر لئے۔ نہ معلوم کیوں ایسا ہوا ہے۔ واہ یہ بہی کوئی پیچیدہ سوال ہے۔ اسکی وجہ
صاف ہے۔ وہ وجہ صاف یہ ہے بجز سفید خون کرنے کے اور کیا لیا ہے۔
بہائی سفید خون کرنے کے متوالو۔ ہم تو جو کچھ کرنا تہا کرچکے تمہاری ڈولی تو سدہ چکی تم تو گنگی گنگا میں ہنو دلد
دکہا چکے لیکن آئندہ آلی پود کو کیا کرنا چاہتے ہو۔ کیا اسکو بہی اسی طرح سے ہی نامردوں کے حشر میں نامرد بنا کر
گے لیا لاستا وہی سفید خون کرنے کا عادی بنا کر خاک میں ملاؤ گے۔ اگر ایسا ہی ارادہ ہے تو رام رام۔ اور جو
تم لوگ اپنے کئے پر پچہتاتے ہو اور آئندہ کی پود کو کسی قابل بنانا چاہتے ہو تو آؤ رشبہ برہمچریہ آشرم کا سہارا لو یہ
آشرم آپ ہی ایک ایسی درسگاہ ہے جو تمہاری اولاد کو بلوان بنائیگا۔ اور اکلنک دیو جیسے جوہر پیدا کرے گا۔ کیوں بہائی
نوجوان بچو! کیا تمہارا دل اکلنک دیو جیسے بننے کو چاہتا ہے اگر چاہتا ہے تو سفید خون مت کرو اپنے طاقت کے
خزانہ کو اپنے ہی ہاتہوں مت لٹاؤ۔ اور برہمچریہ آشرم میں داخل ہو کر دینی و دنیوی تعلیم حاصل کرو۔ برہمچریہ
کا پالن کرنا زندگی کا سدہار کرنا ہے۔ اس سے جسمانی ترقی ہوتی ہے اور روحانی بہی اگر ہو سکے تو مندرجہ ذیل نظم
بہی پڑہ ڈالو اس سے بہی شاید کوئی بات ہاتہ لگ جائے۔

نظم

اے برہمچریہ تو ہے جس دل میں جلوہ گستر سیمرغ سا بہادر تو نے کیا تہا پیدا	اُسکا تابع تو نے دنیا میں نام آور اٹلی کو بنا کر دیا آزاد جسنے اُٹہکر

کی قائمی کو ایک سال سے زیادہ عرصہ گذر گیا اور بذریعہ اخبارات مین پر چارک ودیمین ہردیپ اسکے حالات وقتاً فوقتاً
بابت ناظرین کئے گئے۔ لیکن کسی دانی سیٹھ ساہوکار کی توجہ اسطرف نہین گئی یہہ اسکول مڈل کلاس تک ہے اسکے تیس
طلبا اس وقت ودیا حاصل کرتے ہین تیس بورڈرس ہین دن بدن ترقی کررہا ہے۔ دونون پرکار کی تعلیم دی جاتی ہے
دس ٹیچر اس وقت کام کر رہے ہین خرچ قریب اڑھائی سو روپیہ ماہوار کا ہے علاوہ ازین عمارت اسکول و بورڈنگ
کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہے۔ ۱۴ اپریل ۱۹۱۱ء کو جناب انسپکٹر صاحب بہادر اسکولس میرٹھ سے بذریعہ موٹر اس
اسکول کے ملاحظہ کے لئے تشریف لائے تھے اور ملاحظہ فرماکر خوش ہوئے یکم جولائی ۱۹۱۱ء سے اسکے ریکگنائز ڈ
ہو جانیکی پختہ اُمید ہے لہذا جین قوم کے شریمان سیٹھ ساہوکارون کو اسکی طرف خاص طور سے توجہ فرماکر پوری
پوری امداد فرمانی چاہیئے۔ اور جو صاحب جس قسم کی بھی امداد اپنی شکتی انوسار اسکی کرسکتے ہون۔ تن من یا دھن سے
کرکے اس نونہال کی جڑ کو پختہ و مضبوط کرین۔ خیر خواہ قوم جگجیت سنگھ جین منیجر ڈگمبر جین اسکول بڑوت
(نوٹ) درب کشیتر۔ کال۔ بھاؤ کو وچار کرکے جو بھی کام کیا جاتا ہے۔ اُسمین بڑی بھاری کامیابی حاصل ہوتی ہے
اگر کوئی کسان کاتک کے مہینہ مین بجائے گیہون بونے کے اُڑد بونے لگ جائے یا منگسر پوہ کے مہینہ مین شکر
کی پود لگانے لگ جائے تو وہ بجائے نفع کے سخت نقصان اُٹھائیگا اُسکی محنت تو رائیگان جاویگی ہی پر ساتھ ہی
تخم اور لگان کا بھی ٹوٹا پڑیگا۔ اور جو دوسری فصل اُسمین تیار ہوتی اُس سے بھی محروم رہ جائیگا۔ ٹھیک اسی
طرح سے جو قوم یا ملک درب کشیتر۔ کال بھاؤ کا وچار نکرکے دینی و دنیاوی کامون کو انجام دیتے ہین۔ وہ اپنی
اس غلطی سے سخت نقصان اُٹھاتے ہین۔ ہماری جین قوم جسکے دھرم شاسترون مین جابجا ہی بتایا گیا ہے کہ ہر ایک
کام کو درب کشیتر کال بھاؤ کے انوسار کرو۔ اسکے بالکل خلاف عمل کررہی ہے۔ اسکا یو جاپرتشٹھاؤن مین لاکھون
روپیہ لگانا۔ کاٹھ کے ہاتھی گھوڑون مین دولت کا سواہا کرنا۔ مندرونکی دیوارین سونے چاندی سے لپوانا۔
یا اور دیگر اسی قسم کے کامون کا کرنا صاف بتلا رہا ہے کہ یہ شاستر کے بچنون پر شردھا نہین رکھتی۔ ورنہ کیا وجہ تھی
کہ یہ درب کشیتر کال بھاؤ کا لحاظ رکھتے ہوئے کام نہ کرتی۔ اور ان ظاہرا آڈمبرون سے کنارا نہ کرتی پس قوم
کو ہوشیار ہو کر اپنے دھرم گرنتھون پر شردھا کرنی چاہیئے۔ اور درب کشیتر کال بھاؤ کے انوسار چلنا چاہیئے چونکہ
سماج مین اسوقت ودیا کی ضرورت ہے۔ اس لئے ودیا کی ترقی کے لئے پاٹھ شالائین۔ ودیالیہ سکول۔ ہائی سکول
اور کالج وغیرہ کھولکر زمانہ کی ضرورت کو پورا کردینا چاہیئے۔ "پردیپ"

وہ کیا شکتی تھی!

ہم بہت پرانے زمانہ کے راگ نہ گاکر شری مدبہٹ اکلنک دیوکی لائف کے ہی اوپر نظر ڈالتے ہین کہ اونہون نے کسطرح سیٹھ

موجود ہے۔ باہر نہین گئی۔ آپ تلاش کرا ئیے مل جائیگی۔ بادشاہ نے مکرر سکر فرمایا کہ ہم بہت تلاش کرا چکے۔ شاگرد نے جواب
دیا کہ میری رائے اسکے خلاف قایم نہین ہوئی۔ تب تو بادشاہ جین منیون کی علمیت و فضیلت کے معتقد ہو گئے۔ اور کہا کہ
آپ ہم سے کچھ مانگئے۔ وہ بھی جیسے گرو تھے ہی چیلا۔ آتم گیانو ہو روپی سمپدا سے جنکا خواہش روپی گڈا پُر تھا بولے کہ
آج سے کسی جین سنی کو اس قسم کی تکلیف نہ دی جاوے۔ بادشاہ نے منظور فرمایا۔
معزز ناظرین اس پر کافی غور فرمائیے آپ کو معلوم ہوگا کہ اگر درب کشیتر کال بہاؤ کو مد نظر رکھکر ہم دھارمیک
وسنسارک کاریون مین پرورتی کرین تو جین مت جو تنزلی کر رہا ہے ایکدم ردبا ترقی ہو۔ موجودہ زمانہ مین جین سند
و جین پرتما سمود و شاستر بھنڈار۔ اور زر ق برق سامان وغیرہ کی کمی نہین ہے۔ اگر کوئی کمی ہے تو وہ توجہ چا
کرنیوالون کی جن بانی کا پرچار کرنے والون کی۔ جن پرتما کا بدھی پوربک پرکشال و پوجن کرکے بیت راگتا حاصل
کرنیوالون کی۔ اور یہ کمی جب پوری ہو سکتی ہے کہ جبکہ لوکیک ودیا کے ساتھ ساتھ ہمارے بچون کو دھارمیک شکشا
باقاعدہ دیجاوے۔ اور اسکے لیے جین پاٹھ شالہ و جین اسکول و ہائی سکول وغیرہ قایم ہونیکی ضرورت ہے۔
آج کل کے نیو جنٹلمین انٹرنس ایف اے۔ بی اے وغیرہ کی ڈگریان حاصل کرکے اور ہائی اسکول و کالجون سے نکل کر
(جنہون نے اپنی گذشتہ زندگی مین یہ جانا ہی نہین کہ دہرم کس چڑیا کا نام ہے) عجیب طرح سے دہرم دروہی ہوکر
پرورتی کرتے ہین بعض ایک دو شاستر دیکھکر کتھن کی اپیکشا کو نہ سمجھکر نشچے ویوہار نے کے سر و پسے ناواقف طرح
طرح کے مغالطون مین پڑجاتے ہین نیم جپ۔ تپ۔ کریا۔ کرم وغیرہ سب کو فضول و بیکار بتلانے لگ جاتے ہین
اگر اونہون نے لوکیک شکشا کے ساتھ ساتھ دھارمیک شکشا بھی پائی ہوتی تو ایسا عمل اختیار نہ کرتے۔ بس ان نقص
کو دور کرنے کے لیے ہمارے شریمان سیٹھ ساہوکارون کو درب۔ کشیتر کال او بہاؤ پر غور فرماکر دہرم سادہن
کے لیے کس درب کی اس کشیتر مین اور موجودہ کال مین (جبکہ اودیا روپی اندہکار چہایا ہوا ہے جسکی وجہ سے ہمارے
بہاؤ کشایون سے ملین ہو رہے ہین) ضرورت ہے دہرم ودیا کا پرچار کرنا لازم آتا ہے اونکو بہ نسبت اور دہرم کے
انگون کے اسطرف زیادہ توجہ کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے ورنہ جب جہالت کا پورا اثر ہو جائیگا تو پھر اور دہرم سادہن
کے ذرایع ہرگز کچھ کام نہ دینگے اسلیے اونکو گون اور اسکو مکھیہ سمجھکر اونکو اپنے درب کو اسکول ہائی اسکول و کالج کھولنے
مین بہت زیادہ صرف کرنا چاہیے اور جو سکول وغیرہ موجود ہین اونکی ہر طرح سے امداد کرنی چاہیئے۔
کسی جین اسکول کے لئے ماہواری چندہ مقرر کردینا یا کسی جین اسکول و بورڈنگ کی عمارت کے کل یا جزو کو اپنے
روپیہ سے طیار کرا دینا اور اوس پر اپنے نام نامی کا پتھر لگوا دینا یا کسی اسکول کے کل خرچ کو اپنے ذمہ رکھکر
اوسکے نام کے ساتھ اپنے اسم گرامی کو لگا دینا۔ کیا دین و دنیا مین یہی بھلائی و ناموری کا باعث نہین ہے۔ کیا ودیا
دان سے بڑھکر کوئی دان اس زمانہ مین ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ لیکن ہمکو افسوس ہے کہ ڈگمبر جین اسکول بہت

انسانی فرض کیا ہے۔ اور وہ کسطرح ادا کیا جاتا ہے۔ یہ جب بتلائینگے کہ جب ہمکو گرو کتنا مل جائیگی۔ اور اگر بھی ملی تو
ہم بتلانے سے عذر نہین کرینگے۔ چلو پھر و ہدیتا۔ لیکن لگے ہاتھون یہہ بھی بتلائے دیتے ہین انسان کا فرض ہے غرض پر
لات مارنا سوارتھہ کا تیاگ کرنا۔ سچائی کا پابند ہونا۔ پرشارتھہ کو بنائے رکھنا۔ آتمیک بل بڑہانا اور دوسرونکا اپکار
کرنا لیکن یہ سب کچھ کون کرتا ہے "آدمی" دنیا مین آدمی کے سب گاہک ہین۔ وہ خوبصورت ہو یا بدصورت۔
کالا ہو یا گورا۔ امیر ہو یا غریب۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ لیکن ہو آدمی۔

بہائی پڑھنے والو۔ اول تو ہمکو یقین ہے کہ جب تم اپنی طرف غور فرماؤگے تب سب آدمی بنے بنائے نکلوگے۔ اور اگر کسی کے اندر کچھ کمی نظر آئے تو اُسکو لازم ہے کہ وہ اس کمی کو دور کرکے آدمی بنے۔ اور مکمل بنے۔ کمی کا رہنا کچھ آدمیت مین داخل نہین آدمی ہو تو پورا آدمی ہو۔ نہین تو پھر کیا آؤ بھائی لوگون آؤ۔ ہم سب اپنی کمیون کو پورا کرکے آدمی بنین ہم سب اس مول منتر کا جاپ کرکے آدمی بنین۔ آدمی بننا کون بڑی بات ہے محض خیال کی ضرورت ہے ذرا خیال کیا اور آدمی بنے۔ اور آدمی ہی وہ آدمی کہ جسکو دیکھکر زمانہ پیار کرے۔ دنیا سر جھکائے اور پبلک پیچھے دوڑی دوڑی پھرے۔

بہاگتی پہرتی تہی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم ٭ اب ہمین نفرت ہوئی وہ بیقرار آنے کو ہے

جین قوم کے کلیان کا اُدپائے

مسلمان بادشاہون کے زمانہ مین جبکہ جین مت کا ستارہ کچھ ٹمٹما رہا تھا کسی بادشاہ نے جین سنیونکی تعریف و توصیف سنکر اونکے امتحان کا ارادہ کیا اور اپنی اکلوتی گیارہ سالہ پیاری بیٹی کو قلعہ کے اندر پوشیدہ مقام پر چھپاکر اس امر کی شہرت کی کہ وہ گم ہوگئی ہے اور عوام کو یقین کامل دلانیکے لئے اوسکی تلاش و جستجو خوب سرگرمی سے کرائی گئی لیکن بعدہٗ اسکے نہ ملنے کا اظہار کرکے جین منی کو کہ جو جنگل مین مقیم تہے بلانے کے لئے حکم دیا فوراً اونکے پاس ایک مصاحب معہ چند ملازمان پہونچا اور یہ ادب حکم شاہی اونکو سُنایا منی جی سنساری پنچے بہوگو نسے برکت آتم ہیان کے رسیا حکم شاہی کو اٹل سمجھکر اپنے ایک شاگرد سے بولے کہ بھائی انکے ساتھ جاکر شاہی سوال کا جواب دو۔ لیکن دربکیشتر کال بہاؤ کو خوب وچار کر جواب دینا۔ شاگرد بادشاہ کے سامنے لائے گئے بادشاہ نے بیان کیا کہ دوپہر کے وقت ہماری پُتری اس قلعہ کے اندر سے گم ہوگئی۔ اوسکو کون لے گیا۔ شاگرد نے درب کنیا کشیتر قلعہ کال دوپہر۔ و بہاؤ بادشاہ کے چہرہ پر غور کیا کہ گیارہ سالہ درب چینی درب (کنیا) کا گم ہوجانا اور قلعہ جیسے محفوظ کشیتر سے اور دن کے وقت اور پیاری اکلوتی بیٹی کے گم ہوجانے پر بھی بادشاہ کا خوش و خرم نظر آنا بے چینی و آزردگی کے آثار اونکے بشرہ سے نہ پائے جانا یہہ امور صاف صاف اس امر کا اظہار کرتے ہین کہ محض ہماری پریکشا کے لئے ہے۔ ورنہ کنیا گم نہین ہوئی پس بعد کافی غور و وچار کے شاگرد نے کہا کہ آپکی پیاری پُتری قلعہ کے اندر ہی

ہوا کہ جب ہمکو اس فقرہ کی سچائی ہوبہو جھلکنے لگی - اور ہم آج دوسرے لوگون سے کہنے کے لئے آمادہ ہونگے کہ بھائی آدمی بنو
یہ بہت ممکن ہے کہ بعض سننے والے ہمارے طرح سے دکھی ہو جائین اور ہمکو من ہی من مین دو چار گالیان بھی دے
ڈالین لیکن ایسا کرنے سے پہلے ایسے لوگون کو ہماری سب بات سن لینا چاہیئے - پھر جیسی رائے ہو ویسا کرنا چاہیئے
بھائی سننے والو مضمون کسی خاص کے لئے نہین ہے جو کوئی برا مانے - آدمی ہونا اور بات ہے اور بننا اور بات ہے - ایک شخص کے
ہاتھ پیر ناک آنکھ کان سب موجود ہین - اور وہ انسانی شکل مین نظر آرہا ہے - لیکن امتحان کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ آدمیت اسکے
اندر نہین ہے تو کہا جائیگا کہ وہ آدمی کی صورت مین ہے پھر آدمی نہین - اسمین سینگ پونچھ والے حیوانون مین کچھ تھوڑا سا
ہی فرق ہے - کیا ہوا جو حیوانون کے سینگ اور پونچھ ہین - ان حضرت کے داڑھی اور مونچھ ہین -

ایک طالب علم آدمی ہونے کا دعوی کرتا ہے اور اپنے آدمی پن پر اکڑتا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے اپنا سفید خون بہاتا ہوا
گپ شپ مین وقت گنواتا ہے تو کیا آپ اسکو آدمی کہینگے ایک سا ہوکا - اور وہ اپنے کو آدمی کہتا ہے - لیکن غریب لوگونکو
ستا ستا کر اپنا خزانہ بھرتا ہے - اور خود اپنے آپ اور اپنے گھر کے لوگون کو کھانا تک بھی حل کھولکر نہین دیتا تو کیا وہ سچ
مچ آدمی ہے - ایک حاکم ہے - اور وہ آدمی ہونے کا دم بھرتا ہے - لیکن پبلک کو ڈرا دھمکا کر یا مار پیٹ کر یا انصاف کا خون
کرتے ہوئے روپیہ وصول کرتا ہے تو کیا وہ آدمی ہے - ایک جینی صاحب سبز پھلون اور ترکاریون سے پرہیز کرتے ہین
اور وہ اس لئے کہ ایک اندری جیو کی ہنسا ہو جائیگی لیکن پانچ اندری جیو یعنی ساڑھے تین ہاتھ کے انسان کو
تلوون سمیت چاٹ جاتے ہین - اور ڈکار تک نہین لیتے - تو کیا وہ آدمی ہین - آپ انصاف سے ہر ایک شخص کی آدمیت
پر نظر ڈالئے تب معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا یہ کہنا کہ "آدمی بنو" کہان تک درست ہے - بھائی اس مضمون کے پڑھنے والو -
میرا مانو یا پہلا - دن نکل جائینگے پر بات باقی رہ جائیگی - اچھا مہربانی فرماکر اسکو ہاتھ مین لئے ہی لئے ذرا وچار تو کرو کہ
تمہارے اندر آدمیت ہے یا نہین - اگر ہے تو یہ مضمون تمہارے لئے نہین ہے یہ کسی غیر کے لئے ہے اور اگر وچار کرنے سے
یہ معلوم ہو جائے کہ تم آدمیت سے کورے ہین تو بھائی میرا آدمی بنو تم نوجوان ہو یا ادھیڑ عمر کے انسان تم دوکاندار ہو
یا ملازم تم حکیم ہو یا وکیل تم حاکم ہو یا محکوم تم ایڈیٹر ہو یا نامہ نگار تم ویش ہو یا برہمن تم شہری ہو یا دیہاتی
تم پڑھے ہو یا ان پڑھ - تم گورے ہو یا کالے تم کماؤ ہو یا کھاؤ تم طالب علم ہو یا ماسٹر تم باپ ہو یا بیٹے - غرض کوئی
بھی ہو لیکن آدمی بنو - آدمی بننے کے لئے کہین دور دیش مین جانا نہین پڑیگا - آدمی بننے کا سامان کلکتہ بمبئی سے منگانا
نہین پڑیگا - آدمی کسی مشین کے ذریعہ سے نہین بنتے بلکہ آپ اپنے گھر بیٹھے ہوئے اور ہوتے ہوئے سامان کو بھی دور
رکھتے ہوئے آدمی بن سکتے ہو - آدمی بننے کے لئے ایک منتر کافی ہے اور وہ محض انسانی فرض کی ادائگی ہے منتر سادھارن
ہے لیکن مطلب گوڑھ ہے - کہنا آسان ہے لیکن کرنا مشکل ہے - اگر اس منتر کا جاپ جپتے ہوئے خود غرضی اور خود پسندی
کا پھندا یاد نہ آیا ہو تو بس پو بارہ ہین - کچھ ہی دیر مین آدمی بنے نظر آؤگے -

تھوا ہو۔ اُلّو اور چمگادڑ البتہ ایسا کہتے ہوئے خیال کئے جاتے ہین مگر یہ بھی محض خیال ہی ہے کیسے اونکے دل کا
حال جانا اگر دہنین نہ نکلنے سے ہی بدنا می اونکے سر مڈھی جاوے تو شیر بھیڑیے یہانتک کہ حضرت انسان بھی
اس زمرہ مین شامل ہونے جا ہیٔن۔ مگر ایسا ہوتے ہوئے نہین دیکھا گیا۔ حقیقت مین الو اور چمگادڑ بھی روشنی کو
روشنی ہی سمجھتے ہین اور اوسکی قدر کرتے ہین آپ ایسا ہی سمجھیے۔ انصاف ہماری طرف بھی اوتنا ہی ہے جتنا اونکی طرف
جو یہ کہتے ہین کہ الو اور چمگادڑ سورج کی قدر نہین کرتے۔ نہ وے اونکے دل کا حال جانتے ہین اور نہ ہم۔ پھر ہمکو کیا غرض
جو کمزور خیال کو اپنے دلمین جگہ دین۔ میرے جوان دوستو آپ ہرگز ایسا خیال نہ کرنا کہ جو کام کرتے ہین اونکی برائی
بھی ہوتی ہے۔ ہرگز نہین دلمین سب اچھا خیال کرتے ہین اور قدر کرتے ہین۔ اسکو آپ قیاس۔ شاباشی یا دل
بہلاوا نہ سمجھین۔ یہ تجربہ ہے کسی دوسرے کا نہین خود اپنا۔ جن لڑکون کو ہم زیادہ دھمکاتے ہین وے ہماری
نظر و نہین چڑھے ہوئے ہوتے ہین نہ گرے ہوئے۔ اچھا تم ہی کہو کس کام کرنے والے کی مرنیکے بعد قدر نہین ہوئی۔ کام
کرتے کرتے بھی اگر تمکو کوئی دھمکا وے تو یہ نہ سمجھنا کہ تمہاری یعنی کام کی بے قدری کیجا رہی ہے۔ دن نکل آنے پر چراغ
اگر گل کر دیا جاوے تو اسکی بے قدری نہین کیجاتی کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو دیا سلائی کا بکس حفاظت سے نہ رکھا جاتا۔
اور چمنی پر چونا نہ لگایا جاتا۔ الغرض اب کوئی کمزور خیال دلمین نہ لاو۔ قوم تمہاری اور تم قوم کے۔ لگے ہاتھون سدھار
ڈالو اور اپنے لایق بنالو۔ دوسرون کے گھر کب تک کھیلوگے۔ طبیعت تو اپنے گھر ہی بھریگی۔ ذرا سی کاہلی کی وجہ کر کیون
اتنی بے حیائی برداشت کرتے ہو۔ میرے پیارے نوجوانو! انسانی محبت اور انسانی فرض ہی اعلیٰ دہرم ہے۔ تم کھانے پینے
اوٹھنے بیٹھنے اوچھلنے پھرنے کو ہی دہرم نہ سمجھنا۔ ہان یہ سب ضروری ہین جبتک کہ یہ ہماری تندرستی کیلئے مفید ثابت ہون
نہین کوڑی کام کی نہین۔ سب کو ایک نگاہ سے دیکھو سب تمہارے بھائی ہین کوئی غیر نہین جب تک ایسی محبت پیدا نہو جائیگی
تم اپنا فرض ادا نہین کر سکتے۔ اپنے دو بیٹے کسی چیز پر جھگڑا کرین تو آپ اچھا فیصلہ کر سکتے ہین کیونکہ آپ دونون کو
پیار کرتے ہین ایسی حالت مین اگر آپ کسیکو سزا بھی دینگے تو وہ بھی جائز ہی ہوگی انسانی محبت کے بعد آپکا سب کام جائز
سمجھا جائیگا اور کوئی بھی کام آپکا فرض سے باہر نہ جا سکیگا۔ انسانی فرض اور محبت کو اپنا آڈیل مانکر بے خوفی کے ساتھ
کام پر ڈٹ جائیے اور پھر ملائن کا گاتے ہوئے سواگت کیجیے مین بھی آپکے ساتھ مل کر راگ گا دونگا۔

بھائی آدمی بنو!

ہمکو بہت اچھی طرح سے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ہماری پوجنیہ ماتا جی نے ہمکو کسی بات پر کچھ کہتے ہوئے یہ کہا تھا کہ بیٹا آدمی بنو۔
لیکن اوس وقت ان بچنون نے ہمکو بہت زیادہ دُکھی کر دیا تھا ہم سوچتے تھے کہ جب ہم آدمی کی شکل مین موجود ہین۔ اور بنے
بنائے آدمی نظر آ رہے ہین۔ تو پھر اس کہنے سے (آدمی بنو) انکی کیا مراد ہے۔ لیکن ایک زمانہ وہ بھی آنکھون کے سامنے موجود

کا انتظار نہ کرو بلکہ اوسکو خود پیدا کرو۔ آجکل ہمین قوم مین کالج کی سخت ضرورت ہے۔ کیا ایسے سینکڑون گریجویٹ
نہین ہین جو یہ کہتے ہین کہ اگر کالج ہوتا تو ہم اوسمین ضرور کام کرتے۔ پہر کالج قایم ہونے مین دیر کیون۔ کیون
نوٹس نہ دیئے جاوین کہ ضرورت ہے مجھہ کام کرنے والے کی کالج کھولے جاینگے۔ دستخط آدیوگ چند ایم اے
یا ضرورت ہے کالج کی مجہالیت ڈیوٹی کے لیے دستخط طیار سنگ ایم اے۔ یا ضرورت ہے میرے ۱۰ لاکھ روپیہ کیلئے
کالج کہولے جاینگے دستخط اودار چند سیٹھ و دیا نگر۔ نوجوانو اگر لکہیا نہین بن سکتے تو کیا منہ بھی نہین کہول سکتے
راز دل کا اظہار بہ نئے ڈھنگ سے کرنا ہوگا ہمیشہ ایک ہی طریقہ کام مین لانے سے طبیعت رو اٹھتی ہے۔
خوشامد مین نہ آؤ اور اپنے کو کمزور نہ بناؤ۔ لوگون کو ہرگز نہ بلاؤ۔ اونکے گہر خود جاؤ اور انکی حاجت روائی کرو
اب کنوین نل بنکر گہرون مین پہنچ رہے ہین۔ اب پیاسے کب کنوین پر جاتے ہین۔ یاد رکھو آجکل جو پیاسا ہے وہ
جان بلب ہے۔ کنوے پر جاوے تو کیسے جاوے گہبراؤ نہین۔ اطمینان رکھو کہ تم زمانہ کو پلٹ دینے کے لیے کافی ہو
ذرا زور تو لگاؤ کام بہاری نہین ہے صرف نام ہی بہاری ہے۔ کرڈالنے والون سے سبق لو۔ وے کوئی دیوتا نہین
اونکے بھی تمہارے ہی جیسے چار ہاتھ پاؤن ہین۔ وے محض کر ڈالنے کا سبق پڑھ چکے ہین۔ پہلا آپ بھی اپنی طبیعت
کو زور دو۔ قومی بیڑا پار لگادو۔ تمہاری کشتی گرداب مین پہنسی ہے اور بہاؤ کی طرف ہی جارہی ہے تمکو محض
کنارے پر لیجانا ہے۔ اورون کی برابر تو کیا اونسے ہزارہا حصے بھی آپکو زور نہین لگانا ہوگا۔ پھر گہبراتے کیسی
لو اوٹھاؤ بلی اور پہنچاؤ کنارے۔ دو دو ہاتھ مین کنارا تمہارا اور تم کنارے پر۔ لگے ہاتھون تسلیب شکستہ ابہی کہول
ڈالو۔ جب تمہارے دوسرے بھائی آرام پر جارہے ہین تم اونکے لیئے آرام کا سامان طیار کردو اور اون کی
کمی کو پورا کرنے مین لگو موقع ہاتھ سے نہ کہو۔ زیادہ سوچ و چار کی ضرورت نہین ہے। शुभ स्य शीघ्रम
برائے نیکی حاجت ہیچ استخارہ نیست کمر ہمت باندہو اور موذی نفس سے چہٹکارہ حاصل کرو۔ یہ ہم تمکو یقین دلاتے
ہین کہ جس کام کو تمہارے بزرگ ہاتھ لگاتے رہے ہین ہمیشہ پار پہنچاتے رہے ہین اور تم اونہین کے اولاد مین ہو فتح
تمہارے ہاتھ رہیگی دل صاف رکہو اطمینان اور اعتبار کو اوسمین جگہ دو۔ انسانی محبت کو سب سے اونچا بٹھاؤ کسی کو
نظر سے نہ گراؤ۔ سبکو چہاتی سے لگاؤ۔ امیر کو تک لگاؤ غریب کو دہتکار دینا نہ سیکہو۔ ان سب کی ضرورت ہمیشہ رہیگی اگر یہ
موقع تمنے ہاتھ سے کہو دیا تو دنیا تمکو کیا کہیگی۔ میرے خیال سے آپ نظرون مین گر جاینگے اور اتنے پچہڑ جاینگے کہ جو
آپسے آگے ہین اونکی گرد تک ڈھونڈے نہ ملیگی اسلیئے اسیوقت سے جٹ جاؤ اور فیصلہ کرکے چہوڑو۔ جو کام آپکے سپرد
کیا جاتا ہے اوسمین کسی بہی پہلو سے ہار نہین۔ یہ لڈو ہے جدہر سے کہاؤگے میٹھا ہی نکلیگا۔ اسکی ہار بہی میٹھی اور جیت
بہی میٹھی۔ کیونکہ کام اور قوم کو فائدہ ضرور ہو رہتا ہے وہ دہوکا دیتا اور غلط کہتا ہے جو یہ سکہلاتا ہے کہ محنت بہی
رائیگان جاتی ہے محنت قدرت کا ظہور ہے اور طاقت کی روشنی ہے کیا کبہی ایسا ہوا ہے کہ روشنی آئی ہو اور اوجالا

کا مادہ موجود ہے۔ جو لگاتار اس کام کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ مجھے امید ہی نہیں بلکہ کافی امید ہے کہ وہ اس کام
پر لگ جائیں۔ تو زمین آسمان ایک کر دکھلائیں کیونکہ جب میں کسی سے ملتا ہوں اور کہتا ہوں۔ تو ایک وہ جواب دیتا ہے
وہ۔ پھر یہ او داسی کیوں! اور ندی کے کنارے پر قوم پیاسی کیوں؟ محض "پہلے پچھل" کا مسئلہ ان کی مجلس میں پیش ہے
اوسکی کتنی ہی پیشیاں ہو چکی ہیں مگر اب تک پس و پیش چلا ہی جاتا ہے۔ میرے نوجوانو! پہلے پیچھے کے قصہ میں نہ پڑو
ایک وار پر سب آن اٹھو۔ اور اگر پہلے پیچھے کا قصہ طے کرنا ہی منظور ہے تو اوسکا ہی فیصلہ کون دور ہے کیا آپکو گنگھور
گھٹا والی نظم یاد نہیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں جسے آپ سوچ رہے ہیں۔ کیا اکیلے قطرے نے کلی کو نہیں کھلایا کیا اکیلے
قطرے نے بلبلا نہیں اوٹھایا۔ کیا اکیلے قطرے نے اوروں کے لئے راستہ نہیں کھولا۔ کیا اکیلے قطرے نے موتی بنکر دنیا کا
دل نہیں لبھایا۔ کیا اکیلا قطرہ شیر کی طرح زمین پر گر کر آگے چلا نہیں اور پھر کیا اوروں نے ساتھ نہیں دیا۔ اور کیا موسلا
دھار مینہ نہیں گرا۔ اور کیا خشک زمین کی پیاس نہیں بجھی۔ ... کیا یہ مثل آپکے لئے کافی نہیں۔ میرے خیال سے
کافی سے زیادہ ہے۔ اگر آپکا ایسا ارادہ ہے۔ کم سے کم آپ اوسے بالفرض ہاتھ رکھے بیٹھے رہنا وہی ہمکتے رہنا۔
جو آپکے آبا و اجداد کرتے رہے ہیں۔ اب کوئی جامہ (ایک گھاگرہ نما پوشاک جو پہلے مرد پہنا کرتے تھے) نہیں پہنتا۔
اب بہت کم بلکہ بالکل نہیں کیونکہ بڑا بر یا تولوں کی عوض جتنے خریدے جاتے ہیں یا گائے بھینس کے بدلے کپڑے اور اناج خریدا
جاتا ہے۔ قوم جتنی سوئی ہے اوتنا ہی سر کڑ کر دی ہے آپ چھاچھ پھونک کر کیوں پیتے ہیں۔ اور مردہ بنکر کیوں جیتے ہیں
آپ تو دودھ میں بھی جب پھونک ماریں جب کہ وہ گرم ہوا اور زندہ دلی کے ساتھ ختم ہونے کر قومی دشمنوں کو (یعنی
ناجائز رواجوں کو) پھٹکاریں۔ اگر قومی بیڑا اسباب میں پار ہوتا ہے کہ آپ سچ بولیں تو پہنچ آپکے لئے یہ کون سی بڑی
بات ہے۔ یا اگر سدھار کا اس ہی پر دار و مدار ہے کہ بچپن کی شادی موقوف کیجاوے۔ شادیوں میں بہت دھوم دھڑکا نہو
یا یہ کہ آپ انگلینڈ اور امریکہ جاویں اور وہاں تعلیم پاویں یا وہاں جاکر تجارت کا کوئی راز دریافت کریں تو اسمیں آپ کا
کیا بگڑتا ہے۔ یا اگر ضرورت ہے کہ سب جینیوں کا روٹی بیٹی بیوہار ایک ہوجاوے تو اس سے آپکو جھجک یا ہٹ کیوں۔
ان معاملات میں آپ کیوں نہ اول نمبر ہوں یہ سب باتیں مدت کی طے ہو چکی ہیں اور بہت علماء اسپر مغز زنی کر چکے
ہیں کہ ایسے سدھاروں میں دھرم کو دھکا نہیں پہنچتا۔ بلکہ جڑ مضبوط ہوتی ہے۔ اور نہ ہی جب ہم کہتے ہیں کہ قومی
جوش کوئی چیز ہے اور وہی آپ کی رگ رگ میں موجود ہے تو اگر آپکے لئے یہ حکم جاری ہوا ہے کہ آپ پسینہ بہا دیں تو
کیا وجہ کہ آپ خون بہانے کے لئے تیار نہوں۔ یا اگر ضرورت ہے کہ آپ اپنے کو خطرے میں ڈالیں تو کیوں نہ پھانسی
کا پھندہ گلے میں ڈالکر دکھلا دیں۔ ممکن ہے کہ میرے لفظوں نے کسی بوڑھے کو یہ فیصلہ دینے کے لئے مجبور کیا ہو کہ
یہ سب جوشیلا مصالح ہے مگر اسمیں تجربہ کو لاانتہا اختیار دینے کے سوا کچھ نہیں اور نیا دتی بزدلی پیدا کرتی ہے۔ جب
زندہ مثالیں ایسی موجود ہیں تب میں کیا زیادہ لکھ رہا ہوں۔ بلکہ اب بھی دل تھام کر لکھ رہا ہوں۔ میرے نوجوانو! موقع

[illegible]

اسکو گرہن کروگے تو پار ہو جاؤگے۔ آؤ اور گرہن کرو۔ لیکن جو گرہن کئے ہوئے ہے یا کرنا چاہتا ہے اُسکو لاتون ڈنڈون سے مار مار کر پولس کانسٹبلون کی طرح سے دور دھکے دے رہے ہو۔ کیا اسی کا نام انصاف ہے چونکہ آج ۱۲ اپریل ہوتے پر دسمبر کیسی سردی ہے۔ اور جولائی کیسی بارش برس رہی ہے۔ اس لئے زیادہ لکھنے مین میری بھنگ کا رنگ پھیکا پڑتا ہے۔ معاف فرمایئے۔ آئندہ پھر لکھونگا لیکن میرے لئے بھنگ کا فکر کر دیجئے اور وہ بھی ہو ذرا تیز۔ تاکہ جلد جلد چٹھی لکھ سکون۔ تمہارا شبھ چنتک بوڑھا بھنگڑ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

نوجوان دھرم

(از مہاتما بھگواندین جی جین)

مہاراج چندر گپت کے خواب کی بات اور بھدر باہو سوامی کی تعبیر کو اگر بالکل بالائے طاق رکھدیا جاوے تب بھی میرے نوجوانو! دھرم کی ترقی آپ ہی کا فرض ٹھیرتا ہے۔ اوسکی تنزلی کی جوابدہی آپ ہی کے سر رہتی ہے آپ ہی کی کمی اوسکی بدرونقی کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ آپ ہی کی کمزوری دھرم کے اصولون کو دھکا پہنچاتی ہے آپ ہی کی بے پرواہی بے قاعدگی اور بیوفائی قوم مین لیڈر نہین پیدا ہونے دیتی۔ آپکا بے ڈھنگا طریقہ قومی اتفاق کے راستے مین رکاوٹین ڈال رہا ہے۔ آپکا یکطرفہ فیصلہ اہنسا کی جڑ کاٹ کاٹ کر پھینک رہا ہے اگر قوم نادار ہے تو اسکا سوائے آپکے کون ذمہ دار ہے؟ آپ ہی کی فضول خرچی۔ آپ ہی کی کفایت شعاری کے مفید طریقون سے بے علمی۔ آپ ہی کا باپ کی کمائی پر بھروسہ کرنا۔ آپ ہی کا ہاتھ پہ ہاتھ رکھکر بیٹھے رہنا۔ اور اگر قوم سے کسی کو مدد نہین پہنچتی تو اسمین بھی کسکا قصور ہے؟ آپ ہی کی خصاصت کا آپ ہی کی آرام طلبی کا۔ آپ ہی کی بیموقع حیا کا۔ آپ کا اپنے بزرگون کی شکایت کرنا گویا اپنی کمزوری کا ثبوت پیش کرنا ہے۔ اگر آپ بوڑھون کو نہ بنا سکے توجوانون کو کیسے بنا سکینگے جسکے سپرد اتنا بھاری کام اوسکو کیسا آرام کیسی شطرنج کسکا گنجفہ اگر کوئی اسمین سست ہے تو بلاشبہ وہ کچھ نہ کرنیکے قابل اور اسکی ہمت پست ہے۔ نہ جیا کا اوس سے واسطہ اور نہ ایسے جوانون کے سنبھلنے کا ہی کوئی راستہ ہے۔ جوش کسے دیا جاوے بھلا کہین پتھر کو بھی آگ جلا سکتی ہے۔ اور اگر بعید وقت یا بلا سخت محنت گرم بھی ہو گیا تو کہین یہ اُمید کیجا سکتی ہے کہ وہ حسب ضرورت یا حسب خواہش موڑا بھی جا سکیگا۔ الامان الامان مگر کیا آپ مین کوئی ایسا ہے۔ میرے خیال کے موافق کوئی نہین۔ اگر آپ مین سے کوئی ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہے تو کیا مین اوسے سست کہکر پکارون۔ نہین ہرگز نہین۔ اصل معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اوسکو نہین معلوم کہ وہ کیا کرے اپنے وقت کو کس عمدہ کام مین استعمال کرے۔ میرا یہ قیاس ہی نہین بلکہ تجربہ ہے۔ مین آپ جیسے نوجوانون سے بہت ملا ہون۔ مین نے اونمین جوش پایا ہے۔ وے کام کرنے کیلئے تیار ہین۔ انہین ایثار نفسی ہے۔ اونمین بےغرضی

ہین کہ جیسے زمین پر پڑا ہوا چانول کا دانہ تو دیکہہ لیا۔ مگر یار لوگون کا پہیلایا ہوا جال نہ دیکہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چانول کا دانہ چگنے سے پہلے ہی جال مین پہنس گیا۔

اسی طرح سے تم یہ سمجہکر تو خاموش ہو گئے کہ کون دشمن کا پکش گرہن کرے۔ آخر یہ کسی نہ کسی قصور سے تو دس نمبر کم ہوے ہی تہے۔ خواہ انکے باپ ہون یا دادا۔ اولاد تو یہ انہی کی ہے لیکن افسوس تمہاری نظر دوسری طرف نہ گئی جو انسے دس نمبر بڑہے ہوئے ہین۔ وہ کیا کیا رنگ رلیان منا رہے ہین۔ اور دہرم کے خلاف کیا کیا کاروائین کر رہے ہین۔ اچہا تمہی دہرم سے کہو۔ کیا تمہارے بیس نمبر بہائی شراب نہین پیتے۔ مانس نہین کہاتے شکار نہین کہیلتے رنڈی بازی نہین کرتے ناجائز اولاد پیدا نہین کرتے۔ جہوٹہہ نہین بولتے۔ اپنے دیگر بہائیون کو نہین ستاتے۔ لڑکیون کے بدلے روپیہ لیکر بوڑہون کے ساتہہ شادئین نہین کرتے۔ مندرون کا روپیہ نہین کہاتے۔ اور دہرم کی آڑ لیکر اپنا الو سیدہا نہین کرتے۔ غرض وہ کونسے کام ہین کہ جو تمہارے بیس نمبر بہائی نہین کرتے لیکن پہر بہی وہ بیس نمبر بیس ہی ہین کیا ان کامون سے ان کے دس نمبر نہین گہٹ سکتے۔ گہٹ ضرور سکتے ہین لیکن انصاف کا تقاضہ ہو تب ان باتون پر نظر جائے تب۔ خیر۔ مجہے ان باتون سے زیادہ غرض نہین ہے ویسے تو کسی کے عیب ثواب ظاہر کرنا اچہا نہین ہے۔ لیکن انصاف کو ہاتہہ سے دینا بہی مہان پاپ ہے۔ اسلئے اتنا لکہہ مارا ہے۔ ورنہ بہائی ہمین غیرون کی کیا پڑی ہے اپنی نبیڑ تو بہائی پردیپ! جہانتک میرا خیال ہے دہارمک اصول اور ہین اور برادرانہ قواعد اور ہین۔ دہرم کے اصولون اور برادری کے قاعدون مین کوئی لگاؤ نہین ہے۔ دہارمک اصولون کے پالن کرتے ہوئے کسی کی برادری نہین بگڑتی۔ کیا تم دنیا مین نہین دیکہتے کہ باپ سناتن دہرمی ہے۔ اور بیٹا آریہ سماجی ہے۔ لیکن برادری کے خیال سے دونون ایک ہین۔ اور برادری کے قواعد کی پابندی کرتے ہوئے کسی کا دہرم نہین بگڑتا۔ دہرم کے سدہانت اٹل ہین وہ تبدیل نہین ہو سکتے لیکن برادرانہ رسم و رواج (خواہ انکو دہارمک جامہ پہنا دیا ہو) موقعہ بموقعہ تبدیل ہوتے رہتے ہین۔ کیا تمنے کسی جگہ ورتی کی تالیف نہین پڑہی کہ جسکے گہرون مین ۳۲ ہزار رانیان ملیکش راجاؤن کی لڑکیان ہوتی تہین لیکن انکے دہرم مین ذرا بہی فرق نہین آتا تہا۔ اگر اب کوئی جین دہرم کے ماننے والا ملیکش کی کنیا سے سمبندہ کر لیوے تو آپکی برادری فوراً اسکے دس نمبر گہٹا دیگی۔ بہلا یہ کیون۔ صرف اسلئے کہ برادرانہ رسم و رواج مین ہمیشہ تبدیلی ہوا کرتی ہے۔ پس بہادرم پکش پات کا چشمہ آنکہون سے دور کرو۔ اور اپنے دستہ بہائیون کو اٹہانے کی کوشش کرو۔ نمبر گہٹانے آسان ہین لیکن بڑہانے مشکل ہین۔ مکان گرانا آسان ہے لیکن بنانا مشکل ہے۔ گرتے کو گرانا ہی کوئی جوانمردی ہے۔ ہان اسکا سنبہالنا قابل تعریف ہے جین دہرم کا یہ اعلان کہ اگر کسی کو موکش کی خواہش ہے تو جین دہرم کا پالن کرے۔ پہر نہین معلوم کہ تم جین دہرم پر چلنے والون کو دہکے کیون دیتے ہو کیا ہاتہی کے دانت دکہلانے کے اور کہانے کے اور والی کہاوت کو پورا کر کے دکہلاتے ہو۔ کیا خوب۔ کہنے کو تو زمانہ کو کہتے ہو کہ بہائی ہمارا دہرم سچا ہے

بوڑھے بھنگڑ کی چٹھی بنام ایڈیٹر جین پردیپ

او بھائی لالہ جین پردیپ جی سچ بھنگ ہوا نی کی۔ یا اب کی بھنگ تو تمنے بہت ہی ہلکی بھیجی۔ کچھ بھی رنگ نہ جما اُلٹا
ہولی کا مزہ کرکرا کر دیا بھائی مجھ بوڑھے بھنگڑ کو تو ایسی تیز بھنگ چاہیئے کہ جسکو پیکے گھر گھومنے اور چھپر ہلنے لگ جائے۔
ورنہ تو یا دام۔ الائچی کا بھی نقصان ہے یا کہین بھنگ کی بلائی کے خیال مین ہی تو ایسی نہین بھیجدی خیر کچھ ہی ہو تم جانو اور تمہارا
ایمان۔ کہو بھائی کچھ دنیا کی بھی خبر ہے یا یون ہی خالی بیٹھے چار پائی کی رسیان توڑا کرتے ہو۔ سنسار مین کیا ہو رہا ہے
نئے خیالات کیا کیا رنگ جما رہے ہین۔ پُرانے لوگ کس کشمکش و پیچ مین پڑے ہوئے ہین۔ دولتمند کیا کر رہے ہین پنڈتون
کے سر پر کیا دُھن سوار ہے اور غریب لوگون کے دلون مین کیا دھیان ہین۔ میرا خیال ہے کہ تم ان سب باتون سے
ناواقف ہو۔ ورنہ دوسرون کے کندھے پر رکھکر نہ چلاتے۔ بھلا آج کل جن مضامین پر تمہارے قومی اخبار بحث
کر رہے ہین۔ اُنمین تم حصہ دار کیون نہین بنے۔ خود رائے زنی کیون نہین کی۔ کیا اس خاموشی کے یہ معنی ہین کہ
تم اودھو کے لین مین نہ ادھو کے دین مین" جو کچھ ہوگا ہو رہیگا۔ اگر یہ معنی ہین تو یاد رکھو کہ جو ہونا ہوگا وہ تو ہو
ہی رہیگا۔ لیکن تمہارا لیڈری کا دم بھرنا غلط ہو جائیگا۔ میرا اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ تم ہی بدھوا ؤن کی
شادیان کرانے پر آمادہ ہو جاؤ یا کہاتون کے دشمنون کو پوجن پرکشال کرانے کی اجازت دیدو یا کسی سکول کے
چلنے کا م مین۔ ذرا نہ اٹکاؤ۔ یا لوڑھون کی شادیون مین شامل نہ ہوا کرو یا برہمچریہ آشرم کی جڑ اکھاڑنے
مین حصہ نہ لو۔ بلکہ میری غرض یہ ہے کہ اس دنیا کی دوڑ مین حصہ لو خواہ اُلٹے دوڑو۔ یا سیدھے۔ اگر اور لوگ
سیدھے راستہ پر جا رہے ہین تو تم اُلٹے راستہ پر چلنے لگو یا اور لوگ غلطی کھا رہے ہین تو تم راست بازی سے
کام لو لیکن اس دوڑ دھوپ مین شامل ضرور ہو جاؤ۔ بسطرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے یا اُداسین بھاؤ دھارن کئے بیٹھے
ہو ایسا کرنیسے تم اپنے فرض کی ادائگی مین سب سے پیچھے رہ جاؤگے اور لوگ تمہاری لیڈری سے کچھ نفع حاصل نکر سکینگے۔
چلو اور باتون کو جانے دو یاد لدین آگئی پنچھ لینا۔ اب حال تو یہ بتلاؤ کہ دھرم کو گھٹانا چاہتے ہو یا بڑھانا۔ اگر
گھٹانا چاہتے ہو تو دشمنون کو نکال باہر کرو۔ چھاپے والون کو سمجھا کے جین باغ مین بند کرادو جین شاسترونکو
لوہے کی الماریون مین بند کرکے علیگڑھ کے مضبوط تالے ٹھونکدو۔ اُپدیشکون کے لئے ایک زبان بندی کا قانون
برادری کی طرف سے پاس کرادو۔ اور جین دھرم کو ماننے والون کے لئے کہانے پینے کی سخت پابندیان کردو چلو
چھٹی ہوئی۔ نہ رہیگا بانس اور نہ بجیگی بانسری۔ اور اگر بھائی جین دھرم کو بڑھانا چاہتے ہو تو سب سے پہلے دستی
جیسوری کا فکر کرو۔ میرا اپنا تو یہ خیال ہے کہ تمہاری نظر باریک کو نہین دیکھتی ۔ بنیا بیٹھ رہنے کی نظر اور وہ باریک
بین نہ ہو تو کتنا غضب بھائی گستاخی معاف۔ تمہاری نظر تو گدہ جیسی ہونی چاہئے لیکن اُسکے ہوکے گدہ جیسی

خبرونکا گلدستہ

روہتک کی خبر ہیکہ ۲۶ اپریل ۱۹۱۵ء کے روز جناب رام پرشاد جی جو کہ آریہ سماجی تھے اور خوب بحث مباحثہ کیا کرتے تھے مسلمان ہوگئے۔ افسوس ایک آریہ سماج انکو پرشدہ کرنیکی کوشش کریگی۔

شملہ مین جہالرا پاٹن نواسی سیٹھ دیپ چند جی کے سورگباس ہونے پر ماتمی جلسہ کیا گیا۔ اور ایک تار ہمدردی انکے کٹمب پر روانہ کیا گیا۔

دہلی ناتھ آشرم کا جین مڈل سکول ناتھ آشرم کے مکان سے مجدّے مکان مین چلا گیا جسمین دہلی کی جین برادری کے لڑکے آنے شروع ہوگئے۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔

خوشی کی بات ہے کہ پہاڑی دہیرج دہلی کا جین اینگلو سنسکرت سکول مڈل کیلیے بیکڈاینہ ہوگیا ہے۔ اُمید پڑتی ہے کہ یہ سکول بہت جلد ہائی سکول کی شکل مین نظر آئیگا۔

جین گزٹ لکہتا ہے کہ بھون ضلع ہوشیارپور مین دو آریہ سماجی آریہ سماج کے دہرم سے جدا ہوکر جینی ہوگئے شاید سچ ہو۔

بمبئی کی عورتون نے قرضہ جنگ مین اب تک ۳۶ لاکھ کے قریب روپیہ لکہوا دیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ انکا ارادہ اسکو پچاس لاکھ تک پہونچا دینے کا ہے۔ شاباس۔ ہندو دیوی اور انکی راجبھکتی۔

وینکوٹیشور بمبئی سے معلوم ہوا ہے کہ موجودہ جنگ مین جرمنی فوج کا جو انسانی جانو نکا نقصان ہوا ہے وہ ابتک ۱۴۸۱۹۳ کی شمار تک پہونچ چکا ہے۔ نہ معلوم آیندہ کیا ہونہار ہے۔

کراچی شہر کے مجسٹریٹ نے گوبند مراجی کو ۶ ماہ سخت قید کی سزا اس جرم مین کی کہ اس نے شہر کے درمیان اس زور سے گاڑی چلائی کہ جس سے ایک بوڑہا آدمی دبکر مرگیا۔ یہ ہے غفلت کا نتیجہ۔

جین پردیپ کی درخواست

میرے خیرخواہ خریدارون! میرے لئے آجکل کا زمانہ کتنا نازک ہے یہ آپ پر اچھی طرح سے روشن ہوگا۔ کاغذ سیاہی چھپائی غرض سب ہی گران ہے۔ اور سب سے زیادہ مشکل ہے کہ مین جنکی خدمت مین حاضر ہوتا ہون۔ انمین بہت سے صاحب ایسے مین کہ مجھسے برابر خدمت لیتے ہین لیکن تنخواہ مانگنے کیوقت دور کے دہکے دیتے ہین۔ ان دہکون کے کہانیسے میری کمر ٹوٹ سی گئی ہے۔ لہذا مہربانی کرکے مجھے اس قابل مضبوط بنا دیجئے تاکہ مین آپکی خدمت بےفکری کے ساتھ کرسکون۔ اور اسکا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ کم از کم ایک ایک دو دو خریدار بناکر میری امداد فرمایئے گا۔ مین ہون آپکا سچا سیوک۔ جین پردیپ

(نوٹ) یقین ہے کہ معزز اصحاب اسکی درخواست منظور فرمائینگے۔ ایڈیٹر

ضرورت ہے ایک اُپدیشک کی ضرورت ہے تنخواہ حسب لیاقت ... روپیہ ... ماہوار تک دیجائیگی۔ پنڈت جین دہرم سے خوب واقف ہونا چاہیے۔ وقت ضرورت جین دہرم کے ہر ایک مسئلہ پر خوبی بحث کرسکے۔ درخواست اس پتہ پر آنی چاہیے ... ...

ضرورت
جین بورڈنگ
ہاؤس کیلیے
ایک ایسے مین
... کی
ضرورت ہے کہ
جو دہرم سکتا
دیکھ بورڈنگ
کا انتظام کر سکے
جو انگریزی
و سنسکرت جانتے
ہون جسکے
دستخط انگریزی
مین ... سکین۔
خط و کتابت
خود کو بورڈنگ
ہاؤس مین ہی رہنا
ہوگا۔ ...
دوسری زبان
سنسکرت والیکو
ترجیح دیجائیگی تنخواہ
حسب لیاقت
... تک
...
...
ہونا چاہیے
لکھیے واسطے ... وکیل سکرٹری بورڈنگ ہاؤس۔

جین پردیپ

لیئے

کُل جین سماج مین

اردو زبان کا ایک مذہبی - اخلاق و قومی پندرہ روزہ رسالہ

دیوبند ضلع سہارنپور سے جاری ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلیشر جوتی پرشاد جین

نمبر ۱۳ | مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۱۷ء مطابق سری ویر نروان سمت ۲۴۴۳ | جلد ۵

ضرورت ہے

رشیبرہمچریہ آشرم ہستناپور کیلئے قابل اور عالم اُپدیشکوں کی ضرورت ہے - اُپدیشک پیڈ اور اَن پیڈ دونوں طرح کے ہونے چاہئیں جو صاحب اپنی خدمات آشرم کیلئے عطا فرماینگے وہ پونیہ کے بھاگی ہونگے کیا ہی اچھا ہو کہ جو وِدوان لوگ لالچ کے چکر مین نہ پڑکر سورگیہ سیٹھ گوپالجی کی طرح سے گذر اوقات کے لئے معمولی تنخواہ لیکر پرچار کی کریں اور سماج کو فائدہ پہنچاویں اسوقت سماج کے اندر پرچار کی بڑی ضرورت ہے - اُپدیش سُننے کے لئے سماج چاتک کی طرح مُنہ کھولے تیار ہے - وہ زمانہ گیا جبکہ اپدیش کرنا اور کرانا گناہ سمجھا جاتا تھا - اور پادریوں کا کام بتلایا جاتا تہا - اب زمانہ روشنی کا ہے - اپنے نفع نقصان کا خیال سب کو ہونے لگا ہے - اب سماج اُپدیش سُننے کو ہر وقت تیار ہے - لہٰذا وِدوان بھائیوں کو تیار ہوکر سماج کی سچی سیوا کرنی چاہیئے -

خط و کتابت کا پتہ :- ادھِشٹاتا جی رشیبرہمچریہ آشرم ہستناپور ضلع میرٹھ

تجارتی پریس میرٹھ میں منشی بشیرالدین پرنٹر نے چھاپا -

دنیا کے نفع کی بات جو نہیں پڑھیگا پچھتائیگا

مسٹر اپریل فول نے سبھا کو محسوس کی کہ تمام لوگ بیٹیاں لڑکیاں دولتمند لوگوں کے ہمراہ بیاہنا چاہتے ہیں۔ اور غریب لڑکوں کو ننگا رکھنا چاہتے ہیں (وہ واسطے کہ دولتمندوں کے یہاں خرچ بڑھ جائے اور غریب لوگ اخراجات کے بار سے بچ جائیں) بہت زیادہ کچھ بھر کر تمام دولتمندوں کو سبھا کے لئے آمادہ کر دیا ہے کہ وے ایک نہیں دو نہیں بلکہ دس دس بیس بیس شادیاں کرائیں اور موج اڑائیں۔ انکو کچھ پرواہ نہیں کہ دوسری کے آنے پر خواہ پہلی کو نکال باہر کریں لیکن شادیاں ضرور کرائیں گو کچھ دولتمندوں نے عذر بھی کیا تھا لیکن شاستروں کے پرمان دے دیکر انکا عذر کاٹ ڈالا اور ان لوگوں کو بالکل تیار کر دیا ہے۔ اب لڑکیوں والوں کو ذرا بھی پریشان نہ ہونا پڑیگا وہ جب کبھی دولتمند کے یہاں ہی رشتہ کرنا چاہینگے ہو جایا کریگا چونکہ نوجوان لڑکے تعلیمیافتہ ہونے لگے ہیں۔ اسلئے انسے کہنا فضول ہے۔ وے تو اسکے لئے تیار نہیں ہیں لیکن پچاس سال کے اور اس سے اوپر کی عمر والے ہر طرح سے تیار ہیں۔ جن لوگوں کو دولتمند بر کی تلاش ہو۔ وے مجھ سے خط و کتابت کریں۔ مسٹر اپریل فول احمق نگر

ضرورت ہے

رشیہ برہمچریہ آشرم ہستناپور کیلئے قابل اور عالم اپدیشکوں کی ضرورت ہے۔ اپدیشک پیڈ اور ان پیڈ دونوں طرحکے ہونے چاہئیں جو صاحب اپنی خدمات آشرم کیلئے عطا فرماوینگے وے پونیہ کے بھاگی ہونگے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ جو ودوان لوگ لالچ کے چکر میں نہ پڑکر سورگیہ مسٹر گوکھلے کی طرح سے گذر اوقات کیلئے معمولی تنخواہ لیکر پرچار کیا کریں اور سماج کو فائدہ پہنچاویں اسوقت سماج کے اندر پرچار کی بڑی ضرورت ہے۔ اپدیش سننے کیلئے سماج چاتک کی طرح منہ کھولے تیار ہے۔ وہ زمانہ گیا جبکہ اپدیش کرنا اور کرانا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ پادریوں کا کام بتلایا جاتا تھا۔ اب زمانہ روشنی کا ہے۔ اپنے نفع نقصان کا خیال سبکو ہونے لگا ہے۔ اب سماج اپدیش سننے کو ہر وقت تیار ہے۔ لہذا ودوان بھائیوں کو تیار ہو کر سماج کی سچی سیوا کرنی چاہیئے۔
خط و کتابت کا پتہ۔ ادھشٹاتا جی۔ رشیہ برہمچریہ آشرم ہستناپور ضلع میرٹھ۔

لوکل

موسم ابھی تک ٹھنڈا ہے۔ رات کو کافی سردی ہوتی ہے۔ البتہ دوپہر کسوقت کچھ گرمی معلوم دیتی ہے لیکن وہ بھی بہت ہی کم۔ ہوا تیز چلتی ہے گرد و غبار کافی اڑتا ہے دوکانداروں کو خوب پھانکنا پڑتا ہے حالانکہ نصف ماہ اپریل کا گذر گیا لیکن میونسپلٹی نے ابھی تک چھڑکاؤ کا انتظام نہیں کیا۔ دیوی کا بسند و میلہ ختم ہو گیا۔ رونق پھیکی رہی۔ اس دیوی کے آگے بکروں کی بلی نہیں دیجاتی۔ لائق پوجاری عمدگی سے کام لیتے ہیں۔ میلہ میں آریہ سماج اور سناتن دھرم سبھا کے ممبران پنڈال بناتے ہیں اور پرچار کرتے ہیں جسکے لئے شہر سے چندہ وصول کیا جاتا ہے لیکن جس مطلب کو لیکر چندہ وصول کیا جاتا ہے وہ بالکل پورا نہیں ہوتا بجائے پرچار کے یہ دونوں سماج ٹکر کرنے لگتی ہیں مورتی پوجا بدھوا ویواہ شرادھ وغیرہ کے مضامین کو لیکر بحث مباحثہ کیلئے تل بیٹھتی ہیں۔ اور پرچار کے حسن کو بالکل بھلا دیتی ہیں جس سے وقت اور جمع شدہ روپیہ دونوں برباد جاتے ہیں اور پبلک کے ہاتھ بجز تو تو میں میں سننے کے اور کچھ نہیں آتا ایک پلیٹ فارم سوامی دیانند کو بے تکی سنائی جاتی ہیں دوسرے پلیٹ فارم پر پرانوں اور انکے دیوی دیوتاؤں پر بوچھاڑ ڈالی جاتی ہے جس سے سننے والوں کو بڑا دکھ ہوتا ہے۔ ان کچھ لوگوں کو آپس میں آنند ہوتا ہے۔ یہاں پر جو سنسکرت پاٹھشالا عرصہ تین سال سے قائم ہے۔ اسکے لئے چند پہلے آدمیوں نے میلہ میں گھوم پھر کر چندہ بھی جمع کیا ہے۔ بات تو عمدہ ہے۔ لیکن کبھی عرصہ تک کہ پاٹھشالا کی طرف توجہ بہت کم ہے نکوئی دیکھ بھال کرتا ہے اور نہ سالانہ پریکشا ہو کر انعام وغیرہ دیا جاتا ہے۔ بجز اسکے کہ جو پنڈت جی پڑھاتے ہیں وہی سب کچھ کر لیتے ہیں۔ ہماری رائے ہے کہ بہت جلد اس

کھا رہا ہے زیادہ افسوس یہ ہے کہ کوئی صورت اسکی کمی کی نظر نہین آتی روز
بروز اوس کو ترقی ہے جس قدر سب چیزین مہنگی ہوتی جاتی ہین اوسیقدر ہم کو
آسنگ زیادہ خرچ کرنے کی بڑھتی جاتی ہے اور یہی سبب اس جاتی کی کمزوری
اور گھٹتی کا ہے جو جاتی آمدنی سے زیادہ خرچ کرتی ہے وہ دھن مین ہی نہین
گھٹتی وہ گنتی مین بھی اس کی وجہ سے گھٹ ہی جایا کرتی ہے دوسری آفت اس
جاتی کو لگی ہوئی ہے وہ یہہ ہے کہ جہان دیکھو دو تھوک اور دو دو دھڑے دو فریق
دو پارٹی یہہ تو ہر گاؤن قصبے اور شہر کا حال ہے آگے چل کر دیکھیے تو قوم مین بھی
دو فریق ایک سیٹھ پارٹی ایک بابو پارٹی ۔ اون سے پوچھیے کہ کیا جائداد
یا علاقہ تقسیم ہوتا ہے کہ جس کے واسطے یہ فریق بندی ہے ایک کے ایک دشمن جو کام
ایک فریق کرے دوسرا اس کی مخالفت کرے ہم لوگون مین تو پریم اور یگانگت جس کے
واسطے ہم مشہور تھے اٹھ گیا ۔ باعث اوسکا وہ ہی ہے کہ ہم لوگ اب نام ماتر
جین ہین ہمارے آچرن شدھ نہین ہین یون کہو کہ ہمارے مین آچرن کی پروا ہی نہین
رہی ۔ ایسی صورتون مین ہمارا کلیان اوسی سے ہو سکتا ہے کہ جب ہم سروگیہ
بھگوان کے بتائے ہوئے سیدھے اور سچے مارگ پر چلین آپس مین سلوک اور پریم
سے رہین ایک دوسرے کی مدد کرین دوسرون کے عیب کو چھما کی نظر سے
دیکھین اگر کسی مین کسی وجہ سے کہوٹ ہو گیا ہے تو اوسکی نندا نہ اڑاوین بلکہ
اوس کو اوپدیش اور پیار سے راستہ پر لاوین اوسوقت ہماری سنتانون
کی حالت بھی ہماری حالت کے ساتھ بہتر ہو گی اور مین ایشور بھگوان سے پرارتھنا
کرتا ہون کہ وہ ہمین ایسی بدھی دیوین کہ جن سے ہمارے پاپون کا ناس ہو
اور ہماری سنتان اور دھن کی بردھی ہو انت مین مین اپنی سرکار دولتمدار
کا شکریہ ادا کرتا ہون جس کے شرن مین ہم اس سے آنند اور شانتی سے اپنے
جیون بیتیت کرتے ہین اور نانا پرکار کے سکھ بھوگتے ہین اور جنکی جے مین ہمارا کلا
جے ہے ۔ اور جن کی جے کے واسطے ہم کو ایشور پرماتما سے ہر روز پرارتھنا کرنی چاہیے

اوم شانتی ہے

(تجارتی پریس میرٹھ مین منشی بشیر الدین پرنٹر نے چھاپا)

لوگ ظاہری لباس یعنی دکھاوے پر مرتے ہین اور یہہ بھی ہمارے زوال کا باعث ہے
اس گھٹتی کے سبب مختلف بیان کئے جاتے ہین اور اوپاؤ بھی کئی طرح کے بتائے جاتے ہین
لیکن مجھے ان سے اتفاق نہین ہے۔ مثلاً کمی کی وجہ سے ہمارے کمزور کھانے پینے
کی چیزین ہمارے ننگا رہنے کی وجہ سے اور ہماری چھوت چھات بیان کی گئی ہین لیکن یہہ
ہی حالت اور قومون کی ہے لیکن اونمین کمی نہین ہوئی ان اپاؤمین سے ایک اپاؤ ہے جس
مین شادی بیاہ اور کھانا پینا یعنی اگروال - کہنڈیلوال - اوسوال وغیرہ سب جینی صاحبون
مین ہوجائے - انمین بیاہ اور کہان ہین یہ تو خالی "فنڈ" یعنی من مانی گھڑت ہے میرے خیال مین
تو پیدائش کی کمی کی وجہ ہماری استریون کے نربل شریر ہین کھانا اچھے سے اچھا کھانا چاہیئے
پہننا تو خالی بدن کو ڈھکنا ہے اس سے شریر مین بل پیدا نہین ہوسکتا اگر ہماری بہو بیٹیان
اچھی اور طاقت ور چیزین کھاوین تو شریر مین خون پیدا ہو اپنی پرشون کے سیوا کرسکین جو
ان کا دھرم ہے گھر کے دھندے تن دہی سے کرسکین اور تگڑے بالک جنین کہ جنکا وہ سکھ
دیکھین - روپ - گہنے کپڑے سے نہین ہے روپ تو خون سے ہے اگر لکڑی کو گہنا کپڑا پہنا دیا
جاوے تو روپ نہین آسکتا ہماری دادی اور مان ایک ایک جاپے مین چھ چھ دھڑی
گھی کھا کر آسکتی تھی اب ہماری بہن بیٹیان آپ اتنے صاحب بیٹھے ہین بتائین کتنا کھاتی
ہین بتائین کیا خاک - کچھ کھاتی بھی ہون - اونکے کرم مین تو دوا کے کٹورے لکھے ہین
نتیجہ یہ ہے کہ ایک ہی جاپے مین جی ہار جاتی ہین دوسرے کی نوبت آئی تو لمبے پیر
پسار دیئے - اگر بچ گئی تو اپاہج ہوگئی - آپ بھی دکھی اور کنبے والے بھی دکھی اور پیلے
اور سوکھے بالک جننے بے فائدہ ہین - وہ تو جب تک جیتے ہین آپ دکھ پاتے ہین اور
اورون کو دکھ دیتے ہین - مر جاتے ہین تو کنبے والون کو رلاتے ہین - تندرست بالک
مان باپ کی خوشی اور جاتی کی اونتی کا باعث ہوسکتے ہین - مردون کا یہ حال ہے
کہ آمدنی کم اور خرچ زیادہ پھر متون مین شانتی کہان نہ کام کا بوجھ اٹھا سکتے ہین نہ
جنتا سہہ سکتے ہین نہ روگ سے لڑ سکتے ہین جہان کوئی روگ لگا یا مری پڑی چلتے
ہوگئے۔ ہماری جاتی بہت دنون سے اس بھلاوے مین ہین کہ ہم دھن وان ہین
اور اسی بھلاوے مین بڑھا خرچ کرتے ہین اس جاتی کو تو فضول خرچی نے تباہ
کردیا ہے اور کر رہی ہے - شادی بیاہ کے خرچون کا گھن اندر لگا ہوا ہے جو جاتی کو

واسطے جنکو آگے چلکر انگریزی تعلیم کی اچھا نہین ہے اور دھارمک شکشا کی لگن زیادہ ہے ایسا ہی ایک ودیالیا ناتھ آشرم کے متعلق ہے لیکن جسقدر فائدہ اُس سے ہو سکتا ہے نہین ہوا اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم لوگون مین ابتک یہ تعصب باقی ہے کہ ہم اپنے بالکون کو ناتھون کے ساتھ ودیالیون مین نہ پڑھاوین میرے خیال مین اگر مدرسہ آشرم سے علیحدہ کردیا جاوے اور دوسرے مکان مین رکھا جاوے تو یہ جھجک شاید دور ہو جاوے اور جو خرچ اب لگ رہا ہے اسمین زیادہ ودیارتھی پڑھ سکین اور لابھ اٹھا سکین۔ یہ عام شکایت ہے کہ ہماری سنستھاؤن کو جیسی سہایتا ملنی چاہیے جاتی کی طرف سے نہین ملتی حال مین جین پردیپ مین ایک مضمون دیکھا گیا تھا اسمین موجودہ آشرمون کی بابتہ چند اعتراض تھے جنکی بنیاد اسی پر تھی کہ سہایتا کے نہ ہونیکی وجہ سے بعض کام لیے جاتے ہین جو شبھ نہین اور نہ ہونے چاہئین جہانتک اس شکایت کو دیکھا جاوے وہ صحیح بھی ہے اور غلط بھی ہے جب ہم اپنے سنستھاؤن کا مقابلہ بعض اور سماجون کی سنستھاؤن سے کرتے ہین تو بیشک یہ شکایت ٹھیک معلوم ہوتی ہے لیکن اسمین یہ بھید ہے اُن سماجون کے ہان سنستھاؤن کے اور کوئی خرچ نہین ہے تیرتھ جاترا یو جا پاٹھ بہاؤ نا کا خرچ انکے ہان بہت کم ہے جیمن سنا بلک خرچ انکے ہان بہت کم ہین ہمارے ہان سات بار تو تیوہار اور بیواہ شادی کے خرچ ایسے کہ ایک بیواہ کرکے آدمی کو کئی برس ہوش نہین آتا پھر ہم اُنکی ریس کس طرح اسکتے ہین پھر جو زوال ہماری جاتی کو برابر ہو رہا ہے اوس پر نظر ڈالنی بہت ضروری ہے سرکاری مردم شماری یعنی گنتی کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ

سنہ ۱۸۹۱ء مین ہماری تعداد	۱۴ ۱۲ ۲۳۸	تھی
اگلے دس برس بعد گھٹ کر سنہ ۱۹۰۱ء مین	۱۳ ۳۴۱۴۰	رہگئی
پھر دوسرے دس برس مین گرکر ۱۹۱۱ء مین صرف	۱۲ ۴۰۱۸۲	رہگئی

اس حساب سے پہلے دس برس مین ۰٫۵ فیصدی اور دوسرے دس برس مین ۴٫۴ یعنی ۱۱ فیصدی سے زیادہ کمی ہوگئی گویا کہ ۱۰۰ مین سے ۸۹ آدمی رہگئے یہ کمی اوسوقت ہے کہ جب ہم لوگ اپنے ویشنو بھائیون کے ہان سے برابر بالک گود لیتے ہین پورا نمونہ اس گھٹی کا دلی شہر کی آبادی مین معلوم ہوتا ہے کہ جہان میرے خیال مین ان بیس برس مین ۵۰ فیصدی کی کمی ہوئی ہے گھر کے گھر بند ہوگئے۔ کنبے کے کنبے مٹ گئے جنکا نام و نشان باقی نہین رہا یون تو ہمارے "نائی" خانجی بھاجی کے واسطے اب بھی ۲۲۰۰ گھر برادری کے بتاتے ہین لیکن میری سمجھ مین تو ۵۰۰ سے زیادہ گھر نظر نہین آتے پھر یہ پرمان کر لیجئے کہ جب آدمی گھٹ گئے جو دھن کماتے تھے تو اسیقدر دھن کی بردھی بھی بند ہوگئی ایسی صورت مین اگر سنستھاؤن کو پوری سہایتا نہ ملے تو تعجب ہی کیا ہے مردم شماری مین کمی اس وقت ہوتی ہے کہ جب پیدایش کم ہون اور موت زیادہ ہون اور مین جہانتک دیکھتا ہون اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم

پریذیڈنٹی اسپیچ شریمان بابو پیارے لال صاحب جین وکیل چیف کورٹ دہلی

جو کہ جلسہ جین اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دھیرج دہلی ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء کو ہوا

آپ نے جو مجھ کو سوسائٹی کے بارشک ادھویشن پر سبھاپتی بنانے کا آدر دیا ہے مین اوسکا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہون مین نہ کچھ اپنے مذہب سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون نہ کچھ لیکچرار ہی ہون لیکن لالہ جگّی مل جی نے حکم دیا مجھے ماننا پڑا۔ اب جو خدمت مجھے سپرد کی گئی ہے اوسکو ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہون اس سوسائٹی کے ممبران کو دھن باد ہے کہ انھون نے جو تن من دھن سے کوشش کرکے اس ودیالیہ کو کھولا ہے یہ ودیالیہ ایسا ہے کہ جسکی ہمکو بہت ضرورت ہے یہ بات سب جانتے ہین کہ بالکون کی شکشا پر شبہیں توجہ دینی چاہیئے بغیر ودیا کے ہمارے بالک نہ اپنی آتما کا کلیان کرسکتے ہین نہ جائی مین نہ بیوہار مین نہ راج دوارہ او پا کو پراپت کرسکتے ہین اس ودیالیہ کی ضرورت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ سرکاری ودیالیون مین دو باتون کی کمی بڑی بھاری ہے ایک تو وہان دھرم شکشا نہین ہوتی اور نہ ہوسکتی ہے اس کا ر ن بالک وہان دھرم سے پرے ہو جاتے ہین دوسرے بیوہار کا کام نہین سکھایا جاتا جسکے سبب تھوڑے ہی دنون مین اسکا من بیوہار سے ہٹ جاتا ہے اور نوکری کی طرف ٹل جاتا ہے اس ودیالیہ مین دونون کمی پوری کردیگئی ہین۔ یہان بالک علاوہ تعلیم انگریزی کے اپنے دہرم سے واقفیت حاصل کرسکتے ہین ہندی کی تحریر اور گر۔ اور بہی کھاتہ کا کام سیکھ سکتے ہین اور آگے بڑھکر اگر اعلی تعلیم حاصل کرنا چاہین تو سرکاری مدرسون مین باقاعدہ داخل ہوسکتے ہین او یونیورسٹی مین بڑی سلسلہ سے داخل ہوسکتے ہین ودیالیہ کا مکان بہت ہوادار اور لاگت کا اونچے موقعہ پر بنایا گیا ہے استادون کے چننے مین اچھی محنت کیگئی ہے بالکون کی تعداد کافی ہے میرے خیال مین ایسے ودیالیہ ہر نگر ہر گرام۔ ہر محلہ مین جہان جینی لوگ رہتے ہین کھولنے لازم ہین۔

اے ودیارتھیو تم قوم کی نئی امید آج تم بالک ہو کل تم جوان ہوگے جاتی کی ڈور تمہارے ہاتھ مین ہوگی جسطرح تم چلاؤگے چلیگی اسلئے ایک بات کا ہمیشہ خیال رکھنا اپنے کیریکٹر کو بنائے رکھنا یعنی آچرن سیدھا رکھنا اسپر ہمیشہ دردینا [illegible] ہر طرح سے نڈر ہوگے ہر کام مین کامیابی ہوگی ہر جگہ عزت ہوگی بڑی خوشی کی بات ہے کہ بورڈنگ ہوس بنانے کی کوشش بھی یہ سوسائٹی کرر ہی ہے اسکی بھی بڑی ضرورت ہے اور یہ بہت ہی اوم بات ہے اور مجھے آشا ہے کہ اس سوسائٹی کے ممبران کو اس مین بھی ایسی ہی اچھی کامیابی ہوگی جیسی کہ ودیالیہ کے بنانے مین حاصل ہوئی ہے مین دیکھتا ہون کہ اب اسطرح کے ودیالیہ جگہ جگہ بنتے جاتے ہین میرا اس سے یہ مطلب نہین ہے کہ پرانے ڈھنگ کی پاٹھ شالا اور پاٹھ شالا سے مجھے رچی نہین ہے یہ بات ہرگز نہین ہے وہ بھی اپنے طریقے سے اچھا کام کررہے ہین خاصکر ان ودیارتھیون کے

اگلے جنم مین ایسی ہی جگہ پیدا ہوگا کہ جہان اوسکو والدین بھی کمزور وضعیف جسم کے ملین اور دیگر اسباب بھی ایسے ہی ملین کہ جس سے اوسکی کم آیو کا بندہ ٹھیک کام کر سکے یعنی وہ کم آیو بھگت کر مر جائے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ چونکہ پشت ہا پشت سے ہم نے اپنے افعال اپنی عادات اپنی زندگی کے طریقے ایسے کر رکھے ہین کہ جس سے ایسے ہی جیوکہ جنھون نے کم آیو کا بندہ کیا ہے ہمارے یہان آکر پیدا ہوتے ہین۔ لیکن اگر ہم اپنے افعال اپنی عادات اپنے طرز زندگی کو درست کرین تو ممکن نہین کہ پچاس سال بعد ایسے ہی جیوکہ جنہون نے دیرگہہ (زیادہ) آیو کرم کا بندہ کیا ہو ہمارے یہان آکر نہ پیدا ہونے لگین۔ پس کم عمری کے اسباب کو تلاش کرنا اور اونکے دفع کرنیکی کوشش کرنا ہمارا فرض عظیم ہے۔

ہمارے خیال مین سب سے بڑا سبب اس زمانہ مین کم عمر ہونے کا برہم چریہ کا نہ پالنا ہے۔ زمانہ قدیم مین ۲۵ سال کی عمر تک برہمچاری رہکر ودیا پڑھتے تھے۔ اس زمانہ مین آٹھ نو سال کی عمر مین لڑکے لڑکیون کی شادی کردی جاتی ہے جس سے اونکا کچا ویریہ ہمیشہ برسے زائل ہوجاتا ہے اور جسم کی کل طاقت سلب ہوکر جلد بدن یا تراختم ہوجاتی ہے۔ ایک وجہ برہم چریہ پالن نہ ہونے کی یہ صغیرسنی کی شادی ہے۔ دوسری وجہ والدین کا اپنے بچون کے چال چلن کی نگرانی نہ کرنا اور اونکی نیک وبد صحبت کی طرف توجہ نہ دینا ہے۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ والدین اپنے بچون کے چال چلن کی دیکھہ بہال نہین کرتے۔ اپنے دنیادی کاروبار وگرہست کے دہندون مین ایسے لگے رہتے ہین کہ اونکو مطلق خیال نہین ہوتا کہ ہمارا لڑکا جو تمام دن غائب رہتا ہے کہان پھرتا ہے۔ رات کو جو دیر سے دس گیارہ بجے گھر پر آتا ہے کس کے پاس بیٹھا رہتا ہے۔ لڑکے کا چہرہ جو زرد رہتا ہے اوسکے سر مین اکثر درد رہتا ہے اسکی کیا وجہ ہے۔ اونکو تو اپنے کمانے سے مطلب ہے۔ لڑکے کی صحبت چاہے نیک ہو چاہے بد۔ اونکی جسمانی تندرستی خواہ اچھی ہو یا بُری اونکو اسکی کچھ پرواہ نہین۔ وہ تو برادری مین اپنی ناک قایم رکھنے کے لئے صرف اپنا یہ فرض سمجھتے ہین کہ بچون کے لئے زیور وکپڑا اچھا بنادین اور اونکی سگائی بیاہ جلدی کردین۔ اگر جین سماج یہ چاہتی ہے کہ اوسکا نام ونشان آئندہ زمانہ مین قایم رہے اور اوسکی سنتان کی عمر دراز ہوکر وہ کچھ کار نمایان کرے تو اوسکو چاہیے کہ شادی صغیرسنی کا منہ کالا کرکے اور بچون کے چال چلن کی بخوبی حفاظت ونگرانی کرکے اپنی سنتان سے ودیا تھی اوستھا مین برہم چریہ کا پالن ضرور کرائیے۔ (باقی آئندہ)

(باقی آئندہ)

گذر اور بوڑھا ہوا اور ساٹھ پچپن برس کی عمر مین مرنا کوئی تعجب کی بات نہین سمجھی جاتی ہے۔ اور اگر کوئی ستر پہنچ گیا تو
بہت ہی غنیمت سمجھا جاتا ہے اس زمانہ مین پچاس ساٹھ سال مین انسان کی تین پشت گذرتی معلوم ہوتی ہین درحقیقت
انسان کو مرنے جینے سے اسقدر فرصت ہی نہین ملتی کہ وہ کوئی قابل اطمینان و نمایان لوکیک و پارمارتھک ترقی کر سکے۔ اب
سوال یہ ہے کہ کیون اس زمانہ مین انسان کی عمر کم ہوتی ہے۔ بہت سے اشخاص اس کا جواب یہ دینگے کہ یہ کال
پربھاؤ ہے۔ اوسرپنی کال کا یہ خاصہ ہے کہ آیو۔ کایا۔ بدہی وغیرہ کم ہوتی جاتی ہین۔ اور یہ اوسرپنی کال کا پنجم
کال یعنی کلوکال ہے اسمین عمر وغیرہ کم ہی ہونگی۔ سو دیکھنا یہ ہے کہ اس زمانہ مین جسقدر کمی عمر مین ہو رہی ہے وہ محض
کال کے اثر کی وجہ سے ہے یا اوسکے اسباب کچھ اور بہی ہین۔ اگر یہ کمی محض کال کے اثر کی وجہ سے ہے تو اسکی بابت بحث
مباحثہ و وچار کرنا اور ایسی تدابیر سوچنا کہ جس سے انسان کی عمر زیادہ ہو بالکل فضول و بے سود ہے لیکن اگر یہ سب
کمی کال کے اثر کی وجہ سے نہین ہے تو اون وجوہات کے معلوم کرنیکی کہ جنکی وجہ سے عمر کم ہوتی ہے ضرور کوشش کرنی
چاہیئے اور ایسے ذرایع تلاش کرنے چاہیین کہ جس سے عمر کم ہونیکی وجوہات دور ہو سکین۔

جین شاستر کارون نے لکھا ہے کہ چوتھے کال کے آخر و پنجم کال کے شروع مین انسان کی عمر ۱۲۰ سال ہوگی اور پنجم
کال کے آخر مین ۲۰ سال۔ اسکا یہ مطلب ہوا کہ ۲۱ ہزار سال مین ۱۰۰ برس کی عمر کم ہو جائیگی یعنی فی سو برس مین
تخمیناً ۶ ماہ عمر کم ہو جائیگی۔ اب پنجم کال کے تخمیناً اڑھائی ہزار برس گذر چکے ہین یعنی ابتک ۱۲۰ سال مین سے ۱۲ سال
کم ہونے چاہیین یعنی اسوقت جہانتک کال کے اثر کا تعلق ہے ۱۰۰ سال کی عمر ہونی چاہیئے لیکن دیکھنے مین یہ آتا ہے
کہ ۷۵ یا ۸۰ سال کی عمر شاذ و نادر ہی کسی کی ہوتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ جتنی کمی عمر مین اسوقت ہو رہی
ہے وہ محض کال کے اثر کی وجہ سے نہین ہے۔ ۱۰۰ سال تک جو کمی ہے وہ بیشک کال کے اثر کی وجہ سے ہے
لیکن اوس سے نیچے جو کمی ہے ضرور اوسکے وجوہات کچھ اور ہین۔

یہان پر شاید کوئی صاحب یہ اعتراض کرین کہ جتنی عمر کوئی شخص پچھلے جنم سے باندھ کر لاتا ہے اوتنی ہی
بھگتتا ہے۔ جب اس زمانہ مین ایسے جیو ہی یہان آکر پیدا ہوتے ہین جنہون نے کم آیو کا بندھ کیا ہے تو پھر
وہ زیادہ کیسے ہو سکتی ہے اسلئے کم عمری کے وجوہات اور اونکا علاج ڈھونڈنا لاحاصل ہے۔ اسکا
سمادھان یہ ہے کہ مرتو کال و اکال دو قسم کی ہوتی ہے۔ جتنی عمر کوئی جیو باندھ کر آتا ہے اگر اوتنی ہی پوری
کرکے مرتا ہے تو کال مرتو کہلاتی ہے اور اگر کسی سخت مرض یا صدمہ وغیرہ کی وجہ سے آیو کرم کے پرمانو
اپنی مقررہ مدت سے پہلے کھر جائین تو اکال مرتو کہلاتی ہے۔ اس زمانہ مین بہت ممکن ہے کہ زیادہ تر آدمیون
کی مرتو اکال مرتو ہی ہوتی ہو۔ علاوہ ازین اصول یہ ہے کہ جیو جیسی آیو کسی جنم مین باندھتا ہے اوسی کے
مناسب حال ٹھکانے مین دوسرے جنم مین پیدا ہوتا ہے یعنی اگر کسی جیو کی آیو اس جنم مین کم بندھی ہے تو وہ مرکر

ہم لوگون کو ممنون و مشکور فرمایا۔ شام کو نگر کیرتن ہوا۔ اگلے روز جلسہ کی کاروائی زیر صدارت دیوان بہادر
دیوان کشن داس صاحب ہوم منسٹر ریاست جمون و کشمیر شروع ہوئی سب سے پہلے بھجن ہوے پھر سکریٹری
صاحب نے سالانہ رپورٹ سنائی۔ پھر لالہ دیوانچند جی ادسوال سمندری کا لیکچر ہوا جسکا لب لباب یہ
تہا کہ خاصکر قومی لیڈر ہی کانفرنس کے ریزولیشن توڑتے ہین۔ جسکی تصدیق مین دو چار زندہ مثالین پیش کین۔
اسکے بعد مسٹر راجت پرشاد جی ایم اے وکیل لکھنؤ کا ایک عالمانہ لیکچر دہرم کی غفلت پر ہوا پھر چندہ شروع ہوا تقریباً
آٹھ سو روپیہ وعدہ سابقہ کا نقد وصول ہوا۔ اور تقریباً ایک ہزار کے وعدہ اور دو صد روپیہ نقد ادا بھی ہوا۔
اس موقعہ پر لاہور مین سناتن دہرم مہا سبہا سکہہ ایجوکیشنل کانفرنس و انجمن حمایت اسلام کے جلسہ
بھی ہوئے۔ انمین چندہ خوب ہوئے۔ سکہہ صاحبان کا چندہ دو لاکھ کے قریب ہوا۔ مسلمانون کا چندہ
۳۵ ہزار کے قریب ہوا لیکن جین قوم کا چندہ کل دو ہزار اگلا پچھلا سب ہوا۔ افسوس کہ دولت مند
کہلانے والی قوم تعلیمی میدان مین سب سے پیچھے پڑی ہے۔ جلسہ مین ریزولیشن بہت جلدی کے ساتھ پڑھے
گئے جس سے کوئی فائدہ نہین ہوا۔ رات کو تیرتہون کی تصویرین دکھلائی گئین لیکن انکا مطلب نہین سمجھایا
گیا جس سے کچھ زیادہ فائدہ نہین ہوا غرض پھر بھی جلسہ اچھی طرح سے ہوگیا جین سماج کا سیوک خوشی رام اوسوال جین قصور

سوال

ایک شخص موتی رام نے دوسرے شخص سوتی رام کو کچھ رقم اس اقرار پر قرض دی کہ ہر چھ ماہ بعد قرض کی رقم دو چند ہوا کریگی
اور وہ دو چند رقم بھی ہر چھ ماہ کے بعد پھر دو چند ہوا کریگی یعنی جب تک روپیہ ادا نہ ہو جائے تب تک ہر چھ ماہ
بعد رقم کے دو چند ہونے کا سلسلہ جاری رہیگا۔ لہذا سوتی رام نے بعد گذرجانے تیرہ سال ۶ ماہ کے کل رقم مطابق شرائط
۸۳۸۸۶۰۸
مذکورہ بالا کے ادا کردی جسکی تعداد تیراسی لاکھ اٹھاسی ہزار چھ سو آٹھ روپیہ ہوئے۔ اب کوئی صاحب بتلائین کہ
موتی رام نے سوتی رام کو کسقدر رقم قرض پر دی تہی جسکا جواب صحیح اور سب سے اول آویگا اسکو ایک کتاب قیمتی
۸ر آنہ اور دوسرے کو ۴ر آنہ اور تیسرے کو ۲ر آنہ کی بطور انعام بھیجی جائیگی۔ ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند۔

زمانہ حال مین کم عمری کا کارن

(از بابو رکہبداس بی۔ اے وکیل میرٹھ)

یہ اظہر من الشمس ہے کہ آج کل انسان کی عمر بہت کم ہوتی ہے۔ سب مذہب والونکے بیان یہ روایت موجود
ہے کہ گذشتہ زمانہ مین انسان سیکڑون بلکہ ہزارون برس تک زندہ رہتا تہا لیکن اس زمانہ مین چالیس برس سے

جلسہ بغرض قرضہ جنگ

دیوبند مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۱۷ء کو بوقت ۱۱ بجے دن زیر پریذیڈنٹی جناب جوائنٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر منعقد ہوا صاحب بہادر موصوف نے جلسہ کے اغراض و مقاصد سمجھاتے ہوئے قرضہ کی ضرورت اور اسکے دینے کے فواید معہ قاعدہ کے ظاہر کئے۔ آپ نے فرمایا "دولت مند لوگ جن لوگون کو قرضہ دیتے ہین انکی نالشین عدالت دیوانی مین دایر کرتے ہین ڈگری کرا کر جاری کراتے ہین اور پھر اگر مدیون پر کچھ نہین ہوتا تو اپنے روپیہ سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہین۔ لیکن یہ قرضہ جو گورنمنٹ لیتی ہے ان سب دقتون سے بری ہے۔ یہ قرضہ میعاد کے ختم ہوتے ہی بلا کسی دقت کے فوراً مل جائیگا اس لئے قرضہ مین سب کو حصہ لینا چاہیئے۔ اسکے بعد لالہ جوتی پرشاد صاحب ایڈیٹر جین پردیپ نے ایک بڑی پُر اثر اسپیچ پڑھی آپ نے جنگ کے حالات" جو عموماً اخبارات سے معلوم ہوتے ہین بتلاتے ہوئے برٹش راجیہ کے فواید اور ہندوستانی پرجا کی راجبھکتی بہت پُر اثر الفاظ مین ظاہر کی جو جو خدمات جان و مال سے ہندوستان اسوقت ادا کر رہے ہین۔ وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہین۔ راجبھکتی کی تعلیم کوئی بناوٹی بات نہین ہے بلکہ یہ مذہبی تعلیم ہے ہم لوگون کو ہر طرح سے اپنے بادشاہ کی خدمت کرنی چاہیئے۔ ضلع سہارنپور کے دولتمندون نے بہت کم قرضہ دیا ہے آپ نے افسوس ظاہر کیا کہا کہ اس ضلع کے لوگ ناچ تماشون مین بہت روپیہ خرچ کرتے ہین اور تعلیمی اور اخلاقی لحاظ سے سب سے پیچھے ہین لیکن ایسے سنہرے موقعہ سے بھی فائدہ اٹھانے مین سب سے پیچھے رہے جاتے ہین۔ یہ انکی بدقسمتی ہے بہ نسبت [illegible] قدر راجبھکتی اور مالی فائدہ کا ہے اس سے ہر ایک امیر غریب کو فائدہ اٹھانا چاہیئے آپ کی اسپیچ نے تمام حاضرین جلسہ کو قرضہ دینے کے لئے آمادہ کر دیا۔ اسکے بعد حاضرین جلسہ نے قرضہ کے لئے رقمین پیش کین جو بالحاظ حیثیت بہت کم ہین۔ بعد اسکے ایک سب کمیٹی قایم کی گئی۔ جو تحصیل کے دولتمند لوگون کو قرضہ دینے پر تیار کریگی۔ اس کمیٹی کے سکرٹری جناب تحصیلدار صاحب دیوبند بنائے گئے یقین ہے کہ سکرٹری صاحب دیگر ممبران کمیٹی سے مشورہ لیکر قرضہ کی فہرست کو ایک اچھی شکل مین گورنمنٹ ہند کو پیش کرینگے۔ ایک باشندہ دیوبند۔ ۲۴/۴/۱۷ (نوٹ) یقین ہے کہ اڈیٹر صاحب اپنی اسپیچ کو اخبار مین درج فرمائینگے

جلسہ پنجاب سوتیامبر استھانک باسی جین کانفرنس

اسکا نوان اجلاس ۵ و ۶ اپریل ۱۹۱۷ء کو لاہور بمکان "امر جین ہوسٹل" بصدارت لالہ رجبا لال جی جین خزانچی بنگال بنک شروع ہوا خوشی کا مقام ہے کہ امسال لاہور ضلع مین شری مہابیر سوامی کے جنم دن کی عام تعطیل ہوئی۔ اتفاق سے جلسہ مین مسٹر [illegible] صاحب بہادر رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے بھی تشریف لا کر اور تقریر فرما کر

بند ہو جاویگی۔ دوم یہ آشا کیجاتی ہے کہ اب بکرون کی دعا سے سرکار گورنمنٹ کی نتیج ضرور ہوگی کیونکہ گورنمنٹ ہند کی نظر عنایت اور انصاف سے بکرون کی جانین بچی ہین۔

تاریخ ۳۱ مارچ ۱۹۱۱ء کو گوجر کشتری سبھا کو بھی بوجہ پاکیزگی و صفائی کے اسی میلے کالکا پر سبھا کرنے کا موقعہ ملگیا ورنہ بکرون کے ذبح سے میلے مین پراگندگی پہیلے رہنے سے سبھا کا ہونا نا ممکن تہا اوس مین کیسی کیسی عمدہ تجویزین ہوئی ہین۔ اول۔ رنڈی کا ناچ اور نیز سانگ لڑکون کا بموقعہ شادی بیاہ بند کیا گیا۔ دوم۔ آتش بازی۔ بکھیر۔ آرایش بہی موقوف کی گئی۔ سوم۔ گوجر کشتری صاحب بوڑھی گائے اور بیل کو فروخت نہ کرے اور گئوشالہ کو بھیجدے۔ چہارم۔ مانس اور شراب کا استعمال ناجائز قرار دیا گیا۔ پنجم۔ سماج سدہار پر بھی بہت ویاکھیان دیے گئے جیو کشنی سبھا دہلی کو بہی بہت امداد دی۔ اور آیندہ جیو رکشا کے متعلق کام کرنے منظور کیے گئے۔

داس جگنا تھ جینی منتری۔

(نوٹ) اس کل نیکی کا سہرا ہمارے پریم متر لالہ جگنا تھ جی جوہری کے سر ہے۔ آپ متواتر کئی سال سے اس کوشش مین لگے ہوئے تہے۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ امسال بڑی خوبصورتی کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ جو انسان کسی کام کو سچے دل سے کرنا چاہتا ہے وہ ضرور کامیاب ہوتا ہے۔ لالہ جگنا تھ جی نے محض باتین ہی نہین بنائی۔ بلکہ عملی طور سے کام کرکے دکہلا دیا۔ ہم لالہ صاحب کا جین سماج کی طرف سے شکریہ ادا کرتے ہوئے دیوی کے بہگتون سے پرارتھنا کرتے ہین کہ وے اس انیائے سے باز آئین۔ اور دیوی ماتا پر پہل پہول میوا مٹھائی چڑھا کر اپنی بھکتی کا ثبوت دیتا "پردیپ"

لودھیانہ مین شری مہابیر جینتی کا اُتسب

۵ اپریل ۱۹۱۱ء بروز سنیچر مطابق چیت سدی ۱۳ کو لودھیانہ مین بیر جینتی کا جلسہ ہوا۔ جین برادری کی طرف سے غریبون کو بھوجن دان دیا گیا۔ اور کارروائی جلسہ ۷ بجے شروع کی گئی جس مین جین بھجن منڈلی کے اپدیشی بھجن ہوئے۔ اسکے بعد جین دہرم کے مشہور پنڈت شری سوامی اوپادھیائے آتما رام جی مہاراج پنجابی کا بھگوان مہابیر سوامی کے پوتر جیون پر عام ویاکھیان ہوا۔ ویاکھیان کے وقت پبلک کی تعداد بہت کافی تہی۔ شہر کے رئیس اور اجین لوگ بھی بہت شامل ہوئے تہے۔ سوامی جی کے ویاکھیان کو سنکر حاضرین جلسہ کو بڑا آنند پراپت ہوا۔ بعد مین جین منڈلی نے شہنشاہ جارج پنجم کی سلامتی کا ایک مبارک بھجن سنایا۔ پھر سبھا سماپت کی گئی۔ داس نوارتا رام جین لودھیانہ

جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ مین شری مہاویر جینتی کا اوتسو

چیت شکلا ترودشی سمت ۱۹۷۲ مطابق ۵ اپریل ۱۹۱۵ء کو ہمارے پرم پوجیہ چوبیسوین[۲۴] تیرتھنکر شری مہاویر سوامی
کے سالگرہ کا دن تھا اوس روز جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ مین بوقت تین بجے شام ایک جلسہ بصدارت بابو [illegible]
جی بی اے وکیل ہوا۔ اول کل بہائے کھڑے ہوکر شری مہان منتر یعنی نموکار منتر کا اوچارن کیا بعدہ ماسٹر ہتر سین
جی کانسیل سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس نے جین متر سے آئی شوک دایک۔ ہردے بدارک سماچار سیادواد
وارد۔ بادگج کیسری۔ نیائے باچسپت شریمان پنڈت گوپال داس جی برئیا کی بے وقت موت کے سناتے ہوئے
شوک پرگٹ کیا اور سبھا پتی نے اونکی تائید کرتے ہوئے اور پنڈت جی کے گنونکا ودیکھن کرتے ہوئے بحیثیت
سبھا پتی کل سبھا بورڈنگ ہاؤس و جین سماج کی جانب سے شوک پرگٹ کیا۔ اوسکے بعد بابو ہتر سین اسٹوڈینٹ
ایف اے کلاس۔ بابو دیوانند کمار۔ بابو شیو پرشاد۔ بابو گری لال۔ بابو منگل سین و بابو اننت پرشاد ایکس بورڈر
اسٹوڈینٹ ایف اے کلاس و ماسٹر ہتر سین جی سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہاؤس کے شری مہاویر سوامی کی لائف اون
کے اوصاف پر نہایت پراثر واکھیان نظم و نثر مین ہوئے۔ بعدہ بابو امیچند بورڈر کا ایک نہایت منوہر بھجن پریم پر ہوکر
بورڈرس کے لئے سبھا پتی کے چند نصیحتانہ الفاظ کے بعد جلسہ جینتی ۵ ۱/۲ بجے جے دھونی کے ساتھ سماپت ہوا۔ ایک درشک

ظلم ہٹ گیا!

شری مندر کالکا دیوی متصل شہر دہلی پر بے گناہ غریب بے زبان ہزارہا بکرون پر ظلم جو سخت بیرحمی سے
ہوا کرتا تھا یعنی وہ کاٹ کر دیوی پر چڑھائے جاتے تھے۔ وہ اب پچھلے میلے جہانی اسوج یعنی اکتوبر اور چیت
سدی ۸ یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۱۵ء میلے حال سے بالکل موقوف ہوگیا ہے۔ یعنی بکرون کا مارا جانا یا کان کاٹا
جانا۔ اور ریوڑون کا فروختگی کے لئے آنا سب بند ہوگیا اور اس موقوفی کا نتیجہ ایسے صاف طور سے نمایان ہوگیا
کہ ہر ایک جاتری نہایت خوشی کے ساتھ پرشاد مین مٹھائی استعمال کرتا رہا اور بکرون کا خیال تک نہین کیا۔
اور حلوائیون کے بہی ایسے گہرے ہوئے کہ اونکی مٹھائیان تمام فروخت ہوگئین۔ اور پجاریان کالکا دیوی
بابا سنجا ناتھ پنچم ناتھ۔ نیا دہلی پنڈہ وغیرہ کی طرف سے جو اشتہارات شایع ہوئے تھے اونکی پابندی اچھی طرح سے
عمل مین آئی اور میلے کی خوبصورتی پاکیزگی حفظ صحت رونق اس درجہ پر رہی کہ بیان سے باہر ہے۔ میونسپل ہیلتھ ڈپارٹمنٹ
کی رپورٹ بہی اچھی ہوئی ہے۔ میلہ مین کتے گدھے وغیرہ کو بغیر اشتہار نہ منڈلائے اور میلے مین کسی قسم کی بیماری
اور تکرار کا نام ونشان بہی نہ تھا۔ امید ہے کہ اور دیویون کے جگہ بہی جہان کہ یہ قبیح رسم جاری ہے اوپر کے مطابق

آپکا طویل مضمون بہت جلد ختم کرایا گیا۔ اسکے بعد لالہ جوتی پرشاد جی دیوبند والوں نے دہلی نواسی لالہ جگن ناتھ جی جوہری کا شکریہ ادا کیا۔ کیونکہ جوہری صاحب کی لگاتار محنت سے یہ وہ اریک کام ہوا ہے کہ دہلی سے کچھ ہی دوری پر جو کالکا دیوی کا مندر ہے۔ وہاں پر ہر چھ ماہی کے میلہ پر ہزاروں بے زبان اور غریب بکرے کاٹے جاتے تھے۔ وہ بالکل بند ہو گئے ہیں۔ اور اس حال کے میلہ پر ایک بھی بکرا نہیں کاٹا گیا اور نہ کسی بکرے کا کان وغیرہ ہی کاٹا گیا۔ یہ کام جوہری صاحب کا نہایت قابل تعریف ہے۔ جوہری صاحب نے محض زبانی جمع خرچ ہی نہیں کیا بلکہ عملی کام کر کے دکھلا دیا ہے۔ اسکے بعد سکول کے منیجر لالہ جگی مل صاحب نے تمام حاضرین جلسہ کا۔ ہر چہار سبھا پتی مہاراج کا باہر سے تشریف لائے ہوئے بھائیوں کا و دیگر کاریکرتاؤں کا شکریہ ادا کیا۔ اور شری بھگوان سے پرارتھنا کی کہ اس موجودہ جنگ میں ہمارے عادل شہنشاہ کی فتح ہو۔ اور گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر ایڈیٹر صاحب جین پردیپ نے سکول کے منیجران کا شکریہ ادا کیا جنکی دلی محنت سے سکول کا کام بڑی خوبصورتی کے ساتھ چل رہا ہے۔ اسکے بعد سبھا پتی صاحب نے چند الفاظ قومی بہبودی کے لئے فرمائے اسکے بعد یہ سالانہ جلسہ شری بیر بھگوان کی جے بولکر سماپت کیا گیا۔

(ایک ورشک از دہلی)

نوٹ۔ یہ سکول اچھا کام کر رہا ہے۔ امسال مڈل تک ہو جائیگا اور اُمید ہے کہ بہت جلد ہائی سکول کی شکل میں نظر آئیگا کمیٹی بہت زیادہ کوشش کر رہی ہے۔ دہلی کے رہنے والے جینیوں کو سکول ضرور دیکھنا چاہیئے۔ "پردیپ"

شادی میں دان

نکوڑ ضلع سہارنپور سے جو خبر آئی ہے کہ جین سبھا اور سیر چند پالہ گورو کے صاحبزادہ عزیز نیم چند کی بارات چلکانہ تحصیل لالہ طریلو جی جین سابق کلرک خزانہ کلکٹری سہارنپور آئی تھی۔ اس شادی میں ناچ وغیرہ کوئی بدرسوم یا فضول خرچی نہیں کی گئی بلکہ بیاہ سنسکار جین شاستر کے مطابق کرایا گیا۔ بابو صاحب نے شادی کی خوشی میں علاوہ جین مندروں کے مبلغ عہ روپیہ حسب تفصیل ذیل دھرم کاریوں میں امداد فرمائی جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ عہ، رسبھ برہمچریہ آشرم سے ہستناپور جین بورڈنگ ہاؤس لاہور عہ جین شفاخانہ سہارنپور عہ، جین مہا ودیالیہ متھرا عہ، جین اناتھ آشرم دہلی عہ، جین پردیپ دیوبند عہ، جین سکول صدر میرٹھ عہ۔ ایک باراتی (نوٹ) ہم لالہ صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اُمید کرتے ہیں کہ دیگر اصحاب بھی آپکی تقلید کر کے جین سماج کو مشکور فرمائینگے۔ "پردیپ"

شوک سبھائیں | شریمان سیادواد وادیگج کیسری نیائے دیواکر سوریہ پنڈت گوپال داس جی کے بیوقت سورگباس ہو جانے پر جین سبھا۔ اندور۔ کولہاپور بیل گاؤں۔ بڑودہ۔ آگرہ دہلی وغیرہ بہت سے مقامات پر شوک سبھائیں کی گئیں۔ اور پنڈت جی مہاراج کا گن برنن کرتے ہوئے جو جو احسانات انہوں نے جینی قوم پر کئے ہیں وہ سب ظاہر کئے گئے۔ سچ ہے گیان والوں کی قدر مرنے پر ہی کی جاتی ہے۔ "پردیپ"

آج رات کو پھر ۷ بجے سے جلسہ شروع ہوا۔ اول بھجن ہوئے اور برہمچاری شیتل پرشاد جی جلسہ کے سبھاپتی بنائے گئے
بابا بھاگیرت داس جی برنی نے منگلاچرن کیا۔ پھر بابو الفت رائے جی نے سبھا کی رپورٹ پڑھکر سنائی جس سے ظاہر
ہوا کہ سبھا اچھا کام کر رہی ہے۔ اسکے بعد لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند نے "ہم کمزور کیون ہین؟" اس
مضمون پر تقریر فرمائی۔ اور اچھی طرح سے ثابت کیا کہ سماج کے اندر کسی پرکار کا بھی بل موجود نہین ہے۔ اور اگر یہی
حالت کچھ اور دنون قایم رہی تو یہ ٹمٹماتا چراغ بہت جلد گل ہو جائیگا۔ آپکی تقریر کا اثر حاضرین کے دلون پر بہت
زیادہ ہوا۔ اسکے بعد آپنے ایک اپنی تصنیف کردہ ہندی نظم سنائی۔ جسکو سنکر تمام سبھا دنگ رہ گئی۔ آپ نے
اس نظم مین پروپکار کی شکشا کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔ یقین ہے کہ آپ اس نظم کو کسی ہندی پرچہ مین شایع کرا کر
مشکور فرما دینگے حالانکہ وقت کم رہ گیا تہا لیکن پھر بھی برہمچاری سیتل پرشاد جی نے پنجاب کے جینون کی حالت
پر کچھ دیر روشنی ڈالی۔ اسکے بعد بھجن ہوکر سبھا بسرجن ہوئی۔

اگلے روز یعنی یکم اپریل کو دن کے دو بجے پھر جلسہ شروع ہوا۔ آج کی سبھا کے سبھاپتی رائے بہادر لالہ سلطان سنگھ جی
رئیس دہلی بنائے گئے سب سے پہلے بھجن ہوکر پنڈت مکھن لعل جی نیایہ النکار نے منگلاچرن کیا۔ اسکے بعد جین کنیا
پاٹھشالا کی رپورٹ پڑھی گئی اور بالکاؤن نے استوتی پڑھی۔ اور کچھ بھاشن کیا جس سے سبھا کو بہت آنند پراپت ہوا
کئی بالکاؤن نے اپنے اپنے مضمون کو اچھی طرح سے ادا کیا۔ اسکے بعد لڑکیون کو انعام تقسیم کیا گیا۔ پھر بابو جگل کشور جی
مختار دیوبند کا استری شکشا پر تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لیکچر ہوا۔ آپ نے استری سماج کے اندر تعلیم کا پرچار ہونے کی از
حد ضرورت بتلاتے ہوئے یہ اچھی طرح سے دکھلا دیا کہ جین سماج کی حالت بلا استری شکشا کے بہت کچھ گر چکی ہے
اور رہی سہی گر جانے والی ہے۔ اسلئے استری شکشا کا بہت جلد پرچار کرنا چاہیئے۔ آپکی عالمانہ تقریر کے بعد سبھاپتی
صاحب نے تقریر فرمائی۔ اور استری شکشا کی ضرورت کو ایک لازمی ضرورت بتلائی۔ کہا کہ پچھلے دنون ایک ان پڑھ
ماتا نے اپنے بچے کو لگانے کے ایک زہریلی دوائی پلادی جس سے لڑکی مر گئی۔ اگر خود پڑھی ہوتی تو یہ غلطی نہ ہوتی۔ بعد اسکے
جلسہ برخاست ہوا۔ آج رات کو تقریباً آٹھ بجے جلسہ پھر شروع ہوا۔ سبھاپتی کے آسن پر میرٹھ نواسی رائے صاحب
لالہ پربھو لال جی رئیس بٹھلائے گئے۔ سب سے اول بھجن ہوئے بعد اسکے برہمچاری سیتل پرشاد جی نے منگلاچرن کیا۔
پھر پنڈت مکھن لال جی کا "جین دھرم ہی عالمگیر دھرم ہے" اس مضمون پر بڑا عالمانہ لیکچر ہوا۔ آپکے تقریر مین سب
سے زیادہ یہہ خوبی تھی کہ آپ نے اس مشکل مضمون کو بڑی ہی آسانی کے ساتھ ظاہر کیا جسکو سنکر حاضرین جلسہ
نے بہت فائدہ اٹھایا۔ آپکی تقریر کے بعد علیگڈھ نواسی حکیم کلیان رائے جی نے سات بسن کے بارے مین ایک دلچسپ
تقریر فرمائی آپکی تقریر مین زیادہ تر ایسے چنے ہوئے لفظ آتے تھے کہ جو دوسرے لفظون مین تک بندی کے نام
سے بھی نامزد کیے جا سکتے ہین۔ آپ نے سات بسن پر ایک اچھی خاصی تقریر کی۔ چونکہ وقت زیادہ ہو گیا تہا اس لئے

ہائے اے بے وقت کیا تو نے کیا افسوس
ہے نہ سردار کوئی جبکہ ہمارا افسوس

ہائے اے وقت دیا توڑ سہارا افسوس
کیسے پردیپ کرے رنج گوارا افسوس

پھر بھی کہتے ہیں کہ تو بھول نہ جانا ہمکو
اک دفعہ ان کے سوتے سے جگاتا ہمکو

"پردیپ"

جین اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دھیرج دہلی کے جلسہ کی مختصر رپورٹ

یہ جلسہ ۳۱ مارچ اور یکم اپریل کو بڑی دہوم دہام کے ساتھ ہوگیا۔ باہر سے شریمان بابا بہاگرت داس جی برنی شریمان برہمچاری شیتل پرشاد جی سمپادک جین متر۔ دیوبند سے بابو جگل کشور جی مختار لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ۔ ہستناپور سے شریمان پنڈت مکھن لال جی نیائے النکار۔ میرٹھ سے بابو متر سین جی سپرنٹنڈنٹ جین بورڈنگ ہاوس۔ بابو رکہب داس جی بی اے وکیل۔ بابو امراو سنگھ جی بی اے وکیل۔ رائے صاحب لالہ پربھو لال جی رئیس و لالہ متولال جی بینکر اور علی گڈھ سے حکیم کلیان رائے جی و دیگر چند مقامات سے اور بھی بھائی تشریف لائے تھے پہلی میٹنگ ۳۱ مارچ کے دو بجے زیر پریذیڈنٹی بابو پیارے لال جی جین وکیل چیف کورٹ دہلی شروع ہوئی۔ سب سے پہلے جین اناتھ آشرم کی بھجن منڈلی کے بھجن ہوئے۔ پھر برہمچاری شیتل پرشاد جی نے منگلاچرن کیا۔ پھر بابو بنارسی داس جی سکرٹری سکول نے سکول کی سالانہ رپورٹ سنائی۔ پھر سکول کے لڑکوں نے پاٹھ پڑھی۔ اور کچھ لیکچر بھی دیئے۔ اسکے بعد جو لڑکے اول و دویم۔ اور سویم نمبر پاس ہوئے تھے انکو سبھاپتی صاحب نے انعام تقسیم کیا جس سے معلوم ہوا کہ امتحان کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ اور سکول نے خاطر خواہ ترقی کی۔

اسکے بعد لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند نے شریمان سیادواد وارد ہی۔ وادگج کیسری۔ نیائے واچسپتی پنڈت گوپال داس جی برئیا کے سورگباس ہونے کا سماچار حاضرین جلسہ کو سنایا۔ اور وہ ایسے دردآمیز لفظوں میں سنایا کہ جس سے حاضرین جلسہ رونے لگے اور خود ایڈیٹر صاحب بھی نہ رک سکے۔ دراصل پنڈت جی کی اس بے وقت موت نے دکھی ہونے کا کام ہی کیا ہے۔ اسکے بعد بابا بہاگرت داس جی برنی نے پنڈت جی کے گن برنن کئے۔ اور دکہلایا کہ یہ ودیا رانی کا ہی پرتاپ ہے کہ جو آج ہم پنڈت جی کی مرتیو پر اسقدر افسوس کر رہے ہیں پنڈت جی کی اس بیوقت موت پر سبہا میں افسوس ظاہر کیا گیا۔ اور ایک تار پنڈت جی کے پوتر لالہ مانک چند جی کو اظہار افسوس اور ہمدردی کا دیا گیا۔ اسکے بعد برہمچاری شیتل پرشاد جی نے گیان کی مہا برنن کی۔ اور دکہلایا کہ پنجاب کے جینیوں کی تعلیمی حالت بہت اچھی نہیں ہے پھر شریمان سبھاپتی صاحب نے اپنی عالمانہ تقریر فرمائی۔ آپکی تقریر کے بعد لڑکیوں کی دستکاریوں پر جو بطور نمایش کے سجائی گئی تہیں حاضرین جلسہ کی توجہ دلاکر جین دہرم کی جے بولکر سبھا برخاست کی گئی

آج سرتاج تلک قوم کا چھوٹا افسوس
موت ظالم نے ہمین آن کے لوٹا افسوس

آج وہ سنگ کہان ناک بچانے والا
آج وہ سورہ کہان تم کو مٹانے والا

آج وہ بیر کہان پل کو دکہانے والا
آج وہ چندہ کہان شانتی دلانے والا

آج ساگر وہ کہان پیاس بجہائی جس نے
آج رہبر وہ کہان راہ دکہائی جس نے

بے غرض بن کے کیا قوم پہ سایہ جس نے
گرتی سنتان کو گرنے سے بچایا جس نے

اپنے ہاتھون سے دہرم چکر چلایا جس نے
گہرے ہنیات کے گڈہے سے اٹہایا جس نے

آج وہ روٹھ گیا ہمکو منانے والا
ناد جن دہرم کا دنیا مین بجانے والا

بلغ ودیا کا لگا پھول کہلائے جس نے
جو نہ دیکھے تھے وہی رنگ دکہائے جس نے

میٹھے پھل دہرم کے ہم سب کو چکھائے جس نے
مسئلہ جین دہرم کے دنیا کو سنائے جس نے

آج گرو دیو گیا چھوڑ وہ روتے ہمکو
خواب غفلت مین بری طرح سے سوتے ہمکو

دہوم جین دہرم کی دنیا مین مچائی جس نے
نوجوانون کے کری دل کی صفائی جس نے

خاص اور عام کی شنکا مین مٹائی جس نے
آکے میدان مین دی ایسی دوہائی جس نے

بھرم جن دہرم مین ہو جسکو مٹائے آکر
گیان دیوی کو یہان نغمیں جہکائے آکر

مان اپمان کا تہا دہیان نہ جسکو بالکل
شان ذی شان کا تہا دہیان نہ جسکو بالکل

آن اور بان کا تہا دہیان نہ جسکو بالکل
لابھ اور ہان کا تہا دہیان نہ جسکو بالکل

ستیہ کا پکش مگر لیتا تہا بے ڈر ہوکر
راہ گمراہ کو بتلاتا تہا رہبر ہوکر

اے افسوس! چہٹا ہے وہ پیارا گوپال
اے افسوس! سفر ایسے سدہارا گوپال

اے افسوس! گیا کر کے کنارا گوپال
لوٹ کر آئیگا ہرگز نہ ہمارا گوپال

یون تو مرنے کو سبھی جاینگے مر دنیا مین
نام پر کر کے گیا اپنا امر دنیا مین

شانت سروپ تھا جین سدھانت کے یا ایک سے یا ایک مسئلہ آپنے ہی حل کئے تھے جین سنسار مین دھارمک شردھا کے پیدا کرنے والے صرف آپ ہی تھے۔ آپ سماج کے دیگر پنڈتون کی طرح سے گھمنڈ کے گھوڑے پر سوار نہین تھے۔ بلکہ آپ اس قدر کومل نامی تھے کہ غریب بھائیون او بچون سے بڑے ہی پریم کے ساتھ ملتے تھے۔ آپنے جین میلون اور جلسون کی پرتشٹھا کو قایم رکہا۔ آپنے اجمیر جیسے مہان نگر مین آریہ سماج کو دکہلادیا کہ جین سدھانت ہی ایک ایسا سدھانت ہے کہ جس پر کوئی بہی لب تک نہین ہلا سکتا۔ غرض آپ نے جین دہرم کا پرکاش جین سنسار مین ہی نہین بلکہ اجین سنسار مین بہی بھلے پرکار سے کیا حالانکہ ہمکو اس بات سے بڑی تسکین ہوتی ہے کہ پنڈت گوپال داس جی اس جین سنسار مین دس بیس گوپال داس بناکر چھوڑ گئے مین وے دیگر جین پنڈتون کی طرح سے اپنی ودیا کو دل کے صندوق مین بند کرکے نہین لے گئے لیکن پھر بہی ہماری بہت سی اُمیدین جو آنکے قایم رہنے سے پوری ہوتین وہ ادہوری رہ گئین۔ اور وے بے وقت ہمکو اس دکہی سنسار مین رنج اُٹہانے کے لئے روتے چھوڑ کر آپ اکیلے پرلوک کو چلدیئے۔

ہمکو آپ کی اس بے وقت جدائی سے بڑا ہی دکھ ہوا ہے اور ایک ہمکو ہی کیا تمام جین سماج کو یہ جدائی محسوس ہوئی ہے۔ لہذا اس قدرتی قاعدہ سے سب لاچار و مجبور ہین اسلئے بجز صبر کے اور کوئی چارہ نہین۔

ہم شری سرو گیہ دیو سے پرارتہنا کرتے ہین۔ کہ پنڈت جی کی آتما کو سوگتی اور دکہی کٹمب و سماج کو شانتی او صبر عطا کرین پردیپ

شوک ایپرشوک!!

ہمکو یہ معلوم کرکے بہت زیادہ دُکہہ ہوا کہ استہانک وہی جین سماج کے کارکن اجمیر نواسی شریمان رائے بہادر سیٹھ چگن مل جی ۲۶ مارچ بروز سوموار کے سورگباس ہوگیا سیٹھ صاحب ایک نوجوان کاریہ کرتا اور سماج کے سچے سیوک تھے۔ آپکے دوارا استہانک واسی سماج کا بہت کچھ کلیان ہوا اور آیندہ ہونے کی اُمید تہی لیکن کمبخت موت نے جین سماج پر ذرا بھی رحم نہ کیا۔ اور اس خیرخواہ قوم کو یک لخت ہم سے جدا کردیا جین سنسار مین لکشمی وان بہت پائے جاتے ہین لیکن سیٹھ چگن مل جی جیسے بہت کم دیکھے جاتے ہین ہم شری بیر بھگوان سے پرارتہنا کرتے ہین کہ سیٹھ صاحب کی آتما کو شانتی اور گہر کے لوگونکو صبر عطا کرین۔ "پردیپ"

"ہمارا گوپال"

اظہار افسوس۔ انتقال پرملال شریمان سیادواد وارد ہی وادی گج کیسری۔ نیائے واچسپتی سوگیہ پنڈت گوپال داس جی بریا مین اگرہ

ہائے! اے قوم تیرا آج سہارا ٹوٹا		چھپ گیا چاند چمکتا سا ستارا ٹوٹا	
بہہ چلی غم کی ندی صبر کنارا ٹوٹا		سکام کرنے کا جو تھا ہاتھ ہمارا ٹوٹا	

ہائے! جین سماج کا آفتاب غروب ہو گیا! افسوس

آج جین سنسار مین چارون طرف ایک طرح کا اندھکار سا چھایا ہوا ہے۔ ہزارہا اُمیدین آج نا اُمیدی کے روپ مین کھڑی نظر آرہی ہین آج جین سماج کا مضبوط سہارا بالکل ٹوٹا سا دکہلائی دے رہا ہے چونکہ یہ تو سب کوئی جانتے ہین کہ سنسار پریورتن شیل ہے۔ دم دم مین یہان کا رنگ بدلتا ہے کبھی بہر مین خوشی کا رنگ رنج و غم کی شکل مین تبدیل ہو جاتا ہے۔ گھڑی بھر مین امیری کا رنگ غریبی کے روپ مین پلٹ جاتا ہے۔ گھڑی بھر مین زندگی پیاری زندگی موت کے زبردست جنگل مین پھنس جاتی ہے وغیرہ یہی اس سنسار کا نیم (قاعدہ) ہے۔

دنیا مین جین سماج ایک بڑی بدقسمت سماج ہے۔ نہ اسمین دھارمک جوش ہے۔ نہ اسمین ترقی کا خیال ہے نہ اسمین ودیا ہے نہ اسمین دولت ہے اور نہ اسمین گیان اور وویک ہی ہے یہ بیچاری بہت بُری طرح سے اپنے دن گذار رہی ہے اور اپنی قسمت اور حالت پر کھلے میدان افسوس کر رہی ہے لیکن ایسی حالت مین بھی ہمت اور محنت سے کام کرنا پسند نہین کرتی۔ خیر یہ تو رونا ایک دن کا نہین بلکہ ہمیشہ کا ہے۔ اور اگر یہی حالت رہی تو ہمیشہ بنا رہیگا۔ لیکن آج اس بدقسمت سماج کے اوپر ایک ایسے غم کی بجلی گری ہے کہ جس سے سماج کا سنبھلنا بہت ہی دشوار ہو گیا ہے۔ آج اس کا زبردست سہارا جاتا رہا آج اسکی بڑی بڑی امیدون کا خون ہو گیا۔ آج سیادواد کا ساگر بالکل خشک ہو گیا آج وادگج کیسری لاپتہ ہو گیا۔ آج نیائے مندر کا بھنڈار اپنے ہاتھون سے جاتا رہا۔ آج جین سدہانت کے سورج کو کال روپی راہو نے گرس لیا۔ ہا! پاپی کال تو نے ذرا بھی رحم نہ کیا اور بلا کسی خوف و خطر کے جین سماج کا مکٹ جین سماج کا تلک اور جین سماج کا سچا ہیرا ہرن کر لیا

پیارے بھائیون! افسوس آج تمہارا سیادواد واردھی۔ وادگج کیسری۔ نیائے واچسپتی۔ پنڈت گوپال داس جی ہر لیا۔ اس مایاوی سنسار مین نہین ہے۔ چیت شدی تیجی بروز منگل وار صبح کے بجے اس چمکتے ہوئے ستارے کو ظالم موت نے اپنے دامن مین چھپا لیا ہے قدرت دیوی نے اپنی ملایم گود مین ہمیشہ کیلئے سلا لیا ہے۔ آج تمہارا سنسار ایک سدہانت رتن سے بالکل خالی ہو گیا۔ پنڈت گوپال داس جی کے احسانات جو کچھ بھی اس سماج کے اوپر ہوئے ہین۔ وہ کسی سے چھپے ہوئے نہین ہین۔ اس مہاپرش نے بلا کسی غرض کے سوارتھ کے اوپر لات مار کر اس سماج کی وہ وہ سیوائین کی ہین کہ جنکی وجہ سے آج جین سماج اپنے کو جین کہنے کیلئے تیار ہوئی ہے۔ پنڈت جی خوشامدی نہین تھے پنڈت جی کایر نہین تھے۔ پنڈت جی اندہی شردہا کے بھگت نہین تھے۔ پنڈت جی ڈرپوک نہین تھے اور نہ پنڈت جی منہ دیکھی باتین بنانے والون مین سے تھے پنڈت جی ہمیشہ ستیہ کا پکش لیا کرتے تھے اور اسی پر قایم رہا کرتے تھے حالانکہ پنڈت جی کو اپنی سچائی کے کارن اپنی زندگی مین بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن اُنہون نے اسکی ذرا بھی پرواہ نہین کی اور اپنے سچے ارادون مین جیون کے تون قایم رہے پنڈت جی آنند روپ تھے۔ پنڈت جی سرل پرنامی تھے اور پنڈت جی کا سوبھاؤ بڑا ہی

جین ہائی سکول کھلنے لگے

"تعلیمی میدان میں سب سے پہلا قدم پانی پت کی برادری نے اٹھایا"

دیگر جین سماج کے اندر بہت دنوں سے ہائی سکول اور کالج بنانے کا شور مچا ہوا ہے۔ اخباروں کے ایڈیٹر صاحبان اور قوم کے لیڈر ہر طرح سے اس کوشش میں لگے ہوئے نظر آتے ہیں کہ جین سماج کے اپنے سکول اور کالج بن جائیں جہاں پر جینی بچے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دھارمک تعلیم بھی حاصل کر سکیں لیکن ابھی تک ایسی خواہشات کے پورا ہونے کا وقت نہیں آیا۔ ورنہ جین سماج کے اندر کالج اور سکولوں کا بن جانا کون بڑی بات ہے۔ لیکن ہاں اتنا ضرور کہا جائیگا کہ اس شور مچانے کا نتیجہ کچھ ضرور نکلا ہے جو جین سماج دریا سے بالکل کوری تھی آج اس کے اندر اگرچہ ابھی نہیں تو چند پاٹھ شالائیں اور سکول نظر آنے لگے ہیں۔ اور جین کمار پڑھتے بھی دکھلائی دیتے ہیں۔ اس گنگا جمنا کے درمیان ایسی قسم کے چند سکول ابھی کچھ عرصہ کے اندر جاری ہوئے ہیں۔ مثلاً دہلی پہاڑی کا جین اینگلو سنسکرت سکول۔ صدر بازار دہلی کا جین شری منو پاسک سکول دہلی شہر کے ناتھ آشرم کا جین مڈل سکول میرٹھ صدر کا جین سکول۔ بڑوت کا جین سکول۔ انبالہ شہر کا جین سکول اور پانی پت کا جین سکول وغیرہ۔ اور اس قسم کے اور بھی سکول کھلنے کے سماچار ملتے رہتے ہیں۔

اب ہمکو یہ معلوم کر کے بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے کہ پانی پت کے سکول کو سکول کی شکشا پرچارک کمیٹی نے ہائی سکول بنانے کا اعلان کر دیا ہے گویا اب آئندہ سے پانی پت کا جین سکول جین ہائی سکول بن گیا ہے۔ ہمکو اس سکول کی کمیٹی سے اس قسم کی امید سے زیادہ توقع کہ یہ سکول بہت جلد ہائی سکول کی شکل میں نظر آئیگا۔ وہ ہمارا خیال بہت صحیح نکلا اور ہماری بھاؤنا بہت جلد پوری ہوئی۔ اب ہم جین برادری پانی پت سے اور خاص کر سکول کی مخالفت رکھنے والے بھائیوں سے دست بستہ درخواست کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ہائی سکول قائم کرنے کا یش آپ کو ہی نصیب ہوا ہے۔ اسلئے برادری کی کیرتی کو قائم رکھنے کے لئے آپ لوگ کسی پرکار کی مخالفت نہ کرتے ہوئے سکول کمیٹی کو تن من دھن سے سہایتا دیں۔ کیونکہ کمیٹی مذکور نے مخالفت کی آندھی کے سخت جھونکوں کو برداشت کرتے ہوئے جو کام کیا ہے اور کام بھی وہ کیا ہے کہ جس سے آپ لوگوں کو جین سنسار میں کیرتی اور یش کی پراپتی ہوئی ہے۔ بھائی للجے کمار سنگھ جی آپ ہمکو ہزار گالیاں دیں۔ وہ ہمکو سب منظور ہیں کیونکہ ہم آپکے پانی پت شہر میں گئے۔ آپ کا دانہ پانی کھایا۔ آپ کے سکول کو دیکھا۔ اسکی اصلیت سماج پر ظاہر کی۔ یہ سب ہمارا اپنا قصور ہے۔ اور اسی قصور کی وجہ سے ہم نے آپکی گالیاں برداشت کی ہیں اور سماج کے اندر لڑائی جھگڑا کرانے والے بنے ہیں۔ لیکن بھائی صاحب ہمارا قصور معاف کیجئے اور اپنے سکول کی طرف دھیان دیجئے یہ ہماری بار بار پرارتھنا ہے۔ اب ہمکو کامل امید رکھنی چاہیئے کہ پانی پت کی طرح سے دہلی۔ میرٹھ اور بڑوت وغیرہ کے صاحبان بھی اپنے اپنے سکولوں کو بہت جلد ہائی سکول بنائینگے۔ اور جین کماروں کی مشکل کو آسان کرینگے۔ "پردیپ"

[illegible]

دن میں ترقی کر رہے ہیں۔ لیکن آپ کا ایک ہی جین پندرہ روزہ اردو اخبار ترقی سے کوسوں دور ہے یہ سماج کے لئے شرم کی بات ہے جبکہ جین اخباروں کی تعداد اور شاعت مقدار کم ہو وے تو پھر کس زبان سے تم سارے سنسار میں جین دہرم کے پرچار کا دعوی کرتے ہو۔ لہذا آپکا فرض ہے کہ جین پردیپ کی اشاعت میں خوب مدد دو۔ امید ہے کہ میرے الفاظ بہرے کانوں میں نہ پڑینگے جہانتک ہو سکیگا اُن پر بخوبی توجہ دیجاویگی قوم کا سیوک منشی رام کھنڈیلوال نامحرم

جین قوم کی اخلاقی حالت

واقعات سے ثابت ہے کہ آجکل جین قوم کی اخلاقی حالت نہایت ہی کمزور اور قابل اصلاح ہے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو جین دہرم کے اصولوں پر عمل کرتے ہیں جنہوں نے جین دہرم کے برکش نیچے بسرام کیا ہے سکھ کے بھاگی وہی ہونگے گیان کی پراپتی انکے واسطے ہے کہ جو شانتی دیوی کو ہردے میں دھارن کرتے ہیں اور دہرم گیان اصلی معنوں میں سوائے جین دہرم کے ملنا محال ہے جو کر وہ۔ مان مایا لوبھ کی پتھریلی ناؤ پر بیٹھکر تیرنا چاہتے ہیں۔ زندگی ان کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ زندگی انکے لئے ہے کہ جو ہمت اور دلیری سے دو چار ہاتھ مار کر پار ہوجاوینگے ہم پہلے ہی کئی کالموں میں یہ لکھ چکے ہیں۔ کہ اخلاقی حالت کے سدہار کیلئے اخلاقی دلیری کی ضرورت ہے پنجابی کھنڈیلوال منڈلی نے دوبارہ رسم ورواج شادی جو رزولیوشن پاس کئے تھے۔ اگرچہ چند خود غرضوں نے ان کے ملیا میٹ کرنے میں حتی المقدور کوشش کی ہے کہ لکیر کے فقیر بنکر اخراجات کی کمی نہ کیجاوے لیکن گورو مہاراج کی کرپا سے چند دل چلے نوجوانوں نے انکی بیجا کوشش پر پانی پھیر دیا ہے۔ اور پاس شدہ رزولیوشن پر بالی جوشلی سے عمل در آمد کر دکھلایا ہے۔ گذشتہ ماہ میں میانی افغانان سے لالہ ہولی بنسی لال اپنے بھائی سنت رام کو بیاہنے کیلئے قصبہ شاہکوٹ ضلع جالندھر میں لالہ نند لال خلف لالہ کشور رام جینی کھنڈیلوال کے گھر پدہارے۔ لیکن لالہ نند لال نے ریل گاڑی آنے سے پیشتر ہی ریلوے اسٹیشن پر بیل گاڑیوں اور باجہ کا انتظام برات کیلئے کر رکھا تھا شہر میں داخل ہوتے وقت ناچ تماشہ بے حیا سوٹ اور پھلواڑی کو تلانجلی دیدی گئی۔ اور دوسرے روز لالہ مادھو رام کی امداد سے بھگوان کی پوجا رچائی گئی۔ اور چند بھجن گا کر حاضرین کا ستکار کیا گیا۔ اور لالہ نند لال جی نے براتیوں کی خاطر تواضع میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔ بلکہ ہر ایک براتی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے رہے پھیروں کے وقت لالہ بھو رام جی نے مفصلہ ذیل اشخاص ٹیوشنر کو دان دیا۔ شاہکوٹ کے مندروں میں مبلغ ۵ روپیہ۔ خاص جین جیت آرین ۴ روپیہ۔ ہوشیار پور جین مندر ۴ روپیہ۔ جالندھر جین مندر ۵ روپیہ۔ امرت سر جین مندر جین گورو کل ہستناپور ۴ روپیہ۔ جین یتیم خانہ دہلی ۴ روپیہ۔ جین پردیپ دیوبند ۴ روپیہ۔ جین پرچارک میرٹھ ۴ روپیہ۔ آتمانند جین پاٹھ شالا انبالہ ۴ روپیہ۔ آتمانند جین لائبریری امرتسر ۴ روپیہ۔ جین مندر میانی کل پر دہتہ ۵ روپیہ۔ ہم لالہ صاحب موصوف کا دہنباد ادا کرتے ہیں۔ اور پرماتما سے پراتھنا کرتے ہیں کہ برادر بدھو کی عمر دراز ہووے اُمید ہے کہ دیگر بھائی بھی انکی پیروی کرینگے۔ قوم کا سیوک۔ منشی رام کھنڈیلوال امرتسر۔

نہین۔ (۲۴) کسی کا قصور معاف کر دینا بڑی شرافت ہے۔ (۲۵) مفت خوشحالی کی جان ہے (۲۶) احمق وہ ہے جو وقت
غصہ کے باعث سے بے قابو ہو جاتا ہے (۲۷) وہ عقلمند ہے جو کم کہے اور بہت سنے (۲۸) مصیبت کے وقت استقلال نعمت
کے وقت شکر اور غلطی مین صبر لازم ہے (۲۹) ہمدم کم کرو اور فنا کا خیال زیادہ کرو (۳۰) دھرم کے مقابلہ مین کسی دنیاوی چیز کی قدر نکرو
(۳۱) اگر تم بیس برس تک خوبصورتی کی طاقت اور چالیس برس تک دانا اور پچاس برس تک دولتمند نہین ہوئے تو آئندہ خوبصورتی، طاقت، دانائی اور دولتمندی کی
اُمید نہ رکھو۔ (۳۲) کاہل کو محتاجی اسطرح گھیر لیتی ہے کہ جسطرح تنہا مسافر کو سانپ ڈاکو۔ (۳۳) بزرگون کے سامنے
خردون کو اسطرح جھکنا چاہیئے کہ جسطرح ہوا کے چلنے پر گھاس فوراً جھک جاتی ہے۔ (۳۴) صابر وہ ہے جو گردش ایام
سے نہ گھبرائے۔ (۳۵) سچا دھرم وہ ہے جسمین ہنسا کا شائبہ ہو (۳۶) موجودہ زمانہ کا پنڈت وہ کہلاتا ہے کہ جو
قومی انسٹی ٹیوشن (سنستھاؤن) اور دھرم پرچار کی مخالفت کرے اور ایسے پنڈتون سے جدا رہنا ہی دوراندیشی ہے۔
(۳۷) مفصلہ ذیل باتین کبھی ممکن ہو ہی نہین سکتی۔ نوشتہ ازل مین کسی قسم کی تبدیلی۔ سیاہ باطن اور خود غرض
کی دوستی کا انجام بخیر۔ بدنیت کا انجام نیک۔ مرتشی حاکم سے انصاف۔ عمر کا خاتمہ ہونا دنیا کے تعلقات کبھی قطع نہون
جس قوم سے باہمی رنج و فساد کا دور ہونا۔ (۳۸) ناقص العقل وہ ہے جو زود رنج اور خود پسند ہو (۳۹) جسکی
کے ساتھ ڈی ہے وہان بدون روپیہ کے کام نہین چلتا مثلاً رنڈی۔ منڈی۔ ہنڈی۔ برانڈی وغیرہ۔
(۴۰) کم گو۔ کم خور۔ کم آزار ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ باقی پھر۔

جین پردیپ کی موجودہ حالت قابل افسوس ہے!

جین پردیپ تقریباً پانچ سال سے جاری ہے جسقدر ترقی اسنے کی ہے وہ کسی سے مخفی نہین مگر ایسے عمدہ رسالہ کا ابتک ہفتہ وار
نہونا قابل افسوس ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ خریدارون مین قدرشناسی کا علم نہین ہے۔ مجھے عیسائیون کے اخبار پڑھکر ازحد
خوشی ہوتی ہے۔ کہ اُنکے بہت ہی عمدہ اخبار کم چندہ پر جاری ہو کر حیرت انگیز تعداد اشاعت رکھتے ہین۔ لہٰذا اس کا
اخبار پروگریس ماہواری اسقدر آب و تاب سے شایع ہوتا ہے کہ جسکو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ ہمارے جینی
اخبارون کی ترقی خواہ ہندی ہون خواہ اُردو کیون نہین ہوتی۔ باعث یہی ہے۔ کہ نہ تو خریدارونکے دلونکو ہی جتنا
جاتا ہے اور جینی بھائی توجہ دیتے ہین۔ اگرچہ ہمارے لائق اڈیٹر اخبار کو بہتر بنانے کی دل و جان سے کوشش کر رہے
ہین۔ اور مضامین بھی دلچسپ نکلتے ہین لیکن ہمارے جینی بھائی بہت ہی کم توجہ دیتے ہین۔ بہتر ہو اس پرچہ کی خریداری
کیلئے اپنے دوستونکو آمادہ کرین۔ ولایت کے اخبارون کو پڑھنے سے معلوم ہوجاویگا کہ وہ کس آب و تاب سے نکل رہے ہین۔
ان کا آب و تاب سے نکلنا صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ خریدار اُنکی خوب قدر کرتے ہین۔ ہمارے ملک مین قدر کا مادہ رہا ہی نہین۔
مفت اخبار پڑھنا سیکھ رہے ہین۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ عیسائی اخبارات۔ سکھ اخبارات۔ آریہ سماجی اور مسلمان اخبارات

پہلے ہمکو یقین نہین کہ لوگ کب معتقد ہین تاوقتیکہ آپ موجودہ زندگی کے پاپ کسی آدمی کے کاٹ کر نہ دکہلادین۔ جب
ہین دہرم کی پرچار اور مہا منتر کی شو رکہ بوتر نہین کر سکتا آپ ایک پتت کو پتن جاتی کے قابل نہین بنا سکتے تو ہمکو اعتبار
نہین ہوتا کہ عام لوگ آپکی بات کسطرح ماننے کو طیار ہو جاوینگے کہ جین منتر مین کئی زندگی کے پاپ کاٹنے کی طاقت موجود ہے
اور جبتک آپ عوام میں پیدا اعتقاد نہ جما سکینگے تب تک امید نہ کیجئے کہ قوم ترقی کر جائیگی بالکل غلط امید ہے مجھے معلوم
ہے کہ جین دہرم پر اعتقاد رکہنے والے بہی کسطرح اوسپر قایم رہ سکینگے۔ ممکن ہے کہ یہ بات آپکو بری معلوم ہوتی ہو مگر جناب
آگ آپکے گہرون مین لگ رہی ہے اور مین خبر دیتا ہون تو آپ ناک بہون چڑہا کر مجہسے ناراض ہو کر فائدہ مین نہین
رہ سکتے۔ پانی جلد چڑہائیے اور گہڑے اوٹہائیے ابہی آگ بجہ سکیگی مگر یہہ اوٹہانا اگر بے عزتی سمجہی جاتی رہی تو مکان جل کر خاک
سیاہ ہو جاویگا اور باپ دادون تک کی کرکری ہو جائیگی۔ مین نے قومی ترقی کے رک جانے کے ابتک چار سبب بتلائے
ہین۔ ایک یہ کہ ہم نیا ڈہنگ اختیار نہین کرتے۔ دوسرے یہ کہ ہم پیچہے ہٹنے کو طیار نہین ہین تیسرے یہ کہ موجودہ سائنس
کی ترقی سے مذہب کے اصولون کے پہیلانے مین مدد نہین لیتے ہو چوتہے ہم محض پلیٹ فارم کی تقریرون پر ہی بہروسہ کئے
بیٹہے ہین انکے علاوہ اور بہی کئی اسباب ہین جو وقتاً فوقتاً پیش کئے جاوینگے اسوقت محض اتنا بتلا دینا ہے کہ تجربہ سے یہ
بات معلوم کیجا چکی ہے کہ جینیون کو ہی جین دہرم پر اعتقاد نہین اور نہ اونکو دہرم کے ٹہیک اصولون کا ہی علم ہے وے نہ
معلوم کس رنگ مین رنگے ہوئے ہین اور کس دہن مین کسطرف چلے جا رہے ہین اسلئے یہ بات بلا خوف کہی جا سکتی ہے کہ اس درخت
کی یعنی جین دہرم کی جڑ بالکل پولی کر دی گئی ہے اسلئے یہ زیادہ دنون تک کہڑا نہین رہ سکیگا دیکہتے ہین یہ کتنا ہی بڑا
عالیشان اور خوبصورت کیون نہو مگر زور کی آندہی کا جہونکا اسکا ذرا بہی خیال نہ کریگا اور یہ صفات کوڑی کام نہ آئینگی
اوسوقت جڑ سے کام پڑیگا اگر وہ مضبوط نہوئی تو آپکے دیکہتے دیکہتے یہ گر کر سوائے ایک گڑہا چہوڑ جانے کے اور کوئی نشان
چہوڑ کر نہ جائیگا عجب نہین کہ اسکو راہ مین پڑا دیکہکر مہذب ہوئی سائنس کی میونسپلٹی آپ پر ایسا نوٹس جاری نہ کر دے
کہ اسکو جلد یہان سے اوٹہا کر راستہ صاف کرو ورنہ مستوجب جرمانہ ہوگے لہذا اسوقت فرض اولی آپکا یہی ہونا چاہئے کہ
ایسا موقع نہ آنے دیجئے اور ہمارے بتلائے طریقے کام مین لا کر اسکی جڑ کو مضبوط کروا لیجئے۔

موتی کی لڑی

(از لالہ ناہر سنگہ جی سرساوہ)

(سلسلہ کیلئے دیکہو پرچہ [illegible])

(۲۰) جو دولتمند ہو کر خیرات اور غریب ہو کر برداشت نکرے وہ ذلیل رہتا ہے (۲۱) چہہ ٹہگ۔ زناکار، چور، باز، چغلخور، نشہ باز
قیدی، دشمن، بد مزاج۔ انکی قسم کا اعتبار نکرنا چاہئے۔ (۲۲) جسکی خواہشات کم ہین وہ ہی امیر ہے (۲۳) محنت کے آگے کوئی بات مشکل

ضرورتی بلکہ اس سوال کے پیدا ہونے کی ضرورت ہوتی ہوگی اور جواب بھی دیا گیا ہوگا اگر ایسا ہوا ہوتا تو شاید آج تک
ہم بہت غریب نہ ہوتا لیکن اوس جواب کو ڈھونڈھ نکالنے کے لئے اور وہ بھی اس غرض سے کہ وہ ہی جواب آج بھی قابل
جواب ہو سکے پہلے ان مضمون کی ورق گردانی کرنا کیا ٹھیک ٹھیک ہو سکتا ہے اگر ہم اسکا فیصلہ ناظرین پر چھوڑ دیں تو ہم سوائے
مذاق کا نشانہ ہونے کے اور کیا حاصل کر سکینگے۔ مدعا یہ کہ قومی ترقی کے سوال کا حل پرانے ڈھنگ سے ہرگز نہ ہوسکیگا۔ اگر ایسا کیا گیا
تو جاڑے سے اکڑے ہوئے کو پنکھا کرنے کی مانند (کیونکہ پہلے گرمی سے تکلیف پانے پر ہم نے ایسا ہی کیا تھا) ہم مرتی قوم کو اگر برباد
نہیں کرینگے تو کم سے کم بربادی کے کنارے پر تو ضرور لیجاوینگے۔ یہ ذہن نشین کر لینا چاہیئے اور اسکو یقین کامل بنا لینا چاہیئے
کہ اب اس سوال کا جواب بالکل نئے ڈھنگ کا ہوگا۔ نئے دور دوران ہی اس جواب کے دینے والے ہونگے۔ نئے دور دوانوں میں اونہی
کا شمار ہو سکیگا جنہوں نے نئے علوم و فنون حاصل کئے ہیں جو نئی روشنی سے فائدہ اوٹھا رہے ہیں اور نئے زمانے سے مل جل کر
رہتے ہیں۔ غرضیکہ سب ہی کچھ جنکا نیا ہے۔ موسم سرما میں جن اسباب سے بخار آتا ہے موسم برسات میں بھی وے ہی اسباب اگر
بخار آنیکے مان لئے جاویں تو مشکل ہی نہیں ہوگی بلکہ غضب ہو جاویگا۔ جس وقت بودھ دھرم ہندوستان کا خاص دھرم تھا
اوس وقت جین دھرم کو جو نقصانات پہنچے اور جو اسباب تنزلی کا باعث تھے آج بھی جبکہ کوئی اور ہی فلسفہ دنیا کے خیالات
بدل رہا ہے ہماری ترقی میں وے ہی سد راہ بن رہے ہیں ایسا خیال کرنا ہماری بھاری غلطی سمجھی جاویگی جسکا درست ہونا
نہ محض دشوار بلکہ نا ممکن ہوگا عجب نہیں کہ وہ سد راہ اس لمبے زمانے کے بعد کسی اور راہ میں تبدیل ہو گیا ہو۔ کیا نا قابل ہو کہ
غلیظ کو کہا دینگی ایک حصے میں قابل خوراک بنتے آپ نے نہیں دیکھا ہے تو ضرور دیکھا ہے۔ آج شری اکلنک دیو کی یاد کرنا
یا اون جیسے مہاتماؤں کی ضرورت محسوس کرنا (مجھے معاف فرمائیے) جین دھرم کی ترقی کا باعث نہ ہو سکیگا۔ بلکہ میرے خیال ناقص
میں (ناقص کو میں محض بیجا تال خوبی لٹریچر اور شائستگی میں شامل کرتا ہوں ورنہ لکھنا تو چاہتا تھا کامل ہے) اب ضرورت
ہوگی بیرسٹر چمپت رائے اور جج جگمندر لال جیسے مہاتماؤں کی۔ یہاں نام گنانا محض یہ ذہن نشین کرا دینا چاہتا ہوں کہ ہمکو
نئے ڈھنگ کے مہاتماؤں کی ضرورت ہوگی نہ کہ یہ کہ انکے اندر صلاح کی خوبیاں میں پا لیا۔ الغرض نئے زمانے میں اگر ترقی کرنا منظور ہے
تو سب کام نئے ڈھنگ سے ہونگے۔ یہ بات بھی کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ ترقی کی راہ میں کبھی کبھی پیچھے بھی ہٹنا پڑتا ہے۔ اور
آپکا تجربہ بھی ہے کہ جب کوئی اونچی جگہ یا گہری خندق راہ میں آجاتی ہے تو تھوڑا پیچھے ہٹ کر دوڑتے ہیں اور جست اسکو کود جاتے
ہیں بس اسوقت بھی یہی خیال مد نظر رکھکر ہمکو قدم بڑھانا ہوگا اور مستعدی سے کام کرنا ہوگا۔ کیا کرنا ہوگا اسکا جواب بھی
آپکے خاص تر نہ دیکھینگے یہ جواب بھی اوس شخص سے ملیگا جو قومی ترقی کے اصولوں کو بخوبی سمجھے ہوئے ہے۔ شری اکلنک دیو کو اگر
بودھ بنکر رہنے کی ضرورت پڑی تھی یا اپنا بھید چھپائے رکھنا اونہوں نے جائز کہا تھا یا اپنے رشتہ دیو کی مورتی کو ملانے نا مشت
کا تاگا ڈالکر لانگنا پڑا تھا۔ یا یہ کہ اکلنک کو ایک دھوبی کے لڑکے کی جان خطرہ میں ڈالنی پڑی تھی بلکہ کھو دینی پڑی تھی یا یہ کہ خود
اپنی گردن کو تلوار کی زد میں رکھنا پڑا تھا تو یہ ضروری نہیں کہ آج بھی اوسی قسم کے آدمی طلب کئے جاویں اور وہ بھی کام کرنے جاویں

پسند ہستی کی زندہ تمثیل شکلا کا نمونہ ہے۔ رنڈیوں کا سوانگ ہے کتنا حصہ ہوا کہ لوگ شروع ہو جاتے ہیں کہ اپنے تماشوں
سے کتنا اکرو۔ نیز بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ لیکن سماج نے ایک بھی نہیں سنی۔ بلکہ آج تماشوں کی ترقی میں دل
و جان سے روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ اور مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی آج تماشوں کا مزہ چکھایا جا رہا ہے پھر بھلا
ایسے لوگوں میں بدھوا بواہ ہزار برا ماننے پر بھی کیسے رائج نہیں ہوگا ضرور ہوگا۔ ہاں اگر اس سے سماج کو نفرت ہے اور نفرت
کسی کشمکش یا بات کو لیکر نہیں بلکہ سچی اور دلی نفرت ہے تو بہت جلد بال بواہ۔ بردھ بواہ اکیل بواہ اور دختر فروشی کو بند کرنا
چاہیئے۔ اور وہ اس طریقہ سے بند کرنا چاہیئے کہ جس سے ایسا کرنے والوں پر اثر پڑے اور وے ہرگز نہ کر سکیں۔ تب تو ہم
دعوے کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ بدھوا بواہ ہرگز جاری نہ ہوگا۔ ورنہ سماج کو اس نیچ پرتھا کے لئے تیار ہو جانا چاہیئے۔
اور اونچی دشا سے گر کر نیچی دشا میں آنے کے لئے آمادہ رہنا چاہیئے" "سردیپ"

ترقی کیوں نہیں ہوتی؟

(از مہاتما بھگوان دین جی جین)

اگر اس سوال کا جواب ٹھیک ٹھیک دیدیا گیا تو کیا یہ امید کیجا سکتی ہے کہ زمانہ خود بخود ترقی کر جائیگا؟ ہرگز نہیں۔ کیا لاکھوں
بار پہلے اس سوال کا جواب نہیں دیا جا چکا ہے؟ بلاشک ضرور دیا جا چکا ہے۔ پھر آج کیوں اسی سوال کے جواب میں کاغذ
کالے کئے جاتے ہیں اور ناظرین کے قیمتی وقت پر چھاپا مارا جاتا ہے؟ ایسا کرنے کی وجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سوال کا جواب
لاکھوں بار دئیے جا چکنے پر پرانا نہیں پڑتا کیونکہ کسی ملک۔ قوم یا مذہب کی ترقی کے اسباب ہمیشہ سے ایک ہی رہتے چلے
آئے ہوں ایسا نہیں ہوتا۔ مثال کے لئے سمجھئے کہ ایک کلاس میں کچھ طلبا ترقی نہیں کرتے اس سے یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ
اون سب کی ترقی نہ کرنیکا سبب ایک ہی ہے اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ وے سب کھلاڑی ہیں ممکن ہے کہ کوئی اون میں سے
کند ذہن ہو۔ کوئی جسمانی کمزور ہو یا کسیکا طریقہ تعلیم ہی خراب ہو وغیرہ وغیرہ اتنا ہی نہیں ایک ہی طالب علم کی دو مختلف
وقتوں میں ترقی نہ کرنے کی دو مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک سال کھیل میں لگ جانے سے دوسرے سال کمزور ہو جانیسے
تیسرے سال طبیعت نہ لگنے سے ترقی میں رکاوٹیں ہو سکتی ہیں جب یہ بات ہے تو علیحدہ علیحدہ مذہب اور ملت کے لوگوں کے
لئے بھی علیحدہ اوقات میں ترقی نہ ہونے کے ایک ہی اسباب ہوں ایسا کیسے ہو سکتا ہے اسلئے اس سوال کا جواب دیا جانا
اور بھی لازمی اور ضروری ہو جاتا ہے۔

ہمارے سوال کا تعلق اوس گروہ انسانی سے ہے جو اپنے کو جین دھرم کے (جسکو میں اہنسا دھرم کے نام سے یاد کرنے کا عاشق
ہوں) اصولوں کے مطابق عامل ہونیکا فخر رکھتا ہے گویا سوال یہ ہے کہ جین سماج کی ترقی کیوں نہیں ہوتی؟ اس قوم کی ترقی
کی کشتی آج پہلی ہی بار گرداب میں آئی ہو ایسا بھی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اسکے وجود کی تاریخ کی حد سے باہر لگی ہے اسلئے

کی مردم شماری بھی بہ نسبت پہلے کے گھٹا ہو گا اور انکے یہان بھی مردون کی تعداد بہ نسبت عورتون کی تعداد کے زیادہ
ہو گئے - انکا اپنا یہ خیال ہے کہ بدہوا بواہ جاری کر دیئے جانے پر جسقدر بدہوائین جین سماج مین ہین وہ سب
شادی کرانے پر رضامند ہو جائینگی یہ خیال ہی تو ہرگز نہین ہونگی دوسرے شادی کرانیکے لئے صرف وہ ہی بدہوائین
رضامند ہونگی کہ جو یا تو پہلے سے بد چلن ہین یا جنکی جچہ بچار کی طرف ہے بقیہ بہت بڑی تعداد بدہواؤنکی ہرگز اوسکو پسند
نہین کریگی اسلئے آپکا وہ مطلب کہ بدہواؤن کے ذریعہ سے سنتان پیدا کرکے جینیون کی مردم شماری بڑہائی جائے
کچھ ممکن نہین معلوم ہوتا قطع نظر ان سب باتون کے اگر فی الحال دلیل کے لئے اس بات کو مان بھی لیا جائے کہ بدہوا بواہ بہت
اچھی چیز ہے تو بھی جین سماج مین اس رسم کے جاری ہونے کی کوشش کرنا مفید نہین معلوم ہوتا کیونکہ جین سماج کے بھاؤ
اس رسم کے اسقدر خلاف ہین کہ جین سماج مین اس رسم کے جاری کرنیسے دیگر اصلاحون مین بھی روڑا اٹکتا ہے جو شخص اس رسم کو
جاری کرنیکا اوپدیش دیتا ہے جین سماج اوس شخص کی دیگر اچھی باتونکو بھی سننا پسند نہین کرتا جین سماج ابھی دیگر قومون سے
بہت پیچھے پڑا ہوا ہے اوسمین ابھی دار مک و لوکیک شکشا پھیلانیکی ازحد ضرورت ہے بال بواہ - برده بواه کنیا بکری
انمیل بواہ فضول خرچی وغیرہ بد رسومات کے دور کرنیکی بہت بڑی ضرورت ہے - بدہوا بواہ کی چرچا سے یہ سب سد ہار رہے
جاتے ہین اور سماج مین نا اتفاقی اور زور شور کی ہل چل مچتی ہے اسلئے بھی بدہوا بواہ کے جاری کرنیکا اوپدیش دینا ٹھیک نہین
ہے جین سماج کی مختلف شدہ جاتیون مین باہم کہان پان و بیاہ شادی کو گو کہ وہ اس زمانہ کے لحاظ سے بالکل ایک نئی
رسم ہے جین سماج کچھ گوارا کر بھی سکتا ہے کیونکہ جین دہرم کے پرتہان یوگ شاستر و نمین صرف سورج بنشی چندر بنسی
وغیرہ خاندانون مین ہی نہین بلکہ برہمن چہتری - ویش تینون اور نیچ برنون مین باہم بیاہ شادی ہونیکی مثالین پائی جاتی
ہین لیکن بدہوا بواہ کہ جو کہین جین شاستر و نمین نہین پایا جاتا اوسکو جین سماج ہرگز قبول نہین کر سکتی - ناظرین کشما کرین
بدہوا بواہ کی ہی تفصیل پر مضمون زیادہ بڑھ گیا - اصلی مضمون درجہ اعتدال پر آیندہ لکھا جائیگا -
(نوٹ) بابو صاحب نے اپنے مضمون مین یہ اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ بدہوا بواہ اونچی اقوام کے لئے مضر ہے - اور اسکی کوئی ضرورت بھی
نہین ہے اگر بال بواہ - برده بواه - انمیل بواہ - اور دختر فروشی وغیرہ بند کر دیئے جائین تو بدہوا بواہ کے شور مچانیکی نوبت ہی نہ آئے
ہم اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے خیر خواہان قوم کی توجہ اسطرف دلاتے ہین کہ ان رسمون کو بند کرانیکی کوشش کرین - اب جبکہ
ہین سو جنی بالا مضمون کو پڑھین - اور بال بواہ کے نقصانات کا اندازہ لگاوین ہمارا اپنا خیال ہے کہ اگر سماج نے بال بواہ
برده بواه - انمیل بواہ دختر فروشی اور مکلاوہ وغیرہ سے کنارا کر لیا تو بدہوا بواہ کی بُری رسم ہرگز بھی اپنے پیرون نہ جمائیگی اور
جو اسکے لئے کوشش کر رہے ہین وہ انکو منہ کی کہانی پڑیگی لیکن جو مندرجہ بالا بد رسومات دور نہ ہوئین اور قوم انکو دل کو
کے چپکے گی تو بدہوا بواہ کی بُری رسم سماج مین رائج ہوئے بلا نہ رہیگی - یہ ضروری بات ہے کہ اسکی مخالفت حد سے زیادہ ہوگی لیکن
ایک بھی نہ سنی جائیگی جسکی وجہ یہ ہے کہ دنیاوی جیون کے پرنام بٹے با سناؤن مین زیادہ لگے ہوئے ہین ہر قسم کی باتین زیادہ

اسلئے اس زمانہ مین مرد اگر ایک ہی عورت سے اور ایک ہی شادی کرے تو بہتر ہے۔ رشادونکو چاہیے کوشش کرین کہ ہر مرد بھی ایک مرتبہ شادی کرے اور تا عمر پہ دوسری شادی نہو۔ نکہ مرد کی دوسری شادی کی مدد اور بیوہ عورت کیلئے دوسری شادی جائز قرار دین۔ ایک اور بات دیکھنی ہے کہ مردونکو کئی شادی کا شکل زیادہ تر ضرورت کیون ہوتی ہے۔ میرے خیال مین اسکی وجہ بہی صغیر سنی کی شادی ہی ہے۔ شادی صغیر سنی کی وجہ سے اولاد چھوٹی عمر مین پیدا ہوتی ہے اور چھوٹی عمر مین اولاد پیدا ہونے سے اکثر عورتین پرسوت کے عارضون مین یا بعد مین کمزور وضعیف ہوکر مرجاتی ہین اور مرد پھر دوسری تیسری شادی کرتے ہین۔ اگر شروع ہی سے مرد وعورت کی شادی بالغ ہونے پر ہونے لگین گی تو پھر عورتین بھی بچہ پیدا ہونیکے عارضون مین زیادہ نہین مرینگی اور مردونکو دوسری تیسری شادی کرنیکی ضرورت لاحق نہین ہوگی اور مرد وعورت دونون عمر طبعی کو پہنچکر سکھ شانتی سے رہینگے۔ اسلئے ہمارے خیال مین تو بجائے بدھوا ابواہ جاری کرنیکے بال بواہ وبردہ بواہ کو ہی روکنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

بعض بدھوا ابواہ کے سرگرم وجوشیلے حامی جہان کہین کسی بدھوا کی بدچلنی کا حال سنتے ہین اوسکا اس گہری طرح سے طومار باندھتے ہین کہ جس سے گویا یہ ظاہر ہو کہ بھارت ورش کی تمام بدھوائین ہی بدچلن ہوگئی ہین۔ اگر آپ غور سے دیکھینگے تو دنیا کے ہر ملک ہر سماج وہر فرقے کے مرد وعورتوں مین نیکی وبدی دونون پائینگے کیسی ہی اعلیٰ درجہ کی سوسائٹی ہو لیکن تہوڑی بہت بدچلنی کہین کہین ضرور پائی جاتی ہے۔ بدھواؤن مین ہی کیا بعض حالتون مین آپ بیاہتا عورتون مین بدچلنی دیکھین گے۔ اول تو بدھواؤن مین بدچلنی جس مبالغہ کے ساتھ بیان کیجاتی ہے ہرگز اسقدر بدچلنی نہین ہے۔ ہزارہا بدھوائین اپنی زندگی نہایت نیک چلنی سے دہرم دھیان مین گذارتی ہین۔ اور جو کچھ بدچلنی ہے اوسکو مردون وعورتون دونون مین اخلاقی ومذہبی تعلیم پھیلانے۔ بدھواؤنکی حفاظت ونگرانی بخوبی کرنے اونکو شراوک آشرمون مین پڑھانیسے دور کرنی چاہیئے نہ کہ بدچلنی کو جائز قرار دینے سے۔ اگر کسی گروہ مین کسی قسم کا جھوٹ بولنے کی عادت زیادہ ہو جائے تو کیا یہ مناسب ہوگا کہ بجائے اخلاقی ومذہبی تعلیم پھیلاکر جھوٹ بولنیکی عادت چھوڑانیکے اونکے لئے جھوٹ بولنے کو جائز قرار دیدیا جائے اور ایک دلیل جو بدھوا ابواہ کی تائید مین دیجاتی ہے وہ یہ ہے کہ جینیون کی آبادی روزبروز گہٹتی جاتی ہے اور جین سماج مین مردونکی تعداد عورتونکی تعداد سے اسقدر زیادہ ہے کہ جسقدر بلا شادی شدہ مرد اور عورت اسوقت ہین اگر اونکی شادی بہی باہم ہو جائے تو بہی عورتون سے مردونکی تعداد بہت زیادہ باقی رہجاتی ہے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ مردونکی باقی بچی ہوئی تعداد اگر بدھواؤن سے شادی کرے تو پھر مردونکی تعداد زیادہ نہ رہے اور اون سے سنتان پیدا ہوکر جینیون کی مردم شماری بڑھ جائے لیکن ہمارے خیال مین جینونکی مردم شماری کے کم ہونیکا اصلی سبب بدھوا ابواہ کا ہونا نہین ہے اسکے اور بہتیرے اسباب ہین علاوہ ازین اگر آپ تحقیقات کرینگے تو میرے خیال مین جاٹ۔ گوجر۔ اہیر۔ نائی۔ دھوبی۔ چمار۔ کمہار۔ مالی وغیرہ ہندوؤن کی جن اقوام مین بدھوا ابواہ جاری ہے

اور کتیا بکری کو روکنا ہی ہے ۔ بدہوا ہو جانے کے بد ہوا نہیں ہونا ۔ روکنا کچھ اچھا و کافی تو علاج نہیں ہے ۔
اب مرد عورت کی برابری کی طرف بچار کیجئے میرے خیال مین ایکا تب سے مرد عورت کو برابر یا نابرابر کہنا دونون
غلط ہین پرمارتھ یا روحانی مقصد کے لحاظ سے دونون برابر ہین لیکن اوس روحانی مقصد کو حاصل کرنیکے طریق
عمل و نیز عملی زندگی کے لحاظ سے دونون برابر نہ کبھی ہوئے اور نہ کبھی ہونگے ۔ روحانی لحاظ سے برہمچریہ یا شیل برت
کا پالنا دونون کے لئے برابر ضروری و مفید ہے لیکن چونکہ دونون کی جسمانی و دماغی طاقتین و حالتین یکسان نہین
ہین اس لئے برہمچریہ یا شیل برت پالنے کا عملی طریقہ دونون کے لئے بالکل یکسان نہین ہو سکتا ۔ روحانی لحاظ
سے صرف ایکمرتبہ شادی کرنا جیسا عورت کے لئے لابہہ دایک و ضروری ہے ویسا ہی مرد کے لئے بہی ہے لیکن ویوہار
یعنی عملی زندگی کے لحاظ سے مرد کے لئے صرف ایک مرتبہ شادی کرنا اوسقدر لابہہ دایک و ضروری نہین معلوم ہوتا
کہ جسقدر عورت کے لئے معلوم ہوتا ہے ۔ عورت مرد کے ساتھ جو کرم پرکرتی لگی ہوئی ہین وہ بالکل یکسان نہین
ہین ۔ جن خیالات و افعال سے عورت پر بائے کا بندہ ہوتا ہے بالکل اون ہی خیالات و افعال سے مرد پر بائے
کا بندہ نہین ہوتا ۔ عورت مرد کی کشایونکی حالت بالکل یکسان نہین ہے عورت مرد کی کام اگنی یکسان طریقہ مین
کام نہین کرتی ہے ۔ عورت کی کام رچی آسانی سے وبہت جلد نہین جاگتی ہے لیکن جاگنے پر اوسکا فرو ہونا مشکل
ہو جاتا ہے عرصہ تک قایم رہتی ہے ۔ عورت کو اگر بدکار مرد پہسلانیکو نہ ملے تو وہ آسانی سے شیل برت پال سکتی
ہے برخلاف اسکے مرد کی کام رچی جاگنے کے لئے زیادہ تر پر پرنا و پہسلانیکی ضرورت نہین ہے اسکی کام رچی جلد جاگ
جاتی ہے اور پہر جلد ہی فرد ہو کر وہ اوسکو بہول جاتا ہے چنانچہ شاستر کار مرد عورت اور نینسک کی کام اگنی
کو ترن ۔ لکڑی ۔ اور پراوہ کی آگ سے تشبیہہ دیا کرتے ہین ۔ اسلئے مرد کے لئے شیل برت پالنا ذرا زیادہ مشکل
ہوتا ہے ۔ اسیواسطے عملی زندگی مین یہ بات دیکہی جاتی ہے کہ بہ نسبت مردونکے عورتین شیل برت زیادہ پالتی ہین ۔
اور بیوہار مین جو مہاد عظمت عورت کے شیل برت پالنے و پتی برتا ہونیکی ہے وہ مرد کی نہین ہے ۔ اسیطرح مرد عورت
کی جسمانی ساخت و طاقت بہی یکسان نہین ہے ۔ مرد قدرتاً شہزور ہے اور عورت کمزور ۔ ایک مرد کئی عورتون سے
بہوگ کر سکتا ہے اور معمولی طور سے اپنی طاقت کو قایم رکہہ سکتا ہے لیکن ایک عورت کئی مردونکے بہوگ مین اگر
اپنے جسم کو خراب و خستہ و اپنی تندرستی کو ازحد خراب و ناکارہ کر ڈالتی ہے ۔ پہر تمہان لوگ کے شاسترون مین
ایک مرد کے کئی عورتون کا ہونا آپنے بہت جگہ پڑہا و سنا ہوگا لیکن ایک عورت کے کئی خصم کا ہونا کہین پڑہا یا سنا ہوگا
علاوہ ازین سنتان مرد کے نام پر ہوتی ہے خاندان کا نام مردونکے نام سے چلتا ہے عورت کے نام سے کہین نہین چلتا اون
ہی سب باتون کا لحاظ کرکے مرد کے لئے ضرورتاً مناسب عمر مین دوسری شادی کرنا عملی زندگی مین زیادہ بیجا نہین سمجہا گیا
لیکن ہان ایک بات ضرور ہے چونکہ بوجہ پشت ہا پشت کی شادی صغیر سنی و دیگر وجوہات کے اب نسل بہت کمزور ہو گئی ہے

چھپا کر پرچار کرنا ایسے ویدون سے جیسے جین شاستروں [illegible] ہے - دوسری جانب کچھ صاحب نئی
روشنی کے اسقدر گرویدہ ہوئے ہین کہ وہ بدہوا بواہ کی تائید کرتے اور اسکو جین سماج مین رائج کرنا چاہتے
ہیں - میری رائے ناقص مین یہ دونون اصحاب غلطی پر ہین نئی و پرانی روشنی کو ملا کر اپنے دہارمک سدہانت - اپنی
سماج کے عام خیالات - سماجی طاقت و حالت و دیگر اسباب و وجوہات کے لحاظ سے درمیانی طریقہ ہی اختیار کرنا بہتر
معلوم ہوتا ہے -

یہان پر مضمون کے تعلق سے بدہوا بواہ پر بھی کچھ لکہنا مناسب معلوم ہوتا ہے - آج کل کچھ جین اخبارات مین
بدہوا بواہ کا چرچا چل رہا ہے - لیکن میرا تو پکا بشواس ہے کہ بدہوا بواہ کی تائید کرنا جین سماج مین دیگر اچھی
اصلاحون کو روکنا و ایک نہایت ناخوشگوار ہلچل مچانا ہے اسمین کوئی شبہ نہین کہ بدہوا بواہ جین دہرم کے
پوتر اصولون سے ہرگز میل نہین کہا سکتا - اور بدہوا بواہ کے جو نرپکش حامی ہین وہ بہی اس بات کو تسلیم کرتے
ہین کہ بدہوا بواہ ایک نیچے درجہ کا طریقہ ہے - پس جبکہ بدہوا بواہ نیچے درجہ کا طریقہ ہے تو کیون اسکو انتیا کرنیکا
اوپدیش دیا جائے جو لوگ بدہوا بواہ کی تائید مین بحث کرتے ہین وہ مرد و عورت کی برابری کو مان کر بحث کرتے ہین اور
کہتے ہین کہ جب مرد اپنی کئی کئی شادی کرتا ہے تو عورت پر یہ ظلم پر کیون روا رکہا جائے کہ وہ ایک شادی سے زیادہ
نہ کر سکے - پس اونکی اس دلیل سے ہی ظاہر ہے کہ وہ کئی کئی شادی کرنے کو برا نہین سمجھتے ورنہ وہ مردونکی کئی کئی شادی
کرنیکو ہی روکتے عورتون کو کئی کئی شادی کرنے کا اوپدیش نہ دیتے - اونکو تو یہ شکایت ہے کہ جب مرد دوسری شادی
کرتا ہے تو عورت کو دوسری شادی کرنیکی اجازت کیون نہین دیجاتی یعنی اونکی دلیل ہے کہ اگر زید شراب پیتا ہے تو عمرو کو شراب پینے
کی اجازت کیون نہین دیجاتی - ناظرین اگر غور کرینگے تو اونکو معلوم ہوجائیگا کہ اونکی اس دلیل کے بعد بردہ بواہ کے خلاف زبان نکالنا اونکیلئے
کسقدر دشوار ہے - اور بیشتر کس دیکھا بھی جاتا ہے کہ جو لوگ بدہوا بواہ جاری کرنے مین لگے ہوئے ہین وہ بال بواہ - بردہ بواہ کے روکنے پر
کچھ زیادہ کوشش نہین کرتے اور غالباً اسکے روکنے کی کوشش کر بھی نہین سکتے کیونکہ بال بواہ سے جو خرابیان پیدا ہوتی ہین وہ
بدہوا بواہ سے ظاہرا طور سے (اصلیت مین نہین) رفع ہوتی چلی جاتی ہین پہر اونکو کوئی ضرورت بال بواہ و بردہ
بواہ کے روکنے کی محسوس نہین ہوتی بال بواہ اور بردہ بواہ سے بدہوائین پیدا ہوتی جاتی ہین لیکن بدہوا بواہ
سے بدہوائین بیاہتا ہوتی جاتی یعنی کھپتی جاتی ہین اسطرح سے بدہوا بواہ کے بعد بال بواہ و بردہ بواہ روکنے
کا خیال اوٹہتا جانا ایک قدرتی سی بات معلوم ہوتی ہے - چنانچہ جن قومون مین بدہوا بواہ جاری ہے اونمین برابر
بال بواہ - بردہ بواہ جاری چلا جاتا ہے - کچھ ایسا حساب ہوجاتا ہے کہ جیسے کسی انسان کو بیماری پیدا ہوتی ہے
اور وہ ہمیشہ دوا کہاتا رہے تو بیماری دبی رہے - لیکن وہ بیماری کے پیدا ہونے کے اسباب کو دور نکرے - اسلئے
بلا بال بواہ و بردہ بواہ روکے بدہواؤن کا پیدا ہونا ہرگز بند نہین ہوسکتا اسلئے زیادہ ضروری بال بواہ بردہ بواہ

اعتدال پر عمل ایک سنہری طریقہ ہے

از قلم بابو رکھب داس جی جین بی اے وکیل میرٹھ شہر

ناظرین نے انگریزی مقولہ گولڈن مینس سنا ہوگا جس کا یہ مطلب ہے کہ درجہ اعتدال پر عمل کرنا ایک سنہری یعنی نہایت اچھا طریقہ ہے۔ عملی زندگی مین اس مقولہ پر عمل کرنے والے ہمیشہ کامیاب ہوتے ہین۔ برخلاف اسکے اس مقولہ کو نظر انداز کرنے والے اپنی کوشش مین فیل و ناکام رہتے ہین۔ یہ اصول عملی دُنیا کے ہر طبقہ مین یکسان عمل کرتا ہے۔ اگر آپ مادّی طبقہ کی طرف نظر دوڑائین تو وہان بھی اس اصول کو کام کرتا ہوا پائین گے۔ اور جو عقلی و اخلاقی و سوشیل دُنیا پر خیال کرینگے تو وہان بھی اس مسئلہ کا عمل درآمد ویسا ہی پائینگے انتہا درجہ کی بارش بھی کہیتی کے لئے ایسی ہی مضر ہے جیسی کہ انتہا درجہ کی دہوپ و تپش مضر ہے۔ انتہا درجہ کی گرمی بھی مخلوق کو ویسا ہی پریشان کردیتی ہے جیساکہ انتہا درجہ کی سردی۔ یہ سب چیزین جب درجہ اعتدال پر کام کرتی ہین تب ہی سب جیوؤن کے لئے سرسبزی و خوشی کا باعث ہوتی ہین۔ انسان کی صحت کے لئے حد سے زیادہ کہانا بھی اوسیطرح مضر ہے جسطرح کہ نہایت کم کہانا۔ حد سے زیادہ سونا بھی انسان کو کاہل و سست بنا دیتا ہے۔ برخلاف اسکے پوری نیند نہ لینا بھی انسان کی تندرستی مین فرق ڈالتا ہے۔ آگے چلکر دیکھئے کہ انسان کا حد سے زیادہ بولنا بھی اوسیطرح کام کو بگاڑتا ہے جسطرح حد سے زیادہ خاموش رہنا۔ کسی کام مین حد سے زیادہ محنت و مشقت کرنا بھی بسا اوقات ایسا ہی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے جیساکہ اوس کام مین غفلت و بے پروائی کرنا۔ آپنے دیکھا ہوگا کہ وے طالب علم کہ جو اپنی خواندگی مین غفلت و بے پروائی کرتے ہین اور وے طالب علم کہ جو رات دن رٹکر اپنے دماغ کو خراب کر لیتے ہین ان دونون کا اکثر یکسان ہی نتیجہ ہوتا ہے۔ الغرض جدہر بھی نگاہ اوٹھاکر دیکھا جاتا ہے درجہ اعتدال پر کام کرنے سے ہی اس جیو کو عملی زندگی مین سُکھ و شانتی نصیب ہوتی ہے اور اعتدال سے ہی کام کرنے سے انسان کافی ترقی کرسکتا ہے۔ حد سے زیادہ تجاوز کرنا ترقی کا مانع و مطلب براری مین سخت ہارج ہوتا ہے

اسیطرح اگر سوشل دنیا مین دیکہا جائے تو وہان بھی درجہ اعتدال پر ہی کام کرنے سے سب کچھ ہوتا ہے سوشل حالت درست کرنے کے لئے جو ریفارم یعنی اصلاح جاری کیجاتی ہے وہان پر بھی اعتدال سے ہی کام لینا ہوتا ہے اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ ہی سبھائین و سنستھائین کامیابی کے ساتھ چلتی ہین جہان کہ اعتدال پر کافی نگاہ رکہی جاتی ہے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جین سماج بھی باوجودیکہ اونکا ایک بڑا دہارمک سدہانت (نیکانت ہے کہ جو مسئلہ اعتدال سے بہت کچھ مشابہت رکہتا ہے اکثر اوقات درجہ اعتدال سے تجاوز کر جاتی ہے بعض اشخاص تو پرانی چال پر اسقدر معتقد ہین کہ وہ کائیر حیتر کے ایک کنارے پر کہڑے ہوکر یہ اعلان کرتے ہین کہ جین شاستر کو

سکھی رکھنے کا یتن کرو۔ ورنہ تم کبھی بھی آرام سے نہ رہ سکوگے اگر تمکو اپنا اپمان کرانا منظور نہیں ہے تو جلد اپنا
سپٹ کرو۔ ہوشیار خبردار۔ اگر تم ہماری ساتھ بھی بدسلوکی کرتے رہے تو وہ دن دور نہیں ہے کہ جب تم کو موت کی
سیج پر لیٹے پیر پسار کر سونا ہوگا یعنی تمہارا نام و نشان صفحہ ہستی سے بالکل مٹ جائیگا۔ میں جہاں دُکھی ہو جیتی بلا
بیٹھی ہی تھی کہ پنڈت جی اپنے گھر میں چلے آئے۔ اور اُنکی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ بے رحم کا نند ساس ابھی رونے لگی
لیکن کیا اسکے آنسو کھرے تھے۔ یہ رام جانے۔ پنڈت رادھا بہاری نے جب یہ سماچار سنے تو ہائے کر کے زمین
پر گر پڑے۔ اور ایسے گرے کہ آج تک بھی اُٹھ کر نہ دیا۔

(نوٹ) ناظرین سروجنی بالا کی طرح سے نہ معلوم کتنی بال بدھوائیں ساس سسروں کے ذریعہ سے آج زمانہ میں
جہاں کہ دُکھ بھوگ رہی ہیں۔ پاپن ساسیں معصوم بہوؤں کو ڈائن۔ ناگن۔ وغیرہ کے نام سے نامزد کرتی ہوئیں
طرح طرح کے آزار پہونچاتی ہیں۔ گالیاں دیتی ہیں۔ مارتی ہیں۔ کہانے پینے سے تنگ کرتی ہیں۔ اور آٹھ پہر
چونسٹھ گھڑی طرح طرح کے بول بولتی ہیں۔ یہ بیچاری معصوم اور دُکھی بدھوائیں اپنے دربھاگیہ پر افسوس کرتی ہوئیں
زندگی کے دن بُری طرح سے گذارتی ہیں۔ انکا سکھ انکا آرام انکے ارمان اور انکا آنند تو سب بدقسمتی سے جاتا رہا۔ یا یوں
کہئے کہ سماج کے رسم و رواج نے انکو زبردستی بدھوا بنا دیا۔ لیکن جو یہ آدہ سیر آٹا کھا کر زندگی کے دن پورے کر لیتیں
تو اُسکے لئے سسرال والوں کا ظلم روڑا اٹکا رہا ہے زیادہ تر بدھواؤں کے بدچلن ہو جانے کی یا خودکشی کرنے
کی وجہ بھی سسرال والوں کا ظلم ہوتا ہے۔ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ جس سماج نے استریوں کا اپمان (بے عزتی)
کیا وہ دُنیا کی نگاہ میں نفرت سے دیکھی جا کر اپمان کے پیروں تلے کچلی گئی۔ اُسکا نام و نشان تک مٹ گیا۔
اور جس سماج نے استریوں کو دیوی کے برابر سمجھ کر انکا آدر ستکار کیا اُسکے سر عزت کا سہرا باندھا گیا۔ وہ دُنیا
میں سرتاج ہوی۔ اس بھارت دیش میں جو کہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے رہنے کی جگہ بتلائی جاتی ہے۔ استریونکو
دیویاں کہا کرتے تھے۔ انکی پوجا کیا کرتے تھے لیکن ایک زمانہ آج ہے کہ استری سماج پیروں سے کچلا جا رہا ہے اور کوئی بھی غور نہیں
کرتا۔ بھائی جین سماج کے نوجوانوں! اب تمہارے اوپر ٹھیک ہے دیش کو ابھارنے کا بھروسہ تمہارے ہی اوپر ہے۔
اسلئے تم پوجیہ ماتاؤں اور بہنوں کی عزت کرو تمہارے ایسا کرنے سے استری سماج سکھی ہوگا۔ اور اُنکے سکھی ہونے
سے آئندہ ہونیوالی سنتان قابل ہوگی جس سے سماج کا سدھار اور دیش کا اُدھار ہوگا۔ بس دیش کی بھلائی کا یہی ایک
گرو منتر ہے۔ بہادر بیچا۔

ہوئی ہے۔ اسکے چہرہ سے اُداسی ٹپک رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا دل کسی سخت تکلیف سے بُری طرح جل رہا ہے۔ دیکھو وہ چارپائی پر سے اُٹھی۔ اور صندوق مین سے کاغذ پنسل نکالکر کچھ لکھنے لگی۔ لکھنے کے بعد اُسنے کاغذ کو صندوق پر رکھدیا۔ اور دروازے مین کھڑی ہوکر چراغ کی طرف بڑی غور کے ساتھ دیکھ رہی ہے اور کچھ کہہ رہی ہے ذرا سننا چاہیئے۔ ہا ہا۔ ہے اگنی دیوتا تم مجھے شانتی دوگے۔ کیا تم میرے جلے دل کو ٹھنڈا کر سکوگے۔ کیا تم مجھکو اپنی گود مین لوگے۔ کیا تم مجھ دکھیا کو شرن دوگے وغیرہ وغیرہ۔ ارے یہ کیا سروجنی نے اپنی دھوتی مین تیل گراکر آگ لگالی۔ ہاے دیکھیے گلاب کے پھول سی نازک سروجنی اگنی دیوتا کے درمیان مین لوٹ رہی ہے۔ ہا کچھ دیر پہلے جو دل کو چُرانے والی سُندر سروجنی کھلے پھول کی طرح موجود تھی اب وہ مٹھی بھر راکھ ہوگئی۔ افسوس!!

سویرا ہوا چھ بجے۔ سات بجے۔ آٹھ بجے۔ لیکن سروجنی کا کمرہ ابھی تک بند ہے۔ ساس کو ایک نیا کل کھلانے کا اچھا موقعہ ہاتھ لگا۔ اُسنے پنڈت جی سے کہا۔ دیکھو اپنے بیٹے کی بہو کا سونا۔ اتنا دن چڑھ آیا لیکن اُسنے ابھی تک جاگنا نہین دیا۔ پنڈت جی غصہ مین باہر کمرہ کے پاس آئے اور کیواڑ کھول کر اندر گئے۔ وہان کا نظارہ دیکھا ہوش اُڑ گئے۔ چہرہ اُتر گیا۔ زبان بند ہوگئی۔ کچھ دیر تک تو پتھر کی تصویر بنے کھڑے رہے لیکن جب انہے صندوق کے اوپر ایک کاغذ کا ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا تو اُسکو اُٹھا کر پڑھنے لگے اسمین لکھا تھا۔ ہے [illegible] تمہاری یہ نیند ہمیشہ کی نیند ہے۔ کیا تمہاری بند ہوئین آنکھین ابھی نہ کھلینگی۔ کیا تم ابھی استریون کی عزت کرنا نہ سیکھوگے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بلا استری سماج کی ترقی کے تم ترقی کر سکوگے۔ ہا کتنا ظلم ہے کہ نو دس سال کی عمر مین انکو بدھوا بنا کر ٹکڑا کٹ کی طرح پیرون سے روند رہے ہو کیا انکو دکھی کرکے تم سکھ پا سکوگے۔ کیا اس قسم کی اُمید کرنا آکاش کے پھول پانے کی خواہش سے کچھ کم ہے ہرے ہرے۔ ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ جب استریون کو تم لوگ دیویان مانتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ لیکن ایک آج زمانہ ہے کہ استریون کو بہت بُری طرح سے کچل رہے ہو۔ مین آج اپنے جسم کی آہوتی تمہارے رسم و رواج کی آگ مین دے رہی ہون۔ تمہارے ظلم کی بیدی پر مین اپنے کو قربان کر رہی ہون۔ کیا تمہارا سنگدل اور پتھر کا کلیجہ اب بھی نہ نرم ہوگا۔ کیا تمہاری آنکھون مین اب بھی دیا۔ رحم۔ اور دُکھ کے آنسو نہ آئینگے۔ مجھ جیسی لاکھون کیاون کو تمنے ستایا ہے۔ مجھ جیسی انیک ابلاؤن کے لیے تمنے یہ سنسار نرک سے بھی زیادہ دُکھ مئی بنا دیا ہے۔ کیا تم اب بھی نہ جاگوگے۔ میری جان نے خریدار ہندوستان۔ آنکھین کھولو۔ بہت سو چکے ہو۔ بہت ابلاؤن کو ستا چکے ہو۔ اگر تمنے اب بھی اسطرف غور نہ کیا۔ تو ہزارہا [illegible] ہزارون گو کیسے شور مچاتے تھک جائینگے لیکن ملک کی ترقی ذرا بھی نہ ہوگی۔ اگر تمکو دنیا کی زندہ قومون مین اپنی شمار کرانی ہے تو استریون کی عزت کرنا سیکھو۔ اور انکو

تار بہاتی ہوئی سرد آہین بہرا کرتی ہے - نوجوانی کے ساتہہ کی خواہش چند مرتبہ اُسکے دل مین اُٹہی لیکن آپ ہی آپ جاتی رہی - کیونکہ زمانہ بچپن مین اسکو تعلیم بہت ہی اعلیٰ درجہ کی دی گئی تہی جسکی وجہ سے اسکا دل جہے اچھے وچارون کو لئے ہوئے تہا -

ہندو سماج مین جسطرح بدہوائین کوڑا کرکٹ کی طرح ڈال دی جاتی ہین - اور جسطرح اُنکی بہت بُری درگت ساس کے ہاتھون ہوتی ہے - ٹہیک اُسی طرح سے سروجنی بالا کی بہی ہو رہی ہے - حالانکہ وہ ساس کو ماتا کے برابر سمجہتی ہوئی اُنکی کسی بہی بات سے دگدھ نہین کرتی لیکن نہین معلوم کہ وہ کیون اس غریب دکہیا پر ہمیشہ ناراض رہا کرتی ہے - اور بڑی بے رحمی کے ساتہہ اسکے دل مین اگ جلانے والے سخت الفاظ کے تیر چلایا کرتی ہے - اسکے پاس جب وہ کوئی کتاب دیکہتی ہے تو مارے غصہ کے جل بہن کر آگ بگولا ہو جاتی ہے - اور کتاب کو چہین کر آگ مین ڈالدیتی ہے - پنڈت رادہا بہاری مصرنے "سرسوتی" اور استری درپن کے نئے نمبر اُسکے پاس بہیجے ہین جب سے ساس نے انکو دیکہا ہے تب سے پیٹ مین چوہے کودنے لگے ہین - آخیر مین اُسنے اسکو تنگ کرنے کا ایک اچہا خاصہ بہانا نکال لیا ہے اُسنے مصرجی سے کہا "دیکہئے سروجنی کا چال وچلن بگڑا جا رہا ہے وہ کسی غیر سے تعلق پیدا کئے ہوئے ہے آپ اُسکا بہت زیادہ پکش لیتے ہین - اب آپ ہوشیار رہیے گا اگر کچہہ دال مین کالا ہو گیا تو اسکی جواب دہ مین نہونگی - یہ آپ کی ہی مہربانی کا نتیجہ ہے کہ جو وہ مجہے تنکے کے برابر بہی نہین سمجہتی" آخیر کار جادو چل گیا - اور ان مکر و فریب کے لفظون نے پنڈت جی کے دل پر ایک اچہا اثر ڈال دیا - انہون نے بیچاری غریب اور بے قصور سروجنی کو ڈانٹا بہی اب کیا تہا - ساس کو اُسے اپنے قابو مین رکہنے کا موقعہ مل گیا اُسنے اس موقعہ کا ناجائز استعمال بہی شروع کر دیا - سب سے پہلے اسنے سرسوتی اور استری درپن کی کاپیان چہین کر پہاڑ ڈالین - سروجنی یہہ سب کچہہ خاموشی کے ساتہہ برداشت کرتی رہی -

ایک روز سروجنی آنگن مین بیٹہی برتن صاف کر رہی تہی - اور اس فرصت کے وقت کو غنیمت جانکر اپنی بدقسمتی پر افسوس کرتی ہوئی آنکہون سے آنسو بہا رہی تہی کہ اسکو دیکہتے ہی ساس آگ بگولا ہو گئی - چونکہ ساس اسوقت آگ لئے جا رہی تہی لیکن اسکا کوئی خیال نہ کرکے وہ اسطرح جہپٹی کہ جیسے ہرن کے بچہ پر سنگہہ یا چاند کو نگلنے کے لئے راہو کہنے لگی "شادی ہوتے ہی تجہہ ناگن نے میرے لال کو کہایا - کیا اب تو ہمکو کہانے آئی ہے" یہ کہکر بے رحم اور سنگدل ساس سروجنی کی چوٹی پکڑ کر کہینچنے لگی - بدقسمتی سے آگ کے انگارے گر پڑے اور سروجنی کے پیر جل گئے - ہائے جن نازک کنول جیسے پیرون کو زمین چہوتے ہوے بہی دُکہہ ہوتا تہا آج اُنکو اگنی دیوتا نے چہوکر دُکہہ پہنچایا ہے اُرے زمانہ یہہ تیری کرتوت -

(۷) تقریباً رات کے دس بجے ہین کمرے مین ایک چراغ ٹمٹما رہا ہے ایک ٹوٹی پہوٹی چارپائی پر سروجنی لیٹی

بیٹیا یہ تار ہمارے ایک دوست کے یہان سے آیا ہے۔ تم جاؤ اپنا کام کرو۔ یہ سنکر لڑکی وہان سے چلی گئی تب پنڈت جی کو اچھی طرح سے تار کے پڑھنے کا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے کا موقعہ ملا۔ اُنکو اچانک دُکھ کے سمندر مین چھوڑ دیئے جانے پر اور خط کھالے پر کوئی نہین دیکھتا اس بات سے آپ کو بہت کچھ تسلی ہوئی۔ عورت کی باتون مین آکر بلا کچھ بھی سوچے اور آنکھین بند کئے ہوئے کرنے قابل کام کرنے سے جو دکھ ہوتا ہے وہی آنکھون کے روبرو موجود ہے۔ اپنی لاڈلی بیٹی پیاری سروجنی پر پڑی ہوئی سخت مصیبت کی یاد کرکے رونے اور سر دھننے لگے۔ لیکن اُنکا یہ خیال کہ یہ سب کچھ ہم تنہائی مین کر رہے ہین۔ اور کوئی نہین دیکھتا غلط نکلا۔ کیونکہ رمادیوی چھپکر دیکھ رہی تھی اُن کے منہ سے نکلے ہوئے ایک دو لفظون سے وہ سمجھ گئی تھی کہ سروجنی کی سسرال کے بارے مین کوئی دکھدائی سماچار ہے لیکن پنڈت جی کے منہ سے "ہائے کیا میری سروجنی بدھوا ہو گئی" یہ لفظ سنکر وہ کھڑی کھڑی گر پڑی اور بالکل بے ہوش ہو گئی پنڈت جی خود بخود ہی بکنے لگے۔ ہے بھگوان کیا یہ سچ ہے کہ سروجنی بدھوا ہو گئی۔ نہین نہین یہ نہین ہو سکتا۔ ابھی بیاہ کو پورے تین ماہ بھی نہین گذرے۔ ایسا کب ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ میری آنکھین دھوکا کھا رہی ہون۔ مگر نہین۔ دھوکا نہین ممکن ہے شاید ٹھیک ہو موت سے کسی کا چارہ ہی کیا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ کسی کی موت کب آ جائے۔ تو کیا سروجنی! میری پیاری سروجنی پر یہ مصیبت سچ ہی آ پڑی۔ کیا وہ کھلی کلی پر در اصل پالا پڑ گیا۔ کیا اُسکے جیون کے سورج کو موت روپی راہو نے نگل لیا۔ ہائے معصوم لڑکی کی زندگی بالکل بیکار ہو گئی وہ تا زندگی سرد آہین بھریگی اور دکھ سہے گی۔ ہائے اس مہا پاپ کا ذمہ وار کون ہوگا۔ کیا مین ہونگا۔ نہین نہین مین کیون ہونے لگا ہون۔ یہ تو رمادیوی کا کیا ہوا پاپ ہے۔ وہی ذمہ وار ہونی چاہیئے۔ اُسی نے ضد کی جسکا یہ نتیجہ نکلا۔ لیکن مین نے مورکھ استری کا کہنا کیون مانا۔ پنڈت کملاکر کی بات کیون نہین مانی۔ ہائے رے استری کی ضد۔ ہائے ری مورکھتا۔ اسطرح سے تو مین بھی پاپی ہوا۔ اس قسم کی باتون نے پنڈت جی کو بہت ہی دکھی کر دیا ناظرین پنڈت جی کے دکھ کو دیکھکر کیا آپ کی آنکھون سے آنسو نہ نکلے ہونگے۔ کیا اُنکی دکھ بھری آہون نے آپکے کلیجہ کو نہین ہلا دیا ہوگا۔ ہان اگر آپ سنگدل ہین تو ایسا نہین ہوا ہوگا ورنہ ہم تو تڑپ اُٹھے ہین

(۶) اس واقعہ کو گذرے آج تقریباً آٹھ سال ہو گئے ہین۔ آٹھ بار غریب لوگون کو کپ کپی دینے والی سردی مسافرون کو وقت مین ڈالنے والی برسات۔ اور جنگل کے جیوون کو دھوپ مین جلانے والی گرمی آئین اور چلی گئین۔ جو آٹھ سال پہلے بچے تھے وہ اب سیانے ہو چلے ہین۔ رمادیوی کو مرے کوئی چھ سات سال گذر گئے ہونگے۔ سروجنی بھی اب وہ نہی اور معصوم سروجنی نہین رہی۔ اب وہ نوجوانی کے سرسبز باغ مین گھوم پھر رہی ہے۔ اسکو اپنی سسرال یعنی اعظم گڈھ آئے ہوئے چار سال ہو گئے اس درمیان مین وہ غریب اپنے والدین کی بے وقوفی۔ سماج کی سنگدلی۔ اور اپنی بدنصیبی کے ہاتھون ستائی ہوئی آنکھون سے آنسو نکا

چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب دوائی پلاکر شام کو چار بجے آنے کے لئے کہکر چلے گئے۔ کمرہ مین اب تک خاموشی تھی۔
لیکن پنڈت جی کے دُکھ بھرے رونے نے اسکی شانتی بھنگ کر ڈالی۔ کہنے آپ صاف لفظون مین کہا کہ ہے
ہین " ہائے پربھو! کیا میرا سب کچھ ناس ہو جائیگا کیا ہمارے پرانون سے پیارے۔ آنکھون کے تارے۔ لال کو
چھینکر ہماری گود خالی کر دوگے۔ کیا ہماری اُمیدون کا چاند موت روپی راہو کے ذریعہ سے نگلوا ہی دوگے۔
اَدہ کھلی سروج کی کلی پر پتھر کیون گرا رہے ہو۔ ہماری کل اُمیدون اور سکھون پر پانی کیون پھیر رہے ہو۔ ہائے اتنے
بے رحم ہوکر ہم پر کیون پتھر برسا رہے ہو۔" ہا ہا! دیکھئے پنڈت جی کی دہرم پتنی یعنی راسنکر کی ماتا کمرہ مین آرہی ہے
اسکے منہ پر کیسی اداسی چھائی ہوئی ہے۔ پتی دیو کو روتے دیکھکر اسکی آنکھون سے بھی پانی کا دریا بہہ نکلا۔
آہستہ آہستہ چار بجے کا وقت آیا۔ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے۔ اور بیماری کو لا علاج کہکر چلے گئے۔ پنڈت کملاکر اور
اُنکی دہرم پتنی کانتا دونون اپنے لال کی طرف ڈبڈبائی آنکھون سے دیکھ رہے ہین۔ اور دکھ سے دُکھی ہو کر
کہہ رہے ہین " ہائے کیا ہمارا لاکھون لالون سے بھی قیمتی لال ہماری گود کو خالی کرکے موت کی گود مین ہمیشہ کیلئے آرام
کریگا۔ ہائے! جس لال کے بہروسے پر ہم طرح طرح کی اُمیدون کا پل بنا رہے تھے وہ ہمکو دکھ ساگر مین غوطہ کہانے کے
لئے چھوڑکر چلتا ہو جائیگا۔ ہائے! کیا ہماری اُمیدون کا یون خون ہوگا۔ اسطرح کی لہرین اُنکے دلون مین آکر دُکھی کر رہی تھین
کہ اتنے ہی مین بیمار نے آنکھین کہولین۔ اور پانی پینے کے لئے مانگا۔ کانتا نے پانی دیا۔ لیکن وہ بیچاری یہ کیا جانتی تھی
کہ اس دنیا مین میرے آنند اور سکھ کی جیتی جاگتی مورتی اور پرانون سے بھی پیارے کنور کا یہی آخیری پانی ہے۔ کیا اُس
غریب کو یہ پتہ تہا کہ مین اب اپنے دلارے کو پہر کبھی ان ہاتھون سے پانی نہ پلا سکونگی۔ کیا وہ دکھیا جانتی تھی کہ یہی پانی
پیکر میری آنکھون کا تارا ہمیشہ کے لئے آرام کریگا۔ بہت دھیمی آواز مین راسنکر نے کہا " پتا جی ..." اور اتنا کہنے کے بعد ہی دل
کی دھڑکن بند ہوئی اور وہ جلد باز مسافر والدین کو ہمیشہ کے لئے رونے اور آنسو گرانے کے واسطے چھوڑکر چلتا بنا۔ معزز
ناظرین اب یہان کا دل ہلانے والا نظارہ ہمسے نہین دیکھا جاتا۔ چھاتی کو سخت بناکر آؤ یہان سے چلے چلین۔

(۵) سروجنی کے بیواہ کو تقریباً تین مہینہ ہوگئے۔ دشہرہ کی تعطیل ہے۔ کچہری بند ہے۔ قریب ڈیڑھ بجے کا وقت ہے
پنڈت رگھوا بہاری اپنے کمرہ مین پلنگ پر پڑے ہوئے "سرسوتی" کے نئے پرچہ مین بال بواہ نام کی ایک نظم پڑھ رہے ہین
اُنکے چہرہ پر کچھ افسوس سا ظاہر ہو رہا ہے گویا وہ اپنے کئے ہوئے کام پر پچھتا رہے ہین اتنے ہی مین کمرہ کی تنہائی
بھنگ ہوئی اور سروجنی " پتا جی دیکھئے یہہ کہان کا تار ہے۔ پوسٹمین دیگیا ہے" یہ کہتے ہوئے کمرہ مین داخل ہوئی۔ اور
ایک لال لفافہ پنڈت جی کو دیکر کھڑی ہوگئی۔ پنڈت جی نے بہت جلدی تار کھولا اور پڑھا۔ حالانکہ آپنے بڑے حوصلہ اور
ہمت کے ساتھ عقل کے اندرونی بہاؤون کو چہرہ پر ظاہر نہین ہونے دیا لیکن تار کو گھبراکر بار بار پڑھنے سے لڑکی نے سمجھ لیا
کہ ضرور کچھ بری خبر ہے۔ پنڈت جی نے اس وجہ سے کہ کہین سروجنی پر یہ بھید ظاہر نہ ہو جائے آپ صاف لفظون مین کہا کہ

رادھا پیاری۔ پیاری۔ مین تمکو تکلیف پہونچانیکا حوصلہ نہین کرسکتا۔ ورنہ میرا ایسا ہی خیال ہے۔ مین سب کچھ برداشت کر سکتا ہون لیکن تمھارا ناراض ہونا مجھکو ہرگز بھی گوارا نہین ہے۔ اگر تمہاری خوشی اسی بات مین ہے کہ سروجنی کی شادی ابھی کردی جائے تو مین تمسے اتفاق رائے نہ رکھتے ہوئے بھی ماننے کے لئے آمادہ ہون۔ پنڈت جی یہ کہکر اپنے کمرے مین چلے آئے۔ اور کپڑا پہنکر ٹہلنے کے لئے چلے گئے۔ رادیوی کی من مانی ہوئی۔ جہالت اور رسم و رواج کی فتح ہوئی۔ پنڈت رادہا بہاری شکل نے سروجنی کی شادی اعظم گڈھ کے مشہور وکیل پنڈت کملاکر مصر کے لڑکے راماشنکر کے ساتھ جو کہ وہین کے مشن سکول مین انٹرنس کلاس مین پڑھ رہا تھا۔ کرنی پختہ کردی۔ اور کچھ دنون بعد خیریت کے ساتھ بواہ بھی ہوگیا۔

(۳) راماشنکر بہت ہی نیک چلن اور خوبصورت لڑکا ہے حالانکہ وہ زمانہ بچپن سے ہی انگریزی زبان کا غلام بنادیا گیا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی ہندی بہاشا کا بڑا پریمی ہے۔ وہ اس چہند کو کسی وقت بھی نہین بہولتا۔

۵ جو چاہو سانچو کلیان۔ بھجو نرنتر ایک زبان۔ ہندی۔ ہندو۔ ہندوستان۔ پنڈت اجودھیا سنگہ اپادھیائے سے نظمین اور مضامین درست کراکر وہ رسالہ اور اخبارون مین شایع کرایا کرتا ہے کبھی وہ یہ۔ پریم سے یہ گیت بھی گایا کرتا ہے۔ ہماری ماتر بہاشا ہے مدہر نو رس بہری ہندی۔ اکہارا اندر کا رسنا اگر تو ہے پری ہندی

نواسی ہند کے ہم ہین ہمین ہے سکہہ گری ہندی۔ ہم کیون نہین ہونگے اگر ہوگی ہری ہندی

وہ کئی اخبارون کا نامہ نگار ہے کئی کا خریدار ہے جو اسکے ساتھ رہتا ہے وہ اصرار کے ساتھ اُسکو بھی اخبار منگوانے پر رضامند کرلیتا ہے کتنے ہی آدمی اُسکی صحبت سے ہندی کے پریمی بن گئے کننگ جاج ہائی سکول لکھنؤ کے بالمیکی سبھا نے اشتہار دیا تھا کہ جو ماتر بہاشا کی عظمت پر سب سے اچھا مضمون لکھیگا اُسکو رامائن کی ایک جلد بطور انعام کے ملیگی۔ اس انعام کے دستیاب کرنے مین وہ کامیاب ہوا۔ اسکی تیز عقل اور عمدہ ذہن کی وجہ سے کل ماسٹر لوگ خوش رہتے ہین اور طالب علم بھی آدر اور پریم کی نظر سے دیکھتے ہین۔ وہ ہائی سکول سے وظیفہ بھی پاتا ہے۔ پنڈت کملاکر ایسے ہونہار لڑکے کے راہ ترقی مین بواہ روپی کانٹے ڈالنے سے جھجکے۔ خود راماشنکر بڑے تعجب مین تہا کہ یہ جبہ پتا جی کیا کہتے ہین لیکن پنڈت رادھا بہاری کے (جو پنڈت کملاکر کے ہم سبق رہ چکے تھے) اصرار کے مقابلہ پر انکی دلیلون کو مات کھانی پڑی اور رادیوی کی جہالت اور ضد نے بیچاری معصوم سروجنی بالا کی زندگی کو کیسا دکہمئی بنا دیا سو ناظرین آگے دیکھین گے۔

(۴) ناظرین آپکو ذرا ہمارے ساتھ اعظم گڈھ کے گرمی محلہ مین چلنا ہوگا۔ یہان پر ایک عالیشان اور خوبصورت مکان ہے۔ اسکے آگے کے کمرہ مین ایک ۱۴ سال کا لڑکا (راماشنکر) ضعیف بیار سے بیمار ہوا چارپائی پر پڑا ہے اُسکی چارپائی کے سامنے ایک گول میز پر دو تین شیشیان دوائی کی رکھی ہوئی ہین۔ پاس ہی اسکے والد پنڈت کملاکر (جنکی عمر تقریباً ۴۰ سال کی ہوگی) ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے بیمار کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے ہین۔ فکر اور ناامیدی آپکے چہرہ پر گویا کہیل کر رہی ہین۔ آپکی سرد آہون سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپکا دل دکھ روپی آگ سے جل رہا ہے اور سب ناس ہوا

اسکی خوبصورتی پر پنڈت جی بُری طرح سے لٹو ہو گئے ہین - سروجنی پنڈت جی کی صرف اکلوتی لڑکی ہے ابہی اسنے
نوین سال مین قدم رکہا ہے - پنڈت جی اسکی تعلیم کی طرف بڑی توجہ رکہتے ہین - انکو اور کسی بات سے اسقدر خوشی نہین ہوتی
جتنی اسکے نازک ہاتہون مین ہندی کی ایک سنسکرت کتاب دیکہنے سے ہوتی ہے - پنڈت جی جب کام کرتے تہک جاتے ہین
تب سروجنی کی میٹہی باتین سنکر ہی شانتی محسوس کرنے لگتے ہین - بہوجن کے بعد جب آپ لیٹتے ہین تب سروجنی اخبارون
مین سے اچہے اچہے مضامین اور نظمین پڑہکر سنایا کرتی ہے -

(۲) اتوار کا دن ہے تین بجے کا وقت ہے پنڈت رادہا بہاری سوکر اُٹہنے کے بعد منہ ہاتہ دہوکر پان کہاتے ہوئے
اپنی استری کے کمرہ مین ایک کرسی پر بیٹہے ہین - پاس ہی رمادیوی بہی ایک چٹائی پر بیٹہی ہے - یہ دونون آپسمین کچہہ باتین کر رہے
ہین - ایسے ہم لوگ آپ ابہی ذرا ان باتین سنیے - رمادیوی - دیکہو سروجنی سیانی ہوگئی - اب ہمکو اسکے بیواہ کا فکر کرنا چاہیئے
پنڈت رادہا بہاری - ارے تم کیا کہہ رہی ہو سروجنی ابہی بالکل بچہ ہے - پڑہ لکہ لیگی تو بیواہ کیا جائیگا - ابہی کوئی جلدی نہین ہے
اور نہ کوئی ضرورت - رمادیوی - ہان - تمکو کوئی جلدی اور ضرورت کیون ہونے لگی - انگریزی پڑہ کر صاحب لوگ جو بن گئے
ابہی بیواہ کیون کروگے جب وہ بیس تیس سال کی ہوکر بی اے ایم اے پاس کرکے لیڈی بن جائیگی تب کرنا - اگر انگریزی پڑہنے
کا نتیجہ اپنے دہرم کو خیرباد کہدینا اور انگریزون کے رسم ورواج پر لٹو ہوکر اپنے رسم ورواج سے نفرت کرنا ہی ہے - تو اُس
انگریزی پڑہنے کو ہزار بار لعنت - کیا یہ اشلوک تمنے نہین سُنا -

अष्ट वर्षा भवेद गौरी - नव वर्षा तु रोहिणी - दश वर्षा भवेत कन्या - द्वादशे तु रजस्वला

رادہا بہاری - ہان ہان - سو تو ٹہیک ہے لیکن پیاری رما یہ یاد رکہو کہ انگریزی تعلیم کا میرے اوپر کوئی بہی بُرا اثر نہین پڑا -
تمہارا یہ کہنا کہ مین اپنے دہرم اور رسم ورواج کو نفرت کی نگاہ سے دیکہتا ہون بالکل غلط ہے - یہ اشلوک جو تمنے سنایا
ہے بہت ٹہیک ہے لیکن یہ کسی دوسرے ہی زمانہ کیلئے موزون تہا ہندوستان پر جب مسلمانون کا قبضہ تہا تب
ہندوؤن کے اوپر بڑے بڑے ظلم ہوتے تہے - مسلمان لوگ جس ہندو استری کو خوبصورت سمجہتے تہے - زبردستی نکال لے
جاتے تہے - ہندو بیچارے اُن کا کچہہ بہی نہین کر سکتے تہے - ایسے زمانہ مین بنارس کے ایک شاستری نے اس اشلوک کا پرچار کیا
تہا - زمانہ کی روش کے مطابق یہ اچہا تہا کیونکہ ہمکو زمانہ دیکہکر ہی کام کرنا چاہیئے جسطرح بدلے ہوا ہمکو بدلنا چاہیئے -
لیکن اب اس کے مطابق چلنے کی کوئی ضرورت نہین رہی - کیونکہ برٹش گورنمنٹ کے راجیہ مین ہمکو پوری آزادی ملی ہوئی
ہے - ہمکو اب کوئی خطرہ نہین - اس لئے بال بیواہ کرنا باعث نقصان ہے جو عقلمندی کے بالکل خلاف ہے - کیون آگئی
سمجہہ مین - رمادیوی - ہان ہان - میری سمجہہ مین سب آگئی - یہ باتین تو تم اُسے سناؤ - جو بالکل گنواری ہو - تمہاری ان
باتون مین بہلا مین آنے والی ہون - مجہے تو ایسی نصیحت نہ سناؤ - مین سناتن دہرم کی جو ریت چلی آرہی ہے - اُسپر قائم ہون میری
خواہش کو مٹانے کا ارادہ مت کرو - اسمین تم کامیاب نہین ہو سکوگے جبتک تم میری بات نہ مان لوگے تبتک مین اَن جل نہ کرونگی -

گرہ سے دام خرچ کر کے ایک کمبل لا دیا جسکو لیکر بدمعاش فقیر چلتا بنا۔ بس یہی اندھی شردھا نے اس بھگوے لباس کو سر پہ چڑھا رکھا ہے۔ یہہ رنگے گیدڑ طرح طرح کے مایا جال پھیلاتے ہین۔ اور بھولی دنیا کو ٹھگتے ہین دنیا دار بجائے اسکے کہ انکو ایک عمدہ سبق سکھلائین۔ خود ہی انسے سبق سیکھنے کے اُمیدوار پائے جاتے ہین لیکن یہ خیال کسی کو نہین گذرتا کہ جو خود ہی دنیا کے ہزارہا عیبون مین پھنسے ہوئے ہین۔ وے ہمکو کیا اُپدیش دیسکتے ہین یا ہمارا کیا بھلا کر سکتے ہین بھائی دنیا کے بھولے لوگون۔ ان رنگے گیدڑون کے مایا جال سے بچو۔ یہ ہمکو ہر طرح سے نقصان پہونچا رہے ہین ان لوگون کا پندرہ لاکھ روپیہ روزانہ کا خرچ تمہارے پاکٹون سے جا رہا ہے۔ یہ لوگ زبردستی ڈرا کر، دھمکا کر۔ اور طرح طرح کے پاکھنڈ دکھلا کر تمہارے خون پسینہ بھائی کمائی کو مزہ سے ڈکار رہے ہین۔ اگر تم لوگ ان کو ایک کوڑی تک نہ دو۔ اور ان کو پاس تک نہ آنے دو۔ تو یہ رنگے گیدڑ بھوکھ کی جوالا مٹانے کے لئے ضرور محنت اور مزدوری کرینگے جس سے تمہاری کمائی کا پیسہ بچیگا۔ اور دیش مین خوشحالی بڑھیگی اور یہ بھی یاد رہے کہ ان رنگے گیدڑون نے محض مردون پر ہی اپنا سکہ نہین جمایا بلکہ یہ بدمعاش لوگ بھولی اور نادان عورتون کو ہزارہا دم دلاسہ دیکر اپنے دام مین پھنسا رہے ہین اور آپ لوگون کا سب کچھ چھین رہے ہین۔

بھائی لوگون۔ اندھی شردھا کو چھوڑو۔ ان رنگے گیدڑون کی اصلیت سے واقف ہو کر انکو دور سے دُتکار دو۔ انکی وجہ سے بہت کچھ نقصان اُٹھا چکے ہو۔ لیکن گئی سو گئی اب راکھ رہی کو۔ جو ہوگیا سو ہوگیا مگر اب آنکھین کھولو۔ زمانہ سونیکا نہین رہا۔ اپنے بھولے بھائیون کو ہوشیار کرو۔ تاکہ کوئی بھی ان رنگے گیدڑون کی باتون مین نہ آئین بس اسی مین دیش کا بھلا ہے۔ اور تمہارا کلیان ہے۔ (نارائن ہری)

سروجنی بالا

(۱) شہر جونپور کے پنڈت رادھا بہاری مصر مشہور وکیلون مین سے ایک وکیل ہین آپ سچے۔ سیدھے۔ نیک چلن۔ اور دھرماتما آدمی ہین انگریزی کے ایک اچھے عالم ہو کر بھی اپنی مادری زبان ہندی کو نفرت کی نگاہ سے نہین دیکھتے بلکہ سنسکرت کے بھی اچھے پنڈت ہین اپنی کوٹھی کے پاس ہی آپ نے ہندی کا ایک کتب خانہ بھی کھول رکھا ہے۔ اسمین رسالہ اور اخبارات کے علاوہ اچھی اچھی کتابین بھی آتی رہتی ہین پرانے ہندی شاعرون اور مصنفون کی تصنیفات کا ایسا عجیب مجموعہ کسی کتب خانہ مین ہوگا۔ ان سب اوصاف کے ہوتے ہوئے بھی آپ کے اندر ایک بڑا بھاری عیب کہئے یا کمزوری۔ وہ یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنی دھرم پتنی کے بس مین رہتے ہین۔ اور اُسکے کہے مطابق عمل کرتے ہین۔ آپکی دھرم پتنی کا نام رمادیوی ہے۔ پنڈت جی نے (جو استری شکشا (تعلیم نسوان) کے پورے حامی ہین) اپنی استری کو کچھ ہندی پڑھا تو دی ہے لیکن یہ تعلیم زمانہ بچپن سے نہ ہونیکی وجہ سے اُسکے خیالات کو اونچا بنانے مین مکروہ رہی

نام سے گذارنے کے لئے عقل سے کام لینا چاہئے لیکن اب دیکھا جاتا ہے کہ دنیادار عقل سے کام نہ لیکر اندھی
شردھا کے ہی بس مین ہو رہے ہین۔ وچار شکتی ان کی بالکل معدوم ہو رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہان انہون نے
بھگوا لباس دہارے ہوئے کسی شخص کو دیکھا اور جہٹ اسکے مرید بن گئے۔ بھگوا لباس کا دہاری خواہ شرابی ہو۔
سلفیا ہو۔ ویبھچاری ہو۔ پاکھنڈی ہو۔ بھنگ ہو۔ چور ہو۔ ڈاکو ہو۔ قاتل ہو۔ بغرض کوئی بھی ہو۔ لیکن ان عقل کے
دشمنون کو تو پرماتما کے روپ مین نظر آتا ہے۔ ناظرین دیکھا ان کا اندھا اعتقاد

موجودہ زمانہ مین جو آدمی اپنے عیبون کو چھپانا چاہتے ہین۔ یا جو آدمی حرام خور ہین۔ یا گورنمنٹ کے چور ہین وہ اسی
لباس کو اپنی کامیابی کا ذریعہ بناتے ہین۔ ممکن ہے کہ اس بھگوے لباس مین کوئی سادھو بھی نکل آئے لیکن وہ نہین کے
برابر ہے کہنے کے لئے تو یہانتک کہا جاتا ہے کہ فقیری خدا کو پیاری ہے۔ امیری کون بچاری ہے۔ مگر فقیری کہان
بھارت کے اوپر بھگوا لباس ایک اچھا خاصا بار بنا ہوا ہے۔ بھلا کہان تو یہ غریب دیش۔ اور کہان ساٹھ لاکھ مفت خور
فقیرون کا پندرہ لاکھ روزانہ کا خرچ ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اندھی شردھا کر رہی ہے پہلی باتون سے ظاہر ہوتا ہے
کہ وہ دوان لوگ سادھو مہاتماؤن کی پریکشا (امتحان) لیا کرتے تھے۔ تب جاکر انکا آدر ستکار کرتے تھے لیکن اب اندھی
شردھا نے یہانتک رنگ بگاڑا ہے کہ کوئی بھی رنگا گیدڑ سامنے آجائے بس وہی پرماتما ہے۔ یہ جیمنی پنڈت کی بابت
مشہور ہے کہ جب انکے شہر مین کوئی مفت خوار جین سادھو کے لباس مین آیا تو وہان کے جینیون نے اسکو صرف لباس
کی وجہ سے سر پر چڑھا لیا لیکن پنڈت جی نے پرنام تک بھی نہین کیا بلکہ انکا امتحان کرنے گئے لیکن افسوس وہ
پاکھنڈی امتحان مین کامیاب نہ ہو سکا اور بالکل رنگا گیدڑ نکلا پنڈت جی کی یہ ہوشیاری سب لوگون کو پسند آئی۔ اور
سب تعریف کرنے لگے۔ لیکن ایک زمانہ آج ہے کہ کوئی بھی امتحان کے لئے تیار نہین ہے۔ اگر کوئی زبان سے اس طرح کے
لفظ بھی نکالتا ہے تو اسکو دنیا کے لوگ مغز چٹ۔ درشٹ بھرشٹ یا اور اسی قسم کے لفظون سے یاد کرتے ہین۔ ابھی
کچھ دنون پہلے جیون سماج مین بابا جانکی داس اور انکے صاحبزادہ جوتی پرشاد جی پورے تیاگی بنے پھرتے تھے لیکن آج
بوڑھے بابا جانکی داس تو اپنے تیاگی پن کو کسی نہ کسی طرح سے بنائے ہوئے ہیں لیکن بیٹا رام یعنی جوتی پرشاد ضلع مظفر نگر
کے ایک گاؤن مین مزہ سے سلفہ اڑاتے ہین اور دنیا کو ٹھگتے ہین۔

یہ ایک زندہ مثال ہے اور ہماری آنکھون کے سامنے ہے لیکن نہ معلوم دنیا مین اس قسم کی کتنی کاروائیان روزمرہ
ہو رہی ہین۔ یہ بعض ایک چھوٹے سے فرقہ کا حال ہے کہ جسمین سادھو ہونے کے برابر ہین لیکن آج ہندو سماج کے
اندر ساٹھ لاکھ فقیر موجود ہین۔ اگر اسطرف نظر ڈالی جائے تو بڑا اندھیر دکھلائی دیتا ہے۔ ابھی پورا ایک ہفتہ بھی نہین
گذرا کہ ایک پاکھنڈی بدمعاش فقیر نے محض اس شخص کے پیسہ نہ دینے پر اپنے تمام کپڑون کو آگ مین جلا دیا۔ اور لوٹے
کو پھوڑ ڈالا۔ لیکن اندھی شردھا کے غلامون سے نہ دیکھا گیا۔ اور انہون نے جہٹ اس بدمعاش کو خوش کرنے کیلئے روپے

اب رہا یہ سوال کہ کسی سے ڈرنا چاہیے یا نہیں سو اسکی بابت سب کوئی خود سوچ سکتے ہیں کہ کس سے ڈرنا چاہیئے اور کیوں ڈرنا چاہیئے۔ رام کا ڈر تو یون نہیں رہا کہ ہم اسکے تو ہم بھگت ہی ٹھیرے وہ تو بھگتی کے بس اندھا ہو کر ہمارے ہزار عیب بھی معاف کر دیگا۔ اور بادشاہ کا ڈر انکو ہو جو حکم عدولی کرین۔ اب رہا برادری کا ڈر یہ سب دکھلاوے کا ہاؤ ہے" راجا بھوج بھرم کے بھولے۔ گھر گھر ہی مٹیالے چولہے" پھر بھلا ہے کون جو برادری میں ہمارے سامنے ایک لفظ بھی نکال سکے۔ سات پیڑھی تک کی خبر نہ لی تو وہ بھی کیا جائیگا۔ اسکے سوائے بھائی ڈر ہی کسکا ہے۔ نہ ہم پہ کچھ دھرا ہے اور نہ ہم کو کچھ ڈر ہے۔ جو ہے سو۔ جاؤ بھائی ایڈیٹر اپنا کام کرو۔ اس بھولی دُنیا کا تمہی لوگون نے اُلّو بنایا ہے۔ وے اخبار وے اخبار مار کمبندے کے پلندے جاری کر دیئے بیچارے پوسٹ آفس والے بھی تنگ آگئے اور پڑھنے والون کا تو ذکر ہی کیا ہے اُن بیچارون کا تو دماغ ہی پریشان ہو گیا اس دماغی طاقت کے لیے ہی تو سگریٹ نوشی کو ترقی دیگئی ہے ورنہ بھلا کیا ضرورت تھی کہ جو منہ میں آگ لگاتے جو ہے سو۔ اب تو آرام سے گذرتی ہے۔ عاقبت کی خبر خدا جانے۔ الـــتـــام بقلم منشی چوپٹ پرشاد۔

رنگے گیدڑ

ایک مرتبہ شہر کے کتون نے ایک گیدڑ کا پیچھا کیا۔ یہ بیچارا گھبرا کر بھاگا۔ اور رستہ میں ایک رنگریز کے رنگ میں جا پڑا وہان سے بمشکل تمام نکلا۔ اور جنگل میں جا پہونچا۔ لیکن جب اپنے رنگے ہوئے جسم کو دیکھا تو بڑا خوش ہوا۔ اور ناچنے لگا۔ کہ اگر تمام جنگل کے جانورون کا بادشاہ ہو سکتا ہون تو میں ہو سکتا ہون۔ میرے کیسا رنگ روپ۔ میری کیسی عقلمندی کسی ایک ہی جانور میں نہیں ہے یہ وچار کر دن سے پہلے اعلان کر دیا کہ ایشور نے مجھے آپ لوگون کے اوپر حکومت کرنے کے لیئے بھیجا ہے۔ لہذا آج سے اس جنگل میں میری بادشاہت قایم ہوتی ہے۔ اس اعلان کے مطابق جنگل کے کل جانور آپ کا ادب کرنے لگے اور رنگ روپ کی بھڑک میں دھوکا کھا گئے۔ لیکن دغابازی کی میعاد کچھ زیادہ نہیں ہوتی اسلیے ایک روز رنگے گیدڑ صاحب شام کے وقت گیدڑون کے غول میں تشریف لاکر "ہو ہو" کرنے لگے مکاری کا راز کھل گیا جو اصلیت چھپی ہوئی تھی وہ سب ظاہر ہو گئی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کل جانورون نے ان حضرت کو حیوانی جامہ سے چھڑا دیا۔ یہ ایک تمثیل ہے اُن رنگے گیدڑون کے لیئے جو موجودہ زمانہ میں فقیری بھیش بنا سے پھرتے ہیں۔ دنیا بھولی ہے اور دنیادار اندھی شردھا کو لیئے ہوئے ہین ان کے دل میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ فقیرون کے درشن سے پاپ کٹتے ہین۔ فقیرون کی صحبت سے ایشور کے درشن ہوتے ہین۔ فقیر لوگ دنیا روپی سمندر سے پار کرنے کے لیئے کشتی کا کام دیتے ہین۔ اور فقیر لوگ ہی دنیادار کو مالدار اور خوشحال بنا دیتے ہین۔ بس اس ہی اندھی شردھا کے کارن ان رنگے گیدڑون کے جال میں دنیادار آسانی سے پھنس جاتے ہین۔ اور طرح طرح کی تکالیف اٹھاتے ہین انسان کو دنیا میں اپنی زندگی

جو ہے سو۔ ہمکو تو بس اس لنگوٹی کی ہی خیر منانی پڑ رہی ہے۔ ورنہ کیا ہم اس قسم کے دل جلے ہیں بنتے ہی رہتے بھائی اصل تو
بات یہ ہے کہ رسی جل گئی پر بل نہ جلے۔ رہنے کو ہم پر کچھ نہیں رہا۔ اور جانے کو ہمارا سب کچھ چلا گیا لیکن ہم دستو نکی
مہربانی سے بڑے گھروں کا نام کیا کچھ کم ہے۔ کہنے کو تو ہم انہیں بزرگوں کی اولاد ہیں کہ جنہوں نے پانچ پانچ چھ چھ سیر کا
گھی اور دودو من کا اناج کھایا تھا لیکن کیا کریں جو ہم کھانے والے ہی کمزور پڑ جائیں۔ چھ ماشہ گھی تک ہضم ہو سکتا
ہے اس سے زیادہ کھا لیا جائے تو بوجہ طاقت کی زیادتی کے زنجیر توڑانی پڑتی ہے۔ دس تولہ آٹے کی گنجایش پیٹ میں ہے اگر
اگر کہیں سوا دس چلا گیا تو مارے درد کے حکیم ڈاکٹروں کا دروازہ کھٹ کھٹانا پڑتا ہے جو ہے سو۔ بس یہ تو ایک وجہ
ہے کہ جو ہمارے دیوالے نکل گئے لیکن بھائی یہ سب کچھ ہوتے ہوتے ہی اولاد کے فیشن کا تماشہ دیکھنا پڑ گیا۔ جورو
کی مانگ کہ روٹی پکانے کو آج لکڑی نہیں۔ کیا میں اپنے ہاتھ پیر جلا دوں۔ اور لڑکے کی مانگ کہ گلے کے لیے کالر نہیں
سکول کیسے جاؤں باتیں دونوں کی معقول اسکا روٹی بنانا اور اس کا سکول جانا دونوں کام ضروری ہیں لیکن
یہاں کیا دھرا ہے جو دونوں کی مانگ پوری کر دی جائیں ہمنے تو بہت دیر کے بعد ایک تدبیر سوچی ہے کہ چھپر کے بانس
نکال کر تو روٹی بنائی جائیں۔ اور جورو کے دامن کا اگلا حصہ پھاڑ کر کالر بنا دیا جائے۔ جو ہے سو۔ اور کیا کریں۔
لوگ کہتے ہیں کہ بیواہ شادیوں کا دائرہ وسیع کرو تاکہ مردم شماری کی تعداد بڑھے۔ لیکن یہ نری حماقت کی
بات ہے۔ ہماری رائے میں تو کیا رہا۔ کیا سدھوا کیا بوڑھی کیا بالی۔ کیا بیاہی۔ کیا کنواری۔ کسی کی بھی شادی
نہ کیجائے۔ لوگوں کو تو اپنے پیٹ کے باسناؤں کے پورا کرنے کی فکر لگی ہوئی ہے۔ لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ مردم شماری
کی تعداد بڑھا کر نتیجہ کیا نکلیگا۔ جہاں اناج کے مٹکے خالی اور گھی کے برتن صاف وہاں پہ مہمان کا آنا بھوکے مرنے کے
سوا اور کیا فائدہ پہونچا سکتا ہے۔ ہمکو معلوم ہے کہ بہت سے آدمی اپنی سماج کی کمی تعداد کا سوال اٹھاتے
ہیں۔ لیکن یہ سب فضول ہے۔ جو سماجیں زیادہ تعداد میں موجود ہیں وہی کیا پہاڑ کے پتھر ڈھو رہی ہیں جو گرہے
بچ رہے کہ اپنے دن پورے کر رہی ہیں۔ اور دنیا کو کھلے میدان کوس رہی ہیں
کچھ لوگوں کو تعلیم پڑھانے کا شوق چرایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا لڑکے اور کیا لڑکی سب کو پڑھانا چاہیے۔ بھائی ایسے
لوگوں سے رام بچا وے۔ پڑھیں فارسی بیچیں تیل۔ یہ دیکھو قدرت کے کھیل ہے۔ بھلا پڑھ لکھ کر کیا کرینگے نوکری ملتی
نہیں۔ وکیلوں سے دنیا بھر گئی۔ ڈاکٹر گلی گلی میں موجود ہیں۔ بھلا کیا پڑھکر سوت کی دوکان کرنی ہے یا دمڑی دمڑی
کی سبزی بیچنی ہے۔ جاؤ کھیل کھاؤ۔ ان باتوں کو سننا تک بھی ہمارا پاپ ہے۔ اور رہا لڑکیوں کا پڑھانا یہ تو ایک
جی کا وبال ہے۔ اور کام تو مردوں کے عورتیں اور عورتیں کے مرد کرنے ہی لگے ہیں محض ایک صرف بچہ بنانے کا کام
عورتوں نے ابھی تک لے رکھا ہے۔ ہمارا خیال اسکے بارے میں بھی یہ ہے کہ اگر یہی آجکل کا پڑھنا پڑھانا رہا تو یہ بھی
کام بھی مردوں کو اپنے ہاتھوں میں لینا ہوگا۔ اگر بھائی دنیا کا الٹ پھیر کرنا منظور ہے تو عذر ہی کسکو ہے۔ جو ہے سو

خبرونکا گلدستہ

دان ویر سیٹھ بہادر سیٹھ حکم چند جی جین رئیس اندور نے بجائے ۹۰ لاکھ کے پورا ایک کروڑ روپیہ قرضہ جنگ میں دینا منظور کیا ہے شاباش
فتح پور سیکری ضلع آگرہ کی ایک بیوہ زمیندار عورت نے اعلان کیا ہے کہ جو شخص اُسکے مواضعات سے جنگی خدمات ادا کرنیکے لئے میدان جنگ میں جائیگا۔ اُسکو تین سال کا لگان معاف کیا جائیگا۔ اور تادیبی اُسکے پسماندگان کو دو بیگہ اراضی مزروعہ بلا لگان دیجائیگی۔
بریلی میں بعد استتام رام لیلا۔ بھرت ملاپ کے دن خوب رنڈیوں کا ناچ ہوا۔ یہ ہیں گورکشا کے حامی ہندوؤں کے کرشمے۔
جوالاپور (ہردوار) کے چار عیسائی ہونے کیلئے تیار تھے لیکن آریہ سماج کے اپدیشک پنڈت بابو رام جی نے اُنکو اپدیش دیکر عیسائی ہونیسے سے بچا لیا کیا جین سماج گہری نیند میں سوئیگی۔
بمبئی کی خبر ہے کہ سورگیہ مسٹر سر فیروز شاہ مہتہ کی تصویر کا پردہ اُٹھا دیا گیا۔ اب ہر ایک شخص درشن کرسکیگا۔
خوشی کی بات ہے کہ دیش بھکت آنریبل پنڈت مدن موہن مالوی کی سوبھاگیہ وتی کماری مالتی دیوی کاشی سنسکرت کالج کی پہلی پریکشا میں کامیاب ہوگئی ہے۔ مبارک۔
بڑودہ میں ایک شادی ہوئی ہے۔ پتی کا نام ہے۔ اُماکانت سری رنگ دیسائی۔ آپ ہندو ہیں۔ اور پتنی کا نام ہے شریمتی جربانو بہمن جی آپ پارسی ہیں۔ پتی ایم۔ اے پاس ہے۔ اور پتنی ایم۔ اے اور بی۔ ایس سی۔ پاس ہے۔ ہندو مرد اور پارسی عورت کی یہ شادی مبارک ہو
افواہ ہے کہ گورنمنٹ ہند کا ایک روپیہ کے نوٹ جاری کرنے کا ارادہ ہے۔ نہ معلوم کہاں تک سچ ہے۔

جودھپور میں جین مندر

لالہ ترلوکچند جی تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں جین مندر کی بنیاد ۱۹۱۲ء میں رکھی گئی تھی جبسے کام چل رہا ہے لیکن فنڈ بہت کم ہے۔ لالہ رام سنگھ جین صراف ساکن پیواڑ صاحب ہی نے ایک بیدی کیلئے مبلغ نو سو روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے جنمیں سے مبلغ چار سو دے چکے ہیں بیدی کا کام بہت جلد شروع ہونیوالا ہے بیدی تیار ہوجانے پر لالہ صاحب کا نام کندہ کرایا جائیگا خیال ہوتا ہے کہ شاید بیدی کی لاگت منظور شدہ روپیہ سے زیادہ ہوجائے لیکن لالہ صاحب سے امید ہے کہ وہ لاگت کا کل روپیہ دیدینگے کیونکہ لالہ صاحب دہارمک کاموں میں بہت زیادہ روپیہ خرچ کرتے ہیں جودھپور کی جین سماج لالہ صاحب کی بہت مشکور ہے۔ کہ آپنے اسقدر امداد عطا فرماکر دہرم لابھ کرنیکا ذریعہ بنا دیا یقین ہے کہ دیگر جینی دولتمند بھی اس مندر کی تیاری میں امداد عطا فرمائینگے۔

ضرورت ہے | ایک پنجابی نوجوان تندرست خوبصورت موہڑہ بہابڑہ جینی کیلئے ایک شریف خاندان لڑکی کی
لڑکے کی تعلیم ایف۔ اے تک ہے۔ اور بذریعہ تجارت مبلغ ماہانہ ۵۰ روپیہ ماہوار کی مستقل آمدنی رکھتا ہے مفصل حالات کے لئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ منیجر پنجاب شادی ایجنسی ۳۹ لاہور۔

رجسٹرڈ نمبر اے ۴۳۶

جین پردیپ

کل جین سماج میں

اردو زبان کا ایک مذہبی، اخلاقی اور قومی پندرہ روزہ رسالہ

دیوبند ضلع سہارنپور سے جاری ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلشر جوتی پرشاد جین

نمبر ۱۱ و ۱۲	مورخہ ۱۰ و ۲۵ اپریل ۱۹۱۷ء مطابق ویر نروان سمت ۲۴۴۳	جلد ۵

دیش بھکتی کا سنہرا موقعہ

جین دھرم کو ماننے والی ہر ایک جاتی یعنی اگروال کھنڈیلوال اوسوال وغیرہ اپنے کو کشتری مانتی ہیں۔ وہ کشتری دھرم کے بہت سے ثبوت پیش کرتی ہیں اور جہاں تک ہمارا اپنا خیال ہے یہ سب کشتری ان سے اگلے دیش و دن ہیں آئی ہیں لیکن انکو اپنے کشتری پن کو ظاہر کرنیکا موقعہ اب ملا ہے۔ ہماری مادر مہربان گورنمنٹ ہند نے بھارت رکشا (حفاظت ہندوستان) کیلئے ہندوستان کے اونچے درجہ کے نوجوانوں کو والنٹیر بنا کر فوج میں بھرتی کرنیکا اعلان کر دیا ہے۔ جو نوجوان والنٹیر بننا چاہے وہ اپنے ضلع کے ضلع مجسٹریٹ کو درخواست دے۔ جب ہر ایک صوبہ میں ایک ایک ہزار والنٹیری درخواست آجائیگی تب انکو طلب کرکے ۳ ماہ فوجی کام سکھلایا جائیگا۔ اسکے بعد یہ سب نوجوان اپنے گھر چلے آئینگے لیکن جب کبھی ہندوستان کی حفاظت کیلئے ضرورت پڑیگی تب بلا لئے جاوینگے۔ ہماری رائے میں دیش بھکتی کا اور اپنے کو کشتری ثابت کرنیکا یہ سب سے اچھا سنہری موقعہ ہے۔ جین نوجوان اگر اس میں حصہ لیویں تو سماج کو فخر کرنا چاہیئے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ جین سماج کے بزرگ اسطرف ضرور توجہ دینگے۔ اور نوجوانوں کو بھارت رکشا کے لئے والنٹیر بننے کی اجازت خوشی کے ساتھ عطا فرمائینگے۔ "پردیپ"

(جلالی پریس سہارنپور میں چھپا)

نہٹور اور دھام پور میں ہمارا اوپدیش

ایک ضروری کام کے لئے ہم ۱۲ مارچ سنہ ۔۔ کو نہٹور ضلع بجنور پہونچے۔ ساہو نیادر سنگھ جی کے مکان پر قیام کیا۔ انکو آپکے سوپتر بابو رگھوبیر کشور جی اور یہاں کی جین کمار سبھا کے منتری لالہ سمیر چند جی کی کوشش سے شری جین مندر میں ہمارا اوپدیش جین سماج کی موجودہ حالت اور اوسکے سدھار پر ہوا چونکہ آج نہٹور میں کسی وجہ سے چند صاحبان نگینہ کیرت پور وغیرہ سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ لہذا وہ سب سبھا میں پدھارے۔ وپاکھیان کو حاضرین جلسہ نے پسند کیا اور اچھا اثر پڑا یہاں کے بھائیوں سے معلوم ہوا کہ سطرف کوئی اپدیشک صاحب نہیں آتے جسکی وجہ سے ہم لوگ اپدیش کی باتوں سے محروم رہتے ہیں۔ لہذا مہا سبھا کو چاہیئے کہ سطرف کسی قابل اور لایق اوپدیشک کو بھیجے۔ اس قصبہ میں ضلع بجنور کے تمام شہروں سے جین آبادی زیادہ ہے لیکن افسوس ہے کہ یہاں پاٹھ شالا نہیں ہے۔ سنا ہے کہ کبھی بن جاتی ہے اور کبھی بگڑ جاتی ہے یہانکے بھائیونکو توجہ دینی چاہیئے جین یہاں کا بہت سادہ ہے کہان پان بھی اچھا بنا ہوا ہے۔ دہرم سے لوگوں کو پریت ہے لیکن دہرم کے اصلی سروپ کو بہت کم جانتے ہیں اسوجہ سے عیسائی ڈگر پر چلرہے ہیں۔ یہاں سے اگلے روز یعنی ۱۳ مارچ کو دھام پور پہونچے۔ اور ساہو نیادر مل چنڈی پرشاد جی کے مکان پر قیام کیا۔ ساہو صاحب یہاں کے رئیسوں میں سے ہیں ساہو چنڈی پرشاد جی یہاں کی میونسپلٹی کے چیرمین ہیں آپ بڑے سجن ہیں پریم کی مورتی ہیں آپکی اور لالہ دیوان سنگھ جی و لالہ پیارے لال جی کی کوشش سے رات کو عام سبھا ہوئی چونکہ یہاں پر جین لوگ بہت کم ہیں۔ لہذا جلسہ میں سناتن دھرمی اور آریہ سماجی بھائی تشریف لائے تھے جسکی وجہ سے حاضری کافی تعداد میں ہو گئی تھی سبھا میں چند بھجن ہوئے اور ہمارا لیکچر انسان کا فرض کیا ہے۔ اس مضمون پر تقریباً دو گھنٹہ ہوا حاضرین جلسہ پر اسکا اچھا اثر پڑا جسکو انہوں نے خود ظاہر کیا ضلع بجنور میں یہ بات عام طور سے دیکھنے میں آتی ہے کہ جینیوں کے لڑکے زیادہ تعداد وشنو لوگوں میں بیاہے جاتے ہیں خود ساہو چنڈی پرشاد جی کے چند لڑکے ویشنو اگروالوں میں بیاہے گئے ہیں۔ اور ایک کی ابھی منگنی ہو رہی ہے۔ اسکا سبب صرف آس پاس ہی بیاہ کرنا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ جو ان کے لڑکے جینیوں میں نہ بیاہے جائیں اس قسم کے تعلقات میں برادرانہ طور پر تو کوئی حرج نہیں ہوتا لیکن دہارمک اصول پر چوٹ لگتی ہے۔ ویشنو صاحبان کی لڑکیں اور طرح کے سنسکار لئے ہوئے آتی ہیں انکو شدھ مہوجن کی بدھ تک نہیں آتی عرصہ کے بعد انکے سنسکار تبدیل ہو کر کہان پان کی شدھتا ہتائی بنتی ہے جسکی وجہ سے گھروں میں بڑا اندھیر مچا ہوا ہوتا ہے حالانکہ کچھ دنوں بعد وہ لڑکیاں جین دہرم کو ماننے لگتی ہیں لیکن پھر بھی وہ بات نہیں بنتی کہ جو ایک دہرم ماننے والوں کے تعلقات سے بنتی ہے یقین ہے کہ اسپر ہمارے جینی بھائی غور فرمائینگے۔ یہاں سے ۱۴ مارچ کو چلکر ہم سیدھے دیوبند چلے آئے

راولپنڈی میں رات کی پاٹھ شالا جین تیتھی منڈل نے رات کو ایک پاٹھ شالا جاری کر دی ہے جسمیں طالبعلموں کو ڈیڑھ گھنٹہ ہندی بھاشہ پڑھائی جاتی ہے اور ۹ بجے کے بعد شری شرنیک چند کی کتھا اور سامایک کے بارہ برت کا بدھ انہ شیا اجاتا ہے طالبعلمونکی تعداد اسوقت تقریباً بیس ہے اور اتنی ہی تعداد کتھا سننے والوں کی ہے سلیل چند جین

شری جین شکشا پرچارک پرائمری سکول صدر بازار دہلی کا سالانہ جلسہ ۔۔۔

المشتہر سکرٹری ۔۔۔

والون ، ور وا یک سا ما جب تک تری پر رہنے والون کی تصویر ینگی ہوئی ہونگی ، وہ کبھی گندا اور میلا نہ رہیگا ۔ اپنی
آیندہ آنے والی زندگی کو نہایت خوبصورتی اور پاکیزگی کے ساتھ گذار سکے گا ۔ زندگی کے سفر مین ہونے والی مصیبتون
اور تکلیفون سے نہ گھبرائیگا ۔ وہ ہمیشہ صاف پانی اور صاف ہوا کے سبب تندرست اور توانا رہیگا کہنے کا
مطلب یہ ہے کہ اچھے گھر مین رہنے سے تندرستی اچھی رہتی ہے چال چلن درست رہتا ہے اور زندگی بڑہتی ہے ۔
اور گندے مکان مین رہنے سے تندرستی خراب ہوجاتی ہے چال چلن گندا ہو جاتا ہے اور عمر گھٹتی ہے بچہ گھر مین
مان کی گود مین جو کچھ سیکھ لیتا ہے ۔ وہ عمر بھر کبھی نہین بھولتا جتنی عادتین ہوتی ہین وہ سب اُسی وقت پیدا
ہوجاتی ہین ۔ ہمکو یہ کہنے مین ذرا بھی شک نہین ہوتا ہے ۔ کہ بچہ مین جو بُری عادتین بالکپن مین ہوجاتی ہین
اُنکو چھڑانے کی کوشش کرنا بالکل فضول ہے بچون کے چال چلن کا سدھارنا سکول ماسٹرون کے ہاتھ نہین ہے
لیکن ایک طرح سے اُنکا کوئی تعلق بھی نہین ہے ۔ بالکون کے چال چلن کا کام صرف اُنکے مان باپ اور اُنکے پاس
رہنے والے بھائی بہنون یا پڑوسیون کا ہے ۔ سکول مین بچہ کو خواہ کتنی ہی اونچی تعلیم دی جائے بڑی سے بڑی
کلاس کیون نہ پاس کرادی جائے لیکن اگر وہ سکول سے پڑھکر شام کو گندے میلے تنگ اور اندھیرے مکان
مین جاتا ہے ۔ تو اسکی تمام تعلیم فضول ہے ۔ تندرستی اور چال چلن گھر کی تعلیم پر منحصر ہے ۔ اگر صاف ہوا پانی کے
نہ ہونے سے یا بُرے چال چلن کے سبب تندرستی اور چال چلن خراب ہو جائے تو سکول مین حاصل کی ہوئی
تعلیم بھی فائدہ کے بجائے نقصان ہی دینے والی ہوگی ۔ اسلئے گھر کو صرف کھانے اور سونے ہی کی جگہ نہ سمجھنا چاہیے
بلکہ وہ جگہ سمجھنا چاہیے ۔ جہان آتم گیان کی حفاظت اور دنیوی سُکھون کی خواہش پوری ہوتی ہے ۔ گھر مین آرام
اُسی وقت مل سکتا ہے اور کُٹمب والون اور زیادہ تر بالکون پر اُسی وقت اچھا اثر پڑ سکتا ہے جب وہان پر پاکیزگی
اور عقلمندی کا خیال رکھا جاتا ہے انکا خیال اُسی وقت رکھا جا سکتا ہے جب گھر کی استری دہان کی بندوبست
کرنے والی خود پاکیزگی کو چاہنے والی قاعدہ سے رہنے والی محنت کرنے والی اور پڑھی لکھی ہو ۔ (باقی آیندہ)

جین اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دہیرج دہلی کا جلسہ

تاریخ ۳۱ مارچ و یکم اپریل ۱۹۱۶ء کو بڑی دھوم دھام سے ہوگا باہر سے بہت سے وِدوان جاتی ہتیشی ۔ اور دھارمک اصحاب
پدھارینگے ایک دن کیلئے آنریبل لالہ سلطان سنگھ جی رائے بہادر نے اور ایک دن کیلئے بابو پیارے لعل جی ۔ وکیل دہلی نے سبھاپتی ہونا
منظور فرما لیا ہے جلسہ بہت شان کا ایک رہا جلسہ ہوگا اس موقعہ پر باہر کے بھائیون کو تشریف لاکر دھرم لابھ اوٹھانا
چاہیے ٹھہرنے کا کافی انتظام کیا گیا ہے چونکہ جلسہ کے دن قریب رہ گئے ہین اسلئے آنے والے بھائیون کو بہت جلد
اطلاع دینی چاہیے ۔ جین سماج کا داس ۔ بنارسی داس ۔ جین سکرٹری سکول ہذا ۔

ضرور ہے تو وہاں کی ہوا زہریلی ہوجاتی ہے۔ اگر ہوا کے آنے کے لیے کافی کھڑکیاں اور دریچے نہیں ہیں تو وہاں کی ہوا کا رنگ ہوجاتی ہے جو ہوا بدن میں سے ایک بار نکلتی ہے اگر وہی ہوا پھیپھڑوں میں سے ہوکر دوبارہ چلی جائے تو زہر کے موافق ہوجاتی ہے اس سبب سے صاف ہوا کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ کتنے ہی آدمی صاف ہوا کے نہ ملنے سے گھبرا کر مرجاتے ہیں کلکتہ ”کال کوٹھری“ کا حال آپ لوگوں نے تواریخ میں پڑھا ہی ہوگا وہاں کے نواب نے ایک رات کو ۱۴۶ انگریزوں کو ایک چھوٹی سی کوٹھری میں ٹھونس دیا تھا صبح ہی جب کوٹھری کا دروازہ کھولا گیا تو صرف ۲۳ آدمی زندہ نکلے وہ بھی نیم جان تھے۔ باقی سب ہوا کے نہ ملنے کی وجہ سے گھٹ کر مرگئے اس بارے میں اور بھی بہت سی مثالیں مل سکتی ہیں ایک چوہے کو ایک بوتل میں بند کردو۔ اوپر سے ایسی ڈاٹ لگادو کہ بوتل میں بالکل ہوا نہ جانے پائے تھوڑی دیر کے بعد چوہا مرا ملیگا۔

الغرض صاف ہوا کا خیال رکھنا ہر ایک انسان کا سب سے پہلا اور سب سے بڑھیا فرض ہے صاف ہوا اسی وقت مل سکتی ہے جب ہمارے رہنے سونے۔ کھانے پینے کے مکان بڑے اور کھلے ہوئے ہوں ہر ایک آدمی کے لئے کافی جگہ ہوا اور روشنی کے لئے کافی راستہ ہو۔ کھانے میں خواہ ہم گیہوں کھائیں یا چنے لیکن رہنے کیلئے وہی مکان ہونا چاہیے جو صاف ستھرا ہو جس کے اندر ہوا اور روشنی آنے کے لئے کافی راستے ہوں۔ خواہ ہمیں کتنا ہی کرایہ دینا پڑے پر مکان تندرستی کو بگاڑنے والا نہ ہو اچھے مکان سے ہی ہم انسان کہلانے کے مستحق ہوسکتے ہیں سچ پوچھا جائے تو دنیا میں گھر ہی سب سے اچھا اسکول ہے جہاں بچہ پیدا ہوتا ہے۔ اور جہاں پل کر بڑا ہوتا ہے وہاں کی ہر ایک چیز کا اس کے دل پر اثر پڑتا ہے یہاں کے پانی اور ہوا سے اسکی زندگی بنتی ہے۔ یہاں کی شرافت اور یہاں کے چال چلن سے ہی اسکا چال چلن بنتا ہے اگر یہاں کی ہوا خراب ہے، مکان چھوٹا اور گندہ ہے۔ ہوا کے آنے کے لئے کافی کھڑکیاں نہیں ہیں۔ گھر میں واہیات اور گندی تصویریں لگی ہوئی ہیں پڑوس میں نیچ جاتی کے لوگ رہتے ہیں۔ تو یہاں پر جس بچہ کا پالن ہوگا وہ ہرگز تندرست اور اپنی آیندہ والی زندگی میں کوئی بہتر کام نہ کرسکیگا جسکی وجہ صاف ہے کہ اسکو شروع سے ہی گندہ مکان میں رہنا پڑا ہے ماں باپ کو اس نے گندے اور بدچلنی کے کام کرتے اچھی طرح سے دیکھا ہے واہیات اور گندی تصویروں کے دیکھنے کا رات دن اتفاق پڑا ہے۔ پھر وہ بچہ جسکا دل کے شیشہ کے مانند صاف اور ملایم ہوتا ہے جسکے دل پر اچھی بُری چیز کا بہت جلد عکس ہوجاتا ہے۔ کب اپنی آنے والی زندگی میں وہ اپنی زندگی کو پاک اور بہتر اور تندرستی کے ساتھ گذار سکتا ہے۔ وہ جب تک زندہ رہیگا کسی نہ کسی مرض سے مبتلا رہیگا لیکن اس کے برعکس، جو بچہ صاف ستھرے مکان میں پیدا ہوگا جسکا صاف ستھرے اور تندرست لوگوں سے پالن ہوگا جس کے ماں باپ سداچاری ہونگے جنکے مکان میں گندی تصویروں کے بجائے۔ تیاگی مہاتماؤں قومی لیڈروں۔ دیش پریمیوں

بھی نہیں ہے بلکہ یہ ایک طرح سے ہماری غلطیوں کو بتلانے مین مددگار ہے ۔ اگر ہمکو کوئی جسمانی تکلیف یا دکھ ہو
جاتا ہے ۔ تو ہمکو فوراً معلوم ہوجاتا ہے کہ ہمنے ضرور ہی کسی قدرتی قاعدہ کی حکم عدولی کی ہے ۔ روگ یعنی بیماری
کیا ہے ۔ ایک طرح سے ہمارا دیکھ بھال کرنے والا ہے جو کہ ہمیشہ ہماری حالت کی دیکھ بھال کیا کرتا ہے جہان ہمنے کوئی
گڑبڑ کی ۔ ذرا بھی غفلت سے کام لیا فوراً آ گھیر لیتا ہے اور چلا چلا کر زور زور سے کہتا ہے ۔ کہ "اگر تم سکھ یعنی
آرام چاہتے ہو تو اپنی حالت کو ٹھیک کرو قدرتی قاعدون کو جانو اور اوسکے حکم اور نصیحتون پر عمل کرو" اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ دکھ اور تکلیف بھی ایک طرح سے تندرستی کے لئے مفید اور کارآمد ہین ۔

اسی لئے جسمانی سکھ یعنی تندرستی کے لئے یہ ضروری ہے کہ قدرتی قاعدون کا اچھی طرح سے اور پوری طور پر عمل کیا جائے
اب سوال یہ ہے کہ وہ قاعدہ کون کون سے ہین ۔ (جواب) اُنکے جاننے کے لئے قدرت نے ہمکو تمیز اور عقل دی
ہے ۔ اگر ہم ان کو کام مین نہ لاوین اور اندھا دھندی سے رہین تو نتیجہ یہی ہوگا کہ ہمکو بیمار پڑنے دیر نہ لگے گی
قدرت ہماری ذرا سی غفلت کو بھی برداشت نہین کر سکتی اگر سرکار کا کوئی قصور ہمسے ہوجائے تو شاید ہمکو معاف
بھی ملجائے لیکن قدرت کے دربار مین معافی کا خانہ ہی نہین ۔ لاکھ چلاؤ کوئی سننے والا نہین کوئی بھی قدرت کا
کیا ہوا قصور بغیر سزا پائے خالی نہین جاتا ۔ قصور کرتے دیر لگتی ہے ۔ لیکن سزا ملتے دیر کا کام نہین ۔ شاید آپ کو
اسمین تعجب معلوم ہوتا ہوگا لیکن اسمین بال برابر بھی فرق نہین روزمرہ ہم اسے اپنی آنکھون سے دیکھتے ہین ۔ جہان کہ
سست یا کمزور سے آدمی نے زیادہ کہا لیا تو قبض یا اور اسی قسم کے روگ آدبائینگے کوئی چکنی چیز کہا کر پانی پیلو فوراً
کھانسی ہوجائیگی ۔ ایک رات بھی اوس مین سو جاؤ تمام بدن مین درد معلوم پڑنے لگیگا ۔ اسی طرح اور بہت سی
تکلیف ہوجاتی ہین اور اُنکی بدولت ایک دن مرنا پڑتا ہے جسطرح تندرستی سے تعلق رکھنے والے قاعدون کا
عمل نہ کرنے سے ہمارے جسم کو دکھ پہنچتا ہے ۔ اسی طرح ہماری سوسائٹی یا سماج کو بھی نقصان پہونچتا ہے پلیگ
ہیضہ وغیرہ خاصکر اُنہی گلیچ محلوں اور گلیوں مین شروع ہوتا ہے جو گندی اور گندا دی ہوتی ہین ۔ جہان کبھی
دہوپ پہنچتی ہے اور نہ صاف ہوا ۔ ایسا بہت کم سننے مین آیا ہوگا کہ فلان شہر مین پلیگ اُس محلہ سے شروع ہوا
جہان کہ انگریزون کی آبادی ہے ۔ جہان کہین دیکھا اور سنا ہوگا پہلے اُنہین محلون سے شروع ہوئی جہان قصائی ۔
چمار وغیرہ گندگی کا کام کرنے والی جاتیان رہتی ہین ۔ یا جو استے تنگ اور اندھیرے سے ہین کہ وہان دہوپ اور
ہوا کا دخل ہی نہین ہونے پاتا ۔ ان بیماریون سے جتنے آدمی مرتے ہین اُن سبکے مرنے کے سبب ہم ہی
لوگ ہین ۔ اگر ہم صفائی کا خیال رکھین تو اتنے آدمی کبھی نہین مر سکتے ۔

تندرستی کیلئے سب سے ضروری چیز ہوا ہے ۔ ہوا کے بغیر ایک منٹ بھی زندہ رہنا ناممکن ہے ۔ خواہ کھانا اور پانی
نہ ملے ۔ لیکن ہوا کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے جہان زیادہ آدمی رہتے ہین اگر وہان تازی ہوا ہرگز نہ آنے پاوے تو آتی جاتی

انہیں ایام مین لالہ شنکر لال جی صاحب زیرہ نوعمی معہ اپنی دہرم پتنی کے شری سد اچل جی کی ننانوین یاترا کرکے بہاؤنگر پہونچے مہاراج صاحب کا وپاکھیان سنکر لالہ صاحب موصوف کی دہرم پتنی کو ویراگ پیدا ہوا۔ اور اون مہاراج جی صاحب کی خدمت مین دکشا لینے کی خواہش ظاہر کی۔ لالہ صاحب نے بہی بڑی خوشی سے اوسکو دکشا لینے کی اجازت دی۔ اور حسب ذیل دان دیا۔ شری مہابیر جین ودیالہ بمبئی ۱۱ ۔ شری آتمانند جین سکول انبالہ شہر ۱۱ر۔ شری آتمانند جین کنیا پاٹھشالا انبالہ شہر ۵ ۔ شری آتمانند جین ٹریکٹ سوسائٹی انبالہ شہر ۵ بہگوان کے تلک کے لئے زیرہ کے مندر مین ۵ ۔ شری پالی تانہ بال آشرم ۵ ر۔ امداد سادہرمی بہائی بہاؤنگر ۵ خرچ برائے دکشا مہوتسو ۵ ر۔ دکشا مہوتسو جلوس سے کیا گیا۔ اور اونکو دیو شری کی چیلی ہیم شری کی چیلی بنایا گیا اور اونکا نام شری جمبک شری رکہا گیا۔ لالہ صاحب موصوف بہی ہروقت دہرم دہیان مین لگے رہتے مین۔ اور دنیاوی کاروبار بہت کم کرتے ہین۔ یہ سبہا بہی لالہ صاحب کو دھنیاد دیتی ہے۔ نیاز مند سکرٹری شری آتمانند جین سبہا انبالہ شہر

صاف مکان

از بابو رتن لال جی جین سونی پت

عقلمندون کے قول۔ (۱) شرافت کا سب سے بڑا گواہ وہ مکان ہے جس مین ہم رہتے ہین۔ (۲) صفائی تندرستی کی جڑ ہے۔ یعنی پاکیزگی تندرستی کی کارن ہے (۳) بدبو اور میلے پن سے اچھی اچھی عقلیتن کوسون دور بہاگتی ہین۔ تندرستی کو لوگ دولت کہا کرتے ہین یہ مثل مشہور ہے کہ "تندرستی ہزار نعمت ہے" دراصل تندرستی کے بغیر ساری نعمتین فضول ہین۔ ہر ایک آدمی خواہ وہ دماغ سے کام کرتا ہو یا جسم سے تندرستی کو ایک نہایت قیمتی چیز سمجھتا ہے بلاشک تندرستی کے بغیر زندگی فضول اور بوجھ سی معلوم پڑتی ہے۔ ہمارا جسم قدرتی طور پر کچھ ایسے طریقہ سے بنا ہے کہ اگر جسم کے کسی معمولی حصہ مین ذرا بھی شکایت ہو تو ہمکو کبہی آرام نہین مل سکتا۔ سکھ ہی زندگی کا خاص مقصد ہے۔ آرام اُسی وقت مل سکتا ہے جبکہ ہماری تمام اندریان اور تمام جسم کے چھوٹے چھوٹے حصے بہی قدرتی حالت مین ہون اگرچہ صرف جسم کی تندرستی ہی ایسی قیمتی زندگی کا خاص مقصد نہین ہو سکتی پھر بہی یہ بات ضرور ہے کہ جسم کی تندرستی پر ہی زندگی کی دیوار کہنچی ہوئی ہے۔ جس قدر جسکا جسم تندرست اور توانا ہے اُتنا ہی زیادہ زندہ ہے اور جس قدر جسکی تندرستی خراب ہے اوتنی ہی جلدی اُس کے لئے موت کا دروازہ کہلا ہوا ہے۔ دوسرے لفظون مین اسے ہم یون کہہ سکتے ہین کہ جسم کی تندرستی کے ساتھ ساتھ عمر بڑہتی ہے اور تندرستی کے کم ہونے سے عمر گھٹتی ہے۔ سکھ تندرستی کی علامت ہے۔ اور دکھ موت کا ہرکارہ ہے۔ لیکن یاد رہے کہ دکھ یعنی مصیبت بالکل بُری چیز

صفحہ دونہین بنا سکتین۔ کام کے بنانے مین بڑا وقت خرچ ہوتا ہے لیکن بنے ہوئے کام کو لگا دینا بہت آسان ہے۔ اس لئے اپنے آشرم کی ہر طرح سے امداد کرین ”پردیپ“

موجودہ جنگ مین ہماری خدمات

ویسے تو جنگ یوروپ مین ہمارے ہندوستانی بہادر جی جان سے وہ حصہ لے رہے ہین۔ اور گورنمنٹ ہند بھی گورنمنٹ برطانیہ کی خدمت کر رہی ہے لیکن اب ہمکو اپنی خیرخواہ گورنمنٹ کی خدمات کا بہت ہی اچھا موقعہ ملا ہے یعنی ہر ایک شخص والنٹیر ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک شخص جنگی قرضہ مین حصہ لے سکتا ہے۔ جنگی قرضہ مین کم از کم ۱۰ روپیہ تک دیا جا سکتا ہے۔ اسکی بابت زیادہ حالات ڈاکخانون سے معلوم ہو سکتے ہین۔ ہماری قوم ہمیشہ سے راج بھگت چلی آتی ہے۔ اور جسکی زندہ مثال اندور کے رائے بہادر سیٹھ حکم چند جی موجود ہین کہ جنہون نے ۹ لاکھ روپیہ جنگی قرضہ مین داخل کیا ہے۔

ہم اپنی سماج کے نوجوانون سے درخواست کرتے ہین۔ کہ دولتمندون کو قرضہ دینے کی تحریک کرین۔ اور اگر ممکن ہو سکے تو والنٹیر بننے کی بھی کوشش کرین ”پردیپ“

شری پارس پران اردو

اس پران کا ہندی نظم شریان پنڈت بھودر داس جی کا کیا ہوا ہے۔ لیکن اردو دان بھائیون کی خوش قسمتی سے یہ پران اردو زبان مین شریان منشی شری رام جی عزیز گوہانوی نے نظم کیا ہے۔ جسکا نمونہ جین پرچارک مین ناظرین دیکھ چکے ہین ابھی تک اس گرنتھ کے چھپنے کی گھڑی نہین آئی۔ ورنہ ضرورت از حد ہے خوشی کی بات ہے کہ ہمارے پریم متر بابو سلطان سنگھ صاحب وکیل واڈیٹر جین پرچارک میرٹھ اسکے چھپوانے کی کوشش مین لگے ہین۔ آپ نے ایک اچھی تدبیر نکالی ہے یعنی اسکی ایک ہزار جلدین تقریباً دو ہزار روپیہ مین تیار ہونگی۔ اس لئے مبلغ ایک ایک سو روپیہ کے بیس حصون کی ضرورت ہے۔ جنمین سے کچھ کی منظوری آچکی ہے کچھ اور بقایا ہین لہذا جین سماج کو بسرعت غور کرکے ان بقایا حصون کو پورا کر دینا چاہئے خط وکتابت بابو صاحب سے کرنی چاہئے ”پردیپ“

بھاؤنگر مین دکشا مہوتسو ۔ شری شری ایک ہزار آٹھ شری مد وجیانند سور یشور جی مہاراج (عرف آتما رام جی) کے پرشش منی مہاراج شری دلبھ بجے جی معہ اپنے چیلون کے شری سدھاچل جی کی یاترا کرکے بھاؤنگر کے شراوکون کی عرض منظور فرما کر وہان پدھارے۔ اور شراوکون نے گرو مہاراج صاحب کا پرویش بڑی دھوم دھام سے کرایا۔ مہاراج صاحب نے چند پبلک ویاکھیان دئے کہ جنکو سنکر پبلک بہت ہی خوش ہوئی۔

(۴) لالہ اگنت رائے صاحب رئیس (۵) لالہ جیوتی پرشاد صاحب ایڈیٹر جین پردیپ (۶) لالہ جواہر لال صاحب جواہر (۷) لالہ مہر چند صاحب (۸) لالہ کیرت چند صاحب (۹) لالہ سمت پرشاد صاحب ۔ ڈیپوٹیشن مذکور کے ملنے کی بابت جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع سے تمام خط و کتابت بابو اوگر سین صاحب وکیل کرینگے ۔ اسکے بعد لالہ جواہر لال صاحب بحیثیت منتظم جین مندر تحصیل گذشتہ نے حساب پیش کیا اور آئیندہ کے لئے منتظم ہونے سے انکار کیا موجودہ جلسہ نے آپکے پیش کردہ حساب کی جانچ کر کے پاس کیا چونکہ حساب میں بعد منہا دیئے آمدنی جمع شدہ کو مبلغ چھپن روپے ۹ ۔ کی رقم آپکی زیادہ چلی تھی جو کہ انہوں نے مندر جی کو بطور دان کے عطا فرمائی جسکے لئے آپکا شکریہ ادا کیا گیا اور آئیندہ کے لئے برادری نے آپکو ہی منتظم مقرر کیا ۔ بعد اسکے چند ضروری باتوں پر غور کر کے جلسہ برخاست ہوا ۔

جین برادری دیوبند

کشما

ہمارے پاس چند کتابیں بغرض ریویو آئی ہوئی ہیں جنکو ہم بوجہ عدیم الفرصتی کے دیکھ نہیں سکے اور نہ ریویو کر سکے جسکے لئے کشما چاہتے ہیں ۔ اور وعدہ کرتے ہیں کہ بہت جلد ان کو دیکھ کر مناسب ریویو کرینگے ۔ ایڈیٹر

گوشوارہ آمدنی رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور بابتہ ماہ فروری ۱۹۱۱ء

شریمان وید نند کشور جی جین ٹیکم گڈھ ضلع جھانسی	عہ ماہوار	شریمان لالہ رائے صاحب بابو نند لال جی دہرہ دون	عہ ماہوار
" برہمچاری شیتل پرشاد جی جین بمبئی	[illegible]	" بدام سنگھ بنواسی لال جی جین کھتولی ضلع مظفرنگر	[illegible]
" لالہ رتن لال دکنڈن لال جی جین سیوہارہ بجنور	[illegible]	" بنارسی داس جی جین انبالہ چھاؤنی	[illegible]
شریمتی جانکی بائی جی ۔ مراد آباد	[illegible]	" مصدی لال جین صراف فیروزپور چھاؤنی	[illegible]
شریمان لالہ جگمندر داس جی جین سیوہارہ بجنور	[illegible]	شریمتی آتما برہمچارنی شیدال بہن چندر جی کا بستہ دانگ	[illegible]
" " دربار یل ہزاری لال جی "	[illegible]	شریمان لالہ بنارسی داس بھوندیل جی جین وکیل رہتک	[illegible]
" " روشن لال خیراتی لال جی مراد آباد	[illegible]	" " روشن لال ہرلال جی جین ۔ نانک گواپا	[illegible]
شریمتی بہن کنج لال جی رائے پور والی	[illegible]	" " راجہ رام پرتھی سنگھ جی جین قاضی کی پور مظفرنگر	[illegible]
شریمان لالہ بابو رام جی جین ۔ سنبھل	[illegible]	" " رام چندر داس شیر سنگھ جی	[illegible]
" " ملا رام کھیم لال جی جین مراد آباد	[illegible]	شریمتی شرتی بائی جی	[illegible]
شری دگمبر جین پنچایت "	[illegible]	شریمان لالہ گنپت رائے کشوری لال جی جین سہارنپور	[illegible]
شریمان لالہ دلیل سنگھ جی جین ۔ میواڑہ دہلی	[illegible]	" " سیر لال ابل جی نصیر آباد	[illegible]

یہ کیا روا دمی اپنے دوش کو نہین جان سکتے۔ (۱۶) اگر آپ کے سامنے کوئی چھوٹے سے چھوٹا آدمی بھی اُپدیش کرے تو اوسکو بھی توجہ سے سُنو اور اپنے بُرے کا وچار کرکے اچھی باتین گرہن کرو جیسے ہنس موتی چن لیتا ہے اور کیچڑ کو چھوڑ دیتا ہے۔ (۱۷) کسی کے مال دولت عزت حشمت کو دیکھکر حسد نہ کرو بلکہ اُس سے بہتر بننے کی کوشش کرو بجائے حاسد کے محسود بننا اچھا ہے۔ (۱۸) چار آدمی بڑے مشکل سے ملتے ہین۔ فرمانبردار نوکر۔ پارسا بیوی۔ ہمدرد سچا مِتر۔ فرمانبردار اولاد۔ (۱۹) جو شخص منہ پر تعریف اور غیبت مین برائی کرے وہ اُس کیڑے کے مانند ہے جسکے اندر زہر بھرا ہے اور منہ پر دودھ۔ باقی آیندہ۔

کارروائی جلسہ جین برادری قصبہ دیوبند

چونکہ بتاریخ ۹ مارچ ۱۹۱۲ء کو بغرض اظہار ناراضگی اُس قاعدہ کے جو کہ مونسپل بورڈ دیوبند نے واسطے لگائے جانے ٹیکس کتون کے بنایا ہے۔ منعقد ہوا جسمین دیا دھرم کی عظمت کو دکھلا کر لالہ سمبھو ناتھ جی نمبر واسنے ظاہر کیا کہ میونسپل بورڈ دیوبند نے کتون کے لئے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ فی کتا ایک روپیہ سالانہ ٹیکس لیا جائیگا۔ اور جس کتے کا ٹیکس ادا نہوگا وہ کتا ہلاک کر دیا جائیگا۔ چونکہ یہ قاعدہ جین مذہب کے اصول پر چوٹ پہونچانے والا اور رحم لوگون کو دُکھی کرنے والا ہے لہذا شانتی کے ساتھ اس قاعدہ کی منسوخ کرانیکی کوشش کیجائے۔ یہ تقریر سنکر تمام برادری نے افسوس ظاہر کیا۔ اور حسب ذیل ریزولیشن اتفاق رائے سے پیش کئے۔

(۱) دیوبند کی جین برادری مونسپل بورڈ دیوبند کے قاعدہ نمبر لغایت ۵ پر جو کہ بغرض ٹیکس کتون کے بنایا گیا ہے کہ فی کتا ایک روپیہ سالانہ ٹیکس لیا جائیگا۔ اور جن کتون کا ٹیکس ادا نہ ہوگا وہ ہلاک کردئے جائینگے، افسوس ظاہر کرتی ہے کیونکہ ان قاعدون سے جین برادری کو دلی صدمہ پہونچا ہے۔ اور جین مذہب کے مسئلہ دیا دھرم پر چوٹ لگی ہے۔ اور جسوقت یہ قواعد عملی صورت مین لائے جائینگے۔ اور کتے ہلاک کئے جائینگے اُسوقت جین برادری کو بہت زیادہ دُکھ ہوگا۔ لہذا جین برادری نہایت ادب کے ساتھ مونسپل بورڈ کے ان قواعد پیادر اپنے دلی دکھ پر گورنمنٹ ہند کی توجہ دلاتی ہوئی درخواست کرتی ہے کہ میونسپل بورڈ دیوبند کا یہ قاعدہ منسوخ فرمایا جاوے ۔

(۲) اس ریزولیشن کی ایک ایک کاپی بخدمت حضور نواب صاحب لفٹنٹ گورنر بہادر۔ صاحب کلکٹر بہادر ضلع سہارنپور صاحب بہادر سہارنپور اور چیرمین صاحب مونسپل بورڈ دیوبند ارسال کی جائین۔ اور جلسہ کی کارروائی جین سماج کے چند اخبارات مین شایع کرائی جاوے چونکہ موجودہ جلسہ مین یہی مناسب سمجھا گیا کہ ایک ڈیپوٹیشن اسی غرض کو لیکر بخدمت جناب صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع سہارنپور پیش ہوکر زبانی درخواست کرے لہذا اسکے لئے حسب ذیل اشخاص برادری کی طرف سے مقرر ہوئے (۱) بابو اوگرسین صاحب وکیل۔ (۲) فخر قوم بابو سورج بھان صاحب وکیل (۳) لالہ متر سین صاحب رئیس۔

علاوہ ازین کیتھلی کے گرد و نواح کے سینکڑون اگروال جین بہائیون کے دستخط بھی ہو چکے ہین - چونکہ جین پرکاش کا حق اکثر
ہے اس سے تقریباً ہندوستان کے تمام جینیون کو اتفاق ہے اب مہربانی فرماکر آپ جین پردیپ مین یہ چھاپ دیجئے کہ کیتھلی
کے دستہ اگروال بھائی اپنے مندر یا چیتالہ بنانے کی تاریخ مقرر کرین اور اسکی خبر جین کے تمام اخبارون مین شایع کرا دین
تاکہ اس کے موقعہ پر ہندوستان کے اور جینی بھائی بھی اس خوشی کے موقعہ پر شامل ہو کر حصہ لے سکین جین جاتی کا شبھ چنتک ...
(نوٹ) کیتھلی کے دستہ جینی اب اسکیا چاہتے ہین اسکو کل جین سماج مندر بنانے کی صلاح دے رہی ہے - اور رضامندی
ظاہر کر رہی ہے - اب اگر انکو جین دہرم کا سچا شردان ہے اور وے جین دہرم سے پریم رکھتے ہین اور جین دیوتاؤن کی
مورتیون کا درشن پوجن کرنا چاہتے ہین - تو دیگر باتون کو بالائے طاق رکھکر اپنا مندر تیار کرین - اور بڑے جلوس کے ساتھ کرین
جس مین باہر کے جینی بھی شامل ہو سکین - ورنہ سمجھا جائیگا کہ انکی سب باتین محض دکھلاوے کے لئے تھین انکا جھگڑا کسی اور وجہ
سے تھا انکو دہرم سے سچا پریم نہین تھا - یقین ہے کہ کیتھلی کے دستہ بھائی اس طرف غور فرماکر جواب مرحمت فرمائینگے - پردیپ

موتی کی لڑی

(سلسلہ کے لئے دیکھو جین پردیپ ماہ فروری [illegible])

از قلم لالہ ناہر سنگھ جی جین رئیس سرساوہ

(۱) بُرے انسانون مین شیرین کلامی - نرمی - صفائی - صبر - استقلال اور راست بیانی وغیرہ اوصاف نہین پائے جاتے -
(۲) عقل - ایفاء وعدہ - قوت برداشت - دہرم - علم - خیرات شریفون کا شیوہ ہے (۳) مفصلہ ذیل انسانون کی صحبت سے
ہمیشہ بچو - ناشکرا - بدعہد - دروغ گو - شرابی - قمار باز - چور - فتنہ انگیز - نمک حرام - بے دہرم - فریبی - دغاباز - شہوت پرست
بے علم - جاہل - بے حیا - عالم بے عمل - زود رنج - چغلخور - بخیل اور حاسد - (۴) کار آمد نصیحت پر عمل کرو - جس بات کا علم نہین
اسکو زبان سے نہ نکالو - بلا ضرورت شے کی تلاش مت کرو - نامعلوم راستے سفر مت کرو - (۵) بہادر وہ ہے جس نے
من اور اندریون کو جیت لیا - مالدار وہ ہے جسکا دل غنی ہے - یا جسکا روپیہ پراپکار مین خرچ ہوتا ہے (۶) گفتگو - جھگڑا - اور
دوستی اپنے برابر والے سے کرنا چاہئے نہ کہ ادنیٰ سے - (۷) خود غرض انسان زندہ ہی مثل مردہ کے ہے - (۸) پانچ آدمیون کو
شب بیداری کی تکلیف برداشت کرنا پڑتی ہے - عیاش کو - چور کو - جواری کو - بیگانہ مال تکنے والے کو - پولیس کے چوکیدار کو -
(۹) عورتون کی خوبصورتی اُن کی حیا و شرم اور عصمت ہے - (۱۰) عورتون کو اتنی آزادی نہ دو کہ وہ بے حیا ہو جائین -
(۱۱) جھوٹ - بغض - حسد - عداوت - نفرت کو کبھی اپنے دل مین نہ گذرنے دو - (۱۲) بارش اور ملاقات وقت مناسب پر ہون تو
بہتر ہے (۱۳) انتقام سے عفو اچھا ہے (۱۴) بیہودہ ملازم اور اپنی شہر مین آئی ہوئی انسان کو بہت بڑی تکلیف کے وقت
بھی ترک کرنا چاہئے - (۱۵) پاگل - نشہ باز - بیہوش - پژمردہ - غصہ ور - گرسنہ - جلد باز - طامع - ڈرپوک - شہوت پرست - خود غرض

ترکیب بتلانا بہی ضرورت چاہیئے - صاحبان وہ ترکیب یہ ہے کہ آپ مندر کو بالکل سادہ بنوائیں - اسمیں نہ سونا لگا ہوا ہو
و سنگ مرمر سنگ موسا ہو نہ انگریزی ٹائیل - بلکہ جتنا روپیہ اس کام میں خرچ کیا جاتا ہو - اسکی ایک پاٹھ شالا قایم
کردی جاوے - کہ جب تک مندر بنکر تیار ہو - اپنا بچہ بچہ دہرم سے واقف ہو جاوے - اور دیگر اقوام بہی اس سے فائدہ
اٹھاوین یعنی جیسی کہ ویراگ مورتی ہوتی ہے - ویسا ہی مندر تیار ہو - اُمید ہے کہ اس سے آپ سمجھ گئے ہونگے کہ
میرا کیا مطلب ہے - اور کیسے مندر کی ہمین نئی دُنیا مین ضرورت ہے - اور جتنے جین شاستر اب تک چہپ چکے ہین وہ سب
مندر جی مین ہونے چاہیئے - اور شاندار لائبریری ہو - جس سے سب اقوام فائدہ اٹھا سکین -

مین نے ایک آرٹیکل پہلے بہی جین دگمبر سے ترجمہ کرکے جسکی سُرخی یہ تہی کہ "جین دہرم ہی عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے" سب اردو
پڑھنے والے بہائیون کی خاطر شائع کردیا تہا - اور جس سے امید ہے کہ سب بہائیون نے لابہ اوٹھایا ہوگا - مجھے اسیطرح
پوری امید ہے کہ غازی آباد کے بہائی صاحبان بہی اس تجویز کو عملی جامہ پہناکر تمام جین قوم کا نام روشن کرینگے -

از طرف ایک سچا خیرخواہ جین قوم

(نوٹ از ایڈیٹر) بہت عمدہ ہے - جبکہ دیو گرو شاستر کا برابر درجہ ہے تو پہر شاستر مندر بہی تو ہونا ضروری ہے - گیان کے بلا
مندرون کا کافی انتظام نہین ہوسکیگا - کیونکہ بلا گیان کے کون پوجن کریگا کون شاستر پڑھیگا کون سوادھیائے کریگا
اور کون سچے دہرم کا سیوک ہوگا - اس لئے مندر کے بنانے سے پہلے گیان دیوی کی زیادہ ضرورت ہے - پس دیو مندرون
کے ساتھ ہی گیان دیوی کے مندر بہی ہونے چاہیئین - جو ایسا کرینگے وے کامیاب ہونگے - وے دہرم اتما کہلاوینگے - اور
جو اسکے خلاف کرینگے - وے خالی مندر ہی بنادینگے لیکن اس سے نتیجہ کچھ نہین نکلیگا - اسپر جین سماج کو اور خاصکر
مندر بنوانے والون کو بہت غور کرنا چاہیئے - "پردیپ"

جناب بہائی صاحب بابو جوتی پرشاد جی صاحب جے جینندر - گذارش یہ ہے کہ جناب کو بذریعہ جین متر یکم مارچ ۱۹۱۶ء نمبر ۱۷
و جین گزٹ ۱۵ مارچ ۱۹۱۶ء سے یہ معلوم ہوا ہوگا کہ امسال داہود کے بمبء پرتشٹہا مہوتسو کے وقت بمبئی پرانتک
ومالوہ پرانتک ان ہر دو سبہاؤن کا ایک ساتھ سالانہ جلسہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ ہوا جسکے سبہاپتی سیٹھ ہیرالال جی
جی جوہری بمبئی والے تہے اس جلسہ مین ہندوستان کے بڑے بڑے لائق فائق جین پنڈت ودیا گہا تا و سیٹھ ساہوکاران
تشریف لائے ہوئے تہے و جینی صاحب ہزارونکی تعداد مین موجود تہے - نہایت خوشی کا مقام ہے کہ ان ہر دو سبہاؤن نے
جو کہ جینیون مین نہایت مشہور و معروف ہین ایک پرستاؤ نیہلا کہتولی کے اگروال و دیگر جینیون کے پوجن پرکشال کرنے کا
ادہکار ہے یہ پاس کیا ہے جسکے پیش کرنے والے بہارت ورشیہ دگمبر جین مہاسبہا کے سمپادک جین گزٹ شریمان پنڈت
رگہوناتھ داس جی رئیس تہے جسکی تائید شریمان نیائے النکار پنڈت مکھن لال جی و سیٹھ راؤجی سکھارام دوشی نے کی تہا
اس ریزولیوشن کے پاس ہونے مین یہ اور خوبی ہوئی ہے کہ اس سبہا کے اندر ایک بہی ایسا شخص نہین تہا جس نے اسکے مخالفت کی ہو -

اسکول کیسا کام کر رہا ہے سوز کلام و دیگر اصحاب کا نقش جانتے ہیں کہ جو دستخط کرتا ہیں پبلک پیپر میں شائع
ہوتے رہتے ہیں بخوبی ہو سکتا ہے صرف خود پڑھ کر ملاحظہ فرمائیں آٹھ سو روپیہ ماہوار خرچ ہو رہا ہے اور کثیر زر
عمارت اسکول و بورڈنگ کیلئے سخت ضرورت ہے جبکہ عنقریب ریزیڈنشن ہی انت کیا نقشہ تعمیر ہو جس میں اسکول ٹیچ

(نوٹ) دان دینے والوں کو زیادہ تحریک کی ضرورت نہیں ہوتی دانی کا پرداہر وقت دان دینے کے لئے آمادہ رہتا ہے
لیکن کہاں دینا ہے کتنا دینا ہے - اور کس طرح دینا ہے اس بات کا وچار اسکو ضرور ہوتا ہے - اور ہونا بھی ضرور چاہیئے
آج کل جین سماج کے لئے دان دینے کا مارگ بہت ہی صاف ہو رہا ہے - قومی انسٹیٹیوشن دان کے لئے کافی سے زیادہ
موجود ہیں - رشبھ برہمچریہ آشرم - سناتھ آشرم - ودیالیہ - اسکول - بورڈنگ ہاؤس اور جین اخبارات کی امداد کرنا یا طالب
علموں کو وظیفہ دے دیکر پڑھانا یہ سب اعلیٰ دان ہے ہم سماج کے دولتمندوں کی توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ جو کچھ دینا ہے
وہ اپنے قومی انسٹیٹیوشن کو دے - جس سے سماج کا بھلا اور اپنا کلیان ہو اور اپنی کمائی کا ٹھیک سپھل ہو - پردیپ

جناب ایڈیٹر صاحب آپ براہ مہربانی یہ چٹھی اپنے جین پردیپ میں چھاپ کر مشکور فرماویں -
جملہ برادران جین قوم قصبہ غازی آباد کی خدمت میں التماس ہے - کہ یہ سنکر اس ناچیز کو بڑی خوشی حاصل ہوئی
کہ قصبہ غازی آباد کے بھائی ایک جین مندر بنوا رہے ہیں - لیکن اس مندر کو ایسا بنانا چاہیئے - کہ جس سے آپکا
نام نہ صرف گرد و نواح میں بلکہ تمام ہندوستان کے جین بھائیوں میں مشہور ہو جاوے - اور اسپر ہی اکتفا نہیں
کرنا چاہیئے - کیونکہ زمانہ کے مطابق جیسا کہ ہر ایک قوم کی خواہش ہے کہ سب پر فوقیت حاصل کرے - ایسا ہونا چاہیئے
کہ دنیا کی تمام قوموں میں آپکا نام روشن ہو جاوے - اور کم سے کم ہندوستان میں تو کوئی قوم آپ کی تعریف کرنے سے
خالی نہ رہے - شاید آپ فرماوینگے کہ یہ کام صرف مندر میں سونا - کندن - ہیرے - جواہرات - موتی وغیرہ جڑوانے
سے ہو سکتا ہے - جیسا کہ سومناتھ کے مندر میں تھا جسکو کہ محمود غزنوی نے لوٹا - نہیں صاحب بندہ تو آپ کو ایک
نہایت ہی اعلیٰ ترکیب بتاتا ہے - جسمیں دو فائدے ہیں کم خرچ و بالانشین - آج کل کے زمانہ میں ہر شخص کی زیادہ
قدر ہے جو کہ نئی ایجاد کرے - یعنی آپ دیکھئے کہ نئی دنیا میں (Newton) نیوٹن جس نے کہ Law of
gravitation (جسکے مطابق زمین سب اشیا کو اپنی طرف کھینچتی ہے) دریافت کیا و Stephens اسٹیفنسن نے
(steam) سٹیم یعنی بھاپ کی طاقت دریافت کی و (Galilio) گلیلیو جسنے talescope یعنی
دور بین ایجاد کی اور سقراط و بقراط وغیرہ فلاسفر کے نام کوئی پڑھا لکھا آدمی ایسا نہ ہوگا کہ جو نہ جانتا ہو یعنی
ان کا نام ہمیشہ تک رہیگا - اسی طرح بندہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ آپ بھی نئی ایجاد کرکے اپنا نام
ابد تک قائم کریں - اب تو بہت اچھا موقع ہے - آپ یہ سمجھیں گے کہ یہ شخص فضول میں تنگ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کس
طرح نام پیدا کریں - اس بات سنکر آپ حیران ہونگے - اور دل میں آتی ہوگی کہ ایسے شخص کی بات جو کہ مفت میں نام پیدا کرنیکی

رام بھائی سمجھکر عزت کریگی سیوا کریگی۔ اور اگر دنیا رام ہے تو ہم لکشمن بنکر دنیا کی سیوا کرینگے۔ یہ تمہاری ہمت کی بات ہے خواہ رام بنو خواہ لکشمن۔ لیکن ایک ضرور بنو۔ بلا بنے کام نہین چلیگا۔ ورنہ پریم کا سمندر رک جائیگا کامیابی کے جہاز برباد ہو جائینگے۔ اس لئے پریم کے سمندر کو بہنے دو کامیابی کے جہازونکو چلنے دو۔ اسمین ہی تو تمہارا بھلا ہے کیون بھائیو! رام بنتے ہو یا لکشمن۔ خیر تم کچھ ہی بنو لیکن جو کچھ بنو اسکے فرائض ادا کرو دنیاوی خواہشات پر لات مارو اور اسکے عیش و آرام کو حرام سمجھو۔ اگر کچھ تمہارا اپنا ہے تو رام روپی دنیا کی سیوا کرنا ہی ہے۔ یا لکشمن روپی دنیا سے پریم کرنا ہی ہے۔" پردیپ"

چھٹی پتری

شریمان ایڈیٹر صاحب جے جنندر۔ ساڈہورہ ضلع انبالہ سے ایک بارات لالہ برج لعل میر چند جین کے سپوتر بابو رام کی رام پور لالہ سکھا مل آسا رام کے یہان گئی تھی۔ شادی مین ناچ وغیرہ بالکل نہین کیا گیا۔ بواہ سنسکار جین ریتی سے ہوا لیکن افسوس کہ رام پور مین جین ریتی سے بواہ سنسکار ہوتے ہوئے بھی چاپا دان کی متہیات رسم ادا کیجاتی ہے۔ اسکے لئے بیان کے چکڑا ایت لالہ پرتاب سنگھ جی عرض کیگئی جس سے یقین ہوتا ہے کہ آیندہ اس متہیات اور فضول رسم کو ادا نکرینگے۔ ساڈہورہ والون نے شادی کی خوشی مین حسب ذیل دان کیا۔ شری جین مندر رام پور للعہ۔ سمبر بکھریہ آشرم للعہ جین اناتھ آشرم للعہ۔ جین پردیپ للعہ۔ داس آتما رام سکرٹری جین سبھا ساڈہورہ۔

(نوٹ) بہت زمانہ کے پرانے جمع شدہ متیا سنسکار ابھی تک کام کر رہے ہین۔ لیکن دھیرے دھیرے دور ہو رہے ہین۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ سماج کے لیڈرون کو ایسے سنسکار سماج کے اندر سے شانتی کے ساتھ دور کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ کام بھی بن جائے۔ اور شانتی بھی رہے۔ چاپا دان کی رسم بالکل متہیات ہے جین شاسترون مین جو دان کی تعریف کی ہے اسمین چاپا دان کا نام تک بھی نہین۔ بلکہ چار دان کے علاوہ ہر ایک چیز کے دان کی ممانعت کی ہے اسلئے جین سماج کو چاپا دان کے نام سے کچھ بھی نہ دینا چاہیئے۔ ہماری ابھی یہی رائے ہے۔ پردیپ

مانیہ ور لالہ جوتی پرساد جی ایڈیٹر جین پردیپ جے جنندر۔ لالہ بنارسی داس منوہر لعل جی جین سوداگر کپہنار نے مبلغ پچاس ۵۰ روپیہ نقد برائے امداد دگمبر جین اسکول بڑوت بذریعہ ہنڈوی ارسال فرمائے جو وصول ہو کر اس مع شدہ کو حساب اسکول مین جمع ہوئے اور رسید لالہ صاحبان موصوف کی سیوا مین بذریعہ ڈاک بھیجی گئی کیا اسطرح پر بلا مانگے دان دینا او تکرشٹ دان نہین ہے کیا ایسے دانی کولش وہہنباد کے پاتر نہین ہین؟ ضرور ہین۔

شریمان سیٹھ۔ ساہوکار۔ دھرم خواہان جین اسکول تعلیم فرمائین اور اس نونہال کی جڑ کو روپیہ روپی جل سے سینچکر پختہ و مضبوط بنائین اس پنچم کال مین اس قسم کی سنستھاؤن کی امداد کرنا ہی اوتم دان ہے۔ اس امر کا اطمینان کہ یہ

رام ہی کی یاد مین چودہ برس تا کل سہے
شترگہن بھی بھائیون کی قدر سے آگاہ تھے
آجکل کے بھائیون کے واسطے اشعار یہ
بھائیو تم راجہ دسرت کی طرح ہو کر اٹل
جو کہو منہ سے کرو اوس پر عمل اے صاحبو
آپ کو اہل وطن کی دوستی کر دیگی خوش
استری کا دہرم سیتا جی سے سیکہین عورتین

رام کو پھر بھی اجودھیا کا بیتا یا حکمران
ایسے بھائی تو ہین پیدا کرے اب ہندوستان
ہین سبق آموز اخلاق و طریق خاندان
قول کے پابند ہو ۔ چھوڑو نہ ہمت کی عنان
ہوتی ہے وعدہ خلافی باعث تذلیل شان
خود غرض انسان نہین ہوتا ہے ہرگز شادمان
مرد سیکہین رام سے دینداری و رسم جہان

(نوٹ) بھائی وہی ہے جسکو بھائی پن کا فرض ادا کرنا آتا ہے ۔ بھائی کے لئے سب کچھ کرتے ہین ۔ اگر لکشمن جی نے شری رامچندر جی کی سیوا انکو باپ کے برابر جھکر کی ہے تو تعجب ہی کیا ہے ۔ رامچندر جی بھی تو لکشمن کو بیٹے سے زیادہ عزیز رکھتے ہوئے سچا پریم کرتے تھے ۔ یہ بالکل مانی ہوئی بات ہے کہ پریم کا تاگہ کبھی ایک دل مین ہی اثر نہین کرتا ۔ اسکا دائرہ جہانتک وسیع ہوتا جاتا ہے ۔ وہان تک کی خبر لاتا ہے ۔ بھلا راون کے بھائی بھبیشن نے کیون اسکی مخالفت کی ۔ اور رامچندر جی کو امداد پہونچائی ۔ اسکی وجہ صاف ظاہر ہے ۔ یہ لوگون کی غلطی ہے جو دو بھائیون کو لڑتا جھگڑتا دیکھکر تعجب کرتے ہین ۔ بلکہ سمجھلینا چاہیئے کہ جہان دو بھائی باہمی لڑائی جھگڑا کرتے ہونگے وہان پریم کا ۔ برادرانہ محبت کا نام و نشان تک نہین ہے ۔ ہمکو بخوبی تجربہ ہے اور بہت سے بھائیون کا کچا چٹھا معلوم ہے کہ جو بھائی کی گردن پر چھری چلانا چاہتے ہین اور وہ چھری بھی تیز چھری نہین بلکہ کند چھری ۔ جس سے گلا کٹتا بھی نہین اور بھائی بچتا بھی نہین ۔ لیکن یہ سب کیون ہوتا ہے ۔ اسکا کیا سبب ہے خود غرض ۔ اور پاپ باسنائین لیکن ساتھ ہی ایسے بھائیون سے بھی واقف ہین کہ جو رامچندر اور لکشمن کی تمثیل کو زندہ کر دکھلانے کا دم بھرتے ہین ۔ بھائی پڑھنے والو جیسی آتمائین رام اور لکشمن کی تھین ۔ بالکل ایسی ہی آتمائین تمہارے اندر بھی موجود ہین جو شکتی انکی آتماؤن کے اندر موجود تھی وہ تمہاری آتماؤن کے اندر بھی موجود ہے ۔ لیکن انکی آتمائین صاف اور اجلی ہوگئین تھین ۔ تمہاری آتماؤن پر خود غرضی اور پاپ باسناؤن کا میل چڑھا ہوا ہے ۔ انکی شکتی ظہور مین آچکی تھی تمہاری شکتی پردے کے اندر چھپی ہوئی ہے ۔ راگ دویش کی بیماری نے تمکو کمزور و بیمار کیا ہے ۔ زمین ایک ہے خواہ اسمین خار پیدا کرو یا گل ۔ یہ سب پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہے ۔ دل ایک ہے خواہ پریم پیدا کرو ۔ یا حسد اور بغض ۔

بھائی کون نہین یہان تو سنسار ہے ۔ ہم کسکو بھائی کے گروہ سے نکال سکتے ہین ۔ ہمارے سب بھائی ہین ہم کو سب ہی سے برادرانہ پریم کرنا چاہیئے ۔ لیکن جنکو زمانہ ہمارے بھائی کہکر پکارتا ہے انسے جو ہمارا خاص تعلق بتلایا جاتا ہے اسکا تقاضا اور اسکے تئین نبھاؤ کرنا یہ بھی تو ہمارا فرض ہے ۔ آؤ بھائی لوگو گلے ملین ۔ رامچندر اور لکشمن کا پریم تو انہی تک محدود تھا ۔ تو ہم سنسار بھر کو رام اور لکشمن کی شکل مین دیکھین ۔ اگر ہم رام ہین تو کل دنیا لکشمن ہے ۔ ہم اوسے پیار کرینگے وہ ہماری

سچی اُلفت کا نہ دل میں ان کے گر ہوتا جلال
باپ ماں کے لاڈلے تھے راتدن حاصل تہا لطف
چھوڑدی فوراً اجودہیا کے چمن کی بود و باش
استری چھوڑدی۔ لباس فاخرہ ڈالا اُتار
ننگے پاؤں کو نہ خوف خار صحرا تھا ذرا
خوش مزہ ساری غذائیں ہوگئیں خواب وخیال
ایسی ایسی سختیوں کو جھیل کر بھائی بنے
رام جب بن باس کو رخصت ہوے آفت مچی
باپ ماں بیزار تھے ہنگامۂ رقت تہا گرم
ایسی حالت میں بھی سیتا کی طرح لچھمن چلے
ہم شریک رنج وراحت ہیں نہ چھوڑیں گے انہیں
الغرض لچھمن جتی نے ساتھ بھائی کا دیا
رام کے آرام کی ہر وقت دل میں فکر تہی
بھائی کی فرمانبری کو جانتے تھے اپنا دہرم
بھائی کی عزت نہ سمجھے باپ کی عزت سے کم
تھا نہ حسن ظاہری پر چشم دل کو کچھ خیال
پاؤں کا زیور فقط دیکھا تھا پابوسی کے وقت
رام کے جو دوست تھے لچھمن بھی اونکے دوست تھے
برتا بھی آپ کی مشہور ہے آفاق میں
کر مدد بھائی کی اپنے آپ نے وقت نبرد
آج کل کے بھائیوں کی سی نہ دل میں بدظنی
زر و زن کے لئے لڑتے ہیں بھائی آج کل
دیکھو لچھمن کو کہ شکتی بان کی آفت سہی
بھائی اوسکا نام ہے جو بھائی پر قربان ہو
بھرت کو دیکھو کہ ہجر رام سے بیکل رہے

کیوں اُٹھاتے رات دن جنگل میں آکر سختیاں
پھر بھی بھائی کی محبت کا تماشا تھا یہاں
اپنے بھائی کی وفاداری میں چھوڑے باپ ماں
فقر و استقلال کا ظاہر کیا رازِ نہاں
تھے ہواے گرم کے جھونکے بدن کے مہرباں
جنگلوں کے پھل فقط جنگل میں تھے روزی رساں
رام پھر کیونکر نہ ہوتے لچھمن کے قدرداں
روکنے والوں نے روکا سب ہی تھے نالہ کناں
بیبیاں چلاتی تھیں بیتاب تھیں سب رانیاں
بولے ہم تو رام ہی کے ہیں جائیں کہاں
منع کرنے والے کیا جانیں جو صورت ہے یہاں
ہوگئی انکی سعادت افتخارِ خانداں
رنج صحرا کو سمجھتے تھے یہ لطف بوستاں
تھا وظیفہ رام ہی کے نام کا وردِ زباں
اپنی بہاوج کو سمجھتے تھے کہ یہ ہیں گویا ماں
شکل تک دیکھی نہ ادنیٰ یہ ادب کا تھا نشاں
اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا سعادت کا نشاں
رام ہی کی طرح تھے یہ بھی عدوے سرکشاں
تھے قضا بہر مخالف آپکے تیر و کماں
جان پر کھیلا کئے وقت مدد یہ نوجواں
ایک بھائی ہو جو غمگیں دوسرا ہے شادماں
کرکے بٹوارہ عدالت میں مٹا ڈالے مکاں
تھی غرض جو رام پر ہرگز نہ فتح دشمناں
قوت بازو وہی کہلاتا ہے فخر دو جہاں
سلطنت پر لات ماری ہو کے ماں سے بدگماں

مہابیر جینتی

آج اس بہارت ورش میں جو اہنسا دہرم کا نام سنائی دے رہا ہے۔ اور اس وقت بہت سے سنسار میں کروڑون جیو نربہے ہوکر جیون بتا رہے ہیں۔ اسکا کارن صرف شری بیر بہگوان کا وہ ماسئی اُپدیش ہی ہے یہ اس اُپدیش کا ہی پربہاؤ ہے کہ لاکہون جیون کا گہات یگیون کی وجہ سے ہونا بند ہوگیا۔ اور انسانون کا بلی دیا جانا موقوف ہوگیا۔ دیش بہکت مسٹر بال گنگادہر تلک نے کہلے لفظون میں کہا ہے کہ ہندو دہرم پر اہنسا دہرم کی چہاپ اگر کسی نے لگائی ہے تو وہ جین دہرم نے ہی لگائی ہے۔ اس دیا ماسئی اُپدیش کے داتا شری بیر بہگوان اب ہمارے پاس نہیں ہیں انکو ہم سے جدا ہوئے اڈہائی ہزار برس کا زمانہ گذر گیا۔ لیکن جو انکا کیا ہوا اُپکار ہماری آنکہون کے سامنے حاضر ہے۔ انکے احسانات سے ہماری گردنیں جہکی ہوئی ہیں۔ چیت سُدی تریودسی کو کنڈل پور کے راجہ سدارتہ کے گہر مہارانی ترسلا کے کوکہ سے آپکا جنم ہوا تہا۔ چونکہ چیت سُدی تریودسی آنےوالی ہے جسکے آج دس گیارہ روز باقی ہیں۔

لہٰذا مہابیر سوامی کے بہکتون کو چاہئیے کہ اس روز بیر جینتی کا اُتسب منا دیں اپنی آتما کو بلوان بنا دیں پوتر کرین۔ بہگوان کے گنون کا وچار کرین۔ اور ایسی بہاونائیں بہاوین جس سے کہ جیو کا کلیان ہو اور دیش کا بہلا ہو سنسار میں اپنے اپنے اُپکاری کا احسان ہر ایک کوئی مانتا ہے۔ لہٰذا ہم شری بیر بہگوان کا اُپکار کیسے بہول جائیں۔ اگر بہول جاوینگے تو احسان فراموشی کا الزام عاید ہوگا۔ اس لئے مہابیر جینتی کے روز بہگوان کا گُن گان کرو۔ بہگوان کے اُپدیش کا دنیا میں پرچار ہو۔ اسکا انتظام کرو۔ بہگوان کی پوتر بانی سے سنسار فائدہ اُٹہاوے ایسی تدبیر کرو۔ سب سے پریم کرو۔ آنند سے گلے ملو۔ اور تمام سنسار کے جیوون کو پریمی بناؤ۔

بہائی کی محبت کا سچا فوٹو

(مصنفہ تمنا)

لکشمن جی آپکی عظمت کرون کیونکر بیان
بہائیون کو بہی ہمدردی کی دکہلائی ہے شان

جسقدر کی آپ نے اپنے بڑے بہائی کی قدر
اُس کے اندازے سے واقف ہے دل اہل جہان

بہائی کہتے ہیں جسے اصلی وہی تو آپ ہیں
آپ ہی تہے بہائی کے بازو کی ہیں قوت بیگمان

بہائیون میں آپ ہی کی ذات ہے مقبول دہر
رام و سیتا کے دلون پر ہے اثر اس کا عیان

آج کل کے بہائیون کو آپ کے حالات سے
ہے سبق لینا مناسب ہے جو وقت امتحان

کیکئی کی وجہ سے جب رام نے چہوڑا وطن
مثل خادم لکشمن جی بہی روان تہے سایہ سان

بس اگر کسی نے بہت زیادہ کیا تو یہ کیا کہ بہر جاؤں کے درمیان میں ڈال کر اور اشٹمی - چودس کو سبزی نہ کھا کر اپنے کو پورا جینی مان لیا
یا کسی دولتمند نے دس پانچ ہزار کی پونجی لگا کر اپنے نام سے ایک مندر بنوا کر اسکا پجاری سنتان کو بنا دیا اور اسکے لئے ایک
کافی آمدنی کا انتظام کرتے ہوئے از خود کو دہرماتما سمجھ لیا - یا بھگوان کا تخت بازار میں گھما کر اپنی دولت سے مندر کا سنگ لوگوں
کے دلوں پر بٹھلا کر پربھاونا کا حق کافی ادا کر دیا - غرض اس طرح سے ان لوگوں نے پربھاونا انگ کا پالن کیا ہوئی ہے
ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری ہونہار سنتان پلادہارک نیشکا کے جین دہرم کے نام سے ہی نفرت کرنے لگی ہے سماج کے بوڑھے بڑے
انگریزی خواں بابو لوگوں کو ہمیشہ جلی کٹی سنایا کرتے ہیں کہ صاحب انگریزی والے دہرم کو نہیں جانتے - بہلا ہم ایسے حضرات سے
دریافت کرتے ہیں کہ کیا کبھی آپ نے انکو دہارمک باتوں کے سننے کا موقعہ دیا ہے - کیا آپ نے انکو جین دہرم کی شکشا دلانیکا
کوئی انتظام کیا ہے اگر کیا ہے تو ظاہر کرو کہ کیا کیا ہے - اور اگر نہیں کیا تو ذرا شرم کرنی چاہیئے - اور بلا وجہ ان بیچاروں کی
گردنوں پر اپنے قصور کا بار نہ ڈالنا چاہیئے - قصور اپنا اور سر منڈھے غریب سنتان پر - بہلا یہ بھی کوئی انصاف ہے -
بھائی جین سماج کے ممبرو! یوں کام نہیں چلیگا ان طریقوں سے پربھاونا نہیں ہوگی - دہرم کا اُجالا اس طرح ہرگز نہیں ہوگا ان
تلوں کے اندر تیل نہیں ہے - اگر دہرم کی پربھاونا کرنی منظور ہے تو دنیا بھر کے جیون کو اپناؤ - انکو جین دہرم کے سدہانت
سکھلاؤ جین دہرم کی اہنسا کے جھنڈے نیچے لاؤ - اپنی ہونہار سنتان کو کٹر جینی بنانے کا انتظام کرو - ورنہ تمہاری موجودہ
کارروائیوں کا نتیجہ کچھ نہیں نکلیگا - بجز اسکے کہ تمہارا روپیہ یونہی برباد ہو جائیگا اور ایکسو سال سے پہلے ہی پہلے جین سماج کا نام
ہندوستان صفحہ ہستی سے بالکل مٹ جائیگا پھر یہ تمہارے مندر ہاتھی گھوڑے رتھ وغیرہ یونہی پڑے رہ جائینگے اور بس" پردیپ

اوشدہالیہ کس مرض کی دوا ہے!

جین متر کے نمبر ۷ صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ "بڑنگر میں پلیگ ہونے کے کارن دگمبر جین مالوہ پرانتک سبھا کا کاریالیہ اور شدہ
اوشدہالیہ اندور آگیا ہے" اس خبر سے شاید کسی کو کچھ خیال گذرا ہو یا نہ گذرا ہو - لیکن ہمکو تو یہ خبر بہت ہی کھٹکی ہے اور وہ
اس لئے کہ جب کام کرنے کے وقت اوشدہالیہ اپنے گھر کو چھوڑ کر چلدیا تو پھر اوشدہالیہ کس مرض کی دوا ہے - جبکہ پلیگ کی بیماری
نگر میں پھیل رہی ہے - باشندگان شہر پریشان ہیں - غریب لوگ بوجہ تنگی اخراجات علاج سے مجبور ہیں اور بلا علاج کے مر رہے
ہیں - ایسے وقت میں اس دیالو اوشدہالیہ کا اپنے لوگوں سے اوداسین ہو کر چلدینا کتنا بڑا انیائے ہے - اس نازک دور
مصیبت کے وقت میں اوشدہالیہ کا فرض تھا کہ وہ چار وید رکھکر بیماروں کا علاج کرایا جاتا - اور انکو دوائی و دیگر تسلی کیجاتی
لیکن اوشدہالیہ نے اس مقام سے ہی کنارا کر لیا - جین دہرم کی کرم فلاسفی کا سر دائی جین اوشدہالیہ موت کے ڈر سے بھاگ گیا -
یہ اسکی کمزوری ہے - اور دیا دہرم کے دعوے کا نمونہ ہے -

اور بعض دلا دیا جاوے کہ اصلی دھرم اور پربھاونا تو دنیا کے پردہ میں سے دور کیا جاتا ہے یہ بات کچھ ہم سے کہاں تک چھپی
سستہا ہوگئیں نہ سرے کیونکہ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ جینیوں میں نہ روپیہ کی کمی ہے نہ نشکی صرف ضرورت علم کی
ہے بلکہ سچ پوچھیے تو یہ سب خرابی روپیہ کی زیادتی نے ڈال رکھی ہے ہم لوگوں میں عام طور پر یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ علم کی
ضرورت صرف روپیہ کمانے کے لئے ہوتی ہے اور وہ روپیہ بھی بذریعہ ملازمت کما سکتے ہیں۔ اور چونکہ ہمارے پاس روپیہ کافی ہے
کسی کی نوکری ہم نہیں کرتی اسلئے کیوں لکھنے پڑھنے میں عمر کھپا دیں یہ ایسا ہی خیال ہے جیسا اوپر کہہ چکا ہوں کہ کوئی
شخص یہ سمجھے کہ مجھکو کیا پہلوانی کرنی ہے جو کثرت جسمانی کروں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ نوکری کے علاوہ اول تو علم آدمی
بمقابلہ بے علم کے ہر ایک کاروبار میں زیادہ کما سکتا ہے دوسرے دنیاوی فائدہ کو چھوڑ دیجئے یہ کتنی بڑی بات ہے کہ جب
جسکے سامنے دنیاوی فائدے ہیچ ہیں بلا علم کے حاصل نہیں ہو سکتا دین کی تعلیم میں روپے پیسہ کا سکہ نہیں چلتا بلکہ
گیان کا سکہ چلتا ہے پس اے بھائیو اے اہل برادری آپکا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنی قوم کے ایک ایک بچے کو علم کی دولت سے
بہرہ ور کر دو تاکہ وہ اپنی دنیاوی زندگی کامیابی و عزت کے ساتھ بسر کرتا ہوا جین مت کے سچے اصولوں کا پرچار بخوبی
کر سکے اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ اسکی قابلیت رکھے اور اسکی اکثر فلاسفی سے واقف ہو کر اسکا ثبوت دے سکے اور صرف یہی نہیں بلکہ
دنیا دیکھنا چاہتی ہے کہ اسکی عظمت کا سکہ جاوے اسکی صداقت کا ڈنکا بجاوے اور دوسروں کا کلیان کرتا ہوا اپنا بھی کلیان
کرے جس سے دنیا و عاقبت دونوں کو حاصل کرے۔ یہی اصلی پربھاونا ہے یہی جین دھرم کی سچی سیوا ہے۔

(نوٹ) بابو صاحب نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ حرف بحرف صحیح اور درست ہے۔ آجکل جین سماج میں دھرم کی پربھاونا کا ڈھنگ
بالکل ہی تبدیل کر دیا ہے۔ پربھاونا کی بیانک کا یا پلٹ کر دی گئی ہے کہ پربھاونا کے روپ میں اپربھاونا کی جھلک نظر
آنے لگی ہے ضرورت سے زیادہ مندروں کا بنوانا۔ مندروں کے اندر بلا ضرورت محض خوبصورتی اور سجاوٹ کی غرض سے
سونے چاندی کا کام کرانا۔ زردوزی چندوے پردے وغیرہ سونہرے چنور چھتر تیار کرانا۔ ہاتھی گھوڑے رتھ پالکی وغیرہ بنوا کر
نکالنے پر جا بجا تشہیروں میں روپیہ خرچ کرنا غرض بلا مطلب محض ناموری اور دلی شوق پورا کرنے کی غرض سے روپیہ خرچ کرنا ہی دھرم
کی پربھاونا کا ذریعہ سمجھا جانے لگا ہے۔ جسکی وجہ سے سماج کے اندر دھارمک کمزوریاں یا خرابیاں پیدا ہو گئیں ہیں۔ اصل
پربھاونا کے سرچشمہ کو سماج نے بالکل بھلا دیا ہے کیا سماج نے جین دھرم کی اصلی پربھاونا کا کوئی ذریعہ بنا رکھا ہے۔ جین
شاستروں کا پرچار کرنا جین دھرم کی عظمت کا سکہ عوام لوگوں کے دلوں پر بٹھلانا دنیا پر جیسا عیسائیوں نے اپنی مذہبی کتابوں
کا پرچار کیا جین دھرم کے اصول عوام لوگوں پر ظاہر کرنا۔ اور انکو جین دھرم کی تعلیم سے بہرہ ور کر دینا یہی جین دھرم کی
پربھاونا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اتنا تو کون کیا کریگا یہاں پنج چار کی پرواہ نہیں کر سکتے۔ سماج کے اندر بہت کم
اشخاص ایسے ہونگے کہ جو جین دھرم کی اصلیت سے واقف پائے جاوینگے ورنہ ان پڑھ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ اپنا دھرم
کیا ہے نہ یہ جانتے ہیں کسکو کہتے ہیں۔ وہ شخص کیوں کہلاتے ہیں جین دھرم کے اصول کیا ہیں ہمارا کیا فرض ہے وغیرہ

لگ اونکو بٹھلا سکتے تھے تو ونکی مورتی کا جو بجائے بھگوان کے مانی جاتی ہین سواری مین بٹھلانا کسی حد تک جائز ہو سکتا
تھا مگر بالکل نہین۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ تو ہمارا فعل ہے ہمارے فعل سے ونکا تیاگ کیسے ٹوٹ سکتا ہے تو اس لحاظ سے
سوتیا سیریون کا کپڑے پہنانا بھی جائز ہے۔ شاید جواب ملے کہ یہ پہنا دینا ہے لیکن یاد رہے کہ پہناؤنا ویسی گن کی ہونی
چاہیئے کہ جس گن کی وجہ سے ہم اونکو پوجتے ہین مثلاً ایک شخص نہایت اچھا گانیوالا ہے تو دوسرون پر اسکا پرہباو ڈالنے
کا یہی طریقہ ہے کہ لوگون کو اوسکا گانا سنوایا جاوے نہ یہ کہ اوسکو سجا بجا کر ایک کرسی پر بٹھلا دیا جاوے گانا تو درکنار پہلے
تک کی اوسکو ممانعت کر دی جاوے اور لوگون سے کہا جاوے کہ آؤ اور دیکھو۔ پس کوئی ایسا عمل جس سے گن کے بالکل عکس
باتین ایسے نمایان طریقہ سے نظر کے سامنے آوین کہ نگاہ اونہین پر پڑے اور اصلی گن چھپ جاوے کبھی پرہباؤ نہین پیدا کر سکتی
اسکا تو اثر الٹا پڑتا ہے۔ برخلاف اسکے اگر ایک چیز کے گرد و پیش اوسکی حالت کے موافق اور موزون ہون تو اوسکا اثر دوبالا
ہوجاتا ہے کیا کوئی جینی سچے جی سے کہہ سکتا ہے کہ جس شان و شوکت سے ہم بھگوان کی سواری نکالتے ہین اوس سے دیکھنے
والون کے دل پر بیتراگتا کا کچھ بھی اثر ہوتا ہے۔ اثر کہان سے ہو نظر تو ظاہری دھوم دھام اور زرق برق کی چکاچوند مین
ایسی غلطان و پیچان اور محو تماشا ہو جاتی ہے کہ وہان سے ہٹکر بیتراگتا کے موقعہ و مرکز تک پہونچتی ہی نہین میرے نزدیک
تو عوام ضرور یہ سمجھتے ہونگے کہ جینیون کے بھگوان پورے بیگرہ دھاری ہوتے ہونگے اور قدرتی حالت مین بھی اسیطرح ہاتھی گھوڑے
اونٹ بیل رتھ پالکی عصا علم باجے گاجے کے جلوس کے ساتھ نکلا کرتے ہونگے غیرون کا تو کیا ذکر ہے مین دعوے سے کہہ سکتا ہون
کہ خود جینی جو رتھ کے ہمراہ ہوتے ہین یہ نہین جانتے کہ ہم کس بھگوان کی سواری کے ساتھ ہین حالانکہ ایک معمولی بارات کو
سامنے سے گذرتے دیکھکر یہ تحقیق کئے بغیر نہین رہتے کہ یہ کس کی بارات ہے اور نوشہ کونسا ہے ذرا خیال فرمائیے کہ ایک
پرتما تو ایک مندر جی مین براجمان ہے جسکی دیوارون چھتون اور بیدی پر سونے چاندی کا کام ہو رہا ہے فرش سنگ مرمر یا چینی
کی ٹائیل کا ہے مخملی و زربفت کے پردے اور چندوے چاندی کے بانسون پر ریشمی ڈوریون سے کھچے ہوئے ہین اوپر نیچے آس پاس
اوپر نیچے سونے چاندی کے بہتر سنگھاسن چنور اور بہامنڈل ہین اور ایک پرتما ایک جنگل مین ایکانت کسی جگہ براجمان ہے
جہان اوسپر گرمی سردی پڑتی ہے بارش برستی ہے بجلی چمکتی ہے لیکن وہ آج سے کل اور کل سے پرسون یہانتک کہ مہینون
برسون اور صدیون تک اوسی ایک حالت اور دہیان مین نظر آتی ہے تو کسکا اثر زیادہ ہے اور کونسی اصل کا نمونہ ہین۔
ہم لوگ مورتی پوجن کے موافق یہ دلیل پیش کیا کرتے ہین کہ اس سے بھگوان کی پرجنیک حالت ہمارے سامنے رہتی ہے
بچاریئے تو سہی کہ اصل حالت کا نقشہ اوس مندر جی والی پرتما کے درشن سے روبرو آتا ہے یا اس جنگل والی کے درشن سے
اوہو ناظرین معاف کیجیے مین کہان سے کہان چلا گیا کہتا تھا کچھ اور کہہ گیا کچھ اور جو بات تعریف کے طور پر کر رہا تھا اوسنے
مذمت کا پیرایہ اختیار کر لیا۔ خیر باز آمدم بر سر مطلب۔ مدعا میرے کہنے کا یہ تھا کہ ہم جینیون کو صرف یہ ذہن نشین ہو جانا چاہیئے
کہ فلان کام مین ہم ہرچہ بادا باد روپیہ کی پرواہ نہین کرتے اندھا دھند خرچ کرنیکو تیار ہو جاتے ہین کاش اونکو ایکدفعہ جتلا دیا جاوے

یا دونون مین پبلک تعلیم کی ضرورت محسوس نہین کیگئی میرے خیال مین یہہ تعجب والی بات ہے۔ روپیہ کی بندشون مین کبھی نہین
ہندوستان کی اور قومون کے مقابلہ مین جینی لوگ مالدار آسودہ اور فارغ البال مین بہت کمی ہی کی نہین کیونکہ ہم دیکھتے
ہین کہ ہرسال ہزارہا روپیہ جینی لوگ بلکہ ایک ایک جینی جسکو وہ دہرم سمجھتے ہین اوسمین خرچ کردیتے ہین مثلاً پجا پرتشٹھا
ہین یا لاٹھ کے رتھ گہوڑے ہاتھی وغیرہ ہین۔ انکا پختہ خیال یہہ ہے کہ یہہ ہاتھی گہوڑے سنسار ساگر سے پار اتار سکتے ہین
بلکہ یہہ کہئے کہ اسکے لئے یہی کافی ہین۔ ایک لحاظ سے یہہ خیال کچھ غلط بھی نہین اصلی ہاتھی گہوڑے خواہ پانی مین ڈوب
جاوین لکڑی کے تو تیرتے ہی ہین اور اوروں کو تیر بھی سکتے ہین۔ انکو ایسا ضرور سمجھا گیا ہے گویا انکے بغیر تجارت ہی نہین
اور انکے حصول کے لئے کوئی دقیقہ جائز یا ناجائز باقی نہین چھوڑا جاتا۔ مجھکو ایک جگہ کا ذاتی علم ہے کہ وہان پر رتھہ نہین تہا
وہان کی برادری نے سوچا کہ رتھہ والے لوگ تو چند اپنے رتھون کے ذریعہ سے بہت جلد موکش پہونچ جاوینگے اور ہم پیچھے
رہجاوینگے۔ لہذا ایک رتھ ضرور تیار ہونا چاہیئے چنانچہ جو کچھ تھوڑا سا روپیہ مندرجی کا جمع تہا وہ لیا اور ایک پاٹ شالہ عمدہ
چل رہی تہی اوسکو بند کرکے اوسکے خرچ کی بچت کی۔ اور یہہ کل روپیہ دہلی بھیجدیا گیا۔ یہہ سب خرچ ہوجانے پر بھی کام ادہورا رہ
گیا۔ اب فکر پڑی کہ کیا کرنا چاہیئے بالآخر یہہ رائے قرار پائی کہ آس پاس سے ایک رتھہ منگا کر اتسو کئے جاوین اور جو روپیہ
چڑھے اوس سے کام پورا کروا یا جاوے۔ ایسا ہی ہوا۔ اور ایک مرتبہ نہین بلکہ کئی مرتبہ۔ جب دہلی سے روپیہ کی مانگ آتی
تو یہی کارروائی کیجاتی اور روپیہ اس تقاضا سے وصول کیا جاتا کہ جو بہائی روپیہ چڑھانیکے قابل سمجھا جاتا تو جب تک
وہ چڑھا نہ لیتا رتھہ اوسکے دروازہ یا دوکان کے آگے سے نہ بڑہایا جاتا۔ آپ یقین کرین کہ اکثر دفعہ رتھ معمولی راستہ چھوڑ کر ایک دوسرے
راستہ سے محض اس مطلب سے لایا گیا کہ اس راستہ پر ایک روپیہ والے کا مکان پڑتا تہا۔ ناظرین کیا منتون یا خود ہمارے لئے
یہہ کہنا بیجا ہوگا کہ بہگوان سے رتھہ کیلئے بھیک منگوائی گئی۔ یہہ خیال اور بھی کچھ ہوجاتا ہے جب ہم دیکھتے ہین کہ یا تو رتھہ کی
طیاری کے دنون مین وہان پر ہرسال بلکہ اکثر ہرسال مین دو مرتبہ اتسو ہوا کرتے تہے یا جب سے رتھہ طیار ہوچکا ہے جسکو
بہت سال ہوگئے ہین مشکل سے دو یا تین مرتبہ اتسو ہوئے ہونگے۔ کیا اسی کا نام پربہاونا ہے فضول ریت رواج یا بگڑیت
ہم بہگوان کی ویراگ اوستہا کو پوجنے والے ہین۔ اپنے سوتیامبر بہائیون پر ہمکو یہی اعتراض ہے کہ وہ پرتما کو سنگار دیتے ہین کیا ہم
اونسے کچھ کم ہین جیسا جلوس اور جیسے مندر ہم چند روز کیلئے بہگوان کے لئے طیار کردیتے ہین اس سے کہین زیادہ شاندار اور قیمتی
سازوسامان محل ماڑی چہوڑ کر اونہون نے دیکشا لی۔ وہ اپنی سنساری اوستہا مین راجہ مہاراجہ تھے اونکے پاس ایسے سامان
کی کیا کمی تہی۔ کیا اسکو انہون نے اسی لئے چہوڑا تہا کہ ہم اونکو پہر انہین چیزون اور بکھیڑون سے آراستہ پیراستہ کرین نہین
چیزون سے کیا بلکہ اصل کی نقلون سے اور کہلونون سے سانگ اور بہروپ سے۔ میرے نزدیک تو یہہ کارروائی محض نمائش
اور بے وقوفی نہین بلکہ ایسی نامناسب ہے جیسا کسی کے تیاگ کو توڑنا۔ جنگلون کے پرگرہ اور سواری کا تیاگ ہوتا ہے پہر انکو
پرگرہ مین ڈالنا اور سواری مین بٹھانا تیاگ کا توڑنا نہین تو اور کیا ہے۔ اگر اصل بہگوان سواری مین بیٹھ سکتے تھے یا سنساری

اس شادی میں ناچ تماشہ کچھ نہیں ہوا۔ بالکل سادگی سے شادی کی گئی لیکن قابل افسوس و تعجب یہ بات ہوئی کہ نرپوڑہ میں ابھی تک جین ریتی سے بواہ سنسکار کرنے کا رواج نہیں دیکھا گیا۔ ابھی تک وہاں پر گنیش پوجا کے ساتھ متہیات ریتی سے بواہ ہوتے ہیں۔ حالانکہ نرپوڑہ سے جین دھرم کا اخبار بھی جاری ہو چکا ہے اور وہاں کے چند اصحاب بہت بڑے دھرماتما بھی ہیں۔ لیکن پھر بھی متہیات کا اسقدر پرچار کہ بواہ سنسکار بھی متہیات پوجا سے ہی ہوتے ہیں۔ از حد افسوس کا باعث ہے۔ لالہ الفت رائے جی بوہانہ والوں کی کوشش سے بواہ سنسکار جین ریتی سے ہوا۔ اس موقعہ پر لالہ بنواری لعل جی نے مبلغ پندرہ روپیہ حسب تفصیل دان کئے۔ شری رشبھ برہمچریہ آشرم ۵ر جین اناتھ آشرم ۵ر سیادواد مہاودیالیہ ۳ر جین پردیپ ۲ر

ایک باراتی

(نوٹ) نرپوڑہ میں اور متہیات پر معلوم کر کے از حد دکھ ہوا۔ کیا لالہ مقصدی لال صاحب زمیندار وہاں کی کیفیت کا خاکہ کسی جین اخبار میں کھینچکر اس متہیات کے دور کرنے کی کوشش کرینگے۔ "پردیپ"

ناچ کی بہار

کہاتولی سے ہستناپور جاتے ہوئے قصبہ تیسنگ راستہ میں پڑتا ہے۔ یہاں کے لالہ چندن لال سے سنگھ ایک اچھے زمیندار ہیں۔ پچھلے دنوں آپکے یہاں لڑکے کی شادی تھی۔ بارات سلاوہ لالہ دسنگ لال جی کے یہاں گئی تھی چونکہ سلاوہ میں ناچ قطعی بند ہے اس غرض کو لیکر سلاوہ والوں نے آپسے درخواست کی کہ شادی میں ناچ نہ لاویں۔ لیکن لالہ صاحب نے سلاوہ کے غریب بھائیوں کی بات کو کانوں پر سے اتار ڈالی۔ اور من مانا ناچ کرا کر دم لیا۔ بارات کی شان کے واسطے باغ بہاری بھی لٹائی گئی۔ اور بارات بھی ایک اچھی تعداد میں لائی گئی۔ اور لالہ صاحب نے مبلغ عہ برہمچریہ آشرم اور اناتھ آشرم کو بھی دے ڈالے۔ لالہ صاحب کا یہ دان بڑا ہی پوتر دان ہے۔ جہاں صد ہا روپیہ ناچ کی وجہ سے رنڈی نقالوں کو نذر کر دیا۔ وہاں اسقدر رقم دیکر لالہ صاحب نے بڑی بہادری ظاہر کی جسکے لئے تمام جین قوم آپکی ممنون و مشکور رہیگی۔ اور اگر نہ رہی تو اسکی سخت احسان فراموشی ہے۔ **دوسرا باراتی**

(نوٹ) ہمکو اس خبر سے بہت دکھ ہوا ہے۔ لالہ چندن لعل سے سنگھ جی سے ہمکو ایسی امید نہیں تھی۔ ضرور اس میں کوئی بھید ہے کیا لالہ صاحب ہمکو تحریر فرمانے کی تکلیف گوارا فرماوینگے۔ "پردیپ"

برادری کے قابل توجہ چند ضروری باتیں

— گذشتہ سے پیوستہ —

از بابو جیومن لعل جی جین ایم۔ اے وکیل سہارنپور

اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہماری تعلیمی درسگاہیں ہیچ کیوں ہیں۔ کیا ہمارے پاس روپیہ نہیں یا روپیہ خرچ کرنا نہیں

آنکی عقلمند لوگ قدر نہیں کرتے۔ لیکن اب تو ہوا ہی کچھ ایسی چل رہی ہے کہ جو اپنی طرف کو اڑائے لئے جاتی ہے۔ اس ہمارے
سکول میں صرف مولوی صاحب اور پنڈت جی سکو چھوڑ کر جتنے بھی ٹیچر لوگ ہیں۔ اگر انکے فیشن کا نظارہ دیکھا جاوے تو تعجب
ہی کرنی پڑتی ہے۔ کیا مجال جو کسی بات میں ذرا بھی فرق آجاوے۔ ایسی حالت میں آپ خود وچار سکتے ہیں کہ ہم
طالب علموں پر انکے فیشن کا کسقدر پربھاو پڑ سکتا ہے۔ اور تو کیا ہمارے بورڈنگ کے سپرنٹنڈنٹ صاحب بھی فیشن کے لحاظ سے
ولایتی صاحبوں کو مات دیتے ہیں۔ غرض پتاجی یہ ایک نرالی دنیا ہے۔ جو اسکے اندر رہکر اس جیسا نہ بن جائے اسکا گذر ہونا
مشکل ہے۔ پوجیہ ماتا جی کی طبیعت اچھی ہے۔ یہ معلوم کرکے تسکین ہوئی۔ انکی سیوا میں میرا پرنام پہونچے۔ پیارے ملک کو پیار
کر دینا۔ اور جسوقت آپ تشریف لاویں تھوڑا سا تازہ گھی ضرور لیتے آویں کیونکہ یہاں عمدہ گھی نہیں ملتا۔ میری صاف
گوئی کا خیال نہ فرماویں۔ جواب ضرور مرحمت فرماویں۔ باقی پرنام۔ آپکے چرن کملوں کا داس آپکا پیارا پتر پرکاس ۲۰/۷/۱۱

کھلی چٹھی بنام منیب صاحب کوٹھی آنند جی کلیان جی

مورخہ ۱۵ فروری ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱ پر ایک مضمون جسکا ہیڈنگ "ایک جینی جتی کا مردہ جسم جانوروں نے کھا لیا" پڑھکر ہر دھرمی کی آتما شد
جین سبھا نے بڑا شوک پرگٹ کیا کہ باوجود ایک مان سنگھ کے اطلاع دینے کے بھی منیب صاحب نے جین جتی کی لاش کے
جلانے میں ذرا توجہ نہیں کی۔ حالانکہ منیب صاحب کو اپنی جیب خاص سے ایک کوڑی بھی خرچ کرنی نہیں پڑتی تھی۔ منیب صاحب
کا ایسا سلوک کرنا دھارمک اصول کے برخلاف ہے۔ کچھ عرصہ ہوا کہ لودھیانہ میں پلیگ پھیلنے کے موقع پر آریہ سماج کے ممبروں نے
یہ اعلان کر دیا تھا کہ ہندو ماتر میں سے جو آدمی لاوارث فوت ہو جاوے۔ اسکا داہ کرم اپنی جیب خاص سے کرنے کو تیار ہیں چنانچہ
انہوں نے قومی جوش میں چندہ جمع کرکے کتنے ہی لاوارث مردوں کو کفن کاٹھی سے مزین کرکے سواہا کروا دیا۔ اگر جین جتی کے مردہ
جسم کے ساتھ منیب صاحب نے ایسی غفلت اور لاپرواہی ظاہر کی ہے۔ تو ہمیشہ کیلئے جین سوتیامبر آمنا کے انتظام پر کلنک
کا ٹیکا لگوایا ہے۔ اس واقعہ سے جین سوتیامبر سماج کے دھرماتما لوگوں اور خاصکر لالہ گنگا رام بنارسی داس انبالوی اور لالہ بوٹا لال
امرتسری کو ایسے حالات کی تفتیش کرنی چاہیئے۔ اگر یہ واقعہ سچا ہے تو منیب صاحب سے باز پرس کرنی چاہیئے۔ تاکہ آئندہ
کو ایسا ناخوشگوار واقعہ ظہور پذیر نہو۔ ورنہ صحیح صحیح واقعہ دریافت کرکے بذریعہ جین پردیپ پبلک کا شک رفع کر دینا چاہیئے

قوم کا سیوک منشی رام کھنڈیلوال آرہتی

(نوٹ) معاملہ کی تفتیش ہو کر اصلیت ضرور کھلنی چاہیئے۔ ورنہ یہ کلنک منیب صاحب کی مہربانی سے بہت برا لگا ہے۔ دیا دھرم کے ماننے
والی جین سماج کی طرف سے ایسا ہو تو کسقدر برا ہوا ہے۔ یہ ہر ایک بھائی خود خیال کر سکتا ہے۔ منشی رام جی نے لودھیانہ
کی آریہ سماج کی تمثیل دی ہے کہ اسنے پلیگ کے دنوں میں بہت سے مردوں کا جسم اپنے خرچ سے جلوا دیا۔ دراصل زندہ سماج ایسے ہی کام کیا کرتی
ہیں لیکن منیب صاحب کی اس کارروائی نے (اگر وہ سچی ہے) تو سماج بھر کو بدنام کر دیا ہے۔ یقین ہے کہ اس معاملہ کا فیصلہ جلد کیا جاویگا

پوجیہ پتا جی! حالانکہ میں نے آج کل فیشن اختیار کر لیا ہے۔ اور میرے بال رکھے ہیں لیکن دیگر طالب علموں کا یہ سلسلہ
کہ کیا کچھ سوچ اُٹھاؤ سو اختیار نہیں کیا۔ بلکہ اس سے علاوہ دن رات محنت کرتا ہوں۔ اور کتاب کا کیڑا بنا رہتا
ہوں۔ حالانکہ یہ سب لڑکے یہاں ایسے بھی موجود ہیں کہ جو فضول کی باتوں میں رہ کر قیمتی وقت ضائع کرنیکے علاوہ
دوسرے لڑکوں کا وقت بھی شور و غل کر کے کھو دیتے ہیں لیکن آپ یقین کیجئے گا کہ ایسے بُرے لڑکوں کا اثر مجھ پر ذرا بھی
نہیں ہوا۔ اور نہ ہونیکی اُمید ہے کیونکہ میں وقت کی بہت قدر کرتا ہوں۔ اور اپنا وقت بجز لکھنے پڑھنے کے اور کسی بھی
کام میں نہیں لگاتا۔ حالانکہ بُرے لڑکے یہ چاہتے ہیں کہ میں بھی اُنکے جیسا بن جاؤں اور اپنے قیمتی وقت کو اُنہی کی طرح
گنوا دوں لیکن مجھے ایسا کرنا ہرگز بھی منظور نہیں ہے۔ میں اُن لڑکوں سے بالکل علیحدہ رہتا ہوں حالانکہ میری علیحدگی
اُنکو بہت بُری طرح سے کھٹکتی ہے۔ اور وہ طرح طرح کی کوششیں کرتے ہیں۔ لیکن ایک میں ہوں کہ جہاں لوگوں کے درمیان
رہ کر بھی ان سے بالکل جُدا رہتا ہوں اور اپنے قیمتی وقت سے اپنا ضروری کام نکالتا ہوں۔

پوجیہ پتا جی! آپ کو کیا خبر ہے کہ یہاں کی دنیا کیسی ہے۔ اگر سچ پوچھا چاہتے ہو تو یہاں کی متھرا گوکل سے بالکل نیاری ہے۔
اس دنیا میں جسکو آنا اور رہنا پڑتا ہے وہی اصلیت سے واقف ہوتا ہے۔ آپ دو چار مہینے میں آئے اور ایک روز ٹھہر کر چلے گئے
اس سے آپکو کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ یہاں کا رنگ ڈھنگ یہاں کی چال ڈھال اور یہاں کے لڑکوں کا چال چلن کیسا ہے
اگر کوئی مجھ سے دریافت کرے تب میں بتلا سکتا ہوں اور اصلیت کو ظاہر کر سکتا ہوں۔ کہ یہاں کی اصلیت یہ ہے۔

پوجیہ پتا جی! آپنے جگدیش پرشاد کے بناؤ سنگار کی طرف میرا دھیان دلایا ہے۔ کہ اُسنے کس طرح سے اپنی زندگی ایک مصیبت
کی زندگی بنالی ہے۔ اور اللہ کرایا ہم کے اپنا بالوں پر پانی پھیر دیا ہے۔ لیکن یہاں پر تو اُس سے بھی بڑھکر شوقین موجود ہیں۔ اور
اچھی زندگیوں کو مصیبت کی زندگی بنا رہے ہیں جنکی حالت کو میں ہمیشہ دیکھتا ہوں اور افسوس کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا
کیا بنیگا۔ اور اُنکی زندگی کس طرح سے گذریگی لیکن یہ آپ اطمینان رکھئے گا کہ اُنکی بناوٹ کا مجھ پر ذرا بھی اثر نہ ہوا اور نہ ہوگا۔
یہ میں خود جانتا ہوں اور خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ فیشن کی وجہ سے بہت نقصانات اُٹھانے پڑتے ہیں۔ اور ایسا ہوتے
ہوئے دیکھ بھی رہا ہوں لیکن کیا کروں مجبور ہوں۔ "جیسا دیش ویسا بھیش" کے مطابق چلنا ہی پڑتا ہے۔ اسکے چھوڑ بلا
دیگر لڑکوں میں ندامت اور شرمندگی اُٹھانی پڑتی ہے جسکے لئے میں تیار نہیں ہو سکتا۔ اس تیار نہ ہونیکو خواہ میری
کمزوری کہئے یا کہ اوٹ۔ لیکن اسکے علاوہ مجھ میں اور کوئی کمی نہیں ہے۔ اور نہ ہونیکی اُمید ہے۔ آپنے جس لڑکے کا میرے
کمرے میں ہونیکا ذکر کیا ہے۔ وہ لڑکا ایک اچھے گھرانے کا ہے لیکن چند بُرے لڑکوں نے اُسکو ورغلا رکھا ہے۔ اور اُسکی
تعلیم کا ستیاناس کر رہے ہیں۔ میں نے اسکو سمجھانے کی کوشش بھی کی لیکن ابھی تک کوئی عمدہ نتیجہ نہیں نکلا۔ بلکہ
وہ بُرے لڑکے مجھسے رنجش رکھنے لگے جسکی وجہ سے میں نے اس طرف سے اپنی توجہ ہٹالی ہے۔ اور اب وہ لڑکا بھی
کچھ سمجھا جاتا ہے۔ پوجیہ پتا جی! خواہ یہ بالکل سچ ہو کہ بُرے لڑکے بناؤ سنگار کرکے اپنے عیبوں کو چھپاتے ہیں اور

بیٹے کا خط باپ کے نام

پوجیہ پتا جی پرنام! آپکا نصیحت نامہ پہونچا۔ میں نے اسکو چند مرتبہ پڑھا اور کافی غور کیا لیکن ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں کر سکا کہ آپکا خیال کہاں تک ٹھیک ہے ممکن ہے کہ میری ناکامیابی کا کارن یہی ہو کہ جو آپنے تحریر فرمایا ہے مگر میں کیا کروں۔ [illegible] جان مشکل میں ہے میں عجیب کشمکش میں ہوں۔ جب آپ کی نصیحت پڑھتا ہوں تو دل فیشن کے جال سے نکلنے کو تیار ہو جاتا ہے لیکن جب سکول کے ہنگامے کو دیکھتا ہوں تو یہی دل چاہتا ہے کہ فیشن کو ترک کرنے کے بجائے اور ترقی دوں۔

پوجیہ پتا جی! یہ بالکل سچ ہے کہ جب میں لوکل سکول میں پڑھتا تھا تب بہت سادگی سے رہتا تھا اور ہمیشہ امتحان میں کامیاب ہوتا تھا۔ لیکن اس کامیابی کا کارن محض میری سادگی ہی نہیں تھی بلکہ دن رات کی لگاتار محنت اور کوشش بھی اور وہ محنت میں یہاں بھی کرتا ہوں بلکہ زیادہ کام ہونے کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ محنت کرتا ہوں۔ پھر بھی اگر میں ناکامیاب ہوتا ہوں تو یہ میری بدقسمتی کہنی چاہیئے۔ اور کیا۔

میرے خیرخواہ پتا جی! یہ میں جانتا ہوں کہ فیشن کا مرض طالب علموں میں [illegible] ہے اور بڑھتا جا رہا ہے اور اس سے نقصانات بھی بہت سے ہیں۔ لیکن یہ بھی نا ممکن بات ہے کہ جو زمانہ کے مطابق [illegible] وہ اسی پرانی لکیر کو پیٹتا جائے۔ [illegible] جہاں پڑھتا تھا تب ایک میں ہی کیا بلکہ اس سکول کے کل طالب علم میرے جیسے [illegible] پڑھتے تھے۔ اور بہت بری طرح سے رہتے تھے۔ جنکو دیکھا دیکھی مجھے بھی ویسا ہی رہنا پڑتا تھا کبھی کسی طرح کے فیشن کا خیال بھی بھول کر بھی نہ آتا تھا۔ لیکن یہاں آکر کل رنگ بدلا پایا۔ یہاں کے کل طالب علم [illegible] ڈھنگ میں نظر آئے فیشنیبل سر کے بال۔ فلیٹ کیپ۔ کالر۔ ٹائی۔ چشمہ۔ کنگھا۔ تیل۔ لوینڈر۔ غرض ہر ایک [illegible] ہر ایک سامان موجود۔ میں شروع شروع تو اپنے اسی طریقے سے رہا لیکن صدہا لڑکوں کے درمیان جب اپنے کو بالکل جدا شکل میں پایا تو مجھکو کچھ شرم معلوم ہوتی۔ اور دوسرے یہاں کے طالب علم میری طرف کو انگلی اٹھاتے۔ اور جو میرے دوست بن گئے تھے وہ ہمیشہ [illegible] کرتے اور کہتے کیا تم بھی کچھ آدمی میں آدمی ہو۔ کیا دیہاتی زندگی لئے پھرتے ہو۔ سر پر تمہارے بال نہیں گلے میں تمہارے کالر نہیں۔ ٹائی نہیں۔ نہ تمہارے کمرہ میں میز ہے۔ نہ کرسی ہے۔ نہ آئینہ ہے۔ نہ کنگھا ہے۔ جب تم ایسے بھدے طریقہ سے رہنا پسند کرتے تھے تو گھر سے باہر کیوں نکلے تھے۔ وہیں کسی پرانے زمانہ کے مولوی سے کچھ پڑھ پڑھا کر اپنے کاروبار میں لگتے۔ اور بنئے بقالوں والی زندگی بسر کرتے۔ اب اگر یہاں پڑھنے کے لئے آئے ہو تو آدمیوں کی طرح سے رہو فیشنیبل بال رکھو تیل لگاؤ صابون ملو۔ غرض جس طرح دیگر طالب علم رہتے ہیں اسی طرح سے رہو۔ ورنہ تمہارا اس بھدے اور بھونڈے طریقے سے رہنا ہمکو کسی طرح سے بھی منظور نہیں ہے۔ اس طرح سے کہہ کہہ کر یہ لوگ مجھکو [illegible] کرتے تھے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھکو اپنی سادگی بالکل چھوڑ دینی پڑی۔ اور فیشن کا متوالا بن جانا پڑا۔

خبرونکا گلدستہ

ادھر ضلع ہوشیارپور میں سب آفس اور تار گھر کھل گیا ہے۔ جسکے لئے لالہ درگاداس جی جین کھنڈیلوال نے اپنا عالی شان مکان بہت تھوڑے کرایہ پر عطا فرمایا ہے۔ جسکے لئے پبلک آپ کی مشکور ہے۔

اندور کے کل ہوش دان پیرائے بہادر سیٹھ حکم چند جی نے موجودہ جنگ میں ۹ لاکھ روپیہ عطا فرمایا ہے۔ راج بھگتی۔

شسشن جج سیمبل پور نے مانک تن نامی کے سادھو کو جسکی عمر بمشکل تمام ۲۵ سال ہوگی ایک عورت کو قتل کرنیکے جرم میں پھانسی کی سزا دی۔ یہ ہے آج کل کے سادھوؤں کی کرتوت۔

گورنمنٹ ہند کے دفاتر ۲۷ مارچ کو دہلی میں بند ہوکر ۲۹ کو شملہ میں کھلینگے۔

گورنمنٹ ہند نے موجودہ جنگ کے اخراجات کے لئے گورنمنٹ برطانیہ کو ۱۰ کروڑ پاونڈ یعنی ڈیڑھ ارب روپیہ دینے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ یہ درخواست گورنمنٹ برطانیہ نے خوشی کے ساتھ منظور کرلی ہے۔

میسور کے پنڈت تروین ملاچ آچاریہ نے تیس ہزار روپیہ میسور یونیورسٹی کو اس غرض سے دان دیا ہے کہ اس روپیہ سے سنسکرت ودیا کا پرچار کیا جاوے۔

۱۱ مارچ سنہ ۱۹۱۷ء کو دوپہر کے وقت انگریزوں نے ترکوں کا بغداد شہر فتح کرلیا ہے۔ اس فتح میں ہندوستان کے بہادروں نے بہت زیادہ حصہ لیا ہے۔

ضرورت ہے ایک پنجابی نوجوان تندرست خوبصورت موہڑہ بھابڑہ جینی کیلئے ایک شریف خاندان لڑکی کی۔ لڑکے کی تعلیم ایف اے تک ہے۔ اور بذریعہ تجارت مبلغ للعہ روپیہ ماہوار کی مستقل آمدنی رکھتا ہے۔ مفصل حالات کیلئے حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں۔ منیجر پنجاب شادی ایجنسی ع۲۹ لاہور۔

خوشی کی بات ہے کہ سمانہ کی جین سوتیا مبر بھائیوں نے برادری کے رسم و رواج میں بہت کچھ سدھار کیا ہے۔ انکی دیکھا دیکھی وہاں کے وشنو بھائیوں نے بھی چند انتظام کئے ہیں یعنی رنڈی۔ نقالوں کا ناچ بند۔ اور آتش بازی بالکل بند تیل کا خرچ مختصر کردیا ہے اور باڑہ کے وقت صرف آدھ آنہ فی کس رکھا ہے یقین ہے کہ دیگر اخراجات پر بھی برادری نظر ڈالیگی۔ رکھی رام جین۔

غازی آباد میں شری جین مندر کی بنیاد متی چیت بدی دوج مطابق ۱۰ مارچ ۱۹۱۷ء کو غازی آباد میں شری جین مندر کی بنیاد بڑی شان و شوکت کے ساتھ بوقت دوپہر دو بجکر ۲ منٹ پر بذریعہ پنڈت گوری لعل جی رکھی گئی۔ یہ ایسا مقام تھا کہ جہاں بہت عرصہ سے کوئی جین مندر نہیں تھا لیکن ہماری خوش قسمتی سے بابو سمبھو لال جی جین ڈپٹی کلکٹر وہاں تبدیل ہوکر آئے جنکی کوشش سے یہ شُبھ کارج ہوا۔ یقین ہے کہ جین سماج غازی آباد کے بھائیوں کو حتی الامکان امداد دیگی۔ جگناتھ جوہری۔

मुंबईवैभव प्रेस.

اوسکا [illegible] ہے یہی شہرت ہے کہ قانون لیکے اگر ایک طالب علم [illegible] کہ جرم مین سزا پاجاوے تو تمام
جس مدارس جملہ مدارس کا نام [illegible] یہ کیفیت تمام اہرام کے متعلق تصور کیجاوے ایک کی سزا پانے سے دوسرے عبرت کا سبق حاصل
کرین تو صورت مین جرائم کا انسداد بخوبی ہوسکتا ہے اور اگر دوسرے سزا پانے سے عبرت کا سبق حاصل نکرین۔ تو اس سے بڑھکر
کوئی ناعاقبت اندیشی نہین ہوسکتی۔ نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ دوسرون کی سرگذشت سے انسان عبرت حاصل کرے
لہذا آپکو افعال بد یعنی جرائم سے بچاوے۔

تقریر اور تحریر

اعلی درجہ کا مہذب انسان وہی ہے جسکی تقریر اور تحریر دونون مین بلحاظ شائستگی مطابقت ہو یعنی جیسی اوسکی تقریر متانت اور شرافت
کے خیالات سے پُر ہو ویسی ہی اوسکی تحریر بھی ہو بلکہ اوسکی تقریر کا فوٹو ہو۔ اسکے علاوہ مہذب انسان کی یہ بڑی بھاری علامت ہے
کہ اوسکی تقریر اور تحریر مین کوئی بات نفاق انگیز اور شرارت انگیز نہو۔ اور اسمین کوئی بات مفسدانہ تحریک کی نہو جس انسان کی تحریر
اور تقریر مین یہ خوبی پائی جاوے کہ وہ کسی حالت مین منشاء قانون اور تہذیب و اخلاق سے گری ہوئی نہو۔ وہ اعلی درجہ کی
تعریف کے قابل ہے ایسے ہی انسان اعلی درجہ کے اعزاز حاصل کرتے ہین اور اونہین کا اعتبار پبلک اور گورنمنٹ کے نزدیک ہوتا
ہے جنکی تحریر اور تقریر شائستہ ہوتی ہے اور جسمین خیر خواہی سرکار اور ہمدردی ابنائے جنس کے خیالات موجود ہوتے ہین۔ وہ تقریر
کس کام کی جس سے شرارت ٹپکتی ہو۔ اور وہ تحریر کس مصرف کی جسکے ذریعہ شرارت انگیز خیالات کا اظہار ہو۔ ہر شخص کو لکھنے سے پہلے سوچنا
چاہیے کہ وہ کیا لکھ رہا ہے۔ اگر انسان تحریر اور تقریر مین کوئی غلطی نکرے اور اوسکی تحریر اور تقریر شرارت سے خالی ہو تو وہ اعلی درجہ
کی کامیابی دنیوی کاروبار مین حاصل کرسکتا ہے اور دنیا مین اوسکا انجام بھی بخیر ہوتا ہے جتنی خرابی پیدا ہوتی ہے بلا سوچے
بولنے اور بلا سوچے لکھنے سے ہوتی ہے۔ وہ قلم ٹوٹ جانیکے قابل ہے اور وہ زبان جل جانیکے قابل ہے کہ جو شرارت انگیز خیالات کے اظہار
کا ذریعہ بنے۔ ایسے اشخاص سخت قانونی سزائین پاتے ہین جنکی قلمین اور جنکی زبانین قابو مین نہین رہتین۔ اور دنیا مین بھی رسوا ہوتے ہین۔

دیوبند مین رنڈیون کے ناچ کی دہوم دہام

کچھ عرصے سے دیوبند کے ہندو لوگون نے رنڈی کے ناچ سے نفرت کرکے اپنے بیاہ شادیون مین اونکا نچانا بند کردیا تہا صرف کچھ چھوٹی بہائی بڑی
رنڈیان نچایا کرتے تھے لیکن پارسال سے جینون نے بالکل ناچ موقوف کردیا۔ اور ان کے یہان اب بے ناچ کے شادیان ہونے لگین
مگر ویشنو بہائی پھر ناچ کے شوقین بننے لگے اور اپنا روپیہ گڈھون مین لگانے لگے۔ ماہ گذشتہ مین ایک یہان کے [illegible] ویشنو بہائی کے
لڑکے کی شادی تھی۔ اس شادی مین آپنے وہ ناچ کرایا کہ شہر بھر مین دہوم مچ گئی [illegible] مین انکا نام ہوگیا [illegible] ناچ [illegible]
انکو بہت کچھ کہا گیا اور جس لڑکے کی شادی تھی اوسنے بھی منع کیا لیکن کسی کی بات نہ سنی گئی۔ اور رنڈیون کو بڑی شان کے ساتھ نچایا گیا

یا کل گہٹ جانے یہ خیال تو مجھون کا بہت رہا ہے۔ لیکن ابھی اس خیال مین زیادہ ترقی نہین کی گئی۔ ابھی تک دو چند ہی دولتمند
چند صاحبان کی نظر پہونچی ہے۔ اگر یہ خیال اور آگے بڑہ گیا تو جین سماج کے خاص منڈلیون مین رنڈیون کا ناچ بند کریگا۔ ایسا یقین
ہوتا ہے۔ مجکو دو ایک مثالون کا خیال آتا ہے کہ لالہ امیچند جی نے دہلی کی سناتن دہرم سبھا کے ان ممبرون سے جو کہ ڈپوٹیشن کیساتھ ہی سیوا
مین اس غرض کو لیکر حاضر ہوئے تھے کہ آپ اس شادی مین رنڈیون کا ناچ نکالیں۔ اور آپنے وعدہ کر لیا تھا کہ ہم ہرگز ناچ نکرائینگے۔ اور
دو باتون مین رہ جائینگے پھر کیون ایسا کیا۔ کیا وعدہ اسی کا نام ہے۔ ٹھیک ہے۔ بڑے بزرگون کے بڑے بول۔ مجکو امید ہے کہ ناچ کے
شوقین اس خبر کو گہری نظر سے پڑھینگے۔ لالہ نارسنگ جی نے اگر ناچ نہین کرایا تو کوئی تعجب کی بات نہین ہے۔ آپکی قومی ہمدردی سے
اس بات کی امید ہرگز ہی نہین ہوسکتی کہ آپ کبھی خواب مین بھی ناچ کرائینگے۔ آپ کو قوم کی موجودہ حالت کا ہروقت خیال رہتا ہے۔ آپ ایک نوجوان
اور پروپکاری پرش ہین۔ اب رہا لڑکی کے بہائیون کا فعل۔ اسپر جسقدر بھی افسوس کیا جائے وہ تھوڑا ہے۔ ایسے لوگون کو چاہیے کہ ہر
جس جگہ رشتہ کیا کرین وہان سے چپ چپ کچھ ضروری اخراجات کے لئے پہلے ہی لے لیا کرین۔ بعد مین لوگون مین کرنے سے رنج بڑہتا ہے
اور دینے والے کو دکھ ہوتا ہے بمعمول حلوائی وغیرہ کا خرچ لینا تھوڑا ہے۔ ہماری اپنی رائے ہے کہ کہی ملکہ نذر سیدہ وغیرہ کے کل دام لئے جائین
لڑکی کی پرورش کا حق لیا جائے اور اگر ہو سکے تو کل برادری کے لئے بھی کچھ نہ کچھ بیٹے والے سے وصول کیا جائے لیکن یہ سب کچھ شادی
سے پہلے لیا جائے ورنہ بعد مین سوائے لڑائی جھگڑے کے اور کچھ ہاتھ نہین آئیگا۔ پردیپ۔

ایک جین ماتا کا ایک لاکھ روپیہ کا دان

محترم ایڈیٹر جے جیندر۔ آپ پر اور نیز جین سماج پر یہ تو بخوبی ظاہر ہے کہ ہم لوگ اسوقت کتنے گرے ہوئے ہین۔ ہماری موجودہ حالت
افسوسناک اور رلا دینے والی ہے لیکن شکر ہے کہ اب کچھ بیداری کے سامان نظر آنے لگے ہین۔ آپکو معلوم ہے کہ الہ آباد جیسی مشہور جگہ مین
ایک جین بورڈنگ موسومہ سمیر چند دگمبر جین بورڈنگ ہاؤس کرنیل گنج مین واقع ہے۔ جہان بغیر کسی فیس وغیرہ کے جین اور اجین طالب علم
رہتے ہین۔ یہ بورڈنگ بھارت دیوی۔ ہماری پوجیہ ماتا شریمتی دہرم پتنی سورگیہ لالہ سمیر چند جی رئیس نے اپنے پتی دیو کی یادگار مین
قایم کیا ہے۔ آج ابھی پوجیہ ماتا نے بھائی کیلاش چندر کو گود لیا ہے۔ اس خوشی کے دعوت کے ساتھ ہی ساتھ شریمتی جی نے ایک کام
اتنا بڑھیا کیا ہے کہ جو بڑے بڑے دولتمندون کے خواب مین بھی نہ آیا ہوگا۔ خوشی کی بات ہے کہ شریمتی جی نے اس موقع پر ایک لاکھ روپیہ
ودیا دان کیلئے نکالا ہے اور ارپن کر دیا ہے۔ گو ابھی یہ ظاہر نہین کیا گیا کہ یہ روپیہ کس طریقہ سے خرچ کیا جائیگا لیکن یہ پختہ یقین ہے
کہ یہ روپیہ جائز طور سے ودیا کی ترقی مین لگایا جائیگا۔ دہنیہ اس پیر ماتا کو کہ جنہے ایک معقول رقم ودیا دان مین دیکر اپنا جنم سپھل کرتے
ہوئے قوم کو فائدہ پہونچایا۔ اور دیگر دولتمندان کے لئے دان کا راستہ صاف کیا۔ اس موقع پر یہان کے جین بورڈرس نے آج کے
دن بابو رتن لعل صاحب جین بی ایس سی کی پریذیڈنسی مین ایک سبھا کی۔ اور شریمتی جی کا شکریہ ادا کیا۔ اور بابو پرم چند جی سوگانی
بی ایس سی کی معرفت شکریہ کا پرستاو بھیجنے کے لئے منظور کیا۔ بندہ پھول چند جین بورڈنگ ہاؤس الہ آباد۔

تماشہ کے ساتھ رونق افروز محفل تھے۔ اور ماں باپ تماشا دیکھ رہے تھے کہ نوجوانان محفل کے دلوں کو بہکانے والی بیہودہ حرکات کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے اور تمام لوگ دھرکتے ہوئے دل سے سب کچھ دیکھ رہے تھے اور وہ اپنا وقت بے دریغ ضائع کر رہے تھے ان کو ان کو دل کو "کا مشغلہ جاری تھا کہ یکایک ناچ گھر میں آگ لگنے کا شور بلند ہوا۔ تنگ میں بھگدڑ پڑ گیا۔ اس گھبراہٹ اور پریشانی میں چند ایک اہل بارات اور اہل بستی کے چوٹیں آئیں اور نقصان ہوا۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس آتش زدگی کا اصلی سبب کیا تھا لیکن جہاں تک خیال دوڑتا ہے یہ کمینہ حرکت ضرور کسی ایسے شخص کی ہے جسکو دل کھول کر دیکھنے کا موقع نہ ملا ہوا اور اس نے طریقہ پر اپنے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہوں غرض کچھ بھی ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ یہ سب کچھ رنڈی کے ناچ کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔ معزز ناظرین آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ ہر مہینہ ہر ہفتہ ماننے والے جینو اس انس اتاری گو ہم لکھ فرقہ کو بھی کا طرح کا لکی کارہ یہ کہلا کر کیوں باپ کی پوٹ اپنے سر پر رکھتے ہو کیوں اپنے دھن کے بل سے جیو ہنسا کراتے ہو تمہارے دھن کا دسواں حصہ گھوسی میں خرچ ہوتا ہے۔ یہ کتنا بڑا پاپ ہے۔

(تصویر کا دوسرا رخ) اس بارات سے دو یوم پیشتر اسی بستی میں ایک بارات سہارو ضلع سہارنپور سے آئی تھی لالہ نا ہر سنگھ جین ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ کے برادر زادہ کی شادی تھی جس میں کسی پرکار کا کوئی بھی ناچ تماشہ یا رنڈی بھانڈ ونکا کہیں نہیں کرایا گیا بارات مختصر تھی۔ بیٹی والے نے خوب میزبانی کا حق ادا کیا۔ اور اہل بارات د مقصود کو حاصل کر کے بخیر و خوبی اپنے گھر واپس آگئے۔

(آپ کے تصویر کا تیسرا رخ بھی دیکھتے جائیے) ۲۳ر فروری کو ایک بارات دیوبند سے کلکولی جو کہ بستی سے ٹھیک ۲ میل کے فاصلہ پر گئی تھی بارات مختصر اور بلا ناچ کے تھی لیکن کلکولی کے بھائیوں نے اور خاصکر بیٹی والے نے حتی الامکان اس بات کی بہت کوشش کی کہ دیوبند کی برادری کا دستور العمل توڑ پھوڑ دیا جائے۔ اور انکو خوب دل کھول کر لوٹا جائے۔ اس منشا کو لیکر جب بارات گئی تھی۔ اور جب تک وہاں رہی۔ ہر وقت روپیہ کے لینے کا سوال جاری رہا۔ لاؤ دس روپیہ۔ لاؤ پندرہ روپیہ۔ لاؤ حلوائیوں کی مزدوری لاؤ کہار کی پانی بھرائی۔ غرض ان کی لاؤ لاؤ ہر وقت جاری رہی لیکن دیوبند والوں نے صاف لفظوں میں کہدیا کہ ہم خلاف قواعد برادری دیوبند کے نہ ایک کوڑی دینگے۔ اور نہ ایک کوڑی لینگے اسپر یہ لوگ دنگا فساد کرنے کیلئے آمادہ ہو گئے اور خوب ہاتھ پیر پٹخنے لگے لیکن چند اصحاب کی وجہ سے زبردستی شانتی کرائی گئی۔ اور شانتی کے ساتھ کچھ دے دلا کر پیچھا چھڑایا گیا۔ مرسلہ ایک جین سیلاد جیلاشی (دوشی) جین قوم کے محبوں! آنکھیں کھولو۔ اب تمہارے سونے کا وقت نہیں رہا۔ "دہلی کی بارات اور رنڈی کا ناچ" اس سے قبل کچھ ہم بذات خود اس جگہ کو دیکھ کر آئے ہیں کہ جہاں پر اس ناچ کیلئے ناچ گھر بنایا گیا تھا یہ جگہ ٹھیک شری جین مندر کے سامنے ہے جس سے جینیوں کی دور اندیشی کا ایک اچھا خاصہ ثبوت ملتا ہے کہ جہاں ایک طرف ویراگ اور شانتی کا سبق ملتا ہے۔ وہاں اور اس کے ٹھیک سامنے کیوں نہ راگ اور ویبھچار کا سکول جاری کیا جائے۔ خواہ وہ دو چار روز کے ہی لئے ہو لیکن ہو ضرور۔ راگ کی چاشنی ذرا سی ہی کافی ہوتی ہے گویہ بیہودہ کو دو ماشہ مشک خراب کر دیتی ہے بہت سی مٹھائی کو ذرا سی تلخی بگاڑ دیتی ہے۔ اسی طرح سے عرصہ دراز کی ویراگ شکشا کو ایک دم کی راگ تعلیم بھرشٹ کر دیتی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو لوگ سب ویراگی بن جائیں اور جین سماج

پر لڑکا بہت عرصہ تک لا اولاد رہتا ہی ممکن ہے۔ اور اگر بچہ ہوا بھی تو وہ زندہ نہیں رہ سکتا اور اگر زندہ بھی رہ گیا تو بہت
کمزور رہیگا۔ اور ہزاروں امراض میں مبتلا رہیگا۔ دیکھو کیا کچا پھل درخت پیدا نہیں کر سکتا۔ اور اگر کسی بیج سے درخت
نکل بھی آیا تو وہ جلد مرجھا جاتا ہے اور اگر بچ بھی گیا تو اس سے پھل کی امید کرنا بالکل فضول ہے۔ اور اگر کسی درخت
میں پھل بھی لگ گئے تو وہ پھل بالکل بے پھل ہونگا لگتے ہی جھڑ جائینگے۔ غرض کہ درخت سے پائی [illegible]
بہت سے بچپن کی شادی کے شوقین فرمایا کرتے ہیں۔ کہ ہم بڑوں کو دیکھتے ہیں کہ جنکی بچپن میں شادیاں ہوئی ہیں۔ وہ تندرست
اور زندہ ہیں۔ اور بعض بعض کے اولاد بھی موجود ہے۔ انکے جواب میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ ایسے ہی لوگوں نے ہم طالب علموں
کی زندگیوں کو خاک میں ملانیکا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ جبتک اس قسم کا تباہ کن خیال لوگوں کے دلوں سے نکل جائیگا تب تک
دیش کی یا سماج کی خاص ترقی ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ ہمارا دیش ترقی کے زینہ پر ہرگز بھی قدم نہ رکھ سکیگا
تاوقتیکہ ایسے پوچ خیالات دلوں سے معدوم نہ ہو جائیں جب تک ہماری بچپن کی شادی کے رواج کو نہ چھوڑینگے تب تک انکی
سنتان ہرگز بھی قابل دینی جسمانی تندرستی۔ قابلیت ذہانت شجاعت اور دلیری ہزار کوس دور رہیگی۔

میرے نوجوان دوستو! اگر آپ لوگ ملک کی حالت کو بنظر غور دیکھیں، اور اپنی حالتوں پر غور کریں۔ تو صاف معلوم ہو جائیگا کہ
عموماً تندرستی کی کیا حالت ہے۔ ہر سال کسقدر لڑکے شادیوں ہو جانے کی خوشی میں تحصیل علم سے کورے رہ جاتے ہیں۔ اور کسقدر اپنے بال بچے
میں ہی خانہ داری کے بوجھ سے دبکر ہزارہا تکالیف میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ اور کسقدر شادی سے سرفرازی حاصل کرنیکے بعد ایہ
اجل کی گود میں ایسے سوتے ہیں کہ جاگنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ اور کتنی ہی کمسن اور معصوم لڑکیاں فہرست بیوگان میں داخل ہوتی ہیں اگر
کسی خاص کو کسی صورت میں کوئی نقصان نہ پہونچا ہو تو یہ دلیل اس بات کے لئے کافی نہیں ہے کہ بچپن کی شادی نقصان دینے
والی نہیں ہے۔ پس میری رائے ہے کہ بچپن کی عمر میں ہرگز بھی شادی نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ جو ایام واسطے مکلاوہ کی رسم کے مقرر کئے
جاتے ہیں انہیں میں شادی کرنی چاہیئے۔ اول تو رسم مکلاوہ بالکل ترک کر دینی چاہیئے ورنہ نوجوان کی شادی کے دو چار روز بعد ہی یہ
رسم بھی ادا کر دینی چاہیئے۔ اگر ایسا ہونے لگیگا تو ہم طالب علموں کیلئے ایک بہت ہی مفید کام ہو جائیگا اور ہم لوگوں کی زندگی سوگ
کی زندگی بن جائیگی۔ کیونکہ تحصیل علم کے لئے کافی وقت ملیگا تندرستی بنی رہیگی۔ بدھوائیں ہونے کا مارگ بند ہوگا جس سے ودھوا
بواہ جیسی کھیتی اور نیچ رسم جاری کرنی نہ پڑیگی۔ اور سنتان پھولے پھلیگی۔ آیندہ بنس چلیگا۔ اور سماج کی ترقی اور دیش کی بھلائی ہوگی۔
اس لئے میرے نوجوان دوستو! ہرگز بھی بچپن میں یا طالب علمی کے زمانہ میں شادی نہ کراو۔ سر پر سہرہ نہ بندھواؤ۔ ورنہ تھوڑی دیر
کی خوشی تمام زندگی کے لئے دکھ کی شکل میں تبدیل ہو جائیگی۔ اور تمکو پچھتانا پڑے گا۔ میرے معزز بزرگو! آپ سنتان کی شادی
بچپن کے زمانہ میں ہرگز نہ کریں جب تک آپکے لخت جگر تحصیل علم سے فارغ نہ ہو جائیں تب تک انکے نازک سر پر خانہ داری کا
بوجھ نہ ڈالیں۔ ورنہ آپ لوگ پچھتائیں گے۔ اور خیرخواہان ملک کی باتوں کو یاد کر کے افسوس کرینگے لیکن اسوقت کوئی [illegible]
لہذا اپنے گھروں میں گڑیوں کیسا بیاہ نہ رچاؤ۔ اور ایسی شادیاں رچا کر خوشیاں نہ مناؤ۔ میں یقین کرتا ہوں کہ میری تحریر پر میرے

بچپن کی شادی

(از بابو دولت رام جی طالب علم ہائی سکول جنڈ قی)

آج کل زیادہ تر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ لڑکے اپنی تعلیم کو بھی طرح پوری بھی نہیں کرنے پاتے جبکہ انکی شادیاں کر دی جاتی ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو آج کل سنتان کی کمزوری کا اگر کوئی خاص سبب ہے تو وہ بچپن کی شادی ہی ہے اس سے جو نقصان ظہور میں آئے اور رہے ہیں وہ کسی سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ نقصان کو نقصان نہ سمجھکر ہمارے بزرگ پھر بھی آنکھیں بند کئے ہوئے بچپن کی شادیاں کئے چلے جاتے ہیں۔ بھلا کوئی یہ تو بتلائے کہ وہ کونسا درخت ہے جسکو یہ لوگ لگے اور وہ سوکھ نہ جائے وہ کونسا نونہال ہے کہ جسکو یہ آنچ لگے اور وہ جھلس نہ جائے۔ جو لوگ کم عمر میں اپنے بچوں کی شادی کرنا صرف لطف دنیاوی و محبت قلبی سمجھتے ہیں وہ لوگ سخت غلطی پر ہیں بلکہ سمجھدار لوگوں کی نظروں میں وے سنتان کے دشمن ہیں میرے طالب علم دوستو! کیا آپ نہیں جانتے کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے پہلے جن بچوں کی شادیاں کر دیجاتی ہیں وے ان خدمات کے بجالانے سے قاصر رہتے ہیں کہ جنکی دنیاوی ترقی کیلئے از حد ضرورت سمجھی جاتی ہے۔ بیجا اور بیوقت کے عمل سے انکی تمام جسمانی قوتیں ایسی کمزور ہو جاتی ہیں کہ انکی تمام زندگی بڑے امراضوں کی شکار ہو جاتی ہے بصارت کمزور ہو جاتی ہے قوت حافظہ کم ہو جاتی ہے۔ کمزوری سستی۔ ضعف شکمی۔ بدہضمی۔ اور درد سر وغیرہ کتنی ہی بیماریں اپنا گھر بنا لیتی ہیں جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی زندگی کا خاتمہ بہت جلد ہو جاتا ہے اور وہ غریب والدین کی جان کو کوستا ہوا ارمان بھرا دل لئے اس دنیا سے چلد بسا ہے۔ یہ مثل مشہور ہے کہ تندرستی ہزار نعمت ہے اگر کسی کی تندرستی اچھی ہے تو وہ فقیر ہوتے ہوئے بھی امیر ہے۔ اور اگر تندرستی خراب ہے تو زندگی وبال ہے۔ ایسا شخص کچھ بھی ترقی نہیں کر سکتا۔ اور نہ اپنی زندگی کو کارآمد اور شاہی کی زندگی ہی بنا سکتا ہے۔ یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جب تک لڑکا اپنی پوری عمر کو نہیں پہونچ جاتا اور جسمانی طاقت پوری نہیں کر لیتا۔ تب تک ابتدائی عارضوں مثلاً چیچک وغیرہ سے گھرا رہتا ہے۔ اور ان امراض کا خوف اسکے پیچھے ہر وقت لگا رہتا ہے ایسی صورت میں سنتان کی حفاظت کرنیکے بجائے ہمارے بزرگ چھوٹی چھوٹی عمر میں شادیاں کر دیتے ہیں۔ اور لڑکے کے سر پہ سہرا باندھکر خوشی مناتے ہیں۔ افسوس! وہ نہیں جانتے کہ اگر کسی وقت یہ ہمارا شادی شدہ معصوم لڑکا چیچک کے روگ میں مبتلا ہو کر دوسری دنیا کو چل دیا تو یہ شادی ماتم کے روپ میں تبدیل ہو جائیگی۔ اور ہمکو دکھ دیتی ہوئی تمام زندگی خون کے آنسو رلائیگی۔ اور سب سے زیادہ دکھ اس کم نصیب کمسن معصوم لڑکی کو ہوگا کہ جو سنگدل ماں باپ کی وجہ سے بیوہ کی فہرست میں داخل ہوگی۔ ہائے افسوس! وہ معصوم لڑکی بیوہ ہو کر کسطرح اپنی زندگی گذاریگی۔ اور کس کس کی جان کو روئیگی۔

بچپن کی شادی کرنے سے جو لوگ سنتان پیدا ہو کر نام چلانے کی غرض رکھتے ہیں۔ وے بڑی بھاری بھول کرتے ہیں۔ کیونکہ

اور امید ہے کہ یہ آشرم بابو گیندن لعل صاحب کی لگاتار کوشش سے بہت جلد ترقی کریگا۔ تمام انتظام اچھا ہے اور ہر جگہ بہت صاف ستھرا ہے۔ میں نے آج لالہ گیندن لال جی کے ہمراہ آشرم کا معاینہ کیا اور میں خوشی سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے یہاں دیکھا اوسکے دیکھنے سے مجھکو بہت زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ تمام لڑکے تندرست ہیں اور اونکی حفاظت بہت اچھی کیجاتی ہے۔ سبزی اور کھانا پکانے کا مکان بہت صاف شفاف ہے اور ہر ایک چیز اسٹور گودام میں باقاعدہ لگی ہوئی ہیں۔ لڑکوں کا ٹایم ٹیبل (دن چریا) ایسا اچھا رکھا گیا ہے کہ اوسمیں کوئی بات باقی نہیں رہی ہے۔ لالہ صاحب کو انتظام میں خاص دلچسپی ہے مجھکو کامل یقین ہے کہ اگر آشرم کا کام اسی موافق چلا جاویگا اور دقتیں اور تکلیفات اوسکو پیش آتے ہیں اونکو برداشت کرتا رہا تو آشرم سے جین جاتی کو بہت بڑا فائدہ پہونچیگا۔ (دستخط) رس تمام ایش کے بہائی لالہ گیندن لعل جی اور اونکے ساتھ کام کرنیوالے ہیں جو یہاں کام کرتے ہیں۔ دستخط ڈی جلے اسسٹنٹ کونسٹ پرائی (نوٹ) بہرحال آشرم کی بابت طرح طرح کی افواہیں پھیلانے والے اصحاب ذرا اور غور فرمائیں۔ اور اسکی شکایت تک پہلے کر ڈالیں ہمارا اپنا یقین ہے کہ آشرم میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ لیکن اسکے لئے کارپرکتاؤں کی ضرورت ہے۔ اگر آشرم میں کام کرنیوالے (دھارمک اور سماجک ترقی کے خواہاں) چند اصحاب بھی مل جائیں تو آشرم بہت کچھ کام کرسکتا ہے۔ اس آشرم سے بہت کچھ امید کیجاتی ہے لیکن برا ہو اس کمبخت جہالت کا کہ جسنے آشرم جیسی مفید سنستھا کے بھی دشمن پیدا کر دیئے۔ اور وے لوگ بلا سوچے سمجھے اسکی جڑ کاٹنے پر تیار ہو گئے۔ قوم کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیئے اور آشرم سے فائدہ کی کافی امید رکھتے ہوئے اسکو دل و جان سے پریم کرنا چاہیئے چونکہ جین سماج دولت مند ہے۔ دانی ہے۔ اور دیالو ہے۔ اسلئے اسکے قومی کاموں کا روپیہ کے بلا اٹکنا بہت ہی تعجب دلانے والا معاملہ ہے۔ لہذا جین سماج کو اسطرف توجہ کرکے آشرم کی تن من دھن سے امداد کرنا چاہیئے۔ پردیپ

ہستناپور کے یاتریوں کیلئے آرام کا کافی انتظام

ہستناپور کے میلہ پر آنے والے صاحبان کو ٹھہرنے کا انتظام نہ ہونیسے اکثر تکلیف اٹھانی پڑتی تھی اس تکلیف کو رفع کرنیکے لئے جینے آشرم کی ہری دھرم شالہ میں بھی انکے ٹھہرنے کا انتظام کردیا ہے اور اسکے علاوہ جو برآمدہ کھلے ہوئے تھے انمیں بھی دروازہ اور کھڑکیاں لگاکر ٹھہرنے کے قابل بنائے ہیں۔ آشرم کے برہمچاری میلہ کے دنوں میں اوپر شیلہ بہنے ہوئے آنند منبہ (رگھو ناتھ مل) جہاں کہ آشرم نے اور بھی مکان بنوا دئے ہیں۔ رہا کرینگے۔ اسلئے جاتریوں کو اب آیندہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ شکایت کا موقع ملیگا۔ اسکے سوائے پسنے شدہ آٹے گھی چینی۔ لکڑی۔ وغیرہ سامان کا انتظام بھی آشرم کی طرف سے کرادیا ہے۔ امید ہے کہ مذکورہ انتظام سے آیندہ آنے والے یاتریوں کو کافی آرام ملیگا۔ اور کوئی صاحب کسی طرح کا فکر نکرتے ہوئے یہاں پر تشریف لائینگے۔ آنیوالے اصحاب اگر ہمکو اطلاع دیدیا کریں تو اور بھی اچھا ہے سیوک گیندن لعل اد ہشٹاتا آشرم ہستناپور۔

کی سعی و کوشش سے ایک جین سکول قایم ہے۔ سرکار سے امداد بھی ملتی ہے۔ اور جین برادری نے بھی چندہ فراہم کیا ہے جس سے یہ سکول
چل رہا ہے۔ اب یہ سکول خوب ترقی کر رہا ہے سرکار کی جانب سے مڈل کلاس کی تعلیم کی منظوری آگئی ہے سرکار کے سررشتہ تعلیم نے سکول
سکول کو جو مڈل رکھتا ہے Recognise کر لیا ہے۔ رجسٹری بھی ہو چکی ہے۔ ان دنوں اب جین سکول میں ساتوین جماعت تک
تک پڑھائی ہوتی ہے۔ پانی پت کے جین صاحبان کا یہ کام قابل تحسین ہے اور امید واثق ہے کہ اس سکول کو عنقریب سال بھر کو ہائی
سکول کے درجہ پر پہونچا دینگے۔ یہ سب کام وہان کے سکرٹری صاحب جین سبھا کی جانفشانی کا نتیجہ ہے۔
مگر افسوس کے ساتھ حوالۂ قلم کیا جاتا ہے کہ جین برادری پانی پت میں اس نوعمر بچہ کی بابت دو دھڑے یا فریق ہو رہے ہیں ایک
فریق بالکل سکول کی قایمی کے خلاف ہے۔ اور ایک فریق جو آزاد اور اعلیٰ خیالات رکھتا ہے اسکی قایمی میں تن من دھن سے
تیار ہے۔ ہمین امید کلی ہے کہ ہر دو فریق اس تعلیمی سنستھا کے لئے قدمے، سخنے، درمے امداد فرماوین گے تاکہ جین سماج کا نام
عالم میں روشن ہو جاوے۔ مولکرام ازکرنال۔ (نوٹ) لالہ مولک رام صاحب کی تحریر سے ہمکو دلی اتفاق ہے۔ ہمنے اپنے کانگی
دورہ میں اس سکول کا بابت خود معاینہ کیا ہے۔ اور پانی پت کے چند بھائیون سے ملکر اسکی بابت گفتگو بھی کی ہے ہمکو نتیجہ روپ
یہ معلوم ہوا ہے کہ اگر پانی پت کی کل برادری سکول کے ساتھ ہمدردی رکھتی ہوئی اسکی امداد کرے تو بہت جلد ہائی سکول بن سکتا ہے
لیکن ایسا ہونا بہت مشکل نظر آ رہا ہے۔ سکول کے خلاف خواہ کوئی فریق نہو لیکن باہمی رنجش ضرور رکھتے ہیں۔ اور اسکا اثر دیکر سکول
پر ڈالتے ہیں۔ جو ایک معزز برادری کیلئے قابل افسوس ہے۔ یہ بات بیشک صحیح ہوگی کہ کارکنان سکول ایک تھوک میں سے ہونگے
لیکن دوسرے تھوک والون کو اگر کام کرنا ہے تو منع کون کر سکتا ہے۔ وہ سکول کا معاینہ کرین بچون کو انعام دیکر انکی حوصلہ
افزائی کرین بلا کمیٹی انتظامیہ مین شامل ہوتے ہی وہ انتظام کرین کمیٹی موجودہ کو خود شرمندہ ہونا پڑے لیکن ہمکو افسوس یہ ہے
کہ اس تھوک میں بھی چند بھائی ایسا نہیں ہونے دیتے۔ ابھی حال میں پانی پت کے کسی جے کمار سنگھ جی نے لاہور کے پلٹین اخبار روزانہ
میں ایک بڑا لمبا چوڑا مضمون چھپوایا ہے جسمین سبھا سے دوسالہ کی رپورٹ کو اور میں دیگر کمیٹی انتظامیہ کو نشانہ بنایا ہے جس سے
ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھائی صاحب اتفاق سے کوسون دور رہنا چاہتے ہین۔ اور دوسرے بھائیونکو رکھنا چاہتے ہین کیونکہ ان کے
مضمون کو پڑھکر کوئی بھی عقلمند آدمی یہ اندازہ لگائے بغیر نہ رہیگا کہ ضرور یہ موجودہ حالت کو قایم رکھنا چاہتے ہین ورنہ کیا جانکر
اگہاڑے اور آپ ہی مرے کا اچھا والی بات کہ رہبر در کیلکر دھرم کبھی ایسے لکھنے کا ساہس نکرتے۔ ہم برادری پانی پت سے درخواست
کرتے ہین کہ وہ دور اندیشی سے کام لے۔ باہمی [illegible] سے گیان کے مارگ میں مانع نہو۔ ورنہ گیان اور دھرم کا بندہ پڑیگا۔ جو جین
سماج کا اٹل نیم ہے۔ پردیپ

نقل معاینہ شبھ برہمچریہ آشرم

عدبین نے آج بابو گیندن لعل صاحب کے ہمراہ آشرم کو دیکھا۔ تمام مکان آشرم کے صاف اور باقاعدہ پائے گئے۔ اور طالبعلمونکے آرام کا اچھا
انتظام ہے۔ اور انکی تندرستی بھی اچھی ہے۔ اور آشرم کا سب انتظام باقاعدہ اور خاطرخواہ پایا گیا۔ میں اس آشرم کو دیکھکر بہت خوش ہوا

اختیار کرنا چاہئے عیب کیا ہے۔ اور ثواب کیا ہے۔ ہم اسکا صاف طور سے خلاصہ دیگر مذہب میں نہیں پاتے۔ جین مت میں یہ مسائل بالتفصیل درج ہیں۔ دیگر مذاہب میں ان مسائل کی تحقیقات و کھوج جیسی جین مت کے مانند نہیں ہے۔ یہ بات جین مت کے شاستر اور دیگر مذاہب کی کتب مقدسہ کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہو سکتی ہے۔ جین مت پیترا گی کا کہا ہوا مت ہے دیگر مذاہب کے ودوانوں نے بھی جین مت کی عظمت کو قبول کر لیا ہے۔ مسٹر بال گنگا دھر تلک تو یہاں تک تعریف کرتے ہیں کہ جین مت کے اہنسا دھرم نے ہندو دھرم پر اپنی مہر لگا دی ہے اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جین دھرم کی ترقی ہونے سے حاکم اور محکوم دونوں کے تعلقات میں عمدگی خوبصورتی۔ خوش طبعی اور راحت دینی و دنیوی حاصل ہو سکتی ہے اور خوشحالی اور فارغ البالی میں اور زیادہ ترقی ہو سکتی ہے۔

(نوٹ) جین دھرم کے اصول در اصل ہر ایک جیو کو آرام پہونچانے والے ہیں۔ ان کے اندر سب سے شانتی ہی شانتی بھری ہے۔ اور امن ہے جس آنند بھرے جیون کا آنند رس۔ ایک مکتی جیو پان کرتا ہے۔ وہ سنسار بھر میں کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ جین دھرم کی پوتر شکشا کو حاصل کیا ہوا جیو سنسار میں ہر طرح کی شانتی کو حاصل کر سکتا ہے جین دھرم کی نصیحت پر جس شخص نے بھی اپنا قدم جما لیا اُس شخص کیلئے دنیا میں کہیں پر بھی اشانتی نہیں ہے۔ آگ میں۔ پانی میں۔ جنگل میں۔ بن میں۔ غرض کہیں بھی رہ جائے ہر طرف شانتی ہی شانتی ہے جین دھرم ڈنکا پکار کر کہتا ہے کہ پاپ اور پُن محض جسمانی کاموں سے ہی نہیں ہے۔ بلکہ دل میں بُرا بھلا وچار کرنے سے بھی پاپ پُن ہوتا ہے جس سے صاف ثابت ہے کہ دل کے وچار پوتر رکھنے کی نصیحت جین دھرم کی ہے۔ اور دل کا پوتر ہونا ہی شانتی کا بھنڈار ہے۔ اسلئے جین دھرم کے پرچار سے راجہ۔ پرجہ۔ غریب۔ امیر۔ ہر ایک شانتی اور آنند سے جیون گذار سکتے ہیں۔ اور دیش میں شانتی کی خوشگوار ہوا کے سوگندھ مئی جھونکے چل سکتے ہیں پیارے نوجوانو! سوچو اگر پرچار جینمت کا اگر کچھ کام کرنا ہے۔ جین دھرم کے پرچار سے دنیا بھر کا کلیان ہوگا۔ اور تمہارا اپنا بھی بھلا ہوگا۔ یہ لازم نہیں ہے کہ اگر کوئی مفید چیز تمہارے پاس ہو اور اُس سے تم خود ہی فائدہ اُٹھاؤ۔ نہیں بلکہ دنیا بھر کو اُس سے فائدہ اُٹھانے دو۔ اگر اپنے کوئیں سے خود ہی پانی نکالا کروگے۔ اور دوسروں کو نہ پینے دوگے۔ تو پانی خراب ہو جائیگا۔ لوگ پیاسے مرجائینگے۔ اسلئے ایسا مت کرو۔ بلکہ عام اجازت دیدو کہ بھائی اس امرت بھرے چشمہ سے ہر ایک فائدہ اُٹھاؤ۔ آؤ اور پیو۔ کوئی روک نہیں ہے۔ کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ آنند کے ساتھ پریم کے ساتھ اور اطمینان کے ساتھ آؤ اور پیو۔ دنیا کے لوگو! جین دھرم سے کنارہ مت کرو۔ اس سنسار روپی سمندر سے پار ہونے کیلئے یہی ایک جہاز ہے۔ اسپر چڑھو پار ہو جاؤگے کبھی ناس نہ ہونیوالی اٹوٹ لکشمی کے مالک بن جاؤگے آنند اور شانتی کے محل میں جا براجوگے۔ اگر تمکو آنند اور شانتی سے پریم ہے تو اس جین دھرم روپی امرت بھرے چشمہ کے نزدیک آؤ۔ اور اسکا امرت پان کرو۔ سے پردیپ سے

جین سکول قصبہ پانی پت

قصبہ پانی پت ایک تاریخی مقام ہے۔ وہ ایسٹ انڈیا ریلوے لائین پر جو دہلی سے انبالہ چھاؤنی کو جاتی ہے واقع ہے۔ یہاں پر جین جاتیاں

اس لئے جون جون توہمات باطل و غلط خیالات دور ہون تیون تیون لوگون کی جہالت دور ہو جس سے ستی۔ دختر
کشی۔ قربان انسان۔ قربانی حیوانات۔ پہاڑ پر سے گر کر مرنا۔ کروٹ لینا۔ ماسیتلا پر مرغی کے بچے مروانا۔ بکری کے بچے
قتل کرانا۔ دیوی دیوتاؤن کے نام پر بےزبان جانورون کی بلی دینا وغیرہ۔ بڑے بڑے پاپون کا دنیا سے نام مٹ جائے
کیونکہ دنیا کے سچا اصول جو پیش کش۔ انومان اور آگم کے مطابق ہین۔ عام پر ظاہر ہو جاوین تو وے بخوبی جاننے لگ جاوین کہ
جھوٹے خیالات کا علاج فضول ہے اس سے کام سدھ نہین ہو سکتا۔ جو کچھہ ہوتا ہے وہ ہمارے شبھ و اشبھ کرمون کے شبھ و اشبھ کے
پہلون کے انوسار ہوتا ہے۔ جیساکہ کہا ہے ؎ گندم از گندم بروید جو ز جو۔ از مکافات عمل غافل مشو۔ جیسے برے بھلے
کرم ہم کرتے ہین۔ ان ہی کا پھل ہمکو بھوگنا پڑتا ہے۔ جب ایسا عقیدہ ظاہرا طور پر ہو جاوے تو پھر ہنسا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ جھوٹ
غیر کی عورت کو بہکا لیجانا۔ جوا سٹہ بازی۔ مانس۔ شراب نوشی۔ رنڈی بازی وغیرہ وغیرہ کھوٹے کرم آپ ہی چھوٹ جاوین
پھر کہئے فوج اور پولیس کی کیا ضرورت رہی؟ ریاست کی طرف سے حاکم اعلیٰ سے لیکر پولیس کے کوتوال یا سپاہی اور فوجی
جنرل سے لیکر معمولی رنگروٹ رکھہ کر جو رعایا سے سکا خرچ وصول کیا جاتا ہے۔ یہ ان ہی بد افعالی سے روک کر نیک
عمل مین تبدیل کرنیکے لئے کیا جاتا ہے۔ سو اتنا انتظام اور بندوبست اور حکومت کرنے پر بھی بدکاری مین کمی نہین ہوتی۔ اسکا
سبب یہی ہے کہ قصوروار جرم کی سزا تو دیجاتی ہے۔ مگر قصور اور جرم کے نقصانات بتلائے جاکر جرم کے چھوڑنیکی تدبیر نہین
کیجاتی۔ اگر حکام وغیرہ ارکان عہدہ داران سزا دینے کے علاوہ عدالت مین بیٹھ کر ایسے جرمون سے پیدا شدہ دنیوی اور
دینی نقائص اور خرابیون کا ذکر بھی کر دیا کرین۔ تو بآسانی ان دوشون کا نوارن ہو جائے۔ کیونکہ متھیات کے بعد سپت
بیسن (سات عیوب کبیرہ) اور پانچ پاپون کا تیاگنا۔ اس اعلیٰ اور پوتر جین دھرم کا دوسرا اور تیسرا اصول ہے۔
کیا اچھا ہو جو اس دھرم کا پرچار ساری دنیا مین ہو جاوے۔ تو بادشاہ لوگ بھی اپنی اپنی سلطنت پر قایم رہکر غیر کے ملک کو
لینے کی حرص چھوڑ بیٹھنا اور ان گنت لوگون کے خون بہانے سے بچین۔ اور زمانہ حال مین جو بہت لوگ۔ ان جرایم مین پھنسکر آپ
تکلیف پاتے ہین۔ وہ نیک افعال اور با امن رعایا سے ٹیکس وصول کرتے ہین اور علاوہ ازین سرکار کو تکلیف اوٹھانی پڑتی ہے
وے بےگناہ و بےقصور ہوکر اہنسا۔ ایمانداری۔ بلا اجازت کسی کی چیز نہ لینی۔ بدچلنی چھوڑنا۔ اپنے بیاہ کے بموجب ملی ہوئی
استری۔ (زن و فرزند) زر و دولت وغیرہ پر قناعت کرکے آرام سے رہین جس سے گورنمنٹ کو بھی دیوانی اور فوجداری
عدالتون کا خرچہ رعایا سے وصول کرنیکی ضرورت نہ ہو۔ مزید برآن نیم و دھرم پر چلنے پر رعیت اور بادشاہ وقت دونکو
دنیوی اور دینی راحت حاصل ہو۔ اگر یہ مضمون کسی فاضل کے ہاتھ مین جا پڑے تو وہ انگریزی زبان مین ایک عمدہ کتاب
لکھکر ہر ایک ملک کی گورنمنٹ کا دھیان و توجہ اس طرف مبذول کرا سکتا ہے۔ یہانپر صرف مختصراً ذکر کیا گیا۔ اس جگہ کوئی سوال
کر بیٹھے کہ ایسی باتین تو دیگر مذاہب مین بھی پائی جاتی ہین۔ پھر ان کو چھوڑ کر جین مت کا ہی پرچار کیا جائے تو تمہاری تعصب کی
بات ہوگی۔ اسکا جواب مختصراً یہی ہے کہ دیگر مذاہب مین ان مسائل پر اختلاف باہمی پایا جاتا ہے کہ کیا ترک کرنا چاہیئے کیا

آدمی بحری مسافر ہین اور یہ تلاطم — کچھ خشکی اور ناؤ کے جھونک سے اچھا نہین
کس سے کیجئے دوستی اور کس سے کیجئے دشمنی — ایک دم کا بھی بھروسا ایسا دانا نہین
موجزن ہے ہر طرف آب روان زندگی — دار کیا اور پار کیا کوئی کنارا اسکا نہین
روز کے جھگڑے ہین موجین بیشمار حباب — مر رہا آلام یان کسوقت شور فزا نہین
ہے خلاف باہمی باد مخالف اے عزیز — اور طوفان بلا سے کوئی بچ نکلا نہین
ہر طرف خوف و خطر ہے ہر طرف بیم و ہراس — ساحل امید کا کوسون پتا ملتا نہین
ناخدا ہے موت بحر عالم بے بود پر — کس کو پہونچایا ہے اس نے منزل مقصود پر

تجھے چلنا ہے خالی ہاتھ اور ناکام دنیا سے!

بنا ہے تو جو ایسا بندۂ بے دام دنیا کا — ذرا سوچا بھی ہے تو نے کبھی انجام دنیا کا
ذکر مجھ پر بھروسہ چھوڑ دہ ہین ہون اے غافل — زبان حال سے تجھکو ہے یہ پیغام دنیا کا
یہ سچ ہے وہ بیوفا آشنا کچھ بھی اگر سمجھے — نہ لے پھر خواب مین بھی بھولکر تو نام دنیا کا
اجل جب تجھکو آئیگی نہ ہوگا فکر دنیا کو — لگے رہتا ہے گرچہ فکر صبح و شام دنیا کا
چلیگی یہ نہ تیرے ساتھ تو کیون ساتھ دے اسکا — جفا جائے وفا ایک قاعدہ ہے عام دنیا کا
پھنسا جو اس مین اگر وہ نکلنے ہی نہین پاتا — عجب ہے پیچ در پیچ اہل دنیا دام دنیا کا
نتیجہ خود فراموشی ہے پیچو سو جھکر غافل — فقط وارو ہے بیہوشی ہے پر ہے جام دنیا کا
ہوس بیفائدہ ہے محض بڑھ چلنے کی دنیا مین — کر گرنے کے لئے اے غافلو ہے بام دنیا کا
نہین ذکر و عبادت کی جگہ ہرگز تیرے دل مین — بھرا رہتا ہے اس مین وہ خیال خام دنیا کا
سحر سے شام تک بس تو ہے اور دنیا کے دھندے مین — نہین عقبیٰ سے تجھکو کام ہے وہ کام دنیا کا
تجھے چلنا ہے خالی ہاتھ اور ناکام دنیا سے — یہ ہے اک روز انجام اے دل ناکام دنیا کا
مگر انجام یہ دنیا کا تیرے دل نے کب دیکھا — ہوس کا سبز باغ اس نے ہے ایسا روز شب دیکھا

جین دہرم کی ترقی سے راجا اور پرجا کا کلیان

(از لالہ امولک رام جی جین کرنال)

جین دہرم کی ترقی ہو جانے سے انتظام ملکی کی مشکلات اور پیچیدگیان کم ہو کر رعایا کو مالی اور تمدنی سہولیت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ اس پاک دہرم مین سب سے اول توہمات یعنی غلط اور خراب خیالات و اوہام باطلہ دور کرنے کا اصول قائم کیا گیا ہے۔

ہم دیکھتے رہے کہ زمانہ بدل گیا!

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے
خوشدل ہے کوئی یا کوئی اندوہناک ہے
ٹلتی نہیں قضا کبھی خوف عظیم ہے
ٹالے کبھی ٹلے نہیں شدنی ہیں جو امور
اس پر بھی فکر ہے تو ہے یہ فہم کا قصور
جھوٹا تمام زیست کا یہ ساز و برگ ہے
برحق ہے ایک موت ہی اس کارگاہ میں
انسان ہے حالِ خوش میں کہ حالِ تباہ میں
یاں گر ہے کوئی امر یقینی تو موت ہے
باقی ہر ایک شے کی ہے موہوم کائنات
حیرت ہے مجھکو نام ہے کس چیز کا حیات
عبرت کی جا یہ کارگہ اعتبار ہے
صحبت کا اعتبار نہ دولت کا اعتبار
شہرت کو ہے قیام نہ اولاد کو قرار
صورت ہر ایک شے کی بدلتی ہے اسطرح
آنکھوں کے سامنے سے وہ احباب اٹھ گئے
کچھ آگے جا چکے ہیں تو پیچھے سے کچھ چلے
ہر خویش و اقربا و یگانہ بدل گیا
تبدیلیاں ہیں اپنی ہی حالتیں سب عیاں
باقی نہیں ہے پہلی امنگوں کا کچھ نشان
جو کل تھی آج خواب کی سی بات ہو گئی

یہ پیرہن حیات کا اک روز چاک ہے
پیکِ اجل ہے وہ کہ اسے سب کی تاک ہے
پھر بیم کیجے بھی تو کیا سود بیم سے
بیجا ہے فکر و خوف کہ ہونگے وہ بالضرور
اتنی تو سوچ بات اگر تجھکو ہے شعور
دنیا میں کوئی چیز ہے تو ایک مرگ ہے
مرنا ہے ایک دن یہ ہے سب کی نگاہ میں
چلنا ہے یاں سے کوئی نہیں اشتباہ میں
جو جو ہے ذی حیات وہ اک روز فوت ہے
جس جس پہ غور کیجے وہ ہے محض بے ثبات
جو آج ہے وہ پاؤ گے کل خواب کی سی بات
کس کو یہاں ثبات و قیام و قرار ہے
منصب پہ کچھ ہے حصر نہ عزت پہ کچھ مدار
ہر حال خوش ہے یاں تبدل بحالِ زار
سوتے میں دیکھتا ہے کوئی خواب جسطرح
پہلے تھے جو بزرگ وہ باقی نہیں رہے
بدلے ہیں رنگ دہر نے کیا کیا نئے نئے
٥ ہم دیکھتے رہے کہ زمانہ بدل گیا
وہ طفلی وہ شباب و جوانی گئی کہاں
وہ طفلی وہ شباب و جوانی گئی کہاں
بس وہم کے دم میں ختم کرامات ہو گئی

ایک دم کا بھی بھروسہ اے عقل دانا نہیں!

بحری کی شبیہ دنیا کے لئے حباب نہیں
کشتیِ عمرِ رواں کو یاں قیام اصلا نہیں

تو بس اسکو تعصب یہ اجازت نہیں دیتا کہ کوئی دیگر قوم یا فرقہ کا آدمی بھی اسکی ذات سے کوئی فائدہ اٹھائے تعصب کا چشمہ
دیدہ بینا کی پر ہونے سے کچھ مناسبت و نامناسبت کا خیال نہیں ہونے دیتا حقداروں کی حقوق تلفی کرنا متعصبین کا ایک ادنیٰ
کرشمہ ہے آپس میں جھگڑے فساد کرانا اور نااتفاقی کے بیج بو دینا تعصب کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔

بعض قوموں نے اسکو اپنے فواید کی حفاظت کے لئے استعمال کیا ہے اور بہت سے فرقے حصول فواید کے کام میں لاتے ہیں جیسا
کہ ہندوستان کے ورن آشرم سے ثابت ہے برہمن کے حقوق چھتری کی نسبت زیادہ ہیں چھتری کے ویش کے مقابلہ میں
کثرت ہیں غریب شودر کا تو کوئی حق ہی نہیں ہے جیسا کہ منوجی مہاراج فرماتے ہیں کہ شودر کا کام صرف مذکورہ بالا تینوں
ورنوں کی خدمت کرنا ہے اور بس۔ فرمائیے صاحب کہ کیا یہ قوانین انصاف پر مبنی ہیں کیا ان میں تعصب کی جھلک نہیں پائی
جاتی وحشی ہو یا مہذب جامہ انسانیت میں رہکر اپنی فواید کو پس پشت ڈالنا اور انصاف کو ہاتھ سے نہ دینا نہایت مشکل کام
ہے ویدک دہرم کے جملہ فرقوں میں سے آریہ سماج نے ورن بیوستھا کی زنجیر کو ڈھیلا کرنیکی کوشش کی مگر کامیابی نہیں ہوئی
ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ بدھ مذہب اور جین دہرم کے بعد کوئی ہندو فرقہ آجتک اس معاملہ میں کامیاب نہیں ہوا
برا ہو اس تعصب کا کہ اس نے انکو ناستک کا خطاب دلوایا۔ چاہے خونی ہاتھی آدمی کو مار ڈالے۔ مگر انسان جین مندر میں
چھپ کر اپنی جان نہ بچائے۔ کیا اس تعلیم میں حضرت تعصب جلوہ نما نہیں ہیں اسیطرح کے ہتیار دیگر مذہب والے اس کے
خلاف استعمال میں لاتے ہیں تعصب انسانوں کے دلوں میں۔ ایشور پیدا نہیں کرتا۔ بلکہ یہ ہمارا خود فراہم کردہ کھلونا ہے

اب صرف یہ سوال حل کرنا باقی رہگیا ہے کہ تعصب سے ہم کیونکر بچ سکتے ہیں شیخ سعدی نے ایک مصرعہ کہا ہے "آنچہ برخود نہ پسندی بدیگراں مپسند"
اس مصرعہ پر عمل ہونے کی ضرورت ہے مگر اس پر وہی لوگ عمل کر سکتے ہیں جنکا آئینہ دل زنگ خودی و جہالت سے بالکل پاک
ہے دل کو پاک بنانے کے لئے ہر انسان کو صحبت صالح کی ضرورت ہے تاکہ خیالات اسفل سے پیچھا چھوٹے اور خیالات افضل دلنشین
ہو جائیں۔ ایسی صحبت انسان کو بڑی مشکل سے نصیب ہوتی ہے۔ ہم اعلیٰ صحبت کے لئے مذہبی فقرا کے پاس جاتے ہیں اُنسے بات
چیت کرتے ہیں۔ یا مذہبی و اخلاقی کتابیں پڑھتے ہیں یہہ دونوں صورتیں دل کو مصفا بنانے کے لئے کافی ہیں مگر افسوس کہ بعض
حالتوں میں خلاف امید نتیجہ ظہور میں آتا ہے اسلئے کہ فقرا کا تعلق کسی نہ کسی مذہب سے ہوتا ہے اکثر وہ اپنے مذہب کے
اوپدیشک یا واعظ ہوتے ہیں واعظان مذہب کی تقریر تعصب کو ترقی دینے کا ایک زبردست ذریعہ ہے (مذہبی مباحثوں کی
مجلس میں اکثر تقریریں آپنے سنی ہونگی) پس اس سے بہتر صورت کتابوں اور اخباروں کا دیکھنا ہے اگرچہ بہت سی کتابوں
اور اخباروں میں بھی ایسا مسالہ پایا جاتا ہے کہ جس سے سادہ طبایع پر بہت برا اثر پڑتا ہے مگر پھر بھی ان میں سے کچھ نہ کچھ
مفید باتیں اخذ کیجا سکتی ہیں پس اس دشمن کی بربادی کے لئے جہالت کا زوال لازمی ہے۔ کاش بہی خواہان قوم و ملک
اشاعت علوم و فنون میں ہمہ تن مصروف رہیں تاکہ ہر قسم کے تعصب سے جلد ہمارے بھارت کو نجات ملے۔

راقم امیر سنگھ جینی امرپکوٹ بلند شہر

شجاع تدبیر مستقل مزاج اور عالم گذرا ہے لیکن علماء دین کی متعصبانہ تعلیم و تلقین کی وجہ سے تعصب نے اُسپر ایسا رنگ جمایا
کہ وہ اپنی ہی قوم کے شیعہ فرقے سے متنفر ہوگیا اور ہندوؤں اور عیسائیوں کا جانی دشمن بن گیا قصہ کوتاہ۔ مذہبی تعصب
کی وجہ سے ہندوؤں اور عیسائیوں کو سرکاری عہدوں سے برخاست کیا اور انکی جگہیں اپنے ہم قوموں سے پُر کیں ہندوؤں
ٹھاکردواروں اور شوالوں کو مسمار کرا کر مسجدیں تعمیر کرائیں ہندو دھرم کا پرچار اپنی قلمرو میں بند کرا دیا اور انکے کتب مقدس نذر
آتش کئے۔ انہی کی راجپوت راجاؤں اور سرداروں سے قطع تعلق کیا جو کہ اُسکے بزرگوں کے معاون و مددگار رہے تھے غرض
ہر قسم کے مظالم اپنی ہندو رعایا پر صرف ہندو ہونے کی وجہ سے روا رکھے۔ برخلاف اسکے جلال الدین محمد اکبر اسکا پردادا ایسا عادل
اور غیر متعصب ہوا ہے کہ آج تک دنیا کی ہر ایک قومیں اسکو نیکی کے ساتھ یاد کرتی ہیں۔ اُسکے عہد میں رعایا کو مذہبی آزادی بخشی گئی
وہ خود کہا کرتا تھا کہ ہر ایک مذہب میں نیکی اور راستی موجود ہے۔ جو خداوند تعالیٰ کو محبت کرتا ہے وہ ہر جگہ اسکو پا سکتا ہے جسنے
ہندوؤں کو دربار شاہی میں معزز عہدے عطا کئے اور اُن سے مخلصانہ تعلقات پیدا کئے۔ ہندوستان کے دیگر فرمانرواؤں نے
بھی تعصب مذہبی کی بدولت غیر مذہب والوں پر جبر و تعدی۔ جور و ستم اور ناانصافیاں روا رکھیں۔ جن دنوں میں کہ بودھ مذہب
ہندوستان کا ایک عام مذہب تھا اور ویدک دھرم تنزل پذیر تھا برہمنوں اور مذہبکے دیگر مقلدوں نے کیا کیا ناجائز کاروائیاں
بدھوں کے خلاف استعمال کیں۔ بھکشوؤں پر ظلم کئے۔ خانقاہوں اور مندروں کو مسمار کیا اور یہ کارروائیاں [illegible] گئیں
گویا کہ پیروان بدھ مذہب انسان نہ تھے کہ جنکے ساتھ مہربانی اور انصاف کا برتاؤ کیا جاتا۔ صاف ظاہر ہے کہ تعصب ہی لاکھوں
آدمیوں کی خونریزی کا باعث کروڑوں جیوں کے گھات کا کارن۔ اور متعدد سلطنتوں کی تباہی کا موجب ہوا ہے تعصب
کا دخل نہ صرف مذہب کے اندر ہوا ہے۔ بلکہ جملہ کاروبار انسانی کے لئے مضر ہے معمولی باتوں میں بھی طرفداری کرنا تعصب
کہلاتا ہے۔ یہ حضرت (تعصب) اپنی خوبی صورت مختلف حالتوں میں دکھلاتے ہیں کبھی یہ مذہب کا جامہ پہنتے ہیں۔ اور کبھی
نسل۔ ذات۔ قوم اور تعلقات کا۔ تعصب مذہبی کے طفیل سے جو کشت و خون زمانہ ماضی میں ہو چکا ہے اس سے ہم لوگ بے خبر
نہیں ہیں۔ تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ تعصب کی وجہ سے کن کن آفتوں کا شکار ہوئے ہیں۔ قومی۔
نسلی۔ ذاتی اور متعلقین کا تعصب بھی تعصب مذہبی سے کسیطرح کم خوفناک نہیں ہے قومی معاملات میں اسکا دخل بہر نوع مضر
ہے اپنی قوم کو دوسروں پر ترجیح دینا۔ غیر قوموں کو بنظر حقارت دیکھنا علامت تعصب ہے ناظرین خیال فرما سکتے ہیں کہ کہاں تک
قومی تعصب قوم کے لئے نقصان رسانی ہے۔ انسان تعصب نسلی کا بہت کچھ شکار ہو رہا ہے اور ہوتا رہا ہے تاریخ زبان حال
سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ آرین قوم نے تعصب نسلی کی وجہ سے غیر آریوں پر کیا کیا جفاشعاریاں کیں۔ ان کو ملک سے نکال دیا انکا
مال چھین لیا۔ انکو غلام بنا کر خدمتیں اور سودا کیا۔ متعصب انسان کے خیالات محدود ہوتے ہیں اور اسکی ہمدردی کا دائرہ نہایت
کم ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میرا فلاں رشتہ دار بمقابلہ فلاں کے نعمت قدرت سے زیادہ مستفید ہونا چاہئے وہ سب سے پہلے اپنی
ذات کا خیال رکھتا ہے بعدہ اپنے متعلقین کا۔ اگر تقدیر سے کوئی شخص صاحب دولت و اقتدار ہے یا سرکار میں منصب جلیلہ پر ممتاز ہو

(نوٹ: آجکل ہر ایک سماج اور قوم کیلئے روٹی کا سوال نہایت ہی ضروری ہو رہا ہے۔ دیش بھر میں روٹی کیلئے ہا ہا کار مچا ہوا ہے لیکن پھر بھی کسی کو روٹی کا فکر نہیں۔ روٹی کا ذکر نہیں۔ بڑی بڑی سبھا سوسائٹیں ہوتی ہیں لیکن صرف جلسوں کی لیکچر بازی کر کے بیچ میں ختم کر دیتی ہیں۔ مگر روٹی کا سوال بہت ہی کم اٹھتا ہے۔ اگر غور کیا جائے اور دیکھا جائے تو روٹی کا سوال بڑا بھاری اور سب سے ضروری سوال ہے۔ جبتک دیش کے بھائی روٹی کے سوال کو آسانی کے ساتھ حل نہ کرینگے تب تک کسی بھی سماج کی ترقی ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ بھائی جس قوم کے دولتمند ہو! تمہارے روبرو بھی روٹی کا سوال پیش ہے۔ تمہارے ہی ہزاروں بھائی بلا روٹی کے پیٹ کو پٹی باندھ کر سوتے ہیں تم رنڈیاں نچاتے ہو سوانگ کرتے ہو روپیہ بکھیرتے ہو۔ مردوں کو شان و شوکت سے جلاتے ہو مقدمہ بازی کرتے ہو۔ اور طرح طرح سے روپیہ برباد کرتے ہو لیکن اپنے بھائیوں کے لئے روٹی کا انتظام نہیں کرتے۔ انکے لئے روپیہ نہیں لگاتے۔ بھلا یہ کیا کچھ کم افسوس کی بات ہے۔ اس تمہاری لاپرواہی اور خود غرضی پر ایک ہم ہی نہیں بلکہ زمانہ افسوس کرتا ہے اور وہ افسوس ایک حد تک صحیح اور درست بھی ہے۔ لہذا اب بھی وقت ہے کہ دیگر طریقوں سے روپیہ کو بچا کر روٹی کے ضروری سوال کو حل کیا جائے تاکہ تمہارا بھی بھلا ہو اور تمہارے دیش کا بھی بھلا ہو۔" پردیپ

تعصب اور اُس کا کڑوا پھل

(از لالہ امیر سنگھ جیلی اوپرکوٹ بلند شہر)

درندے اپنی حفاظت اپنے ناخن وغیرہ سے کرتے ہیں اور مویشی اپنا بچاؤ اپنے سینگوں سے۔ گوندوں کے جسم میں زہر ہے تاکہ وہ دشمن کے حملوں سے محفوظ رہیں اور انسان کے اندر جوہر عقل موجود ہے تاکہ وہ اسکو صحیح طور سے کام میں لاکر ہتھیار وغیرہ ایجاد کرسکے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ بڑے بڑے دھار دار آلے قلعہ شکن توپیں قسم قسم کے مسالے اور بارود ایجاد کئے جنکی بدولت اسنے اپنے بڑے بڑے دشمنوں کو زیر کیا یہ دشمن اُسکے بیرونی تھے۔ اندرونی دشمنوں سے بچنے کے لئے اُسنے بمقدور کوشش کیں مگر جیسی کامیابی اسکو ہونی چاہئے تھی نہ ہوئی۔ حسد۔ حرص۔ غصہ۔ بغض۔ تعصب وغیرہ کو دبانے کے لئے گیان کے ہتھیاروں کی ضرورت پڑتی ہے جب گیان کا ابھاؤ ہوجاتا ہے تو یہ دشمن اسپر غالب آجاتے ہیں چنانچہ تعصب جو اسکے قوی دشمنوں میں سے ایک ہے آجکل غالب آ رہا ہے اور اسکو نقصان پہونچا رہا ہے۔ روزانہ کاروبار میں۔ قومی اصلاحات میں۔ دھرم پرچار میں اس ناشدنی سے مڈبھیڑ ہوجاتی ہے اُن مصائب اور تکالیف کی یاد ہمارے دلوں سے ہنوز فراموش نہیں ہوئی جنکا یہ بھارت ورش وقتاً فوقتاً شکار ہوتا رہا ہے۔ تواریخ کے مطالعہ اور اخباروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑی بڑی سلطنتیں اور بلند اقبال گھرانے صرف تعصب کے باعث ہی برباد اور خراب ہوگئے۔ ہندوستان کا مشہور شاہی خاندان مغلیہ اسی تعصب کا شکار ہوا اور صفحہ ہستی سے معدوم ہوگیا۔ اس میں شک نہیں کہ نالائق فرمانرواؤں کی کمی باعث زوال سلطنت و موجب ادبار حکومت ہوتی ہے لیکن تعصب بھی زوال طاقت کا ایک زبردست آلہ ہے خاندان مغلیہ کا مشہور بادشاہ اورنگ زیب کیا عالی ہمت

تیار - گرلیپو سد صارے بیچیزین جو ضیکہ جو ہے - اپنے علیحدہ توپر سرچاولن کی کچھری پکار رہا ہے - ملک کے بچے بچے کے ذہن کی بنا
علیحدہ یہ خیال ہین اجکل روٹی کا سوال جس نے حل کر دیا وہ ماتی کا امن ہے - کاشتکار زمیندار اس مین شک نہین کہ اخلاق اچھی
حالت مین ہین - گر وہ تعلیم سے بے بہرہ ہین - ملازمت کا جو بُرا حال ہے وہ سب پر ہویدا و اشکارا ہے - رہی تجارت سو تجارت کیا ہے ایک
قسم کا تبادلہ ہے ایک معمولی سودے مین جو جھک جھک کرنی پڑتی ہے اسے کون نہین جانتا - اگر ایک پیسہ فی روپیہ منافع پہچان
جاتا ہو مال اٹھا سکتے ہو - پھر سرمایہ ندارد - تجارتی اصولون سے بےخبر - اندرین حالت دہوکا یا بے ایمانی سے روپیہ کما بھی لیا تو کیا - اور ہم
سے کمایا ہوا روپیہ کس کام کا یہ سوال ہے - کرین تو کیا کرین - دیا سلائی پنسل - کاغذ رنگ غرضیکہ چھوٹی چھوٹی چیزین غیر ممالک سے آتی
ہین اور موجودہ لڑائی سے ان اشیاء کی قیمتی گرانی ہو رہی ہے وہ سب پر ظاہر ہے - ملک کے اہل دماغ کا یہ فرض ہے کہ ایسی ایسی
چیزون کے بنا لینا قبضہ کیا جائے جو روپیہ رکھتے ہین - وہ اس قسم کے کارخانے کھولین اور ملک کا اور اپنا بھلا کرین جو دوسرے ممالک مین
جا سکتے ہین - وہ کوئی پیشہ یا ہنر سیکھین - ورنہ تمام پیر ستر بنکر ملک کا بھلا نہین کر سکتے - سادہ زندگی بسر کرین فیشن کا خیال چھوڑین
شادی غمی کی فضول خرچی کو روکین - مذہبی لیکچرار بری رسومات کو دور کرائین - نہ کہ جھگڑون مین خود پھنسین اور دوسرون کو پھنسائین -
ہر ایک شخص کو اپنے آپ کو محنتی اور جفاکش بنانا چاہیے سہل انگاری اور آرام طلب زندگی کو خیرباد کہین سائنس کی تعلیم کا زیادہ شوق
پیدا کرین فضول شاستر ارتھ اور بحث مباحثہ مین زندگی صرف نہ کرین جھگڑے پہلے ہی کافی ہین - ان کو بڑھانا عقلمندی نہین -
ہر ایک کا فرض ہے ان کو بیخ و بن سے اکھاڑے - آپس مین اتفاق و پریم پیدا کرین سچ بولین جھوٹ سے محترز رہین بے ایمانی سے
اجتناب کرین - ایمانداری کو اختیار کرین - عورتون کو تعلیم دین - مگر ان کو خانگی امورات کے قابل بنائین تاکہ آدمیون کیلئے وہ سہارا
ثابت ہون نہ کہ بوجھ - طلباء فیشن کا خیال چھوڑ کر سادہ زندگی بسر کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرین - ملازمت کا خیال چھوڑین صنعت اور
کسی پیشہ و ہنر کو سیکھین - زمیندارون کا فرض ہے کہ عمدہ عمدہ کہاد ڈال کر زیادہ پیداوار کرین - کاشتکاری کے عمدہ طریقے سیکھین تیار کی ہوئی
چیزون کو چھوڑ نئی چیزون کے بنانے کا خیال کرین - شراب - تمباکو چرس - بھنگ نے بہترا ہی زور لگا رکھا ہے - ان سے بچین - اور ان کو چاہیئے
نشہ مستشدون کا خیرات دیکر ملک کو نکما اور نکھٹو نہ بنائین - غریب اور یتیم بچون کی پرورش اور بیواؤن کی زندگی بہتر بنانے کا طریقہ
سوچین چھوٹی عمر کی شادی نے ملک کا کافی سے زیادہ ستیاناس کر دیا ہے - اس مذموم رسم کے دور کرنے کا بیڑا اٹھائین - ملا کھون فقیر
اگر پریل اور تعلیمی کام مین مصروف ہو جائین تو ملک کا بہت بھلا ہو سکتا ہے - اپنی اپنی زندگیون کا ایک نصب العین اور معیار مقرر کرین اخبار
واقعی ایک طاقت ہین مگر انہین آپس مین ایک دوسرے کی تخریب و تذلیل کی بجائے ملک کی بہتری ہی کوشش کرنی چاہیئے ایسے ایسے
مضامین لکھین جس سے روٹی کمانے کے طریقے معلوم ہون نئی ایجادون کا شوق دلائین - خبرون کی ہی کھچڑی نہ پکائین - بلکہ لوگون کو
اپنے تیار شدہ مال اور ایمانداری کی زندگی بسر کرنے پریم و محبت سے رہنے کی طرف ہی راغب کرین - ہندو - مسلمان - عیسائی - سوسائٹی -
آریہ سماجی سکھ سناتنی سب بھائی بھائی ہین اپنے اپنے مذہبی رسومات ادا کرین مسجد جائین اگر جائین گردوارے جائین یا مندر مگر
پریم و محبت سے رہین اور ایک سوالون کو چھوڑ کر ایک ضروری اور نہایت ہی ضروری اور اہم روٹی کے سوال کو حل کرنے کی کوشش کرین

[illegible]

ایسا ہوا پڑتا ہے کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے۔ اگر لڑکیوں کے ہی اوپر اس تعلیم کا ایسا اثر پڑتا تو تعجب ہی تھا۔ لیکن یہاں تو لڑکے بھی سوا سے باتیں کرتے ہیں۔ کوٹ۔ ہیٹ۔ بوٹ۔ ٹائی۔ کالر۔ کنگھا۔ شیشہ۔ لوینڈر۔ سوپ وغیرہ سامان کی انکو ہر وقت ضرورت ہے۔ ان کے پانچ پانچ چھ چھ گرہ لمبے بال کئی کئی گھنٹہ میں ٹھیک ہوتے ہیں۔ ان کا سنگار فیشنیبل لیڈیوں سے بھی بڑھ کر نکلا ہے۔ اس لئے اسمیں سنتان کا قصور نہیں ہے۔ یہ سب مغربی فیشن کا قصور ہے۔ جو کہ مغربی تعلیم کے اندر بھرا پڑا ہے اگر انہی لڑکیوں کو بجائے مغربی تعلیم کے دیسی دھارمک اور گرہستہ آشرم کی تعلیم دیجائے اور لڑکوں کو دھارمک تعلیم سے پرکر کے پھر دنیاوی تعلیم دی جائے تو کوئی بھی خرابی ان کے اندر پیدا نہ ہو لیکن آجکل اسکے بالکل خلاف ہو رہا ہے جسکی وجہ سے ایسے نتیجے ظہور میں آ رہے ہیں قومی لیڈروں کو اسطرف دھیان دینا چاہیئے۔ اور لڑکیوں کیلئے دھارمک اور گرہستہ کی تعلیم کا انتظام کر دینا چاہیئے تا لڑکیاں دھارمک بنیں۔ اور گرہستہ آشرم کو آنند کے ساتھ چلا سکیں۔ تب ہی استری شکشا سے فائدہ ہے اور تب ہی استری شکشا کی ضرورت ہے۔

روٹی کا سوال

ہمارے ملک میں آجکل روٹی کا سوال اسقدر پیچیدہ ہو گیا ہے کہ ہر شخص شکم پوری کیلئے ہزاروں پاپڑ بیلتا ہے مگر پھر بھی کام نہیں چلتا۔ یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد ایسے اشخاص کی موجود ہے کہ جن کو دونوں وقت حسب دلخواہ کھانا نصیب نہیں ہوتا یا جنکو پیٹ کے لالے پڑے ہوئے ہیں۔ با اینہمہ ایسے بھی لوگ ہیں۔ جو کہ فارغ البال اور آسودہ ہیں۔ مگر وہ عیاشی میں از سرتا پا غرق ہیں۔ جن کو غربا اور محتاجوں کی کوئی سدھ بدھ نہیں۔ یہ ضرور ہے کہ بعض مخیر اور فیاض اشخاص کی تھیلیوں کا منہ غربا اور مسکینوں کی مدد کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ مگر انہیں خیال ہر وقت یہ دامنگیر رہتا ہے کہ ان کا نام اخباروں میں شائع ہو اور نیکنامی کا سہرا ان کے سر بندھے۔ بعض کو کسی خطاب کی دھن لگی ہوئی ہے اور ہزاروں روپے اسکے حصول کیلئے پانی کی طرح بہاتے ہیں۔ عورتیں علیحدہ جہالت کے گڑھے میں گری ہوئی ہیں۔ جو اتفاق سے پڑھ لکھ گئی ہیں۔ انہیں خانگی امورات سے نفرت ہے اور ہر وقت نئے نئے زیور اور قیمتی کپڑوں کی لگن ہے۔ اور وہ اپنے خاندان پر بوجھ ثابت ہو رہی ہیں۔ نوجوان جو کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔ ان کے سر پر فیشن کا بھوت سوار ہے۔ نکٹائی کے دلدادہ۔ کار کے مفتون اور ڈاسن لوشن پر فریفتہ ہیں اور اسی زندگی پر لٹو ہو رہے ہیں۔ دودھ کی جگہ سوڈا واٹر گھی کی جگہ سگار۔ غرضیکہ عجیب زندگی ہے۔ ملازمت کے کچھ ایسے پیچھے ہاتھ دھو کر پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ اگر ایک اسامی خالی ہوتی ہے تو سو امیدوار موجود۔ ایک انار صد بیمار کی مثال صادق آتی ہے مذہبی سوسائٹیاں اپنا علیحدہ علیحدہ راگ الاپ رہی ہیں لیکچرار ہیں کہ گلے پھاڑ پھاڑ کر چلا رہے ہیں۔ اور نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔ آریہ سماجی اور سکھ۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی ہوسائی ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں اور سماجی و کوشاں ہیں کہ اپنے مذہب کی تعریف اور دوسرے کی مذمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں بحث مباحثہ کیلئے آستینیں چڑھا

کو ساڑی گون۔ بوٹ وغیرہ کی ضرورت ہوتی۔ مہیا ہو گئے۔ کل سویرے اسکو سکول جانا تھا۔ جلدی تھی۔ بیچاری کو سویرے
اٹھنے کی عادت کرنی پڑی۔ اور یہ عادت اتنی ترقی کر گئی کہ جب وہ پانچویں جماعت میں پہونچی تو نو بجے تو ضرور ہی بستر سے
آواز دے دیتی۔ جہاں وہ پہلے چھ بجے اٹھتی تھی۔ اب نو بجے اٹھتی ہے۔ شکر ہے کہ پانچ جماعتیں پاس کرکے تین گھنٹے ہی زیادہ
سوتی ہے۔ لیکن یہ نہ لکھئے ہر ایک سال کے ساتھ ایک گھنٹہ ضروری ہے۔ تو گیارہ ہی بجے اٹھتی۔ منہ ہاتھ دہویا کنگھی پٹی کی
لونڈر لگایا۔ اور کہٹ کہٹ بوٹ پہنے رسوی میں آگھسی۔ ایک دن میرے رشتہ کی بوا ہمارے یہاں آئی تھی۔ وہ یہ دیکھ کر حیران
ہوئی کہ یہ چڑیا گھر کا پرندہ ہے۔ یا کہ اس کے بھتیجے کی لڑکی۔ رسوی میں بھی بوٹ۔ پوجا پاٹھ کے استھان پر بوٹ۔ اندر بوٹ۔ باہر
بوٹ۔ خیر جوں توں کرکے لڑکی پندرہ سولہ برس کی ہوئی اور شادی کا خیال پیدا ہوا۔ ہمنے سوچا کہ کوئی اچھا ور ملے۔ ہمنے بہت
سوچا کہ کیا کریں۔ دوستوں سے مشورہ لیا۔ ایک دوست نرالی وضع کے تھے اور پورے راست گو تھے۔ ان کی رائے پوچھی۔ انہوں نے
کہا کہ بھائی تم بھی ور کی ضرورت کی ڈھونڈی پٹوا دو کوئی نہ کوئی مل ہی جاویگا۔ ہم بھی ایک مشہور اخباری ریفارمر کے پاس پہنچے
انہوں نے کہا کہ واہ جی آپکی لڑکی تو سوئمبر کے لائق ہے۔ تمہارے جیسی پڑھی لکھی لڑکی کے بڑا ہی لایق ور ملنا چاہئے۔ ہمنے
کہا اچھا اشتہار دو۔ اشتہار کا مضمون لکھا گیا۔ چونکہ مضمون دلچسپ تھا اسلئے یہاں بھی درج کیا جاتا ہے۔

ور کی ضرورت

ایک کنیا جسکی عمر سولہ سال کی ہے۔ گوری چٹی خوبصورت۔ نکھ سکھ سے درست۔ بوٹ گون سے لیس۔ سولہ سنگار سے مرصع
چلنے میں مور کی طرح آہو چشم۔ کمر پتلی۔ بدن ہلکا پھلکا ہوا کے جھونکے سے اڑ جائے۔ ساڑی ڈیرہ گز۔ مارننگ۔ کم ہیر۔ برڈ ہیڈی
اور ہر طرح کی بولیاں بولتی ہے۔ کوئل کو مات کرتی ہے۔ پیانو کی ماہر۔ سائیکل چلانا جانتی ہے اسکے واسطے ور کی ضرورت ہے۔
شرائط یہ ہیں۔ روٹی نوکر پکائیگا برتن اور گھر کا کام نوکروں کے سپرد۔ نت نئی پوشاک دینی ہوگی۔ صبح گیارہ بجے سے پہلے کوئی نہ
جگا دے گا۔ خاوند ۴ بجے کے درمیان ایک گھنٹہ کے واسطے درشن کر سکیگا۔ گھوڑا گاڑی فٹن ضروری درکار ہے۔ اور ہر جگہ
جلسوں میلوں تھیٹروں میں جہاں جی چاہیگا جاویگی۔ آزادی کی پکی حامی ہے۔ پوری آزادی کا جگت میں پرچار کریگی۔ ہر طرح
سے حکم مانیگی مگر اولاد پیدا کرنیکی تکلیف گوارا نہ کریگی۔ کیونکہ یہ ایک فضول بات ہے۔ مساوی حقوق کی حامی ہے۔ اگر خاوند
ایک لڑکا پیدا کریگا تو وہ بھی کریگی۔ ورنہ حقوق کی مساوات میں فرق آتا ہے۔ ابھی سے وہ اسکے برخلاف نہیں کریگی۔ وغیرہ وغیرہ
جب ہم دفتر سے گھر واپس آئے تو ہماری بیوی نے ہمکو ایک چٹھی دی جسکو کھولا تو ذیل کی عبارت پڑھی۔ "خاوند! تم دیسی لوگ
کے ساتھ ہمارا رہنا اب نہیں ہو سکتا۔ اسواسطے ہم جاتا ہے ہمارا تلاش نہ کرنا۔ گڈ بائی۔" بس جناب سولہ سال کی محنت کا
یہ پھل ملا۔ ہم دونوں میاں بیوی رو دھو کر چپ ہو گئے۔ آخر چارہ ہی کیا تھا کیونکہ یہ سب کچھ میرے ساتھ میری انگشت
پیچیدی نے ہی کیا۔ یہ ہے آج کل کی پڑھی لکھی لڑکی۔
مندرجہ بالا مضمون میں لکھنے والے نے زمانہ موجودہ کی مغربی تعلیم کا فوٹو کھینچ دیا ہے۔ دراصل مغربی تعلیم کا اثر ہماری سنتان پر

باد واسب پہلاؤ۔ انکی دولت کو سماج کے سدھار مین دھرم کے پرچار مین اور گیان کے ودّ ہار مین لگواؤ۔ لیکن یہ کام محال
ہے۔ بس لئے اس دوسری مین بہلا تم کیون پڑنے لگے۔ تمنے تو بینگ کو اور بہنگڑون کو ہی خوب سمجھ لئے ہین چٹ پٹ انکو
ہی گیرا ہیلا کہہ ڈالا اگر دولت مندون کے لشکر کی بڑائی کہتے تو وہ چٹ ہنستا ہو جیسا کرو ہو بناکر تمہارے دفتر پہ دھاوا بول دیتے
بیچارے پدیپ کو پکڑ کر لیجاتے۔ اور سلوگنگا کے اپیل کردیتے۔ خیر بہائی ایڈیٹر۔ جو کیا سو اچھا کیا لیکن اب تو ہم تمہے اور تمہارا
سماج پہچان گئے۔ اب تو ارادہ یہ کرلیا ہے کہ سب سے جدا رہکر اپنا کلیان کرینگے بس جیسے تم قدردان ہو۔ ویسی ہی تمہاری سماج ہے۔
جیسا گرو ویسا چیلا۔ دونون نرک مین ٹھیلم ٹھیلا۔ پہر ایسی حالت مین مین کیون تمہارے سنگ مغز کہپاؤن۔ اور ملے تشنہ سہوت
لہذا جوہار۔ مین ہون تمہارا .... دی۔ بوڑہا بہنگڑ۔

لڑکیوں کی تعلیم

کچھ دنون پہلے لڑکیون کا پڑہانا ایک سخت گناہ خیال کیا جاتا تہا۔ اور اسکی کہر ٹھونککر مخالفت کیجاتی تہی کہا جاتا تہا کہ
پڑہ لکہکر لڑکیان بگڑ جائینگی امیرون غیرون سے خط وکتابت کرنے لگینگی۔ سوانگ تماشون کی کتابین پڑہا کرینگی گہر کے کاروبار
سے دست بردار ہوکر تمام دن رات اپنے بناؤ سنگار مین لگی رہا کرین گی۔ ایسی حالت مین لڑکیون کا نہ پڑہانا اور بالکل جاہل
رکہنا پڑہانے لکہانے سے ہزار درجہ بہتر ہے لیکن ایسے پوچ خیالات کی تردید پراچین زمانکی استریون کے کارنامون نے کردی اور
اپنے دیش مین لڑکیون کے پڑہانے کا رواج چل پڑا۔ حالانکہ اب بہی ہزارہا ماں باپ ایسے پائے جائینگے کہ جو لڑکیون کی تعلیم کے
کٹر دشمن ہین۔ لیکن پہر بہی لڑکیون کے پڑہانے کا کام چل ہی نکلا۔ پہلے لڑکیان اپنے پڑہے لکہے پتاؤن سے دیوناگری پڑہکر
دہرم شاستر [illegible] خود ہی پڑہنے پڑہانے کا کام کرنے لگین اور بعض استری تو اپنا تمام دن پڑہنے پڑہانے ہی مین
لگانے لگین۔ پہلے پہل استریون کی تعلیم علم کا شوق دیکہکر مشنری لوگون کے منہ مین پانی بہر آیا۔ اور انہون نے لڑکیون کیلئے
مشن سکول کہولنے شروع کردئے۔ اور بڑے زور کے ساتھ تعلیم دینی شروع کردی جسکی وجہ سے اپنی لڑکیان عیسائی مذہب کے
راگ گانے لگین۔ اور اپنے دہرم سے نفرت کرنے لگین۔ حالانکہ موجودہ زمانہ مین استری شکشا کے لئے اپنی کنیا پاٹھ شالائین بہی موجود
ہین لیکن پہر بہی آزاد پسند لوگ اپنی لڑکیون کو مشن سکولون مین ہی تعلیم دلاکر خوش ہوتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی
لڑکیان بالکل فیشنیبل لیڈیان بن جاتی ہین اور پرانے لوگون کی پیشینگوئی بالکل سچ ہوجاتی ہے۔ ایسے موقعہ پر تعلیم کے دشمن
مخول اڑایا کرتے ہین۔ اور کہا کرتے ہین کہ دیکہو ہمنے پہلے ہی کہا تہا کہ پڑہ لکہکر لڑکیان بگڑ جاتی ہین۔ ہوئی نہ وہی بات۔ لیکن انکو
اس بات کا خیال نہین ہوتا کہ یہ بگاڑنے والی تعلیم کونسی ہے۔ جس تعلیم کیلئے کہا جاتا تہا اور کہا جاتا ہے وہ تعلیم تو لڑکیون کو بہت کم
دیجاتی ہے ورنہ زمانہ سابق فیشن پرستی کی تعلیم دیجاتی ہے اور دہارمک تعلیم کا گلا گہونٹا جاتا ہے [illegible]
مضمون نکلا ہے جسمین لکہا ہے کہ [illegible] سکول [illegible]

جیسی ناکارہ نہیں ہوئے۔ کیا اکبر و جہانگیر نے حقہ یا پائپ پینے والی چیزوں کا استعمال نہیں کیے۔ کیا ہیروں نے کوکین کا استعمال نہیں کیا۔ سب یا بالا دھرکیوں بھی لوگ کے پیچھے اگر جاؤ تو تمہارا ہی سماج سب کچھ کر رہا ہے لیکن بہائی تم کو ذرا بھی خیال نہیں۔ اگر خیال ہی ہے تو جنگل کی سبز پتیوں کا اور جہاں اونچے پہاڑ ہیں بنگال۔ بہائی ایڈیٹر بھنگ کی ترنگ سے تم واقف نہیں ہو۔ اور تم میرے قوم و مذہب سے ناواقف ہو۔ پھر بھلا تم کو بتا جانے یا بیچ قلم اٹھانے کا کیا حق حاصل تھا جس شخص کا جس مضمون میں ذرا بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ اسمیں قدم مارے تو یہ کتنی بڑی غلطی ہے۔ سب سے پہلے تم کو مجھ اور میری پیاری بھنگ بہوانی سے واقفیت حاصل کرنی تھی جب جا کر تم کو قلم اٹھانا لازم تھا۔ میں نے شراب کو چھوا تک نہیں۔ چنڈو کو دیکھا تک نہیں۔ حقہ تو کیا حقہ پینے والیکو بھی پاس نہیں آنے دیا۔ ان سب نشوں کو ہنسا کا کارن اور پاپ کا بہنڈار سمجھکر ابتک دور سے ہی سلام کئے رکھا۔ اور آیندہ بھی دور ہی رکھنے کا ارادہ ہے۔ لیکن صرف ایک بھنگ بہوانی کا استعمال ضرور کیا ہے۔ اور وہ بھی اسوجہ سے کہ نہ تو یہ زمین کے اندر پیدا ہوتی ہے۔ اور نہ یہ بدصورت ہے۔ اور نہ اسکے استعمال میں ہنسا ہوتی ہے۔ بلکہ تن کے اندر ایک طرح کی ترنگ پیدا کرتی ہے۔ اور ممکن ہے کہ اسکے اندر بھی نقص ہوں لیکن اسکے نقص ظاہر کرنا اور ان پر تمہکو متوجہ کرنا بالکل بے فائدہ اور دل دکھانے کا کارن ہے۔ بہلا اب بڈھاپے میں اسکو کب چھوڑ سکتا ہوں لیکن ہاں! اپنے عزیز نوجوانوں سے پرزور ملتجی ہوں کہ اسکے استعمال سے ضرور پرہیز کریں۔ کیونکہ اب وہ زمانہ ہی بدل گیا ہے کہ جب اسکی عظمت کو لوگ سمجھتے تھے اور اسکا جا و طور سے استعمال کرتے تھے۔ بہائی ایڈیٹر بھنگ کا فکر نہ کرو چونکہ دیش میں پانی کم برستا ہے۔ اس لئے یہ خود ہی کم پیدا ہونے لگی ہے۔ اور اسکے عوض بادام اور مصری بھی نرخ میں گراں ہوتی جاتی ہے ہیں اسلئے اس کا پرچار خود بخود ہی کم ہوتا جا رہا ہے لیکن اب تو دیگر نشوں کا تدارک کرو۔ سماج کے اندر سے شراب کا نام کالا کرو۔ چنڈو و چنڈال کو نکلواؤ۔ افیون کو رخصت دلاؤ۔ حقہ کا بائیکاٹ کراؤ۔ سگریٹ کا پلندہ بند ہو جاوے تب جا کر آرام سے بیٹھنا۔ ورنہ غریب بھنگڑوں پر اعتراضات کرنا انصاف میں داخل نہیں ہے۔

کیا بہائی ایڈیٹر تم نہیں دیکھتے کہ ننھے ننھے بچے سگریٹ کے کتنے شوقین پائے جاتے ہیں۔ ریل گاڑی میں سفر کرتے ہوئے اسکا نظارہ ضرور دیکھا ہوگا کہ بچہ سے لیکر بڈھا تک سگریٹ کو منہ میں دبا کر دھوئیں کا انجن بن جاتا ہے۔ اور انکی ایسی حرکات سے پرہیزگاروں کا ناک میں دم آجاتا ہے۔ اس لئے کوشش کرو۔ تاکہ یہ کمبخت لتیں دیش سے نکل جائیں۔ پھر بعد میں بھنگ کے اوپر بھی راہو کی درشٹی ڈال دینا لیکن ابھی تو بہت کام باقی ہے۔ ہاں بہائی ایڈیٹر ایک نشہ کی تعریف کرنا تو میں بھول ہی گیا۔ اور وہ نشہ جین سماج کے اندر بہت زیادہ ہے یعنی دولت کا نشہ۔ جین سماج کے دولتمند دولت کے نشہ میں اتنے غرق ہیں کہ ان بیچاروں کو ذرا بھی ہوش نہیں ہے سماج کی کیا دشا ہے۔ دھرم کہاں جا رہا ہے۔ رسم و رواج نے کیا کیا گل کھلا رکھے ہیں۔ اور اپنے بھائیوں کی کتنی بری حالت ہے۔ غرض ایک بات کا بھی انکو گیان نہیں ہے۔ آنکھیں بند کئے دولت کے نشہ کی چسکی لگائے بیٹھے ہیں۔ اور آرام گاہوں میں پڑے رہتے ہیں۔ اگر کچھ اپکار کرنا ہے تو انکا کرو۔ اگر ہوش میں لانا ہے تو انکو لاؤ انکے ہوش میں لانے سے بہت کچھ کام نکلیگا۔ ورنہ غفلت کے دشمنوں کی آنکھیں کھلنے سے بڑی بات بنیگی۔ ان کا جاگنا کل قوم کے حق میں مفید ہوگا۔ پس انکو

بوڑھے بھنگڑ کی چٹھی بنام ایڈیٹر چین پردیپ

بھنگ کے پردودہی ایڈیٹر اجے بھنگ بھوانی کی۔

چین پردیپ نمبر پہونچا۔ اسکے اول ہی صفحہ پر بھنگ بھوانی کی خوب ہی درگت کیگئی۔ اور اسکی شان میں بہت ہی بیجا الفاظ ادا کئے گئے اور مضمون کے اپنے نوٹ میں غضب ہی ڈھا دیا۔ بھنگ کی ترنگ کو ناپاک گردہ کی عقل سے تشبیہ دیکر بھنگ بھوانی کی ہتک تو ہی کیگئی ہے کہ اگر تمہارے اوپر یا تیسیل کمیشن چلایا جائے تو کوئی برا نہ کہیگا۔ رامہ ہرے رام کل کے چھوکرے۔ ابڑ انکل آسمان میں ہاتھ مارتے ہیں بھائی ایڈیٹر رہو دنیا میں۔ کہاؤ کوئی دن یہاں کا دانہ پانی۔ یہاں پر گالی باندہ کر مت جاؤ۔ اسطرح سے کل دنیا کو دشمن مت بناؤ۔ کیا تمہاری پہلی ہی باتیں کچھ کم ہیں جو اب بھنگ بھوانی کے اوپر بھی ہاتھ صاف کر بیٹھے۔ تمنے اپنے نوٹ میں مجھ بوڑھے بھنگڑ کی بھی خبر لی ہے۔ اور مجھکو ہوشیار کیا ہے۔ کیا اس تحریر کے یہ معنے ہیں کہ مجھ جلتے کو جلایا گیا ہے۔ اچھا بھائی جو لیں آ دے سو لکھو۔ قلم کاغذ تمہارے گھر کا ہے۔ لیکن یہ میں ضرور کہونگا کہ تمنے یہ مضمون لکھکر مجھے بڑا دکھ پہونچایا ہے۔ بھائی ایڈیٹر ذرا گریبان میں منہ ڈالکر دیکھا ہوتا۔ اور تب بھنگ بھوانی کے اوپر قلم اٹھایا ہوتا۔ مجھ بوڑھے بھنگڑ کے جیون کی آدھار۔ مہادیو جیسے بن باسیوں کی پیاری۔ جنگل کی سبز پتیاں اور من میں طرح طرح کی ترنگ پیدا کرنے والی بھنگ۔ اور تم کرو اسکی برائی۔ یہ کتنا بڑا اور بیجا حملہ ہے۔

دیکھو بھائی۔ آج تمنے میری زبان کھلوائی ہے۔ اور آج میں بھی کوری کوری کہے بلا نہ رہونگا۔ میری کہی چاہے تمکو بری لگے یا تمہاری قوم کو۔ لیکن میری بلا سے۔ میں کہونگا اور پھر کہونگا۔ تمنے مجھے ایسی گھڑی میں چھیڑا ہے جو میں خاموش ہو جاؤں اور کچھ نہ کہوں۔ آف رے ایڈیٹر میرا اور میرے بڑھاپے کا ذرا بھی خیال نہیں کیا۔ پھاگن کا مہینہ۔ ہولی کا دن۔ اور آپ بیٹھے بھنگ بھوانی کی برائی لکھنے۔ اور مجھ غریب پر حملہ کرنے۔ پھر بھلا سیا میں ہاکیوں کی رکھوں۔ میں کیوں نہ کہوں ہولی کے پتر ے دن۔ بھائی ایڈیٹر دوسرے کی آنکھ کا تنکا ہر ایک کو نظر آتا ہے۔ لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر کوئی نہیں دیکھتا۔ ٹھیک اسی طرح سے تمنے بھی اپنی سماج کے نشوں پر غور نہ کرکے بھنگڑوں کو نشانہ بناڈالا۔ کیا یہ تمکو لازم تھا۔ ایڈیٹر لوگوں کا یہ دھرم نہیں ہے کہ اپنے عیبوں کو چھپا کر دوسرے لوگوں کو بھی عیبوں کا جامہ پہنا دیں۔ بھلا تمہیں ذرا انصاف سے کہو کہ آپکا در اصل اس مضمون کو شائع کراتے ہوے تمہاری نظر اپنی سماج کے نشوں تک پہنچی ہے اگر بھائی صاحب ایسا ہوجاتا تو آپ بالکل بھنگ بھوانی کی شان میں اسطرح کے الفاظ استعمال نہ کرتے۔ دیکھو بھائی ایڈیٹر بعض تمہاری چین سماج میں ہی ہزارہا ایسی شراب پیتے ہیں (اور شراب بھی اسقدر پیتے ہیں کہ پیپے کے پیپے خالی کر دیتے ہیں) چند چنڈو پیتے ہیں افیون کہاتے ہیں۔ حقہ پیتے ہیں۔ اور کوکین تک کہاتے ہیں۔ کیا وہ برائی نہیں کرتے کیا ایسا کرنا دھرم کے برخلاف نہیں ہے۔ اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے اسکا پرمان دو۔ اور اگر ہے تو کیوں تمنے ان سبکو چھوڑکر مجھ غریب بھنگڑی ہی کی گردن ناپی ہے۔ کیا یہ لفظ نشہ نہیں ہیں۔ کیا ان نشوں میں نشہ نہیں ہے۔ کیا شراب کی پیدائش اور اسکا نشہ عیب میں شامل نہیں ہے۔ کیا جادو گل کا اس شراب کی بدولت نہیں ہوا۔ کیا چنڈال چنڈو نے صدہا چینیوں کو جنوں کی صورت میں نہیں بنایا۔ کیا افیون کی بدولت ہزارہا

گھر کی استریاں رنڈیوں کا ناچ دیکھنے سے کیوں محروم رکھی جائیں

بھلا ہو اندور کے رائے بہادر سیٹھ حکم چند جی کا کہ جنہوں نے گھر کی عورتوں پر رحم کھا کر اپنی فراخ دلی کا ثبوت دیا۔ اور جین سماج کیلئے ایک سگم راستہ جاری کیا۔ آپنے پچھلے دنوں اپنے پوتر کی شادی میں خوب رنڈیاں نچائیں اور یہ رنڈیاں محض مردوں کے ہی روبرو نہیں نچائیں بلکہ ایک روز عورتوں کے جھمگٹ میں بھی ناچ کرایا۔ اور دور دور پر اپنا نام روشن کیا چونکہ آپکا جاری کیا ہوا راستہ سماج کو بہت پسند آیا۔ اسلئے اب حال میں نانوتہ ضلع سہارنپور کے رئیس لالہ جمبو پرشاد جی نے بھی اپنے بھائی کی شادی میں خوب دھوم دھام کا ناچ کرایا۔ اور ایک روز گھر کی عورتوں میں بھی رنڈی جیسی سوشیلا اور پنڈتائوں کا اپدیش کرایا جسکا اثر عورتوں کے نازک دلوں پر بہت اچھا پڑا۔ اور کامیابی کی صورت نظر آئی۔

یہ ہیں جناب ودیا دھرم کو ماننے والی سماج کے کارنامے۔ اگر کسی مزہ کے کام سے زنانہ اردھانگنی عورتوں کو محروم رکھا جائے تو پھر دیا کیسی۔ اگر مکان کی چار دیواریوں میں قیدیوں کی طرح سے رہنے والی غریب عورتوں کو دنیا کے سوانگ تماشوں سے الگ رکھا جائے تو پھر دھرم کیسا بس یہی تو ایک منطق ہے۔ اتنا گیان سے پر دماغ بجز جینیوں کے اور کس کا نظر آتا ہے۔ اس سماج کیلئے جو لوگ ترقی کا شور مچا رہے ہیں سخت بڑی سخت غلطی پر ہیں۔ یہ سماج تو خود ہی ترقی کے راستہ پر دوڑ رہی ہے۔ دیکھو تو تھوڑے ہی دنوں میں کسقدر ترقی کر دکھلائی ہے کہ جہاں پہلے صرف مردوں کی ہی محفلیں سجا کر رنڈیاں نچائی جاتی تھیں۔ وہاں اب عورتوں کی جدا محفلیں لگا کر ان سوشیلا پنڈتائوں کے (رنڈیوں کے) دھرم اپدیش کرائے جانے لگے ہیں۔ بھلا اور اس سے زیادہ کیا ترقی ہوگی۔ اگر اب بھی ترقی کیلئے شور مچایا جائے تو بالکل خام خیالی ہے۔ یقین ہے کہ یہ راستہ سہارنپور اور دہلی کے جینیوں کو بھی پسند آگیا اور جلد ہی عورتوں کی محفل لگا کر انکا اپدیش کرایا کرینگے تاکہ یہ بیچاری بھی نا تو محروم رہیں اور جنک منک سے واقف ہو کر اپنے پتیوں کو جال میں پھنسا نہیں کامیاب ہو جایا کرینگی۔ بندہ مہاگن

جین مڈل سکول دہلی

جین اناتھ آشرم جو پہلے حصار میں تھا۔ اور [illegible] میں دہلی آگیا تھا۔ اسوقت بہت اچھا کام کر رہا ہے۔ اسمیں اناتھ بچے تقریباً ۸۰ کے ہیں اور سب تندرست اور خوشدل پائے جاتے ہیں۔ سب سے زیادہ تعجب دلانیوالی بات یہ ہے کہ اس آشرم میں صرف اناتھ بچوں کو روٹی کپڑا ہی نہیں ملتا بلکہ دینی اور دنیاوی تعلیم بھی دیجاتی ہے خوشی کی بات ہے کہ آشرم نے بڑھاتے بڑھاتے اپنے چھوٹے سے سکول کو مڈل سکول تک پہنچانیکا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور وہ کامیاب بھی ہوگیا ہے لہذا یہ سکول بہت جلد مڈل سکول ہونیوالا ہے۔ اور کچھ ہی دنوں میں ہائی سکول ہو جائیگا اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے سکول بلڈنگ کی تعمیر کیلئے کچھ زمین بھی عطا فرمائی ہے جسمیں کچھ دنوں بعد عمارت کا کام جاری کیا جائیگا۔ سامان سائنس سکول کیلئے منگوا لیا گیا ہے اور گورنمنٹ سے یہ درخواست بھی کیگئی ہے کہ آشرم پانچسو بچے لینے کو تیار ہے۔ لہذا جو ہندو بچے یتیم ہیں انکو آشرم حسب قواعد داخل کر سکتا ہے۔ وہ اسکو دے جائیں۔ آشرم اور آشرم کا سکول دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ لیکن یہ سب کامیابی ہمارے دھرم پریمی لالہ پارس داس صاحب رئیس دہلی کی کوشش اور جانفشانی کا نتیجہ ہے جو اپنا بہت زیادہ وقت اس نیک کام میں لگاتے ہیں ہم سچے دل سے چاہتے ہیں کہ سماج اس آشرم کو کافی امداد عطا کرے اور یہ آشرم خوب پھولے پھلے۔ ایڈیٹر

اور کچھ معلوم نہین کہ یہ سب کوشش فضول جا رہی ہین۔ لیکن جاتی کو اور خاصکر جاتی کے لیڈرون کو یہ معلوم کرکے کہ یہ آواز فضول نہین گئی بلکہ اپنا کام کر گئی ہے بہت خوشی ہوگی اس ہی آواز سے متاثر ہو کر میرٹھ صدر کے کچھ نوجوانون نے سنہ ۱۹۱۳ء مین ایک پاٹھ شالا کھولا حالانکہ اسوقت اس مین صرف چار جماعتین رکھی گئی تھین لیکن خیال پورا یہ تھا کہ یہ پاٹھ شالا ایکدن جین ہائی اسکول ہی نہین بلکہ جین کالج کی بنیاد ہوگی چنانچہ اسی ارادہ سے ہر سال ایک کلاس بڑہائے گئے اور اب قوم کی خوش قسمتی سے آٹھوین کلاس (انگریزی کی مڈل کلاس) تک پڑھائی ہوتی ہے دس ادھیاپک ([illegible]) بڑے پریشرم (کوشش) سے ایک سو پچاس ودیارتھیون (طالبعلمون) کو تعلیم دے رہے ہین۔ پاٹھ شالہ بالکل سرکاری اسکولون کے ڈھنگ پر ہے البتہ دھارمک تعلیم زیادہ دی جاتی ہے۔ اب صرف اتنا باقی ہے کہ اگلے سال نوین اور دسوین جماعت کھولکر سرکار سے مانیہ (recognised) کرا لیا جاوے اس کے لئے کمیٹی بڑے زور سے کوشش کر رہی ہے اور امید ہے کہ ضرور کامیابی حاصل ہوگی اسمین ذرا سی دقت جو دکھائی دے رہی ہے وہ یہ ہے کہ سرکاری قواعد کے مطابق پیشتر اسکے کہ سرکار اسکو مانیہ (recognised) کرے اسکے پاس کم از کم پانچ ہزار روپیہ کا مستقل فنڈ ہو جانا چاہیے جین قوم کے لئے پانچ ہزار روپیہ ایسے ہی ہین جیسا کہ سمندر مین ایک لوٹا پانی۔ صرف ایک آدمی پانچ ہزار نہین بلکہ پانچ لاکھ روپیہ دے سکتا ہے اور دیا بھی ہے لیکن یہ سوچ کر کہ یہ کام جاتی کا ہے۔ اس مین قوم کے ہر شخص کو شامل ہونیکا موقع دیا جانا چاہیے تاکہ وہ اسکی آئندہ کی بہبودی کو زیادہ مدنظر رکھین اور یہ جین ہائی اسکول نامی بچہ جو کہ اتنے پریشرم سے ہوا ہے کل قوم کے آنگن بیچ پلے یہ تجویز نکالی ہے کہ پانچ ہزار روپیون کے پانچ ہزار حصے کئے جاوین اور ہر ایک بھائی کو کم سے کم ایک روپیہ دان کرنیکا موقع دیا جاوے اس کے لئے ایک روپیہ فنڈ کی کتابین بھی چھپوائی گئی ہین تاکہ قومی نوجوان جو کہ جین ہائی اسکول کے نام سننے کی بڑی انتظار کر رہے ہین ان کے ذریعہ سے اپنی دلی مراد کو پورا کرکے اپنے دل کو شانتی اور قومی ترقی کرین جو صاحبان خود روپیہ بھیجنا چاہین وہ خود بھی بذریعہ منی آرڈر۔ بنام منیجر اور نا بینٹ مینوفیکچرنگ بنک لمیٹڈ صدر بازار میرٹھ کے پتہ پر روانہ فرماوین۔ ہمین قوی امید ہے کہ جلد ہی قوم کو ہم اسکول کے سرکار سے مانیہ ہونے کی خبر دینگے دیکھین کتنے بھائی جین اسکول کے شور مین آگے قدم رکھتے ہین۔ نیز انکے نام اخبار مین شایع کئے جاوینگے۔ خادم قوم کلیان رائے جینی بی اے سکرٹری جین پاٹھ شالا میرٹھ

(نوٹ) جبکہ جین قوم کو ہمارے لایق دوست بابو کلیان رائے جی بی اے کل پانچ ہزار روپیہ مین ہائی سکول بنا دینے کا بچن دیتے ہین تو پھر قوم کو اور کیا چاہیے۔ پانچ ہزار روپیہ کی رقم کوئی بڑی رقم نہین ہے۔ ہم قوم کو مشورہ دیتے ہین کہ وہ پانچ ہزار روپیہ کی امداد میرٹھ سکول کو عطا فرماوے تاکہ یہ اسکول ہائی سکول بن جاوے ۔ ایڈیٹر

گوشوارہ شری پاٹھ شالہ برہمچریہ آشرم ہستنا پور بابتہ ماہ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء

نام داتا	
شری جان لالہ بھگوت سنگھ جی جین رئیس [illegible]	شری یان لالہ بھگوت سنگھ جی جین رئیس [illegible]

اور ... . اور دیگر صاحبان نے یہانتک کہا تھا کہ پریذیڈنٹ کا استقبال خاص جلوس کے ساتھ کیا جائیگا مگر کوئی سفارش ایسی ہوئی کہ ان سب لوگون نے . . . . . . دیا - ۴ بجے کے دو بجے تک تو پریذیڈنٹ صاحب کا ویاکہیان نہین ہوا تھا جسکی وجہ سے اب جنڈل سے پرچیز اور علیحدگی کا بہانہ نکالا جاتا ہے - متعدد مکانات اور خدمتگارون کا انتظام کیا گیا تہا مگر کچھ اصحاب کی بے اعتنائی سے مہمان صاحبان کو کافی آرام نہ مل سکا ہوگا - اور خود مہمان صاحبان کی تکلفت مزاجی بھی غالباً وقت بیجا کر خیالی ہوئی ہوگی - ورنہ دونون وقت پکا کہانا اور صبح کے وقت کچے کہانے کا کافی انتظام تہا - باہر کے اصحاب قریب ڈیڑہ سو کے تھے اور یہ محض غلط ہے کہ ۲۸ کے جلسہ مین تعداد حاضرین قریب ۰ ہ کے تہی - واقعی تعداد دو سو سے زیادہ تہی - شام کے لیکچرون مین اصحاب موجودہ کا نہ آنا انکی بے اعتنائی کی دلیل ہے - نہ کہ لیکچررون کے عدم علمیت اور چپیلگی -

شام کے لیکچر دینے مین بعض اوقات ہمین شریک ہو سکا - اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ مجہکو لکہنؤ کی برادری اور آئے ہوئے مہمانون کی ناز برداری مین وہ وقت صرف کرنا پڑا جسکا اب مجہکو بھی افسوس ہے - ان حالات مین گذشتہ اجلاس پر مہامنڈل نے جو کچھ کر دکہایا وہ امید سے زیادہ تہا - اور وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مہامنڈل قوم مین ایک نئی روح پہونک دیگا - مہامنڈل زندہ تندرست - ذی حوصلہ اور ذی ہمت ہے - اور اسکا ایسا سے مقابلہ کرنا محض کفر ہے - خیر نیاز - سنداجیت پرشاد -

اشتہارونکی بدولت ڈیڑھ کروڑ

ہندوستان مین بیچم صاحب کا نام بوجہ انکی گولیون کے ہر ایک شخص جانتا ہے - جب کوئی مسافر ریل گاڑی مین سفر کرتا ہے تو ہر ایک بڑے اسٹیشن پر بیچم صاحب کے گولیون کا اشتہار ہر ایک زبان مین نظر آتا ہے - اب حالمین صاحب مذکور کا پہلوک باس ہوگیا ہے - اور آپ مرنے وقت ڈیڑھ کروڑ روپیہ کی حقیقت چہوڑ گئے ہین - صاحب مذکور کی بابت کہا جاتا ہے کہ کسی زمانہ مین آپ خود گلیون مین پہنچ کر اکثر لندن کے بازارون مین گولیان فروخت کیا کرتے تھے لیکن اشتہارونکی بدولت آپنے اسقدر روپیہ پیدا کر لیا - بیچم صاحب گو مرگئے لیکن اپنے نام کو روشن کر گئے - اور بتلا گئے کہ کس طرح کوشش اور محنت کرنے سے ایک غریب آدمی کروڑپتی بن سکتا ہے -

ہندوستان کے لوگ بھی اشتہارونکے ذریعہ سے روپیہ پیدا کرتے ہین - اور کرنا چاہتے ہین - لیکن ان لوگون کی چال بازیان انکو کامیابی سے کوسون دور رکہتی ہین - ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے ہندوستانی بہائی بیچم کی زندگی سے سبق حاصل کرینگے - پرچیپ

جین ہائی اسکول

نہایت خوشی کی بات ہے کہ "جین ہائی اسکول" کا وقت آہی گیا - آپکو شاید تعجب ہو کہ یہ جین ہائی اسکول کہان سے نکل آیا لیکن اسمین تعجب کی کوئی بات نہین ہے آپکو یہ تو بخوبی معلوم ہوگا کہ ایسے اسکولونکو جاتی کی ترقی کیلئے بہت ضروری سمجہکر جاتی کے دو وان جین ہائی اسکول اور کالج کیلئے کم از کم دس برس سے بڑے زور شور کے ساتھ آواز اٹھا رہے تھے لیکن جاتی کو اب تک اسکے سوائے

صاحب کی نوبت ہی ہم لوگوں کو نصیب ہوئے ہے چونکہ مہامنڈل سے ہمارا کوئی دلیش نہیں ہے جیسا کہ بابو واجت پرشاد جی نے بتلا دیا ہے
الزام لگایا ہے لیکن بات کی اصلیت کو ظاہر کرنا ہمارا دہرم ہے۔ اگر لالہ اوگرسین جی کی تحریر دراصل غلط ہے تو بڑی خوشی کی بات
ہے ہمکو اسمین اعتراض ہی کیا ہے۔ اور اسکے ماننے مین عذر ہی کیا ہے۔ بابو واجت پرشاد صاحب کی تحریر نیچے شائع کیجاتی ہے
جس سے ناظرین بخوبی اندازہ لگا سکینگے کہ لالہ اوگرسین جی کی تحریر کس درجہ تک غلط ہو سکتی ہے " پردیپ "

واجت آشرم لکھنؤ۔ ۱۹ جنوری ۱۹۱۱ء مکرم فرمائے بندہ جے جیندر۔ مہامنڈل کے گذشتہ اجلاس لکھنؤ پر لکھا ہوا
مضمون نسبتہ تعجب خیز و باعث افسوس نہ تھا جسقدر کہ مین نے پردیپ ۱ جنوری ۱۹۱۱ء مین لالہ اوگرسین صاحب کا شائع شدہ
زیادہ مناسب ہوتا اگر آپ منڈل کی کیفیت کیلئے مین گوشت انگریزی کا انتظار کرتے مین تسلیم کرتا ہون کہ معمولاً ہر ایڈیٹر کو یہ
حق حاصل ہے کہ ہر تحریر کو جو کسی جلسہ عام کی نسبت اسکے پاس آئے آزادی کے ساتھ طبع کرے مگر اسکے ساتھ ہی اگر ایڈیٹر کو کسی جوش
سے کچھ بھی ہمدردی ہے تو وہ اسکے خلاف مضرت رسان تحریر کو اسوقت تک نہین شائع کریگا جب تک کہ وہ اس تحریر کی تصدیق وثقہ
ذریعہ نہ کرلے اور جناب پنڈت جگل کشور صاحب و بابو سورج مل صاحب کی چند تحریرات سے جو قبل جلسہ موصول ہوئی تہین۔ یہ تو
صاف ترشح ہوتا تہا کہ آپ اصحاب کو جلسہ منڈل سے دلچسپی نہین ہے مگر یہ خیال نہین تہا کہ اسکے خلاف کوئی مخالفت ہوگی۔
امسال اجلاس منڈل کو خاص کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ صدر انجمن کی تقریر معلوم نہین کہ آپنے پڑھی یا نہین۔ اگر نہین پڑھی تو مہربانی
فرما کر آپ بغور مطالعہ فرمائیگا مین یقین کرتا ہون کہ اگر آپ نے قبل سے ہی کوئی رائے نہین قایم کر لی ہے تو آپ یہی نتیجہ نکالینگے کہ ابتک
اسقدر عالمانہ پر مضمون اور مدلل تقریر جین پلیٹ فارم پر ابتک نہین ہوئی ہے۔ لالہ اوگرسین صاحب کا یہ خیال کہ بدھوا پواہ پر
خاص زور دیا گیا محض غلط ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ اونہون نے اس تقریر کو نہ سنا نہ پڑھا۔ صرف لفظ بدھوا پواہ سے چونک کر
ازخود رفتہ ہو گئے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۱۰ء کو مہامنڈل کے جیو دیا ڈیپارٹمنٹ کا جلسہ ہوا جسمین چار پانچ ہزار کا مجمع تہا اور واجت آشرم کا احاطہ
ہی نہین بلکہ احاطہ کی دیوارین اور برآمدہ بہی سامعین سے پر تہے اور ججون۔ کونسل کے ممبرون اور رئیسون راجے مہاراجون
وکیلون تک کو بمشکل تمام جگہ مل سکی مسٹر گاندہی اور بہائی دیا چند جی کے اہنسا دہرم پر وہ کہانیون کو سامعین نے بغور سنا۔ اور
جوش سے چیرز دیئے۔ مہابیر سوامی کے نام اور اہنسا پرمو دہرم کا نعرہ بلند ہوا مسٹر نانوتی مسٹر دیپاکر مسٹر ہارنیمن اور مسٹر پولک
کے لیکچر انگریزی زبان مین اہنسا دہرم پر ہوئے۔ اس سے قبل جین قوم کو اپنے پلیٹ فارم پر ایسے لیکچر سننا اس موقعہ سے قبل کبہی نصیب نہین
ہوا تہا۔ ریزولیشن جو پاس ہوئے وہ بہی پیشتر سے زیادہ تر اہم اور سودمند تہے۔ اب لالہ اوگرسین صاحب کی دیگر شکایتون کا جواب
عرض کیا جاتا ہے۔ ۲۶ دسمبر روز شنبہ جب وہ تشریف لائے تب واقعی کوئی والنٹیر استقبال کے لئے نہین تہا۔ ۲۴ و ۲۵ کو صبح
سے رات کے ۱۱ بجے تک ۳ پالکی گاڑیان جن پر جین کا سرخ جھنڈا لگا ہوا تہا اور چھ والنٹیر برابر موجود رہے مگر ریلوے کے چار چار
گھنٹہ لیٹ ہونیسے محض پریشانی ہوئی اور جب لکھنؤ کے بہائیون نے بالکل مدد نہ دی تو منڈل کے والنٹیر بہی تہک کر بیٹھ رہے ریلوے
استقبال کیلئے جو گاڑیان کی گئین تہین انکا کرایہ ایکسو روپیہ ہوا۔ لکھنؤ کے بہائیون نے امید دلائی تہی کہ وہ انتظام مین شریک ہونگے

یہ سائنس اگر بہت زیادہ معلوم ہو چکی ہے جین کی سائنس کا ایک بہت چھوٹا سا حصہ ہے صاحبان ذرا غور کیجئے آجکل سب سے زیادہ سائنس دان قومیں یورپ اور امریکہ کی ہیں۔ یورپ اور امریکہ کے لاکھوں آدمیوں نے سائنس کو معلوم کرنے میں اپنی جانیں دیدی ہیں یہ کسی ایک آدمی کا کام نہیں ہے جب کہیں تین ہزار برس میں انکو Natural Science کے ایک بہت ہی چھوٹے سے حصہ کا بھید لگا ہے اسطرح دس بارہ ہزار برس پہلے جب جین دہرم ایک زندہ دہرم تھا کتنے ہی سائنس دانوں شاستر کا پڑہنے والوں نجومیوں حساب دانوں فلاسفروں وغیرہ کا کام ہوگا۔ اور ساتھ ہی اسکے کتنے عرصہ کا کام ہوگا۔ علاوہ ان دو بڑے زبردست ثبوتوں کے ایک اور بھی زبردست ثبوت ہمکو بتلاتا ہے کہ جین دہرم بہت ہی پُرانا ہے مسلمانوں کی کتابوں کو جب ہم پڑہتے ہیں تو عیسائی مذہب کی تردید پاتے ہیں۔ عیسائیوں کی انجیل کو جب پڑہتے ہیں اسمیں ہم موسائیوں کی بابت تردید پاتے ہیں۔ اسطرح ہند کے جو چھ بڑے رشی ایسی کپل کناد جیمنی وغیرہ وغیرہ کے شاستروں میں ہم جین دہرم کی بابت تردید پاتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جین دہرم ان شیو وغیرہ سے پہلے بھی اس بھارت ورش میں ایک مذہب تھا علاوہ ازین ہم جین شاستروں میں رام لکشمن۔ راون۔ کورو۔ پانڈو اور کرشن وغیرہ سب کا حال پاتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ بھی جینی تھے۔ اگر ایسا نہوتا تو جینیوں کو کیا ضرورت تھی کہ انکا حال اپنے شاستروں میں لکھتے۔ میرے ساتھی بھائیو۔ آپ یہ خیال کیجئے کہ ان دیش کے لوگوں ہی نے جین دہرم اختیار کیا تھا بلکہ جین دہرم کے جتنے بھی مہاتما وغیرہ ہوئے ہیں وہ سب ہی اکشتری تھے۔ ان تمام باتوں کے ہونے سے بھی ساتھی بھائی اس بات پر کہ جین دہرم بہت پُرانا دہرم ہے یقین نہ لاویں تو صاف ظاہر ہے اور یہ Antiquity پر صاحبان میں آپ یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ جین دہرم پہلے ہی سے ہے لیکن اب جینی کیوں گرگئے ہیں میری عقل نا چیز میں صرف جین فلاسفی نہ پڑھنے کی وجہ سے وہ آپ اپنے دہرم کو نہ جان سکے اور انکو محض ڈھکوسلے سمجھنے لگے۔ اب بھی اگر اپنی باگ کو خود سنبھالوگے تو کچھ ترقی ہو سکتی ہے چاہے جان بھی جائے چاہے غلطی ہی بتائے لیکن اپنے دہرم کو فلاسفی کو ضرور بغور پڑھیئے۔ آپکو اسکے ذریعہ سب کچھ معلوم ہو جائیگا جابجا جین فلاسفی پڑہنے کیلئے سکول اور کالج قائم کرا دیجئے تاکہ غریب لوگوں کو بھی فلاسفی پڑہنے کا موقع ہاتھ آجائے اور جین دہرم کا پرچار ہو جائیگا۔ (نوٹ) جین دہرم کی قدامت کے ثبوت میں ہزاروں دلیل پیش کیجا سکتی ہیں لیکن اس روشنی کے زمانہ میں جبکہ دوسرے فارغ اصحاب اسکو خود ہی پرانا مذہب کہکر پکار رہے ہیں پھر کیا ضرورت ہے جو اس بحث میں وقت صرف کیا جاوے اب تو جین دہرم کے سدھانت پبلک میں پھیلانے کی ضرورت ہے اور وہ ضرورت بہت ہی سخت ضرورت ہے۔ اس لئے جین بھائیوں کو لازم ہے کہ جین دہرم کے اصول جسطرح بھی بن پڑے دنیا بھر میں پھیلا کر اسکی قدامت کا عملی ثبوت دینا چاہیئے بلا اسکے محض باتیں بنانے سے کچھ زیادہ کام نہیں چلیگا۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ جین دہرم کے شردھالو جین دہرم کے سدھانت دنیا بھر میں پھیلانے کیلئے تن من دھن سے کوشش کرینگے۔ سمپادک

جلسہ جین مہامنڈل لکھنؤ

جین پردیپ مورخہ ۱ ارجنوری میں جین مہامنڈل کے بارے میں ایک چٹھی لالہ اوگر سین صاحب مظفر نگر والوں کی شائع کی تھی۔ اسکے بعد ایک مضمون بابو چیتن داس جی کا بھی چھپ چکا ہے لیکن لالہ اوگر سین جی کی چٹھی کو غلط ثابت کرنیکے لئے ایک چٹھی لکھنؤ سے بابو اجیت پرشاد صاحب کی اور دوسری لکھیم پور سے بابو چیتن داس صاحب کی آئی ہے ہر دو چٹھیات بہت ہی چوڑی عبارت سے پر ہیں۔ بلکہ بابو چیتن داس

سے پہلے بھی ہندستان میں تھا۔ جین شاستروں میں لکھا ہے کہ چوتھے کال میں آدمی آجکل کے آدمیوں کی نسبت لمبے مضبوط اور
بڑے کئے تھے چوتھے کال کے آخیر میں لوگوں کا قد ۵۰۰ گز لمبا تھا۔ ہمارے ساتھی بھائی ساتھ ہی یہ بھی فخر کرتے ہیں کہ اُن کے بزرگ بڑے
طاقتور بڑے ہی عقلمند تھے [illegible] آدمی [illegible] تھا کہ اُن کے [illegible] دس دس میل تک جاتی تھی
ایک ایک آدمی میں کئی کئی ہاتھیوں کا بل ہوتا تھا [illegible] کے گھر بھی بہت ہی اونچے ہوتے تھے۔ جیسے کہ ہم راکھشس راون کمبھکرن
وغیرہ کی بابت سنتے ہیں کہ وہ بڑے جودھا تھے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ اُن کے قد ہمارے ہی برابر تھے۔ یہ ایک قدرتی بات ہے
کہ جو آدمی طاقتور ہوتے ہیں وہ بڑے قد آور جوان ہوتے ہیں۔ اُنکی ہڈیاں بڑی مضبوط ہوتی ہیں۔ اُن کا بدن طاقت کی وجہ سے
پھولا ہوا ہوتا ہے کیونکہ وہ قد آور نہ ہوں تو طاقت کی وجہ سے وہ اسقدر پھول جائیں کہ اُنکی بناوٹ ہی بے ڈھنگی معلوم ہونے
لگے۔ اور کسی کام کی بھی ڈیل ڈول ٹھیک نہو۔ اس بات سے صاف ظاہر ہو گیا کہ ہمارے بزرگ ہمارے نسبت لمبے تھے۔ اسیطرح حساب
لگاتے اوپر کو چلتے جایئے گا۔ آجکل ہم دیکھتے ہیں کہ ہم لوگوں کے قد اور بدن دونوں گرتے جارہے ہیں۔ دوسری بات ہمارے ساتھی
بھائی کہا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ آدمی کی عمر زیادہ سے زیادہ ۴۰۰ برس ہو سکتی ہے۔ کیونکہ چار سو برس کے بعد ہڈیاں کمزور
ہو جاتی ہیں اور اُن میں کام کرنے کی شکتی نہیں رہتی۔ حال ہی میں امریکہ میں ایک آدمی کا پنجر ملا ہے جس کا وزن کوئی [illegible]
گیارہ من کے قریب ہے۔ اس کی لمبائی ۱۵ فٹ کے قریب ہے آجکل وہ پنجر United States
کے عجائب خانہ میں رکھا ہوا ہے ہر شخص بخوشی وہاں جا کر دیکھ سکتا ہے۔ یہ اس بات کا ایک بڑا زبردست ثبوت ہے کہ کسی زمانہ میں
آدمی ۱۵ فٹ لمبے ہوتے تھے۔ نہ کہیں ویدوں میں اور نہ کہیں اور کتابوں میں اس بات کا ذکر آیا ہے کہ پہلے آدمی اس قد لمبے ہوتے تھے
یہ صرف جین شاستروں کی ہی بدولت تھا۔ کہ ہم ایسی باتوں کو [illegible] میں لاسکتے تھے گو دیکھ تو نہیں سکتے تھے لیکن آج یہ بات بالکل
[illegible] کی ضرورت نہیں۔ کوئی اس بات سے منکر نہیں ہو سکتا ہے اب ہم یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ یہ آدمی کس زمانہ میں ہوگا
مہاویر سوامی کے زمانہ سے لیکر آجتک تقریباً ۲۵۰۰ برس گذرے ہیں۔ اس وقت جین شاستروں کی تحریر سے آدمیوں کا قد کوئی ۷ گز
تھا آجکل صرف زیادہ سے زیادہ دو گز ہے یعنی پہلے آدمیوں کا قد آجکل کی نسبت ۳½ گنا تھا۔ اسطرح حساب لگانے سے معلوم پڑتا ہے کہ وہ
آدمی تقریباً ۱۰ ہزار برس پہلے زندہ تھا۔ اب اس بات سے یہ ثابت ہوا کہ جین دھرم اس وقت بھی ایک زندہ دھرم تھا۔ میرا اس لکھنے سے
یہ مطلب نہیں کہ آدمی کے قد وغیرہ اسی نسبت سے بڑھتے ہیں جو نسبت آجکل کے زمانے اور مہاویر سوامی کے زمانہ میں تھی۔ بلکہ خوراک
آب و ہوا اور فکر وغیرہ وغیرہ باتوں کا بھی عمر پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ ہر ایک آدمی کا پنجر ہزاروں برس تک باقی
رہے۔ اس پر بھی زمین پانی ہوا وغیرہ کئی چیزوں کا اثر پڑتا ہے۔ جینیوں کے جتنے بھی شاستر دیکھنے میں آئے ہیں۔ اُن سے یہ پایا جاتا ہے
کہ جین دھرم بالکل سائنس کے اصولوں پر بنا ہوا ہے۔ کوئی اصول اُنکا سائنس کے برخلاف نہیں۔ مثلاً رات کو کھانا نہ کھانا۔ [illegible]
میں سبزی وغیرہ نہ کھانا۔ وغیرہ وغیرہ غرضیکہ کوئی بھی اصول بغیر سائنس نہیں۔ علاوہ Materia [illegible] سائنس کے جینی [illegible]
میں بھی درجہ کمالیت پر پہنچے ہوئے تھے۔ آجکل جتنی سائنس ابتک معلوم ہوئی ہے وہ سب جین دھرم سے ملتی جلتی ہے لیکن اب بھی یہ

قسمت کی باتیں ہیں۔ فرصت نہیں ہے۔ جی اچھا نہیں ہے۔ طبیعت خراب ہے۔ یہ سب باتیں اُن لوگوں کی زبان سے نکلتی ہیں۔ کہ جو کوشش سے کوسوں دور بھاگتے ہیں۔ ورنہ کیا مجال جو ایک کوشش کرنے والے کی زبان سے ایسے کلمے نکل سکیں

؎ کیسے کلمے کیا طعن اقبال ہے۔ تیرا ہی دل نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں۔ دنیا میں جو بھی کام ہوتے ہیں۔ یا جن کاموں میں کامیابی ہوتی ہے وہ سب کوشش کرنے سے ہوتے ہیں ورنہ بلا کوشش کئے کوئی کام بھی پورا نہیں ہو سکتا ایک طالب علم آج کا سبق کل پر چھوڑتا ہے۔ ایک دفتری آج کا کام کل پر رکھتا ہے تو کیا وہ طالب علم امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے یا وہ دفتری اپنے کام کو وقت کے اوپر پورا کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں بالکل نہیں۔ اے طلبہ پیارے دوستو کوشش کرو۔ اپنے کاموں میں کوشش کرو۔ تم ہر کام میں کوشش کرو۔ سدا ہر ایک کاموں میں کوشش کرو۔ اگر تم نے کوشش نہ کی۔ اور ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ گئے تو یاد رکھنا تمہاری زندگی وبال جان ہو جائیگی اور تم بُری طرح سے دنیا میں اپنی عمر کا حصہ گذارو گے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارے نوجوان طالب دوست کوشش کا سبق خوب یاد کر لینگے اور کوشش کر کے اس سے کامیابی حاصل کر کے اپنے جیون کو سکھ شانتی کے ساتھ گذارینگے۔ پردیپ

جین دھرم مہابیر سوامی سے پہلے تھا

از بابو تارا چند جی جین جین بورڈنگ ہاؤس روہتک

کوئی پچاس ساٹھ سال کا عرصہ گذرا کہ تمام ہندوستان میں جدہر نظر اٹھا کر دیکھتے تھے مسلمان اور عیسائی ہونیکا جھنڈا لہرا رہا تھا ہزاروں ہندو ہر روز مسلمان اور عیسائی بن رہے تھے دن بدن انہی کا دور دورا ہو رہا تھا۔ اسوقت ۱۹ ویں صدی میں سے ایک بڑا فرشتہ نظر آیا۔ یعنی ایک بہت بڑے عقلمند آدمی جی دیانند سوامی نے ہند میں اتنا مبارک قدم رکھا کہ بہت سے ہندو جو آپنی کو مسلمان ہونے سے بچایا۔ ہندوستان کی ترقی میں بہت کوشش کی غرضیکہ اس زمانہ کے مطابق آپ نے ہندوستان کے واسطے بہت کچھ کیا جس کے لئے اہل ہند کو آپ کا احسان مند ہونا چاہیئے لیکن ساتھ ہی ہمکو اس بات پر بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سوامی جی نے کسی دھرم میں کوئی ایک سدھانت نہیں لکھا۔ بلکہ انیک انیک پرکار کے سدھانت لکھکر سب قسم کے آدمیوں کو خوش کرنے کی ناجائز کوشش کی۔ آپ کے ایسا کرنے سے گو بہت سے آدمی مسلمان اور عیسائی بننے سے تو بچ گئے لیکن اصلی اور سچا مارگ نہ پا سکے سوامی جی نے تمام مذہبوں میں جا بیجا نکتہ چینیاں کیں لیکن افسوس کہ کوئی مارگ ایسا نہیں بتایا جس پر چلکر آدمی نجات پا سکے بلکہ نجات کو سوامی جی نے مانا تک بھی نہیں۔ چنانچہ جین مت کی بابت بھی آپکے شاگردوں نے بہت سی بیجا نکتہ چینیاں کیں ہیں پہلی بات جو ہمارے سماجی بھائی بحث کرتے وقت کہا کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ جین دھرم ایک بالکل نیا دھرم ہے جو کہ بودھ مت کی ایک شاخ ہے جو مہابیر سوامی سے چلی ہے۔ مہابیر سوامی سے پہلے ہند میں جینوں کا نام و نشان بھی نہیں تھا اور جو شاستر مہابیر سوامی سے پہلے کا حال بتلاتے ہیں وہ محض من گھڑت ڈھکوسلے ہیں۔ اور بعد میں لکھے گئے ہیں۔ یورپ کے محقق لوگوں نے ثابت کر دیا ہے کہ جین دھرم بودھ مت کی شاخ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک بالکل نرالا دھرم ہے۔ یہ دھرم مہابیر سوامی کی پیدائش

کوشش

(نوجوانون کو نصیحت)

کوشش ایک ایسی اعلیٰ طاقت ہے جسکے ذریعہ بنی نوع انسان اعلیٰ منصب پر پہونچ کر دنیا کی راحتون سے بہرہ یاب ہوتے ہین اور صرف خود ہزارہا فواید حاصل کرتے ہین۔ بلکہ دوسرون کی بھی ہر طرح سے مدد کر سکتے ہین۔ دیکھو ابو الفضل ایک تنگدست درویش کا بیٹا تھا۔ اس نے تحصیل علم مین اتنی کوشش کی کہ چراغون کا دھوان کھایا۔ راتون کو دن بنایا آخرکار کوشش کا شیرین پھل اس نے پایا۔ وہ محتاج بیان نہین شہنشاہ اکبر جو خاندان مغلیہ مین ایک بڑا نامور اور مشہور بادشاہ ہوا ہے۔ اس کے دربار کا رکن اعظم بن گیا۔ اور بہت سی کتابین لکھین۔ یاد رکھو شروع مین اگرچہ طرح طرح کی دقتین پیش آتی ہین۔ مگر ساحل مراد پر پہنچنے کے بعد تمام تکلیفین فراموش ہوجاتی ہین اس لئے انسان کو چاہیئے کہ جب تک ساحل مراد پر نہ پہنچے اپنے ارادے پر ثابت قدم رہے۔ ہمیشہ کوشش کرو۔ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہ کرو کہ محنت کا نتیجہ رائیگان جائیگا۔ دیکھو کاشتکار زمین مین بیج ڈالتے ہین۔ اور فصل پکنے تک ہر طرح کوشش کرتے ہین۔ آخر کار غلہ کے انبار لگا لیتے ہین۔ فائدہ سے پہلے نقصان راحت سے پہلے مصیبت ہوا کرتی ہے۔ جو لوگ ہمت کے عالی اور ارادے کے پکے ہوتے ہین وہ کبھی ہمت نہین ہارتے۔

ایک مصنف لکھتا ہے کہ نادر جو سنگی بڑا عالی حوصلہ تھا۔ بڑے بڑے خطرناک موقعون اور مہلک حادثون مین بھی کوشش کرتے نہ چوکتا تھا اور جب تک اپنی کوشش مین کامیاب نہ ہوتا تھا دنیا کے عیش و عشرت کی طرف رغبت نہ کرتا تھا۔ یاد رکھو نامراد کو ساحل مراد پر پہنچانا افلاس کی قید سے نکال کر مسند جاہ و حشمت پر بٹھانا طالبان جاہ و جلال کو کامیابی کے دروازہ تک لیجانا قوی سے قوی دشمن کو ہلاک کرکے خاک مین ملانا۔ دولت و ثروت مین ہمعصرون سے سبقت لیجانا اسیران بلا و مصیبت کو چھڑانا غمزدونکا ہاتھ بٹانا دلچسپ مضامین کو نوک قلم پر لانا یہ تمام کرشمے کوشش ہی کے ہین۔ اگر میرا کہا مانو تو خواہ کتنی ہی سخت منزل ہو خوف و ہراس کو طبیعت پر غالب نہ آنے دو۔ بلکہ شمع کی مانند سر کٹانے پر مستعد ہو۔ سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریئے منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریئے نوجوانو! کیا تم نے کبھی یہ بھی خیال کیا ہے کہ دنیا مین بعض لوگ جو قیمتی لباس پہنتے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتے ہین۔ عالیشان محلون مین دھوم دھام سے چین سے بیٹھتے ہین۔ مسافرون کو کھانے کھلاتے۔ فقرا و مساکین کا پیٹ پالتے۔ مسلمانون کی مرادین بر لاتے یتیمون و بیکسون کی مدد کرتے۔ پبلک کے آرام و آسایش کے واسطے کوئین تالاب سرائین بنواتے۔ مندرون مسجدون پر ہزارہا روپیہ خرچ کرتے ہین۔ کہانسے کرتے ہین۔ کیا انکو غیب کے خزانے مل جاتے ہین؟ نہین ہرگز نہین بلکہ یہ سب کرشمے کوشش ہی کے ہین۔ وہ کوشش کرکے بہت روپیہ کماتے ہین اور دوسرون کی مدد کرتے ہین۔ اسی طرح سے جو لڑکے کوشش سے پڑھتے ہین آخر وہی آرام سے زندگی بسر کرتے ہین۔

اکثر طالبعلم ایسے ہوتے ہین جو کوشش کرنا جانتے ہی نہین۔ اور خدانخواستہ اگر وہ فیل ہوجاتے ہین تو صرف ایک سال کی ناکامی کے باعث (جو کہ اپنی غلطی ہی سے ہوتی ہے) پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہین۔ اور اسطرح جو کچھ لکھا پڑھا ہوتا ہے۔ وہ بھی خاک مین مل جاتا ہے۔

انتظام ہے بیوڑہ کا مینی یہان بلاکر یہ ٹھیر سکتا ہے۔ مدرسہ کوچہ سیٹھ۔ نزد مندر سرلوگیان کے چتے سے ریل کے اسٹیشن سے ہر ایک گاڑی والا یہان پہونچا سکتا ہے۔ اس دھرم شالہ مین ابھی بہت کام باقی ہے بیس ہزار سے زیادہ روپیہ خرچ ہو چکے ہین۔ (اب مین دگامبری جین مندرون کا حال لکھتا ہون)

(۱) **مندر اردو یا مندر زیر قلعہ** ۔ یہ مندر شہر دہلی کے ساتھ [illegible]ء مین شاہجہان بادشاہ کے وقت مین بنا تھا [illegible]ء مین جب خاص بازار قلعہ کے نیچے کی دیگر عمارات منہدم کی گئی تہین۔ اسوقت دہلی کے جینیون کی کوشش سے یہ مندر سادہ رآیا گنگا دھر کا شوالہ بچا تھا۔ ایک گنبد پہلے تہا۔ ایک گنبد حال مین سرکار سے مفت زمین عطا ہونے پر تعمیر کیا گیا ہے۔ اندر سنگ مرمر کا سنہری کام ہے۔ ایک لاکھ سے زیادہ کی لاگت کا مندر ہے۔ اتوار کے دن بہت سے فرقے کے لوگ یہان جاکر پدماوتی پر پھول چڑھاتے ہین۔ بھیرون اس مندر مین نہین ہے۔ لالہ [illegible] لال کے سپرد اسکا انتظام ہے۔ جو نہایت عمدہ انتظام کر رہے ہین۔

(۲) **چیتیالہ** رائے بہادر لالہ السٹری پرشاد خزانچی وآنریری مجسٹریٹ و میونسپل کمشنر۔ یہ چیتیالہ اردو کے مندر سے آگے بڑھکر خزانچیون کی گلی مین ہے۔ لالہ صاحب کے بزرگان جب سہارنپور سے آئے تھے۔ اسوقت انہون نے یہ چیتیالہ اور دیوان خانہ بنایا تہا چیتیالہ مین قدیم شاستر اور چند دوسرے زرین وغیرہ قابل دید ہین۔

(۳) **چیتیالہ لالہ ہیرا لعل جی جین** ۔ یہ لالہ صاحب کے چیتیالہ کے سامنے واقع ہے۔ پوجا پرکشال روزانہ ہوتی ہے اسی گلی مین سے گنجی والا محلہ گہیالی نزد فوارہ کا لالہ مہر چند داس کا چیتیالہ افسوس کہ اب اٹھ گئے۔ انار کی گلی کا مکان اگرچہ اب مندر کی ملکیت ہے۔ مگر چیتیالہ وہان سے اٹھ گیا۔ اس طرح چار چیتیالہ دہلی سے کم ہوگئے۔

(۴) **مندر کوچہ سیٹھ** ۔ یہ مندر تیرہ پنتھی آمنا کا ہے۔ اور مندر کے گرد فصیل وچار دیواری ہے۔ لالہ ساگلام مل لالہ ہرسکھ رائے وغیرہ جوہریان سلوگیان دہلی نے پانچ لاکھ کی لاگت سے گنبد بنایا تھا۔ نادہ دھرم شاستر ہر روز ہوتا ہے۔ بعد مین بھی یہان وغیرہ تعمیر ہوتی رہین رات دن پہرہ پر گھوڑیال بجتا ہے۔ لالہ کبول کسیرے کی زیر نگرانی انتظام نہایت معقول ہے۔ اس مندر مین سنگ مرمر و سونے کا کام دیکھنے کے قابل ہے۔ پانچ لاکھ سے زیادہ روپیہ اس مندر کی تعمیر مین صرف ہوا گنبد نہایت عالیشان ہے۔ پوہ شدی دوج سمت [illegible] بکرمی مطابق [illegible]ء مین اسکی بنیاد کا مہورت ہوا۔ سات سال مین تیار ہوا اسکی پہلی پوجا منگسر بدی تیرودشی سمت [illegible] بکرمی مطابق [illegible]ء مین ہوئی پتھر کے دروازہ پر نہایت عمدہ کندہ کاری کا کام ہورہا ہے۔ مندر مین ایک چاہ بھی ہے۔

(۵) **چندر پربہو یا سیٹھ کے کوچے کا چھوٹا مندر** ۔ پہلے اس مندر کا گنبد نہ تھا اب گنبد تیار ہوگیا بڑے مندر کے مقابل ہے۔ شاستر بھی ہوتا ہے۔ دھرم شالہ کے پاس واقع ہے۔ سنگ مرمر کا سنہری کام بھی عمدہ ہے۔ بیس ہزار کے قریب لاگت کا ہوگا۔ (باقی آئندہ)

دہلی کہلانے لگا۔ بودھ اور جین راجاؤن نے بھی یہان راج کیا۔ جسکی جیتی جاگتی شہادت مہرولی کا جو لستھ کھمبا ہے سنہ ۱۲۳۰ء
مین شاہجہان بادشاہ نے اسے آباد کیا۔ اسلئے اسے شاہجہان آباد بھی کہتے ہین۔ مغلیہ سلطنت کے زوال پر کچھ عرصہ مرہٹون
کے قبضہ مین بھی رہا۔ جنہون نے چندیوم کے لئے جامع مسجد کو کرشن جی کا مندر بنایا۔ اگرچہ وہ خفیف وقت کے علاوہ اسکو
قایم نہ رکھ سکے۔ آخر مین شاہان اسلام سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کے پنشن خوار رہے۔ ظالم نادرشاہ سات کروڑ کا تخت طاؤس
اور ساٹھ کروڑ کا سونا چاندی اس جگہ سے لے گیا۔ سنہ ۱۸۵۷ء کے غدر سے بالکل سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے۔ یہان پر تجارت کی
بڑی منڈی ہے۔ گوٹا کناری۔ ملمع سازی۔ مینا کاری۔ اور سونے کی مرصع کاری وغیرہ صنعتون مین اب بھی لاثانی ہے
اور یہی صنعت و حرفت ہے کہ جسنے ہر وقت دہلی کو سرسبز ہی رکھا ہے۔ ریلون کا بھی یہ بڑا سنٹر ہے۔ اسٹیشن پر ہر وقت
میلہ سا لگا رہتا ہے۔ یہان کے بڑے بڑے بازار حسب ذیل ہین۔ صدر بازار۔ کھاری باؤلی۔ چاندنی چوک۔ دریبہ کلان۔ لال
کنوان۔ چاوڑی وغیرہ۔ قابل دید مقامات حسب ذیل ہین۔ لال قلعہ۔ دیوان عام و خاص۔ عجائب گھر کمپنی باغ۔ مقبرہ
ہمایون۔ مقبرہ صفدر جنگ۔ قطب صاحب کی لاٹھ۔ جو نستھ کھمبا لوہے کی لاٹھ۔ کالی مسجد۔ جامع مسجد۔ فتحپوری کی مسجد۔ آپا
گنگا دہر کا شوالہ۔ جوگ مایا۔ مادہو داس کی باغیچی۔ پرانا قلعہ۔ نظام الدین و قطب صاحب کا مزار وغیرہ دیکھنے کے قابل ہین۔ انکے
علاوہ بہت سے کارخانے و کلین یہان پر ہین۔ برقی روشنی ہوتی ہے۔ برقی ٹریموے چلتی ہے۔

لارڈ لٹن اور لارڈ کرزن نے بھی شاہی دربار یہی جگہ کئے۔ اور ۱۹۱۱ء کے شاہی دربار کی شان سے تو ناظرین خوب ہی واقف ہین۔
یہ شہر کمشنری دہلی کا صدر مقام ہے۔ اور اسمین حسب ذیل سات ضلع ہین۔ دہلی۔ گڑگانوہ۔ رہتک۔ حصار۔ کرنال۔ انبالہ۔ شملہ۔
اگر مین ان کل اضلاع کا حال لکھون تو طویل ہو جاوے۔ اسلئے صرف جین ڈائرکٹری کے لئے جین مذہب کے متعلقہ امور کا حال
تحریر کرونگا۔ اور باقی حالات نظر انداز کرونگا۔ اگرچہ دہلی والون یا اسکے گرد و نواح والون کو یہ حالات معمولی نظر آوینگے
مگر کل ہندوستان کے جینیون اور راجپوتانہ و دکن والون کو اسمین بہت سے حالات ایسے نظر آوینگے۔ جو انکو سابق مین معلوم
نہ تھے۔ اور خاصکر پہلا سر پرست کے حالات جاننے کا تو ہر ایک ہی شایق ہوگا۔

ٹھانک باسی یا ڈھونڈیے جینی بھی دہلی مین ہین۔ انکا اپاسرا گھنٹے والے حلوائی کے سامنے فوارہ سے کچھ آگے
بڑھکر چاندنی چوک بازار مین ہے۔ اور خاصی عمارت ہے۔ سوتیامبرون کے دو مندر ہین۔ دونون گنبددار اور عالیشان
ہین۔ بڑا مندر نوگھرے مین واقع ہے۔ درشن کرنیکے قابل ہے۔ چھوٹا مندر جیل پوری مین واقع ہے۔ سوتیامبریون مین
شری اودے چند جی جتی نہایت مشہور وید تھے۔ اب ایک جتی سوتیامبر جین اپاسرے مین رہتے ہین۔ جو عمدہ وید اور جین
دھرم کے جاننے والے۔ اچھے پنڈت۔ نیک چلن۔ اور جتی کہلانے کے مستحق ہین۔ دھرمپوری مین جاتے ہی ان جتی جی مہاراج
کا مکان ہے۔ (نوٹ) اب حال مین معلوم نہین کہ جتی جی ہین یا نہین۔

دھرم شالہ دگامبریون کی سیٹھ کے کوچے مین نہایت عمدہ دھرم شالہ ہے۔ نل پاس لگا ہے۔ ٹٹی وغیرہ کا مناسب

اور یہ لگ شال ہین کہ جین ستھان مین پدہارتے ہین وہان کچھ نہ کچھ اونتی کی نیو پڑجاتی کوئی آشچریہ کی بات نہین ہے۔ بہاسے تھوڑے
سے پہلے سال کنور بہنو لال جی تھا ان کے نیب مندر لال جی یہان پدہارے بہت دن تک دہرم اپدیش دیتے رہے بعد اسکے
بھالرا پاٹن چلاگئے سوچیت کیا کہ آپکی دادی جی شملہ مین ایک نیا مندر بنوانیکی اچھا پرگٹ کرتی ہین جسکو سب بہائیون نے سہرش
سویکار کیا۔ ہم اپنا ابہو بھاگ سمجھتے ہین کہ سیٹھ مانک چند جی اس سال یہان پدہارے جنہون نے نقشہ اوی لیکر بھالرا پاٹن
بہیج مندر جی بنوانیکی پرمٹ لگیا دی۔ ایسے مہان پرش اگر کسی کاریہ مین سہایتا کرین اور وہ کاریہ پورن نہ ہو یہ بالکل ناممکن ہے
مہا کاریون کے کرنے مین مہان پرشون کی سہایتا کی آوشیکتا۔ ہم پرگٹ نہین کرسکتے کہ وکت مہاشے جی کو کس طرح سے دہنیواد
دیوین جنہون نے شری مندر جی شیگھرہی بنوانے کے لئے پریرنا کی ہے۔ اور تن من دہن سے اس دہرم کاریہ کو کرنے کے لئے تتپر ہین
اب شیگھرہی شری مندر جی بنانے کا کام جاری کیا جائیگا نقشہ کی منظوری کمیٹی سے مل چکی ہے۔ واہ رے دہرم بیر دہرم کی بہگتی
اودارتا یہی ہے۔ دہرم کا پرچار کت سیٹھون نے پورن ریتی سے چھلکا دیا ہے آپکی اودارتا کو لکھنے مین لیکھنی اپنا کاریہ کرنے مین اسمرتھ ہے
دہن کو کس پرکار خرچ کرنا چاہئے اس بات کو بہی آپنے بہلی بہانت درشا دیا ہے۔ دربیہ اپارجن کرکے اگر وہ دربیہ دہرم مین
کچھ کام نہ آیا تو ایسے دربیہ اوپارجن سے کیا لابھ۔ آپ کا یش اس مہان کاریہ کرنے سے سوریہ کی کرنون کے سمان چارون طرف پہیل
گیا ہے۔ آپ جیسے مہان پرش کیون ایسے کاریہ کا لابھ نہ اٹہاوین۔ کیول شملہ کے بہائی آپکی اس مہان اودارتا سے سنتوشٹ
نہین ہین کنتو ساری جین جاتی آپکی پرشنسا کرتی اور آپ کا یش چارون طرف پہیل رہا ہے۔ آپ جیسے مہان پرش اس سنسار
مین اگر گرہن کا بہنڈار نہ بہرین تو اور کس کی شکتی ہے جو ایسے کاریون کو کرا تیجی جاتی کی دہرم کاریون سے اونتی کرے آپکو ہم انیک
دہنیواد دیتے ہین اور سب شملہ کے بہائی آپ کے اس مہان کاریہ کے کرتگیہ ہین۔ اب پورن آشا ہے کہ شری جین مندر جی
شیگھرہی بنجاوین اور جین جاتی کی پتاکا شملہ مین چارون طرف لہراتی ہوئی درشٹی پڑے اور ان وپاوان بیر کا یش اور نام
چارون طرف پرگٹ ہو۔ جاتی سیوک نیم داس جین سکریٹری دگمبر جین سبہا شملہ

کمشنری دہلی کا جین مندر اولی اور شری سدہ کشیتر کیلاش پربت کا سرسری حال

از پنڈت پربہو دیال جی جین تحصیلدار کوٹ کہائی ضلع شملہ

(خاص جین پردیپ دیوبند کیلئے)

دہلی ایک عظیم الشان شہر دریائے جمنا کے کنارے صوبہ پنجاب مین جسکو سنسکرت کی کتابون مین پنچال دیش لکہا ہے واقع
ہے۔ اسکی آبادی دو لاکہہ سے زیادہ ہے۔ ہر قوم و ملت کے آدمی یہان رہتے ہین۔ یہ شہر سینکڑون دفعہ اجڑا اور سینکڑون
دفعہ بسا۔ اسکی تواریخ اگر لکہی جاوے۔ تو دفتر کے دفتر پر ہوسکتے ہین۔ اسکی ہر ایک کنکری کسی نہ کسی گردن فراز بادشاہ و پنڈت
منتری۔ ریشی۔ مہاتما۔ عالم۔ فاضل۔ کی یادگار ہے۔ پانڈون کے زمانے کا اندرپرستھ یہی ہے۔ راجہ دہلو کے آباد کرنے کے باعث

زبان سے فحش راگ گائینگے۔ ایک دوسرے کو گالیان سنائینگے۔ اور بد تہذیب بیہا نشک بن جائینگے کہ ان مین تنک کی شرم بھی نہ کرینگے۔ اگلے روز صبح ہوتے ہی پہلے اس جلی ہوئی آگ کی راکہ اڑائینگے۔ کالے منہ بنائینگے گلے مین جوتون کا ہار پہنینگے۔ گدھے کی سواری کرینگے۔ گلیون مین ہائے ہلا کرتے پھرینگے۔ شراب کی دوکان خالی کرینگے۔ بھنگ کا پتہ تک نہ چھوڑینگے۔ گندی نالیون مین اوندھے منہ پڑے نظر آئینگے ان شیطانی چلن کی وجہ سے بازار تک بند ہو جائینگے۔ گلی محلون مین کوئی شریف مرد یا عورت نظر نہ آئینگے غرض وہ طوفان بے تمیزی برپا ہوگا کہ جسکا خیال کرتے ہوئے ہی خوف معلوم ہوتا ہے۔ انہی دنون مین کچھ رنگیلے لوگ رنڈیان نچائینگے۔ لونڈون کو راجا رانی بنائینگے۔ اپنی عورتون تک کو تماشہ دکہلائینگے۔ اور تہذیب کا گلا گھونٹین گے۔

غرض کہان تک کہا جائے۔ یہہ دن ہندوستان مین وہ دن ہوگا کہ جس دن سیدھے سادے اور بھلے آدمی بھی چلوں مین اُلو بنکر گلیون کی خاک چھانتے پھرینگے۔ اور جو اس فتنہ سے بچنا چاہینگے۔ یا بچین گے وہ بیچارے ادہر ادہر چھپتے پھرینگے۔

(نوٹ) ہم علم جوتش خوب پڑھے ہین کاشی۔ پریاگ۔ متھرا۔ بندرابن۔ ہردوار۔ وغیرہ کی کل جوتش سبھاؤن سے سارٹیفکٹ حاصل کئے ہوئے ہین۔ ہم جنم پتری۔ کرم پتری اور مرن پتری تک تیار کرتے ہین۔ ساتھہ سالا بورڈ ہے جو بودھ کرایا کرتے ہین۔ ہم انکو بڑے جنم پتری ۲۲ سال کا بنا سکتے ہین۔ کرم پتری مین کمبخت کو بھاگوان لکھہ سکتے ہین۔ اور مرن پتری مین اسکی عمر ہزارہا سال کی لکھا لکھ سکتے ہین۔ اس لئے ہر جب لوگون کو ہمارے علم پر یقین اور اعتقاد کرکے پتریان بنوانی چاہئین۔ ہمارے علم کا امتحان ہماری مندرجہ بالا پیشینگوئی سے بہت جلد ہونے والا ہے۔ الراقم جوتش کا سمندر۔ نجوم کا دریا۔ علم کی ندی پنڈت پھلی پرشاد ازجل نگر

جین سماج ساودہان

جین متر نمبر ۱۰ کے صفحہ ۱۴۹ پر ایک مضمون بابا بھاگرت جی برنی کے نام سے شائع ہوا ہے۔ جسمین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کچھ لوگ جین مت کو ایک نئے ڈھنگ پر لانا چاہتے ہین۔ اور اُسکے اصول بالکل موجودہ دہرم کے خلاف تیار رکھے گئے ہین اگر وہ اصلی یہ بات سچ ہے تو جین سماج کو بہت جلد ہوشیار ہو جانا چاہئے اور اپنے دہارمک سدھانتون کو خوب اچھی طرح معلوم کرنا چاہئے۔ تاکہ ایسے لوگون کا اپنے دلون پر کوئی خلاف اثر نہ پڑ جائے اور اپنی سنتان کو دہارمک بنانیکے لئے بڑی کوشش اور جانفشانی سے کام لینا چاہئے کیونکہ اگر اس قسم کے دہرم برودھ خیالات سنتان کے دلون مین تمہاری غفلت کی وجہ سے گھر کر گئے تو پھر بڑی خرابی نکلیگی۔ اور وہ خیالات کسی طرح سے بھی دور نہین ہو سکینگے۔ اسوقت سماج کے اندر بڑی گہری ہلچل مچی ہے۔ اگر اس موقع پر بھی سماج کی نیند نہ ٹوٹی۔ تو سمجھا جائیگا کہ جین سماج اب کال کے بکرال گال مین جانیکے لئے بالکل تیار ہے (پردیپ)

شملہ پہاڑ پر شری جین مندر جی

شری جین سیٹھ بنو جی رام بال چند جی جالرا پاٹن والون کی اودارتا سارے جہان مین پرگٹ ہے آپ ایسے دیش ہتیشی اور

پلیگ سے بچو - ورنہ .....

پلیگ کا مرض ایک بہت ہی بھیانک اور خوفناک مرض ہے۔ یہ پاپی مرض جس شہر میں آیا وہ شہر اجاڑ دیا جس گاؤں میں آیا وہ گاؤں برباد کیا جس محلہ میں آیا وہ محلہ ویران کیا۔ اور جس گھر میں آیا وہ گھر غارت کیا۔ غرض اس مرض نے ایک قہر برپا کیا ہوا ہے۔ اسوجہ سے اب لوگ باگ بھی اس سے ہوشیار ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اپنی حفاظت کا انتظام کرنے لگے ہیں۔ اگر کسی محلہ میں یہ مرض قدم رنجہ فرماتا ہے تو کل محلہ والوں کے کان کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور ہر ایک غریب امیر اپنے گھروں کی صفائی میں لگ جاتے ہیں کوڑا کرکٹ دور کرنا گندی نالیوں کو صاف کرنا۔ دیواروں کی لپائی پتائی کرنا۔ مکانات کو گرم کرنا۔ خوشبو ادویات آگ میں جلا کر سوگندھ پھیلانا غرض ہر طرح سے صفائی کر کے اپنی جان کو اس وبائی خطرہ سے نکال لیتے ہیں۔ اور بچ بھاگتے ہیں۔ لیکن جو بے وقوف عقل کے دشمن ایسا نہیں کرتے وہ نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سے آجکل اپنے دیس میں بدھوا بواہ روپی پلیگ نے زور پکڑا ہے۔ اور یہ مرض بالکل ہمارے پڑوس میں آگیا ہے اب اس سے ہمیں سماج کو محفوظ رکھنے کی سخت ضرورت ہے۔ ہمیں سماج کے گھروں میں جو ایسے اسباب موجود ہیں کہ جن سے اس پلیگ کی لٹ پڑتی ہے اور جو اسکا خاص کارن ہیں۔ اگر انکو بہت جلد دور نہ کیا گیا تو ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں سماج اس سے کیسے بچ سکیگی۔ ہمیں سماج کے اندر سے جبتک بال بواہ بردھ بواہ۔ انمیل بواہ۔ اور رسم مکلاوہ دور نہ ہونگے تب تک اس پلیگ کے پھیل جانے کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ یہ کل کارن بدھواؤں کی تعداد بڑھانے کے ہیں۔ بال بواہ کی وجہ سے صدہا معصوم لڑکیاں بدھواؤں کی شمار میں آ چکی ہیں بردھ بواہ نے ہزارہا بھولی بھالی کنیاؤں کو دم کی دم میں بدھوا بنا دیا ہے۔ انمیل بواہ نے ہزارہا غریب لڑکیوں کی زندگی خاک میں ملا دی ہیں۔ اور رسم مکلاوہ نے نہ معلوم کتنی ہی کنیاؤں کو اوسی بچپن میں بدھواپن کے تالاب میں دھکیل دیا ہے۔ آج ہم بال بواہ یا بردھ بواہ انمیل بواہ وغیرہ پر کچھ لکھنے کو تیار نہیں ہیں۔ ان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور آئندہ لکھنے کا وعدہ کرتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ بدھوا بواہ روپی پلیگ سے کیونکر رہائی مل سکتی ہے اور سماج کی جان بچ سکتی ہے۔ ہمارا اپنا دعویٰ ہے کہ یہ پاپی مرض سماج کو ایسی بیخ کنی میں لاکر پٹکیگا۔ کہ دیش بھر کی تمام نیچ جاتیوں سے یہ جاتی نیچ سمجھی جانے لگیگی۔ کسی زمانہ کی ضرورت کو پورا کرنیوالے بال بواہ اور مکلاوہ نے جو جو نقصانات سماج کو پہونچائے ہیں۔ آپ سے کوئی ناواقف نہیں لیکن یہ بدھوا بواہ اس سے بھی ہزار گنی خرابی پیدا کریگا۔ اور نقصانات پہونچائیگا اس بات کو بالکل تیار ہو جانا چاہیئے اور یقین کر لینا چاہیئے۔

لیکن یہ بھی یاد رہے کہ اگر اس مرض کے پھیلانے والے اسباب دور نہ کئے جائینگے تو قوم کو اسکے جنگل میں پھنس جانے کیلئے بالکل تیار ہو جانا چاہیئے۔ وہ دن بہت دور نہیں ہے کہ موجودہ حالت میں رہتے ہوئے یہ مرض ہمارے گھر تک نہ آجائے۔ پھر اگر لاکھ تدابیر بھی کیجائینگی تو وے سب رائیگاں جائینگی۔ اور ہم اسکے منہ کا نوالہ بن جائینگے۔

بھائی بدھوا بواہ روپی پلیگ کو روکنے والے ڈاکٹرو! جس مقام سے تم اسکو ہٹانا چاہتے ہو۔ یا آتے ہوئے کو روکنا چاہتے ہو اس

اور جاکر دیکھو تو کچھ بھی نہین میرے خیال مین اگر کوئی ناواقف شخص تھوڑا یا دہلی مین انکا پتہ دریافت کرنا شروع کرے تو شاید مشکل
تمام کسی گلی کوچہ مین ٹکرین کھائے اور پہاڑ کھودنے پر چوہا برآمد ہو۔ کام کی یہہ کیفیت ہے کہ جیسے انکے کارنامون کا اعتبار ہے کوئی
شخص یہ سُنے کہ اس سال فلان سنستہا سے فلان ودیارتھی بڑا عالم فاضل ہوکر نکلا ہے۔ یہ تک کوئی نہین جانتا کہ ایک کوئی
بھی ودیارتھی لایق یا خواہ نالایق ہی ہوکر نکلا ہی ہے یا نہین۔ لیکن انہین کی سنستہا چلانے کا کیا قصور ہے پیٹ کو بھی پالنا تھا کہ
تو کوئی بھی کام نہین کر سکتی جس سنستہا کو اوسکی قوم ہی نے اپنے یتیمون کی طرح حقیر سمجھکر چھوڑ دیا ہو اور بھیک مانگ کر یا ناچ تماشہ
دکھلا کر گذر اوقات کرنیکا لائسنس دیدیا ہو اوس سے اور کیا زیادہ امید کیجا سکتی ہے یا اور ہی کون وقعت کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے
ہماری قوم یون تو بڑی ناک والی بنتی ہے لیکن افسوس ہے کہ شرم و غیرت کا اوس مین سے بالکل جاتا رہا ہے تھوڑی شرم کی بات ہے
کہ جینیون کا ہندوستان بھر مین ایک تو ناکارہ آشرم ہو۔ اور اوسمین تھوڑے سے یتیم ہون اور پھر وہ بھی اپنی سنستہا چلانے کے لئے بیاہ
شادیون مین گا بجا کر نقلین دکھا کر پیسا اونکہا دین۔ یا شری رشبھہ برہمچریہ آشرم ہستناپور جیسے پوتر اور مقدس نام اور
ستہان سے تعلق رکھتے ہوئے اوسکے دورہ کے بہانہ جگہ جگہ بھیک مانگتے پھرین۔ تب اونکا گذارہ ہو۔ صاحبان آپ ضرور کہینگے کہ وہ
تو اوپدیش کیلئے اور اپنے پرچار کے لئے نکلے ہین لیکن نہین یہ کی ہوئی بات ہے وہ چھپائے نہین چھپ سکتی۔ آپکا دل ضرور سمجھتا ہے۔ کیا رنڈی
کا ناچ بند کرنیکا واویلا اسی لئے مچایا گیا ہے کہ یتیم بچون کو لاوارث دیکھکر اون سے یہ کام لینا شروع کر دیا جائے۔ کیا اس زندہ امانت کا
جو اپنی بدقسمتی سے ہمارے ہاتھون پڑ گئی ہے یا جسکو بدنصیب والدین نے قوم کے سپرد کر دی ہے یہی جائز استعمال ہے؟ کیا اسے
بچے کبھی عالی دماغ عالی حوصلہ و فراخ دل ہو سکتے ہین یا کبھی خودداری اور خود اعتمادی اونمین ہو سکتی ہے؟ نہین کبھی نہین۔
ہرگز نہین۔ اونکو تو شروع سے انکار کرنا سکھلایا گیا ہے یہی عادت اونکی رگ رگ مین پیوستہ ہے جیا جوے ہمیشہ ملتجی ہی رہینگے اور
کبھی ابھر نہین سکینگے۔ یہہ طریقہ قابل اعتراض نہوتا اگر دورون کے وقت یا شرکت شادی کے وقت روپیہ لیجایا کرتا یا روپیہ
کیلئے اپیل نکیا جایا کرتا جو شخص اگر کچھ چاہتا تو براہ راست سنستہا کو بھیجدیا کرتا جسکی خبر بھی بچون کو نہوتی۔ تب البتہ کہا جا سکتا
تھا کہ اس دورہ کی یا شادی مین آنیکی منشا اوپدیش اور پرچار ہے۔ مگر اب تو بلانے والے بھی جانتے ہین کہ ہم کیون بلاتے ہین اور
آنیوالے بھی جانتے ہین کہ ہم کیون آئے ہین۔ اور ہر ایک نے سمجھ لیا کہ جو خرچ رنڈی کے ناچ مین ہوتا اوس سے نصف مین تو کام چلگیا
اور قومی اصلاح کنندہ و خیرخواہ قوم بن گئے۔ وہ مالک۔ اور دوسرے نے سمجھ لیا کہ رقم کی رقم ہاتھ آئے۔ اوپدیشک کہلائے۔ اور
پرچار ہوا تاکہ آئندہ اور کسی کے ہان ایسا ہی موقعہ ہو تو پھر طلبی ہو۔ غرض اصلی بات ہے وہی ٹکے کی۔ رنگت چاہے جسطرح دیدو۔ افسوس
صد افسوس۔ گانا بجانا خود ایک اعلیٰ ہنر ہے لیکن طالب علمون کے لئے اسکو کمائی کا ذریعہ بنانا سخت معیوب ہے۔

ہمارے بچے یتیمی جنکے لئے ضرورت ہے اونکو تو خبر بھی نہونی چاہیئے کہ ہمارے لئے کتنا خرچ ہوتا ہے۔ بلکہ ہر وقت دھیان اپنی
تعلیم و سدھار کا ہونا چاہئے تیل لکڑی کی فکر اونکو نہونی چاہیئے۔ یہ کام ہمارا ہے کہ خواہ بھیک مانگ کر یا اور جسطرح ممکن ہو سکے
بندوبست کرین۔ مگر ہمتو سمجھین اسکو کسر شان اور بچون سے منگوا دین بھیک تو واقعی ڈوب مرنے کی بات ہے (باقی آئندہ)

ریک کے لطف ان فقامتجویز کیا گیا ہے وہ سمجھ سکتے ہین کہ یہ اس چیز کا شوقین ہے اور وہ اوس چیز کا مذہب بھی اوس اصول سے
خالی نہین ہے جب کبھی کسی مذہبی بزرگ نے اپنے مذہب کی اشاعت کی ہے تو جن لوگون پر اوسنے اثر ڈالنا چاہا ہے اونکو آیندہ
زندگی مین اون نعمتون کی اُمید دلائی ہے جو اس زندگی مین اونکو میسر نہون یا حسب دلخواہ نہ ملتی ہون. بلکہ جنکے لئے وہ ترستے ہون
مثال کے طور پر مذہب اسلام ہی کو لے لیجئے کہ اسکا آغاز ملک عرب مین ہوا جو ایک ریگستانی ملک ہے پانی کا کوسون پتہ نہین لگتا
میوہ دار درختون مین کھجور اور سایہ دار درختون مین شاید ایک کیکر کے سوا سے تیسرے درخت کا نشان نہین ظاہر ہے کہ ایسے ملک کے
باشندے پانی اور سبزی کو ایک نعمت غیر مترقبہ خیال کرتے ہونگے. پس اونکے روبرو جو بہشت کا نقشہ کھینچا گیا ہے اوسمین دودھ
پانی اور شہد کی نہرین بہائی گئین طرح طرح کے میوون کے سبز باغ دکھلائے گئے قسم قسم کے گل کھلائے گئے اور حور و غلمان کے ملنے
کا یقین دلایا گیا. وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مذہب کے بانی نے یہ سمجھ لیا تھا کہ یہ لوگ شہوت پرست ہین دودھ پانی پہل ترکاری وغیرہ
کو ترستے ہین اسلئے انہین بہشت کے لالچ مین میری تعلیم کو مانینگے اور اسپر عمل کرینگے. اس سے ہمکو بھی ان لوگون کی طبیعت اور شوق
کا پتہ لگ گیا. فرض کیجئے کہ اگر محمد صاحب ہندوستان مین اپنے مذہب کی جھنڈا گاڑتے تو کیا آپکے نزدیک یہان پر بھی وہ اونہین
چیزون کا لالچ دیتے جنکا اونہون نے اہل عرب کو دلایا. ہرگز نہین. ہندوستانیون کے لئے تو یہ چیزین یہین پر بکثرت موجود ہین
انکا انکو کیا لالچ ہو سکتا تھا. کچھ عرصہ ہوا عرب کا ایک فاضل شخص سہارنپور مین آیا تھا اوس سے جو ملنے کا اتفاق ہوا تو وہ
یہان کی سرسبزی و شادابی کو دیکھکر کہا کرتا تھا کہ "اگر فردوس بر روئے زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است" اب اس اصول
کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کیجئے کہ جین مذہب کی اشاعت کنندہ نے اپنے سامعین کو کس چیز کا بھوکا پایا اور کس چیز کا لالچ دلایا گیا. انکا
اوسنے بتایا کہ اس مذہب کی پابندی کرنے سے تمکو کیون گیان ملیگا اور لوگون نے اس مذہب کی سخت ریاضت کو جسمین جسم کو بالکل خاک
کر دینا پڑتا ہے محض ایک گیان کی تلاش مین خوشی قبول و منظور کیا اور کیون نکرتے ایسے تو وہ بھوکے تھے. واہ واہ کیا اونچا خیال
ہے اور کیسی پاکیزہ آرزو ہے جسکی مثال اور کسی مذہب مین نہین ملتی. تن کو شی کر دینا منظور من کو بالکل مار لینا منظور دھن سمپت
کتب قبیلہ سب کچھ تیاگ دینا منظور کسلئے؟ اسلئے کہ گیان بین بچھے اور مکمل گیان مین محو رہین اور ہمیشہ کے لئے محو رہین یہی جین
مذہب کا آدرش ہے اور یہی ہر ایک جینی کا معراج ہے. اب غور کیجئے کہ جس مذہب مین گیان کا اسقدر اعلیٰ رتبہ ہو اوسکے پیرو تعلیم
سے جسکو گیان کی ابجد کہنا چاہئے اسقدر متنفر ہون جسقدر کہ اب ہین اونکو جینی کہنا کہا تک صحیح ہے یہ تو وہ بات ہوئی کہ بالکل
ہے پورب کو اور رخ پچھم کو جس سے منزل مقصود بجائے قریب ہونیکے روز بروز دور ہوتی جاتی ہے خوب. ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
غالباً اسکے جواب مین آپ وہی سوال پیش کرینگے اور کہینگے کہ تعلیم ایک گران چیز ہے اسکے واسطے گرجان طلبی مضائقہ نیست دانے طلبی
سخن درین است. بات ٹھیک یہی ہے ہم دیکھتے ہین کہ یون تو روز ایک آدھ جین اسکول پاٹھ شالہ یا بورڈنگ ہاؤس کے جاری ہونیکی
خوشخبری ملتی ہے لیکن یہ سب ہوگی اور بیشتر نظر آتی ہے. ماسٹنگی کے نام تو ایسے بڑے بڑے مثلاً بہارت ورشیہ دگمبر جین
مہاودیالیہ یا بہارت ورشیہ دگمبر جین اناتھ آشرم یا شری شیبہ برہم چریہ آشرم گویا کل ہندوستان کے دگمبر جینیون کی سنستھا

سوکھکر بالکل بیکار ہوجاتا ہے۔ بعض کو جنکو طلبا اپنے کالج کے زیادہ تر شیدا ہیں پڑتا ہے اور محنت جسمانی سے کام نہین پڑتا
جب ورزش کی ہدایت کی جاتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہین کہ ہمکو کیا پہلوانی کرنی ہے یا کشتی لڑنی ہے یا لڑکون کی طرح کسی بازی جیتنی
ہے جو ورزش کرین لیکن اونکا یہ عذر ٹھیک نہین ہوتا کیونکہ ورزش تو ایک مصنوعی طریقہ جسم سے کام لینے کا ہوتا ہے چونکہ اونکا
ایسا ہوتا ہے کہ جسمین بدن کی زیادہ حرکت کی ضرورت نہین ہوتی۔ اسلئے اس مصنوعی حرکت کی تحریک کیجاتی ہے ورنہ جن کا
کاروبار ہی محنت مشقت کا ہے مثلاً کسان لوگ اونکو کوئی ضرورت مصنوعی کثرت کی نہین اونکی خود بخود ہی روز مرہ کثرت ہو
جاتی ہے اور وہ تندرست و توانا ہوتے ہین جسطرح دوا کی اصلی غرض ذائقہ یا پیٹ بھرنا نہین ہے بلکہ مرض کا رفع کرنا ہے
اسی طرح ورزش کا اصلی مقصود پہلوانی نہین ہے بلکہ جسم کا بنانا ہے۔

یہی قاعدہ دوسرے جزو انسانی یعنی روح کا ہے۔ یہ بھی کام لینے سے طاقت پکڑتی ہے اس سے کام لینے کا طریقہ ہے دماغی کثرت۔
یعنی تعلیم۔ سکولون مین جو اقلیدس ریاضی وغیرہ پڑھائی جاتی ہے تو بعض لڑکے اعتراض کیا کرتے ہین کہ ان مضامین کا بعد مین
پھر ایسا کام تو پڑتا نہین۔ نمعلوم کیون فضول دماغ پر اسقدر زور ڈالکر کمزور بنایا جاتا ہے۔ اونکا یہ اعتراض ایسی ہی غلط فہمی
پر مبنی ہے جیسا تن پرور آدمی کا یہ خیال کہ محنت کرنے سے میرا جسم گھس جائیگا یا ورزش کے متعلق یہ خیال کہ ہمکو کیا پہلوانی کرنی ہے
جسطرح کثرت مصنوعی طریقہ جسم سے کام لینے کا ہے اسیطرح یہ مضامین مصنوعی طریقہ دماغ سے کام لینے کے ہین جب جسم و روح
پوری ترقی و طاقت پا گئے پھر اونسے جو کچھ بھی مفید کام لیا جاویگا وہ بمقابلہ کمزور کے زیادہ عمدگی اور آسانی سے کر سکینگے یعنی جو شخص
کثرت سے اپنے جسم کو طاقتور بنا لیتا ہے پھر وہ جو کام اپنے مفید مطلب کرنا چاہتا ہے اوسکو بمقابلہ کمزور آدمی کے جلدی اور آسانی سے
کرلیتا ہے اسی طرح جو شخص دماغی کثرت سے اپنے دماغ کو طاقتور بنالیتا ہے وہ اپنے مفید مطلب باتین بمقابلہ غیر تعلیم یافتہ شخص کے
زیادہ بہتر اور آسانی سے سوچ سکتا ہے پھر یہ ضروری نہین کہ عمر بھر پہلوانی ہی کیجاوے یا ریاضی کے سوال ہی نکالے جاوین۔
پس تعلیم کیطرف سے غفلت ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے نصف بدن کی تو خبرگیری اور حفاظت کرے اور نصف کی طرف سے
بالکل بے پرواہ ہوجاوے اور اوسکو بیکار کردے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ روح تو بمقابلہ جسم کے نہایت ضروری اور طاقتور
چیز ہے بلا اسکے جسم بھی کچھ کام نہین کرسکتا اسلئے اسکی طرف سے بے پرواہی کرنا گویا اپنے آپکو مردہ بنا دینا ہے۔

تعلیم کا مسئلہ جینیون کے لئے ایک اور لحاظ سے بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ روح کا اصلی سوبھاؤ ہے گیان۔ اسلئے روحانی طاقت
کے ساتھ ساتھ گیان بڑھتا ہے اور یہ اظہر من الشمس ہے کہ جینیون مین گیان کا کتنا اونچا پایہ ہے۔ دیکھئے جب کسی بچہ سے کوئی کام کرانا
منظور ہوتا ہے تو اوسکو ایسی چیز کے انعام کا امیدوار کیا جاتا ہے جسکا وہ اعلیٰ شائق ہو۔ اور جو بچہ اوسکو مطالعہ کا شائق ہو مثلاً جو لڑکا
لکھنے پڑھنے کا شوقین ہے اوس سے کتاب قلم دوات وغیرہ کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ جو کھیل کود کا شوقین ہے اوس سے گیند بلے
وغیرہ کا۔ یہ آپنے کبھی نہین دیکھا ہوگا کہ کپڑے کے شوقین کو مٹھائی کا امیدوار کیا گیا ہو یا کھانے پینے کے شوقین کو کپڑے کا۔ اور
اس سے غرض کیا ہے یعنی اونکو جو اس بچہ کے مزاج سے بخوبی واقف ہون اوسکی میلان طبیعت کا لحاظ رکھنا ہے یعنی یہ دیکھکر کہ فلان

بلکہ یہ حالت قابل غور ہے۔ اسوقت آپ لوگ تیزی کے ساتھ چلے جا رہے ہیں لیکن آپکی سماج کر رہی ہے۔ اسکے گھٹنوں میں بالکل دم
نہیں ہے۔ بھلا پھر یہ آپکے ہمراہ کیسے دوڑ سکتی ہے آپ دوڑے چلے جا رہے ہیں۔ اور یہ جھونکی تون پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ میرا یہ منشا
نہیں ہے کہ آپ بھی اسی کی طرح سے سست چال چلنے لگیں۔ ایسا کرنے میں تو آپ کی تیزی جاتی رہیگی آپ لوگ ایسا ہرگز نہ کریں
بلکہ آپ لوگ سماج کی چال سے کچھ تیز چال چلیں تاکہ سماج آپ لوگوں کے پیچھے پیچھے لگ جائے۔ اور ایک نہ ایک دن منزل مقصود پہنچ جائے
اسوقت دیکھا جاتا ہے کہ آپ لوگ بھاگے چلے جا رہے ہیں لیکن آپکی یہ بھاگ دوڑ کچھ زیادہ کامیابی کو لئے ہوئے نہیں ہے جیسے کے آپ یہ
سب کچھ محنت اور کوشش کر رہے ہیں جب ہی سماج آپ سے دور ہوتی جا رہی ہے تب پھر آپکی بھاگ دوڑ کا کیا نتیجہ۔۔
الف: شاید آپکی اس بھاگ دوڑ کا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آپ لوگ سماج کے دائرہ سے نکلکر ایک کھلے میدان میں [illegible] پہنچیے جو ان
پہنچ آپ لوگوں کے اور کوئی [illegible] ہوگا۔ اگر آپ لوگوں کو ایسا منظور ہے تو آپ شوق سے دوڑے چلے جائیے [illegible] لیکن
سماج کی لیڈری سے دست بردار ہو جائیے کیونکہ ایسی حالت میں سماج کی لیڈری کا دم بھرنا ایک طرح کا گناہ ہے اور اگر آپ لوگوں کو
سماج کا [illegible] ہے تو سماج کو ساتھ لیکے منزل مقصود پہ پہنچانے میں یقین کرتا ہوں کہ سماج [illegible]
[illegible] نظر آئینگے۔ الراقم (بابو) [illegible] ......

برادری کے قابل توجہ چند ضروری باتیں

از بابو جوہن لال جی جین ایم۔ اے۔ وکیل سہارنپور

برادری کے حقوق و فرائض کے متعلق و نیز برادری کے موجودہ طریق عمل کی نسبت اپنے خیالات پیشتر ظاہر کر چکا ہوں اب کچھ وہ
باتیں عرض کرنے کی کوشش کرونگا جنکی طرف برادری کی خاص توجہ درکار ہے یوں تو باتیں بہت سی ہیں لیکن بالفعل چند جو نہایت
ضروری ہیں وہ پیش کیجاتی ہیں۔ سب سے پہلا بڑا مقدم اور اہم سوال تعلیم کا ہے ہماری برادری نے اس ضروری کام کو بہت معمولی
سمجھکر چھوڑ رکھا ہے۔ ایک زندہ آدمی میں دو چیزیں ہوتے ہیں ایک جسم دوسرا روح جسم کو طاقتور اور کارآمد بنانے کیلئے ورزش کی ضرورت
ہے اسی سے اسکی نشو و نما ہوتی ہے۔ ورزش صرف مگدر ہلانے ڈنڈ پیلنے یا کرکٹ فٹ بال ہاکی کھیلنے کو ہی نہیں کہتے بلکہ اس سے
مراد ہے کام لینا خواہ کسی قسم کا ہو کہیں جو ایسا جس سے قوائے جسمانی استعمال ہوتے رہیں۔ ایک شیر خوار بچہ جو پڑا پڑا ہاتھ پاؤں
ہلاتا ہے یہی ورزش ہے۔ جن جن قوا سے کام لیا جاتا ہے وہ مضبوط و پائدار بنتے جاتے ہیں اور جسقدر طاقت دونوں آج
کام کرنیکی ہوتی ہے اوس سے سوائی کل نظر آتی ہے۔ تن پرور لوگ اس خیال سے کہ کام کرنے سے بدن کو تکلیف پہونچیگی
کام سے جی چرایا کرتے ہیں اور اپنے جسم کو بچانا چاہتے ہیں لیکن یہ خیال اونکا بالکل غلط ہوتا ہے تجربہ بتلا رہا ہے کہ ایسے لوگ ہمیشہ
لاغر و کمزور اور بیماریوں کا شکار رہتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض احمق سادھو ریاضت کے طور پر اپنے ایک ہاتھ کو ہمیشہ اوپر
اوٹھائے رکھتے ہیں اور اوس سے کام لینا چھوڑ دیتے ہیں تو بجائے اسکے کہ طاقت نہ پہونچنے کی وجہ سے وہ ہاتھ موٹا تازہ ہو جاوے

آپ لوگوں کا دماغ اسکے لئے وقت ہو چکا ہے۔ آپ لوگ اخبار نکالتے ہیں۔ بڑے چھوٹے مضامین لکھتے ہیں۔ سبھا سوسائٹیں
بناتے ہیں۔ انمیں بڑے رنگین اور پُر اثر لکچر دیتے ہیں۔ سالانہ جلسے کرتے ہیں۔ انمیں ہزاروں ریزولیشن پاس کراتے ہیں۔
اور دوسرے لوگوں سے مانگ مانگ کر انسٹیوشن قایم کرتے ہیں۔ یہ سب آپ لوگوں کی ہی کوشش کا نتیجہ ہے کہ جو آج کل ہمیں
سماج میں اسقدر چہل پہل نظر آ رہی ہے۔ آپ لوگوں نے ہی مہاسبھا کو بنایا۔ مہامنڈل کو بنایا۔ تیرتھ کمیٹی بنائی۔
اناتھ آشرم۔ بدھوا آشرم۔ شراوک آشرم۔ برہمچریہ آشرم وغیرہ انسٹیوشن قایم کئے۔ اور جین گزٹ۔ جین متر۔ جین ہتیشی۔
جین پرچارک۔ جین پردیپ وغیرہ اخبارات جاری کئے۔ غرض یہ سب کچھ کہیں آپ لوگوں کے ہی بنائے ہوئے ہیں۔
آپ لوگوں نے جس کام کی طرف ذرا بھی توجہ کی اسکو ترقی کے عروج پر پہونچا کر چھوڑا۔ اور جب اسی کام سے کنارہ کیا تو وہ [illegible]
میں شامل کر چھوڑا۔ لہذا آپ لوگوں کی توجہ کوشش اور جانفشانی قابل تعریف ہے۔ آپ لوگ جو کچھ بھی سوچتے ہیں یا پبلک کے
بہبود پیش کرتے ہیں۔ وہ سب سماج کی بہبودی کے لئے ہی کرتے ہیں۔ لیکن اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ سماج آپ لوگوں کی
باتوں سے بیگانہ رہا کرتی ہے۔ آپ لوگوں کے خیالات سے مخالفت کرتی ہے۔ اور آپ لوگوں کو نئی روشنی والے کہکر پکارتی ہے
معلوم ہوتا ہے آپ لوگوں کی کوشش ناکارہ ہو رہی ہے اور اس سے کوئی عمدہ نتیجہ نکلتا نظر نہیں آتا۔ آپ لوگوں کی مہاسبھا
مرنے کو ہے۔ مہامنڈل کی حالت نازک ہے۔ آشرم سب ڈانوا ڈول حالت میں ہیں۔ اخباروں کی جو ابتری پھیلی ہوئی ہے
اور سالانہ جلسوں کی جو کیفیت ہوتی ہے۔ وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ غرض آپ کرتے کچھ ہیں۔ اور ہوتا کچھ ہے
کیا کبھی آپ نے اس بات پر غور کیا ہے۔ کیا کبھی آپ نے اس کا راز معلوم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ کیوں ہمکو کامیابی نصیب
نہیں ہوتی۔ اور کیوں قدم قدم پر مخالفت کی تیز ہوا ہمارے منصوبوں کو اڑا دیتی ہے۔ اسکی بابت جہانتک غور کیا جاتا ہے
وہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں نے اس بات پر وچار ہی نہیں کیا۔

پہلی سماج کے رہبروں! اسسے پہلے اس بات پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اور اس سوال کو حل کرنا ہے کہ ہماری کوششیں
کیوں رایگاں جا رہی ہیں۔ میرا اپنا تو یہ خیال ہے کہ آپ لوگ تیزی میں بہت آ رہے ہیں۔ ایک کمزور سماج کو بہت جلدی
کھینچنا چاہتے ہیں۔ بھلا آپ کیسا دم اسکے اندر کہاں۔ آپکی یہ تیزی سماج کے ساتھ کچھ بھی سلوک نہیں کر سکیگی۔ بلکہ سماج
کو بہت زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگی۔ اگر کوئی شخص اپنے چھوٹے بچہ کو کسی میلہ میں لیجانا چاہے۔ اور خود اسکو گود میں اٹھا کے
تو بچہ کو پیدل لیجائیگا لیکن اس حالت میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اگر بچہ کی چال پر چلایا جاتا ہے تو دیری ہوتی ہے اور میلہ کے
بچھڑ جانے کا اندیشہ ہے۔ اور اگر اپنی چال پر چلایا جاتا ہے تو بچہ چھوٹتا ہے۔ اب کرنا چاہیئے تو کیا کرنا چاہیئے۔ میری رائے میں
اس سوال کا یہی جواب ہو سکتا ہے کہ بچہ کی چال سے کچھ تیز چلنا چاہیئے تاکہ بچہ بھی انگلی کے سہارے منزل مقصود تک ہنستا
کھیلتا پہونچ جائے اور میلہ کی سیر بھی ہو جائے۔ جو کہ لیجانے والے کا اصلی منشا ہے۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کریگا تو ایسی حالت میں
یا تو خود رہ جائیگا اور میلہ کی سیر سے محروم رہجائیگا یا بچہ کو چھوڑ کر خود اکیلا آگے نکل جائیگا۔ اور میلہ کے میدان تک پہونچ جائیگا۔

تمہاری کیسی ترقی ہیں بڑی بہاری مکرمہ آگئی ہے اور آئیندہ اس سے بہی زیادہ اُنکی اُمید ہے ہمارا خیال ہے اور وہ صداقت کو لئے ہوئے ہے کہ اگر تم اب بہی اس لیشن کی غلامی سے نجات حاصل کرکے آئیندہ کنگہے کو رخصت کردو تو تم ہمیشہ امتحان میں بدستور سابق اول درجہ پہ پاس ہوا کرو ۔ اور ایسا کرنے سے تمہاری زندگی بڑی شانتی کی زندگی بن جائے ۔ ہم یقین کرتے ہین کہ تم اس چٹہی کو غور کرکے پڑہو گے ۔ اور اپنے نفع نقصان کا اندازہ لگا کر اپنی کمزوری کو دور کروگے ۔ اور یہ کام تم اکیلے ہی نہ کروگے بلکہ اپنے جیسے طالب علمون کو بہی ایسا کرنے پر مجبور کروگے ۔ تمہاری والدہ کی طبیعت اب اچہی ہے ۔ چہوٹا بہائی تمکو یاد کرتا ہے ۔ شاید دوسرے ہفتہ مین ہم بہی تمہارے پاس آوین جواب ضرور دینا ۔ باقی خیریت ہے ۔ تمہارا خیرخواہ (والد) دریا ساگر زمیندار

ہولی کا تحفہ

از مسٹر ہولی پرشاد صاحب

کون سنتا ہے ارے یار حقیقت اپنی — اب تو سب ڈھب سے نظر آتی ہے شامت اپنی

خوب گلیون مین پہرے خاک اُڑاتے یاردن — ہمنے خود آپ بنائی ہے یہہ درگت اپنی

کسکا دم لامین محض یار کے گہر جانے تک — اپنے ہاتہون سے لٹا بیٹہے ہین طاقت اپنی

پہاگ ہان! آج لنگوٹی مین بہی کہیلو حضرت — تاکہ آجائے نظر دیش کو حالت اپنی

رنگ ریلیون کے منانے کا زمانہ گذرا — جبکہ عزت بہی نہین اور نہ حرمت اپنی

غیر کے منہ کی طرف دیکہتے پہرتے کے لئے — اپنی غفلت سے مٹا صنعت و حرفت اپنی

آج روٹی کے لئے اتنے ہین بے کل دیکہو — بیچنا چاہتے ہین دستار کو حضرت اپنی

لوگ کہتے ہین کہ رانڈون کی رچاؤ شادی — کیا کہین وے بہی گنوانے کو ہین عصمت اپنی

آج ہولی کا کہیلے رنگ مناؤ ہولی — کام پہر آئے گی کس روز یہ عزت اپنی

شیخ جی پہرتے تہے کل ڈہونڈتے کچہ گلیون مین — ہمنے پوچہا تو کہا ڈہونڈے ہین عظمت اپنی

ایسے محتاج ہوئے ایک نہ کوڑی چہوڑی — بن پڑا جیسے لٹا بیٹہے ہین دولت اپنی

کامیابی کا بندہے سر پہ جہلکتا سہرہ — کام آجائے اگر آج یہہ حکمت اپنی

شعر رنگین لکہا کرتے ہین ہولی پرشاد — بہنگ پینے کی پڑی جبسے کہ عادت اپنی

سماج شدہار کا دم بہرنیوالے بہائیون سے دوبات

بہائی جیسی سماج کے خیرخواہ لیڈرون اسمین ذرا بہی شک نہین کہ آپ لوگون کو جیسی سماج کی موجودہ گری پڑی حالت کا بہت زیادہ خیال ہے آپ لوگ اسکی ترقی کے سچے خواہشمند ہین ۔ اور رات دن اسکو ترقی کے مینار پر لیجانے کے لئے کوشان ہین لیکن کسطرح سے

بیٹا پرکاش! پارسال کے سالانہ امتحان میں تم دوسرے نمبر پر پاس ہوئے تھے۔ ہمکو تو اُسی وقت شُبہ ہوا تھا کہ کیا تمہاری قابلیت
ذہانت، اور لیاقت کل ایک ہی سال کے اندر بدل گئی کیا بات ہوئی آپ وجہ سے تمہارے اوپر بالکل خلاف اثر ڈالدیا۔ لیکن تعطیل کلاں
کے بعد جب ہم تم سے ملنے کے لئے بورڈنگ ہاؤس میں گئے تھے۔ اور وہاں تمہارے کمرے میں بناؤ سنگار کا سامان رکھا ہوا پایا تھا اور
تمکو ایک فیشنیبل جنٹلمین کی صورت میں دیکھا تھا۔ تب ہم تمہاری کمزوری کا باعث خوب سمجھ گئے تھے۔ اور جان گئے تھے کہ اب تمہارا اگلا
پڑھنا لکھنا تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہو گیا ہے۔ ہمارے بہت اچھی طرح سے یاد ہے کہ تمہارے کمرے میں ایک تمہارے جیسی عمر کا
خوبصورت لڑکا ہمارے بیٹھے ہوئے آیا تھا۔ ہمکو اسکی وضع قطع سے بڑا ہی افسوس ہوا تھا۔ اُسکے پانچ گرہ لمبے بال جو تھوڑی تک
پہنچے ہوئے تھے۔ اُسکی نیک چلنی پر دھبہ لگا رہے تھے۔ ہمکو خیال ہوا تھا کہ اس لڑکے کے والدین اسکی تعلیم کے اوپر بہت کچھ بھروسہ
کئے بیٹھے ہونگے لیکن یہ شوقین بندہ جب سکول سے نکلکر بلا کامیابی گھر جائیگا تب اُن بیچاروں کو کسقدر رنج ہوگا۔ ہمارا
اپنا خیال ہے کہ جب وہ لڑکا بالوں کو سنوارنے کیلئے آئینہ کنگھے سے کام لیتا ہوگا۔ تو کیا دو گھنٹے سے کم خرچ ہوتے ہونگے۔
عزیز پرکاش! یہی وجہ ہے کہ جو تمہاری جیسی عمر کے لڑکے بناؤ سنگار کے شوقین ہو کر پڑھنے لکھنے سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اور اپنی زندگی کو
خراب کرتے ہوئے ماں باپ کی اُمیدوں کا خون کر ڈالتے ہیں۔ ہمارے خیال میں ایسا کرنے سے بجز شوق پورا ہونیکے اور کوئی بھی فائدہ
نہیں ہے۔ البتہ نقصانات کافی ہیں۔ ضروریات بڑھتی ہیں فضول خرچی زیادہ ہوتی ہے۔ وقت ضائع ہوتا ہے۔ خودی آجاتی
ہے۔ طبیعت میں ناپاک خیال آنے لگتے ہیں۔ چال ڈھال بگڑ جاتا ہے۔ اور حصول تعلیم سے دل ہٹ جاتا ہے۔
بیٹا پرکاش! جو لڑکے بناؤ سنگار کے شیدائی ہیں۔ اُنکی بابت ہمارا ایسا خیال ہے کہ ضرور اُنکے اندر اخلاقی کمزوری ہے اور وے
نیک چلنی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ گو یہ بات سبکے ہی لئے نہیں ہے۔ لیکن کثرت سے ایسا دیکھا جاتا ہے اور دنیا میں بھی
دیکھا جاتا ہے کہ بدصورت آدمی منہ پر پاؤڈر ملتا ہے۔ ایک آنکھ کا آدمی اپنی کمی کو چھپانیکے لئے چشمہ لگاتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے
جو لڑکے بالکل نکمے اور بداخلاق ہوتے ہیں۔ وے اپنا عیب چھپانے کے لئے بناؤ سنگار کرکے دوسروں کی نظروں میں معزز اور نیک
بننے کی کوشش کرتے ہیں یعنی ایک طرح سے دھوکہ دیتے ہیں۔ لیکن اُنکا ایسا خیال غلط ثابت ہوتا ہے۔ بناؤ سنگار کی قدر جاہل لوگ
بھلے ہی کریں لیکن قابل سوسائٹی اسکو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔ اور خاصکر طالب علموں کا بناؤ سنگار تو بہت ہی بری طرح سے
کھٹکتا ہے۔ پیارے بیٹا! غور کرنیکی بات ہے کہ جو عزت اور تعظیم بارہ سال جنگلوں میں رہنے والی بن پھول کھانے والی تپسیا کا
ستی سنیاسی کیا کرتے ہیں کیا اُسقدر یا اُس سے کسی قدر کم ایک بنی ٹھنی بازاری صورت کی کر سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ بالکل نہیں۔ ہمکو یقین
پیارے بیٹا! سمجھدار لوگوں کی نظروں میں جو وقعت اُس نیک چلن طالب علم کی ہے کہ جسکے جسم پر سادہ لباس ہے۔ سر کے بال اُلجھے
پڑے ہیں۔ اور وقت کی قدر کرتا ہوا تحصیل علم میں لگا ہوا ہے اتنی وقعت بناؤ سنگار کرنیوالے لڑکوں کی ہرگز نہیں ہے۔ اور جسقدر
کامیابی سادگی پسند طالب علم حاصل کر سکتے ہیں اُسقدر فیشنیبل طالب علم جو اُسکی کوشش کرنے پر بھی نہیں کر سکتے۔
بس بیٹا یہی وجہ ہے کہ جو تم بار بار اپنے درجے سے گر رہے ہو جب سے تم فیشن کے پیچھے پڑے ہو۔ اور آئینہ کنگھے کے شائق بنے ہو تب سے

باپ کا خط بیٹے کے نام

بیٹا پرکاش! تو خوش رہو۔ خط تمہارا ملا۔ ششماہی امتحان مین تم تیسرے درجہ پر پاس ہوئے ہو۔ یہ معلوم کرکے ہمکو کچھ خوشی نہین ہوئی کیونکہ ہمارا پختہ خیال تہا کہ تم اس امتحان مین اول درجہ پر پاس ہوگے۔ اور ہماری خوشی کا باعث بنوگے۔ لیکن تمہاری اس ناکامیابی نے ہماری امید کا خاتمہ کر ڈالا۔ اور اب ہمکو تمہارے سالانہ امتحان کی کامیابی پر بہی شبہ ہونے لگا۔ جب تم ششماہی امتحان مین ہی اسطرح سے گر گئے ہو۔ تو نہ معلوم سالانہ امتحان مین کس درجہ پر پہونچوگے۔

بیٹا پرکاش! ہمکو اس بات کا رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ جب تم یہان پر مڈل سکول مین پڑھا کرتے تھے تب ہر ایک امتحان مین اول درجہ پر پاس ہوا کرتے تھے۔ بعض ایک مرتبہ دوسرے درجہ پر پاس ہوئے تھے لیکن اسکی وجہ تمہاری دو ماہ کی زبردست بیماری تھی۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ دو سال سے تم باہر گئے ہو۔ تب سے برابر گرتے ہی چلے جاتے ہو۔ تمہاری یہ تنزلی ہمارے لئے دکھ کا کارن ہو رہی ہے۔ پیارے بیٹا! ابھی پچھلے دنون جب تم دیوالی کی تعطیل پر یہان آئے تھے۔ تب اس بات کا پورا یقین دلاتے تھے کہ مین آئندہ ہونے والے امتحانون مین ضرور اول درجہ پر پاس ہونگا۔ کیونکہ مین نے دن رات محنت کی ہے۔ لیکن تمہارا یہ یقین دلانا بالکل ہی غلط نکلا۔ اور تم اول درجہ تو کیا آتے دوسرے سے بہی آگے نکل گئے

میرے پیارے بیٹا! اسمین کچھ شک نہین کہ تم محنت ضرور کرتے ہوگے اور رات دن پڑھنے لکھنے مین وقت لگاتے ہوگے لیکن تمہاری اس ناکامیابی کا راز ہم خوب سمجھ گئے ہین۔ اور چند مرتبہ باتون ہی باتون مین تم پر ظاہر بھی کر چکے ہین لیکن افسوس کہ تمنے ہماری باتون پر کچھ خیال نہین کیا۔ آج ہم تمہاری ناکامیابی پر خالی افسوس ہی نہین کرتے بلکہ کھلے لفظون مین اسکی وجہ بھی ظاہر کئے دیتے ہین۔ اور امید کرتے ہین کہ تم اسپر پوری طرح سے غور کروگے۔ پیارے بیٹا! جب تم یہان کے مڈل سکول مین پڑھتے تھے۔ تب تم بڑی سادگی سے رہتے تھے۔ تمہارا چلن۔ تمہارا لباس بہت سیدھا سادہ تہا۔ تمہاری ضروریات بہت ہی محدودیت کو لئے ہوئے تھین۔ تمکو آئینہ کنگھے سے۔ تیل پھلیل سے۔ ٹائی کالر سے۔ سرمہ سلائی سے۔ یا دیگر فیشنی سامان سے دلی نفرت تہی۔ تم فیشن سے کوسون دور بھاگتے تھے ہمکو بہت اچھی طرح سے معلوم ہے کہ تمہارے منہ مین کبھی پان اڑ کر ہی نہین جاتا تہا۔ تم جس سادگی اور بھولے پن سے رہتے تھے اسکا نقشہ ہماری آنکھون کے روبرو اب تک کھنچا ہوا ہے۔ حالانکہ نئی روشنی کو دیکھتے ہوئے ہمکو بہی گاہ گاہ یہ خواہش ہوجایا کرتی تہی کہ تم بھی دیگر لڑکون کی طرح سے فیشنیبل بال رکھو۔ تیل ڈالو۔ آئینہ کنگھے سے کام لو یعنی خوب بنے ٹھنے رہو۔ لیکن ہمارے اس خیال کو جگدیش پرشاد کے بناؤ سنگار نے بالکل ہی دور کر دیا تہا۔ تمکو معلوم ہے کہ لالہ [illegible] رام کا لڑکا جگدیش پرشاد اس بناؤ سنگار کے باعث دس بارہ ہزار روپیہ کا سوا اکے بلا کسی کامیابی کے حاصل کئے گھر کی چار دیواری کے اندر آن بیٹھا۔ یہ لالہ [illegible] رام کے دل سے پوچھا جائے کہ وہ کیا کیا کہتے ہین۔ انکو طرح طرح کی امیدین لگی ہوئی تہین۔ لیکن بیٹا [illegible] اس آج کل کے فیشن کا [illegible] کی کل امیدون کا خون ہوگیا۔

خبرونکا گلدستہ

دہلی کے اگروال بھائیوں میں (جینی اگروالون کو چھوڑکر) عرصہ دراز سے رنڈی کا ناچ کرانا قطعی بند تھا لیکن اب انہوں نے انگریزی باجہ کا بجوانا بھی بند کردیا ہے۔ شاباش بھائی دہلی کے اگروالون شاباش۔ دہلی کے جینوں کو بھی غور کرنا چاہیئے ۔

دہلی کے ایک لالہ صاحب نے اپنے لڑکے کی شادی میں خوب رنڈیاں نچائی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ لالہ صاحب جین اناتھ آشرم کے کارکن بھی رہ چکے ہیں۔ خوب قومی کام بھی ایسے ہی لوگوں کے سپرد کئے جاتے ہیں ۔

سہارنپور کے لالہ گنپت رائے کشمیری لعل جی کے پوتر جو ہیرچپت رائے کی شادی تھی بارات سرساوہ گئی تھی۔ آپنے بواہ کی خوشی میں مبلغ ایکسو روپیہ جین مندر سرساوہ کو اور مبلغ پچاس روپیہ دیگر جین انسٹیٹیوشنوں کو دان دیئے جنمیں سے مبلغ دو روپیہ جین پردیپ کو بھی بھیجے ہیں۔ لالہ صاحب کی یہ فیاضی قابل تعریف ہے۔ دیگر جین صاحبان کو بھی غور کرنا چاہیئے۔

اڑیسہ میں بھاری قحط پڑ رہا ہے جسکی وجہ سے ۳۰۰۰ تین ہزار کے قریب آدمی گھاس پات کہا کر پیٹ بھر رہے ہیں۔ کیا رائے بہادر سیٹھ میوا رام جی اس طرف غور فرمائینگے۔ اگر وے ذرا بھی توجہ فرمادیں تو نہ معلوم کتنے یتیم بچے انکے اناتھ آشرم کیلئے مل جائیں۔

لکھنؤ کرسچین کالج کے پرنسپل صاحب نے پیپل کے درخت کے نیچے سے ہندو مورتیاں اٹھوادی ہیں جسپر ہندو طلباء نے بورڈنگ ہاؤس کو چھوڑ دیا ہے۔ افسوس ہے کہ ایسے معاملوں میں بھی سوچ سمجھکر کام نہیں کیا جاتا۔

خوشخبری

(۱) بابو بسمبرناتھ جی دہلی نواسی حال ہیڈ کلرک دفتر ریلوے جودھپور سپرنٹنڈنٹ جنکی اعلیٰ حوصلگی سے جودھپور میں دگمبر جین مندر کی بنیاد ڈالی جاکر تعمیر جاری ہے۔ انہوں نے اپنے فرزند ارجمند کی شادی دیا مئی طریقہ سے کرائی۔ اور اس خوشی کے موقعہ پر ودیا دان اور مندر وغیرہ میں تقریباً چار صد روپیہ پردان کئے جس سے بابو صاحب کی دہرم شردھا اچھی طرح سے معلوم ہوتی ہے۔

(۲) لالہ رام چند جی جین آنریری مجسٹریٹ دہلی کے لڑکے کی شادی ہے۔ اس موقعہ پر دہلی کے اگروال بھائیوں کا ایک ڈیپوٹیشن اس غرض سے لالہ صاحب کی سیوا میں گیا کہ وہ شادی میں رنڈیوں کا ناچ ہرگز نہ کرائیں۔ خوشی کی بات ہے کہ لالہ صاحب نے اس بات کو پسند کرکے وعدہ فرمایا کہ میں دہلی میں ناچ کراؤنگا۔ اور نہ دہلی سے رنڈیاں لیجاؤنگا۔ بندہ جگتا نند (جوہری) دہلی

(نوٹ) بھائی دہلی کے جینوں شرم کرو۔ اب حد ہو چکی ہے۔ ہر ایک بات کی کوئی حد ہوا کرتی ہے بہت دنوں خواب غفلت میں سوئے لیکن اب تو آنکھیں کہولو۔ رنڈیوں کے ناچ نے بہت دولت کا نقصان پہنچائے جو صدہا زمانہ تک اور آگے بڑے دیوالے نکلوائے لیکن اب تو اس سے کنارہ کرو۔ تمہارے دوسرے بھائی خود جاگ اٹھے ہیں۔ اور تمکو جگانے کے لئے تمہارے گہروں پر پہیرے کر رہے ہیں۔ لہذا انکی قدر کرو۔ انکا احسان مانو۔ اور خود بیدار ہوکر ناچ وغیرہ سے پرہیز کرو۔ "پردیپ"

میدان جنگ سے واپس آ کر ایک صوبیدار صاحب کیا کہتے ہیں!

صوبیدار ہرنام سنگھ (ریاست جیند) دو سال میدان جنگ میں رہ کر واپس جیند میں آ گئے ہیں۔ آپ قید ہوئے اور جرمنی کی داستان الفاظ ذیل میں بیان کرتے ہیں۔ ۲۳ جنوری کے معرکہ میں صوبیدار صاحب کی پارٹی کے تمام جوان مارے گئے صرف آپ ہی اکیلے زخمی ہو کر بچ گئے۔ اور ایک سال آٹھ ماہ ایک [illegible] جرمنوں کے قبضہ میں رہے۔ اور جب ترکی فوج نے تبورا پر قبضہ کیا جہاں صوبیدار ہرنام سنگھ جرمنوں کی قید میں تھے تو آپکو رہائی ملی۔ آپکا بیان ہے کہ میں زخمی ہو کر گر پڑا۔ تو جرمن سپاہیوں نے انکے کپڑے اتار لئے۔ جیب گھڑی نکال لی۔ اور جسم پر صرف کچھ رہنے دی۔ ۴۸ گھنٹہ کے بعد مجھکو زخمیوں کے ڈیرہ میں لے گئے لیکن کسی نے وہاں مرہم پٹی نہیں کی۔ ۵۵ گھنٹہ کے بعد ایک ہندوستانی قیدی نے مجھے بھوک سے بیتاب دیکھکر اپنے چاولوں میں سے ایک مٹھی چاول دیدیئے۔ نہ بستر ملا اور نہ اوڑھنے کو کوئی کپڑا۔ زخموں کی وجہ سے مجھکو بخار بھی ہو گیا میری ٹانگ گل گئی جسے کاٹ ڈالا گیا۔ ۲۹ جون کو مجھے تبورا کی طرف لے گئے جہاں میں ۱۵ جولائی کو پہونچا۔ اور جو خوراک ملی وہ ناکافی اور نکمی تھی۔ بعض وقت چاول اور بعض وقت صرف دال ملتی تھی غرضیکہ دسمبر تک یہی حالت رہی۔ جنوری اور فروری کے اندر ہفتہ میں ایک دفعہ چاول اور ایک دن باجرہ یا جوار کا آٹا اور باقی دن صرف غلہ ملتا تھا۔ جسے خود پکانا پڑتا تھا لیکن اسکے لئے ہی کافی پانی اور ایندھن نہیں ملتا تھا۔ جولائی میں نمک بھی بند ہو گیا۔ اس کمی اور خراب خوراک پر اسیران جنگ سے ۱۲ گھنٹے تک لگاتار کام کرایا جاتا تھا یعنی آن سے ۷ میل تک پتھر یا چونا ڈھوا کر لیجاتے۔ سامان اسباب گاڑی میں چڑھواتے یا اترواتے۔ گھاس اور لکڑی کٹواتے۔ اور پانی بھرواتے تھے بعض اوقات تو گندگی بھی اٹھواتے تھے۔ قیدیوں کو مارنے کے علاوہ گالیاں بھی دیجاتی تھیں۔ باوجود اس بدسلوکی کے قیدیوں کے گلے میں زنجیر ڈالی جاتی اور پہلے [illegible] انکو زنجیر سمیت [illegible] لیجاتے۔ ظالم اسی پر بس نہیں کرتے تھے بلکہ معمولی سے قصور پر کوڑے لگاتے۔ ٹھوکریں مارتے۔ اور کئی طرح سے بے عزتی کرتے رہتے تھے۔

ایک پریمی کی شادی

جین سیوک سنگھ کے سیوک بھائی اننت پرشاد جین ساکن دیوبند کا بواہ سنسکار ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء کو بڑے آنند کے ساتھ ہو گیا۔ بارات دیوبند سے چلکانہ بجانب لالہ گردہاری لعل جی پرشاد صاحب گئی تھی۔ آپ نے اپنے بھائی نوارتی کے فرائض اس خوبصورتی کے ساتھ ادا کئے کہ جس سے ہر ایک باراتی کو از حد خوشی ہوئی۔ بارات میں علاوہ برادری دیوبند کے باہر سے پریمی جن اور جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ کے پرفیسر بھی شریک ہوئے تھے۔ بارات کی رسم درج شدہ نرالی تھی۔ بواہ سنسکار جین شاستر کے موافق لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ نے کرایا۔ بھائی اننت پرشاد جی نے خود بھی منتر پڑھے اور ساتھ ہی جو برہمن وغیرہ پڑھا دیا کرتے ہیں۔ وہ بھی انہوں نے خود پڑھے۔ چراغ آنند را چلکانہ میں جین بھائیوں کے گھر بہت تھوڑے ہیں لیکن ان لوگوں کے اندر باہمی سلوک اچھا بنا ہوا ہے اسکے پاس ہی آبادی سے ملا ہوا قصبہ سلطان پور ہے یہاں کے جینی بھائی زمیندار اور خوشحال ہیں لیکن کال کے پربھاؤ سے آدمیوں کی کمی ہوتی جا رہی ہے جب تک سماج تعداد کی کمی پر غور نہ کرے گی تب تک سماج کا زندہ رہنا بہت مشکل ہے۔ نوجوان دوستوں کو بھائی اننت پرشاد کی شادی سے سبق سیکھنا چاہئیے یعنی بواہ سنسکار قاعدہ کے مطابق کرنا چاہئیے۔ اودے سین مظفرنگر

(نوٹ) بھائی اننت پرشاد جی نے تمہیات سیٹھوں جیسی چند اوچھی باتوں کو ترک کر کے اپنے سچے سردھان کا ثبوت دیا ہے۔ پردیپ

شادی میں دان

دہلی کے لالہ دلیل سنگھ جی سرانہ اوسوال برادری کے ایک نوجوان رتن ہیں ۳۰ جنوری کو آپ کی دختر کا بواہ سنسکار ہوا ہے۔ اس شادی میں کوئی بھی ستیات نہیں کیا گیا۔ گالیوں کی جگہ بھجن گائے گئے۔ لڑکی کو مفید نصیحتوں کی ایک خوبصورت چوبی فریم میں شکل تصویر دی گئی۔ پھیروں کے وقت ایک ایک فقرہ دولہا دولہن کو سمجھا سمجھا کر ادا کرائی گئی۔ ایک طرف لڑکی سوال کرتی ہے دوسری طرف لڑکا جواب دیتا ہے۔ سات بچن جو اکثر برہمن لوگ زبانی سے لکھکر بیاہ کرا دیتے ہیں۔ انکی بجائے سات عام فہم بچن عبارت میں شعر اور دوہے لکھکر جہیز کی دیگر اشیاء کے ہمراہ لڑکی کو دیئے گئے۔ بواہ سنسکار بڑی خوبصورتی کے ساتھ جین دھرم کے مطابق کرایا گیا۔ اور اس شادی میں حتی الامکان کفایت شعاری پر نظر رکھی گئی۔ بوقت رخصت بارات لالہ دلیل سنگھ جی نے حسب ذیل دان کیا۔

جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ عہ — رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور عہ — جین پاٹھ شالہ انبالہ شہر عہ — جین پردیپ دیوبند عہ — جین پاٹھ شالہ دہلی عہ — اندرپرستھ کنیا پاٹھ شالہ دہلی عہ — جین بورڈنگ ہوسٹل لاہور عہ — جین گروکل اجمیر عہ — میزان کل [illegible]

بشیر داس دہلی

کو ایپارات جالندھر سے سیالکوٹ لالہ تندال لال جی کے یہاں گئی تھی۔ براہ کرم وقت مہورتوں نے جو سندر یا بھیں پھیرے ہو گئے۔
اگلے روز ماسٹر منشی رام اگر مرحوم لالہ مشری لال جی شاگرد نے جین شاستر کے مطابق پوجا کرائی۔ اس شادی کی خوشی میں بابو
امیر چند نے حسب تفصیل دان دیا۔ رسبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور کو، جین اناتھ آشرم دہلی کو، جین خیراتی شفاخانہ سہارنپور کو،
جین کنیا پاٹھ شالہ سہارنپور کو، جین بورڈنگ لاہور کو۔ آتمانند جین سکول ہوشیارپور کو۔ آتمانند کنیا پاٹھ شالہ انبالہ کو
آتمانند جین ٹریکٹ سوسائٹی انبالہ کو، اخبار جین پردیپ دیوبند کے، اخبار جین پرچارک میرٹھ کو، جین ستیانگر سبھا کی
سبھا جالندھر کو۔ جین مندر جالندھر کو، جین مندر نکودر کو۔ جین مندر شاہکوٹ کو۔ جین مندر مالیرکوٹلہ کو، جین مندر ہوشیارپور
جین جتی جالندھر۔ دیگر جین مندروں کو صرف آرتیوں کی خاطر تواضع خوب کی گئی۔ یقین ہے کہ اس شادی کی
تقلید دیگر جین اصحاب بھی کرینگے۔ خادم ہنسراج جین۔

(نوٹ) ہم اس شادی کے سماچار سنکر بڑے خوش ہوئے ہیں۔ ہم بابو امرچند جی سے بلا خود واقف ہیں۔ آپنے جو کچھ کیا ہے وہ دولتمندوں کو راستہ دکھلانے کے لئے کیا ہے۔ اپنی جین سبھا کے قواعد کی پابندی کر کے آپنے کنڈیلوال قوم کو جگا دیا ہے۔ کاؤ اور اپنے قواعد کی پابندی کرو۔ ہم امید کرتے ہیں کہ کنڈیلوال بھائی اس طرف توجہ دیکر اپنی سماج کو ابھارنے کی کوشش کرینگے۔

(۲)

دیوبند میں لالہ ہرگلال سنگھ جین کی لڑکی بھائی ہرنام سنگھ جین خلف لالہ نرنجن لال سے بیاہی گئی۔ اس شادی میں ہر دو فریقین نے بڑے پریم سے کام کیا۔ کوئی فضول خرچی عمل میں نہیں آئی۔ کل کاروائی قواعد کے مطابق ہوئی۔ بیاہ سنسکار جین ریتی سے ہوا۔ ہر دو طرف سے حسب ذیل دان کیا گیا۔ **ورپکش** ۔ رسبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور، جین اناتھ آشرم دہلی، جین شفاخانہ سہارنپور، جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ، جین استری لائبریری دیوبند۔ گئوشالہ دیوبند۔ کنیا پاٹھشالہ دیوبند۔

کنیا پکش ۔ رسبھ برہمچریہ آشرم، جین اناتھ آشرم، جین شفاخانہ، جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ، جین استری لائبریری، کنیا پاٹھشالہ

دیگمبر جین سبھا انبالہ شہر کو ایک پنڈت کی ضرورت

اس شہر میں جین سبھا چندہ سے جاری ہوئی ہے۔ روزمرہ میں شاستر جی کا پاٹھ ہوتا ہے۔ چونکہ یہاں کے بھائی جین دھرم کے تتو سے اچھی طرح پر واقف نہیں ہیں اس وجہ سے یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ کوئی لائق پنڈت اس سبھا کو ملجاوے۔ فی الحال پنڈت جی کا کام محض ایک گھنٹہ شاستر جی پڑھنا ہوگا۔ پنڈت جی جین شاستروں سے خوب واقف اور بحث مباحثہ میں بڑے ہوشیار ہونے چاہیئیں۔ ستکا سماداں بہت اچھی طرح پر کر سکتے ہوں تنخواہ حسب لیاقت دیجاویگی۔ خط وکتابت پتہ ذیل سے ہونی چاہیئے۔ **مصری لال جینی منتری سبھا**

دھنیاواد | منتری دیگمبر جین سبھا انبالہ شہر کو لالہ کنشی رام موہن رام صاحب خورجہ والوں نے جنکی دکان انبالہ شہر میں بھی ہے، ایک سو روپیہ نقد بطور امداد عنایت فرمایا ہے۔ سبھا لالہ صاحبان موصوف کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے۔ مصری لال جینی منتری سبھا۔

لالہ صاحب کو خطاب دیا جاے

دگمبر جین مہا سبھا کے ماتحت ایک تیرتھ کشیتر کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی کے مہا منتری جین لالہ بہاگ مل پربہو دیال۔ آپ اس کمیٹی کا کاروبار آنریری طور سے انجام دے رہے ہین۔ اس لئے دگمبر سماج کو آپکا مشکور ہونا چاہیئے آپ کی بابت مجھکو یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ شری سمید شکھر جی کے مقدمہ کی پیروی کے لئے اپنے گھر کے کاروبار کو چھوڑکر ادہر ادہر بہت کوشش کرتے پھرتے رہے اور کمیٹی کے روپیہ کو بڑی دریا دلی سے خرچ کرتے رہے اور یہ آپکی ہی کوشش کا نتیجہ ہے کہ جو دگمبر جینیون کی ایکدم سے فتح ہوگئی۔ اور وہ اسقدر ہوگئی کہ اگر دگمبر جینیون کے باپ دادے ہی جھگڑا کیے تو نہ ہوتی۔ اور سوتیامبر جینیون کی اتنی ہار ہوئی کہ بیچارون کو غریبی کی وجہ سے دگمبریون کے اوپر خرچہ تک کی ڈگری کرانی پڑی۔ پھر بھی غنیمت ہے کہ لالہ صاحب کی بدولت دگمبر جینیون کی خیالی ڈگری ہوگئی۔ اور جینیون کو خصوصاً سہارنپور کے بہائیون کو مندرون مین روشنی اور جلسہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ اسلئے جین مہا سبہا کو لازم ہے کہ لالہ صاحب کو بہت جلد کوئی خطاب دے ڈالے ورنہ مہا سبہا کی بات کرکری ہو جائیگی۔ میری ذاتی رائے ہے کہ جسکو جو خطاب دیا جاے اوسکی حیثیت یا لیاقت دیکھ کر دیا جائے۔ مجھکو جہانتک معلوم ہو سکا ہے لالہ صاحب گالیان دینے مین بڑے ہوشیار اور تجربہ کار ہین۔ ابہی آپ ایڈیٹر جین متر یعنی برہمچاری سیتل پرشاد جی کو خوب گالیان دیکر بیٹھے ہین۔ اور اب بھی تیار ہین۔ چاہے جس قسم کی اور چاہے جسکو دلوا لو۔ اسلئے مہا سبہا کو کوئی ایسا ہی خطاب تلاش کرکے انکو فوراً دیدینا چاہیئے۔ جو انکے نام کے ساتھ موزون معلوم ہو اور اس کام مین ایڈیٹر جین گزٹ کو خاص طور سے کوشش کرنی چاہیئے اگر جین مہا سبہا نے اسطرف توجہ نہ کی تو مجھکو بذات خود بڑا دکھ ہوگا کیونکہ اگر ایسے قابل شخص کو بھی خطاب سے محروم رکھا گیا تو کہا جائیگا کہ مہا سبہا کارکرتاؤن کی قدر نہین جانتی۔ ”ایک قدردان جینی“

(نوٹ) ہم لالہ بہاگ مل پربہو دیال جی کی اس تحریر پر افسوس ظاہر کرتے ہین کہ جو انہون نے برہمچاری جی کے بارے مین شائع کرکے اپنی کمزوری اور بد زبانی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر برہمچاری جی کی دہارمک اور سماجک سیوا کا یہی انعام ہے کہ جو لالہ صاحب نے عطا فرمایا ہے تو ہم سماج سیوکون کو خبردار کئے دیتے ہین کہ وہ اس قسم کے انعام لینے کو تیار رہین۔ کیونکہ سماج مین ابہی تک نہ معلوم کتنے لالہ صاحب موجود ہونگے۔ ”پردیپ“

شادیون مین دان

(۱)

پنجاب پرانت کھنڈیلوال جین سبہا کے منتری بابو بھولا ناتھ جی بی۔ اے سنہکرڑی نواسی نے قومی ترقی کے پرستاؤ کا ٹریکٹ دینی ولگ سے تیار کرکے جو احسان قوم پر کیا ہے وہ سپر جلد آمد کرنے کے لئے لالہ سیتارام جی کی شادی کے بعد بابو امرچند جی کھنڈیلوال خلف لالہ کنہیا لال اصل نکودر نواسی حال بکنگ کلرک سہارنپور تیار ہوئے۔ آپنے پہول۔ باؤل۔ سوٹ۔ رنڈی کا ناچ وغیرہ کچھ نہین

ارے جسکو تم بادشاہ کہتے ہو وہی تو میرا بھائی ہے۔ جاؤ جلد خبر کرو۔ ورنہ دیر ہو جانے سے میں واپس چلا جاؤنگا۔ غریب دربان فقیر کے چہرہ کو دیکھکر رعب میں دبگیا تھا۔ اس لئے بادشاہ کے حضور میں اقتباعدہ عرض کی کہ جہاں پناہ ایک فقیر حضور سے ملنا چاہتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو دربار میں حاضر کروں۔ حکم ہوا کہ ہاں جلد لاؤ۔ دربان فقیر کو بڑی عزت کے ساتھ لے آیا۔ فقیر سیدھا بادشاہ کے تخت پر چڑھ گیا۔ اور کہنے لگا کہو بھائی صاحب خوش تو ہو۔ بادشاہ بڑے حیرت میں رہگیا کہ یہ کون نامعقول ہے کہ جو اسطرح بلا تکلف میری برابر آبیٹھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تو بڑا بے ادب ہے کہ جو اسطرح بلا سلام مجرا کئے تخت پر آن بیٹھا۔ فقیر نے کہا کہ بھائی سلام مجرا درباریوں سے لو۔ اپنے ماتحت لوگوں سے لو۔ بھلا میرا کیا سلام مجرا ہیں اور تم دونوں بھائی۔ اب صرف یہ بات دیکھنی ہے کہ ہم دونوں میں بڑا کون ہے۔ بادشاہ نے ایک بڑی حیرت کے ساتھ دریافت کیا کہ بھلا میں اور تو بھائی کیسے اور کیونکر۔ تب فقیر بولا کہ تو معلوم ہی کیا چاہتا ہے۔ اگر تیری یہی مرضی ہے تو لے سن ؎

تو شہنشاہ میں در کا گدا -	مجھ ایک روح تقدیریں دو	تو تخت نشین میں خاک نشین	ہے وطن ایک جاگیریں دو
تو زر نشین میں ذرہ خاک	ہے اشارہ ایک اکثیریں دو	تو ظاہر ہے میں باطن ہوں	ہے خاک ایک تاثیریں دو
تو بستی میں میں جنگل میں	ہے ملک ایک تعبیریں دو	تو گل چمن میں خار دشت	نقاش ایک تصویریں دو
تو فکر مند - میں درد مند	ہے تیر ایک نخچیریں دو	تو قلم بند - میں زبان بند	بندش ہے ایک زنجیریں دو
تو مال مست میں حال مست	ہے مرض ایک تدبیریں دو	تو سے میں چور میں خود میں چور	ہے خواب ایک تعبیریں دو

یہ سنکر بادشاہ کی آنکھیں کھل گئیں۔ مغروری جاتی رہی اور دنیا کی اصلیت آنکھوں کے آگے ناچنے لگی آپ جھٹ اٹھے اور فقیر کے قدموں میں جا پڑے۔ اور کہا کہ آپ بڑے بھائی ہزار بار بڑے بھائی۔ شانتی کا پرچار کرنے والے۔ دنیا میں امن کا لیکچر دینے والے سوتوں کو جگانے والے۔ مجھ جیسے مغرور لوگوں کو راہ راست پر لانے والے۔ اگر ہیں تو آپ ہی ہیں یہ میری خوش قسمتی ہے کہ آپنے درشن دیئے۔ اور خود میرے بھائی بنکر مجھکو فخر کا موقعہ دیا۔ فقیر تیرا کلیان ہو۔ یہ کہکر اپنے راستے لگے۔ درباری لوگ اس واقعہ کو دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے "گلاب"

(نوٹ) اس میں شک ہی کیا ہے۔ امیری سے فقیری ہزار درجہ بڑھکر ہے۔ لیکن ہو سچی فقیری۔ فقیر کے پاس کوئی بھی دنیاوی سامان نہ ہو۔ فقیر کے دل میں کسی سے بھی راگ دویش (رغبت و نفرت) نہ ہو۔ فقیر لوبادہ فقیر ہوکر جو دنیاوی خواہشات آفات اور ہر ایک طرح کے جھنجھٹ وغیرہ سے مبرا ہو جس فقیر کے پاس محض ایک لنگوٹا ہی موجود ہے۔ وہ بھی دنیاوی سامان کا مالک ہے۔ جس کو ایک لنگوٹی کے رکھنے کا فکر ہے وہ فقیر کیا۔ اسکی عبادت کیا۔ اور اسکی ریاضت کیا۔

یہ مضمون ایسا نہیں کہ جو ہم نوٹ میں ہی پورا کر دیں پھر کبھی ظاہر کرینگے لیکن اتنا کہہ دیتے ہیں کہ سچے فقیر کے درشن سے ظلمات۔ آنند اور پریم کا پرکاش ہو جاتا ہے کیا کبھی وہ دن آئیگا کہ ہمکو بھی کسی سچے فقیر کے درشن ہونگے۔

"پردیپ"

گھور انیائے

ہمکو معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ سرشت منڈول ضلع سہارنپور کے ایک اندھے شخص نے (جسکی عمر تقریباً ۵۰ سال کی بتلائی جاتی ہے) ایک پنڈت ضلع میرٹھ کی نو سالہ خوبصورت کنیا کے ہمراہ شادی کرنے کی کوشش کی۔ اور آپ سر پر موڑ باندھ کر باجے اور دس پانچ آدمیوں کو ہمراہ لیکر چل نکلے۔ کنیا پکش نے چونکہ روپیہ لینا تھا اس وجہ سے اپنے گاؤں کو چھوڑ کر مظفرنگر کی سرائے میں آکر ڈیرا ڈالا۔ اس معاملہ کے درمیان میں ایک پنڈت صاحب دلال تھے جو جینی بتلائے جاتے ہیں۔ اس اندھے نوشہ کا تذکرہ کنیا کی والدہ نے بھی سنا تو وہ شادی کرنے سے انکاری ہوئی لیکن دلال صاحب بڑے چلتے پرزے تھے جھٹ جین دھرم کے گہرے سمندر میں غوطہ لگا کر ایک تدبیر نکال ہی لائے اور اس تدبیر کے زور سے کنیا کی والدہ کو ایک اچھی آنکھوں والا چشمہ باز نوشہ دکھلا دیا۔ وہ خوش ہو گئی۔ حالانکہ بڑا سخت دھوکا کھایا لیکن پھر بھی خاموش ہونا پڑا۔ مگر رات کے وقت پھر اسی اندھے کے چشمہ لگا کر موڑ باندھ کر خاصہ دولہا بنا دیا۔ لیکن دلال صاحب کا یہ جادو کارگر نہ ہوا۔ بات پھوٹ نکلی۔ اور بڑا بھاری گول مال ہوا جس سے غریب لڑکی کو معلوم ہوا کہ تیری زندگی کی باگ ڈور ایک اور بڑھے عمر کے اندھے کو پکڑائی جا رہی ہے۔ وہ رونے لگی۔ لیکن جہاں لالچ ہے وہاں پر انصاف کہاں۔ کسی بھی پاپی نے اسکی درد بھری آواز نہیں سنی جسطرح سے قصاب خانہ میں ہاتھ پیر بندھی ہوئی غریب گائے کی گردن کاٹ دی جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے اس کنیا کی گردن پر چھری دھری دی گئی تھی۔ کہ فوراً ہی مظفرنگر کے چند جینیوں کو خبر لگی۔ اور وے موقعہ پر پہنچ گئے۔ انکو دیکھکر غریب اور معصوم کنیا دہاڑ دے دیکر رونے لگی۔ اور کہنے لگی کہ خواہ مجھکو کنوئے میں ڈالدو۔ لیکن اس اندھے سے بچالو۔ ایسا سننا تھا کہ ان پاپیوں کو سمجھایا گیا۔ اور ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔ اسکے بعد کا حال معلوم نہیں کہ کیا ہوا۔ اور کنیا کہاں ہے۔ اور ان لوگوں کا اب کیا ارادہ ہے۔ معلوم ہونے پر ظاہر کیا جائیگا۔ کیا سماج اب بھی آنکھیں نہیں کھولیگی۔ کیا ایسے ظلم کرتے ہوئے بھی سماج دیا دھرم کے ماننے والی بنی رہیگی۔ کیا مہابیر سوامی کے شاگردوں کا یہی کرم ہے۔ ہا۔ افسوس ان ہی پاپیوں اور رکھوالوں کی وجہ سے سماج کا سوانا ہوتا نظر آ رہا ہے۔

"چراغ تلے اندھیرا" اسی کو کہتے ہیں جب سہارنپور شہر میں دو گھر جین مہاسبھا کے مہامنتری صاحب رہتے ہیں۔ اس سہارنپور سے اندھے دولہا کا گاؤں کل ۵ کوس بتلایا جاتا ہے۔ لیکن دولت مند لوگوں کو کیا پڑی ہے کہ جو ایسی باتوں کو معلوم کریں۔ کیا مہامنتری جی مہاری اس تحریر کو معلوم کر کے اور اس معاملہ کا پتہ لگا کر بذریعہ جین گزٹ عام لوگوں کو معلوم کرا کر مشکور فرمائینگے۔ " پردیپ "

امیر اور فقیر میں کیا فرق ہے

ایک فقیر نے کسی بادشاہ کے دروازہ پر جاکر دربان سے کہا کہ بھائی جا کر اندر بھائی سے کہدے کہ تمہارا بھائی ملنے آیا ہے۔ دربان نے دریافت کیا کہ جناب آپکا بھائی کون ہے اور اسکا کیا نام ہے پورا پتہ بتلاؤ تو میں جا کر کہدوں۔ فقیر نے کہا کہ بھائی تم بڑے سیدھے سادے دکھ

الٰہی لال کے بھامنتری ہی کو تب سے ہاتھ دھونے پڑ گئے ہیں۔ گزٹ ستیہ وادی کو بھی پانچ ان دو ماہ میں نام کو صرف کی
ذہن سوا ہو گئی۔ ہم افسوس کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ جس طرح بھامنتری نے ایڈیٹر صاحب جین متر کو بالی پی چکر کر ساتھ
اور گندے لفظوں سے یاد فرمایا ہے۔ ایسا کوئی بھی اعلیٰ درجہ کا انسان نہیں کر سکتا۔ ہم تو اس بارے میں بجز اسکے اور کچھ نہیں
کرینگے کہ بھامنتری نے ایسے مضمون کو شائع کر کے شانت سماج کے اندر اشانتی اور دولش پھیلانے کی ایک اچھی کوشش کی
ہے۔ اور ضد اور ناپاک خیالات کا اظہار کیا ہے۔ حساب اسی طرح کی کوشش ایڈیٹر ستیہ وادی اور ایڈیٹر جین گزٹ کر رہے ہیں
جین گزٹ نمبر ۸ کے صفحہ ۱۱ پر سکھ پور کے مقدمہ کا حساب شائع ہوا ہے۔ اس حساب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ میں صرف
دگمبر جین سماج کی جیب سے پورے پچاس ہزار روپیہ وکیل بیرسٹروں کی فیس میں دے گئے ہیں۔ اور ایک ہزار سات سو بیاسی
روپیہ چھ آنہ سات پائی وکیلوں کو بھتہ دینا پڑا ہے۔ پندرہ سو اکیاسی روپیہ ساڑھے تیرہ آنہ خرچ کھاتہ کے نام ہیں۔ پانچسو
گیارہ سو چار آنہ پیشکر خرچ میں لکھے ہیں۔ اور تین سو ستر روپیہ گیارہ آنہ متفرق خرچ کے نام ہیں۔ ان تینوں رقموں کا مطلب
ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ خرچ کھاتہ کا کیا مطلب ہے۔ اور پیشکر اور متفرق کے جدا جدا کیا معنے لگائے گئے ہیں۔ مبلغ سات سو
اسی روپیہ گیارہ آنہ فوٹو خرچ میں لکھے ہیں۔ نہیں معلوم اسقدر فوٹو کہاں کے اور کسکے لئے گئے ہیں۔ آگے چلکر لوگوں پر لینا باقی
دکھلایا ہے جسمیں آٹھ ہزار دو سو تیرہ روپیہ چودہ آنہ بابو جھینگی لال جی کلکتہ اور ایک ہزار نو سو ستر روپیہ پونے چھ آنہ
بھامنتری سبھا کے نام بھی ہیں۔ انکی بابت نہیں بتلایا گیا کہ یہ روپیہ انکے پاس امانت کے طور پر ہے۔ یا سود پر دیا ہوا ہے۔
اگر امانت ہے تو کیا کوئی خزانچی انسے جدا نہیں ہے۔ اگر خزانچی ہے تو روپیہ ان کے پاس کیوں جمع ہے۔ اور اگر سود پر روپیہ دیا
ہوا ہے۔ تو پھر لازمی طور پر اس سود کی آمدنی بھی دکھلا دینی ضروری تھی۔ آگے اسمیں ایک سو ایک روپیہ پونے گیارہ آنہ جگندر داس
جی بابو بنگی کے نام لکھے ہیں کیا یہ بھی ان پر امانت کے طور پر ہے۔ ہمکو جہانتک معلوم ہوا ہے جگندر داس کمیٹی کی ملازمت سے
علیحدہ ہو گئے ہیں۔ پھر روپیہ انسے کیوں وصول نہیں کیا گیا۔ یا انہوں نے خود ہی نہیں دیا۔ دھرم کھاتہ کا روپیہ رکھنا اچھا تا
لوگوں کا کام نہیں ہے۔ اس سے آگے لوگوں پر چندہ باقی دکھلایا گیا ہے جسمیں سب سے بڑی رقم لالہ جمبو پرشاد جی سہارنپور کے
نام ہے۔ اور یہ دونوں رقمیں ہزاری باغ کے چندہ کی باقی ہیں۔ کیا کمیٹی نے یہ دونوں رقمیں طلب نہیں کیں یا دان دینے والوں
کی طرف سے کچھ دیری ہوئی ہے۔ اس طرح کی دان کی ہوئی رقم کو فوراً ہی دیدینا چاہئے۔ یا اُن کا سود دینا چاہئے۔ ورنہ
دھرماتما لوگوں کو ہرگز بھی انکار کرنا لازم نہیں ہے۔

حساب کے نیچے ایک نوٹ دیا ہے "حساب آڈٹ ہوجانے پر سماج کے روبرو خلاصہ وار پیش کیا جاوے گا۔" اس نوٹ سے
بہت کچھ امید ہوتی ہے۔ ہم بھی اس نوٹ کے پورے ہونے کا انتظار کرتے ہیں۔ اور کچھ لکھنا چاہئے جو کچھ باتیں اوپر لکھی ہیں
امید ہے کہ انکا جواب کمیٹی بہت جلد عطا فرمائیگی۔ ایڈیٹر صاحب جین گزٹ کو بھی اس حساب پر کڑی نظر ڈالنی چاہئے۔ اور
سچے دل خیالات کا اظہار کرنا چاہئے۔ پردیپ

اب جبکہ کام یہاں تک نوبت پہنچا ہوا ہے تو دوسری بات ہے مسٹری پی عشرت کو چاہیئے کہ پہلے شاستروں کا مطالعہ کریں۔ ویدوں کی اصلیت کو دیکھیں پھر زبان کھولیں۔ ورنہ خاموش رہنا ہزار درجہ بہتر ہے۔ ایڈیٹر جین

(نوٹ) ہم اس مضمون کو شایع کرنا نہیں چاہتے تھے۔ لیکن لالہ اوگرسین جی کے تقاضہ نے مجبور کر دیا۔ اس لئے اتنے دنوں کے بعد اسکو شایع کرنا پڑا۔ ہم اب بھی یہی کہینگے کہ بحث مباحثہ کرنا بجز وقت کو ضایع کرنے کے اور کچھ بھی فائدہ مند نہیں ہے۔ اگر کسی کو کسی دہارمک سدہانت کی بابت نرنے کرنی ہو تو دہارمک پیپروں کے ذریعہ بخوبی ہو سکتی ہے۔ ایسی حالت میں خواہ مخواہ کی بات کا جھگڑا بنا کر وقت ضایع کرنا اور بعد میں تو تو میں میں کرنا یہہ بھلے لوگوں کا کام نہیں ہے۔ ہم اپنے آریہ سماجی بھائیوں کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ وہ چاہے جو سوال کریں ہم بذریعہ جین پردیپ جواب دینگے اور یہ بات بھی پبلک میں بہت جلد ظاہر کرینگے۔ جنکے اوپر انکو بہت زیادہ بھروسہ ہے ہمکو بھاشہ سی پی عشرت کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ لڑائی جھگڑے کو پسند کرتے ہیں۔ ورنہ سچے آریوں کو تو بڑے شانت پرنامی ہونا چاہیئے۔ اور اگر ایسا نہیں ہے اور لڑائی جھگڑا ہی پیارا ہے تو پھر آریہ اور ملیکش میں فرق ہی کیا رہا۔ "پردیپ"

خوشی میں دان

کالکا میں لالہ متر سین جی مرحوم خلف لالہ کپور چند جی رئیس کی دہرم پتنی شریمتی جیونتی بائی نے اپنے دیور لالہ بالکشن داس جی کے سپوتر عزیز ابھے چند رکمار کو گود لیا ہے۔ یہہ رسم ۱۹ جنوری ۱۹۱۲ء کو بڑی خوشی اور رونق کے ساتھ ہو گئی ہے اس خوشی کے موقعہ پر شریمتی نے حسب ذیل روپیہ دہرم کاریوں میں دان کیا ہے۔ رشبھ برہمچریہ آشرم عـــہ۔ جین سکول ہانسی عـــہ۔ جین اناتھہ آشرم دہلی عـــہ۔ سترا دوکا آشرم مراد آباد عـــہ۔ جین مندر کالکا عـــہ۔ سکول کالکا عـــہ۔ جین اخبارات کو دو چار کل ملا عـــہ۔ اس رقم میں سے ۲ کا منی آرڈر جین پردیپ کو بھی ملا ہے۔ ہم شری بھگوان سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ عزیز مذکور کی عمر دراز ہو۔ اور عزیز جین قوم کا سچا سیوک بنے۔ پردیپ۔

تیرتھہ کشیر کمیٹی کا حساب اور ہمارا اعتراض

کچھہ دنوں سے تیرتھہ کشیر کمیٹی کا حساب شایع کرانے اور شری سمید سکھر جی کا معاملہ باہمی نمٹانے کی بابت جین سماج کے ہندی اخباروں میں بڑی تو تو میں میں ہو رہی ہے۔ ان دونوں باتوں کا الزام ایڈیٹر جاتی پربودھک لکھنؤ۔ اور جین ہتیشی بمبئی کے سر تھوپا جا رہا ہے۔ انمیں سے پہلے ایڈیٹر صاحب نے تو تیرتھہ کشیر کمیٹی کے مہا منتری صاحب کو حساب شایع کرنے کی تحریک کی تھی۔ اور دوسرے ایڈیٹر صاحب نے اس بات کی کوشش کی تھی کہ سکھر جی کا معاملہ جو دگمبر اور سوتامبروں میں چل رہا ہے ہندوستان کے لیڈروں کی معرفت طے کرایا جائے لیکن ہم دیکھہ رہے ہیں کہ ان دونوں اخباروں کی ان باتوں کا اتنا زیادہ بتنگڑ بن گیا ہے۔

نفرت اور لڑائی جھگڑا اپنا کر کیوں خوش ہوتے ہیں۔ ہر ایک فرقہ اور سماج میں تقریباً اس قسم کے سماج دشمن پائے جاتے ہیں کہ جو اپنے سماج کو بدنام اور ناکارہ بنانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ آج کل دیکھتے ہیں آج کل سماج دشمنوں کو دوسرا پھیلانے کا سب سے اچھا ذریعہ مباحثہ کا پسند آیا ہے۔ یہ ذات شریف گھر گھر میں لڑائی کرتے پھرتے ہیں بیمارت ورش میں ایک قسم کے فقیر ہوتے ہیں کہ جو بازاروں اور گلیوں میں آواز لگایا کرتے ہیں کہ اے کوئی ہی کا لال جو ہم سے رونگا کہیں یہ آواز انکی خود غرضی کو لئے ہوتی ہے۔ وہ لڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے ایسی آوازیں کسا کرتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح سے سماج کے دشمن بھی کسی سچائی کو لیکر نہیں بلکہ فساد پیدا کرنے اور دویش بڑھانے کی غرض سے بحث مباحثوں کی آوازیں لگایا کرتے ہیں۔ انکی آواز سے بعض بھولے بھالے یہ خیال کرکے کہ چلو اچھا ہے ایک بحث سے کل معاملہ صاف ہو جائیگا بحث کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں سمجھتے کہ یہ ذات شریف کسی بات کی نرنے کے لئے نہیں بلکہ دویش بڑھانے کی غرض سے ایسا کرتے ہیں۔ اگر کسی کو نرنے کرنے کی دھن ہوتی اور سچائی کا متلاشی ہوتا تو اسکے لئے کیا ایک رسالہ کچھ کم تھے ہیں ایسے لوگوں کو کہ جو سچائی کے لئے کسی مضمون پر بحث کرنا چاہتے ہیں پر دیپ کے ذریعہ جواب دینے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ لیکن نرنے کرنے کی غرض کو لیکر نہ کہ دویش بڑھانے کو۔ ایسے سماج دشمنوں میں سے نجیب آباد کے ایک سی۔ پی عشرت ہیں جو گھونگھٹ نکالکر پبلک میں ناچنے لگے ہیں۔ آپ کی زبان شریف سے وہ شریف کلمہ برستے ہیں کہ آپکی شرافت ٹپکی پڑتی ہے۔ مراد آباد کے "رہبر" ستمبر ۱۹۳۲ء کے صفحہ ۹ پر آپ کا نوٹ نکلا ہے۔ جسکی سرخی ہے "جین پردیپ کی ابلہ فریبی" ناظرین ان ذات شریف کی قابلیت کا اندازہ تو ان کے مضمون کی سرخی سے ہی لگا لینگے کہ ان کے اندر کتنا پانی ہے ان کو اس نوٹ کے لکھنے کی تکلیف کیوں گوارا کرنی پڑی۔ اسکا سبب یہ ہے نجیب آباد کا آریوں اور جینیوں کا شاستر ارتھ اور اس شاستر ارتھ کے بارے کا وہ اطلاعی نوٹ جو انبالہ کے رام کرشن لال جی کی طرف سے جین پردیپ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۲ء میں نکلا تھا جسکو ناظرین نے مع ایڈیٹری نوٹ کے پڑھا ہوگا۔ ایڈیٹر صاحب نے اپنے نوٹ میں کن نیک خیالات کا اظہار کیا تھا۔ یہ وہ احباب بہت اچھی طرح سے جان سکتے ہیں کہ جنکے ہردے پکش پات کی گندگی سے بالکل صاف ہیں لیکن جھگڑے پسند لوگوں کو ایسی صلح کل پالیسی کب اچھی معلوم ہوتی ہے۔ خیر!

جبکہ اجمیر جیسے بڑے شہر میں سوامی درشنانند جیسے آریہ ودوان جین سماج کے پنڈت سے اسی سرشٹی کرتا کے مضمون پر ایک اچھی مات کھا چکے تھے۔ پھر اگر نجیب آباد کے آریہ کماروں کو اگر اسی مضمون پر بحث کرنے کی دھن لگی تو کیا نہیں کہا جائیگا کہ ایسے مباحثے باہمی دویش بڑھانے کو ہی کئے جاتے ہیں۔ اصل آریہ کماروں کو اجمیر کے شاستر ارتھ کی کل کاروائی انکی ہی پیش کرتے تو بہتر... پڑھنی چاہئے تھی۔ اگر اسپر کچھ شک کی گنجائش نکلتی تو بذریعہ کسی اخبار کے شنکا دور کرنا چاہئے تھا لیکن ایسا نہ کرکے وہی میدان ڈالنا بجز جھگڑے فساد کے اور کیا معنی رکھتا ہے۔

لیکن سچائی کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے نجیب آباد میں بھی پنڈت منا سیلال جی سے مات کھائی۔ اور ایسی کھائی کہ لازم تو یہ ہے کہ

ہے کہ کوئی کچھ بتا سکتا ہے کہ اسکول کب کھلا۔ کتنے کمرے۔ خرچ کہاں سے آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسکول
ہیں یا کیسے کام پر لڑکوں کی کچھ نہیں ہے۔ عمارت سکول اور بورڈنگ کا کیا انتظام ہے۔ کتنے طالب علم ہیں۔ کتنے بورڈر
ہیں۔ کہاں رہتے ہیں۔ اور انکا کہاں پانی کا کیا ڈھنگ ہے۔ یہ سب کچھ تو دور رہا۔ لیکن اب تو شکل دیکھنے سے بھی بیزار
ہیں۔ ڈرتے ہیں کہ کہیں نماز چھوڑ اٹھنا نہیں اور روزے گلے نہ پڑ جائیں۔ دوسروں کی طرح پیچھے کرنے جائیں۔ خود ہماری
طرح پیچھے نہ ہو جائے۔ کوئی کہہ بیٹھے لاؤ کچھ تم بھی دلواؤ۔ یا کچھ کام ہی کرو۔

کہاں ہیں ودیا پرچارک مہاشے۔ کہاں ہیں قومی لیڈر۔ کہاں ہیں جیب قوم کے گریجویٹ۔ کہاں ہیں پروپکار کا دم بھرنے والے
قوم کی ترقی چاہنے والے کیا سب سو گئے جیسے اخبارات کے ذریعے سکولوں کی تاکید کا شور مچانے والے کیا بالکل سو گئے۔
کیا سب کو نیند آ گئی۔ یہ عجیب تماشہ ہے کہ جگانے والے بھی کیا سو رہے ہیں۔ اور سونے والے بے خبر ہو گئے ہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ جب ہم
دستک دینگے۔ کنڈی کھٹکھٹائینگے۔ تب آپ ضرور بیدار ہونگے۔ لیکن اس سے پیشتر کہ ہم آپ کے در دولت پر پہنچیں۔ آپ خود
ہی میدان میں تشریف لائیے۔ اور اپنا فرض ادا فرمائیے۔ مہاراج سردانند سے دانی۔ سوامی کلانک سے رہبر۔ مہاشے وشنو گگار
سے پروپکاری۔ یہ سب آپکے ہی بزرگ تو تھے۔ انکی اور انکے کاموں کی تقلید فرمائیے میں سماج کا ادھار کیجئے۔ خادم قوم نہچر دکہ جیون لال بھٹ

(نوٹ) یہ سچ ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے راگ گانے والے کچھ خاموش سے نظر آتے ہیں۔ لیکن بالکل نہیں۔ یہہ دیکھکر خوشی ہوتی ہے
کہ آجکل اپنی سماج تعلیم کی طرف جھکی ہے لیکن اس درجہ میں کہ جتنی ضرورت ہے۔ ابھی تک لوکل سکول بھی خرچ کی تنگی کو محسوس
کر رہی ہیں۔ یہہ بڑے تعجب کی بات ہے جو کہ بڑوت کے سکول سے گرد و نواح کی برادری بہت کچھ فائدہ حاصل کریگی اسلئے ہماری
رائے ہے کہ اس سکول کے لئے ایک ڈیپوٹیشن آس پاس کے گاؤں میں گھمایا جائے جس سے یقین ہے کہ اسکے لئے کافی روپیہ
جمع ہو جائیگا۔ ہم جہانتک معلوم کر سکے ہیں بڑوت اور اسکے گرد و نواح کے جینی بھائی بہت دولت مند اور زمیندار ہیں۔ اور وے
ایسے کاموں سے از حد دلچسپی لینگے۔ ایسا ہمارا یقین ہے۔ پھر کیوں دیری کیجائے۔ ایسے سکولوں کے لئے اخباروں کے ذریعہ
اپیل کیجائے۔ یہہ بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ سکول بڑوت کی انتظامیہ کمیٹی ہماری اس رائے کو پسند فرمائیگی
اور کچھ دنوں کے لئے گھوم پھر کر چندہ فراہم کریگی۔ جہانتک ہمکو یقین ہے کہ اس کام میں نرپوڑہ نواسی لالہ متصدی لال جی زمیندار
بہت کچھ امداد فرمائینگے۔ ”پردیپ“

نجیب آباد کے سی پی عشرت

جبکہ بھارت ورش میں چاروں طرف پریم اور اتفاق کی آواز سنائی جارہی ہے۔ اور کہا جا رہا ہے کہ مذہبی معاملات کا تعلق
اپنی اپنی آتماؤں سے رکھتے ہوئے دیگر کل معاملات میں ایک ہوکر کام کرو۔ اور اپنے مذہب کا پرچار شانتی کے ساتھ کئے
جاؤ۔ چونکہ سچائی سب کو پیاری ہے اسلئے سچائی کو ہر ایک گرہن کریگا۔ پھر نہیں معلوم کہ بعض ذات شریف آپس میں کھینچ

اور کیا استہانک و واسی سنت کی حالت پر افسوس ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جو جینی ہیں وہ خواہ کسی فرقہ سے ہوں لیکن سب گیان کی روشنی میں آجائیں۔ اس لئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اب جینیوں کو ودیا پرچار میں لگانے کا زمانہ ہے جب تک ودیا کا کافی پرچار نہ ہو جائیگا۔ تب تک یہ باہمی جھگڑے بھی دور نہ ہونگے اور سماج کی حالت بھی نہ سُدھریگی۔ لہذا جین سماج کو چاہئیے پوجا پرتشٹھاؤں سے جین مندروں کی سجاوٹ سے قیمتی اور بھاری چندوے، رتھ، ہاتھی، اور نگٹ وغیرہ بنوانے سے کچھ دنوں خاموشی اختیار کرکے دھارک اور لوکک ودیاؤں کا پرچار کرے تب جین دھرم کی پربھاؤنا ہوگی ورنہ ان سازوسامان سے پربھاؤنا تو نہیں ہوگی ہاں جین قوم اگیان اندھیرے میں یہ بات ضرور ثابت ہوگی۔ جیسا کہ اب ہو رہی ہے۔

جین پاٹ شالہ گوہانہ اور ماسٹر شورام سنگھ جی کا مُعاینہ

۲۸ اگست ۱۹۱۶ء کو پاٹ شالہ کا نرکشن کیا گیا۔ تعداد طالب علم ۴۵ اور حاضری ۴۲ تھی پاٹ شالہ میں اس وقت چار کلاسیں ہیں سب کو ناگری۔ دھرم۔ مہاجنی۔ حساب۔ بھوگول (جغرافیہ) اور اردو پڑھائی جاتی ہے۔ اور ہر ایک ہی مضامین میں سب ودیارتھیوں کا شستہ شنتوش جنک پائی گئی۔ مجھے آسچریہ ہوا کہ ودیارتھیوں نے سب مضامین کو پڑھانے میں بس پورا سمجھانا پڑتی ہے انکا پری شرم قابل تعریف ہے۔ پاٹ شالہ کی پڑھائی کے بارے میں اگر لوگوں کی کوئی شکایت ہے تو وہ مجھے بالکل غلط معلوم ہوتی ہے تھوڑے ہی کال میں اس پاٹ شالہ نے آشاتیت اونتی کر دکھلائی ہے۔ جس کا کارن یہی ہے کہ یہاں کے نوجوان بھائی پاٹ شالہ کی اونتی کے لئے بہت ادیوگ اور پری شرم کرتے ہیں گوہانہ برادری کے لئے یہ سوبھاگیہ کی بات ہے شریمان بابو اگرسین امرت لال۔ پارسداس۔ سجان سنگھ اور رتن لال وغیرہ ودیا پریمیوں کا اُتساہ بہت بڑھکر ہے۔ اور خاصکر بابو اگرسین کا پری شرم سب کے لئے قابل نمونہ ہے۔ مندرجہ بالا بھائی انیکا نیک دھنیہ باد کے پاتر ہیں میری بھاؤنا ہے کہ جین جاتی میں ایسے کاریہ کرتاؤں کا دیا وقتی سے جنم ہو۔ برادری گوہانہ کو انکے کاریہ میں سرب پرکار سے پورن سہایک ہونا چاہیئے تھا شکشا بردھی کی خواہش اور اس کی کامیابی کے ساتھ ساتھ مالی امداد میں ترقی کرنی چاہیئے۔ ماسٹر شیورام سنگھ منتری جین پاٹ شالہ سنگھ پنجاب

تھے کسی وقت میں جو شور مچانیوالے وہ آج کس نیند میں ہیں سوتوں کو جگانیوالے

کیوں صاحب! یہہ اتنا لمبا چوڑا طعن کیسا ہے۔ ارے بھائی طعن وعن کسی پر نہیں ہم تو کچھ کہنا چاہتے ہیں یعنی بڑوت جیسے قصبہ میں کچھ بہت سے مواضعات کا سینٹر ہے جسمیں بادشاہ کے گردونواح میں بالکثرت جین آباد ہیں۔ اور جسکے دور دور پر کوئی اسکول انگریزی سکول نہیں ہے (کہ جسکی وجہ سے طالب علموں کو بہت تکلیف و پریشانی و زیرباری ہوتی ہے۔ اور بہت سے طالب علم تو تحصیل علم سے محروم رہ جاتے ہیں) کیا ایک جین سکول قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ جب جاگنے کا وقت آیا تو کوئی جگانے والا ہی نہیں ہے۔ کیا تعجب کی بات ہے کہ جگانے والے خود سو گئے۔ کوئی یہ بھی پوچھنے والا نہیں ہے کہ جاگنے والے کب جاگینگے۔

یہ التماس ہے کہ وہ اپنی آزادانہ رائے سے موجودہ دونون سنستھاؤن کی ترقی کے اُپائے تجویز فرما کر بھی امداد کرسکتی ہے
لہذا جو اصحاب روپیہ پیسہ سے ماہواری یا یکمشت یا کسی اور طرح انکی مدد کرنا چاہتے ہین وہ لالہ دلی چند صاحب ٹیپ اینڈ بنگلہ
صدر بازار دہلی سے رسید حاصل کرسکتے ہین جو کہ سوسائٹی کے ایک رکن ہین اور خزانچی کا کام کرتے ہین۔ اور جو اصحاب اپنی لڑکے
سے مستفید کرنا چاہتے ہین وے راقم سے پتہ ذیل پر خط وکتابت کرنے کی عنایت فرمائین۔

خادم بنارسیداس جین سکرٹری جین اینگلو سنسکرت سکول پہاڑی دھیرج دہلی۔

(نوٹ) اس سکول کی بابت ہم بہت مرتبہ لکھ چکے ہین۔ اس سکول کے سالانہ جلسہ بڑی دھوم دھام سے ہوا کرتے ہین جنکی
رپورٹ ناظرین نے ضرور پڑھی ہونگی۔ دہلی پہاڑی دھیرج کے بھائی اسکو چلانے مین خوب کوشش کر رہے ہین جو مندرجہ بالا مضمون
سے بھی ظاہر ہے۔ لیکن ہم ایسی لوکل سنستھاؤن کے لئے پبلک سے اپیل کرنا ناموزون خیال کرتے ہین جہان تک ہمکو معلوم
ہے اسوقت سکول ٹروت۔ پانی پت۔ انبالہ شہر۔ میرٹھ صدر۔ دہلی پہاڑی دھیرج۔ وغیرہ اچھا کام کر رہے ہین لیکن ان سبکو
اول تو اپنے شہرون سے ہی خرچ چلانا چاہیئے۔ اور جو کسی خاص وجہ سے مثلاً بلڈنگ کے لیے یا اور کسی ضروری سامان کے لئے
چندہ کی ضرورت بھی پڑجائے تو اپنے آس پاس کے علاقہ سے چندہ کرلینا چاہیئے۔ لیکن لوکل سکولون کے لیے پبلک مین اپیل
نہ کرنا چاہیئے۔ ہان اگر یہی سکول کسی وقت مین ہائی سکول بنین تو ضرور پبلک سے اپیل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسا ہونے پر یہ لوکل
نہین بلکہ پبلک سنستھا ہوجائینگی۔ ہماری اپنی یہہ رائے ہے۔ لیکن قوم کے خیرخواہان کو ایسی تعلیمی سنستھاؤن کو اپنی قیمتی صلاح
اور مفید تدابیرون سے ضرور امداد دینی چاہیئے۔" پردیپ "

پانچ لاکھ روپیہ کی لاگت کا ایک مُکٹ

کاٹھیاواڑ کے پالیتانہ مین سونیا سر جینیون کا جو مندر ہے۔ اُسکے متعلق آنندجی کلیان جی نام کی ایک کوٹھی ہے۔ اس کوٹھی کی طرف
سے ایک مُکٹ پانچ لاکھ روپیہ کی لاگت سے تیار ہوا ہے۔ اس مکٹ کی تیاری مین پورے ۲۵ سال لگ گئے ہین مُکٹ نے دونون
طرف کنڈل ہین اور بتیرہ کلغیان ہین جن مین سفید ہیرے جڑے ہوئے ہین۔ یہہ مکٹ بھارت کے سنارون کی کاریگری کا ایک لاثانی
نمونہ بتایا جاتا ہے۔ اسمین کچھ شک نہین کہ پانچ لاکھ روپیہ کی لاگت سے جو مکٹ تیار ہوا ہے اوسکی خوبصورتی دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی
ہے۔ لیکن سوال یہ اُٹھتا ہے کہ اس کوٹھی کی طرف سے اگر یہہ روپیہ دویا پرچار مین لگایا جاتا یعنی اسکے سود مات سے ہی ایک مہا ودیالیہ
کھول دیا جاتا۔ یا ایک گروکل قایم کردیا جاتا۔ تو سماج کو کتنا فائدہ ہوتا۔ یہہ ہم نہین کہہ سکتے کہ مکٹ نہ بنوایا جائے۔ بلکہ ضرور بنوایا جائے
لیکن اسقدر کثیر رقم ایسے کام مین لگانے کی چندان ضرورت نہین ہے۔ ایسے کام تو تھوڑی رقم سے بھی چل سکتے ہین۔ اسوقت سماج
کے اندر اگیان کے بادل چھائے ہوئے ہین۔ اگر یہ برس گئے تب کسقدر خرابی ہوگی۔ یہ سمجھکر ودیا کی تیز ہوا کے جھوکون سے انکو ہٹا کر
گیان کی روشنی پھیلانے کا اب وقت ہے جسمین دہرم کے ماننے والی دگامبر سماج کی ہی اگیانتا کا افسوس نہین ہے۔ بلکہ کیا سوتامبر

اثر دماغ پر بہت جلد قائم پایا جاتا ہے اور تعاصلکر بری صحبت تو زہر قاتل کا اثر رکھتی ہے اور یہ کہ سن طفولیت یا زمانہ
طالب علمی چونکہ تقریباً سن طفولیت ہی ہوتا ہے کمہار کے ایک کچے برتن کے مشابہ ہوتا ہے جس کے اندر عمدہ سے عمدہ شکل اختیار
کرنے کی شکتی موجود ہوتی ہے اور جس وقت وہ آگنی سے ہم آغوش ہو جاتا ہے وہ شکتی ہمیشہ کے لئے نوچکر ہو جاتی ہے اسیطرح
جو دماغ سن طفولیت میں جہالت کی اگنی میں گرکر پختہ ہو جاتا ہے ممکن نہیں کہ پھر اسکی درستی کسی طرح سے ہو سکے۔ اور دیکھو لڑکا
بچہ جیسے اسکول میں تعلیم پاتا ہے ویسی طریقہ اسکے دماغ میں سما جاتا ہے جیسے کہ ایک لڑکا لوہار کا کام سیکھتا ہے تو یہ اسکے لئے
نہایت دشوار ہے کہ وہ درزی کا کام آسانی اور سہولیت سے کر سکے یا اگر وہ ایک خاص دھرم سمبندی پستکوں کا مطالعہ کرتا ہے
تو ممکن نہیں کہ وہ اس دھرم کا قائل نہ ہو۔ یا یہ کہ جس اسکول میں وہ تعلیم پاتا ہے اس اسکول کا مشن اسپر اثر نہ کرے خواہ مشن
صحیح ہو یا غلط۔ اور اکثر طلبار سے یہہ شکایت سن کر کہ قومی اسکول قایم نہ ہونیکی وجہ سے انکو دیگر مدارس میں مجبوراً داخل ہونا
ہوتا ہے جہاں پر کہ انکو دھرم سمبندھی پستکوں کا مطالعہ تو کیا بلکہ درشن ہی نہیں ہوتا اور مجبوراً قہر درویش برجان درویش
سمجھکر کورس کو پورا کرنا پڑتا ہے۔ اس مجبوری کو دور کرنے کے لئے۔ ایک سوسائٹی بنام جین شکشا پرچارک سوسائٹی پہاڑی
دھیرج دہلی قایم کردی ہے جسکے زیر انتظام سردست ایک کنیا ودیالیہ اور دوسرا اینگلو سنسکرت اسکول پہاڑی دھیرج دہلی
بمانے رفاہ عام قایم کر رہے ہیں اور جنمیں سے اسکول تو سر رشتہ تعلیم پنجاب سے recognised & aided
ہو چکا ہے اور جسمیں سررشتہ تعلیم پنجاب کے کورس کے علاوہ دھرم شکشا کا بہت ہی اچھا انتظام کیا گیا ہے۔ استاد لوگ تقریباً کل
trained ہیں اور طلبار کی صحت و تندرستی کا کافی لحاظ رکھتے ہوئے اسکول کی عمارت نہایت کشادہ اور نفیس بنائی گئی ہے
اور ورزش کا انتظام بھی باقاعدہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب صوبہ دہلی اور جناب انسپکٹر صاحب بہادر مدارس
حلقہ انبالہ اسکی بہت تعریف کرتے ہیں اور جو طلبار فیس برداشت نہیں کر سکتے ہیں اُن کے لئے مفت تعلیم کا پربند کیا گیا ہے
مذہبی تعلیم کی ترقی کے لئے وظائف بھی مقرر ہیں جو اچھے نمبروں سے پاس ہونیوالے طلبا کو دئے جاتے ہیں۔ کنیا ودیالیہ کے لئے
بھی ایک نفیس اور عالیشان عمارت بنوانے کے لئے انتظام کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ چار یا پانچ ماہ کے اندر عمارت طیار ہو کر
کنیائیں وہاں شکشا گرہن کرتی ہوئی قوم کو نظر آئینگی۔ اس سال first middle اور Special junior
کلاسیں بھی کھولدیجاوینگی جسمیں ورنیکلر مڈل پاس اور اپر پرائمری پاس شدہ طلبا آسانی سے تعلیم پا سکینگے۔ باہر کے طلبا کے آرام
کے لئے ایک بورڈنگ ہاؤس کھولے جانیکا انتظام بھی کیا جا رہا ہے مگر ۲۰ طلبا کی درخواست داخلہ بنام ہیڈ ماسٹر صاحب جین
اینگلو سنسکرت اسکول پہاڑی دھیرج دہلی بہت جلد موصول ہونی چاہیئیں۔ اور یہ سب انتظام قوم کی حوصلہ افزائی اور مدد یا
عطیہ پر موقوف ہے۔ یہہ سوسائٹی اپنے فنڈ کے لحاظ سے بہت کچھہ ہمت دکھلا رہی ہے۔ مگر ہمارے پیارے بھائیوں نے اسکو
ابھی تک اس ذیل میں درج نہیں کیا ہے جس ذیل سے دوسری سنستھائیں بہت سے موقعوں پر مستفید ہوتی ہیں۔ ودیا دان
کا ایک نہایت ہی مناسب طریقہ ہے۔ اس سوسائٹی کا مدعا محض امیر لوگوں سے مدد چاہنا ہی نہیں ہے بلکہ پبلک سے

کے کھانے کا انتظام ہے پرانی جماعت گیندن لال صاحب مکھیا دھشٹاتا صاحب معلوم ہوا کہ بچون کو دو مرتبہ کھانا اور دو مرتبہ دودھ اور ایک دفعہ پھل وغیرہ دئے جاتے ہین۔ کہان پان کا انتظام لڑکون کی تندرستی دیکھنے سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ سڑک جو موانہ کلان سے ہستناپور آتی ہے اوس سڑک پر اون مقامات پر جو اونچے نیچے ہین مٹی پڑجانی چاہیئے اور اس قابل ہوجانی چاہیئے کہ گاڑی بہلی برسات مین بھی باآسانی سفر کرسکین۔ دستخط متھرا پرشاد ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ ضلع میرٹھ بقلم خود مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۱۶ء

(۲) مین نے آشرم کو ۱۳ جنوری سنہ ۱۶ء کو ہمراہ صاحب موصوف کے جنہون نے اپنی کیفیت لکھی ہے معاینہ کیا۔ اور انتظام دیکھکر مجھکو نہایت خوشی ہوئی مین معائنہ لالہ متھرا پرشاد صاحب کی تائید کرتا ہون۔ دستخط دگمبرداس رامپور

(نوٹ) مندرجہ بالا معائنہ کی تحریر مین لالہ متھرا پرشاد جی نے موانہ کلان سے جو سڑک ہستناپور تک خام آتی ہے اسکا اشارہ کیا ہے بیشک یہ سڑک بہت خراب ہے کاتک کے مہینہ مین جب سالانہ میلہ ہوتا ہے تب ہی بڑی دقت ہوتی ہے۔ پھر برسات کے موسم مین تو نہ جانے کیا حالت ہوتی ہوگی۔ ہم اس سڑک کے پختہ بن جانے کے یکش پاتی نہین ہین۔ اور نہ ہماری ایسی خواہش ہے کہ یہ ضرور پختہ ہی بن جاوے لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر خام ہی رہے تو صاف ضرور رہے۔ ہموار ضرور رہے تاکہ ہر ایک موسم مین سفر آسانی کے ساتھ ہوسکے ہستناپور ایک جینون کا تیرتھ استھان ہے۔ اول تو یہان ہمیشہ ہی جاتری آتے رہتے تھے لیکن جب سے یہان پر رشبھ برہمچریہ آشرم قایم ہوا ہے تب سے ہمیشہ یاتریون اور آشرم کے پریمیون کی آمد و رفت رہتی ہے۔ لیکن سڑک کی شکایت سب کو رہتی ہے۔ ہم ڈسٹرکٹ بورڈ میرٹھ کی توجہ اسطرف دلاتے ہوئے درخواست کرتے ہین کہ کچھ رقم اسکی درستی مین ہی ارپن کردے۔ تاکہ سڑک درست ہو جاوے اور ہستناپور آنے جانے والون کو آرام ہو جاوے "پردیپ"

گردش گردون یا کرمون کا چکر

مجبور دہر مین استادہ صورت کشتی ۔ دکھائی دیتا ہون سب کو پہ ہون چلا جاتا

اِس سنسار مین ہمیشہ اور ہر لمحہ کچھ نہ کچھ الٹ پلٹ ہوتی رہتی ہے اور ہوتی رہیگی زمانہ ایک دائرہ کی شکل مین گھومتا رہتا ہے جسکے محیط پر ہمارے گذشتہ کرم خود بخود کندہ ہوئے ہوئے ہین کہ باری باری سے اپنا اپنا اثر دکھلاتے ہوئے اس محیط سے یا تو بالکل صاف علیحدہ ہوجاتے ہین یا اپنی بجائے دوسرون کو قایم مقام کرتے جاتے ہین اسیطرح قوم کی ترقی و تنزلی ایک دائرہ کی شکل مین کام کررہی ہین کبھی ایک قوم کا زوال ہوتا ہے تو دوسری قوم رو بہ ترقی ہوتی ہے اور کبھی ایک ترقی پذیر ہوتی ہے تو دوسری کی خرابی کے علامت کا اظہار ہوتا ہے چنانچہ یہ جین قوم جسکو کہا جاتا ہے کہ زمانہ سلف مین دنیا بھر مین اسکا علم لہرا رہا تھا آج دیکھا جاتا ہے کہ مٹھی بھر کی تعداد مین رہ گئی ہے۔ مگر کچھ آثار اب ترقی کے نظر آنے لگے ہین چونکہ قوم کے چند خیرخواہ جنکی طبیعتین گردش گردون یا کرمون کے چکر سے باخبر ہوگئی ہین کچھ بہترین خیالات لیکر راستی کے میدان مین اُتر آئے ہین اور بعض نے چلنا بھی شروع کردیا ہے مگر قوم کی عدم توجہی سے اُن کو کہین ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ تاہم یہ سمجھکر کہ صحبت کا

ہم سچ کہتے ہیں کہ ہمارا تو دل بے چین ہو گیا۔ اور زمانہ کی اس نیرنگی کو دیکھکر آنکھوں سے دو چار آنسو ٹپک پڑے۔ لیکن اب سوال یہہ اٹھتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا۔ جواب مختصر ہے۔ کرنی کا پھل سب کو ملتا ہے۔ شاہ ہو۔ بادشاہ ہو۔ یا شہنشاہ ہو۔ غرض کوئی بھی ہو۔ جو جیسا کریگا۔ ویسا بھریگا۔ اور کی جانے دو۔ شہزادے نصیر الملک کے اعمال پر نظر ڈالو۔ ایک رحم دل فقیر کی نصیحت پر اتنا غصہ کیا۔ غریب کی ٹانگ توڑ ڈالی ذرا بھی رحم نہ کیا۔ آخر اسکا نتیجہ بھی تو ملنا تھا۔ ظلم کرنا آسان معلوم ہوتا ہے لیکن جب اسکا مزہ واپس چکھنا پڑا معلوم ہوتا ہے۔ بہلا بہائی بویا تو ہے اب کہائیگا کون۔ خیر۔ جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ لیکن یہہ داستان کچھ اور بھی کہہ رہی ہے۔ اسپر بھی غور کرو۔ اسکے لفظ لفظ سے یہہ صدا نکل رہی ہے کہ دولت کے غرور میں۔ حکومت کے غرور میں۔ طاقت کے غرور میں یا اور کسی غرور میں آکر کسی غریب کو نہ ستاؤ۔ کسی بھی جاندار کی آہ اپنے اوپر نہ ڈلواؤ۔ اگر تم کسی لائق ہو تو اپنی لائقی کا استعمال اسطرح سے کرو کہ جس سے دنیا کو آرام پہونچے۔ کسی کے آرام میں خلل انداز نہ ہو۔ سب پر رحم کرو۔ بعض بے رحم۔ ظالم۔ انیائی اور خود غرض۔ ایسے ایسے ظلم کرتے ہیں کہ جو شہزادے نصیر الملک سے بھی بڑھ جاتے ہیں۔ ہم کو اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ جو جیسا کریگا۔ ویسا بھریگا۔ یہہ ایک قدرت کا اٹل سدھانت ہے۔ اسکو کوئی بھی نہیں توڑ سکتا۔ دنیا میں ہمیشہ ہزارہا تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں لیکن اس سدھانت میں کچھ بھی فرق نہیں آسکتا۔ اسوجہ سے اس سدھانت پر غور کرتے ہوئے کسی کو نہ ستاؤ۔ سب سے پریم کے ساتھ برتاؤ کرو۔ اسمیں ہی تمہاری تعریف ہے۔ اور اسمیں ہی تمہارا کلیان ہے۔ ایسا کرنے سے یہاں بھی بھلا ہوگا اور پرلوک میں بھی بھلا ہوگا۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ "کر بھلا ہوگا بھلا"

پردیپ

نقل معاینہ رشبھہ برہمچریہ آشرم ہستناپور

واقع تاریخ ۸ر جنوری سنہ ۳۰ء کو میں نے گروکل ہستناپور کو دیکھا۔ واقعی بات یہ ہے کہ زمانہ قدیم میں بچوں کی تعلیم رشی مہرشی منی۔ مہاتما اور مخصوص بان پرستی دھرم اور سچائی کی تعلیم کے ساتھ علوم اور فنون کی تعلیم دیتے تھے اور پچیس برس کی عمر تک اعلیٰ تعلیم اور نیک چال چلن اونکا ایسا بنایا جاتا تھا کہ جسوقت وہ بچے گرہست آشرم میں آتے تھے سچائی اور دھرم کو اسقدر پابندی کے ساتھ نباہتے تھے کہ چاہے کیسی ہی آپتی (مصیبت) آجاوے مگر کسی بھی سچائی اور دھرم سے منہ نہیں موڑتے تھے اور رامچندر و لکشمن جیسے ست وادی اور دھرماتما منش ہوتے تھے۔ اور کیول (صرف) پرش ہی گروکلوں میں تعلیم نہیں پاتے تھے بلکہ مثل پرشوں کے پتریوں کے گروکل بھی ہوتے تھے۔ تب ہی تو سیتا جیسی ست دھرمی ناری دنیا میں ہوتی تھیں جنگلوں میں جو تعلیم دیجاتی تھی وہ انسان کو مختصر زندگی پسند بنا دیتی ہے اور دنیا میں سکھ اور آرام کی زندگی اون ہی انسانوں کی ہے جنہوں نے دنیا میں صبر اور قناعت کو اپنا منزل مقصود بنایا ہے۔ جہاں دھرم کے بہت سے لکشن بتائے گئے ہیں وہاں دھرم کا لکھشن اہنسا یعنی جیو کا نہ ستانا اعلیٰ دھرم بتلایا ہے۔ واقعی بات یہ ہے کہ گروکلوں کی تعلیم اچھی تعلیم ہے اس گروکل کے بچوں کو میں نے دیکھا تندرست اور فربہ ترین تھے۔ اور ننگے پاؤں رہتے۔ تعلیم کے واسطے مندر کلاں کے بائیں بازو پر تعلیم گاہ ہے اور دو اسی بازو طالبعلموں

ہاتھ چھپ گئے۔ اور یہ چھوکری تو اب ہمارے سارے گاؤن کی نسل کیا کرے گی جھاڑو دے گی۔ ڈھوروں کے آگے چارہ ڈالیگی گوبر اٹھائے گی۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ سامنے سے انگریزی فوج آگئی۔ اور گاؤن والوں کو گھیر لیا۔ اور چار چودھریوں اور ان دونوں شہزادے شہزادی کو پکڑ کر لے گئے۔

(۴) چاندنی چوک کے بازار میں پھانسیاں گڑی ہوئی تھیں۔ اور جسکو انگریز افسر کہدیتے کہ یہ قابل دار ہے۔ اسی کو فوراً پھانسی مل جاتی تھی۔ ہر روز سینکڑوں آدمی دار پر لٹکائے جاتے گولیوں سے اڑائے جاتے اور تلوار سے ذبح ہوتے تھے اور خونریزی سے تہلکہ مچا ہوا تھا۔ مرزا نصیر الملک اور انکی بہن بھی بڑے صاحب کے سامنے پیش ہوئے۔ اور صاحب نے ان دونوں کو خورد سال دیکھکر بے قصور سمجھا۔ اور چھوڑ دیا۔ دونوں نجات پاکر ایک سوداگر کے یہاں نوکر ہوگئے۔ لڑکی سوداگر کے بچے کو کھلاتی تھی۔ اور نصیر الملک بازار کا سودا سلف کرتے تھے۔ چند روز کے بعد لڑکی تو ہیضہ میں مبتلا ہو کر مرگئی۔ اور مرزا کچھ دن ادھر اُدھر نوکریاں چاکریاں کرتے رہے۔ آخر کار سرکار نے انکی ۵ روپیہ ماہوار پنشن کردی۔ اور نوکری کے وبال سے سبکدوشی ہوگئی۔

(۵) ایک برس کا ذکر ہے کہ دہلی کے بازار چتلی قبر کرہ بنگش وغیرہ میں ایک پیر مرد جسکا چہرہ چنگیزی نسل کا پتہ دیتا تھا۔ کولہوں کے بل گھسٹتے پھرا کرتے تھے۔ ان کے پاؤن شاید فالج سے بیکار ہوگئے تھے اس لئے ہاتھوں کو ٹیک کر گھٹنوں کو گھسیٹے ہوئے راستہ چلتے تھے۔ انکے گلے میں ایک جھولی ہوتی تھی۔ دو قدم چلتے اور راہگیروں کو حیرت سے دیکھتے گویا آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنی محتاجی ظاہر کرکے بھیک مانگتے تھے۔ جن لوگوں کو انکا حال معلوم تھا ترس کھاکر جھولی میں کچھ ڈال دیتے تھے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ انکا نام مرزا نصیر الملک ہے۔ اور یہ بہادر شاہ بادشاہ دہلی کے پوتے ہیں۔ سرکاری پنشن قرضہ میں برباد کردی۔ اور اب خاموش گداگری پر گذارہ ہے۔ مجھکو ان کے حال سے بڑی عبرت ہوتی تھی۔ اور جب انکا ابتدائی قصہ جو کچھ انکی زبانی اور کچھ دوسرے شہزادوں کی زبانی سنا تھا یاد آتا تو دل ہل جاتا تھا کہ اس گدڑی پوش فقیر کا کہنا پورا ہوا جسکی ٹانگ میں انھوں نے غلیلہ مارا تھا۔ شہزادہ صاحب کا بازار میں گھسٹتے پھرنا سخت سے سخت دل کو موم کردیتا تھا۔ اور خدا کے خوف سے جی کانپ جاتا تھا۔ اب اس شہزادہ صاحب کا انتقال ہوگیا۔ کیا اس سچے اور تازہ قصہ سے ہمارے دولتمند بھائی عبرت نہیں پکڑینگے؟ اور اپنے غرور و تکبر کی عادت کو ترک نہیں کرینگے؟ جبکہ ان کے سامنے تکبر کرنے والوں کا انجام موجود ہے۔

(نوٹ) مندرجہ بالا دلچسپ اور نصیحت آمیز کہانی کوئی من گھڑت قصہ نہیں ہے۔ بلکہ ایک سچی اور صحیح داستان ہے۔ اس بگڑے دل شہزادے کو بہت لوگوں نے دیکھا ہے لیکن جب اسکی اس حالت کو کوئی دیکھتا تھا۔ تو بڑا دکھ ہوتا تھا۔ کہاں تو دہلی کے بادشاہ کا پوتا۔ اور کہاں یہ حالت۔ جنہوں نے شاہی ٹھاٹھ میں اپنا بچپن گنوایا ہو۔ اور بوڑھاپے میں یہ مصیبت اٹھانی پڑ رہی ہو۔ انکی تکلیف کا اندازہ کون نہیں لگاسکتا جو کل بادشاہ کے پوتے اور پوتی کہلاتے تھے۔ آج گاؤن کے گنوار انکو بری طرح سے آزار پہونچارہے ہیں۔ اس دردانگیز قصہ کو پڑھتے ہوئے جب آپ ان گنواروں کے مضمون تک پہونچیں گے کہ جنہوں نے معصوم شہزادی کے کان نوچ ڈالے اور طمانچہ مار مار کر منہ لال کردیا۔ اور پھر شہزادے کو گنڈاسہ مار کر قتل کردینے کی دھمکی دی۔ تب کتنے دکھی ہون گے

کیمپ مین بھجوا دیا گیا۔ کیمپ پہاڑی پر تھا۔ جہان گورون کے علاوہ کالون کی فوج بھی تھی جب بڑے صاحب کو معلوم ہوا کہ
یہ بادشاہ کا پوتا نصیر الملک ہے۔ تو وہ بہت خوش ہوئے۔ اور حکم دیا کہ اسکو حفاظت سے رکھا جائے۔
(۴) باغیون کی فوجین شکست کھاکر بھاگ گئین۔ اور انگریزی لشکر یلغار کرتا ہوا شہر مین گھسنے لگا۔ بہادر شاہ ہمایون کے مقبرہ
سے گرفتار ہوگیا۔ تیموری بزم کا چراغ جھلملاکر گل ہوگیا۔ اور جنگل شریف زادیون کے برہنہ سرون اور کھلے چہرون سے آباد
باپ بچون کے سامنے ذبح ہونے لگے۔ اور مائین اپنے جوان بیٹون کو خاک و خون مین لوٹتا دیکھکے چیخین مارنے لگین۔
اس دار و گیر مین پہاڑی کے کیمپ مین مرزا نصیر الملک دتی سے بندے بیٹھے تھے۔ کہ ایک پٹھان سپاہی دوڑا ہوا آیا۔ اور کہنے لگا
جائیے مین نے آپ کی رہائی کی اجازت صاحب سے حاصل کر لی۔ جلدی بھاگ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ کسی دوسری بلا مین پھنس جاؤ۔ مرزا
بیچارے پیدل چلنا کیا جانین۔ حیران تھے کیا کرین۔ لیکن مرتا کیا نہ کرتا۔ پٹھان کا شکریہ ادا کرکے نکلے۔ اور جنگل کی طرف ہو لئے
چل رہے تھے مگر یہ خبر نہ تھی۔ کہ کہان جاتے ہین۔ ایک میل چلے ہونگے کہ پیرون مین چھالے پڑ گئے۔ زبان خشک ہوگئی حلق مین کانٹے
پڑنے لگے۔ تھک کر ایک درخت کے سایہ مین گر پڑے۔ اور آنکھون مین آنسو بھر کر آسمان کی طرف دیکھا کہ الٰہی یہ کیا غضب ہم
پر ٹوٹا۔ ہم کہان جائین۔ کدھر ہمارا ٹھکانا ہے۔ اوپر نگاہ اٹھانے سے درخت پر نگاہ گئی۔ دیکھا فاختہ کا ایک گھونسلا بنا ہوا
ہے۔ اور وہ آرام سے اپنے انڈون پر بیٹھی ہے۔ اسکی آزادی اور آسائش پر شہزادہ کو بڑا رشک آیا۔ اور کہنے لگے۔ کہ فاختہ! تو مجھ
سے لاکھ درجہ بہتر ہے کہ آرام سے اپنے گھونسلے مین بےفکر بیٹھی ہے میرے لئے تو آج زمین و آسمان مین کہین جگہ نہین۔ تھوڑی دور
ایک بستی نظر آتی تھی۔ ہمت کرکے وہان جانے کا ارادہ کیا۔ اگرچہ پاؤن کے چھالے چلنے نہ دیتے تھے۔ مگر جون تون گرتے پڑتے وہان
پہونچے۔ تو عجیب سمان نظر آیا۔ ایک درخت کے نیچے سینکڑون گنوار جمع تھے۔ اور چبوترہ پر ایک تیرہ سال کی معصوم لڑکی بیٹھی تھی۔
جسکے چہرے پر ہوائیان اڑ رہی تھین۔ کان لہولہان ہو رہے تھے۔ اور دہقان اسکا مذاق اڑا رہے تھے۔ جونہی مرزا کی نگاہ اس بچی پر
پڑی۔ اور اس بیچاری نے مرزا کو دیکھا۔ دونون کی چیخین نکل گئین بھائی بہن کو اور بہن بھائی کو چمٹ کر رونے لگے۔ مرزا نصیر الملک
کی یہ چھوٹی بہن اپنی والدہ کے ساتھ رتھ مین سوار ہوکر قلعہ سے قطب صاحب چلی گئی تھی۔ مرزا کو گمان بھی نہ تھا کہ وہ اس آفت مین مبتلا ہوگی
پوچھا کہ تم یہان کہان؟ رو کر بولی آقا جی گوجرون نے ہمکو لوٹ لیا۔ نوکرون کو مار ڈالا۔ اماجان کو دوسرے گاؤن والے لیگئے۔ اور
مجھکو یہان لے آئے۔ میری بالیان انہون نے نوچ لین اور دیکھو انہون نے میرے طمانچے ہی طمانچے مارے ہین۔ اتنا کہکر لڑکی کی
ہچکی بندھ گئی۔ اور پھر کوئی لفظ اسکی زبان سے نہ نکلا۔ بیکس شہزادے نے اپنی غریب بہن کو دلاسا دیا اور ان گنوارون سے عاجزی
کرنے لگا۔ کہ اسکو چھوڑ دو۔ گوجر بگڑ کر بولے ارے جا۔ آیا بڑا بیچارہ۔ ایک گنڈاسہ ایسا مارینگے کہ گردن کٹ جائیگی۔ اسکو ہم دوسرے
گاؤن سے لائے ہین۔ لا دام دیجا اور لیجا۔ مرزا نے کہا کہ چودھریو! مین دام کہان سے دون۔ مین تو خود تم سے روٹی کا ٹکڑا مانگنے کے
قابل ہون۔ دیکھو ذرا رحم کرو۔ کل تم ہماری رعیت تھے۔ اور ہم بادشاہ کہلاتے تھے آج آنکھین نہ پھیرو۔ خدا کسی کا وقت نہ بگاڑے
اگر ہمارے دن پھر گئے۔ تو مالا مال کر دینگے۔ یہ سنکر گنوار بہت ہنسے اور کہنے لگے۔ ارے ہو آپ بادشاہ سلامت ہین تب تو ہم تمکو نگینون کے

[illegible]

شہزادے کا بازار میں گھسٹنا

(ایک عبرتناک واقعہ)

(۱) غدر سے ایک برس پہلے کا ذکر ہے دلی سے باہر جنگل میں چند شہزادے شکار کھیلتے پھرتے تھے۔ اور بے پروائی سے چھوٹی چھوٹی چڑیوں اور فاختاؤں کو جو دوپہر کی مصیبت سے بچنے کے لئے درختوں کی ہری ہری ٹہنیوں پر بیٹھی خدا کی یاد کی تسبیح پڑھ رہی تھیں غلے مار رہے تھے کہ سامنے سے ایک گدڑی پوش فقیر نکلا۔ اور اس نے نہایت ادب سے شہزادوں کو سلام کرکے عرض کیا میاں صاحبزادو ان بے زبان جانوروں کو کیوں ستاتے ہو۔ انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے ان کی بھی جان ہے۔ یہ بھی تمہاری طرح دکھ اور تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ مگر بے بس ہیں اور منہ سے کچھ نہیں کہہ سکتے تم بادشاہ کی اولاد ہو اور بادشاہوں کو اپنے ملک کے رہنے والوں سے محبت اور مہربانی کرنی چاہیے۔ یہ جانور بھی ملک میں رہتے ہیں۔ ان کے ساتھ بھی رحم اور انصاف برتا جائے تو شان شاہی سے دور نہیں۔ بڑے شہزادے نے جن کی عمر ۲۰ برس کی تھی شرما کر غلیل ہاتھ سے رکھ دی۔ مگر چھوٹے مرزا نصیر الملک بگڑ کر بولے جاؤ جاؤ ٹکے کا آدمی ہمیں نصیحت کرنے نکلا ہے۔ تو کون ہوتا ہے ہم کو سمجھانے والا سیر و شکار کرتے ہوئے ہم سے کونسا گناہ ہوگیا۔ فقیر بولا صاحب عالم! ناراض نہ ہوں شکار ایسے جانور کا کرنا چاہیے کہ ایک جان جائے تو دس پانچ جانوں کا پیٹ تو بھرے۔ ان ننھی ننھی چڑیوں کے مارنے کا کیا نتیجہ اگر پچاس مارو گے تب بھی ایک آدمی کا شکم سیر نہ ہو سکیگا۔ یہ سنتے ہی مرزا بھڑک کر دیا یہ لوٹتے سے آگ بگولا ہوگئے۔ اور ایک غلہ غلیل میں رکھ کر فقیر کے گھٹنے میں اس زور سے مار کر کھینچا کہ منہ کے بل گر پڑا۔ اور بے اختیار اس کی زبان سے نکلا ہائے ٹانگ توڑ ڈالی۔ یہ فقیر کہتے ہی شہزادے گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعے کی طرف چلے گئے اور فقیر گھسٹتا ہوا سامنے کے قبرستان کی طرف چلنے لگا۔ گھسٹتا جاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا کہ ہائے وہ تخت کیوں کر آباد رہیگا جس کے وارث ایسے سفاک و ظالم ہیں لڑکے تو نے میری ٹانگ توڑ دی۔ خدا تیری بھی ٹانگیں توڑے اور تجھکو بھی اسی طرح گھسٹنا نصیب ہو۔

(۲) توپیں گرج رہی تھیں۔ گولے برس رہے تھے چاروں طرف لاشوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ شہر دلی ویران اور سنسان ہوتا جاتا تھا۔ کہ لال قلعہ سے پھر وہی چند شہزادے گھوڑوں پر سوار بے حواسی کے عالم میں بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ اور پہاڑ گنج کی طرف جانے لگے۔ دوسری طرف تیس چالیس گورے سپاہی دھاوا کرتے چلے آتے تھے۔ انہوں نے ان نوعمر سواروں پر بندوقوں کی باڑ ماری۔ گولیوں نے گھوڑوں اور سواروں کو چھلنی کر دیا۔ اور یہ سب شہزادے فرش خاک پر گر کر خون میں تڑپنے لگے۔ گورے جب قریب آئے۔ تو دیکھا کہ دو شہزادے جان بحق ہو چکے ہیں۔ مگر ایک سانس لے رہا ہے ایک سپاہی نے اس زندہ شہزادے کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تو معلوم ہوا کہ اسکے کہیں زخم نہیں آیا۔ گھوڑے کے گرنے سے معمولی ٹھیس لگی ہے۔ اور دہشت کے سبب غشی طاری ہو گئی تھی صحیح سالم دیکھ کر گھوڑے کی باگ ڈور سے شہزادہ کے ہاتھ باندھ دیئے گئے۔ اور حراست میں کرکے دو سپاہیوں کے

بالکل غلط ہے۔ تمہارے سے تو وہی لوگ ہزار دو ہزار روپیے لیتے ہیں کہ جو پیسہ روپیہ گنوا لیتے ہیں لیکن بھائی تم جو کچھ بھی کرتے ہو سب ظلم کرتے ہو۔ اپنی خود غرضی کیلئے معصوم لڑکیوں کی گردن پر چھری رکھتے ہو۔ اور انکی زندگیوں کو بالکل ایک ناکارہ زندگی بناتے ہو۔ جو بھی کا کہنا کہ پانچ ہاتھ کا ہو اسکے مطابق دے لڑکیاں نہ تمہارے ہی مطلب کی رہتی ہیں اور نہ سسرال والے ہی انکی قدر کرتے ہیں۔ بس وہ بیچاری ایک مصیبت بھری زندگی بنا کر اپنے دن گذارتی ہیں۔

بھائی امیر لوگو! تم بھی اس ظلم سے کنارا کرو۔ خود غرضی میں آکر کسی غریب لڑکی کی زندگی برباد مت کرو۔ ورنہ تمہارا ستیاناس ہو جائیگا اور تمہارا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائیگا۔ بلکہ تمہاری اس خود غرضی کی بدولت قوم کا بھی ستیاناس ہو جائیگا۔ تم دو دو تین تین شادیاں نہ کراؤ تم بڑی عمر میں بیاہ نہ کراؤ۔ ان باتوں کا پرن کر لو کہ ہم ایک استری کے ہوتے ہوئے دوسری استری نہ رکھینگے۔ اور بڑی عمر ہو جانے پر شادیاں نہ کرائینگے۔ اور نا قابل لڑکوں کی بھی شادیاں نہ کرینگے۔ اس تمہارے پرن سے تمہارا بھلا ہوگا۔ غریب گھروں کی لڑکیاں دکھی نہ ہونگی اور غریبوں کے لڑکے بیاہے جائینگے جسکی وجہ سے سماج کی تعداد میں بھی کافی ترقی ہوگی۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ سماج کے غریب اور امیر اس مضمون پر کافی توجہ دینگے۔ "پردیپ"

موتی کی لڑی

از قلم لالہ نابر سنگھ جی جین رئیس سرسلوہ

(۱) وہ محبت بیکار ہے جو خود غرضی پر مبنی ہے وہ دولت لاحاصل ہے جو دوسروں کے دل آزاری سے حاصل کی گئی ہے (۲) وہ تکلیف اچھی ہے جو دوسروں کو آرام پہونچانے کی وجہ سے اٹھانی پڑے۔ (۳) اُس روپیہ کے جانیکا کیا افسوس ہے جو ستق ادھیا تروں کی رفع تکلیف اور سیوا میں خرچ ہو (۴) بغیر اولاد کے گھر بغیر علم کے دل بغیر بھائی کے اطراف جوانب اور بغیر زر تمام دنیا اندھیر معلوم ہوتی ہے (۵) علم مال کی طرح حفاظت کرتا ہے باپ کی طرح نیک کاموں میں لگاتا ہے۔ عورت کیطرح بھوگ بلاس کراتا ہے حصول دولت کا ذریعہ ہے اور دنیا میں نیک نامی حاصل کرانے کا آلہ ہے۔ (۶) اچھی طرح پکایا ہوا اناج خوبصورت و نیک سیرت اولاد با عصمت فرمانبردار بیوی سوچ بچار کر کہی ہوئی بات خدمت سے خوش کیا ہوا افسر بلا جہ اور غور و فکر سے انجام سوچ کر کیا ہوا کام مدت تک باعث رنج و تکلیف نہیں ہوتا۔ (۷) جسطرح جنم کا اندھا کچھ نہیں دیکھ سکتا اسیطرح مغلوب شہوت۔ خود غرض اور طامع بھی مثل اندھے کے نابینا ہیں۔ (۸) لالچی شخص کو دولت سے خود پسند کو عاجزی سے بیوقوف کو اسکے موافق باتوں سے۔ عالم کو صداقت سے اور حاکم وقت کو تابعداری سے قابو میں لاؤ۔ (۹) جسطرح چندن کا اکیلا درخت تمام جنگل کو مہکا دیتا ہے اسیطرح ایک لایق اور نیک بخت فرزند تمام خاندان کو روشن کر دیتا ہے (۱۰) جسطرح ایک سوکھے درخت کے جلنے سے بہت سے آس پاس کے سرسبز درخت بھی جلکر راکھ ہو جاتے ہیں اسیطرح ایک نالایق فرزند تمام خاندان کو رسوا کر دیتا ہے۔ (۱۱) جس طرح بچھڑا ہزاروں گایوں کے ہوتے ہوئے بھی اپنی ہی ماں کے پاس جاتا ہے اسیطرح اپنے کئے ہوئے نیک و بد اعمال کا نتیجہ عامل کو ضرور ملتا ہے۔ (۱۲) شہوت اور حرص کے برابر کوئی مرض نہیں محبت دنیا کے برابر کوئی دشمن نہیں۔ تارک الدنیا ہو کے

سیوک رام ۔ مگر مجھے افسوس ہے ۔ کہ آپنے سیٹھ کی عمر کا خیال نہ کیا ۔

دیارام ۔ افسوس کس بات کا ہے کیا مین نے برا کام کیا ہے ۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بال بچے مر گئے تھے ۔ ان کی پرورش کا سوال پیش تھا مجھے ترس جو آیا ۔ مین نے اپنی لڑکی ان کے ارپن کر دی ۔

سیوک رام ۔ جی ہان ۔ ترس کیون نہ آئے ۔ آپکا نام ہی دیارام ہے ۔ دیا تو آپ کے دل مین پتھر سے کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ۔ مگر امیر لوگون کے واسطے کیا ۔ مین نے آپ کو دو تین جگہ نہین بتلائی تہین ۔ دیکھو تو بابو بیر پرشاد کے گھر ایک سال کا بچہ رہ گیا تھا ۔ اسکی عمر بھی ۲۵ سال کی ہے ۔ کیا ہوا جو وہ امیر نہین ۔ مگر خوراک اور پوشاک تو اچھی ہے ۔ وہان آپ کو اسقدر ترس کیون نہ آیا ۔ شاید اسوقت آپکی دیا کہین سیر کرنے چلی گئی تہی ۔ مجھے بہت کچھ آپ سے کہنا ہے ۔ مگر اسوقت مجھے ایک ضروری کام ہے ۔ پھر کبھی اس بات پر خیال ظاہر کرونگا ۔

دیارام ۔ (دل مین) کہین دفع ہی ہو ۔ مفت کی بکواد کر رہا ہے ۔ ختم شد ۔ ایک خیالی درشک

(نوٹ) یہہ ایک بڑا عجیب تماشہ ہے کہ قوم مین کوئی غریب ہو یا امیر ہر ایک اپنی لڑکیون کو دولتمند گھر دینا چاہتے ہین بھلا اگر کوئی امیر اپنی لڑکی کے لئے امیر گھر تلاش کرے تو بات ہی بنتی ہے ۔ لیکن ایک غیر معمولی حیثیت کا آدمی جب امیر گھر کی تلاش مین لگا ہوا ہے ۔ تب بڑا دکھ ہوتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جو غریبون کے لڑکے کنوارے رہ جاتے ہین ۔ اور سماج کی تعداد گھٹتی چلی جا رہی ہے ۔ امیر لوگون کے ایک نہین دو نہین بلکہ تین تین اور چار چار بیویان موجود اور غریب ایک بیوی کے لئے بھی پریشان جس قوم مین قابلیت اور علمیت کی قدر نہ ہو کر محض دولت کی ہی قدر ہو ۔ پھر بھلا ایسی اوچھی قوم اگر صفحہ ہستی سے مٹ نہ جائے تو اور کیا ہو سکتا ہے جین قوم کی بابت دور اندیش لوگ ایسا خیال کرتے ہین کہ یہ زیادہ سے زیادہ ایک سو سال اور زندہ رہ سکتی ہے ۔ اسکے بعد دنیا مین اسکا نشان باقی نہ رہیگا ۔ اور ان باتون سے یہہ خیال درست بھی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ غریب گھرونکے لکھے پڑھے تندرست خوبصورت اور اولاد پیدا کرنے کے قابل لڑکے تو کنوارے پھرین ۔ اور امیر گھرون کے جاہل ۔ چھچھورے ۔ کمزور ۔ بدصورت اور اولاد پیدا کرنے کی قابلیت نہ رکھنے والے لڑکون کے دو دو تین تین بیویاں ہائے اتنا غضب ۔ اور کتنا ظلم ۔ بھلا ایسی قوم کیسے پہل پھول سکتی ہے ۔ اس ظلم کا نتیجہ بالکل وہی نکلیگا کہ جو دور اندیش لوگ لگائے بیٹھے ہین بلکہ تعجب نہین کہ جو اس سے بھی پہلے جین قوم کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے ۔ بہائی غریب لوگو ! آنکھین کھولو ۔ امیرون کی لڑکیو نکو امیرون کے گھر جانے دو ۔ تمہاری لڑکیان وہان جاکر قدر نہین پا سکتی ۔ ہمنے ایسے بہت سے واقعہ دیکھے ہین ۔ یہہ امیر لوگ بڑے ظالم ہوتے ہین ۔ غریبون کی لڑکیان جو انکے گہرون مین ہوتی ہین انکو زرخرید لونڈیون سے زیادہ وقعت نہین دیتے (اور جسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ انہین زیادہ تر روپیہ کے عوض مین ہی حاصل کیجاتی ہین) کیونکہ انکو تمہارا کیا ڈر ہے ۔ کیا دباؤ ہے ۔ اور یہی امیر اپنے برابر کے امیرون کی لڑکیون کو بڑے ادب سے رکھتے ہین ۔ کیونکہ وہان برابری کا درجہ ہے ۔ اور دوسرے امیر لوگ تمہارے جیسے بے غیرت بھی نہین ہوتے وہ بڈھون کے ساتھ اپنی لڑکیان نہین بیاہتے ۔ وہ ایک عورت ہونے والیکو دوسری عورت بنانے کیلئے اپنی لڑکیان نہین دیتے کیونکہ انکو روپیہ کا لالچ نہین ہے ۔ وہ انکا سہارا نہین تکتے لیکن تم یہ سب کچھ کرتے ہو ۔ اول تو پانچ چھ ہزار روپیہ پہلے ہی گنوا لیتے ہو ۔ اور اگر تھوڑی عمر کا لڑکا کالا بھی کر دیا نہ بھی لیا ۔ تو یہ آسرا ضرور تکتے ہو کہ امیر رشتہ دار مل گیا ہے کسی نہ کسی وقت امداد ملیگی لیکن تمہارا خیال

سیٹھ جڑاؤ چند۔ اچھا صاحب جیسا ہوگا۔ دیکھا جاویگا پہلے تو بیمار کی سیوا کرنا ہی فرض ہے شاید اسکو آرام ہو جائے۔ ورنہ دیکھا جاویگا۔
نوکر۔ سیٹھ جی۔ سول سرجن صاحب تشریف لائے ہین **سیٹھ جڑاؤ چند**۔ جناب ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیے۔ اونبض بہی دیکھئے۔
سول سرجن۔ ہم نبض کیا دیکہین اسکا تو پتہ ہی نہین۔ کہان چل رہی ہے۔ اوہو۔ اسکی آنکھین تو دیکھو۔ کہ پتھر کی مانند ہو گئی ہین
جسم سب ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔ سانس بہی بہت گرم نہین ہے۔
سیٹھ جڑاؤ چند۔ اب کیا کرنا چاہیئے۔ **سول سرجن صاحب**۔ اچھا دوائی دیتے ہین۔ شاید آرام ہو جائے۔
سیٹھ جڑاؤ چند۔ نوکر۔ جاؤ اور فوراً دوائی لاؤ۔ **دوسرا نوکر**۔ سیٹھ جی۔ نوکر کو بلالاؤن۔ کیون جاتا ہے۔ سیٹھانی جی
تو اب چل بسین۔ گھر مین کہرام مچا ہے اور برادری کے لوگ ماتم پرسی کے لئے آتے ہین۔
بھگتی پرشاد (سیٹھ جی کے کان مین) میرے چاچے کے ماموں کی بہن کی دوہتری آپ قبول کرین۔
رتن چند " آپ میری لڑکی کو قبول فرمادین۔
کھیم چند " مین اپنی بھتیجی آپکو بیاہنا چاہتا ہون۔
داس رام " مین اپنی سالی کی لڑکی کی سگائی کرتا ہون۔ وغیرہ وغیرہ وغیرہ۔
اس دن ایک طرف سیٹھ جی کی عورت کے مرنے کا غم اور رنج اور دوسری طرف سگائیون کی بہرمار سر درد سر ہونے لگی۔ بچارے سیٹھ جی کا ناک مین
دم آگیا۔ تقریباً بیس سگائیان آئین۔ مگر سیٹھ صاحب بڑے سنتوس والے تھے۔ انہون نے ایک پر ہی اکتفا کی۔ اور سب کو یہی جواب دیا
کہ بھائی صاحب۔ مین آپکا مشکور ہون جنہون نے مجھ پر اتنی کرپا کی۔ مگر مین آپ کی درخواست منظور کرنے سے لاچار ہون۔ کیونکہ سب سے پہلے
دیارام کی لڑکی سے سگائی ہو چکی ہے۔ یہ سنکر سب نادم ہو کر اور اپنا سا منہ لیکر چلے گئے۔ اور دیارام کی جیت ہوگئی۔
(۶) **سیوک رام**۔ (دیارام کو بازار مین جاتے دیکھکر) بھائی صاحب! کہان سے تشریف لارہے ہو۔
دیارام۔ مین سیٹھ جڑاؤ چند کے گھر گیا تھا۔ ان کی عورت کا پرلوک ہوگیا ہے۔ اور مین اپنی لڑکی کا رشتہ انکے ساتھ کر آیا ہون۔
سیوک رام۔ اچھا۔ اچھا۔ تب ہی آپ اسقدر جلدی بازار مین سے چلے آئے تھے۔
دیارام۔ بھائی کیا کرین۔ بہت تلاش کے بعد آج موقع ملا۔ آخر لڑکی دینی تھی۔
سیوک رام۔ اب آپ کو بہت فائدہ ہوگا۔ **دیارام**۔ فائدہ کس بات کا۔ مین نے سیٹھ جی سے کوئی روپیہ تھوڑے ہی لے لیا ہے۔
سیوک رام۔ نہین نہین روپیہ سے میرا مطلب نہین ہے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ سیٹھ جڑاؤ چند کی ملاقات بڑے بڑے افسرون
سے ہے تمام جگہ انکی عزت آبرو ہے۔ اب آپ بہی بڑے بڑے افسرون کی نظرون مین آ گئے سب آپکا لحاظ کرینگے کسی نے آپ سے ذرا بہی ترش ترش
کی جھٹ نالش دائر کردی۔ فوراً ہرجہ وخرچہ کی ڈگری ہو جایا کریگی۔ کسی نے قرضہ نہ دیا۔ فوراً دعوی کردیا خرچہ وغیرہ وکیل کے ہمراہ
ڈگری ہو جایا کریگی۔ کوئی کام چاہے آپ بہیا کرین چاہے برا۔ کوئی شخص آپکی طرف انگلی اٹھا کر نہ دیکھ سکیگا علاوہ ازین اور بہت سے فائدے ہین۔
دیارام۔ ہان یہ تو ٹھیک ہے پہر بھائی نتا ہی نہ ہوا تو ہوا ہی کیا!

دیارام - جی ہان!

سیوک رام - اچھا بھائی! ہمارا خیال ہے جی دیارام کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ جدہر وہ چلتے۔ ان کے پیچھے جاتا۔ تب دیارام اپنے گھر کو گیا۔ اور اپنی زوجہ لچھمی چمپا کی ماں سے صلاح کرنے لگا۔

(۳) **دیارام** - اپنی گھر والی سے مین نے سنا ہے کہ سیٹھ جڑاوچند کی عورت بیمار ہے میری صلاح ہے کہ چمپا کی شادی سیٹھ جی سے کر دون -

عورت - ہان گھر تو اچھا ہے۔ مگر سیٹھ کی عمر چالیس پینتالیس سال کی ہے -

دیارام - ان کی عمر سے ہم کو کیا مطلب۔ لڑکی کے لیے کسی امیر گھر کی تلاش تھی وہ اب مل گیا۔ اس کے سوا جو لڑکے ملتے ہین وے غریب یا اوسط درجہ کے ہیں اور مجھے تو اپنی لڑکی کو سونے چاندی سے لدی ہوئی دیکھنا منظور ہے۔ مین یہی چاہتا ہون کہ بی بی چمپا کسی امیر گھر جاکر بادشاہی کرے اور سکھ کی زندگی بسر کرے۔ اسواسطے یہ موقع ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔

عورت - سیٹھ جڑاوچند کی عورت تو ابہی زندہ ہے۔ اسوقت تم کس طرح ان کو کہو گے۔ کہ مین اپنی لڑکی تم کو دیتا ہون -

دیارام - اوہ یہہ کون بڑی بات ہے کہنے کے راستے نکل آتے ہین جیسا موقع مناسب سمجھونگا ویسا کرلونگا اس کا فکر مت کرو۔

عورت - میرا تو یہ ارادہ ہے۔ کہ ابہی جلدی نہین کرنی چاہیئے۔ دیکھین۔ اس کی عورت شاید بچ ہی جاوے -

دیارام - اچھا بیوقوفی کا خیال ہے تم اپنی برادری کا حال نہین جانتی ہو کہ میری طرح اور بہت سے آدمی امیر گھر کی انتظار کر رہے ہین - وہ تو دیکھتے رہتے ہین کہ کب کوئی امیر رنڈوا ہو اور ہم اپنی لڑکی اسکو دین۔ دیر کرنے سے نقصان ہوگا کہ شاید چمپا کی سگائی سے پہلے اور کوئی آدمی وہان پہنچکر اپنی لڑکی دیدے۔ اور پھر چمپا کا کام وہان نہ ہو سکے اسلئے مین جاتا ہون۔ اور جیسا مناسب ہوگا کر آؤنگا -

عورت - اچھا جیسی آپ کی مرضی۔

(۴) **دیارام** - سیٹھ جی سُنا ہے کہ جواہر چند کی ماں بیمار ہے - اب اس کا کیا حال ہے۔

سیٹھ جڑاؤچند - دو تین روز سے بخار آتا تہا۔ اب کچھ ہیضہ کی کسر (شکایت) ہوگئی ہے۔ بھگوان شانتی کرینگے -

دیارام - ہان جی بھگوان بڑے کرپالو ہین ضرور کرپا کرینگے۔ اور چھوٹے چھوٹے بچون کی سہائتا کرینگے -

نوکر - سیٹھ جی حکیم صاحب آئے تھے۔ فرماتے ہین۔ کہ جواہر چند کی ماں کی حالت تو بہت خراب نظر آتی ہے۔

سیٹھ جڑاؤچند - ہین - اچھا بلاؤ سِول سرجن کو - **نوکر** - بہت اچھا -

دوسرا آدمی - ان بچون کو ماں کے بغیر بہت تکلیف ہوگی۔ بھگوان ان کی ہی سہینگے -

دیارام - سیٹھ جی ہم لوگ جیسی ہین۔ دکھی جانورونکو دیکھکر ہمکو ترس آتا ہے مگر ان بچون کو دیکھ دُکھ کے مارے کلیجہ پھٹا جاتا ہے۔ انکا دُکھ تو خاص کر مجھسے سہن نہ ہوسکیگا۔ اچھا سیٹھ جی۔ میری لڑکی بیاہنے یوگ ہے عمر سولہ سال کی ہے۔ مین اس کو آپ کی سیوا مین پیش کرتا ہون۔ اسکو سویکار کرین۔ وہ ان بچون کی خوب اچھی طرح سے سار سنبھال کریگی -

دوسرا آدمی - شاباش۔ دیارام جی شاباش۔ دھرمی دیا ہو تو ایسی ہو۔ شاباش ہے آپکے ماتا پتا کو جنہنے ایسے دیا پرمی کو جنم دیا -

دیارام - بھائی آخیر تو ملازم ہی ہے -

سیوک رام - جو مرضی ہو کہہ لیں - مگر میں ایک بات کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ سخت غلطی پر جا رہے ہیں کیا آپ صاف صاف بتلا دینگے کیا خیال ہے

دیارام - بات تو بتائے دیتا ہوں مگر خبردار کسی کو بتا دیں نہیں بھائی میرا ارادہ ہے کہ چمپا کی شادی ایسے گھر ہو جہاں وہ سونے کے زیوروں سے لدی ہوئی نظر آوے - ریشم اور مخمل کے سوٹ ہوں کھانے کے لئے دودھ - دہی - ملائی - ربڑی - قلاقند - برفی اور طرح طرح کے پکوان ملتے ہوں - نوکر چاکر خدمت کرنے کے لئے حاضر رہتے ہوں اور جائداد بھی کافی ہو - بھائی تم دانا ہو - خیال فرماؤ کہ زندگی کا بھروسہ نہیں - دم میں دم آئے یا نہ آئے - اگر کسی غریب یا معمولی حیثیت والے آدمی کو دیدوں اور پرمیشور نہ کرے لڑکا کال کر جاوے - اور لڑکی بیوہ ہو جاوے - تو وہ کہاں سے اپنی ساری زندگی بھر پیٹ پالے - امیر کے گھر ہوگی - تو زیور وغیرہ تو اس کے پاس ہونگے ہی - جائداد میں سے بھی بہت سا حصہ مل جاوے گا - بھوکی تو نہ مریگی -

سیوک رام - بھائی آپ کے خیالات تو بڑے ہی نرالے ہیں جین مذہب کو مانتے ہوئے اور کرم سدھانت کو جانتے ہوئے اتنی لمبی امیدیں باندھ رہے ہو - اور الٹے راستے پر چل رہے ہو کیا بھائی آپ نے شری پال چرتر پڑھا ہے مینا سندری جب ان کے ساتھ بیاہی گئی تھی کیا ان کے پاس جائداد تھی - وہ تو کوڑھی کی حالت میں گھر سے باہر جنگل میں رہتے تھے - جب بیاہ ہو چکا - تب مینا سندری کے پنیہ اودے سے شری پال جی کا کوڑھ بھی جاتا رہا - اور وہ ہی سمپتی بھی راجاؤں سے بڑھ کر پائی - آپ کے سامنے بہت سے لڑکے ہیں ان کے سوا اور تو آسمان سے آجاتے ہی نہیں -

دیارام - میں نے سب دیکھ لئے ہیں ان کے گھر نہ بہت سا زیور ہے اور نہ بہت سی جائداد ہے اگر ان کے ساتھ بیاہنی ہوتی تو کبھی کی بیاہ دی ہوتی - چاہے کچھ ہی ہو - میں ان کے ساتھ ناطہ نہ کرونگا -

سیوک رام - ان کے ساتھ نہ کروگے - تو کیا کروگے - ساری عمر گھر میں ہی رکھوگے -

دیارام - واہ جی واہ - آپ کی عقل بھی دیکھ لی - میں تو آپ کو بڑا ہی دانا سمجھتا تھا - مگر آپ تو عقل کے دشمن نکلے - بھلا یہ تو بتلائیے کہ جو امیر شادی شدہ ہیں کیا وہ کبھی رنڈوے ہی نہیں ہونگے - جب ہونگے تب ہی سہی -

سیوک رام - ہاں صاحب ٹھیک بات ہے اپنی عقل اور دوسرے کی دولت زیادہ نظر آیا کرتی ہے میرا کام تو آپکو سمجھانا تھا اب آپ جانیں اور آپکا کام

(۳) دیارام - آج کل شہر میں تو ہیضہ کی بیماری پڑی ہوئی ہے - بتائیے برادری میں تو کشل ہے -

سیوک رام - ہاں اور تو سب خیریت ہے مگر سیٹھ جڑاؤ چند جوہری کی عورت بیمار ہے - اسکو ہیضہ ہو رہا ہے -

دیارام - اچھا وہی سیٹھ جڑاؤ چند میں ناں جنکی دس کوٹھیاں - بارہ باغ - تیرہ گھر اور پچیس دوکانیں ہیں - لاکھوں روپیہ نقد موجود ہیں -

سیوک رام - جی ہاں وہی سیٹھ جی (یہ سنتے ہی دیارام کے منہ میں پانی بھر آیا)

دیارام - اچھا صاحب مجھے اجازت دیجئے - میں جاتا ہوں - ایک ضروری کام یاد آ گیا !

سیوک رام - ہیں - ہیں - اتنی جلدی -

دیا رام ۔ شری بھگوان جی کی کرپا ہے ۔

سیوک رام ۔ دیکھیے ۔ یہ گلاب کا پھول کیا خوبصورت ہے ۔ آہا ۔ اسکی خوشبو تو دماغ کو خوب معطر کرنیوالی ہے ۔ اس کیاری میں تو ایک سے ایک پھول خوشبودار اور خوبصورت ہے ۔ دیکھیے ۔ یہ بھونرا بھی اس باغ کے سب پھولوں کو چھوڑ کر اس کیاری میں اڑ رہا ہے ۔ اور پھول کو تکلیف نہ دیکر اپنا دل بہلا رہا ہے ۔ آئیے ہم بھی اسی کیاری میں بیٹھ جائیں اور دل خوش کریں ۔

دیا رام ۔ اچھا صاحب ۔ آئیے تشریف لائیے ۔ اس گھاس پر بیٹھ جائیں ۔

سیوک رام ۔ بھائی صاحب آپنے یہ کیا فرمایا ۔ دیکھیے وہ ایک سٹول پڑا ہے ۔ اسپر بیٹھینگے ۔ سبز گھاس پر بیٹھنے سے کیا فائدہ کیا آپ نہیں جانتے ۔ کہ اس پر بیٹھنے سے بنا سپتی کا ہے کی ہنسا ہوتی ہے ۔

دیا رام ۔ ہاں صاحب ۔ یہ تو آپ نے ٹھیک فرمایا ہے مجھے خیال نہیں رہا ۔ اچھا سٹول پر ہی بیٹھیے ۔

سیوک رام ۔ چہرے کو دیکھکر بھائی صاحب ۔ آپ کا چہرہ کچھ اداس نظر آتا ہے ۔ کیا بات ہے ۔ کہاں باغ کی سیر اور کہاں دل کا فکر ۔

دیا رام ۔ بھائی کیا کہوں ۔ دنیا کے دھندے گلے پڑے ہوئے ہیں ۔ ایک سے چھٹکارا ہوتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے ۔ اس سے خلاصی ہوتی ہے تو تیسرا آگیا ۔ ابھی دس روز ہوئے ۔ لڑکے کا بیاہ کیا تھا ہزاروں روپیہ خرچ ہو گئے ۔ پرسوں چاچے کی نانی کا بیٹا فوت ہو گیا کل ٹھیکے میں کچھ نقصان ہو گیا ۔ آج ایک اور ہی فکر دل کو لگ رہا ہے ۔

سیوک رام ۔ بھائی صاحب فکر کی کونسی بات ہے ۔ بتلائیے ۔ شاید مشکل حل ہو جاوے ۔

دیا رام ۔ آپ میرے پرم متر ہیں ۔ آپ میرے ہمدرد ہیں ۔ اسواسطے میں وہ بات آپ پر ظاہر کرنیسے انکار نہیں کر سکتا ۔ بھائی بات یہ ہے کہ میری لڑکی چمپا کی عمر اب سولہ سال کی ہو گئی ہے ۔ اور بیاہنے یوگ ہو گئی ہے ۔ بڑی کوشش کی لیکن کوئی حسب پسند ور نہیں ملا ۔ اس لئے فکر ہے ۔ کہ اب کیا کروں ۔

سیوک رام ۔ ہیں ۔ ور نہیں ملتا ۔ اجی ہماری برادری میں تو بہت سے لڑکے بیٹھے ہیں ۔ تعلیم یافتہ بھی ہیں کئی کاروبار بھی کرتے ہیں ۔ خوبصورت بھی ہیں ۔ اور نیک چلن بھی ہیں ۔ تو کیا آپ کے حسب پسند ان میں سے کوئی بھی نہیں ۔ دیکھیے میں آپکو ایک شریف خاندان کا لڑکا بتلاتا ہوں ۔ ہمارے کوچہ میں لالہ رام چند آنریری پروپرائیٹر دکان مسرز دھن پرشاد اینڈ سنز کے بیٹے پنا لعل کے سالے دھن راج کی ماسی کی چاچی کا بیٹا ترلوک ناتھ ہے ۔ بی ۔ اے پاس ہے ۔ پچاس روپیہ ماہوار پر ملازم ہے ۔ ہونہار بھی ہے خوبصورت بھی ہے دھارمک کاموں میں خوب شوق سے حصہ لیتا ہے ۔ اسکے ساتھ ناطہ کر دو ۔

دیا رام ۔ اجی واہ بتلا دیا ترلوک ناتھ ۔ یعنی تین لوک کا ناتھ ۔ مگر ہے وہ ملازم ۔ بھلا کہاں ناتھ یعنی مالک اور کہاں نوکر ۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ آدمی کو آنکھوں سے تو دکھائی نہیں دیتا ۔ اور نام رکھ دیا نور خان ۔ نام ہمیشہ وہ ہونا چاہیئے ۔ جو اسم بامسمّٰی ہو جیسا نام ویسا گن ۔ کیا آپ یہ ترغیب دیتے ہیں ۔ کہ میں اپنی لڑکی ایک نوکر کو دیدوں ۔ واہ صاحب واہ ۔ بھول کر بھی اس بات کا نام نہ لینا ۔

سیوک رام ۔ نوکر نوکر میں فرق ہوتا ہے ۔ وہ لوگوں کے برتن تو نہیں صاف کرتا ۔ سرکاری دفتر میں ایک اچھے عہدہ پر ہے ۔ اور بڑے اختیار ہیں ۔

آخر تمہاری حالت بد سے بدتر ہو جاتی ہے۔ بدن سُست، دماغ پریشان، اور دل و جگر میں بے حسی پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ہیں برگ
سبز کے اعجاز! اور کرشمہ۔ از ٹمپرنس میگزین امرتسر

دنیا میں بھنگ کا استعمال کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ گھاس کھاتے وقت بھنگ کی سبز پتی کھا کر سوکھی گھاس چبانی۔ ایک چلتے
پھرتے انسان نے پوچھا کہ بھائی کہ جہاں ملائم اور سبز گھاس ہیں ان کو چھوڑ کر کیوں سوکھی اور سخت گھاس چبا رہے ہو۔ گدھے نے جواب دیا
کہ بھائی کیا تو نہیں جانتا یہ پتیاں بھنگ کی ہیں جب ان کو کھا کر انسان گدھا بن جاتا ہے تب نہیں معلوم میں انکو کھا کر کیا بن جاؤنگا
جو بالکل گدھا ہوں یہ بھنگ دماغ میں خشکی لاتی ہے جسکی وجہ سے اسکو پینے والے بعض مغز تری بادام وغیرہ ڈال کر پیتے ہیں ہم نے خود ایسے
لوگوں کو دیکھا ہے کہ جو بھنگ کے نشہ میں یا تو سو جاتے تھے یا آلسی بنے بیٹھے بیٹھے اونگھا کرتے ہیں۔ وہ کام کچھ بھی نہیں کرتے۔ آجکل کے
فقیروں میں اسکا بہت زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ دریافت کرنے پر وہ بتلاتے ہیں کہ اسکے عمل میں ایشور کی یاد خوب ہوتی ہے لیکن اس جواب سے
ہمکو کچھ تسلی نہیں ہوئی۔ ہم تو یہی سمجھکر چپ ہو گئے کہ یہ لوگ آلسی اور مفت خورے ہیں۔ بھنگ پینا، مٹھائی کھانا اور بے فکر آرام سے
رہنا انکا کام ہے۔ یہ بھولی پبلک کو ایسا دھوکا دیتے ہیں۔ یہ انہی لوگوں کی مہربانی ہے کہ جو اپنے نشہ کے لئے بھنگ پینے کا الزام
مہادیو کے اوپر بھی جڑ دیا ہے۔ جن لوگوں نے بھنگ کا استعمال اب ترک کر دیا ہے انسے اسکی کیفیت معلوم ہو سکتی ہے کہ یہ کیسی بلا کی بوٹی ہے۔
اسکو زیادہ تر وہ لوگ استعمال میں لاتے ہیں کہ جنکو مفت کا کھانا ملتا ہے۔ مثلاً متھرا کے چوبے گنگا کے پنڈے، اور فقیر لوگ البتہ گرہستی
بھی اسکو بہت پیتے ہیں اور کثرت سے پیتے ہیں لیکن وہ سے ہی پیتے ہیں کہ جنکو کچھ کام نہیں۔ یا دوسروں کے بھروسہ پر زندگی کے دن گذارتے
ہیں۔ مہر رشتہ داری لوگوں کے لئے تو یہ آفت ہی نہیں بلکہ سبز ہوتے ہوئے بھی کالی بلا ہے۔ اب ہولی نزدیک آ رہی ہے عقل کے دشمن
اسکو خوب پئیں گے۔ اور چلتے پھرتے الو بنکر باپ دادوں کا نام روشن کرینگے۔ اور اپنے دماغ کو خراب کرینگے لیکن کہے کون۔ جب تک تعلیم
کی کافی روشنی ملک میں نہ پھیل جائیگی تب تک برے بھلے کی پہچان ہونا مشکل نہیں بلکہ نا ممکن ہے۔ ہم اسکے بارے میں پھر آئندہ
قلم اٹھائینگے یقین ہے کہ اس مضمون پر ہمارے مہربان دوست بوڑھے بھنگڑ بھی غور فرمائینگے۔ "پردیپ"

مُفت کی بکواد کر رہا ہے

برسات کا موسم تھا۔ ہوا خوشگوار چل رہی تھی۔ دل سیر کو چاہتا تھا۔ سیر کی خاطر لالہ سیوک رام اور لالہ دیارام اپنے اپنے گھروں سے نکلکر
سرکاری باغ کی طرف گئے۔ باغ کے دروازے پر ان دونوں کا ملاپ ہوا۔ اسی اثناء میں ہمارا خیال بھی سیر کے لئے اسطرف گیا۔ اور
ان دونوں کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اور غور سے ان کی گفتگو سننے لگا۔ جو ناظرین کی تفریح طبع کے لئے درج کی جاتی ہے۔

سیوک رام۔ دیارام جی جوہار۔
دیارام۔ جوہار بھائی صاحب! کہئے مزاج تو اچھا ہے۔
سیوک رام۔ گورو مہاراج اور آپ کی کرپا سے خیریت ہے۔ آپ کے ہاں تو شانتی ہے۔

برگِ سبز

سبحان اللہ دنیا کیسا پُر فضا باغ ہے۔ اسکی ہر سبزی و شادابی دیکھکر دل کی کلی کھل جاتی ہے۔ لہلہاتے درختوں کو دیکھکر شانِ قدرت یاد آتی ہے۔ پھولوں کی شگفتگی پر دل لوٹ جاتا ہے۔ سنبل و ریحان کے منظر سے چہرہ بشاش ہو جاتا ہے۔ سب سے معمولی چیز پتہ ہے۔ مگر یہ پتہ بھی ایسی چیز کی بتاتا ہے کہ دیکھنے والا حیران رہ جاتا ہے۔ اور بلبلِ شیراز تو اسکی شان میں یوں رطب اللسان ہے ؎

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

اسکی ماہیت جاننے والے جانتے ہیں۔ اور سمجھنے والے سمجھتے ہیں۔ تاہم عام طور پر "برگِ سبز است تحفۂ درویش" یہ مصرع ایسا زبان زدِ خلائق ہو گیا ہے۔ کہ اس سے سبز پتے کی شان دوبالا ہو گئی اور آبرو بڑھ گئی۔ لیکن دیکھو پتے پتے میں فرق ہے۔ اپنے اپنے خواص میں الگ۔ افعال میں جدا۔ پان کا پتہ کھانے والے کو تفریح بخشتا ہے۔ لبوں پر لعل کی سی سُرخی پیدا کرتا ہے۔ اور دیگر پتے خواہ سبز ہوں یا خشک۔ یا تو دوائیوں کے کام آتے ہیں۔ یا بھاڑ میں جھونکے جاتے ہیں۔ اور اپنی ہستی کو کسی نہ کسی طرح مفید ثابت کرتے ہیں۔ مگر **بھنگ کا پتہ** دیکھنے میں خوبصورت، شوخ رنگ، دندانے ایسے تیز اور باریک کہ گویا مقراضِ قدرت نے نہایت احتیاط سے کاٹے ہیں۔ مگر سونگھو تو بدبودار! گدھا بھی دیکھے، تو ناک منہ مروڑ کر دور چلا جائے۔ اور اُسے زبان تک نہ لگائے۔ ایسی نفرت۔ ایسی حقارت! آخر کیوں؟ حضرت انسان تو اس سے نفرت نہیں کرتا۔ بحالیکہ وہ اپنے آپ کو گدھے سے افضل، گھوڑے سے برتر، چیل کوے سے اعلیٰ اور کتے بلی سے معزز، غرضیکہ تمام مخلوق سے اشرف سمجھتا ہے۔ اسکو طرح طرح کی ترکیبوں سے کام میں لاتا ہے۔ اور اس برگ سبز میں اپنی سرخروئی پاتا ہے۔ تارک الدنیا لوگ، فقیر، سادھو، مجذوب، تیاگی، بیراگی، جو دنیا سے قطع تعلق کر کے جنگل میں ڈیرہ جا بیٹھے ہیں وہ اس "شیو کی بوٹی" کو اپنی نجات یا مکتی کا ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ رات دن بھنگ کی ترنگ میں مست۔ دنیا و مافیہا سے بے خبر۔ اگر صاحب ثروت دنیا دار شراب کا دور چلاتے ہیں۔ جام و صراحی کے گن گاتے ہیں۔ اور نغمۂ قلقل سے وجد میں آتے ہیں۔ تو یہ کونڈی ڈنڈے کی صدائے دلفریب پر لٹو ہو جاتے ہیں۔ پیالے پر پیالے اڑاتے ہیں۔ اور آنے جانے والوں کو اس "برگ سبز" کے چند گھونٹ پلا کر خلوتیں الو بناتے ہیں۔ نشے میں جھوم جھوم کر کہتے ہیں۔ ؎ کس مزے کی ترنگ بھنگ میں ہے ٭ محویت ہے اُمنگ بھنگ میں ہے۔

جو دنیادار غریب شراب پینے کی توفیق نہیں رکھتے۔ ایک بوتل کا نشہ دمڑی کی پیالی میں لینا چاہتے ہیں۔ لال پری کی بجائے سبز پری کے دیوانے بن جاتے ہیں وہ صرف بھنگ پی کر ہی کام چلا لیتے ہیں ؎ اس قدر بھنگ مزا دیتی ہے ٭ کیفیت مے کی بھلا دیتی ہے۔

ماشاء اللہ! اس برگ سبز کا اعجاز! اس بے حقیقت شے کے کرشمے! قطرے میں دریا کا تماشہ دکھاتا ہے۔ ذرّے کو آفتاب بناتا ہے۔ بلی میں شیر کی شان نظر آتی ہے۔ چیونٹی ہاتھی کا جلال دکھاتی ہے۔ زمین و آسمان چکر میں آتے ہیں۔ تارے ٹوٹتے نظر آتے ہیں۔ دنیا تہ و بالا ہو جاتی ہے۔ بیچارا بھنگی کانپتا ہے۔ لرزتا ہے۔ ڈرتا ہے۔ تلملاتا ہے اور وہ منظر دیکھتا ہے کہ جو کبھی وہم میں بھی نہیں آ سکتے۔ یہاں خواب پریشان کی ایسی بے تکی۔ بے سر و پا، اور وحشت انگیز کیفیتیں نظر آتی ہیں۔ مگر آنکھ کھلتے ہی ہوش آ جاتا ہے۔ اور طبیعت بشاش ہو جاتی ہے۔ لیکن بھنگ کا

رجسٹرڈ نمبر اے ۲۳۶

جین پردیپ

تحفۂ کل جین سماج مین

اردو زبان کا ایک مذہبی، اخلاقی، اور قومی پندرہ روزہ رسالہ

جو

دیوبند ضلع سہارنپور سے جاری ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلیشر

جوتی پرشاد جین

جلد ۵ | مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۱۷ء شری بیر نروان سمت ۲۴۴۳ | نمبر ۷

سُنہرے قول

(۱) قیام چند روزہ مین قیام دائمی کا خیال رکھنا عقلمندون کا کام نہین - (۲) اُس شخص سے زیادہ خطرناک اور کوئی شخص نہین جسکا ظاہر اور ہو۔ اور باطن اور۔ (۳) مبارک ہے وہ شخص کہ جسکی زندگی ترقی کے خیال مین گذرے -
(۴) ہمیشہ پھولے پھلے گا وہ شخص کہ جو دوسرون کو پھولتا پھلتا دیکھ کر خوش ہوتا ہے - (۵) تم کوشش کرو کہ تمکو شانتی اور آنند نصیب ہو - لیکن یہہ خواہش نہ کرو کہ دوسرون کا آنند تمھاری بدنظری سے جاتا رہے (۶) کسی کی عظمت کسی کی خوشحالی کو دیکھکر جو کمبخت جل جل کر انگارے ہو جاتے ہین وہ دراصل اپنا ہی کچھ بگاڑتے ہین صاحب عظمت اور خوشحال کا انکی اس حرکت سے بال بھی بیکا نہین ہو سکتا (۷) اگر ہم اپنا انجام ہوشیاری سے سوچتے ہین تو ہمکو ضرور یقین ہو جائے کہ اس چندروزہ ہستی کا تمام انجام نیستی ہے (۸) جبکہ سب لوگ اچھا کہین بس وہی اچھا ہے اگر ایک آدھ حاشیہ نشین منہ پر بیٹھکر تعریف کر جائے تو اس سے کیا بنتا ہے (۹) پاپ ایک ایسی زہریلی چیز ہے کہ جو آتما کو تا قیامت بیتاب کر دیتی ہے -
(۱۰) فرض کو ادا نہ کرنے سے دل چور کی طرح کانپتا رہتا ہے - اپنا فرض ادا کرو -

بمب پرتشٹھا

جب سنگ تراش سے نئی پرتما بنواکر پرتشٹھا کراتے ہین تو اسکو بمب پرتشٹھا کہتے ہین - ہزار ہا آدمی اس بات کی انتظار مین رہتے ہین کہ اگر کہین پر بمب پرتشٹھا ہو تو ہم ایک دو پرتما چھوٹی یا بڑی پرتشٹھا کرائین - چونکہ آنے والے ماہ فروری مین ایک نہین بلکہ دو مقام پر بمب پرتشٹھائین ہین - لہذا ہمارے اُن بھائیون کو جنکو کہ پرتما مین پرتشٹھ کرانی ہون وے اب کرا سکتے ہین - انکو یہ قیمتی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دینا چاہیئے گو یہ دونون پرتشٹھائین ایک ہی موقعہ پر ہین لیکن جنکو جہان آسانی ہوتی نظر آوے وہ وہان پرتشٹھا کرا سکتے ہین - ان مین سے ایک پرتشٹھا تو **دا ہود** مین ہے یہہ مقام رتلام کے پاس ہے - یہان پر تتی پھاگن سُدی ایک لغایت پنچمی تاریخ اور لغایت ۲۷ فروری ۱۹۱۵ء تک ہے - اس موقعہ پر یہان کے بھائیون نے بمبئی پرانتک جین سبھا - اور مالوہ پرانتک جین سبھا کو بھی بلایا ہے - اور جین مہلا پریشد کا جلسہ بھی اسی موقعہ پر ادا ہو رہا ہوگا - جس سے بڑی رونق کے ساتھ دہرم کی پربھاونا ہوگی - اور دوسری پرتشٹھا **گوالیر** راجیہ کے بہنڈ نام کے نگر مین ہوگی یہ پھاگن سدی دوج لغایت ساتے یعنی ۲۲ لغایت یکم مارچ ۱۹۱۵ء تک ہوگی - اس موقعہ پر بھی بڑے بڑے ودوانون کے اُپدیش ہونگے - لہذا جینی بھائیون کو جہان آسانی مل سکے شریک ہو کر لفع اُٹھانا چاہیئے -

بھیڑ کے لباس مین بھیڑیا

ہندوستان مین فقیری لباس نے بڑا غضب ڈہا رکہا ہے - بڑے بڑے بدمعاش اسکے اندر چھپے ہوئے ہین - جو پبلک کو جس طرح سے بھی بن پڑتا ہے - لوٹتے ہین - اور پریشان کرتے ہین - اول تو ان کا [illegible] روپیہ روزانہ کا خرچ جو ہندوستان برداشت کر رہا ہے - وہ کیا کچھ کم ظلم ہے - لیکن اسکے علاوہ بھی یہہ لوگ چوری - لوٹ مار یہانتک قتل تک سے بھی دریغ نہین کرتے - ان لوگون کی ترقی اُن سیٹھ لوگون کی بدولت ہو رہی ہے کہ جو بلا سوچے سمجھے لاکھون روپیہ کا دال آٹا تیرتھ استھانون پر بیٹھ بیٹھکر ان مسنڈون مسنڈون اور بدمعاشون کو کہلا رہے ہین - ایسے سیٹھ لوگون کو مندرجہ ذیل واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیئے علیگڈہ کے موہن گر نام کے سادہو کو سات سال قید سخت کی سزا ہوئی ہے - اور ہائیکورٹ مین اپیل کرنے پر بھی یہ سزا بحال رہی - اس شیطان نے ایک دوسرے سادہو پہول ناتھ کو چند برتنون اور پانچ روپیہ کے لالچ کی وجہ سے تماکو مین زہر ملاکر پلا دیا جسکی وجہ سے وہ مرگیا - اور یہ ظالم اسکے برتن وغیرہ لیکر چلتا بنا - سائنٹفک ڈاکٹری سے پہول ناتھ کے پیٹ سے سنکیا برآمد ہوا - اور مقدمہ ثابت ہو کر زہر دہندہ کو سات سال کی قید سخت ہوئی بہائی دانی لوگو! اپنا روپیہ ان بدمعاشون کی پرورش مین نہ لگاؤ - یہہ لوگ مار آستین سے کہین زیادہ زہریلے ہین اسلئے ہرگز ان کی صورت تک مت دیکھو - نہین معلوم وہ دن کب آئیگا کہ جب اس سادہو آشرم کی اصلاح ہو کر سچے سادہو نکل آئینگے اور دیش کو فائدہ پہونچائینگے - اور جو بدمعاش اس آشرم مین بیٹھے ہوئے ہین وے اپنے کئے کی سزا پائینگے

بھوجن دان

بھوجن دان کے بارے مین زیادہ کہنے کی ضرورت نہین ہے ہر ایک گرہستی کا فرض ہے کہ سوپاتر اور پاتر کو بھوجن دان دے لیکن یہ بات بھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ ایسے زمانہ مین جبکہ سوپاتر درشن ماتر کو بھی نصیب نہین ہین۔ پھر پاترون کو ہی بھوجن دان دیکر پون دوپنیا پارجن کیا جاوے۔ اسوقت جین سماج کے اندر بھوجن دان کے لئے رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور بہت ہی یوگیہ پاتر ہے۔ اور اسکی یوگیتا اس سے بھی بہانت پرگٹ ہے کہ پارسال دہرماتما گرہستیون نے ایک ایک دن کا بھوجن دیکر آشرم مذکور کو سال بھر کیلئے بے فکر کر دیا تھا۔ ایک روز کا بھوجن ایک دہرماتما کے نزدیک کوئی مشکل بات نہین ہے جن دہرماتاؤن نے پارسال ایک ایک دو دو دن کا بھوجن دیا تہا اگر وے ہی دہرماتما امسال بھی بھوجن دان کر دیوین تو کوئی بڑی بات نہین ہے۔ ایک دن کے بھوجن کا خرچ تقریباً قریب ۲۵ روپیہ ہے۔ اب حال مین ایک دن کے بھوجن کا خرچ سیٹھ گلاب چند جی ناگپور والون نے عطا فرمایا ہے۔ اسی طرح سے دہرماتما بھائیون کو چاہیئے کہ اس پر پالی کو چلائین اور ایک ایک دو دو دن کے بھوجن دان کا خرچ ۲۵ فی روز کے حساب سے آشرم مین مرحمت فرمائین اس دان سے ایک پنتھ دو کاج سیدھ ہونگے یعنی دان کا دان اور آشرم کی کافی امداد ذیل رقم ماہوار ستانا

شریمان کنور دگوجے سنگھ جی کے دورہ کی مختصر رپورٹ

۱۰ ردسمبر ۱۹۱۱ء بڑودہ۔ یہان پر کل دوپہر سے رات تک رتھ یاترا آتب بڑے دہوم دھام سے ہوا۔ اور رات کو ویاکھیان سبھا ہوئی جسمین ہمارا ویاکھیان بھی ہوا۔ اس سبھا مین جین آشٹیون کے لئے اپیل بھی کیا گیا۔ اور لوگون نے اپنی اپنی خواہش کے مطابق دان بھی دیا۔ آشرم کو بھی کچھ امداد ملی ہے۔ جو کہ بعد مین اکٹھی ہو کر آ دیگی ہے

۱۳ ردسمبر ۱۹۱۱ء ۔ دا ہود۔ کل رات کو شری جین مندر مین دو گھنٹہ تک خوب زور و شور کے ساتھ لیکچر ہوا جس سے حاضرین بہت خوش ہوئے آج دوپہر کو رتلام جانے کا ارادہ تہا لیکن یہان کے پنچون نے نہین جانے دیا آج رات کو عام سبھا ہونے کا وچار ہے

۱۵ ردسمبر ۱۹۱۱ء دا ہود۔ کل رات کو جین پاٹھ شالا مین عام سبھا ہوئی جسمین کہ داہود کی پبلک خوب جمع ہوئی۔ اور یہان کے معزز حکام اور راجیہ کے کرم چاری مثلاً معاملت دار صاحب ناؤ مجسٹریٹ وغیرہ بھی تشریف لائے۔ ویاکھیان کا اثر اچھا پڑا۔ اور حاضرین نے یہان کی پرتشٹھا کے موقعہ پانیکے لئے بہت ہی کچھ کہا اور اسی وجہ سے یہان کے لوگون نے آشرم کے لئے کچھ جمع نہین کیا۔ کہا کہ پرتشٹھا کے موقعہ پر ہی چندہ کرینگے۔ آج ہم رتلام آگئے ہین۔ کل یہان عام سبھا ہونے کا وچار ہے ۱۷ ردسمبر ۱۹۱۱ء رتلام۔ آج شام کو ۴ بجے سے ۵ بجے تک جین بورڈنگ ہاؤس کے احاطہ مین شریمان راؤ بہادر ٹھاکر شاردول سنگھ جی صاحب آنریری ممبر کونسل راجیہ رتلام کی پریذیڈنسی مین عام ویاکھیان سبھا ہوئی۔ سبھا مین راجپوت بورڈنگ کے بورڈرس اور بہت سے معزز اصحاب مد اہ تھے۔ ویاکھیان سلسلہ وار پر تقریباً دو گھنٹہ تک ہوا جسکا اثر حاضرین جلسہ پر بہت اچھا پڑا۔ یہانکے جین بھائی ہمکو ابھی جانے دینا نہین چاہتے ہین۔ معلوم ہوتا ہو کہ شاید ہمکو یہان پر کچھ روز ٹھہرنا پڑے۔

نقل معاینہ صاحب کلکٹر بہادر ضلع میرٹھ

مین نے لالہ گیندا لعل کے ہمراہ برہمچریہ آشرم کا معاینہ کیا جب سے مین اس ضلع مین آیا ہون ہستناپور مین مکانات کی بہت ترقی ہوئی اور ہر ایک جگہ کا انتظام بہت اچھا پایا گیا ہے اور تمام جگہ خوشنما معلوم ہوتی ہین جیسا کہ پیشتر بھی مین نے دیکھا ہے۔ بچے بہت خوش معلوم ہوتے ہین اور انکی حفاظت بہت اچھی کیجاتی ہے اور میری رائے مین انکی تعلیم اچھی ہوتی ہے اور گیندا لعل کو ایسے نیک کام کیلئے جو وہ کر رہے ہین مبارکباد دینی چاہیئے۔ دستخط۔ جے۔ آر۔ پیرسن مجسٹریٹ ضلع میرٹھ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۶ء

نوٹ:۔ جین قوم کو اور خاصکر آشرم مذکور کے مخالفین کو معاینہ مذکور کی طرف دھیان دینا چاہیئے۔ جو قوم دنیا کے میدان مین آگے نہین بڑھتی وہ ایک طرح سے صفحۂ ہستی سے مٹ جانے کے سامان کرتی ہے اور جو ودیا دیوی کی قدر کرتی ہے وہ دنیا مین پھولتی اور پھلتی ہے۔ پیارے قوم آشرم کو تو بھی پریکٹیکل کی نگاہ سے دیکھ۔ آشرم کو تو بھی اپنانے کے لئے تیار ہو اور آشرم کی تو بھی تن من دھن سے امداد کر۔ پھر دیکھنا کہ تیری سنتان کیسی ودوان ہوکر قوم کی زندگی کو قایم رکھنے مین کامیاب ہوگی۔ پردیپ

ویلنہ ضلع مظفر نگر مین ویدی پرتشٹھا

ویلنہ مظفرنگر سے کل ۲ میل پر ہے۔ یہان کی ویدی پرتشٹھا متی پھاگن بدی ۷ لغایت ۹ مطابق ۱۲ لغایت ۱۵ فروری ۱۹۱۷ء کو ہوگی۔ یہان پر شری پارس ناتھ سوامی کی پرتما چوتھے کال کی بڑی پراچین اور منوگیہ ہے۔ چونکہ ویلنہ مین کوئی جینی کا گھر نہین ہے اسلئے کل انتظام برادری مظفر نگر کی طرف سے ہے۔ لہذا آنے والون کو برادری مظفرنگر سے خط و کتابت کرنی چاہیئے اور مظفر نگر کے اسٹیشن پر اترنا چاہیئے۔ یہان پر سواری وغیرہ کا کافی انتظام کیا جائیگا۔ ڈیرے تمبو وغیرہ کا بھی معقول انتظام ہوگا۔ لہذا جینی بھائیون سے التماس ہے کہ ہزار کام چھوڑکر جلسہ مین شریک ہون۔ جین پنچایت مظفرنگر۔

(نوٹ) ہماری اپنی رائے ہے کہ اس اتسو مین شریک ہونیوالے بھائیون کو اسقدر خیال رکھنے کی ضرورت ہے کہ عورتون کو بہت کم ساتھ لاوین اور اگر لاوین تو زیور پہناکر ہرگز نہ لاوین کیونکہ دھرم حاصل کرنے مین زیور کوئی سہایک نہین ہوگا۔ بلکہ الٹا بھاؤ کے پیدا ہونے سے بادھک ہوگا۔ "پردیپ"

گوشوارہ آمدنی رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور یکم دسمبر لغایت ۳۱ دسمبر ۱۹۱۶ء تک

نام	رقم	نام	رقم
لالہ ہری رام جی جین کوسی خورد	[illegible]	لالہ متسول ہری لعل جی۔ دہلی	[illegible]
لالہ بیراج جی گنش گنج	[illegible]	لالہ دیاچند رحیم ہدار ۔ ہستنا	[illegible]
لالہ نندکشور جی جین۔ پالم	[illegible]	لالہ بست کھیم چند جی ۔ بنا	[illegible]

۱۸ دسمبر [illegible] کو یہان پر مسٹر پیرن صاحب مجسٹریٹ ضلع میرٹھ مع لیڈی صاحبہ اور جوائنٹ مجسٹریٹ و انکی لیڈی صاحبہ اور کپتان صاحب پولیس تشریف لائے۔ اول آشرم مین پدھارے انکے واسطے آشرم مین شامیانہ وغیرہ لگایا گیا تہا۔ آشرم کو دیکھ لینے کے بعد اُنھون نے سکول کا معائنہ کیا۔ اور چند لڑکون سے انگریزی پڑھوا کر اسکا ترجمہ کرایا۔ اور بہت خوش ہوئے۔ اسکے بعد دورہ کا حال دریافت کیا۔ اور پھر مندرجی مین جانے کو تیار ہوئے چاہ کے پاس دروازہ تک جہان تک پاپوش جاتے ہین گئے۔ اسکے بعد اُنھون نے میم صاحب سے کہا کہ اگر اندر جانا چاہتے ہو تو جوتا اُتارنا چاہیئے۔ چونکہ آج کے دن سردی بہت زیادہ تھی۔ اور وقت بھی بہت سویرے کا تھا لیکن پھر بھی صاحب بہادر نے خود ہی اپنے جوتے اُتارے اسپر جوائنٹ مجسٹریٹ صاحب نے بھی اپنے جوتے اُتارے پھر کیا تہا ہر دو میم صاحبون نے بھی جوتے اُتروائے۔ اور بڑی خوشی سے مندرجی کو دیکھا۔ اثنائے گفتگو مین ہستناپور کے حالات دریافت کرتے رہے۔ کہ یہان کون کون بزرگ ہوئے ہین چنانچہ اُنکو بہت حال سُنایا گیا۔ جائنٹ مجسٹریٹ صاحب چونکہ نئے تھے۔ اس لئے اُنکی سمجھ مین چار کلیانک کا حال بڑی مشکل سے سمجھ مین آیا لیکن وہ سمجھ گئے۔ اسکے بعد مین نے صاحب کلکٹر بہادر کو گیان کی کنجی (کی آف نالج) نام کی کتاب جو کہ مسٹر چمپت رائے جی جین بیرسٹر ہردوئی نے جین دہرم کے بارے مین لکھی ہے۔ اور انگریزی زبان مین ہے۔ نذر کی اور جوائنٹ مجسٹریٹ صاحب کو جین فلاسفی نام کی کتاب بطور نذر پیش کی۔ ان ہر دو کتابون کو لیکر ہر دو صاحب بہت خوش ہوئے۔ اور بار بار شکریہ ادا کرتے رہے۔ اسکے بعد صاحب بہادر نے فرمایا کہ آپ کو یہان ہستناپور مین کوئی پُرانی چیز بھی دستیاب ہوئی ہے۔ مین نے جواب مین کہا کہ پُرانی اینٹین ضرور ملی ہین۔ جو اسوقت شیمہ مین رکھی ہوئی ہین۔ چنانچہ ہر دو صاحب میرے ہمراہ اسوقت مٹھ پر تشریف لیگئے۔ اور وہ مکان جو پُرانا مرمت کیا گیا ہے اور جو نیا بنایا گیا ہے ملاحظہ فرمایا۔ اور ایک چاہ جو باہر ہے اُسکو بھی ملاحظہ فرمایا۔ اینٹون کو دیکھکر بہت خوش ہوئے کیونکہ یہ اینٹین بہت بڑی ہین۔ جو آجکل تیار نہین ہوتین علاوہ اس کے اُنکے اوپر جو نشان اُنگلیون کے ہین اُنکو دیکھکر تعجب ہوتا ہے۔ آجکل کے آدمیون کی اسقدر موٹی اور بڑی اُنگلیان نہین ہوتین۔ اسکے بعد اُن اینٹون کو اور ایک پتہر کو جوکہ ٹیلہ مین سے نکلا تہا۔ دریافت کرکے اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم انکو دہلی روانہ کردینگے۔ وہان سے جو چٹھی آویگی وہ آپ کے پاس بھیجدی جاویگی۔ اسکے بعد ڈیرے پر واپس آئے اور مجھکو شکریہ کے ساتھ رخصت کیا۔

ایک خاص بات جو اس مرتبہ صاحب بہادر نے منظور فرمایا ہے وہ یہہ ہے کہ ہستناپور کے گرد و نواح کے لوگ کرن گہاٹ پر جو آشرم سے ایک فرلانگ کی دوری پر ہے اوہ جلے مردہ ڈال جاتے ہین۔ جنکو کتے بیلاو جانور نکال کر باہر لے آتے ہین۔ اسکی بابت صاحب بہادر نے فرمایا کہ آئندہ سے مردہ دروپدی گہاٹ پر لیجائے جاوینگے۔ جو کہ آشرم سے زیادہ فاصلہ پر ہے ہم اس کے لئے صاحب بہادر کا شکریہ ادا کرتے ہین۔

نوٹ:- یقین ہے کہ سماج لالہ صاحب کی چٹھی پر غور فرماویگی۔ اور جن جن باتون کی ہستناپور مین کمی ہے اُن کو پورا کرے گی۔ پردیپ

شریمان لالہ گیندن لعل جی ادہستا نار شبہ برہمچریہ آشرم کی چٹھی

"چونکہ یہان نسیون پر کوئی آدمی نہین رہتا ۔اس لئے اجین لوگ اکثر نقصان کرتے ہین ۔یعنی شانت ناتہہ سوامی کی نشی کی جیدی اکثر توڑ جاتے ہین ۔ اسکے کنگورہ بیطرت سے توڑ دیئے ہین ۔اور جب موقع لگ جاتا ہے تب ہی نقصان کرجاتے ہین ہین نے کمیٹی ہستناپور کی توجہ بھی اسطرف دلائی تہی کہ وہان ایک آدمی کا رہنا ضروری ہے ۔ امسالی میلہ سے پیشتر باہر کی دیوار مین سے ایک بہت بڑا بھاری پتہر کسی نے نکال لیا ہے ۔میری رائے مین وہان کا کچھ انتظام ہونا چاہیئے ۔وہان ایک دو مکان کی سخت ضرورت ہے ۔علاوہ اسکے نسیون کی چارو طرف دیوار ہوکر بالکل بند ہوجانا چاہیئے ۔ اسکے سوائے شری کنتہہ ناتہہ سوامی کی نشی کی دیوارین احاطہ کے نہایت خراب حالت مین ہین انپر پلاستر کی ضرورت ہے ۔اور جگہ جگہ پر مرمت کی ضرورت ہے کسی جینی بہائی کو انکی درستی کرادینی چاہیئے ۔ اس نشی کے پاس ایک مکان پڑا ہوا ہے جسکی مرمت بہت ضروری ہے ۔اسکی درستی ہوجانے سے رات کو وہان کوئی آدمی رہ سکتا ہے ۔کیا کوئی صاحب اس مکان کی درستی کراکر تیاگیون کے رہنے کے واسطے جگہ بنوادینگے ۔ان نشیون کے باہر چارون طرف جو چبوترے ہین وہ بالکل خام ہین اسوجہ سے اُن پر اکثر کانٹے والگہاس پیدا ہوجاتی ہے جس سے نسیون کی پرکما نہین ہوسکتی کیا کوئی صاحب پختہ فرش بنوادینگے جس سے ہمیشہ کیلئے جاترین کی تکلیف رفع ہوجاوے دہرم شالہ سے نشیون کو جاتے ہوئے درمیان مین ایک نالا پڑتا ہے ۔برسات مین تو وہ اسقدر بڑھجاتا ہے کہ بہوسہ کی ڈولک بہی بامشکل تمام جاتی ہے علاوہ اسکے جو بہائی بارش کے دنون مین جاترا کو آتے ہین ۔ انکو نسیون پر جانا بہت مشکل ہوتا ہے اگر ایک پل اسکا بنوادیا جاوے ۔ تو ہمیشہ کیلئے تکلیف رفع ہوجاوے ۔اور میلہ کے دنون مین جو خرچ وہان کی مرمت پر لگتا ہے وہ بچ جاوے ۔کیا کوئی صاحب اس نالہ کا پل بنوانے کی کرپا کرینگے ۔

کیا ہی اچھا ہو جو دہرم شالہ کے باہر سے نسیون تک دونون طرف پہلدار درخت لگوادیئے جاوین جس سے گرمیون مین جاتریون کو کافی آرام مل سکے چنانچہ ہمنے دہرم شالہ سے نالے تک دونون طرف کچھ درخت لگوائے بہی ہین جنکو ضلع مجسٹریٹ میرٹھ نے پسند کیا ہے کیا کوئی صاحب آنے والے بہاگن مین یہان پر درخت لگوانے کی کرپا کرینگے ۔یا کم ازکم درخت روانہ کردینگے تو ہم لگوا دینگے ۔ امسال کمیٹی مندر ہستناپور نے مبلغ پانچ ہزار روپیہ واسطے بنانے مکانات منظور کیا ہے ۔جہان یہہ دہرم شالہ بنیگی وہان ایک پختہ چاہ کی بہی ضرورت ہوگی کیا کوئی صاحب چاہ بنوانے کی اُدارتا دکہلائینگے ۔اب کے سال کمیٹی مین اس امر کی بحث ہوتے ہوئے کہ جو نشی شری مل ناتہہ سوامی کی کہلاتی ہے ۔وہ پوجنے قابل ہے یا نہین لیکن اس سوال کے اوپر چند آدمیون نے گو بڑا زور دیا مگر کوئی نتیجہ نہین نکلا ۔کیا کوئی صاحب اس معاملہ پر روشنی ڈالینگے ۔ہماری اپنی رائے مین تو اسکی اصلیت یہہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ نشی شری ارہ ناتہہ سوامی کی ہے ۔لیکن زیادہ فاصلہ اور خطرناک جنگل جو کسی وقت مین یہان تھا اسکی وجہ سے لوگون نے وہان جانا چھوڑ کر شری کنتہہ ناتہہ جی کی نشی کے پاس ہی دوسری نشی بنوادی ہے ۔کیونکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ اپنی سہولیت کی وجہ سے ایسا کرلیا کرتے ہین ۔غرض کوئی بہی وجہ ہو لیکن اس وجہ کو تلاش کرکے کل نسیون پر پتہر لگوادینا چاہیئے ۔

استریون کے ہوتے ہوئے بھی تین تین چار چار شادی کرتے ہیں۔ اور استریون کی زندگیون کا کچھ بھی مول نہیں سمجھتے اس واقعہ سے ان پاپیون کو نصیحت لینی چاہئے کہ جو استریون کی حالت پر ترس نہ کہا کر دون کی ان مین بان ملاتے ہین۔ خواہ بات صحیح ہو یا غلط۔ بہلا جو بیچاری غریب اسطرح ستائی گئی ہو۔ اور جو شرم و حیا کی دیوی ہو بیچاری کے لئے مصیبت سے چھٹکارا پانے کی اور کیا تدبیر تھی۔ گو خودکشی کرنا بڑا بھاری جرم ہے۔ اور پاپ ہے لیکن جو لوگ اسطرح سے مصیبت دیکر استری جاتی پہ ظلم کرتے ہین۔ اس جرم اور پاپ کے بہاگی وہ زیادہ ہین ہم سماج سے پرارتہنا کرتے ہین کہ وہ استریون کی قدر کرے اور جو ظلم استری جاتی پر ہو رہا ہے۔ اسکو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اور کوشش کرکے اس سے انکو نجات دلاوے۔ پردیپ

دستور العمل جین برادری قصبہ امبہٹہ تحصیل نکوڑ ضلع سہارنپور

(جو کہ ۱۲ مئی ۱۹۱۲ء کو کل برادری نے بنایا)

۱۔ **سگائی**۔ سگائی مین زیادہ سے زیادہ مبلغ پانچ روپیہ نقد یا ایک چہلا طلائی لیا دیا جا سکتا ہے کمی کا اختیار ہے۔

۲۔ **ٹوپیان**۔ گیارہ عدد ٹوپی اپنی اور رشتہ دارون کی گیارہ عدد کہلونہ خواہ طلائی یا نقری یا جستی وغیرہ کسی قسم کے ہون۔ اور دس سیر پختہ مٹھائی پانچ سیر پختہ میوہ ڈیڑہ عدد تیل پارچہ اور مبلغ پانچ روپیہ نقد لئے دئے جا سکینگے کمی کا اختیار ہے۔

اسموقعہ پر بدائگی حجام ایک روپیہ چار آنہ دیا جائیگا۔

۳۔ **ٹیوہ**۔ ٹیوہ پر مبلغ ۱۰؎ روپیہ دئے جاوینگے۔ بدائگی حجام آٹھ آنہ دئے جائینگے۔ سوہال قطعی بند۔ لڈو معہ جھوٹھ کے سوا پانچ سیر دئے جاوینگے۔ سنجویہ بدستور جاویگا۔

۴۔ **لگن**۔ لگن مین زیادہ سے زیادہ ۲۱؎ روپیہ معہ چیز بچھے کے لئے دئے جائینگے کمی کا اختیار ہے۔

۵۔ **بہات**۔ بہات مین زیادہ سے زیادہ مبلغ ایکصد روپیہ تہالی مین اور ۲۵؎ روپیہ رسوم ٹیکہ کے دئے جائینگے زیور اور پارچہ کا اختیار ہے۔

۶۔ **باغ یعنی گوبہہ**۔ باغ مین زیادہ سے زیادہ مبلغ ایکصد روپیہ نقد لئے دئے جائینگے۔ اور زیور و گہوڑی کے لینے دینے کا بھی اختیار ہے۔ بہنگی کو مبلغ آٹھ روپیہ بابت باغ دئے جاوینگے باغ مین کمی روپیہ کے دینے کا اختیار ہے۔

۷۔ **ناچ**۔ ناچ قطعی موقوف۔ بلکہ ہر مشغلے کی قطعی بند۔

۸۔ **جین مندر**۔ مندرون مین مبلغ پچاس روپیہ نقد دئیے لئے جائینگے لیکن اسباب کا اختیار ہے اور مبلغ دس روپیہ پاٹھشالا کے بھی نقد دئیے جائینگے کمی کا اختیار ہے۔

۹۔ **دانہ گہاس**۔ مانگی ہوئی گاڑیون کو گہاس دانہ بدستور سابق لیکن بجائے گڑ کی کے آدہ سیر پختہ تیل دیا لیا جائیگا۔ اور روز مین بجائے چار پروسون کے دو عدد پروسے دئے جائینگے جو کہ پلو کے بانیکے ہونگے۔ اگر پہلوان کے ہمراہ کوئی لڑکا بھی ہوگا تو اسکو صرف کچوری دی جائیگی۔ پروسا و چینی موقوف۔

کیا تھا۔ اور اب تمہاری وجہ سے میرا آج کا دن بھی ضائع گیا ہے"

جو کچھ بھی بادشاہ نے کہا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن اب روشنی کے زمانہ میں صاف نظر آنے لگا ہے کہ اُستادوں کے کیا فرائض ہیں۔ ہمارا اپنا تو یہ خیال ہے کہ اگر اُستاد لوگ اپنے فرائض خوش اسلوبی کے ساتھ پورے کرنے لگیں تو شاگردوں کے دلوں میں اُنکی عزت کا وہ سکہ بیٹھ جائے کہ تمام عمر خواہ کسی حالت میں ہوں اُستاد کو ہرگز بھی نہ بھولیں۔ لیکن سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اُستاد لوگ اپنے فرائض کو معلوم کریں۔ اور اُنکے پورا کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں۔ استادی کا درجہ بہت بڑھکر ہے۔ تب ہی تو پہلے زمانہ میں رشی منیوں۔ گرو تیاگی سادھوؤں۔ برہمچاریوں۔ اور سداچاری گرہستوں کے ہی ہاتھوں میں تعلیم تھی۔ اُستادوں کے شاگرد بھی ایسے باادب۔ بااخلاق۔ اور سداچاری ہوتے تھے کہ بھارت دیش کے ۳۳ کروڑ باشندے ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کے نام سے مشہور تھے۔

ہم اُمید کرتے ہیں کہ اُستاد لوگ اپنے کرتویہ کا پالن کرینگے اور شاگرد لوگ بھی اپنے فرض شاگردی کو ہرگز نہ بھولینگے۔ ایک شاگرد۔

گھر کے کلیش سے ایک نوجوان لڑکی کی خودکشی

بہار (بنگال) کے بابو سارداچرن مکرجی مرحوم کی لڑکی ہری متی دیوی کی شادی چند سال ہوئے کنہئی لال چٹرجی کے ساتھ ہوئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز وہ اپنے والدین کے گھر جو اس کے سسرال سے صرف ایک منٹ کے فاصلے پر تھا۔ ایک شادی کی رسم دیکھنے کے لئے گئی۔ وہ وہاں بیٹھی ہوئی تھی کہ اُس کے سسرال کی ایک بڑی عمر کی عورت نے آکر اُسے نصیحت کر گھر لے جانا چاہا۔ مگر بڑی عمر کی اور استریوں کے کہنے پر وہ ناراض ہوکر اُسے چھوڑکر گھر واپس چلی گئی مگر تھوڑی دیر کے بعد ہی اس لڑکی کی ماں نے اس خوف سے کہ اُس عورت کی ناراضگی سے اسکی لڑکی پر مصیبت آوے گی۔ ہری متی دیوی کو اپنے خاوند کے گھر واپس بھیجدیا۔ لیکن وہاں اُسے گھر میں داخل نہ ہونے دیا گیا۔ اور بیچاری لڑکی پشوؤں کے برآمدے میں ساری رات سخت سردی سے ٹھٹھرتی رہی۔ دوسری صبح کو اُسے گھر کے اندر داخل ہونیکی اجازت دی گئی۔ مگر اُسے ساری رات اور دوسرے دن دوپہر تک بھوکا رکھا گیا اور طرح طرح سے ستایا گیا۔ اور ان بدسلوکیوں سے بیچاری نوجوان لڑکی اسقدر تنگ آگئی کہ وہ ایک بجے بعد دوپہر مٹی کے تیل کی دو بوتلیں لیکر رفع حاجت کے بہانے پاخانہ میں چلی گئی وہاں اُس نے اپنے کپڑوں کو تیل سے تر کرکے آگ لگا دی۔ اسکی دردناک چیخوں سے گھر والوں نے اسے وہاں سے نکالا۔ اس افسوسناک واقعہ کی خبر پاکر اسکی ماں بھی وہاں پہونچ گئی۔ اور بیچاری مظلوم لڑکی کی اپنی ماں کی گود میں ساڑھے چھ بجے شام کے قریب جان نکل گئی! اس کے آخری الفاظ یہ تھے کہ "موت نے مجھے میرے عذاب سے رہائی دلادی ہے"

لڑکی کی عمر چودہ سال کی تھی۔ افسوس! ایک ناری کی پرپوار کا کیسا حسرتناک درشیہ!!

(نوٹ ناظرین مندرجہ بالا واقعہ سے اُن لوگوں کو سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ جو استریوں کو ڈھور ڈنگروں کی طرح سمجھکر ذرا بھی قدر نہیں کرتے۔ اُن ظالموں کی آنکھیں کھلنی چاہییں کہ جو استری جاتی پر اتیاچار کرتے ہیں۔ انکو ستاتے ہیں۔ ایک ایک دو دو

پہنچتا ہون جنہین یہ خوش قسمتی میسر آئی تھی۔ تو میری خوشی کی انتہا نہین رہتی۔

لیکن بابت ہمہ ملا صاحب جب مین یاد کرتا ہون کہ باوجود اعلیٰ صفات رکھنے کے مجھے تمہارے ہاتھون مین ڈالا گیا جسنے میرے بچپن کے ایام کو بیفائدہ باتین سکھانے مین برباد کردیا تو مجھے رونا آتا ہے۔ تمنے مجھے ایسی باتون مین لگا رکھا جو علما کے نزدیک بیہودات سے زیادہ وقعت نہین رکھتی۔ اور ان امورات کو بالکل فراموش کردیا جنکا سیکھنا ایک شہزادہ کیلئے سخت ضروری ہے مثلاً مین پوچھتا ہون کیا تمنے مجھے اسیریا۔ فارس اور ستھیا کے بادشاہون کا حال بتلایا تھا جو گذشتہ ایام مین عروج پر پہنچے۔ جہانتک مین سمجھتا ہون یہ لوگ تھوڑی تعداد مین تھے لیکن آج ترک کہلاتے اور سارے ایشیا اور افریقہ کی باگ ڈور اپنے ہاتھ مین تھامے ہوئے ہین کیا تمنے مجھے یورپین فرنگی لوگونکی شجاعت اور عقلمندی کا حال بتایا جنہون نے بہت تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ عثمانی بہادرونکو پسپا کردیا لازم تھا تمہین مجھے چین کی دولت اور شان و شوکت کا حال تو بتانا واجب تھا۔ مگر نہین تم نے یہ سب امور مجھ سے مخفی رکھے مجھکو یہ تک نہ بتایا کہ علم ہندوستان کی چہار دیواری کے اندر ہی محدود ہو۔ کیونکہ تمنے مجھے سکھایا تھا کہ دنیا مین کوئی بھی بادشاہ نہین بلکہ جتنے بھی دیگر ممالک مین سلطنت کر رہے ہین۔ وہ سب چھوٹے چھوٹے رئیس ہین تم نے مجھے ان کے لشکر جنگ۔ رسم و رواج۔ مذہب۔ سلطنت اور دربار کی بابت کچھ نہین بتایا بلکہ مین نے تم سے اپنے بزرگون شہرہ آفاق تیمور لنگ اور بہادر بابر کے نام ہی نہین سنے جنہون نے بہت قوت بازو سے اس سلطنت کی بنیاد ڈالی تھی تم نے مجھے یہ بتلانے کی کوئی کوشش نہین کی [illegible] سوائے اسکے اور کچھ نہین تھا کہ مین اس زبان پر اپنا وقت صرف کرکے ایک پورا اعرابی بنجاؤن جسمین [illegible] قابلیت حاصل کرنے کیلئے بھی دس بارہ سال لگتے ہین۔ ادہر اس عرصہ مین میری جوانی اور اعلیٰ امنگون کا خاتمہ ہوگیا۔

ایک شاہی نسل کے شہزادے کو اسطرح پر تعلیم دینا تمہین کس نے سکھایا تھا۔ کیا یہ بہتر نہین تھا کہ تم مجھے جو کچھ سکھانا چاہتے تھے بجائے عربی کے میری مادری زبان مین سکھلاتے۔ خیر اگر اسے بھی چھوڑ دیا جائے۔ تو کیا مغلیہ سلطنت کے رسم و رواج سے آگاہ کرنا اور مجھے یہ بتانا تمہارا فرض نہین تھا کہ ایک روز مجھے بھی تلوار ہاتھ مین لیکر اگر تاج حاصل کرنے کے لئے نہین تو اپنی جان کی حفاظت کرنے کے لئے ہی سہی میدان مین نکلنا پڑیگا لہذا تمہین مجھے یہ بتانا چاہئے تھا کہ لوگون کو کسطرح دوست بنایا جاتا ہے کسطرح قلعونکا محاصرہ کیا جاتا اور لڑائیون مین فتح حاصل کی جاتی ہے۔ یہ باتین تھین جو تمہین مجھے سکھلانی چاہیئے تھین مگر مین نہین جانتا کہ تم نے کیون انہین نظر انداز کیا مین نہین جانتا کہ اسے اپنے باپ کی غفلت پر محمول کرون یا تمہاری ناواقفی پر۔ اگر تم فن جنگ سے ناواقف تھے تو کم از کم مجھے طرز حکمرانی تو سکھلا چھوڑتے کیونکہ آخر باپ نے مجھے کسی صوبہ پر حکمرانی کیلئے تو بھیجنا ہی تھا۔ اسطرح تم مجھے وہ قواعد بتلا سکتے تھے جن پر عمل کرکے مین انصاف کرتا۔ رعایا کے دلون کو ہاتھ مین لے سکتا سختی اور نرمی کرنیکے اوقات سے خبردار ہوکر امرا کو زمانہ کی ہوا کے موافق انکے اعمال بد اور عمدہ کامون کی جزا ہونیکے متعلق سزا دے سکتا۔ یہ تمام باتین ایسی تھین جو تمہین مجھے سکھلانی چاہیئے تھین لیکن افسوس تم نے انکے متعلق ایک حرف بھی میرے کانون مین نہین ڈالا۔ اسلئے مین تمہارا مطلق احسانمند نہین ہون کیونکہ تمنے مجھے الٹے راستہ پر ڈالا۔ نکل جاؤ اور جو کچھ میرے باپ نے تمہین دے رکھا ہے اسپر صبر کرو۔ پھر مجھے منہ نہ دکھلاؤ۔ کیونکہ ایک تو پہلے ہی تم نے میرا کافی سے زیادہ وقت خراب

مُلاجی اُستادِ عُلما

ہر کسی بادشاہ یا شہزادہ کا پہلا فرض جس کے یہاں بیٹے ہوں۔ یہ ہے کہ وہ کوئی ایسی مضبوط جسم اور تندرست دایہ تلاش کرے جسکا
دودھ پیکر بچہ توانا ہو سکیں۔ اور وہ اسکے دودھ میں اسکی تندرستی کو پیتے ہوئے وہ طاقت حاصل کر سکیں۔ جو ایک بادشاہ کیلئے ضروری اور
لازمی ہیں۔ مگر بادشاہ کی ذمہ داری یہیں پر ختم نہیں ہو جاتی کیونکہ اگر اسے ایک تندرست اور قابل دایہ کی تلاش میں سرگردان ہونا پڑا
تھا تو اب اسکے لئے اور بھی ضروری ہے کہ بچے کے لئے قابل اتالیق منتخب کرے۔ کیونکہ جہاں دایہ کی صحت اور تندرستی پر بچہ کی جسمانی صحت
اور تندرستی کا دارومدار ہے وہاں استاد کے قابل اور فرض شناس ہونے پر اسکی روحانی اور دماغی صحت منحصر ہے جو جسم کی نسبت زیادہ
ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ تمام صاحب عقل شہنشاہ۔ بادشاہ۔ اور شہزادوں نے اپنے بچوں کیلئے بہتر اتالیق تلاش کرنے میں بہت
کوششیں کی ہیں۔ کیونکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ اس روحانی دودھ کے بغیر بچے نہ تو اس کی آبائی صفات قایم رکھ سکینگے۔ اور نہ ہی
وہ ان باتوں کو حاصل کر سکیگا۔ جنسے اسکی رعایا اسے پیار کرتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ فیلقوس اعظم نے حکیم ارسطو کو مجبور کیا تھا کہ وہ دربار میں
رہکر اسکے فرزند سکندر کو تعلیم دے۔ جو شروع سے بہتر دل و دماغ لیکر آیا ہوا معلوم ہوتا تھا استاد کی تعلیم نے اس نوجوان کو اسقدر فائدہ
پہونچایا کہ آج تک تواریخ میں اس سے بڑھکر جہاں آرا کوئی نظر نہیں آتا۔

یہ ممکن ہے کہ کوئی شہزادہ بڑا ہوکر ان باتوں کو بھول جائے۔ جو بچپن میں اسکے ذہن نشین کئے گئے ہوں۔ اور ان خرابیوں کا شکار
ہو جائے جو بنی نوع انسان میں بعد از تعلیم پائی جاتی ہیں مگر یہ ناممکن ہے کہ ایسا بچہ جسے کچھ سکھایا ہی نہیں گیا بڑا ہوکر نیک ہو سکے یہی وجہ
ہے کہ ارسطو نے کہا ہے کہ بچہ اپنے استادوں کے بھی ویسے ہی قرضدار ہیں جیسے کہ اپنے والدین کے کیونکہ والدین جہاں انہیں جسم عطا
کرتے ہیں۔ وہاں استاد روحانی اجسام دینے والے ہوتے ہیں مگر تمام حالات کو مدنظر رکھکر میں یہ خیال کرتا ہوں کہ بچوں پر استادوں کا
والدین کی نسبت زیادہ احسان ہوتا ہے لیکن روحانی زندگی کے بغیر جسمانی زندگی کسی کام کی نہیں۔ اور جس شخص کو یہ میسر نہیں آسکتی
بہتر ہوگا اگر اسے جسمانی زندگی بھی نہ ملے نیک خصلتیں علمی تعلیم سے حاصل ہوتے ہیں۔ اور ان کے بغیر کوئی شخص اچھا حکمران نہیں
بن سکتا۔ یہی وجہ تھی کہ سلیمان اعظم نے جس نے اپنے باپ سے بھی بہت سے سباق سیکھے تھے خدا سے دولت نہیں مانگی طاقت
نہیں مانگی۔ بلکہ اگر کچھ مانگا تو وہ علم اور قابلیت تھی جس سے اچھی طرح حکمرانی کر سکے اسے معلوم تھا کہ علم کے بغیر بادشاہ ہونے سے نہ ہونا
بہتر ہے بلا علم کے انصاف نہیں ہو سکتا۔ اور انصاف کے بغیر رعایا خوش نہیں رہ سکتی۔ علم دلیل کے پلڑوں کو برابر کرتا ہے سادہ لوحی
کا علاج ہے مصیبت زدہ لوگوں کو صبر دلانے والا استاد ہے روحوں کا سہارا ہے ظالم اور بدافعالوں کے لئے ڈرانے والا عصا ہے
عقل اور تمیز پولیٹیکس کے جسم میں روح کے برابر ہے۔ اندھیرے میں روشنی اور ستاروں کے درمیان سورج کی طرح ہیں۔ مبارک
ہے وہ شہزادہ جسے ایک ایسا عالم میسر آسکے جو محبت اور وفاداری سے اسے وہ نیکیاں اور صفات سکھلادے جو کہ ایک بادشاہ
کے لئے ضروری اور لازمی ہیں۔ میں جب اپنی اور دوسرے ملکوں کی تواریخ میں ایسے متعدد شہزادوں بادشاہوں اور شہنشاہوں کے حالات

تو وہ اُستاد ہی ہے۔ پھر بھلا اُستاد کا درجہ بڑا نہ مانا جائے تو اور کیا ہو۔ پرانے زمانہ کی تہذیب بتلا رہی ہے کہ بہت سے بادشاہوں
یہاں راجکماروں نے سب سے پہلے قابل تعلیم اُستاد کو تلاش کیا اسکے بعد اپنے پچھے پتا کو۔ اب تک اہل ہنود میں گرو لوگوں کی مانتا
چلی آتی ہے لیکن وہ گرو نام کے گرو رہ گئے ہیں۔ وے خود ہی بتا بڑا کچھ بیٹا چاہئے پائے جاتے ہیں۔ مگر ہمکو دکھلانا یہ ہے کہ لفظ گرو کی پرت
ورش میں کتنی قدرتی ادب ہے۔ لیکن ہم یہ کہے بلا نہیں رہ سکتے کہ زمانہ کی آب و ہوا اُستادوں پر بھی اپنا اثر جمائے بلا نہ رہی۔ اب بہت
کم اُستاد ایسے نکلینگے کہ جو اپنے فرض کو پہچانتے ہوں۔ جو لیکچر تو یہ کا پورے طور سے پالن کرتے ہوں۔ اور اُستادوں کے درجہ کو
بڑھائے رکھنے کی کوشش کرتے ہوں۔ ورنہ اسمیں ذرا بھی شک نہیں ہے۔ کہ خود غرضی نے انکو بھی دبا لیا ہے۔ یہہ ایک مانی ہوئی بات ہے
کہ اولاد کے اوپر جتنا اثر والدین کے چال چلن کا پڑتا ہے اُس سے کہیں زیادہ اُستاد کے چال چلن کا پڑتا ہے جن طالبعلموں
کے اُستاد نیک چلن ہونگے۔ سادگی پسند ہونگے۔ اور والد کی طرح سے طالب علموں کو اپنی اولاد کے برابر سمجھتے ہوئے اخلاق سے پیش آئینگے
تو کہا جائیگا کہ وے طالب علم بھی نیک چلن سادگی پسند اور اُستادوں کی والدین سے بڑھکر عزت کرنے والے ہونگے اور اگر اُستاد
خراب چلن۔ فیشن پسند اور طالب علموں سے بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے والے ہونگے۔ تو طالب علم شوخ گستاخ بتریر اور فیشن کے
متوالے بنکر چھیل چھبیلے۔ رنگ رنگیلے بن جائینگے۔ ایسی حالت میں ایسے طالبعلموں سے اگر ایسے اُستاد عزت کی اُمید کریں تو انکی سخت
غلطی ہے۔ آج کل اول تو ہندوستان بھر میں آلس کا دور دورہ ہے۔ لیکن اُستاد لوگ جہاں تکیہ کے سہارے ڈٹے اور نیند
آئی۔ اور طالب علم غپ شپ میں دل بہلانے لگے۔ یا اُستادوں نے سبق پڑھایا اور آرام میں مشغول ہوئے طالب علم کتاب کو آگے دھر
گن گن کرنے لگے حالانکہ اُستاد نے پڑھانے کو پڑھا تو سب کچھ دیا یعنی کتاب کی تحریر خوب رٹوا دی لیکن سمجھایا خاک نہیں پھر ایسی حالت
میں بجز اسکے کہ طالب علم کتاب کے کیڑے بن گئے۔ اور کیا نتیجہ نکلا۔ اُستادوں کا فرض ہے۔ کہ طالبعلم کو دنیا کی نیکی بدی کا علم کرا دیں
اخلاق کا سب سے اونچا سبق سکھلا دیں علم ادب سے اچھی طرح واقف کرا دیں۔ نیک چلن بننے کے قاعدے سکھلا دیں۔ اور اسکے علاوہ
جس سے شاگرد قابل بنجائے وہ وہ ضروری مضامین بتلا دیں۔ تب تو اُستادوں کا احسان والدین سے ہزار درجہ بڑھ کر ہے۔ اور اگر
یہہ سب کچھ نہیں کیا اور شاگردوں کو کسی قابل نہیں بنایا۔ یا بنایا تو شوخ گستاخ۔ بداخلاق۔ اور رنگیلا بنایا۔ تو ایسی حالت میں
کیا کہا جا سکتا ہے کہ اُستاد نے شاگرد کے ساتھ کوئی سلوک کیا۔ بلکہ بڑی بھاری دشمنی کی۔ جو اسکا قیمتی وقت برباد کرتے ہوئے
دنیاوی عیب اُسکے اندر پیدا کر دیے جن سے اُسکی زندگی بجائے عیش و آرام کے دُکھ بھری زندگی بن گئی۔

بادشاہ اورنگ زیب کے نام سے ہر ایک شخص واقف ہے ایک مرتبہ زمانہ بادشاہی میں انکا اُستاد انسے ملنے کے لئے آیا۔ اور دل میں یہ
غرض کو لیکر آیا کہ شاگرد بادشاہ بن گیا ہے۔ وہ ضرور کچھ نہ کچھ سلوک تیرے ساتھ کرے گا۔ لیکن یہہ اُستاد صاحب بالکل ویسے ہی
اُستادوں میں سے ایک تھے کہ جو بڑے گھروں کے لڑکوں کو خوش کرنے کے لئے ادھر ادھر کی باتوں میں وقت گذارا کرتے ہیں یا
خود ان کے دوست بنکر اُن کا دل بہلایا کرتے ہیں۔ پس اورنگ زیب نے اُنکو بلایا جب یہ آنکھوں کے سامنے آئے۔ تو معمولی سلام
تک بھی نہ کیا۔ اور بیٹھنے کو جگہ تک بھی نہ دی اور انکو مخاطب کرکے فرمایا!

ایک دوسرے کا خلاف اثر یعنی Reaction ہے۔ اور دونوں مین سے ایک بھی اکیلا نہین حاصل ہو سکتا اگر کام
خوشگوار یا آرام دہ ہے۔ تو اسکا خلاف اثر Reaction لازمی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح سے اگر کام تکلیف دہ ہے
تو اسکا نتیجہ آرام دہ ہوگا۔ مذہب ظاہر کرتا ہے کہ خوشی جو کہ ضرور تبدیل ہوگی اور ختم ہوگی۔ اور جسکے بعد رنج ضرور اٹھانا ہوگا۔ ایک
صرف جھوٹی نقل ہے جسکا اصلی اور حقیقی چیز اصلی خوشی اس دنیا کی خوشی سے بالکل مختلف ہے اصلی خوشی ایک ایسی حالت کا نام ہے
جسمین کہ روح سوائے لگاتار شانتی، اطمینان اور خوشی کے سطح لہراتی ہین۔ گویا کہ عالم محویت ہو جاتی ہے خوشی کا تجربہ کرنا کیا معنی
بلکہ روح خود ہی خوشی ہو جاتی ہے جو کہ ایشور کا دائمی گُن اور لازوال صفت ہے ترک کے معنی ہین چھوڑنا لیکن اسکا چھوڑنا کس
طرح ہونا؟ ناچیز جسمانی لذتون کا چھوڑنا جو تُمہے Ideal معراجون کا۔ اور دنیاوی سکھون کا چھوڑنا کہا ہے اور انکی جگہ
اصلی و سچی چیز کو حاصل کرنا چاہیئے جو کہ دائمی خوشی اور خرمی کا آب حیات ہے۔ مذہب کا یہی اصلی کام ہے مختصراً ہم کہہ سکتے ہین
کہ سچا مذہب اپنے ماننے والون کو۔ اگر وہ سچے دل سے نجات کے واسطے لگین تو مندرجہ ذیل باتین دیتا ہے:۔
(۱) دماغی شانتی و صلح (۲) جسمانی قوت (۳) دائمیت یا لازوال زندگی (۴) خوشی اور برکت۔ جسوقت انسان دھارک بننے لگتا ہے
اپنے فرائض کی ادائگی مین لگجاتا ہے۔ دنیا کی ہر چیز کو ہیچ سمجھکر اونسے محبت ترک کر دیتا ہے سنساری جھگڑون سے مُنہ موڑ لیتا ہے
اسوقت اوسکے دماغ کو شانتی ملتی ہے۔ ناظرین اپنے ذاتی تجربہ سے سمجھ سکتے ہین کہ جسکا جتنا سنساری کام زیادہ ہوتا ہے اوسکو
اتنی ہی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ اسکا دماغ ہر وقت چکر لگاتا رہتا ہے کبھی روزگار کی فکر ہوتی ہے کبھی خاندان کی غرضکہ اسکو ایک منٹ
بھی آرام نہین ملتا۔ اور سونے مین بھی اسکا دماغ طرح طرح کے خوابون مین لگا رہتا ہے جتنے رشی ہوتا ہوئے ہین۔ اونکی مثال سے
آپ بخوبی سمجھ سکتے ہین کہ وہ لوگ کیسے شانتی کے پتلے اور مجسم شانتی ہی تھے۔ دھارک بننے سے جسم مین قوت بھی آتی ہے تپ کے
ذریعہ وہ طاقت پیدا ہوجاتی ہے کہ جسکے سامنے بڑے بڑے پہلوانون کا تو کیا ذکر ہے۔ شیر بھی ڈنڈوت کرتے ہین۔ اور سورگ کے دیوتا
سرنواتے ہین۔ جسم مین بہرا چہرے کی ایک چمک جھلکنے لگتی ہے جسمانی طاقت روحانی طاقت کے تابع ہوتی ہے۔ دھارک بنتے بنتے
آخرکار ہم ایسے درجہ پہ پہونچ جاتے ہین کہ جہان موکش کا راستہ سیدھا ہوجاتا ہے اور اپنے کرمون کو کاٹ کر آخرکار موکش پد حاصل کر سکتے
ہین جہان جنم مرن وغیرہ پھر نہین ہوتے اور روح ہمیشہ اپنی سچی ہستی کو قائم و برقرار رکھتی ہے اسطرح لازوال زندگی نصیب ہوتی ہے
دھارک شخص کو دنیا مین بھی خوشی اور برکت ملتی ہے اور بعد مرنے کے اوسکے اعمال کے مطابق سورگ یا بہشت کی خوشی اور برکت ملتی ہے
اور اسطرح سے جبتک روح جسم مین دھارک بنتا رہیگا تو آخرکار اوسکو موکش روپی اصلی خوشی اور برکت حاصل ہوگی اسلئے سنساریون کو دھارک
بننا چاہیئے۔ فقط۔

استادون کا فرض

استاد کا درجہ والدین سے بڑا ہوا ہے۔ والدین محض اولاد کو جنم دیتے ہین۔ یہ ورثہ کر دیتے ہین لیکن اگر انسان کو کوئی انسان بناتا ہے

تیرتھون اور مندرون مین جیتا جیتی تھی نہ یان — پکشپاتی یان نہ تھے مخلوق ہٹی تھی نہ یان

سب کا تھا سادہ چلن برتاؤ سب کا نیک تھا
دس گذر کرتے تھے پیسے گر کما تا ایک تھا

ذات کا جھگڑا باہم آپادھاپی یان نہ تھی — ورن یان پرچار تھے تفریق جاتی یان نہ تھی
تھا اہنسا دھرم سب کا خلق پاپی یان نہ تھا — استری جاتی مہا سکھ کی کدا پی یان نہ تھی

بن گئے مذبوح جاد اور یان پھیلی بھوٹ
اک کا اک دشمن بنا انسان سے زاغ و زغن

روز مرہ یہہ نئی یوروپ کی صنعت دیکھ کر — کون وہ انسان ہے جسکا دل نہ ہووے منتشر
سادگی سادہ چلن سے جو کرے گا یان گذر — روز کے سامان جو رکھے گا یان پہ مختصر

سوچ لیگا آگے اور پیچھے کے جو انجام کو
زندگی مین اپنی بس پاوے گا وہ آرام کو

ایک ضروری درخواست

ہم بار بار تمین پرچون سے یہ درخواست کر رہے ہین کہ خریداران اصحاب کے پاس مبلغ عمر کا وی پی کیا جاویگا اور اس اطلاع کے مطابق وی پی کر بھی رہے ہین لیکن افسوس ہے کہ بہت سے بھائی وی پی وصول نکر کے واپس کر رہے ہین جس سے بہت زیادہ نقصان دفتر کو ہو رہا ہے اگر ایسے اصحاب ایک پیسہ کا کارڈ ڈال کر اطلاع لکھ بھیجین تو دفتر دیرباری سے بچ جاوے یقین ہے کہ جو اصحاب کسی وجہ سے پرچہ کو لینا پسند نہ کرتے ہون وے کارڈ لکھکر مشکور فرمائینگے۔ ایڈیٹر۔

ہمکو دھارمک کیون ہونا چاہیئے

(از بابو چمپت لال جین۔ سی۔ ٹی۔ مظفرنگر)

یہ ایک سوال ہے۔ جو کہ اکثر دریافت کیا جاتا ہے۔ کہ "ہمکو دھارمک کیون ہونا چاہیئے" دوسرے الفاظ مین یون بیان کر سکتے ہین کہ ہمکو کیون مذہب اپنے معمولی طریقہ مین رہے چلے جانا چاہیئے۔ اور خوشی اور خط دُنیاوی لذت اٹھاتے رہنا چاہیئے بہ نسبت اسکے کہ انکو ترک کرین۔ اور دھارمک بنین؟ یہہ ایک بڑا اہم سوال ہے۔ لیکن مذہب (دھرم) کو اپنی عزت قایم رکھنے اپنی فضیلت برقرار رکھنے کے واسطے اسکا جواب دینا پڑیگا۔ مذہب۔ برکت کی سائنس ہے۔ یہہ علم کی وہ شاخ ہے جسمین خالص اصلی خوشی کے حاصل کرنیکے طریقونکا بیان ہے۔ سچی خوشی کا صفت کا تلاش کرنا اسکا کام ہے۔ خوشی اور رنج۔ آرام و تکلیف متضاد یا مترادف الفاظ ہین۔

چوری اور ٹھگی سے یان کی خلق کب آگاہ تھی
مرض اور کمزوریون سے یان نہ لب پہ آہ تھی

شادیان بچپن کی ہون ایسی نہ رسم و راہ تھی
زیب زینت کی کسی کو ہان! نہ یان پرچاہ تھی

پست ہمت پست قسمیان پر کوئی ہوتا نہ تھا
آلسی بنکر مقدر کو کوئی روتا نہ تھا

اپنی پونجی جس جگہ رکھتے تھے پاتے تھے وہین
ستیہ بادی ستیہ وکتا۔ تھے منش سارے یہین

قفل دروازون کو اپنے یان لگاتے تھے نہین
تھے پروپکاری سبھی ہان! تھی نہ خود غرضی کہین

بیاہتا کے ساتھ اپنی مرد رہتے تھے مگن
تھی پرائی استری نظرون مین مثل مان بہن

پیٹ ناجائز کمائی سے کوئی بھرتا نہ تھا
اِک کے اوپر دوسرا الزام یان دھرتا نہ تھا

قرض لے کرکے یہان کوئی مکرتا بھی نہ تھا
فیس پڑھنے کی یہان کوئی ادا کرتا نہ تھا

بڈرہ کے کام آتے تھے یان سب قوم کے اور دیش کے
بوجھ بھی سب اُن کے پڑھنے کا تھا ذمہ دیش کے

شیشہ اور چینی کے برتن اور کھلونے یان نہ تھے
جھوٹے موتی اور ملمع کے دیوانے یان نہ تھے

لیمپ تارک سگرٹون کے کارخانے یان نہ تھے
سینگ اور ہڈی کے دستہ اور شانے یان نہ تھے

کانسی اور پیتل کے برتن یان مروج عام تھے
ٹوٹ جانے پر بھی جنکے ملتے آدھے دام تھے

جرمنی تصویر سے کمرے نہ تھے اور نہ کے چمن
یان نہین تھی بدت کی کل اور سوڈے کی مشین

تھے نہ یان فوٹوگراف [illegible] - اور سیر بین
بوٹ فُل بوٹ اور گرگابی سلیپر تھے نہین

جیب کی گھڑیون سے یان کی خلق سب انجان تھی
سورج تارون سے یہان پر وقت کی پہچان تھی

دودھ برسون کا جماڈبون مین یان آتا نہ تھا
تھیٹرون۔ اور ناٹکون مین یان کوئی جاتا نہ تھا

یان چھری کانٹے سے کھانا بھی کوئی کھاتا نہ تھا
بال رکھہ کر فیشنیبل کوئی اتراتا نہ تھا

پیسہ کی تولہ کی جرمن کی چاندی تھی نہ یان
جھوٹا گوٹہ جھوٹا ٹھپہ اور زری تھی یان کہان

معتدل یہ دیس تھا خس خس کی ٹٹی تھی نہ یان
چرس کی دوکان اور مدرا کی بھٹی تھی نہ یان

تو پرواہ نہین مگر اصلی محبت ان جانورون مین موجود ہے جنکو بے سمجھ کہا جاتا ہے۔ آخر کار تیلی نے گاؤن والون کی پنچایت
جوڑ کر اس معاملہ کا فیصلہ کرنیکی خواہش ظاہر کی۔ نائی نے خوشامد کر کے گاؤن کے لوگ اکٹھے کئے۔ حسن اتفاق سے گاؤن
والون نے یہ فیصلہ دیا کہ تیلی کا کولہو ہر سال ایک بچھیرہ دیتا ہے نائی کا دعویٰ سراسر جھوٹا ہے گاؤن والے تو فیصلہ دیکر
چلنے لگے اور نائی بھی مایوسی کے پہاڑ سے دبا ہوا گھٹنے پر ہاتھ لگا کر اٹھنے ہی کو تھا کہ تیلی نے چھاتی پیٹ پیٹ کر کہرام سا شروع
کیا۔ نائی کو دوسری دہشت یہ ہوئی کہ مبادا یہ سب لوگ ایک زبان ہوتے ہوئے میرے مال و اسباب کو بھی قابو نہ کرلین۔ تیلی
سے کہا کہ بھائی روتے کیون ہو مین تو ساتھ شکریہ کے بچھیرہ اور گھوڑی تمکو ہی نذر کئے جاتا ہون۔ کیونکہ آپ کے مکان مین مینے
رات آرام پایا۔ مجھکو رخصت کرو۔ تب تیلی نے پنچون کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کیون بھائی صاحبو جب تم لوگ فوت ہو جاؤگے
تب میرے فیصلہ کون کیا کرینگے پنچون نے جواب دیا کہ ہمارے بیٹے اور پوتے۔ علیٰ ہذا القیاس تیلی بولا کہ سن بھائی حجام جس
گاؤن مین ایسے ایسے فیصلہ کرنے والے اپنے کو پنچ کہین اور کولہو سے بچھیرہ پیدا ہوا تسلیم کرین تو سچ جان لے کہ ایسے گاؤن
دس بیس سال سے زیادہ اس پرتھوی پر اپنا بوجھ نہ رکھ سکین گے۔ کہین کولہو سے بھی بچھیرہ ہوئے ہین یہہ بچھیرہ تیری
گھوڑی کا ہی ہے۔ سپرد کیا اور ساتھ ہی مبلغان بیس روپیہ دیکر کہا کہ اس معاملہ سے جو دلی تکلیف تجھکو پہنچی اسکا معاوضہ
برابر ہو جاوے۔ نائی اسکو دعائین دیتا ہوا اپنے گھر پر چل پڑا۔ اور سننے والون کی زبان پر یہ معاملہ پتھر کی لکیر کی مانند رہ گیا
یہ ایک ایمانداری کا نمونہ ہے جنکے دل مین صبر ہے انکے ہان ایمانداری ہے۔ جو سری گرہ سیون کرتے ہین ایمانداری وہان ٹھیر نہین
سکتی جیسے ہوا کے سامنے مچھر پانی کے آگے آگ۔ کوشیل کے آگے چارتر۔ خادم دلیپ سنگھ سرا دہلی۔

پراچین بھارت کی ایک جھلک

از منشی درگا پرشاد صاحب سہارنپور

تھے نہ بھارت کے نواسی فکر کرنے کے لئے
ساگ سبزی ہی لکھو کہا گذر کرنے کے لئے
دودھ گھی پھل پھول تھے یان پیٹ بھرنے کے لئے
اور چراگاہین بہت پشوؤن کے چرنے کے لئے

قحط کے خوف و خطر سے دیش یہ سب پاک تھا
وقت پر بارش یہان کرتا سدا افلاک تھا

پٹھن پاٹھن اک چوتھائی عمر بھر کرتے تھے یان
تیسری چوتھائی بن جنگل مین گھر کرتے تھے یان
گرہستہ مین پھر اک چوتھائی بسر کرتے تھے یہان
چوتھی چوتھائی مین جا سنیاس سر دھرتے تھے یان

زندگی سادہ تھی انکی من بھی ان کا بس مین تھا
لوبھ ناجائز سے انکو زندگی بھر مس نہ تھا

اور گٹھلیوں کے دام ۔ اچھا اب رخصت ہوتا ہوں۔ تھوڑی سی بھنگ علاقہ سردوار کی بھیج اہنسا دہ بڑی تیز ہوتی ہے اور اوپر سے ہولی آ رہی ہے یقین تو یہ ہے کہ ہولی سے پیشتر ہی پہنچ جاؤنگا۔ ورنہ بعد میں تو کوئی برہمن پوچھتا نہیں۔ نوٹس وغیرہ نکال دینا۔ فیس چھپائی میں ایک ساورن ملیگی اور کام ہوجانے پر کافی نذرانہ۔ باقی خیریت۔ بندہ لوٹا ناتھ گوانہ مقام ----

بھارت جین مہامنڈل

اس سال بھارت جین مہامنڈل کا جلسہ ۲۵ دسمبر لغایت ۳۰ دسمبر تک لکھنؤ میں ہوا۔ ۲۵ دسمبر کو منڈل کے جیو دیا وبھاگ کی سبھا ہوئی۔ جسکے سبھاپتی بمبئی کرانکل کے ایڈیٹر مسٹر بی۔ جی۔ ہارنیمن تھے۔ شری یُت مسٹر ناناوتی اسسٹنٹ منیجر جیو دیا گیان پرچارک فنڈ بمبئی۔ بابو دیا چندر جی گوئلیہ بی۔ اے منتری جیو دیا وبھاگ بھارت جین مہامنڈل۔ مسٹر دبھاکر بیرسٹر بمبئی مسٹر لویک۔ اور مہاتما گاندھی کے جیو دیا اور اہنسا دھرم پر بڑے پر اثر لیکچر ہوئے مسٹر ہارنیمن نے شاکاہار کی بڑی تعریف کی۔ اس روز تعداد حاضری تقریباً چار ہزار کے تھی۔ ہندو۔ مسلمان۔ عیسائی غرض سب ہی مذاہب کے لوگوں نے بڑے شوق سے لیکچر سنے۔ ۲۷ اور ۳۰ دسمبر کو جین کانفرنس کے جلسے ہوئے کھنڈوا نواسی شریمان بابو مانک چند جی جین بی۔ اے ایل ایل بی کا لیکچر بڑا ہی پر اثر اور زمانہ کے مطابق تھا شریمان بابو اجیت لعل جی سیٹھی سماج سدھار۔ اور تیرتھوں پر دگمبروں سوتیامبروں میں جو مقدمات چل رہے ہیں انکے روکنے کے بارے میں چند مفید ریزولیشن پاس کئے گئے۔ منڈل نے اس سال اس بات کو طے کر دیا ہے۔ کہ منڈل کا کوئی بھی ممبر ۱۶ سال سے کم عمر میں لڑکے کی اور ۱۴ سال سے کم عمر میں لڑکی کی ہرگز شادی نہ کرے۔ ۲۷ دسمبر کو کنور دگوجے سنگھ جی کا ۲۸ دسمبر کو بابو بہورام جی کھتری کا اور ۲۹ دسمبر کو برہمچاری بھگوادین جی کا لیکچر ہوا۔ ۳۱ دسمبر کو بھاؤ پوجا۔ اور پریتی بھوجن ہوا۔ غرض اس سال منڈل کا جلسہ بڑے آنند اور کامیابی کے ساتھ ہوا لیکن افسوس ہے کہ لکھنؤ کی جین سماج نے اس کام میں ذرا بھی امداد نہیں دی۔ بلکہ کنارہ کیا۔ اس وجہ سے کل بار اکیلے بابو اجیت پرشاد جی وکیل کو اٹھانا پڑا جسکی وجہ سے انکا لاکھ بار شکریہ ادا کیا جاتا ہے چیتن داس بی اے منتری جیو دیا وبھاگ [illegible]

(نوٹ) پچھلے پرچہ میں کچھ حالات مہامنڈل کے بھائی اوگرسین جی مظفرنگر والوں کی چٹھی کے مطابق درج کئے گئے ہیں۔ جو ادھورے حالات معلوم کر کے ٹھیک معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ۲۵ دسمبر کا جلسہ تو ان کے جانے سے پہلے ہوگیا تھا جسکی بابت انکو کوئی علم نہ تھا۔ لیکن جو جلسہ انکے سامنے ہوئے ہیں۔ انکی بابت انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ اوپر کی رپورٹ میں جسطرح ۲۵ دسمبر کے جلسے کی تعداد حاضری تحریر کیگئی ہے۔ اسطرح سے دیگر کسی جلسہ کی تعداد حاضری نہیں دکھلائی جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بھائی اوگرسین جی نے جو تعداد تحریر فرمائی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے [illegible] سبھاپتی کا لیکچر وہ بمبئی کے جین ہتیشی میں چھپا ہے جسکے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں دراصل [illegible] کے اوپر زور دیا گیا ہے۔ اوپر کی رپورٹ میں افسوس کیا گیا ہے کہ لکھنؤ جین سماج نے اس جلسہ میں ذرا بھی حصہ نہیں لیا اور باہر سے جو صاحب تشریف لائے تھے ان کے مطابق تحریر [illegible]

لیکھا بھائی پیوا رتھین ہے جو سے بڑے تفاخر کے ساتھ کہتے ہین کیا ہماری شادیان کرادو۔ مین نے ان کو جین پردیپ کے
صفا مین مسئلہ اس خیال سے ہٹا نا بھی چاہا لیکن انکی خواہش ذرا بھی کم نہین ہوئی۔ بلکہ دن دونی رات چوگنی بڑہتی جا رہی
ہے۔ حالانکہ یہ کہنے کے لئے مین تیار ہون کہ انکی ایسے اندری نہ ہونیکے برابر ہے لیکن انکو تو ہی اوپر والا خیال مارے ڈالتا ہے۔
بہلا یا تمہی انصاف سے کہو کہ اس کمائی مین کیا ڈر ہے۔ مین دہرم سے کہتا ہون کہ دس گنی فیس تو نوٹس چھپائی کی لو۔ اور بعد
شادی کے سو سو دو دو سو روپیہ امداد کے طور سے نذرانہ لو۔ اسطرح سے جا ہے جتنا روپیہ جمع کرلو۔ اس کمائی کے روپیہ پر نہ تو
کوئی اخبار حملہ کر سکیگا اور نہ کوئی آدمی برا بہلا کہہ سکیگا۔

اب رہا یہ سوال کہ بدہواؤن کی تعداد بڑہیگی۔ یہہ تو بھائی اپنے اپنے کرم کا بھوگ ہے۔ کیا ستی برس مین مرنے کے دن ہوتے
ہین جس دیش مین ہزارہا سال سے بھی اوپر لوگون کی عمرین ہوا کرتی تہین۔ اُس دیش کے آدمی ۷۰ – یا ۹۰ سال جیسی قلیل
عمرون مین مرنے لگے تو یہ سب عورتون کے ہی کرمون کا بھوگ ہے۔ اسمین بوڑہون کا کیا قصور۔ کیا بوڑہے یہ چاہتے ہین
کہ ہم جلد مرجائین ہرگز نہین۔ بالکل نہین۔ اگر تمکو میرا یقین نہ آے تو کسی بوڑہے آدمی سے کہکر دیکھ لو۔ وہ ہرگز بھی اپنا
مرنا پسند نہین کریگا۔ دور کیون جاتے ہو اگر مجھکو کوئی مرنے کی گالی دینے لگے تو مین ہرگز بھی گوارا نہ کرونگا۔ اور گالی دینے
والے کے خاندان تک کو مرنے کی گالی دیکر تب پیچھا چھوڑونگا اسلئے بوڑہون کے مرنے کا سوال تو عورتون کے کرمون کا پہل ہے
جس کے کرم مین بہت لمبا چوڑا سہاگ ہے اُس کا بوڑہا خاوند ایک سو سال بھی زیادہ جی جائے۔ تو کیا یہہ ناممکن بات
ہے۔ نہین ہرگز نہین۔ اور جس کمبخت کے بھاگیہ مین ہی بدھوا ہونا لکھا ہے وہ جوان خاوند کو پاکر بھی ہو جاتی ہے۔ پہر بہلا
بوڑہون کی شادیون مین کیا ہرج ہے۔

بھائی ایڈیٹر جب اپنی عمر کے بوڑہے لوگون کی شادیون مین مجھے شریک ہونے کا سوبھاگیہ پراپت ہوتا ہے تو مین بڑا ہی
خوش ہوتا ہون بعض مرتبہ تو مجھے اسقدر خوشی ہوتی ہے کہ گویا میری ہی شادی ہو رہی ہے۔ ہان! ایک بات تو کہنی بھول
ہی گیا۔ وہ یہ ہے کہ جو بوڑہے لوگ شادیان کرائین وہ دولت مند ہی کرائین۔ غریب لوگ تو نوجوان بھی بلا شادی کے
رہین تو بہتر ہے۔ دولتمندون کو دولت ہونے کی وجہ سے کچھ فکر تو نہین ہے۔ انکی بدھوا بھی ہر طرح سے عیش کر سکتی ہے
لیکن غریب نوجوانون کو تیلی کے بیل کی طرح سے دن رات بیوی بچون کے لئے مرنا پڑیگا۔ یہہ ٹہیک نہین ہے۔
مین اندور کی برادری سے درخواست کرتا ہون کہ وے ایک کمیٹی قایم کرکے ایسے بوڑہے امیرون کی فہرست تیار کرین کہ جو ۶۰
لغایت ۹۰ سال کے ہون اور شادی کرانے کے شایق ہون۔ اور اُن کے لئے رشتہ تلاش کرنے کے نوٹس جین پردیپ
مین نکالے جائین۔ اس سے کمیٹی کو اور جین پردیپ کو فیس، کمیشن، امداد، نذرانہ وغیرہ کی کافی آمدنی ہو جائیگی جس سے
کمیٹی مزہ مین ایک ہائی سکول بنا سکیگی اور جین پردیپ مزہ مین دو چار بورڈنگ ہاؤس تیار کر سکیگا۔ اگر تم اس میری نیک
صلاح پر دہیان دو گے تو بوڑہون کو کنوارہ نہ رہنا پڑیگا۔ اور قوم مین تعلیم کا ذریعہ آسان ہو جائیگا۔ اسکو کہتے ہین آم کے آم

کہتے شرم آئیگی۔ ان باتوں کو تم لوگ نہیں جانتے۔ تم ٹھیرے نئی روشنی کے روشن ستارے۔ بھلا تم کو شرم کے اصلی معنوں کی
کیا خبر ہے۔ یہہ مضمون بوڑھے لوگ خوب سمجھے ہوئے ہیں اسلئے وے بڑھاپے میں شادی ہی اس واسطے کرتے ہیں کہ بہو
پڑھوا ہو جائے۔ اور ہم رنڈوے پنے کی حالت میں نہ مریں۔ کیا تمکو یاد نہیں ہے کہ مارواڑ کے ایک اسی سالہ بوڑھے سیٹھ
نے ایک غریب آدمی پر ترس کہاکر اور اسکو مالا مال کرکے اسکی دس سالہ لڑکی سے شادی کرائی تھی جب انکے بیٹے
پوتوں پڑپوتوں (جو کہ باہر کلکتہ۔ بمبئی۔ کراچی۔ دہلی۔ کانپور۔ وغیرہ کی دوکانوں پر کام میں مشغول تھے) اس شادی کے سماچار
پہونچے اور وے اس کو لعنت ملامت کرنے کے لئے گھر پر جمع ہوئے۔ تب سیٹھ صاحب نے فرمایا تھا کہ "نالائقو کیا تم یہہ
چاہتے ہو کہ رنڈوے پن کی حالت میں مروں۔ اور رامجی کے یہاں شرم سے گردن نیچی کروں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے اب میں
مزے سے مروں گا۔ لاش کے اوپر چوڑیاں ٹوٹینگی۔ اور تمہاری نالائق عورتیں خوب ماتم کرینگی" بوڑھے بزرگ کا انتی منطقی
بھرا جواب سنکر سب دنگ رہ گئے اور کسی کو بھی بول نہ آیا۔ سب گردن جھکاکر دہرتی کہودنے لگے۔ اور کچھ دیر بعد اپنے اپنے راستے لگے۔
بھائی ایڈیٹر یہی تو وجہ ہے کہ جو بوڑھوں کی شادیوں میں برادری کے لوگ بھی ساتھ دیتے ہیں۔ جیسے کہ پچھلے دنوں اندور میں ہوا تہا
کہ کسی بوڑھے کی سگائی کو چھوڑ دینے والی ایک غریب عورت برادری سے خارج کر دی گئی تھی۔ برادری کو بھی تو ناک رکھنی ہے
جب برادری کا ایک آدمی رنڈوے پن کی حالت میں مرا۔ اور یہہ کہا گیا کہ فلاں برادری کا فلاں بوڑھا آدمی جو رنڈوا تہا مر گیا
تو کتنا بڑا ظلم ہے۔ ان وجوہات سے بوڑھے باباؤں کو گرہ کا ٹکہ خرچ کرکے۔ خون پسینہ کی بھائی کمائی کو دیکر کے مجبوراً شادی
کرانی پڑتی ہے۔ اس لئے تم لوگ بوڑھوں کی شادیوں پر ایک لفظ برائی کے طور پر مت لکھو ورنہ بھائی میرا تو یہہ خیال ہے کہ
اندور کیسے انصافی لوگ تمکو بھی برادری سے خارج کر دینگے۔ اس لئے اگر تم برادری کی خیر چاہتے ہو۔ تو بوڑھوں کی شادیوں میں
روک ٹوک مت لگاؤ۔ یہ میری اپنی رائے ہے۔

بھائی ایڈیٹر ایک بہت بڑے گروہ کا نام برادری ہے۔ اسمیں ہر طرح کے آدمی شریک ہوتے ہیں۔ بہت سے لڈو جلیبی کھانے کے
امیدوار ہوتے ہیں۔ بہت سے ناچ رنگ کے شوقین ہوتے ہیں۔ اور بہت سے بوڑھوں کے سروں پر موڑ بندھا ہوا دیکھنا ہی پسند
کرتے ہیں۔ اس لئے اگر بوڑھوں کی شادیاں تمہارے شور مچانے پر بند ہو جائینگی تو کل برادری کی امیدوں کا خون ہو جائے گا۔
پھر بتلاؤ کہ اس کا دوش کسکے ذمہ ہوگا۔ جیسا دہرم کی کرم فلاسفی کو جاننے والے تم جیسے لوگ بھی تو دوسروں کا حق کہانے کے
لئے تیار ہو۔ یہہ بڑے تعجب کی بات ہے اگر بوڑھوں کے بیاہ نہ ہوئے تو چودھریوں کی چاندی کیسے ہوگی۔ تو پھر دلالوں کے گھر
کہانے ہونگے۔ اس لئے بوڑھوں کی شادیاں ہونے دو۔ بلکہ میں تمکو صلاح دیتا ہوں کہ بوڑھوں کی شادیوں کے لئے میں پہلے
ہی نوٹس دو۔ تاکہ تمہارے ہاتھ بھی نقد دیوتا آویں۔ یا ایسی حالت میں دس بیس ہزار روپیہ کا لینا کونسی بڑی بات ہے۔
ان لوگوں کا کام ہوگا تمکو علاوہ ثواب کے روپیہ کی پراپتی ہوگی۔ اس اپنی چٹھی کے ساتھ دو نوٹس تو میں روانہ کرتا ہوں
یہ مطلق بوڑھے جو بہنگڑ کے بڑے گہرے دوست ہیں۔ دس دس پندرہ پندرہ ہزار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر میں کوئی تار

بہیا ہولی کا نام ہی لینے سے تو میرے منہ میں تو پانی بھر آیا۔ بڑا للچیلا ہے۔ اسلئے ہم بہنگ جنگو آدمی ہیں۔ ہولی کے دنوں میں ہم تو چوبارہ ہیں۔ بسنت کے بعد بستی چھنگی کشمیری اصلی کیسر آج کل بھاری وجہ سے نرخ میں گران ہو جاتی ہے ہولی کے دن آئینگے اور ہم لوگ آنند منائینگے۔ خوب گہری چھانینگے پھر بہرلوٹے پڑیں گے۔ اور لاکھوں برس جئیں گے۔ میں بھی کیا معافت کر نادمی بیا بیچ میں معافت کرتا ہیں بھنگ کی ترنگ میں کہاں سے کہاں پہونچ گیا۔ کہنے آیا تہا کچھ اور کہنے لگا کچھ اور۔ خیر جانے دو جو دو چار منٹ گذر گئے اب انکا خیال چھوڑ دو۔

چین پر دیپ میرے پاس برابر آ رہا ہے۔ اور میں اسکا کونہ کونہ پڑھ لیتا ہوں۔ لیکن پڑھتا ہوں دریا کے کنارے۔ جہاں آنکھوں کے روبرو پانی کی لہر اور گھاس کی سبزی موجود رہتی ہے۔ ورنہ بھائی مجھ کیسے بوڑھے بہنگڑ کو کل اخبار کا پڑھنا اگر نا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ نئے فیشن کے لوگ تو چشمہ چڑھا لیتے ہیں۔ اگر ضرورت بھی نہ ہو تو چلو خوبصورت ہی معلوم ہوگا لیکن نہیں معلوم انکے ناک اور کان کیا کہتے ہونگے۔ یہاں تو اگر ناک کے اوپر دو چار رتی کی مکھی بھی آن بیٹھتی ہے تو ناک میں دم آجاتا ہے۔ یہہ بالکل سچ بات ہے۔ جھوٹ نہ ماننا کیونکہ برادری والوں کی طرح سے مجھے بھی ناک کا فکر ہے۔ کان کمبخت خواہ آج کٹ جائیں لیکن ناک بنی رہے۔ اسلئے میں ناک کے اوپر چشمہ نہیں لگاتا۔ اور رات دن ناک کی خیر مناتا رہتا ہوں۔ اس شروع سال کے پرچے پڑھنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے ساتھ سورگ اور نرک کے آدمی بھی خط و کتابت کرنے لگے ہیں۔ اور تم انکے دکھ درد کے بھی ٹھیکہ دار بننے لگے ہو۔ خوب بھائی خوب۔ اس اپنی دنیا کا تو سدہار ہو نہیں سکتا۔ سورگ اور نرک والوں کا دکھ ضرور دور کروگے۔" دو دو بید پڑھکر دوبے بن تو بنا نہیں جاتا لیکن چھ وید پڑھ کر چھبے جی بننے کے لئے تیار ہو" خیر مجھکو اسپر زیادہ اعتراض نہیں ہے۔ چاہے تم موکش والوں سے بھی خط و کتابت جاری کر دو۔ اسمیں اپنا کونسا ہرج ہے۔ بلکہ اچھا ہے جو چین پر دیپ کے ذریعے سے اُن جلیوں کا بھی حال معلوم ہوتا رہے۔

لیکن بھائی یہہ تو بتلاؤ۔ کہ اگر بوڑھے لوگ شادیاں نہ کرائیں تو کہاں جائیں۔ ماں اُنکے نہیں باپ اُنکے نہیں۔ اگر وے ایک ننھی سی بہو لاکر ایک سے دو بنتے ہیں۔ تو کیا ظلم کرتے ہیں۔ بوڑھے لوگ شادیاں کرانے میں کسی کا دل نہیں دکھاتے۔ کسی کی لڑکی کو زبردستی نہیں لاتے۔ وے خوشی کے ساتھ پانچ سات ہزار روپیہ دیکر جب بہو لاتے ہیں۔ اگر قیمت کی چیز ٹوٹ جائے پھوٹ جائے میلی ہو جائے۔ یا الگ سے بچھڑ جائے تو اسمیں دنیا کو کیا دکھ۔ یا تم جیسے لوگوں کا کیا نقصان۔ اگر نقصان ہے یا کچھ دکھ ہے تو مول لینے والے کا ہے۔ کہ جسنے نقد توڑے کیسے بہول نکال کر دئے تھے۔ میری سمجھ میں یہہ منطق نہیں آتی کہ بوڑھے شادی کیسی نعمت بے بہا سے کیوں محروم رکھے جائیں۔ تم زیادہ سے زیادہ اس معاملہ میں یہہ دلیل پیش کروگے۔ کہ بوڑھوں کی شادیاں بدھواؤں کی ترقی کا باعث ہوتی ہیں۔ بھلا اسمیں شک ہی کیا ہے۔ اسکے ماننے میں عذر کسکو ہے۔ کیا وے بوڑھے نہیں جانتے کہ ہم اب چتا میں جانیکے لائق ہو گئے ہیں۔ لیکن وے کہتے ہیں کہ ہم رنڈوے بنکر کیوں مریں۔ پرماتما کے رجسٹر میں جب اندراج کی جاویگی کہو کیا نام ہے۔ کہاں سے آئے ہو۔ رنڈوے مرے ہو یا شادی شدہ۔ تب لفظ رنڈوا

ابتک کئے ہین چونکہ آپکی دریا دلی پربل ہونے سے آپکی تقریر اسوقت تمام جین قوم مین ہی ایک نافی ہوئی تقریر ہے بلکہ آپکی لاثانی تقریر کا لوہا غیر دہرم والون نے بہی مانا ہے آپ کے حالات و ویاکھیانون کی تعریف بہت سے اردو انگریزی ہندی اخبارون نے بہی کی ہے اور آپکا مبارک نام استری شکشا کی شرینی مین پرتھم آتا ہے آریہ سماج کے سرگرم پرچارک مشہور پنڈت لیکہرام جی نے اپنی کتاب آریہ مسافر کلیات مین آپکا پوتر نام فخر کے ساتھ بھارت کی پتی دیویون مین لکہا ہے نصرف پنڈت جی جیسے عالم نے آپکی عزت کی ہے بلکہ بہت سی بڑی بڑی استری شکشا کی مشہور کتابون مین بھارت کے لئے استری شکشا مین آپ کا مبارک نام آدرش روپ سے پیش کیا گیا ہے ہم کہانتک آپکے روچہ اور پوجیہ جیون کا بیان کرین آپ نے جو اعلی جین قوم مین بڑا ہی کام کیا ہے نصرف آپنے یہہ حالات و ویاکھیانون سے ہی بلکہ تصنیف کے ذریعہ سے بہی آپ نے نصف درجن کے قریب ایسی اعلی پستکین قوم کو اپہار کی ہین جنکی کہ پرشنشا بڑے بڑے شاستری پنڈتون و دیگر یوروپین صاحبان نے بلالحاظ مذہب و ملت کے کی ہے جین دہرم کی مہان عظمت اور اسکی فضیلت کا نقشہ جو آپنے غیر دہرم والون کے ہردون پر نقش کیا ہے اسکے لئے آپ کی جسقدر بہی تعریف کیجائے تہوڑی ہے دہن ہین آپ جو اسوقت باوجودیکہ آپکی عمر ۳۲ سال کے ہونے کے بہی آپکی سندر صورت بڑی ہی دیہہ روپ بہاگیہ شالی کانتی وان دیکہائی دیتی ہے ہونے کے علاوہ سات اس وقت بہی کیون نہو جبکہ آپ جنم سے لیکر اس اوستہا تک پورن بال برہمچارنی ہین اور آپکے مکہ منڈل پر ہم چہرہ سے ہم لوگون کو ہم اپدیش دیتی ہین ہمکو دہرم مارگ پر لگاکر اپنے جنم کو سپہل کر رہی ہین ہم شری جی سے پرارتہنا کرتے ہین کہ آپ کا مبارک سایہ ہمیشہ اس جین قوم پر بلند ہے اور آپکی عمر بہی مہان ہو تاکہ جین دہرم کا سورج اور بہی پرکاش وان ہوتا ہوا دنیا کو روشنی کیطرف لے (نوٹ) ہم ابتک شری متی جی کا شبہہ نام اور تعریف سن رہے ہین لیکن درشن نہین کرسکے شریمتی جی جین سماج مین ایک آدرش استری ہین۔ اور خوبی یہہ کہ بال برہمچارنی ہین۔ آپکا پوتر جیون سماج کے لئے قابل قدر ہے آپنے ستہانک واسی بہائیون کو بہت نفع پہونچایا ہے۔ اور جین لوگون کے دلون پر اس پوتر دہرم کا سکہ جمایا ہے لیکن ہمکو تعجب ہوتا ہے کہ ستہانک واسی بہائیون نے ابتک شریمتی جی کے نام پر کوئی کنیا مہا ودیالیہ کیون قایم نہین کیا۔ دیگر سوتنتر جیونون کو تو مندرون۔ اودیوچار آشرمون کا تعلق ماسے ڈالتا ہے۔ اور تباہ کر رہا ہے لیکن ستہانک واسی بہائی تو اس سے مبرا ہین ہم یقین کرتے ہین کہ ہمارے پنجاب علاقہ کے ستہانک واسی بہائی ضرور شریمتی جی کے نام پر ایک کنیا مہا ودیالیہ اور جگہ جگہ کنیا پاٹھ شالا قایم کرکے اپنی بہکتی کا سچا اور عملی ثبوت پبلک مین پیش کرینگے " پردیپ "

بوڑہے بہنگڑ کی چہٹی بنام ایڈیٹر جین پردیپ

پیارے ایڈیٹر جے بہنگ بہوانی کی!

لو دوست اب ہمارا بہی نمبر آیا ہے ۲۶ جنوری کی بسنت پنچمی ہے جسپہ بہی پچہی سو ہم کرما اور تیوہار جہلی کا ہو شیر ہیکہ

جین آریہ بال برہمچارنی شریمتی پاربتی جی مہاراج

(از لالہ متو رام جی جین سابق ایڈیٹر جین اودے لدھیانہ)

آپکا مبارک جنم شہر آگرہ کے قریب موضع بنیت کھیڑا بھوڑپوری گاؤن مین دھان کے زبردست زمیندار جینی قوم مین سنہ ۱۹۱۱ بکرم
مین ہوا ہے آپکے پتا کا نام لالہ بلدیو سنگھ جی اور ماتا کا نام دھن دیتی جی تھا آپکی عمر جبکہ سات سال ہی کی تہی کہ آپکو آپکے پتا
شہر آگرہ کے آس پاس مین ایک سہانک واسی جین منی رتن چند جی مہاراج کے درشن کرا دیا کرتے تھے یہ مہاتما بڑے ہی ودوان
بھاگیشالی تھے چنانچہ سوامی آتمارام جی جنکو کہ سوامی وجے نند بھی کہا جاتا ہے جوکہ ہمارے پوجیرے بھائیون کے ایک مشہور
سادھو تھے وہ انہی مہاتما سے پڑھے تھے غرضکہ ان مہاتما کی ست سنگت سے آپکو جین دہرم سے پریتی ہونے کے علاوہ بہت کچھ
لابھ پراپت ہوا ان مہاتما کا ایک شِشیہ (چیلا) شری منی کنورسین جی تھا جس سے کہ آپ نے ودیا دان لینا شروع کیا اور
تھوڑے ہی عرصہ مین بلدھی آپکی تیز اور نرمل بدھی ہونے کے بہت کچھ ودیا حاصل کرلی بعد ازان پھر آپکو ویراگ بھاؤ پیدا ہوگیا
اسوقت آپکی عمر قریب ۱۳-۱۴-سال کے لگ بھگ تھی چنانچہ آپنے اس سنسار کو اسار اور ناشوان سمجھکر ۱۹۲۲ بکرم مین
ستی چیت شدی دوج کے دن بڑے ہی اُتساہ سے پانچ مہان برت روپ دیکشا ستی ہیرا دیوی جی سے انگی کار کی دیکشا کے
بعد ستی جی سے خوب ودیا حاصل کرتی ہوئین اور دہرم مارگ مین بچرتی ہوئین سنہ ۱۹۳۰ مین آگرہ چوماس کیا یہان پر ایک مہاتما کنورسین
جی کے بھگت تھے جن سے کہ آپنے انگریزی کی بہی کچھ تعلیم سیکھنی شروع کی مگر افسوس کہ آپ نے ابھی برائے نام ہی انگریزی
پڑھی تھی کہ آپکی گورنی جی نے آپکو پڑھنے سے بند کر دیا اس سے پہر آپ نے اپنے ہی ستیہ شاستروں کو خوب دھیان سے
وچارنا شروع کیا بعد ازان آپ سنہ ۱۹۳۶ مین دہلی شہر پدھاکر شری ستی میلو جی مہاراج کے پاس ودیا حاصل کرنے لگین اور
مختلف شہرون مین دہرم اوپدیش سے جین دہرم کا پرچار کرتے ہوئے ساتھ ہی ودیا پراپتی مین بھی بڑی ہی نمایان ترقی حاصل
کی تھا آپنے سنہ ۱۹۴۰ سے ستھانک واسی جین دہرم کا پرچار بڑے ہی زور شور سے کرنا شروع کیا جس سے کہ ہزارون ہی نرناری
آپکے شردھالو اور بھگت ہوئے اور اسی سال مین آپنے گیان دیپکا نامک پستک ہندی مین تصنیف فرمائی جینی
قوم مین پہلا ہی ایک مہان کام اور دھنیہ شالی بات تھی کہ اس فرقے مین ہی ایک جین سادھوی پستک طیار کرے آپکی یہ پستک
اسقدر مشہور ہوئی کہ اسکے ۳-۴-ایڈیشن متواتر ہزارون کی تعداد مین شایع ہوئے اور اس پستک سے مہان لابھ اس
فرقے کو خاصکر یہ ہوا کہ اسمین دہرم پرچار کے لئے ٹریکٹون اور کتابون کا سلسلہ شروع ہوا اور نیز اس سے پہلے پنجاب مین عام طور
پر ابھاو ہی تھا اسکے بعد آپ نے مختلف شہرون مین مختلف وقتون پر بڑے بڑے بھاری مباحثے کیلئے خاصکر دہلی کا مباحثہ
جو مین پنڈت شوچرن داس شاستری دگوجیانوالہ کے رائیصاحب نرائن داس جی ایم اے جج بہادر و پنڈت صاحبان مہاراجہ
بہادر نابھہ و سوامی آتمارام آنند بیکھو وغیرہ وغیرہ بڑے ہی مشہور ہین اسکے علاوہ چھوٹے چھوٹے مباحثے آپنے سینکڑون ہی

جوانو! کام مین لاگ کے کچھ تدبیر کو
کرکے کوشش توڑدو محدودیت زنجیر کو

ایکدم پلٹا کے چھوڑو قوم کی تقدیر کو
تاکہ دنیا سر جھکائے دہرم کی تصویر کو

جین دہرم کا شور ہو گل اپنے ہندوستان مین
اور دہرم یوروپ مین پہیلے چین اور جاپان مین

ایک اہنسا دہرم کا سنسار مین پرچار ہو
شانتی گھر گھر مین ہو جگ گیان کا بھنڈار ہو

جس سے جیوون کے دلون مین پریم کا سنچار ہو
پریم کی جے کار ہو - آنند کی بہر مار ہو

نوجوانو! کام کرنا گو ذرا دشوار ہے
پھر ذرا ہمت کرو تو جٹ سے بیڑا پار ہے

کام کا یہہ وقت ہے باتین بنانے کا نہین
کام کا میدان ہے - گھر بیٹھے جانے کا نہین

کام کا اُپدیش ہے کچھ دل لبھانے کا نہین
ہے سما انمول یہہ پھر ہاتھ آنے کا نہین

اس لئے اے جوانو! کام کرنا چاہیئے
کام کے میدان مین جھٹ سے اُترنا چاہیئے

اس بچاری قوم کی آنکھون کے تارے آپ ہو
اس بچاری قوم کے بس اک سہارے آپ ہو

اس بچاری قوم کو جی جان سے پیارے آپ ہو
اور خود اپنے سہارے تم بچارے آپ ہو

قوم تمسے - قوم سے تم - بات بالکل ایک ہے
اس لئے سیوک بنو تم یہہ صلاح بس نیک ہے

" پردیپ "

ضروری اطلاع اور شکریہ

ہم ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۳۳ء کو اچانک سردی مین آ گئے جس کی وجہ سے بہت سخت بیمار رہے - لیکن زندگی بقایا تھی اس لئے سماج سیوا کرنے کے واسطے بالکل اچھے ہو گئے - اب ہمکو بیماری کی کوئی شکایت نہین ہے - البتہ کمزور بہت ہو گئے ہین اور یہہ کمزوری بعد موسم سرما کے دور ہو گی - اتنے عرصہ مین ہم سماج سیوا بہت کم کر سکینگے جسکا ہمکو بڑا دکھ ہے - ممکن ہے کہ جب تک ہم کمزور بنے رہین تب تک پردیپ کے مضامین دلچسپ نہ ہون لیکن اس ہماری مجبوری پر خیال کرکے ہمکو معاف کرنا چاہیئے - جین پردیپ سے ہماری بیماری کا حال معلوم کرکے بہت سے بھائیون نے ہمارے ساتھ ہمدردی ظاہر کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سماج کو ہمارا از حد پریم ہے - ہم اس ہمدردی کی دل و جان سے قدر کرتے ہوئے اُن بھائیون کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہین - اوم شانتی - " ایڈیٹر "

کام کے میدان میں جھٹ سے اترنا چاہیئے!

دوستو! افسوس تمکو ہے نہیں کچھ بھی خبر
کہاں رہی چکر۔ بھنور میں آ رہی ہے سربسر
جا رہی ہے ناؤ قومی بحرِ دنیا میں کدھر
پھر بھی ہا! افسوس بیٹھے ہیں کہ تو یہ بے فکر

ڈوبنے میں اب کہو اس ناؤ کے کیا دیر ہے
پھر بھی تم خاموش ہو ہا! کس قدر اندھیر ہے

جن پہ تمکو ہے بھروسہ پار جانے کے لئے
باڑ ہی تیار ہو جب کھیت کھانے کے لئے
بس وہی تیار ہیں تمکو ڈبانے کے لئے
کون پھر ہے اسکا محافظ بچانے کے لئے

دودھ کی رکھوال بلی پر بتاؤ خیر کیا
گھر کے دشمن ہو گئے جب اس سے بڑھ کر پھر کیا

قوم کو لیجار ہے وہ دن جو کمانے کے لئے
پاس کوڑی تک نہ ہوگی کچھ کمانے کے لئے
جب پھرے گی یہ بھٹکتی دانے دانے کے لئے
اور پیالہ تک نہ ہوگا مانگ کھانے کے لئے

آ گئی سب قوم ہا! افسوس گہری چال میں
ہو گیا ہے سنگٹھن بس پھنس گیا جنجال میں

ایک دو گر ہوں خرابی تب تو کہنا ہے بجا
اس لئے اس قوم کی جو ہو رہی ہے دُردشا
اور جب سب ہوں خرابی تب کہا پھر جائے کیا
اسکو بتلانے سے تو خاموش رہنا ہے بھلا

نوجوانو! جانکاری ہے تمہیں کل حال سے
کرکے ہمت تو بچا اب اسکو اس جنجال سے

جنکا تم تکتے سہارا وے تو سکھ سے سو رہے
انکو خودغرضی ہے پیاری وے اسی کے ہو رہے
کیا کمائے خاک۔ اپنی گانٹھ کا بھی کھو رہے
دوسروں کے راہ میں تن من سے کانٹے بو رہے

اسلئے انکا بھروسہ نوجوانو! چھوڑ دو
دوسروں کی آس کرنا ہر بار تو! چھوڑ دو

ہو گیا بالکل سویرا سب دکھائی دے رہا
دوسروں کی ناؤ کا ملاح دوہائی دے رہا
اور زمانہ بھی ہمیں سب کچھ صلاحی دے رہا
شبد کیا ہی صاف کانوں میں سنائی دے رہا

اپنے جی سے کام لو۔ ہمت سے اپنی کام لو
قوم کی کشتی جو ڈوبا چاہتی ہے تھام لو

خبروں کا گلدستہ

ہندوستان کی تجارتی رپورٹ ۱۹۱۰ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک کروڑ ۵۸ لاکھ اور ۱۴ ہزار روپیہ کی شراب ہندوستان میں ممالک غیر سے آئی ہے۔ جو ہندوستانی شراب خرچ میں آئی وہ اسکے علاوہ۔ غفلت کو اب تو چھوڑو ہندوستان والو۔

عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں تقریباً دو درجن سرحدی ڈاکو ۱۲ دسمبر کی رات کو آئے۔ اور دو ہندو نوجوان و ایک ہندو بیوہ کو پکڑ کر لے گئے ۱۲ میل کی دوری پر جاکر ہندو بیوہ کو قتل کر دیا۔ اور دو روز کے بعد ان دونوں نوجوانوں کو بھی کمال بے رحمی سے مار ڈالا۔ افسوس ہر دو نوجوان اپنے پیچھے نوجوان بیوائیں چھوڑ گئے ہیں۔ اور انہیں سے ایک اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ان سرحدی ڈاکوؤں کا ظلم دور کرنے کے لئے پنجاب سرکار کو خاص طور سے توجہ دینی چاہیئے۔

کلکتہ میں ایک شنکر داس نام کا آدمی نقب زنی کے جرم میں چالان ہوا۔ عدالت میں بیان کیا کہ میں ابھی کلکتہ آیا ہوں ایک مکان کی تلاش میں تھا میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے مکان کا تالا کیوں توڑا۔ کورٹ انسپکٹر نے بتلایا کہ اس شخص کی عمر اب پچاس سال کے قریب ہے جس میں سے یہ ۳۵ سال جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔

راولپنڈی میں رائے بہادر سردار بوٹا سنگھ کی دھرم شالہ میں کتھا ہو رہی تھی ایک بھگت جی کتھا کو بڑی غور سے سن رہے تھے لیکن تھوڑی دیر کے بعد آپ ایک جوتا چرا کر لیجاتے ہوئے پکڑے گئے۔ اور حوالات کی سپرد ہوئے۔ خوب! اب تنہائی میں بھگتی کا موقعہ اچھا ملا۔

انگلستان کے ایک رسالے نے لکھا ہے کہ گذشتہ پندرہ سالوں میں اہل برطانیہ نے ۳۰ تیس ارب روپیہ شراب کے لئے خرچ کیا ہے یعنی اہل انگلینڈ نے دو ارب روپیہ سالانہ کی شراب پی۔ افسوس!

راولپنڈی شہر میں ۲۰ دسمبر کو ہوائی جہاز اڑتے ہوئے دکھلائی دیئے۔ جو لوگوں نے بڑے شوق سے دیکھے۔

پیرس کے عجائب خانہ میں ایک اژدہا سانپ ۲۰ گز لمبا موجود ہے۔ یہ سانپ بکری کو ایک ہی دفعہ نگل جاتا تھا اندازہ کیا جاتا ہے کہ یہ ۴ سال زندہ رہا ہوگا

امرتسر میں دیا صاحب کے پل پر ایک شخص جو ضلع سیالکوٹ کا باشندہ تھا۔ اور جسکا نام پیارا بیان کیا جاتا ہے۔ ایک شخص کے پانچ روپیہ نکالتا ہوا پکڑا گیا چونکہ وہ سابقہ سزا یافتہ تھا اس لئے عدالت سشن سے کالے پانی بھیجا گیا۔

لارڈ کرزن کے نام سے ہمارے ہندوستانی بھائی خوب واقف ہیں۔ اب آپکی شادی لندن میں دھوم دھام سے ہوگی۔

لارڈ کچنر میموریل فنڈ میں اب تک چار لاکھ پونڈ کا چندہ جمع ہو گیا ہے۔

بمبئی کے حجاموں نے اپنا ایک برادری جلسہ کر کے بوجہ گرانی اشیاء کے یہ فیصلہ کر لیا ہے بال کٹوائی اور داڑھی منڈوائی کی موجودہ اجرت سے دگنی اجرت لیجائے جو اسکے خلاف کریگا اسکو برادرانہ سزا دیجائیگی۔

کلکتہ میں ایک پروفیسر کی خادمہ رات کو اپنے گھر جا رہی تھی۔ رستہ میں مہر علی نام کے کانسٹبل نے روک لیا اور ۸ر وصول کر کے گھر جانے دیا۔ پروفیسر صاحب نے پولس میں اس واقعہ کی رپورٹ کی۔ مقدمہ چلا جرم ثابت ہو کر کانسٹبل کو قید سخت ہوئی۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۳۲۱

قیمت سالانہ

ششماہی

جین پردیپ

یعنی

کُل جین سماج میں

اردو زبان کا ایک مذہبی - اخلاقی - اور قومی پندرہ روزہ رسالہ

دیوبند ضلع سہارنپور سے جاری ہوتا ہے

ایڈیٹر و پبلشر — جوتی پرشاد جین

مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۱۷ء شری ویر زبان سمت ۲۴۴۳ — نمبر ۶

خریداران جین پردیپ کی خدمت میں ایک ضروری التماس

صاحبان! یہ ہم کئی مرتبہ ظاہر کر چکے ہیں کہ سال گذشتہ میں جین پردیپ کو تقریباً ڈیڑھ سو روپیہ کا نقصان رہنے کی وجہ سے اسوقت کچھ روپیہ نہیں چونکہ خرچ کی روز بروز ضرورت ہے اسلئے روپیہ درکار ہے۔ لہذا درخواست ہے کہ اگلا پرچہ بذریعہ وی۔ پی۔ مبلغ دو روپیہ نو آنہ کا آپ کی سیوا میں بھیجا جائیگا۔ مہربانی کرکے اس کو منظور فرماویں اور مبلغ دو روپیہ نو آنہ دیکر پرچہ وصول کر لیویں۔ تاکہ اس کا کام چلتا رہے۔ اور اگر کسی صاحب کو وی۔ پی لینے میں ابھی عذر ہے تو وہ بذریعہ عنایت نامہ بہت جلد مطلع فرماویں تاکہ دفتر کو نقصان اٹھانا نہ پڑے۔ جوتی پرشاد ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند۔

تجارتی پریس میرٹھ میں ... نے چھاپا

بزرگ ستہ سنیشونکو ہی غور ہا دیتی ہے۔ ہم تم جیسے گہر ستیون کو تو موٹے طور کپڑے ہی کی چادر سے کام لینا پڑیگا۔ لوہا کے
موافق ہی پیر پہیلانے ہونگے ورنہ ضرور چادر پہٹیگی۔ اس قدرتی اصول کو کوئی شخص خیالی تمثیلات و دیگر یا جوش و خروش کی
عبارت لکہکر نہین اوڑا سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سمپادک جی نے جین پردیپ والے "جتنی چادر ہو اوتنے پیر پہیلاؤ" مضمون
کو غور سے نہین پڑہا ہین نے اوس مضمون مین یہ کہین نہین کہا ہے کہ جین سماج ہمیشہ کے لئے نئی سنستہائین کہولنا قطعی بند کردے
بلکہ میرے الفاظ یہ ہین " بالفعل جین سماج کو اور نئی سنستہائین نہین کہولنی چاہیئین۔ عام طور سے دیکہا جائے تو ابہی جین سماج
مین کچھ زیادہ سنستہائین نہین کہلی ہین جین سماج کو گری حالت سے اوٹہانے کے لئے جتنی بہی اور نئی سنستہائین جاری ہون
اچہا ہے لیکن جین سماج کی حالت و طاقت کو دیکہکر بموجب کہاوت مذکور یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جین سماج بالفعل
اور نئی سنستہائین جاری نہ کرے" افسوس ہے کہ آپ نے لفظ بالفعل پر کہ جو میرے مضمون مین جا بجا موجود ہے کچھ خیال نہین کیا
کیا آپ اس اصول سے انکار کر سکتے ہین کہ تعداد مین زیادہ کام شروع کر دینے سے طاقت بٹجاتی ہے اور سب کام
ادہورے و ادہ کچرے رہجاتے ہین۔ اگر کسی روز آپ کے پاس دو مقدمے نزاعی ایسے ہون کہ جنمین تین تین گہنٹہ
وقت صرف ہونے کی امید ہو تو کیا آپ تیسرا مقدمہ اوس روز لیکر سب مقدمون کو ادہورے و ادہ کچرے رکہکر
خراب کرنا پسند کرینگے۔ سمپادک مہاشے سچ کہنا کیا آپ چادر دیکہکر پیر پہیلانے کے اصول پر اپنے خانگی خرچ و خانگی
کاروبار مین عمل نہین کرتے ہین۔ اگر کرتے ہین تو پہر نہین معلوم سماج کی سنستہاؤن کے متعلق آپ اوسکے خلاف اپدیش دینے
کو کیون طیار ہین۔ جب آپ اپنی آنکہون کے سامنے دیکہ رہے ہین کہ سب موجودہ جین سنستہاؤن مین ابہی بہت کچھ کرنا باقی ہے
سب مین روپیہ اور کارکرتاؤنکی مانگ ہے تو پہر آپ کیون نئی سنستہاؤنکے کہولنے کی چیخ پکار کرکے نئی سنستہائین جاری
کرکے موجودہ سنستہاؤنکے مکمل ہونے مین ہرج ڈالنے اور انجام کار نئی و پرانی سب سنستہاؤن کو خراب وخستہ و ادہوری ادہ کچری حالت
مین رکہنا چاہتے ہین۔ کون کہتا ہے کہ جین سماج مین کافی سنستہائین کہل چکین اور سنستہاؤنکی ضرورت نہین ہے۔ کون کہتا ہے
کہ عام جین کتب خانونکی ضرورت نہین ہے۔ ضرورت تو سب کچھ ہے لیکن دیکہنا تو یہ ہے کہ بالفعل ایسے کتب خانے
جین سماج کی حالت و طاقت و طبیعت کی رچی و دیگر موجودہ سنستہاؤنکے فائدہ و نقصان کے لحاظ سے بخوبی چل بہی سکتے ہین
اور جین سماج اسوقت ایسے کتب خانون کے لئے چندہ دینے کو طیار بہی ہے۔ سمپادک مہاشے ہم تو آپکے اس اپدیش کے
نہایت مشکور ہونگے اور آپکو ہزار دہنیاد دینگے اگر آپ اپنے اس اپدیش سے اون بہولے جینی بہائیونکو کہ جنکی آنکہون
پر تعصب و اگیانتا کی پٹی اسقدر مضبوط بندہی ہوئی ہے کہ وہ جین سماج کے فائدہ و نقصان کو کچھ نہین دیکہ سکتے اور زمانہ کی ضروریات کو ذرا محسوس نہین
کر سکتے ہین۔ مسلمانونکو شاید کہ جین دہرم کے پرچار کو اور ہم جیسے ہین تعلیمی سنستہاؤنکو برا خیال کرتے ہین۔ ساگ سبزی کہتیا گ کر ہی ہوا اعلی ہو سمجہکر دوسرے
بہائیونسے جو اونکے کہنے کے مطابق تنگ ذہن رہتے اور رکہتے ہیں بات پر بہائی برادری کا پیار چہوڑ کر نفاق و فرقہ بندی قائم کرتے ہین۔ اگر آپ ایسے بہولے بہائیونکو
اپنے اس اپدیس سے عام جین کتب خانونکے لئے چندہ دینے پر آمادہ کرلینگے تو آپ بہت شکریہ و کروڑ دہنیاد کے مستحق ہونگے۔ ترقی سماج کا خواہان
[illegible]

کا افتتاح مسٹر لالہ جناب بنارسی داس برج لعل سوداگر موجود تھے۔ اور چند صاحب موصوف تقریر کے بعد ہوسٹل کھولا گیا جس سے جین طلبا
اس انسٹی ٹیوشن سے بہت فائدہ پہونچے گا۔ یہ انسٹی ٹیوشن سوامی امرسنگھ جی جین آچاریہ مرحوم کی یادگار میں ستھانک واسی
جین برادری لاہور کی طرف سے کھولا گیا ہے۔ مبارک۔

ایک قومی بزرگ کا سورگباس

افسوس کے ساتھ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ فخر قوم پنڈت جگل کشور جی مختار دیوبند کے پوجیہ پتا شری چودھری نتھو مل جی جین سرساوہ کا
۲۰ر نومبر ۱۸ء کو سورگباس ہوگیا ہے۔ آپ کی عمر تقریباً ۹۰ سال کی تھی آپکو دھارمک کاموں سے بہت زیادہ پریم تھا۔ قومی اور برادری
کے کاموں میں خوب حصہ لیتے تھے۔ تندرستی آپکی بہت اچھی بنی ہوئی تھی۔ لیکن پاپی کال نے آپکو چھ اور دنوں کام نہ کرنے دیا۔ اور اس
قوم کے سر سے ایک بزرگ کا سایہ اٹھا دیا۔ آپ نے مرنے سے پہلے ایکسو روپیہ حسب تفصیل دان کیا ہے۔ جو آپکے دھارمک پریم کا
زندہ ثبوت ہے۔ شری جین مندر سرساوہ ۵ — دگمبر جین تیرتھ کمیٹی بمبئی ۵ — رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور ۵ — سیادواد مہاودیالیہ
کاشی ۵ — شری کل بھوشن جین ودیالیہ کسمبل گڑھ ۵ — جین اناتھ آشرم دہلی ۵ — جین خیراتی شفاخانہ سہارنپور ۵ — جین پرچارک
دیوبند ۵ — جین ہتیشی بمبئی ۵ — پستکیں تقسیم کرنے کیلئے ۵۰ ہم شری جنیندر دیو سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ لالہ صاحب کی آتما کو شانتی
اور آپکے کٹمب جنوں کو صبر عطا فرماویں۔ پردیپ۔

جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ کا پانچواں سالانہ جلسہ

جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ کا جلسہ تاریخ ۲۳ و ۲۴ر دسمبر ۱۹۱۸ء کو بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ دو روز تک شہر میں خوب جین دھرم
کی پربھاونا ہوئی۔ باہر سے ودوان لیکچرار پنڈت ہنسراج جی شرما شاستری امرتسر نواسی۔ پنڈت دیوکی نندن جی
نیائے النکار موریٹہ ریاست گوالیر۔ بابو پربھو رام جی فضل پورہ لاہور نواسی۔ برہمچاری کنور دگ وجے سنگھ جی و مہاتما
بھگوان دین جی رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور۔ فخر قوم بابو سورج بھان جی وکیل و پنڈت جگل کشور جی مختار دیوبند و دیگر
معززین دہلی۔ آگرہ و مظفرنگر وغیرہ سے تخمیناً پچاس اصحاب تشریف لائے تھے۔ ۲۳ر دسمبر کو لالہ اوگرسین جی کا نذر لواسی و چند
بورڈروں کے نہایت عمدہ و نفیس بھجن ہوکر اول جلسہ بصدارت مسٹر ہمیرٹن صاحب بہادر ایم اے پرنسپل جین مشن ہائی سکول
میرٹھ ہوا۔ منگلاچرن ہوکر شروع میں شری سروگیہ دیو سے برٹش راجیہ کی فتحیابی کے لئے پرارتھنا کی گئی اور بتحریک بابو سلطان سنگھ
صاحب وکیل و بتائید رائے صاحب لالہ پربھو لال جی اسکی بابت ایک ریزولیوشن سبھا سے پاس کرکے یہ تجویز ہوا کہ سبھاپتی
صاحب ریزولیوشن کی ایک نقل بذریعہ صاحب کلکٹر بہادر میرٹھ گورنمنٹ کو روانہ فرماویں۔ اور بورڈروں نے اپنے تصنیف کردہ
چند گیت برٹش راجیہ کی فتح کے گائے اور پنڈت دیوکی نندن جی نے راجا پرجا کو شانتی دینے والا شانتی پاٹھ بزبان سنسکرت

چاہئے بستر جو جیا کا فکر کرنا تمہیں ہوگا
پیٹ میں اور سکھ کو دکھ میں پیٹ میں غش ہو دم
جو بگڑے کام کچھ مجھسے کرو ایکانت میں ست شکشا
سوائے ایک میرے اور ترا ہے جو نہیں لایا
اگن کی ساکشی دیکر جو اردہنگی بنایا ہے

بچپن میں کرم سے پیار سے مجھے اپنا بناؤ گے
کسی بھی وقت مجھسے تم جدا ہونے نہ پاؤ گے
کسی کے سامنے مجھکو نہ تم رسوا بناؤ گے
تو میرا جی جلاؤ گے ۔ نفع ہرگز نہ پاؤ گے
تو میرے انگ سے تیرا ہمیشہ سکھ اٹھاؤ گے

اس شادی میں لالہ سیتا رام جی و ماسٹر منشی رام جی اور لالہ ودیا ساگر جی بھی تشریف لائے تھے ۔ درشک

امرتسر میں لالہ درگا پرشاد چندن لعل جی نے ایک دو منزلہ جین مندر بنوایا ہے ۔ اس مندر جی میں سیاہ برت کی سب سے بڑی ایک پرتما جی برتا ہے جسپر پالی حروف کہدے ہوئے ہیں مندر جی کے متعلق ایک جینی پستکالیہ بھی ہے ۔ اس پستکالیہ میں دگمبر ستھیا مبر تہاتک باسی سناتن دہرمی ۔ اور دیگر مذاہب کی پستکیں جمع کی گئی ہیں ۔ ہر ایک مذہب کا آدمی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے ایک جینی امرتسر

امر جین ہوسٹل بورڈنگ ہوس لاہور

امر جین بورڈنگ ہوس لاہور کی افتتاحی رسم ہری گیان مندر لاہور کے قریب بورڈنگ ہوس کی عمارت کے احاطے میں زیر صدارت رائے اچہرو رام سینیر سب جج لاہور منائی گئی جین طلباء نے اس موقعہ پر بھجن گائے اور منگلاچرن کے بعد لالہ ٹیک چند جین سکنہ جنڈیالہ گرو نے اس سنستہا کے کہولنے کا مقصد بیان کیا ۔ لالہ گرناری لعل جینی نے چند مختصر الفاظ میں کہا کہ یہہ انسٹی ٹیوشن کسی ایسے خیال کو لیکر نہیں کہولا گیا کہ جس سے موجودہ پنجاب دیگر جین بورڈنگ ہوس کو نقصان پہونچے ۔ بلکہ صرف اس انسٹی ٹیوشن کی کوشش اس میں ایک طرح کی مزید امداد ہو اور بقیہ جین طلباء کو جو مختلف کالجوں کی ہوسٹل اور بورڈنگ ہوسوں میں رہتے ہیں اور جنکو وہاں پر دہارمک تعلیم حاصل کرنے کے کم ذریعے ہیں یا ہیں ہی نہیں ۔ اس بورڈنگ ہوس میں رہیں اور فائدہ اٹھائیں ۔ بعد ازاں بابو پربہو رام لوکو ڈیپارٹمنٹ نے جین دہرم کی گذشتہ زمانہ کی عظمت پر دیا کہیان دیا ۔ اور حاضرین جلسہ سے التماس کی کہ وے اپنے رشی منی و بزرگان کے نقش قدم پر چلیں ۔ تب ایک کمیٹی انتظامیہ برائے انتظام انسٹی ٹیوشن ہذا بنائی گئی ۔ زیر نگرانی لالہ مہر چند گورنمنٹ پنشنر مالک کارخانہ مسٹرز مہر چند لچہمن داس سنسکرت بک ڈپو ۔ لاہور ۔ آخیر میں پریزیڈنٹ صاحب نے اپنی مختصر سپیچ (تقریر) میں اس جدید انسٹی ٹیوشن کے کام کرنے کا نقشہ کہینچکر دکہلایا اور دوران تقریر میں فرمایا کہ جین برادری کے لوگوں کو بھی اس امن راج اور علم کی روشنی کے زمانہ میں اپنے بچوں کی تعلیم کی دوڑ میں پیچھے نہ رہنا چاہیئے ۔ بعد میں شہنشاہ معظم کو تین چیرز دینے کے بعد جلسہ برخاست ہوا پریزیڈنٹ صاحب کے علاوہ جلسہ میں لالہ رلا رام بہاٹیہ بی ۔ اے اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گوڑگانوہ ۔ لالہ مہر چند گورنمنٹ پنشنر لالہ منوہر لال گورنمنٹ پنشنر ۔ لالہ ہیرا لال خزانچی بنک بنگال ۔ لالہ شام چند بی ۔ ایس ۔ سی سنٹرل ٹریننگ کالج ۔ لالہ دیوان چند جین بی اے پلیڈر قصور ۔ لالہ تہول رئیس امرتسر ۔ لالہ ٹیک چند جینی وائس پریزیڈنٹ میونسپل کمیٹی جنڈیالہ گرو ۔ ضلع امرتسر ۔ لالہ منشی رام

و ہر ایک رعایا کو محبت ہو جاتی ہے تو ان لوگوں کو بیگار ناگوار نہ گذرے۔ ورنہ وہ لوگ خوف زدہ ہو کر نہ بھاگیں اور بھاگنے کی
وجہ سے انکو جو ہار کی ہلاکی پڑتی ہے اس سے بچ جایا کریں۔ اس بیگار کے متعلق گورکھپور کا اسلامی اخبار "مشرق" کیا کہتا ہے
وہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔ "گورنمنٹ نے بہت کوشش کی اور کر رہی ہے لیکن بیگار میں جو دقتیں اور تکلیفیں محسوس ہوتی ہیں وہ دور ہو
جائیں مگر مشکل یہ ہے کہ دورے کا ہونا لازم ہے اور ہر شے کی ضرورت اسکے ساتھ ہے۔ وہ اچھی نرخ ہر چیز کا مالک کو ملجاتا گویا
پوری اصلاح ہے اور یہی حال نظر آتا ہے۔ گھاس۔ لکڑی۔ دودھ۔ دہی۔ کنڈا۔ ان چیزوں کی قیمت زمیندار لینا خود بھی پسند
نہیں کرتے مگر شرط یہ ہے کہ لینے والے آدمیت اور انسانیت سے لیں۔ یہ سمجھ لیں کہ ہم گانوں والوں کے مہمان ہیں۔ میزبان کو
تکلیف دیکر کوئی چیز لیجائے مگر اسکا سمجھنا مشکل ہے۔ لینے والے اپنا حق سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے اسلئے کہ ہم صاحب بہادر
کے ساتھ ہیں۔ ہم ڈپٹی صاحب کے ساتھ ہیں۔ ہم تحصیلدار صاحب کے نوکر ہیں۔ رعایا ہماری غلام ہے۔ اگر مہمانی اور میزبانی کا
طریق نکل آئے تو کوئی دقت نہو۔ اسکے واسطے بہت بڑی قابلیت اور محبت حاکموں میں ہونی چاہیئے ہم امید ہے کہ افسر اعلیٰ
حکام غور فرمائینگے۔"

اُپکار کر تارہ

(از قلم لالہ کاشی ناتھ جی قدر اجعفر پوری)

اگر شکم چاہتا ہے او بشر! اُپکار کر تارہ
گرہستی بنکے پال اچھی طرح سے بال بچوں کو
سرائے دہر میں آیا ہوا ہے تھوڑی مدت کو
فنا ہو جا خوشی کے ساتھ ملک و قوم کی خاطر
صداقت کے عدو گر تجھکو تلواروں سے دکھاتے ہیں
ترے انت کرن کو شدھ کریگا یہی اک دن
تو بھولی شانتی کی اور غلط ویراگ کی دھن میں
نہیں آنند ہرگز کاہلی کا نام گیتا میں
حقوق اپنے کسی صورت میں بھی ضائع ہونے دے
بھلانا چاہیئے ہرگز نہ تجھکو فرض خود داری
اگر نیشن کی عزت کا سوال آئے ترے آگے
وہ اپنی روشنی جسطرح سب کو مفت دیتا ہے

انہوں۔ دیوتوں پہ۔ پیواوں پہ۔ اُپکار کر تارہ
دھرم سے تو کما دھن بھی۔ مگر اُپکار کر تارہ
تو ہر اک کام میں یہ رکھ نظر۔ اُپکار کر تارہ
نہ ڈر مرنے سے۔ بے خوف و خطر اُپکار کر تارہ
ذرا کرگس بھی ہے سینہ سپر! اُپکار کر تارہ
تمنّا! نشہ کامنا سے عمر بھر اُپکار کر تارہ
نہ اپنی زندگی برباد کر اُپکار کر تارہ
بقول کرشن تو او بے خبر! اُپکار کر تارہ
ہر اک ذی روح کا شام و سحر اُپکار کر تارہ
تیرا کر تو یہ جو ہے سوچکر۔ اُپکار کر تارہ
سدا تو رہ لٹاتا مال و زر۔ اُپکار کر تارہ
بسان آفتاب جلوہ گر۔ اُپکار کر تارہ

دولت مند آدمی ہین۔ ہزارا روپیہ سال آپکا دھرم کاریون مین لگتا ہے۔ آپنے دہلی مین ایک سیوا [illegible] کھولا ہے
جس سے پبلک کو بہت کچھ فائدہ پہونچ رہا ہے اور پہونچنے کی اُمید ہے۔ آپ جین سادہ مارگی گروکل اجمیر مین کھولنا چاہتے
ہین جسکے لئے آپنے ۲۵ ہزار روپیہ دیدیا ہے۔ اور اسکے لئے بہت جلد کمرے بننے والے ہین۔ علاوہ ازین آپنے دہلی مین آنریری
ڈاکٹر مہاراج سورجی سے مہاراج صاحب کو بطور سفارش کہلوایا ہے کہ آپ کے راجیہ مین جو بہت مارے جاتے ہین اسکا انتظام
فرما دین۔ چنانچہ اُنھون نے وعدہ کرلیا ہے کہ مین کوشش کرکے اسکا انتظام کردونگا۔ آپ باوجود ایک بڑے سیٹھ ہونے کے
بھی مان کو پاس نہین آنے دیتے۔ دیکھئے اُس روز دہلی مین آپ کے ہمراہ کس نمرتا سے پیش آئے۔ بسمبرداس اڈ دہلی۔

نوٹ:۔ سیٹھ جگن مل جی کے بارے مین جو الفاظ ہمارے مہربان لالہ بسمبرداس جی نے ہماری چٹھی مین تحریر فرمائے ہین وہ بہت
ہی کم ہین۔ سیٹھ صاحب ایک بہت ہی اونچے درجہ کے آدمی ہین۔ آپکی آتما در اصل "ایک دھارمک آتما" ہے گو ہمکو زیادہ وقت
آپسے گفتگو کرنے کا نہین ملا لیکن پھر بھی ہم آپ سے ملکر بہت ہی خوش ہوئے۔ ہم اُمید کرتے ہین کہ سیٹھ صاحب فرقہ بندی
کے خیال کو بالائے طاق رکھکر کل جین سماج کے فائدہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر ایک کام کو انجام فرمائینگے۔ پردیپ۔

بے گار

یہ لفظ نہ معلوم کانون کو کیون ناگوار گذرتا ہے۔ اس لفظ کے اندر نہ جانے وہ کونسا نفرت کا مادّہ بھرا ہوا ہے کہ جہان
بیگار کا نام سنا اور ہوش و حواس گم ہوئے۔ جسمانی بیگار مین زیادہ تر غریب لوگ مثلاً چمار۔ بھنگی۔ کہار۔ اور ایسے ہی مزدور لوگ
پکڑ لئے جاتے ہین۔ ہم بچشم خود دیکھتے ہین کہ جب بازار مین پولس کے کانسٹبل یا تحصیل کا چپراسی یا قانونگو کے مردہ دانہ دلانے
یا بوجھ ڈھلوانے کے لئے غریب لوگون کو پکڑتے ہین۔ تب وے لوگ خوف زدہ ہوکر کس بُری حالت سے بھاگتے ہین یا روتے ہین
کہ اُس سین کو دیکھا نہین جاتا۔ لیکن پکڑنے والے حیوانون کی طرح سے جوتا یا ڈنڈا مارتے ہوئے اُنکو گھسیٹ کرلے ہی جاتے
ہین۔ اور من مانا کام کرانے کے بعد چار دو پیسے دیکر نکال دیتے ہین۔ یہ بیگار تو روزانہ کی بیگار ہے اور دوسری بیگار وہ ہے کہ جب حکام لوگ
دورہ مین جاتے ہین۔ اور پبلک کے اوپر بیگار کا بار پڑتا ہے جسمانی بیگار کے لئے تو وہی غریب لوگ ستائے جاتے ہین لیکن کھانے پینے
کا سامان مہاجنون۔ نمبردارون اور زمیندارون سے لیا جاتا ہے۔ یہ کھانے پینے کا سامان بطور مہمان نوازی کے نہین لیا جاتا
بلکہ اپنا حق سمجھکر لیا جاتا ہے۔ اس قحط کے زمانہ مین جبکہ لوگون کی بہت بُری حالتین ہین۔ روزبروز بیگار کا سامنا کرنا پڑتا ہے
اگر رسد کے سامان مین کچھ کمی بیشی ہوجائے تو وہ پوری ہوسکتی ہے اور وہ بھی ناگوار نہین گذرتی لیکن غضب تو یہ ہے کہ
چپراسی۔ اردلی۔ اور معمولی اہلکار اور بعض بعض چودھری رقمین وصول کرکے خود ہضم کرجاتے ہین۔ ایسی حالت مین غریب پبلک کو
بڑا دکھ ہوتا ہے۔ اس بیگار کی طرف حکام کو خود توجہ دینی چاہیئے اگر اعلیٰ حکام اپنے روبرو رسد کی قیمت چکا دیا کرین تو بہت
جلد یہ شکایت دور ہوسکتی ہے۔ اور اگر روزانہ کا کام لینے والے حاکم بھی غریب لوگون کی حالت پر رحم کھاکر کام کرانے کے پیسے

ہین جو بڑی کلاسون کے برہمچاریون کو پڑہاتے ہین۔ تیسرا ماسٹر بابو پربہو دیال جی جین ایف اے ہین جو چھوٹی کلاسون کے برہمچاریون کو پڑہاتے ہین۔ چوتھے پنڈت رامیشور دیال جی اوستہی ہین جو چھوٹے برہمچاریون کو ہندی او حساب پڑہاتے ہین۔ پانچوین پنڈت جمنادت جی شرما شاستری ہین جو سنسکرت پڑہاتے ہین۔ چھٹے پنڈت کھن لال جی جین ساستری اور نیایے النکار دہرم شکشا کے ہیڈ ادہیاپک ہین۔ انکے علاوہ پنڈت کنہیا لعل جی جین اور پنڈت بشومبر ناتھ جی بھی پڑہانے کا اور بچون کی حفاظت کا کام کرتے ہین۔ لہذا اسوقت تعلیم کا کام بہت اچھی طرح سے قابل اطمینان ہو رہا ہے۔ اکثر لوگ اس بات کو بہت زیادہ محسوس کرتے تھے کہ آشرم مین کسی طرح کی سرکاری ڈگری نہین ملیگی۔ اس لئے اپنے لڑکون کو بھیجنا فضول ہے۔ لیکن انکو یہ خیال دل سے دور کر دینا چاہیئے کیونکہ آٹھوین کلاس تک تو یہان پر انتظام ہو گیا ہے۔ اور اس بات کی کوشش کیجا رہی ہے کہ آشرم مین انٹرنس تک کی تعلیم دیجایا کرے۔

لہذا جین سماج کو آشرم مین اپنے لڑکے داخل کرنے مین کوئی کشش و پیچ نہ کرنا چاہیئے۔ اور اسکی ہر طرح سے امداد کرنی چاہیئے دوسرے آشرم نے دو ایک اُپدیشکون کا بھی انتظام کر دیا ہے۔ یعنی قمریان برہمچاری کنور دگوجے سنگہ جی جین جو کہ آشرم مین اڈہائی سال سے کام کر رہے ہین سو وے آشرم کی طرف سے بطور دہرم اُپدیشک کے دورہ کر رہے ہین۔ جن بہائیون کو آپکے دہرم اُپدیش سے فائدہ اُٹھانا منظور ہووے وے ہمارے ساتھ خط و کتابت کرکے آپ کو بلا سکتے ہین۔ چونکہ ہر ایک جگہ اور مقامات پر اُپدیشکون کے نہ جانے کی وجہ سے بہت سے جین دہرم سے گر جاتے ہین۔ جسکا ہمکو بڑا دُکھ ہے لہذا اس کمی کو پورا کرنے کی غرض سے ایسا وچار کیا گیا ہے۔ اور ہم سماج کے ودوان لوگون سے پرارتہنا کرتے ہین کہ وے آشرم کی طرف سے آنریری طور پر دورہ کرکے جین سماج کو فائدہ پہونچاوین۔ اُن کے ایسا کرنے سے آشرم نہین بلکہ کل جین سماج مشکور ہوگی۔ ہم دیکھتے ہین کہ سب سے پہلے کون سماج کا ودوان کام کے میدان مین آتا ہے۔ اور سماج کو فائدہ پہونچاتا ہے۔ سماج کا سیوک گیندن لعل ادہشٹاتا آشرم۔

ایک ضروری اور مفید عرض

جین سماج کے جن ودوانون کو اپنے خیالات قوم کے اور دیش کے روبرو ظاہر کرنے ہون۔ انکے لئے سبسے اچھا موقعہ یہی ہے کہ وے اپنے خیالات جین پردیپ کے ذریعہ سے قوم تک پہونچائین۔ اور دیش باسیون کو سنائین۔ آج کل جین سماج کے اندر اردو زبان کا یہی ایک پندرہ روزہ پرچہ ایسا ہے کہ جس سے جین سماج بہت زیادہ پریم رکھتی ہے۔ اوپری ول جانب خدمت کرا رہی ہے

ایک دہارمک آتما

آپ سیٹھ جیگن مل صاحب اجمیر والون سے ملاقات تو کر ہی چکے ہو مجھ جہانتک معلوم ہوا ہے آپ ایک بہت بڑے

تحصیلدار صاحب مواننہ۔ اور تھانونگو صاحب بھی تھے۔ چونکہ ایک مکان جو رگھناتھ محل کے نام سے مشہور تھا۔ اور بہت بری حالت مین پڑا ہوا تھا اسکی اس سال مرمت کرادی گئی ہے۔ اور ابھی ٹیلہ پر ایک عالیشان مکان ۵۰ فٹ لمبا اور ۳۰ فٹ چوڑا آشرم کی طرف سے تیار کرایا گیا ہے جو بوجہ ہونے اونچائی کے بہت دور سے نظر آتا ہے۔ سب سے پہلے صاحب بہادر اسکو دیکھنے کے لئے ٹیلہ پر پہونچے۔ اور وہان کے مکانات دیکھکر آشرم مین تشریف لائے۔ اور بہت بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ کل برہمچاریوں کی خیر و عافیت پوچھی۔ اور دودہ کا بہت سا حال دریافت کیا۔ اسکے بعد انھوں نے برہمچاریوں کو دیکھکر فرمایا کہ ابھی اس آشرم مین بہت چھوٹے چھوٹے بچے ہین پھر آپنے اُن درختون کو ملاحظہ فرمایا کہ جو آشرم کے سامنے نسیان جی کی طرف تالاب تک لگائے گئے ہین انکو دیکھکر آپ بہت خوش ہوئے۔ اور انکا لگانا بہت پسند کیا۔ اسکے بعد ہمنے صاحب بہادر سے تالاب کے بارے مین "جو کہ آشرم کی دہرم شالہ کے پاس ہے" یہ عرض کی کہ اس سے آب وہوا بہت خراب ہوتی ہے۔ اور ملیریا کا یہ خاص باعث ہے لہٰذا اسکو بھروا دینا چاہیئے۔ اور یہ بھی کہا کہ مواننہ سے ہستناپور تک پختہ سڑک ہوجانی چاہیئے صاحب بہادر نے مہربانی فرماکر تحصیلدار صاحب مواننہ کو حکم دیا کہ تالاب کی مسل نکلوا کر اسکے بھروا دینے کی کوشش کیجائے۔ اور مواننہ سے ہستناپور تک پختہ سڑک کا تخمینہ کیا جانے۔ اور یہ بھی فرمایا۔ کہ بعضی لوگ اپنے میلہ مین نہ تو تہبازاری خود وصول کرتے ہین اور نہ ہمکو وصول کرنے دیتے ہین جسکی وجہ سے صفائی کا انتظام ہم نہین کرسکتے۔ ہان یہ ہوسکتا ہے کہ صفائی کا معقول انتظام ہمارے یہان سے ہوجایا کرے۔ اُسکا جو خرچ ہو وہ آپ لوگون سے وصول کرلیا جاوے اسکے بعد بوڑھ گنگا کی طرف صفائی کے لئے تحصیلدار صاحب کو حکم دیا کہ وہ اپنے خرچ سے صفائی کرادیوین۔ اور اُسکا خرچ میلہ کے خرچ مین ڈال دیا جاوے۔ پھر آپ میرٹھ کو تشریف لے گئے ـــ

(نوٹ) پختہ سڑک کے لئے جیسی اطلاع صاحب بہادر ہمکو دینگے ہم سلج پر ظاہر کردینگے کیونکہ ہمارا خیال ہے کہ سڑک کی تیاری مین کل لاگت شاید سرکار نہ لگاوے اور وہ ضرور ہے کچھ روپیہ طلب کرے اس لئے اس پر جب ہی غور کیا جاویگا کہ جب وہان سے کوئی اطلاع آویگی۔ لیکن یہ ضروری بات ہے کہ مواننہ سے ہستناپور تک پختہ سڑک بن جانے کی اشد ضرورت ہے کیونکہ اب یاتریون کو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے۔ ہم صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع میرٹھ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ تکلیف فرماکر آشرم مین پدھارے۔ اور آپکو آشرم سے بڑا ہی پریم ہے۔ اور ہر طرح کی امداد کے لئے تیار رہتے ہین۔ گیندن لعل ادہشٹاتا آشرم

رشی برہمچریہ آشرم ہستناپور کیا کہہ رہا ہے

آج کل آشرم مین تعلیم کیسی ہورہی ہے۔ اور وہ تعلیم کی ترقی کے لئے کیا کیا تدابیر کررہا ہے۔ یہ سب کچھ مندرجہ ذیل باتونسے بہت اچھی طرح ثابت ہوجائیگا۔ اسوقت آشرم مین بابو بلونت سنگھ جی جین ہیڈ ماسٹر ہین۔ جو کہ لندن۔ امریکا و جاپان وغیرہ بہت سے غیر ممالک مین جاکر تعلیمی تجربہ حاصل کئے ہوئے ہین۔ دوسرے انگریزی ماسٹر بابو اندرسین جی جین بی

اور جبکہ بیچاری جب چودہ برس کی ہوئی تو جوش جوانی اٹھا لیکن افسوس۔ مصرع۔ جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم تھا خزاں کا
جن بچوں کو اپنے بھائی کے لڑکوں کی طرف دیکھتی ہے۔ تو دل میں سوچتی تھی کہ وہ دن کب آئیگا جب میں بھی اسی
طرح اپنے بچوں کو کھلاؤنگی۔ اس قسمت کی ہیٹی کو نہیں معلوم کہ اب اسکی تمام عمر اسی غمزدہ حالت میں گذرانی ہوگی۔ آخرکار
راز کھل گیا کہ وہ بیوہ ہوگئی ہے۔ اس وقت سے وہ عورت ہر گھڑی اور ہر لحظہ متفکر رہنے لگی۔ کہ کس طرح اور کب اسکی موت
آئے لیکن سچ کہا ہے ع مصیبت میں بھلا کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے ٭ کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا اپنے سے ہوتا ہے۔
اب اس لڑکی کی ہسٹری (history) سنئے۔ اس کے پتا نے اب اس لڑکی کو اس کے سسرال بھیجدیا سب مرد
عورتیں اسکو نگاہ نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اور بات بات میں اس سے لڑتے ہیں۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے۔ تنگ آمد
بجنگ آمد۔ کچھ عرصے تو ساس سسرے کا لحاظ کرتی رہی۔ اب سب کچھ لحاظ بھی بالائے طاق رکھدیا جہاں کسی نے ایک کہی
اسکو دو سنائی۔ غرضیکہ ہر روز گھر میں جھگڑا اور فساد رہتا ہے۔ دل میں سوچتی ہے کہ کنوئیں میں ڈوب مروں تو پاپ دا
کی جاتی ہے۔ گھر میں بیٹھا رہا نہیں جاتا۔ کروں تو کیا کروں۔ افسوس کرکے کہتی ہے۔ ع

ساجن دکھیا کر گئے جو سکھ لے گئے ساتھ ٭ جنم بچھوا دیئے گئے۔ میری ایک نہ پوچھی بات

افسوس۔ لوگوں افسوس ہندوؤں کے ہاں اور خاصکر بنیوں کے ہاں بچپن کی شادی کا اسقدر رواج ہوگیا ہے کہ اگر
کسی بچے کا رشتہ ناطہ بچپنا میں نہ ہو تو پھر بغیر روپیہ دیئے ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہوجاتا ہے۔
میرے بزرگو۔ اب آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ ہماری قوم کس طرح زندہ رہ سکتی ہے میری رائے میں ہماری قوم کی
زندگی صرف دو چیزوں پر منحصر ہے۔ (۱) یہ کہ ہماری اولاد طاقتور اور بدھی وان ہو۔ (۲) شاستر مطالعہ کرنے کے لیے ہماچا
ودیالیہ اور جینیں کا بجٹ ہوں۔ ہماری اولاد طاقتور اسی حالت میں بن سکتی ہے جب ہم جوان عمر میں اپنے بچوں کی
شادی کرینگے۔ دھرم کی ترقی اسیوقت ہوگی جب ہم رنڈی نچانا چھوڑکر دھرم کاموں میں دل لگائینگے۔ اور جا بجا جین سکولز
اور کالج جاری کرینگے۔ (نوٹ) شکر کا مقام ہے کہ اب بچپن کے بیاہ کی برائی بچوں کو بھی محسوس ہونے لگی ہے۔ اب وہ زمانہ
بہت نزدیک آنے والا ہے کہ بچے اپنی شادی بچپن میں ہرگز نہیں کرایا کرینگے۔ اور رنڈیوں کے ناچ کی محفل میں نہ جایا
کرینگے۔ ایسی حالت میں ہم بھی دیکھتے ہیں کہ بچپن کی شادی اور رنڈیوں کا ناچ کرانے والے بہشت بدھی کیا کرینگے طالب علموں
شور مچاؤ۔ اس مضمون کو لیکر اور یقین دلاؤ ایسے لوگوں کو۔ کہ بچپن کی شادی اور رنڈیوں کا ناچ کو دفع کرو۔ ورنہ آپکی
حکم کی تعمیل ہم سے نہیں ہوسکیگی۔ پردیپ۔

رشبھ برہمچریہ آشرم میں ضلع مجسٹریٹ صاحب بہادر میرٹھ

تاریخ ۲۳ نومبر ۱۹۱۱ء کو جناب مسٹر پیرسن صاحب بہادر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع میرٹھ ہستناپور میں تشریف لائے۔

اب ملا کہ وہ شرم کے مارے تشریف نہیں لائے۔ یہ سن کر ہم چار دن تک چپ رہے اور دلی شام کو ہم لالہ جی کے گھر پہنچے
کیا دیکھتے ہیں کہ لالہ جی ایک کمرے میں جو بہت خوشنما ہے اور جس میں جابجا جھاڑ فانوس لگے ہوئے ہیں۔ اور بجلی کی روشنی
ہو رہی ہے تکیہ کے سہارے لیٹے ہوئے ہیں۔ پانچ چار خوشامدی پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور نوکر لوگ پنکھا جھل رہے ہیں
باتوں باتوں میں ایک خوشامدی نے ذکر کیا۔ لالہ جی۔ خوب بیاہ کیا۔ خوب ناچ اور تماشہ دکھائے۔ اور خوب باغ بہاریاں
لٹائیں۔ ہم میں سے ایک بولا۔ واہ جی لالہ جی۔ خود را فضیحت۔ دیگراں نصیحت۔ آپ ہی تو اس روز سبھا میں رنڈی
نہ نچانے اور بچپن کا بیاہ نہ کرنے کی بابت لکچر دے رہے تھے۔ اور آج آپ خود ہی گوہر جان بلا کر نچائیں۔ اور ۹ برس کی دلہن
دیکھ کر اپنا دل بہلائیں۔ یہ سنکر لالہ جی بہت شرمندہ ہوئے اور کچھ دیر بعد بولے۔ کیا کریں بھائی۔ دنیا کا کام اسی طرح چلتا ہے
جیسا موقع دیکھتے ہیں ہم تو ویسا ہی کرتے ہیں۔ بغیر رنڈی کے بھی بارات کی کچھ شوبھا نہیں۔ آج کل رواج ہی ایسا ہے جو تھی لالہ جی
یہ باتیں کر رہے تھے کہ رتن لال بولے۔ واہ جی لالہ جی۔ آج کل تو آپ سے بھی بڑھیا سا ہو کا روگی باراتوں میں بھی ان اناتھ آشرم کی بھجن
منڈلی جانے لگی ہے۔ لالہ جی۔ ارے بھائی کیا معلوم ہم کل جئیں یا مریں پھر کس کا بیاہ اور کس کی شادی۔ اب اپنے سامنے
لڑکے کو ایسا بیاہ لیا۔ جیسا ایک قلعہ فتح کر لیا۔ اگلے سال اس کا مکلاوہ کرکے ہم تو اپنا فرض پورا کر دیں۔ باقی یہ جانیں جو کریں۔
ہمارے جینیوں میں ایسے آدمی تو ہزاروں مل جائینگے جو کہتے ہیں۔ کہ رنڈی کا ناچ اور بچپن کی شادی بری ہے لیکن عمل کرنیوالے
بہت ہی کم ملینگے۔ ایسے لوگ نہیں سمجھتے کہ Example is better than precept
(نصیحت سے کرکے دکھانا اچھا ہے) صاحبان پر یہ تو روشن ہو ہی گا کہ کل ہندوستان سے ۴ لاکھ روپیہ سالانہ رنڈیوں کے گھروں میں
جاتا ہے جس میں سے ۹۰ ہزار کے قریب جینیوں سے جاتا ہے۔ اس روپیہ کا ½ حصہ جیو ہنسا یعنی گئو کشی میں خرچ ہوتا ہے
جینی لوگ جو اپنے خیال میں اپنے آپ کو بہت دھرماتما سمجھے ہوئے ہیں۔ در اصل سب سے زیادہ ہنسا کرنے والے ہیں صاحبان
انگلیسا کہو یا اور دیگر لوگوں کی مثال پکڑو۔ دیکھو آریہ سماجی بھائی کس طرح سے روپیہ کو خرچ کرتے ہیں ایک کوڑی بھی فضول خرچ
نہیں کرتے اور وہ دھرم کے کاموں میں کیسے دل و جان سے مدد دیتے ہیں۔ کتنے تھوڑے عرصہ میں کتنی گئوشالہ مہا ودیالیہ اور مدرسے
کالج جاری کر دیئے ہیں۔ کیا ہماری قوم باوجود مالدار ہونے کے ایسا نہیں کر سکتی۔ ضرور کر سکتی ہے۔ اور کریگی۔ اس بات کو ہم
اسی جگہ چھوڑتے ہیں۔ اور پھر اس رئیس کی حالت کی طرف ایک سرسری نظر دوڑاتے ہیں جیٹھ کا مہینہ ہے۔ بارہ بجے کا وقت ہے
گرم لوئیں بڑے زور سے چل رہی ہیں گرمی کے مارے بدن جلا جاتا ہے۔ یکایک ایک چیخ کی آواز آئی۔ باہر جو نکلا تو کیا دیکھتا ہوں
کہ وہی لڑکا جس کا ابھی بیاہ ہوا تھا۔ اور جس کی عمر کل ۱۶ برس ۳ ماہ کی تھی آج اجل کا شکار ہو گیا ہے۔ اور ہزاروں مرد و عورتیں
اس کے پیچھے رو رہی ہیں۔ دلہن کو جسکی عمر اب صرف ۱۰ سال کی ہی تھی کیا معلوم کیا ہوا ہے۔ وہ اسی طرح اپنے باپ کے گھر
اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ کھیلتی ہے۔ اور ہنسی خوشی میں دن گذارتی ہے۔ ماں باپ کو اب وہی لڑکی جو ایک روز آنکھ کی پتلی
کا تارا تھا۔ آج زہر دکھائی دیتی ہے۔ سب اس سے نفرت کرتے ہیں۔ لیکن مصیبت میں موت کب آتی ہے۔ وہ لڑکی برابر

سنسکرت پاٹھ شالا درگاہ کنڈ دیو بند میں۔ گوشالا دیو بند میں۔ جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ میں۔ سیادواد مہاودیالیہ کاشی میں۔ سدہانت پاٹھ شالا مورینہ میں۔ جین مترمورت میں۔ جین ہتیشی بمبئی میں۔ کل میزان ہا سے نقد اور چار چاندی کی پراتیں تخمیناً ۱۵ صد روپیہ۔

میں لالہ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے ہم باراتیوں کو بجائے رنڈیوں کا ناچ دکھلانے اور عاشقانہ گیت سنوانے کے کلیان کاری اُپدیش سنوایا۔ بارات کی خاطر تواضع لالہ جینی لال جی کی طرف سے بھی بہت خوبصورتی کے ساتھ ہوئی ہیں یقین کرتا ہوں کہ جن بھائیوں نے اس شادی میں شامل ہو کر فائدہ اُٹھایا ہے وے بھی اپنے یہاں اسی طرح سے شادیاں کر کے فائدہ اُٹھاوینگے۔ ایک باراتی۔

(نوٹ) بیشک یہ شادی ایک نمونہ کی شادی ہوئی ہے۔ اگر ہماری قوم اس شادی سے سبق حاصل کرے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ "ناچ کے بجائے کیا تماشہ کریں" یہ سوال بالکل رد ہو جائے۔ لالہ سکھ لال اُلفت رائے جی نے قوم کے لئے یہ شادی ایک نمونہ بنکر دکھلائی ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ قوم اس سے ضرور سبق حاصل کریگی۔ اور قاعدہ بھی ہے کہ فائدہ کی بات پر سب کو توجہ دینی چاہیئے۔ اس شادی کی خوشی میں جو روپیہ جین سنستھاؤں کو دان کیا گیا ہے اُسکے لئے لالہ صاحب کا شکریہ تمام سماج کی طرف سے ادا کیا جاتا ہے اور جو جین پردیپ کے امداد میں روپیہ دیا گیا ہے وہ ساتھ شکریہ کے امداد فنڈ میں جمع کیا گیا اور ہمنے اس روپیہ کو اس طرح سے خرچ کرنا مناسب سمجھا ہے کہ ۵ طالبعلموں کو جین پردیپ بجائے ۱؎ روپیہ کے صرف ایک روپیہ میں ایک سال تک دیا جائے۔ لہذا جین پردیپ کے شوقین جین طالب علموں کو ۱۰ جنوری تک درخواست بھیجنی چاہیئے۔ تاکہ پردیپ روانہ کیا جائے۔ ایڈیٹر۔

جینوں کی حالت کا فوٹو اور بچپن کی شادی

ا۔ مارچ کا مہینہ ہے۔ صبح کا وقت ہے سورج اپنی کرنوں سے زمین کو سنہری لباس پہنا رہا ہے۔ جا بجا نہریں جاری ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آ رہی ہیں۔ پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو دماغ کو معطر کر رہی ہے۔ ادھر کوئل چہچہا رہی ہے۔ ادھر مالی اپنی زبان کے سریلے گیت گا رہا ہے یکایک ایک طرف سے باجوں کی آواز سنائی دی۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ ۹ برس کا بچہ اپنی ۷ برس کی دُلہن کے ساتھ چہل قدمی کرتا ہوا باغ میں ساتھی کھیلنے کے لئے آ رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے سینکڑوں آدمی جن کے بیچ میں ایک بہت خوبصورت رنڈی اپنی مصنوعی دلربا صورت اور شیریں زبانی سے لوگوں کے دلوں کو موہتی ہوئی ناچتی گاتی آ رہی ہے۔ اور لوگ واہ واہ کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں سیٹھ کی بارات ہے۔ جو پنچایت میں گول پگڑی باندھ کر بیچ بن کر بیٹھتے ہیں۔ اور دوسروں کو رنڈی نچانے اور بچپن کی شادی کرنے سے باز رکھنا چاہتے ہیں۔ سنکر بڑا افسوس ہوا کہ اتنا بڑا آدمی اور ایسے بُرے کام پوچھا کہ لڑکے کا پتا کہاں

رہے ہوۓ ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے ماسٹر لوگ از خود فیشن کے متوالے بنے پھرتے ہیں۔ از خود ہزار ہا بُرائیوں کا گھر بنے ہوئے ہیں۔ اور بداخلاقی اور بدچلنی کا جامہ پہنے ہوئے ہیں۔ بھلا کوئی بتلا سکتا ہے کہ ایسی حالت میں طالب علموں کے اوپر کیا اثر پڑ سکتا ہے کیا ایسے اُستادوں کے شاگرد نیک بن سکتے ہیں۔ کیا ایسے اُستاد اپنا نیک اثر ڈال سکتے ہیں۔ بھائی جب تک ماسٹر لوگ ہی نمود بن کر نہیں دکھلائینگے۔ تب تک طالب علموں کے نیک نہ ہونے کا شکوہ بالکل غلط ہوگا۔ اگر طالب علم فیس ادا کرکے ماسٹروں کو ملازم خیال کرتے ہوئے کوئی قدر نہیں کرتے تب تو یہ غلطی طالب علموں کی ہے لیکن اسمیں بھی ماسٹروں کے خیالات کام کر رہے ہیں۔ اگر کسی ماسٹر نے اپنی طالب علمی کے زمانہ میں اپنے اُستادوں کی بابت بھی ایسا ہی وچار کیا ہوگا تو ضرور ہے کہ اُسکے شاگرد بھی ایسا ہی سمجھتے ہوں۔ اور اگر کسی ماسٹر نے اپنے ماسٹر کی عزت استاد کے درجہ کو سمجھ کر کی ہوگی تو ممکن نہیں کہ اُسکے شاگرد اُس کی کافی عزت نہ کریں۔ غرض جہانتک ہم نے نتیجہ نکالا ہے کہ طالب علموں کے اندر بُرائیاں۔ اور خراب عادتیں پیدا ہو جانے کے کارن موجودہ زمانہ کے اکثر اُستاد لوگ ہیں۔ وہ اپنا فرض پورا نہیں کرتے۔ اور طالب علموں کو طالب علموں کا فرض نہیں سمجھاتے۔ بلکہ اپنے وقت کے گھنٹے پورے کرکے اپنے اپنے آرام کمروں میں موج کرتے ہیں۔ اُنکو پھر کچھ خبر نہیں کہ شاگردوں کا کیا بن رہا ہے۔ وہ یہ تحقیقات نہیں کرتے کہ کس شاگرد کا چلن کیسا ہے۔ اور کونسا شاگرد کس طرح سے رہتا سہتا ہے ہمارا خیال ہے کہ اگر استاد لوگ اپنے فرض کو پورا کرتے ہوئے طالب علموں کو نیک بنانا چاہیں تو کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ وہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔" پردیپ"

ایک نمونہ کی شادی۔ اور معقول دان

تاریخ ۲ دسمبر ۱۹۱۲ء کو ایک بارات روہانہ ضلع مظفرنگر سے لالہ سنکر لال اُلفت رائے جی کی دیوبند لالہ جینی لال جگت پرشاد جی کے یہاں آئی تھی یہ شادی لالہ الفت رائے کے سپوتر عزیز ترلوک چند کی تھی۔ اسمیں کوئی بھی فضول خرچی نہیں کی گئی۔ اور کسی بھی بد رسم کو پاس تک نہیں آنے دیا۔ ناچ اور محفل کی تو بات ہی جدا۔ اس بارات میں گانے بجانے کا بھی کوئی سامان نہیں کرایا گیا۔ بیواہ کی رسم جین شاستر کے مطابق ادا کرائی گئی۔ اور بڑھار کے روز لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ کا لکچر ہوا۔ جسمیں آپ نے یہ دکھلایا کہ ہماری مالی حالت گر جانے کا اگر کوئی کارن ہے تو وہ فضول خرچی ہی ہے۔ اگر ہمارے ادبری اور غرملی بن جانے کا کوئی کارن ہے تو وہ بھی فضول خرچی ہی ہے جب تک قوم سے فضول خرچی اور بد رسومات دور نہ ہو جائینگی تب تک ہماری یہ قوم کی حالت نہ سدھرے گی۔ اور ہم اپنے انسانی فرض کو ادا نہ کر سکینگے" آپکا لیکچر بڑا پُر اثر تھا۔ باراتیوں نے بڑے ہی دھیان سے سُنا اور فائدہ اُٹھایا۔ اس شادی کی خوشی میں لالہ صاحب موصوف نے حسب ذیل روپیہ دان کیا ہے۔

شری جین مندر ان دیوبند مبلغ ۱۰ روپیہ نقد اور چار چھتر چاندی کی جن پر سنہرا کام کرانے کیلئے مبلغ ۱۰ روپیہ علیحدہ دئیے جین استری پاٹھشالہ دیوبند ۵ واسطے منگانے جانے پستکوں کے۔

رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور ۵ جین اناتھ آشرم دہلی ۵ کنیا پاٹھشالہ دیوبند ۵ جین پردیپ دیوبند ۵

دیہو کی عورتون کا بدن پسینہ پسینہ ہوجاتا ہے ایک قدم چلنا بھی انکے لئے مشکل معلوم ہوتا ہے کتنے ہی طالب تو پیدل اسکول
جانے مین اپنی کسر شان سمجھتے ہین اس حالت مین انکا نازک جسم ہمت کے کام کب کر سکتا ہے اگر ان کو ایک میل دوڑنے کا
اتفاق پڑجاوے تو شاید انکی جان نکل جائے پیشتر یہ بات نہین تھی اسوقت کے طالب علم ہر روز بلاناغہ کوسون کا چکر لگایا کرتے
تھے اسی سے انکا جسم چست و چالاک رہتا تعلیم مین بھوگ بلاس کی چیزون کا استعمال کرنا بہت سختی کے ساتھ منع کیا جاتا تھا ۔
اور پوشاک یکرنگی ہوتی تھی لیکن آج کل روزمرہ فیشن ترقی پکڑتا جاتا ہے ہیٹ ۔ کوٹ ۔ بوٹ ۔ چھڑی ۔ چھاتا ۔ چشمہ ۔
ہینڈ واچ ۔ سگریٹ ۔ پان ۔ خوشبودار تیل و ولایتی عطر وغیرہ طالب علمون کے لئے روز کے برتاؤ کی معمولی چیزین ہو رہی ہین
انکے بغیر اسکول کا جانا گویا ہے گویا اپنی عزت برباد کرنا ہے افسوس کتنے ہی طالب علم فیشن کا خرچ نہ برداشت کرنیکی وجہ سے
پڑھنا چھوڑ دیتے ہین برہمچریہ کا پالن تو بالکل ہی اٹھ گیا ہے انٹرینس کلاس تک پہونچتے ہی پہونچتے کتنے ہی طالب علم
بچون کے باپ بن جاتے ہین جب بچپن مین ہی طالب علم کا دل بھوگ کی طرف راغب ہوگیا تو پھر علم کا حاصل ہونا مشکل
ہی نہین بلکہ ناممکن ہے بیشیون کی طرف جھکا ہوا طالب علم روحانی ترقی ذرا بھی نہین کرسکتا خواہ وہ کتنے ہی ٹونک
ٹیولیٹ کا سیون کرین جسمانی طاقت کے ساتھ ساتھ انکی روحانی طاقت بھی نیست و نابود ہوجاتی ہے اور کچھ زمانہ مین وہ
بالکل نکمے ہوجاتے ہین دنیا مین کسی کام کے لائق نہین رہتے اب خیال فرمائیے جنکے اوپر دنیا کی ترقی کا دار و مدار ہے اور
وہ کام کرنیکے لائق نہین ہین تو پھر دنیا پاتال مین کیون نہین پہونچ جاویگی اور کیون نہین اس بھارت کے بال بچے بھٹک کر
غارت ہوجاینگے کیا اسمین کچھ شبہہ ہے ۔

(نوٹ) دراصل فی زمانہ تعلیم کا ڈھنگ نہایت ہی بے ڈھنگا ہے سب سے زیادہ تو یہ خرابی ہے کہ آج کل سکولون اور کالجون
مین دھارمک تعلیم نام کو نہین ہے انسانی فرض کو اگر کوئی بتلانے والی ہے تو وہ دھارمک تعلیم ہی ہے ۔ دھارمک تعلیم سے معلوم
ہوتا ہے کہ کسکے ساتھ کیسا برتاؤ کرنے کی ضرورت ہے ۔ استادون اور شاگردون کا کیا درجہ ہے ۔ والدین اور اولاد کا کیا تعلق ہے
بادشاہ اور رعایا کا کیا سمبندھ ہے ۔ اور انسے کون کس طرح کا سلوک باہمی رکھ سکتا ہے ۔ اور کرنا چاہیئے ۔ آج کل جسقدر بھی خرابیان
ظہور مین آرہی ہین ۔ اور اس مضمون مین جو کچھ بھی الزام طالب علمون کے سر تھوپا گیا ہے وہ سب تعلیم کا قصور ہے نہ کہ طالبعلمونکا
بھلا ہمکو کوئی یہ تو بتلاسے کہ فی صدی کتنے ماسٹر ایسے ہین کہ جو طالب علمون کو اپنے بیٹے کی طرح رکھتے ہوئے زمانہ کی اونچ نیچ
انسانی فرض ۔ اور دنیا کے تعلقات پر روشنی ڈالکر طالب علمونکو انکی اصلیت سے واقفیت کراتے ہون کتنے ماسٹر ہین جو
طالبعلمونکو بطور نصیحت فیشن کی برائی چال چلن کی درستی ۔ اور نیکی کے فائدے بتلاکر قابل بنانے کی کوشش کرتے ہون ایسے
نازک وقت مین کل قصور طالب علمون کے سر رکھ دینا سخت گناہ ہے ہم سچ کہے بلا نہ رہ سکینگے کہ طالب علمون کی درد شاکے
ذمہ دار اگر کوئی ہین تو وے ماسٹر لوگ ہین ۔ لیکن ماسٹر لوگ ہی کیا سر مارین وے بیچارے خود ہی دھارمک تعلیم سے کورے
ہین ۔ انکو اگر کوئی دھارمک تعلیم دیتا ۔ تو آج وے بھی طالب علمون کو دھارمک تعلیم دینے مین آگا پیچھا نہ سوچتے لیکن انسے بچارے خود ہی

بغیر علم دہرم کے بہت چیزیں ہیں جنکی شمار نہیں ہو سکتی۔ زمانہ حال کی تعلیم سے طالب علموں کو جو دہرم کرم کا گیان ہوتا ہے وہ
کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اس تعلیم کا اثر زیادہ تر صرف استاد جانتے ہونگے جنھیں طالب علموں کے ذریعہ سے کبھی مناسب عزت
پانیکا موقع ملا ہوگا۔ اس تعلیم کا قصور ہے نہ طالب علموں کا اور نہ استادوں کا۔ اگر کچھ قصور ہے تو اس تعلیم کا جو بے قاعدہ اور بے ترتیب
سے دی جاتی ہے۔ حق بات تو یہ ہے کہ زمانہ حال میں جتنے بُرے کام ہو رہے ہیں سب کا سبب زمانہ حال کی تعلیم ہے۔ پرانے زمانہ
کی اور آجکل کی تعلیم میں زمین اور آسمان کا فرق ہو گیا ہے جسکی وجہ سے اسکے نتیجہ میں بھی ویسا ہی فرق معلوم ہوتا ہے۔ زمانہ سابق
میں برہمچریہ برت پالنا اور تعلیم حاصل کرنا بہت سیدھے سادے طور سے لوگ استادوں کے مکان پر کرتے تھے یہاں تک کہ
استادوں کو ایشور کا روپ مانتے تھے لیکن نئی روشنی کے اسکول اور کالجوں میں طالب علموں میں کچھ بھی تعلیم نہیں پائی جاتی۔
نہ تو استاد ان ہی طالب کو بیٹے کی برابر سمجھتے ہیں اور نہ طالب علم ہی انکی والد کے برابر عزت کرتے ہیں بلکہ زیادہ تر طالب علم فیس
دینے کی وجہ سے علم سکھانے والے استاد کو درحقیقت ملازم خیال فرما کر بے عزتی کی نظر سے دیکھتے ہیں ایسی حالت میں
استاد کی بتائی ہوئی تعلیم کی باتیں انھیں کیا نتیجہ دکھلا سکتی ہیں۔ اور کیا فائدہ پہنچا سکتی ہیں۔ ناظرین خود خیال فرماویں کہ
زمانہ سابق میں طالب العلم علم سیکھ کر جو نتیجہ حاصل کرتے تھے وہ اب نہیں حاصل کر سکتے پیشتر علم سے دہرم۔ ارتھ۔ کام۔ موکش
یہ چاروں چیزیں حاصل ہو جاتی تھیں لیکن اب ایک ارتھ (مطلب براری) میں بھی شبہ بنا رہتا ہے اس زمانہ میں جبتک
طالب علم کمالیت حاصل نہیں کر لیتا تھا تب تک اپنے کو ادھورا خیال کر کے استاد کے تابع رہتا تھا۔ اور حکم کی تعمیل کرتا تھا
کمالیت حاصل کر چکنے کے بعد وہ استاد کے حکم سے گرہست دہرم میں جاتا تھا۔ آج کل کی طرح سے وہ سادہ تعلیم نہیں ہوتی تھی
بلکہ تمام علم کا گیان حاصل کرنا پڑتا تھا جو رشی تمام علوم کے عالم ہو کر اپنے طالب علموں کو بہت سے علم سکھاتے تھے اور برہمچاری
کو اسوقت تک برہمچریہ پالن کرنا پڑتا تھا جبتک وہ شکشا۔ کلپ۔ ویاکرن۔ نرکت۔ جیوتش۔ چھند۔ شاستر۔ میمانسا۔ نیائے۔ دہرم
شاستر۔ پران۔ آیُروید۔ دھنروید۔ گندھرو وید اور ارتھ شاستر کے علم میں پوری کمالیت حاصل کر لینے پیشتر استادوں کی طرف
بالکل بھی خیال نہیں کرتا تھا تعلیم کے ساتھ اسکی روحانی و جسمانی ترقی بھی ہوتی تھی اسی سبب سے اسوقت کے علم دار جنھیں
سنسکرت پڑھنے کا شوق تھا بڑے زوردار اور علمدار اور دراز عمر ہوتے تھے لیکن آج کل کے طالب علموں میں ایک بھی بات
نہیں پائی جاتی اسی وجہ سے نہ یہ طاقت ور اور نہ علمدار اور نہ دراز عمر ہوتے ہیں۔ مناسب تعلیم کے نہ ہونے سے ملک کی
ایسی خطرناک حالت ہو گئی ہے پہلے زمانہ میں راجاؤں کے لڑکے بھی استاد کے یہاں مگر رعیتوں کی اولاد کی طرح علم حاصل
کرتے تھے اور سچے دل سے استاد کی خدمت کرتے تھے۔ گرو جی کے حکم کی تعمیل میں انکو ذرا بھی کاہلی نہیں ہوتی تھی اور شاہزادہ
ہونیکا انکو کبھی بھی گمان نہیں ہوتا۔ گمان تو کیا خیال تک بھی نہیں آتا تھا وہ برسات اور گرمی اور جاڑے کی شدت سہنے کی
اپنے جسم میں عادت ڈالتے تھے کبھی بھی انکو ذرا تکلیف نہیں معلوم ہوتی تھی لیکن آج کل امیروں کے لڑکے بغیر سواری کے اسکول
نہیں جا سکتے۔ جس دن سواری نہیں ملیگی ان کا اسکول جانا بند ہو جائیگا انکا نازک پن یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ جہاں ذرا سی

پھر لیا لیکن کب تک۔ آخر میرے معاملوں کی قلعی کھل گئی اور مجبت رحجان لگے۔ ماں نے گھر سے اور باپ نے میراث سے عاق کر دیا اور میں ایک ایک دمڑی سے تنگ ہو گیا۔ میری بیوی بڑی نیک عورت تھی وہ اس بیچ میں گھل گھل کر مر گئی۔
ابا جان دیوالہ کے نکلتے ہی پاگل ہو گئے دن بھر یہی کہا کرتے تھے۔ "اسے کیا تھا اور کیا ہو گیا" اماں بیچاری بری طرح سے دن کاٹنے لگی۔ اسکی آنکھوں میں آٹھ پہر آنسو بہتے تھے۔ لیکن مجھ کمبخت کی صورت سے دونوں کو نفرت ہو گئی۔ بھائی لوگوں! اب میں نے موتی جان کو اپنا سب قصہ سنایا۔ اور کہا کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ وہ کہنے لگی کہ سنگیت میں تو بالکل ننگی ہو چکی ہوں۔ جو بھی مال متاع ہے وہ سب اس ڈائن (اماں) کے پاس ہے۔ یہ سب تم جانتے ہی ہو۔ اس وقت میرے پاس ایک دانگ کا چھلا تک نہیں جو میں تمھارے ساتھ کچھ سلوک کر سکوں۔ اب تو یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ میں اپنے گذارہ کے لئے کسی رئیس سے ملاقات کر لوں اور جس سے ملاقات کروں سفارش کے ساتھ اسکے یہاں تمکو بھی نوکر کروا دوں۔ تم اسکی خدمت کیا کرنا۔ اور روٹی کھائے جانا۔ اور تمکو چاہیئے ہی کیا۔ بھائی لوگوں! اس مکار رنڈی کی ان باتوں نے میرے دل پر وہ صدمہ پہنچایا کہ جسکا بیان کرنا مشکل ہے۔ مجھے اب چاروں طرف اندھیر نظر آنے لگا۔ میری تو خیر امید کا سہارا یہی ایک رنڈی تھی کہ جسکو میں نے ایک لاکھ روپیہ اپنے ہاتھوں سے نقد دے دیا تھا۔ لیکن اس نے وہ ٹکا سا جواب دیا کہ میں منہ تکتا رہ گیا۔ اور وہاں سے نکلا اپنی بے وقوفی پر پچھتاتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔ اب میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے دو دو روز روٹی کھائے ہو گئے۔ بڑے کا بیٹا ہوں مانگ کر کھانا آتا نہیں۔ مزدوری کی عادت نہیں تجارت سے عقل تو واقفیت نہیں۔ اور دوسرے خالی ہاتھ۔ اب کروں تو کیا کروں۔ چند مرتبہ دل میں یہ آیا کہ چپ چاپ منہ لپیٹ کر کسی کنوئیں میں ڈوب مروں لیکن یہ بھی ٹھیک نہیں سمجھا کیونکہ اس ناپاک جسم سے کسی بیچارے کا کنواں خراب کرنا مجھ جیسے دوزخی کے لئے بہت ہی برا ہے۔ اور دوسرے خودکشی ایک بڑا سخت گناہ ہے۔ ہاں یہ میں ضرور کہونگا کہ میری زندگی برباد کرنے کے اگر کوئی قصوروار ہیں تو وہ میرے ماں باپ ہیں۔ اگر میرے ماں باپ بجائے بیجا لاڈ چاؤ کرنے اور ناقص تعلیم دینے کے مجھکو اچھا پڑھاتے لکھاتے اور انسانیت سکھلاتے تو آج میں روٹی کے لئے مارا مارا نہ پھرتا۔ اگر میرے ماں باپ میری شادی میں رنڈیاں نہ نچاتے تو میں موتی جان کے گھر میں اپنا گھر نہ ڈالتا۔ اور یوں کوڑی کوڑی کے لئے تنگ نہ ہوتا۔ غرض اور کیا کہوں سب کہہ چکا۔ اب تو یہی خواہش کرتا ہوں کہ موت جو میری دس دن بعد آنے والی ہے۔ وہ فوراً آ جائے اور مجھے وہ گہری نیند سلائے کہ جو میں اس زندگی میں اٹھ کر ہی نہ دوں۔

بھائی سننے والو! میری اس کہانی سے سبق سیکھو۔ اگر تم اولاد والے ہو تو قسم کھاؤ کہ ہم اپنی اولاد کو ہرگز بیجا لاڈ چاؤ کر کے بدزبان یا بدچلن نہ بنائینگے۔ ہم پڑھانے لکھانے سے ہرگز بھی گریز نہ کرینگے ہم انکی شادیوں میں ہرگز بھی ناچ نہ نچائینگے۔ بلکہ ہم امکان بھر اپنی اولاد کو ایک نیک اور شریف اولاد بنائینگے۔ اور بھائی لڑکوں! تم بھی میری کہانی سے سبق سیکھو اور پرن کرلو کہ ہم بدزبانی کو برا سمجھینگے پڑھنے لکھنے سے جی نہ چرائینگے بلکہ کوشش اور محنت سے علم حاصل کرینگے۔ اپنی شادیوں میں ناچ نہ ہونے دینگے۔ اگر گھر کے لوگ کرائینگے تو ہم خود شریک نہ ہونگے۔ بد لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھینگے بدمعاشوں کے سایہ سے بھی گھبرائینگے۔ دوسروں کا بھلا کرینگے

ان باتون سے مجھکو بالکل اپنے ہاتھ کا کھلونا بنالیا۔ اور مین اسکی ہی بولی بولنے لگا۔ غرض وہ وہان سے اٹھکر اور چالیس من
جو گھر سے لایا تھا وہ کل دیکر تیسرے روز بڑی زبردستی جلدی واپس آنیکا وعدہ کرکے بہانے چلا اور اپنے گھر پہونچا۔
بھائی لوگو! یہان کی کیفیت بھی سنائے دیتا ہون کہ میرے چلے جانے پر دو روز تک وہ دہا چوکڑی مچی کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہین
سب کہاٹ مین سر چھپے پائے۔ دوکان کا کاروبار بند۔ گہر کا یہ حال کہ چولہے آگ نہ گھڑے پانی۔ پورے ۲۴ گھنٹہ
تو سب لوگ مارے مارے پہرے۔ لیکن پہر مایوس ہو کر بیٹھ رہے جب مین گھر مین داخل ہوا اور میری مان نے دیکھا بس
پھر کیا تھا دوڑ کر چمٹ گئی۔ اور رو کر کہنے لگی کہ بیٹا تم کہان گئے تھے۔ ہم دو روز سے سخت پریشان ہین۔ نہ کھانے کے ہین نہ جینے
کے ہین۔ نہ مرنے کے ہین۔ نہ جینے کے ہین۔ مان کے رونے کو دیکھ کر مین بھی رونے لگا اور کہا کہ امان بڑی خیر ہوگئی بات ایک
جادوگر کے پھندے مین پھنس گیا تھا۔ اُسنے یہ کہکر کہ جتنا روپیہ تم لے آؤگے مین اسکا دس گنا کر دونگا مجھے پھسلا لیا۔ اور مین
گھر سے ۲۰۰ روپیہ لیکر اُسکے پاس چلا گیا۔ لیکن اس حرامزادے نے وہ روپیہ لیکر مجھے دو روز تک قید کئے رکھا۔ اور یہ
وعدہ لیکر بڑی زبردستی چھوڑا کہ ایک ہزار روپیہ چار روز بعد مین خود آکر دے جاؤنگا۔ اور اگر نہ دے جاؤن تو تم مجھے جادو
کے زور سے مار دینا۔ مان بیچاری مان ہی کیا کہون میری زندگی تھی ورنہ ایسا جادوگر تو سننے مین ہی نہین آیا کہ جس نے
سینکڑون انسانون کو اُلو بنا رکھا ہے لیکن پھر بھی عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے اسکے اوپر گرتے پھرتے ہین۔ اب
مین جو وعدہ کرکے آیا ہون اُسکو چار دن بعد پورا کراؤنگا تب کہین جاکر میرا ڈر دور ہوگا۔ ورنہ ابھی تو میرا کلیجہ دھک دھک
کر رہا ہے۔ میری یہ مکر بھری تقریر سنکر بھولی مان کہنے لگی کہ بیٹا آگ مین پڑے روپیہ اور بھاڑ مین پڑے پیسہ۔ مجھے تو
تیری ضرورت ہے چاہے اس سارے روپیہ کو جادوگر لیجائے لیکن تیرا بال بانکا نہ ہو۔ ابھی پانچ برس کی بچی لگائی ہے
تو ایک ہزار کہتا ہے مین دس ہزار دینے کے لئے تیار ہون لیکن تو اپنا پیچھا جادوگر سے چھڑا لینا اور اُسکو پوری طرح سے
خوش کر دینا۔ روپیہ تجھے مین دونگی۔ میری اور مان کی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میرے والد صاحب بھی تشریف لے آئے
اور کہنے لگے کہ بیٹا تم کہان چلے گئے تھے مین تو دو دن سے روتے روتے باولا ہو رہا ہون۔ دوکان کا کل کاروبار اٹکا پڑا ہے
اور گھر کا ہر ایک کام مٹی ہو رہا ہے۔ دو روز سے کھانا تو کیا منہ مین اُڑ کر کھیل تک بھی نہین گئی۔ تیری مان نے رو رو کر وہ بھونچال
کر دیا کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہین۔ میرے لال اس طرح سے بلا کہے پھر کہین نہ جانا۔ بوڑھے باپ کی بات ابھی ختم بھی نہین ہوئی تھی
کہ مان نے اُس سے کہدیا کہ جاؤ تمہین کیا خبر ہے۔ یونہی انٹ سنٹ بکنے لگے۔ یہ کہان گیا تھا۔ اسکے اوپر تو بیٹھے بٹھائے آفت
آگئی تھی لیکن رام کی دیا سے لڑکا بچکر چلا آیا۔ ورنہ کمبخت جادوگر اسکو بھی اُلو بنا کر جنگل مین چھوڑ دیتا۔ اب تم جاؤ۔ نہاؤ۔ کھاؤ
خوشیان مناؤ۔ برہمن جماؤ۔ مین تو بھگوان کی دیا سے لڑکا دوبارہ پیدا کیا ہے۔
بھائی لوگو! جادو چل گیا۔ میرا مکر کام دیگیا۔ اب مین نے خوب ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔ ہر ہفتہ موتی جان کے یہان جاتا
اور ہزار دو ہزار روپے آتا۔ غرض ایک سال کے اندر اس شیطان کی خالہ نے باوا کا دیوالہ نکلوا دیا اور اپنا گھر سونے چاندی سے

خاموش ہوگئے وہ سب کا گھر بیٹھے بیٹھے انکی دنیا ہی یہ وہ زمین ہے۔ میں نے کہا بھائی ہوش کی دوا کرو۔ میں بیٹے کے گھر میں آگ
لگائی ہے مجھے کیوں الزام دیتے ہو۔ میرانی نے جواب دیا کہ بھائی لالہ سچ تو یہ ہے کہ بیٹے کی بات بڑی بے وفا ہوگئی ہے اسکے نیت
تمام کو بھی نہیں پاتی جاتی۔ بھلا تمنے شادی کے بعد موتی جان کی خبر بھی لی ہے کہ اسکا کیا حال ہے۔ وہ تمہاری جدائی کے رنج میں
گھل گھل کر کانٹا ہوگئی ہے۔ ناچنے گانے کا کام چھوڑ بیٹھی ہے ہر وقت چارپائی پر پڑی ہوئی آہیں ڈالتی رہتی ہے اسکی اسی حالت
سے اسکی ماں بالکل پاگل ہوگئی ہے اور بھائی ہماری کچھ نہ پوچھو۔ ہمارے کھانے کھانے کا تو ڈھنگ ہی بگڑ گیا ہے۔ یہ شادیوں
کے دن اور ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں قسم اس پاک پروردگار کی کہ دو وقت میں ایک وقت بھی مشکل سے ملتی ہے۔
محض آپ لوگوں کی عزت آبرو بنائے رکھنے کی وجہ سے یہ سفید کپڑے پہنے بدون نہیں سرتا۔ ورنہ یہ کپڑے سے بھی کبھی کے نیلام
ہوگئے ہیں میر صاحب کی یہ باتیں کچھ ایسے انداز کو لئے ہوئے تھیں کہ میں جھٹ انکی باتوں میں آگیا۔ اور کچھ دیر ٹھہر جانے کیلئے
کہکر سیدھا گھر پہونچا۔ گھر جاتے ہی ماں سے کہا کہ لالا جی نے ۱۰۰ روپیہ کی ساورن مانگی ہیں۔ جلدی دیدو۔ ورنہ جو سود و نفع
کا وعدہ کر رہے ہیں وہ بگڑ جائیگا۔ بھولی ماں میری باتوں میں جھٹ آگئی۔ اور چالیس ساورن نکال کر مجھکو دیدیں۔ میں ساورنیں
لیکر میر صاحب کے پاس پہونچا۔ اور انکے ساتھ ریل میں سوار ہوکر موتی جان کے گھر گیا۔ مجھے دور سے آتا دیکھکر بڑھیا اور دلکار
نائکہ نے باآواز بلند کہنا شروع کیا کہ یا اللہ یا تو وہ (سنگچند) اس ریل سے آجائیں ورنہ بندی کی جان لے لے۔ مجھے
اس عاشق مزاج لونڈی کی تڑپ نہیں دیکھی جاتی" یہ فقرہ بھی طرح سے ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ میں نے میر صاحب کے
ہمراہ اس مکار رنڈی کے مکان میں قدم رکھا۔ بھائی لوگو! یہ آج میرا پہلا ہی نمبر تھا کہ جو اس مکتب میں داخل ہوا۔
لیکن یہ سب تسلیم اس مغل بچی کی تھی کہ جو میری شادی میں دھوم دھام کے ساتھ لگائی گئی تھی۔ میر صاحب کے ساتھ مجھکو
دیکھکر نائکہ بڑی خوش ہوئی اور خوب اللہ میاں کا شکریہ ادا کیا۔ مجھے بھی چند دعائیں دیں۔ اور گھر میں جاکر شور مچا کر
او دل لگانے والی لے اٹھ وہ آگئے جن پر تو مر رہی ہے پورے ۲۲ روز ہوگئے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ ہنستا ہے
نہ بولتا ہے۔ بھلا رنڈی ہوکر اس طرح سے دل لگانا بھی کوئی عقلمندی ہے؟ اس طرح سے یہ شیطان کی خالہ بیچ ہی چلی گئی لیکن
پہلے ہی پلنگ سے گرتی پڑتی موتی جان بجلی کی طرح میرے اوپر آگری۔ اور کہنے لگی کہ پیارے "سنگن" اپنی ساورن لیجاؤ۔
اپنی زنجیر واپس کرو۔ مجھے کیا خبر تھی کہ تم پورے جادوگر ہو۔ میرے دل پر وہ جادو کیا کہ بجز تمہارے اور کچھ خیال ہی نہیں ہے
یہاں (سہارنپور) کے بڑے بڑے رئیسوں کے خوبصورت لڑکے میرے اوپر فدا ہوئے پھر رہے ہیں۔ اور میں ایک پہاڑی
آدمی پر جان قربان کر رہی ہوں۔ اگر مجھکو دولت کی خواہش ہوتی تو میں یہاں کے رئیسوں سے نہ معلوم اب تک کتنا
روپیہ وصول کر لیتی۔ لیکن مجھکو روپیہ پیسہ سے غرض ہی نہیں ہے۔ میں تو ساگ پات کی زندگی گذارنے کے لئے
تیار ہوں لیکن تمہارے ہوتے ہوئے۔ تم تو بڑے ہی بے وفا نکلے۔ کتنے دن ہوگئے کہ ذرا بھی خبر نہیں لی۔ تمہاری ظاہرا
محبت نے یہاں کام تمام ہی کردیا تھا۔ میں سچ کہتی ہوں کہ اگر آج تم نہ آتے تو میں زندہ نہ رہتی" اس مکار عورت نے ان باتوں

کہ بے تحاشا اسکے اوپر ٹوٹ پڑی۔ اور گندی گندی گالیاں دینے لگی۔ وہ بیچارا گھبرا کر کہنے لگا کہ بھاگوان ذرا ٹھہر تو سہی کیا بات ہے کیوں بگڑتی ہے۔ مجھ سے کیا خطا ہوئی جو آج اسقدر ناراض ہو رہی ہے۔ ماں نے کہا کہ بھلا تو یہ تو بتلا کہ تو نے لڑکے کو پڑھانے کیلئے کیوں کہا ہے۔ کیا پڑھا لکھا کر لڑکے کو کرشتان بنانا ہے۔ یا نوکری کروانی ہے۔ تو نہیں جانتا آج کل کے پڑھے لکھے لڑکے آوارہ گرد ہو جاتے ہیں۔ اور کہیں بے راہ ہو کر مرتے ہیں کیا تیری یہ صلاح ہے کہ گنگبند کو بھی آوارہ گرد بنا دیا جائے۔ اور دوسرے پڑھنے لکھنے والے لڑکے سوکھ کر کانٹا ہو جاتے ہیں۔ تو کیا تیری یہ راضی ہے کہ میرا پتلا دبلا سکھنا اور بھی سوکھ جائے۔ آگ لگے تجھے اور تیرے بابو کو۔ جسنے پڑھانے کی صلاح دی ہے۔ بس یاد رکھ میں اپنے لال کو ہرگز نہ پڑھاؤنگی۔ اور اگر آج سے پیچھے پھر پڑھانیکا نام لیا تو کوئے ڈوب کر مرجاؤنگی۔ یہ یاد رکھنا "میری ماں کی گرج کو سنکر باوا کے دیوتا کوچ کر گئے۔ بس وہی مثل ہو گئی کہ "گئے تھے روزہ بخشوانے الٹی نماز گلے پڑی" وہ آئے تو تھے وکیل صاحب کی بات سنانے۔ اور مجھکو سکول میں داخل کرنیکا مشورہ دینے۔ لیکن یہاں پہلے ہی آگ بھبوکا تیار تھا۔ بیچارے خاموش منہ مارے سے دھوتی کو سمبھالے ہوئے الٹے پاؤں بھاگے۔ اس طرح سے ماں نے پالاجیت کر پڑھانے کے سوال کو بالکل رد کر دیا۔ اور میرا فکر دور بھگا دیا۔ بھائی لوگوں! جب سے آج تک پھر کبھی بھی پڑھانے لکھانے کا سوال میرے لئے نہیں گھایا گیا۔ اور نہ مجھکو ہی عمر کا ایک حروف سیکھا۔ اسوقت بھی کورا نرا کٹر بٹھا چار یہ ہوں۔ میرے روبرو کالا حروف بھینس کے برابر ہے مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی سنکوچ نہیں ہے کہ میں دس بارہ سال کی عمر میں پورا نشیلا بن گیا تھا۔ سگرٹ کوکین۔ بھنگ۔ شراب سلفہ غرض ہر ایک نشہ کو میں استعمال میں لانے لگا تھا شاید آپ لوگ یہ سوال اٹھاویں کہ ان کاموں کے لئے پیسہ کہاں سے آتا تھا۔ پیسہ کی بات بھلی کہی۔ اول تو باوا جان راضی خوشی سے دیدیتے تھے ورنہ چار ٹہ تانچہ لگا کر لے لیا کرتا تھا۔ اور وقت بے وقت چوری بھی کر لیا کرتا تھا غرض میرے کسی کام میں بادھا نہیں پڑتی تھی۔

ٹھیک انہی دنوں میں میری شادی کر دی گئی۔ میری شادی میں محفل کا سامان بہت بڑھیا کیا گیا تھا۔ اسکے لئے دور دور از مثلاً دہلی علی گڈہ۔ آگرہ وغیرہ کی رنڈیاں بلائی گئیں تھیں۔ ہزاروں روپیہ روز خرچ آتا تھا۔ ان رنڈیوں میں ایک سہارنپور کی رنڈی بھی تھی۔ اسکا نام شاید موتی جان تھا وہ سب میں کمسن تھی۔ بس اسنے مجھکو اپنا غلام بنا لیا۔ صرف شادی کے ہی موقعہ پر میں نے اسکو پندرہ سو روپیہ کی ساڑی جو کہ میری ماں نے ایک ڈبہ میں میرے باپ سے چھپا کر رکھ رکھی تھی نکال کر دی تھی اور سسرال میں جاکر گلے کی زنجیر بھی اسکے حوالہ کر دی۔ اور شور مچا دیا کہ میری زنجیر گم ہو گئی ہے۔ کچھ دیر تو زنجیر کی ادھر ادھر تلاش کیگئی لیکن کام دھندے کیوجہ سے بہت جلد خاموش ہو جانا پڑا۔ اور زنجیر کی بات آئی گئی ہو گئی خیر! جوں توں کر کے دو چار روز میں شادی کا کام تمام ہوا۔ اور گھر میں دلہن آگئی۔

ایک روز میں دوکان پر بیٹھا تھا کہ موتی جان رنڈی کا میراثی ستار بیگ بے تکلف دوکان پر چلا آیا۔ اور فرشی سلام کر کے بیٹھ گیا میں اپنے دل میں سمجھ گیا کہ ضرور یہ شخص کوئی پیغام لیکر آیا ہے میں اسکی بات سننے کے لئے دوکان سے اٹھا میرے پیچھے پیچھے میراثی مذکور بھی ہو لیا۔ پاس والی گلی میں باتیں ہونے لگیں کہنے لگا کہ لالہ گنگبند جی کہاں بے فکر بیٹھے ہو۔ یہ تم نے کیا غضب کیا۔ جو آگ لگا کر

واقف نہیں ہو میرے بڑے باپ میں آپ ہی ایک لال پیدا ہوا ہے۔ اور تم اسکو غضب کہتے ہو۔ میں بھائی سب جانتا ہوں تمکو اولاد کا ایک غم
نہیں بھایا۔ اسکو تمہاری ہی نظر نے ٹکٹکیا ٹکٹکیا لڑکا سا بنا رکھا ہے۔ اگر تمہارے اولاد نہیں ہے تو کیا اسکے چھینتی ہیں کہ میرے لڑکے کو
دیکھکر دوا کرو۔ بس آج سے پھر کبھی میرے لڑکے کی بابت کوئی بُرا لفظ نہ کہنا۔ ورنہ دیکھو کیا ہو جائیگا۔ لالا صاحب کی یہ تقریر میں نے
خود اپنے کانون سُنی تھی۔ اس تقریر کو سُنکر میں بڑا خوش ہوا کہ چلو چچا صاحب سے سب کہنے سننے کا بدلا لیا گیا۔ انھوں نے مجھے اب تک
تو مارا دھمکایا تھا۔ لیکن اب میں ان کے قابو کا نہیں رہا۔ اور ہوا بھی یہی۔ اب اول تو وہ خود ہی مجھکو کچھ نہیں کہتے تھے۔ اور اگر کبھی دھمکا
بھی دیتے تھے تو میں جوتا لیکر سامنے کھڑا ہو جاتا تھا۔ وہ بیچارے مُنہ مارے سے رہ جاتے تھے۔ بس اسی وجہ سے انہوں نے میرے ساتھ بولنا
تک چھوڑ دیا تھا۔ ایک روز جبکہ میری عمر دس سال کے قریب ہوئی میرے لالہ کو بابو دوہ بہاری لال وکیل نے سمجھایا کہ بہائی دولت
رام کیا تمہاری عقل ماری گئی ہے جو اس لڑکے کو خدا کا خوار پھراتے ہو کیوں نہیں اسکو پڑھنے کے لئے سکول میں بٹھلا دیتے۔ کیا تم نہیں
جانتے کہ بلا تعلیم کے موٹا تازہ یا خوبصورت اور گورا آدمی ایک بھی کوڑی کا نہیں ہے قیمت تعلیم کی اٹھا کرتی ہے۔ اس لئے بھائی
تم اسکو پڑھانے کے لئے سکول میں بھیجو۔ اور جلدی بھیجو۔ تمکو لازم تو یہ تھا کہ ۷ سال کی عمر میں بھیجتے لیکن خیر اب بھی کچھ زیادہ نہیں بگڑا
اب بھی وقت ہے۔ لیکن اب جلدی کرنی چاہیئے۔ انکی باتوں میں کچھ ایسا جادو بھرا ہوا تھا کہ میرے لالا بجائے چچا صاحب پر ناراض
ہو جانے کی طرح وکیل صاحب کے روبرو ہاتھ جوڑ کر بولے۔ بابو جی جو آپ نے فرمایا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ بیشک میں نے غلطی کی جو
اب تک اسکو نہیں پڑھایا۔ حالانکہ مجھکو میرے چھوٹے بھائی روپ کشور نے بہت کہا لیکن میری سمجھ میں ایک نہیں آئی۔ اب میں آپکے
حکم کو بجالانے میں ذرا بھی دیر نہ کرونگا۔ اور کل ہی اسکو سکول میں داخل کر دونگا۔ یہ کل باتیں میرے سامنے ہو رہی تھیں جنکو سُنکر
مجھے بڑا دکھ ہوا۔ کہ ہائے اس کمبخت بابو نے میرے کھیل کود میں ہرج ڈال دیا۔ کل میں پڑھنے بٹھلا دیا جاؤنگا اور وہاں قیدیوں کی
طرح سے رہا کرونگا۔ وقت بے وقت کھانا ملا کریگا۔ اور پڑھنے کے لئے محنت کرنی پڑیگی۔ ان باتوں کا بچار کرکے غصہ تو مجھکو بہت
زیادہ آیا لیکن وکیل صاحب کے رعب میں جہاں میرے باپ دب گئے وہاں میں بھی دبا رہا۔ اور انکے سامنے ایک لفظ بھی مُنہ
سے نہیں نکالا۔ جب وے چلے گئے تب میں دوکان سے اٹھکر سِن سِن میں روتا ہوا گھر گیا۔ ماں نے دور سے آتے دیکھا۔ اور جھٹ
گود میں اٹھا کر مُنہ چوما۔ پیار کیا۔ اور کہنے لگی کہ بیٹا کیوں کیا بات ہے جو تم اداس ہو رہے ہو کیا تمہارے چچا نے کچھ کہا ہے۔ اگر اُسنے
کہا ہے تو آج اُس کمبختی مارے کا مُنہ آگ میں جھلسونگی۔ میں رو کر کہنے لگا کہ نہیں ماں چچا نے تو کچھ نہیں کہا لیکن ایک بابو کے کہنے
سے باپ نے مجھے پڑھانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ اور وہ کل کو پڑھانے کے لئے سکول میں داخل کریگا۔ بس مجھے اسی بات کا دکھ ہے۔
کہ میں کیسے پڑھونگا کیسے ماسٹر کی مار کھاؤنگا۔ اور کیسے کھیل کود کر دل بہلاؤنگا۔ ماں نے میری آنسو پونچھکر کہا کہ بیٹا تو ذرا بھی
فکر نہ کر۔ تجھکو پڑھانے والا ہے کون کسکی مقدور ہے جو تجھکو سکول میں داخل کر دے۔ میں جیتے جی تجھکو ایک حروف بھی نہ پڑھنے دونگی
ماں کے یہ بول سُنکر میرے جی میں جی آیا۔ اور میں نے خوش ہو کر دو تین چمے ماں کے گال پر رسید کئے۔ اتفاق کی بات کہ اسی عرصہ میں
میرا باپ بھی گھر آن پہونچا۔ چونکہ ابھی تازی بات تھی۔ بس میری ماں نے باپ کو اچھی طرح سے آڑے ہاتھوں لیا میں بھی چیخیں لگنے دیا

شگن چند کی کہانی

بھائی لوگون! میرا نام شگن چند ہے۔ مین اس منحوس شہر کا رہنے والا ہون کہ جسکا نام صبح کے وقت لینا دن بھر روٹی کا نہ ملنا بتلایا جاتا ہے میرے بڑے بزرگ ان لوگون مین سے ایک تھے کہ جنکے دروازہ پر ہاتھی جھوما کرتے تھے۔ اور مین اس خاندان سے ہون کہ جو کسی زمانہ مین اپنا ثانی دوسرا نہ رکھتا تھا لیکن آج جو کچھ میرا حال ہے۔ وہ اس بات کا ہزارون کوس بھی خیال نہین ہونے دیتا کہ کسی وقت مین بھی ساہوکار اور بڑے خاندان کا لڑکا تھا۔ اسوقت میرے جسم پر کپڑا نہین۔ پیرون مین جوتا نہین سر پر ٹوپی نہین۔ اور پیٹ کو ٹکڑا نہین پھر بھلا میرا ساہوکارپن کا دعویٰ اگر غلط نہین تو اور کیا ہے لیکن مین آپ کو یقین دلاتا ہون کہ جو کچھ مین کہہ رہا ہون وہ بالکل سچ ہے۔ مین دراصل ساہوکار کا ہی لڑکا تھا میری داستان بڑی افسوسناک ہے۔ اور نتیجہ خیز ہے۔ اگر آپ لوگ سننا چاہین تو مین سنانے کے لئے تیار ہون۔ "ہان بھائی سناؤ۔ ہم سب سننے کیلئے تیار ہین" اس قسم کی آواز چارون طرف سے آنی شروع ہوئی۔ تب شگن چند نے اپنا قصہ سنانا شروع کیا۔ کہنے لگا کہ بھائی لوگون! مین اپنے بڑے بزرگون یا مان باپ چچا تاؤ وغیرہ کا نام بتلا کر انکی ہتک کرانا نہین چاہتا۔ اس لئے مین انکے نامون کو چھپا کر اپنی کہانی سناتا ہون۔ جب میری عمر تین سال کی تھی تب مجھکو یہ تعلیم دی جاتی تھی کہ بیٹا شگنی جاؤ اپنے لالا کی مونچھ اُپاڑ دو۔ تاؤ کی پگڑی اُتار کر پھینک دو۔ چچا کے طمانچہ رسید کرو۔ اور بوڑھے بابا کی کمر سیدھی کر دو۔ حالانکہ میرے چچا ذرا تیز مزاج تھے۔ اور مجھکو گاہ بگاہ دھمکا بھی دیا کرتے تھے۔ لیکن مین اس تعلیم کے اثر سے ایسا کچھ شوخ ہوگیا تھا کہ بلا عمل کئے باز نہین آتا تھا کئی مرتبہ تاؤ کی پگڑی بازار کی گندی نالیون مین جا پڑی لیکن مین نے اسکی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ اور اُلٹا خوش ہوا۔

بس پہلا سال میری گھر کی تعلیم کا تھا۔ وہان بھی بڑھی دادی کے بال اُپھاڑنے۔ اور تائی کے سر کی چادر اُتارنے اور ان کو مارنے کے سوائے کوئی دوسرا کام نہین کرتا تھا غصہ اور ضد میرے اندر اسقدر تھے کہ بعض بات کے لئے مین آٹھ آٹھ نو نو گھنٹہ روتا رہتا تھا۔ اور گھر کی چیز جو ہاتھ آتی اُسکو توڑ پھوڑ کر گھر سے نکال دیتا تھا بدزبانی کی تعلیم نے تو مجھ پر وہ رنگ چڑھایا تھا کہ میری زبان شریف سے بجز فحش لفظ اور گالیون کے کبھی انسانیت کی بات ہی نہین نکلی۔ مین ایسی ایسی گالیان بکا کرتا تھا کہ شرمدار عورتین اور بھلے آدمی سنکر دانتون تلے انگلی دبایا کرتے تھے۔ لیکن ایک میرے گھر کے آدمی تھے کہ میری گالیان سنکر بڑے خوش ہوا کرتے تھے۔ البتہ چچا صاحب سخت ناراض ہوتے تھے اور کبھی طمانچہ بھی رسید کر دیا کرتے تھے لیکن مین اسکی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا تھا۔ ابھی کچھ تعلیم کو پانے پاتے جب میری عمر تقریباً سات سال کے ہوئی تب چچا صاحب کو پڑھانے کا خیال پیدا ہوا۔ انھون نے میرے باپ سے ذکر کیا کہ بھائی صاحب! شگنی کو اب پڑھانا چاہئے۔ یہ بہت بگڑ گیا ہے۔ اگر اسکی یہی حالت رہی تب تو پھر اسکا سدھرنا مشکل ہوگا۔ اور یہ اب سے بھی ۔ زیادہ خراب ہو جائیگا۔ چچا کی یہ بات لالا کو بڑی ناگوار گذری کہ میرے لڑکے کو خراب بتلایا گیا ہے۔ انھون نے صاف کہدیا کہ بھائی تمھاری عقل تمہارے ساتھ ہے۔ میری عقل میرے ساتھ ہے تم دنیا کی باتون سے

خبرونکا گلدستہ

دہلی میں ۱۱ دسمبر ۱۹۱۶ء کو سالانہ جین رتھ اُتسب بڑی دہوم دہام سے ہوا۔

متھرا جین مہا سبھا کا جین گزٹ بہت جلد بڑی شان و شوکت سے نکلنے والا ہے۔ ایسی خبر ملی ہے۔

آگرہ سوئی کٹرہ کی جین کمار سبھا کا جلسہ جو ۱۷ لغایت ۲۰ دسمبر تک ہونے والا تھا چند وجوہات سے نہیں ہو سکا بہر آئندہ دہوم دہام کے ساتھ ہوگا۔

کاغذ روز بروز مہنگا ہوتا جاتا ہے۔ اخباروں کو سبکے زیادہ فکر ہو رہی ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔

سہارنپور کی جین پاٹھ شالا میں کچھ لوگوں سے دو تہوک ہو رہے ہیں۔ اور آئین روز بروز کھینچا تانی پڑھ رہی ہے جسکا نتیجہ بہت خراب نظر آتا ہے قوم کے ہمدرد لوگوں کو اسطرف توجہ دینی چاہیے۔

جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ کا جلسہ ۲۳ و ۲۴ دسمبر کو بڑی دہوم دہام کے ساتھ ہوگیا۔ بورڈنگ کے عمارتی فنڈ کے لئے تقریباً تین ہزار کا چندہ ہوگیا۔

حکومت ہند نے غلہ کی گرانی کی شکایت سنکر اعلان کر دیا ہے کہ شمالی ہند میں گندم کے بند سودے بہت زیادہ ہونے لگے ہیں اور ذخیرے روک لئے گئے ہیں اسی وجہ سے گیہوں گران ہو رہا ہے۔ اگر اس حالت کا سد باب نہ ہوا تو حکومت بہت سختی سے اسکا تدارک کریگی۔

سیالکوٹ میں ایک گجراتی سپاہی کو جو کہ چوری کرتے ہوئے عین موقعہ پر پکڑا گیا تھا۔ دو سال قید کی سزا ہوئی ہے۔

ایڈیٹر کی درخواست

ہم ۷ دسمبر کو وطن روانہ ہو کر گھوم کر دیو بند آئے۔ ارادہ تھا کہ دورہ کی رپورٹ لکھینگے۔ میرٹھ جین بورڈنگ ہاؤس کے جلسہ میں دہلی دیش کانفرنس کے جلسہ میں اور لکھنؤ جین مہا منڈل وغیرہ کے جلسوں میں جائینگے۔ لیکن بدنصیبی کرم کے اودے سے ۱۸ دسمبر کی رات کو بیماری لپیٹ میں آگئے۔ اور کل دین دنیا کو بھول گئے۔ پانچ روز بعد کچھ ہوش آیا۔ طاقت کل گم ہوگئی تھی آج جبکہ یہ نوٹ لکھا جا رہا ہے۔ سر چکرا رہا ہے۔ ہاتھ تھر تھرا رہے ہیں اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چکر لگا رہا ہے۔ اب دیکھئے کب اصلی طاقت واپس آتی ہے۔ ممکن ہے کہ ابھی دو چار پرچے کچھ دیر کرکے جاری ہوں اسکے لئے خریدار احباب معاف کرینگے۔ اور دعا کرینگے تا کہ ہم جلد تندرست ہو کر کام میں لگ جائیں۔ ایڈیٹر

جین سکول پانی پت

اس سکول کا بنیادی پتھر ۳۰ دسمبر ۱۹۱۶ء کو رکھا گیا۔ سکول کی [illegible] میں جو صدر چنگی کے پاس ہے جلسہ کیا گیا۔ جسمیں جینی، ہندو، مسلمان، سب شریک ہوئے۔ پریذیڈنٹ جلسہ خان بہادر خواجہ تصدق حسین صاحب سشن جج [illegible] پانی پت بنائے گئے۔ تمام طلباء سکول حاضر تھے۔ شری بھگوان کا پوجن ہوا۔ پنڈت بال مکند جی نے نظم پڑھی۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے سکول کی بہتری پر لیکچر دیا۔ اسکے بعد بنیادی پتھر جناب [illegible] صاحب تحصیلدار پانی پت نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ پھولوں کی برکھا ہوئی۔ اسکے بعد [illegible] پنڈت [illegible] لال صاحب [illegible]

(ج) ما یا یا دغا بازی کو
پریم اور اعتقاد کے بڑھانے سے۔
(د) لوبھ یا لالچ کو
فروتنی اختیار کرنے سے۔
(۴) چت کی شانتی پیدا کرو۔

ضرورت اور مقاصد

ضرورت۔ روح جسم کے ذریعہ سے کام کرتی ہے۔ جین دہرم کی روح جیسے مغرب میں جنم لیا ہے۔ اُسکا بھی جسم ہونا چاہیئے۔ اسلیئے اُسکا نام مہابیر برادرہڈ (برادری)، یا یونیورسل فرٹمنٹی (عام بھائی چارہ) ہے۔

مقاصد۔ (۱) تمام جانداروں کے لئے عام برادری کا ایک اصلی ذریعہ بننا۔

(۲) جین دہرم اور جینی لوگوں کے لئے مغرب میں ایک مرکز ہونا۔

(۳) روزمرہ کی زندگی میں جین دہرم کے موافق چلنا۔ خود نمونہ بنکر دوسروں کو مائل کرنا۔ اور جہانتک ہوسکے جین دہرم کی مدد کرنا۔

(۴) باقاعدہ کچھ پختہ طور پر اپنی آتما کی ترقی کا سادھن کرنا۔ مثلاً روزمرہ کے فرائض (۱) خیرات کرنا۔
(۲) ادم شبد کا دھیان کرنا۔ (پوتر ہوکر اور اپوتر حالت میں بھی جبکہ حالات بالکل ہی ضروری ایسے لاحق ہوں)
(۳) سوالتش یعنی پرانا یام کا بتدریج شروع کرکے بڑھایا جانا۔

قواعد

(۱) کوئی ممبری کی فیس نہ لی جاویگی۔
(۲) ممبر اپنی مرضی سے دان کرسکتے ہیں۔
(۳) اگر کسی تجویز یا کام میں روپیہ کی ضرورت ہوئی تو سکرٹری صاحب ممبران کی خدمت میں مطلع کردینگے۔ اور اگر خود ممبران نے اپنی مرضی سے روپیہ دیا اور وہ جمع ہوکر کافی سمجھا گیا تو وہ تجویز عمل میں لائی جاویگی ورنہ نہیں۔

(۴) روپیہ۔ اُسکی رسید۔ رکھنے۔ اور خرچ کے قواعد پھر مرتب ہوجاوینگے۔ جب ضرورت ہوگی۔

(۵) تمام کام مفت کیا جاویگا۔ اور کسی وجہ سے بھی ایک ممبر خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنی ممبر ہونے سے کسی قسم کی روپیہ کمانے کی غرض نہ رکھیگا۔

(۶) کوئی تجویز نئی قواعد کے بنانے یا موجودہ قواعد میں ترمیم یا تبدیل کرنے کی عمل میں نہ لائی جاویگی جب تک کہ سارے ممبران منظور نہ کرلیویں۔

(۷) ہمارے کام اور ترقی کی رپورٹ سالانہ شائع ہوا کریگی۔

(۸) [illegible]

(۹) [illegible]
ممبر ہوسکتے ہیں۔

(۱۰) کوئی بھی [illegible]
چھاپی جاویگی [illegible]

[illegible] Jain
Mahavira [illegible]

آل انڈیا جین ایسوسی ایشن [illegible] کر سکے جو مسودہ اس پر منظور ہوگا وہ [illegible] سدہانت کے بارے میں [illegible] کیا جاویگا فقط

المترجم
خاکسار [illegible] لعل

مگر ادہر تعلیم کا کوئی معقول بندوبست نہین۔ کوئی پاٹہ شالا نہین۔ نہ کوئی سکول نہین کوئی کالج نہین نہ کوئی
لیکچر ہے۔ نہ کوئی اُپدیشک ہے پھر ایسی حالت مین وہ شخص جین فلاسفی سیکہے تو کہان اور کیسے جین
سدہانت پڑہے تو کہان اور کیسے۔ بلکہ یہ کہ جینون کا لٹریچر (Literature) بھی بڑی مشکل سے
دستیاب ہوتا ہے۔ ہم جینی لوگ اپنے مبارک شاستروں کو اپنے مقدس گرنتھون کو لوہے کی الماریون مین علیگڑھ
کے مضبوط تالے لگاکر رکھتے ہین۔ چاہے کوئی اپنا سر پٹک مارے۔ مگر ایک ہم جینی ہین۔ کہ انکو پڑہنے کے لئے
نہ دینگے پر نہ دینگے۔ صندوقون مین رکہنا قبول کرینگے۔ مگر ایسی مبارک کتاب کو ہوا تک نہ لگنے دینگے۔ صندوقون
مین پڑے پڑے شاستروں کو دیمک کہا جاوین۔ چوہے کتر کتر کر ریزہ ریزہ کر جاوین۔ مگر کسی کو پڑہنے کے لئے دینا
شاستروں کی بے ادبی سمجھتے ہین۔ افسوس شری تیرتہنکر دیون کی بانی کو جنہون نے سینکڑون نہین ہزارون
نہین۔ لاکھون مصیبتین جھیلین۔ آفتین برداشت کین۔ گرمی سردی بہوک پیاس کی پرواہ نہ کی۔ صرف ہماری
ماتر کے ہت اور بہلائی کی خاطر اس مقدس اور دیا بانی کا پرچار کیا۔ اس مبارک تعلیم کے چشمہ سے کروڑہا
آدمیون کو فیضیاب کیا۔ مگر ایک ہم ان مہارشیون کے پیرو ہین۔ کہ ان کی مبارک اور پوتر بانی کو تالون مین
بند کرتے ہین۔ الماریون مین قید کرتے ہین۔ نہ خود پڑہتے ہین۔ ورنہ اورون کو پڑہنے کے لئے دیتے ہین اب وہ
شخص جین سدہانت کہان سے سیکہے۔ اگر وہ جینی ہو جاوے تو کس لئے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ جینیون کی
تعلیم تو حاصل نہ کرسکیگا۔ اور ادہر سے وہ اپنی حاصل کردہ تعلیم بہی بہلا بیٹھے گا۔ اس سے ثابت ہوا کہ جین
تعلیم کے لئے بہی کوئی شخص جینیون مین نہین آویگا۔ فرض کیا۔ کہ بڑی کوشش سے ایک ہندو کو شدہ کرہی
لیا۔ تو پہر کیا۔ اب اسکے گہر ایک لڑکا ہے۔ وہ جینیون سے درخواست کرتا ہے۔ کہ میرا لڑکا بار وزگار ہے
خوبصورت ہے۔ اسکی سگائی کا بندوبست کسی جین گہرانہ مین کردو۔ تو کہئے صاحب آپ اسکا کیا جواب دینگے
یہی نہ کہ بہائی صاحب ہماری برادری آپ کے ساتہ ہمارے یہان رشتہ ناطہ کرنے کو تیار نہین۔ یا کسی اور جواب سے
ٹال دینا ہوگا یعنی اسکو ادہر سے کورا جواب ملجاویگا جینیون سے ناامید ہو کر وہ شخص پہر اپنی برادری مین اسکی
کی سگائی کے لئے درخواست کرتا ہے۔ تو وہان اسکے لئے آگے ہی معقول جواب تیار ہے۔ کہ تم نے اپنی برادری کو
چہوڑ دیا ہے۔ اور جین دہرم دہارن کیا ہے۔ کس منہ سے لڑکی مانگنے آئے ہو۔ جاؤ جینیون سے اپنی درخواست
کرو۔ ہم جینیون کو اپنی لڑکی نہین دیتے۔ الغرض نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اسکا لڑکا نہ جینیون مین بیاہا جاتا ہے
اور نہ ہی اپنی پرانی برادری مین۔ اگر وہ اپنی پرانی برادری مین ہوتا تو اسکا ایک لڑکا ہی نہین بلکہ دو چار
لڑکے بہی ہوتے۔ تو بہی بیاہے جاتے۔ الغرض نتیجہ یہ ہوا کہ اس غیر مذہب والے کو اپنی برادری چہوڑ کر
جین قوم مین آنے کے عوض یہ سزا ملی۔ کہ وہ کنوارا رہ گیا۔ غرضیکہ کہ وہ نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے اسلئے

نیاکو کنارے لگانے کی کوشش کرو۔ زمانہ کی رفتار کو دیکھو۔ دہرم کے پھیلانے کی کوشش کرو۔ جین قوم کی ترقی
کے وسائل سوچو اگر آپ نے اسوقت اپنی قومی حالت کو نہ سدھارا۔ تو اسوقت سے بہتر اور کون سا وقت ہوگا
مین نے مردم شماری کے اعداد سے اوپر ثابت کیا ہے۔ کہ جینیون کی تعداد دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔ اب
سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کمی کی وجہ کیا ہے۔ ایک وجہ تو "جین قوم مین بہت سے لڑکے کنوارے رہ
جاتے ہین" تو ناظرین جین پردیپ ملاحظہ فرما چکے ہین۔ اب دوسری وجہ عرض کرتا ہون وہ یہ ہے۔
کہ "دوسری قومون کے لئے موجودہ جینیون نے جین کا دروازہ بند کر رکہا ہے"
یہ امر مسلمہ ہے۔ کہ جس گھر مین خرچ ہی خرچ ہو۔ اور آمدنی بالکل نہ ہو۔ یا خرچ زیادہ ہو۔ آمدنی کم ہو۔ وہ گھر
تباہ ہونے سے بچ نہین سکتا۔ کوئی آدمی چاہے کتنا ہی امیر کیون نہ ہو۔ راجہ مہاراجہ ہی کیون نہ ہو۔ اربون
کھربون سنکھون روپیہ بہی کیون نہ رکہتا ہو۔ اگر آیندہ آمدنی نہین بلکہ خرچ ہی خرچ ہے یا آمدنی کی نسبت
خرچ زیادہ ہے۔ تو اسکا گھرانہ یقیناً کسی نہ کسی دن تباہ ہوگا بس یہی حال ہماری جین قوم کا ہے۔ اسمین کمی [illegible]
تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ اور آمدنی کسی طرف سے ذرا بھی نہین۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جین دن بدن گھٹ رہی ہے۔

خرچ یا گھاٹے کا راستے (۱) جین دہرم کی تعلیم کا پورا اور کافی انتظام نہ ہونے سے بہت سے ہمارے
بہائی دوسرے سکولون مین تعلیم پاتے ہین۔ سناتن سکولون مین سناتن بہائیون کی مقدس کتابین
پڑہائی جاتی ہین۔ آریہ سماج کی تعلیم آریہ سکولون مین سکہائی جاتی ہے۔ سکہہ صاحبان بہی اپنی مذہبی
تعلیم کے لئے سکول اور کالج جاری کر رہے ہین۔ اور مسلمان اصحاب بہی اسلامیہ سکول اور کالج کھولکر
اپنی تعلیم دے رہے ہین۔ عیسائی صاحبان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ ان کی مقدس بائبل صدہا زبانون
مین چھپی ہوئی ہے۔ ایک بہت نفیس سنہری مجلد کتاب ۸ کو ملتی ہے۔ ان کے بھی صدہا سکول اور
کالج جاری ہین۔ ادہر ہمارے جینی بہائی ہین۔ جو اپنے دہارمک تعلیم کو پھیلانے کی کوشش نہین کرتے۔
اپنی فلاسفی کو سب سے افضل سمجھتے ہین۔ اسکی خوشی سے پہولے نہین سماتے۔ مگر لطف یہ کہ خود
اس پوتر اور لاثانی فلاسفی سے بالکل بے بہرہ ہین۔ کل پنجاب مین ایک بھی جین سکول نہین کوئی
کالج نہین۔ کوئی پاٹھشالا نہین۔ کوئی ودیالہ نہین جو جینی طلباء دیگر مذاہب کی سکولون مین تعلیم پاتے
ہین۔ ضروری ہے۔ کہ ان کے خیالات اسی مذہب کے ہوجاوین۔ جہان وہ تعلیم پاتے ہین۔ وہ خیالات
یہانتک ترقی پا جاتے ہین۔ کہ وہ اپنے آپ کو جینی کہلانا بھی پسند نہین کرتے۔ اور اس طرح سے بہت
سے لوگ جین دہرم کو چھوڑ ہی دیتے ہین۔ دوسری طرف سناتن بہائی ہم کو اپنے مین ملانے کی تجاویز
سوچ رہے ہین۔ سکہہ صاحبان بہی ہمکو ہضم کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہین۔ آریہ سماجی اپنے دام مین پھنسانے کی

سوال تو صحیح نکلا اور دوسرے کا غلط میرا کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ جینی بیوپار ہونے کے باعث حساب میں خوب پاک
ہیں اگر حساب میں کسی دن کچھ فرق پڑ جائے تو وقت خرچ کر کے اور رات کو تیل جلا کر حساب درست کر کے اُٹھتے
ہیں۔ برعکس اسکے جب ہم اس قوم کی حالت دیکھتے ہیں۔ تو ہمیں سخت حیرانی ہوتی ہے۔ کہ یہ جینی قوم حساب
میں شہرہ آفاق۔ دولت میں مشہور اور اسقدر عاقل۔ اور پھر اپنی حالت سے بالکل بے بہرہ۔ اسکو یہ پتہ تک
نہ ہو۔ کہ جینی قوم بڑھتی ہے۔ یا گھٹتی ہے۔ افسوس! اسقدر غفلت کہ یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ گذشتہ زمانے
میں کیا تھے۔ اور اب کیا ہو گئے۔ گذشتہ پچیس سال کے عرصہ میں جینی قوم کتنی کم ہو گئی۔ اور کیوں ہو گئی۔ ہمیشہ کے
حساب میں ایک پائی کے فرق کو نکالنے کے لئے رات کو دو گھنٹہ بیٹھ کر اور چار ڈبل کا تیل جلا کر مغز پچی کریں۔
مگر قوم کے گھٹنے بڑھنے کا کچھ خیال نہ ہو۔ اور ایک منٹ کے لئے بھی اپنا دھیان نہ دیں۔ اور نہ ہی اس کمی کو
پورا کرنے کی کچھ تدبیر ہی۔ جینی کیا صاحب آپ بتلا سکتے ہیں۔ کہ پہلے جینی قوم کی حالت کیا تھی اور اب
کیا ہے۔ تاہم میں ہی مختصر طور پر عرض کئے دیتا ہوں۔ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ ہمارا جینی دھرم تمام ہندوستان میں
پھیلا ہوا تھا۔ سب مذہبوں کا سرتاج تھا۔ اور یہی دھرم افضل دھرم شمار کیا جاتا تھا۔ یہ وہی پراچین دھرم ہے
[illegible] جس کے سرپرست مالی مبالی اور بیر و بہادر چھتری اگ [illegible] پڑے بڑے سیٹھ ساہوکار تھے۔ بڑے بڑے راجے
مہاراجے۔ [illegible] اس دیامئی دھرم کو لوگ دل و جان سے عزیز سمجھتے تھے۔ اس
مقدس دھرم کی کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ سب لوگ اس کا لوہا مانتے تھے۔ لیکن آج ایک یہ [illegible] ہے
کہ تمام ہندوستان میں جینی کی بجائے تمام بھارت ورش (ہندوستان) میں اسکے پیروکار آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔
راجے مہاراجے تو کجا۔ لاکھ پتی بھی انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں۔ یہ افضل دھرم شمار کئے جانے کے بجائے
لوگ اسپر [illegible] کے لیے [illegible] الزام لگاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ آج سے پچیس برس پیشتر یعنی [illegible]
میں جینیوں کی تعداد ۱۴۱۶۶۳۸ تھی [illegible] میں یہ تعداد [illegible] رہ گئی اور [illegible] میں یہ تعداد
گھٹ کر ۱۲۴۸۱۹ رہ گئی [illegible]
کی طرف سے [illegible] ۱۹۰۱ء سے ۱۹۱۱ء تک [illegible]
کہ اگر خدانخواستہ تنزلی کی یہی رفتار جاری رہی تو جینی قوم [illegible]
میں تو جینی قوم کا خاتمہ [illegible] ہو جائیگا۔ [illegible]
گا۔ ایسی حالت دیکھ کر ایسے الفاظ استعمال کرنے ہی پڑتے ہیں۔ دوستو! جینی قوم کے [illegible]
اور قوم کے بزرگو اور [illegible] جینی [illegible] حالت دیکھا بھی [illegible] کیا یہ حالت دیکھ کر
بھی آپ خاموش ہی بیٹھے رہو گے۔ جینی قوم کے [illegible]

مین آگے نہ بڑھ سکو گے۔ اور ایک وقت ایسا آویگا کہ منہ کی کہا کر گھٹنون کے بل کرو گے۔ کوئی پرسان حال نہوگا
بہتر یہی ہے۔ کہ ابھی سے اسطرف توجہ دو اور اپنے بچون کو قومی۔ مذہبی۔ مجلسی۔ غرضیکہ ہر طرح کی تعلیم دوا پھر دیکھو
کہ جو قوم آج سب سے پیچھے ہے۔ وہی کل کو آگے ہوگی۔ اوم شانتی۔ شانتی۔ شانتی۔

قوم کا سیوک منشی رام کہنڈیلوال امرتسر

(**نوٹ**) ہمارے سوینا مبر بہائی بھی دگمبرون کی طرح سے زیادہ روپیہ مندرون کی چہار دیواری کو نہری بنانے مین
یتر ہتہ کشیترون پر جہگڑے چلانے مین ہی لگا رہے ہین۔ کیا ہی اچہا ہوتا کہ اگر انکا روپیہ تعلیم کی ترقی مین صرف
ہوتا۔ اگر سوینا مبر بہائی اپنا روپیہ تعلیم مین صرف کرکے ہر ایک جینی بالک کو تعلیم یافتہ بنا دین تو ہم کیا زمانہ ہو سکتا
ہے کہ انکا سکہ تمام جین قوم پر بیٹھ جائیگا۔ اور تمام جین قوم انکا احسان مانیگی۔ دگمبرون کا روپیہ ہی میلہ تماشون این
لگنے دو۔ انہی کو تعلیم کی مخالفت کرنے دو۔ وہ سب تو ایسے مت بنو۔ دگمبرون کے دہرم بہاؤ۔ دگمبرون کے بہاؤ
اور دانسلیہ انگ کی جامشنی تو اُن لوگون نے بہت اچہی طرح چکہی ہوگی کہ جو امسال ہستنا پور کے جلسے پر گئے ہونگے۔
جاہل گروہ کے لوگ ہے یہ سب یہی چاہتے تہے کہ رشیہ برہمچریہ آشرم کو موکش مین پہونچا دیا جائے۔ اُپدیشک بیچ
اور سننے والون کو نربان کا ٹکٹ خرید دیا جائے۔ روشنی کے زمانہ مین اندہیر مچا دیا جائے۔ کہان تک بیان کیا
جائے اس جاہل گروہ نے اُس کمینہ حرکت سے کام لیا ہے کہ جو ایک تہذیب یافتہ قوم سے ہرگز بہی سرزد نہین
ہو سکتی۔ جن لوگون نے اُس نظارہ کو اپنی آنکہون دیکہا ہے بس وہی جانتے ہین۔

ایسی حالت مین پیارے سوینا مبر بہائیو! تم ہی بہائی کا سہرہ اپنے سر بند ہواو۔ جانے دو مندرون کی دیوار
پر سونا چڑہانا چہوڑ دو تیرتہ کشیترون کے جہگڑون مین روپیہ برباد کرنا۔ کرو ترقی تعلیم کی۔ کہولو جین ہائی اسکول
بناؤ جین کالیج۔ بناؤ جین کمارون کو۔ اور دو تعلیم دہرمی اور دُنیاوی۔ دیکہو یہ کیا سے کیا ہوتا ہے۔ ایڈیٹر

جین قوم کیوں کمزور ہے

(از لالہ دیوا چندجی جین سکرٹری جین سوسائٹی سنٹرل راولپنڈی)

یہ ایک مانی ہوئی بات ہے۔ کہ جین قوم ایک بڑی نیک قوم ہے۔ تجارت کے لحاظ سے لارڈ کرزن بھی آپکی تعریف
کو لیتے ہین اور یہ بہی مشہور بات ہے کہ جین قوم بڑی ذہین، دولتمند اور جاہ دار ہے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک
شریف آدمی نے دو لڑکون سے جن مین سے ایک جینی تہا اور دوسرا اجینی ایک سوال حساب کا پوچہا۔ ابہی وہ
لڑکے سوال حل کر ہی رہے تہے۔ کہ ایک اور صاحب نے جو پاس ہی تشریف فرما تہے کہا کہ کیا یہ لڑکا جینی ہوکر
بھی حساب مین پیچہے رہ سکتا ہے۔ یہ کبہی نہین ہو سکتا۔ اتفاق کی بات ہوا بہی ویسا ہی۔ کہ اس جینی لڑکے کا

(۱۰) دہارمک دان۔ سنجاب بی بی درو پدی دختر لالہ خوشی رام مبلغ ایک سو پچاس روپئے۔

متر دکیا ہی عمدہ مین ہے۔ بہگوان کی مورتی کے پیچھے رتہہ مین بیٹھنے کے لئے لالہ راد ہامل ولالہ جیدیال مل کے درمیان سو روپیہ سے لیکر بڑی خوشی واُتسا ہ کے ساتہہ مقابلہ ہوتا رہا۔ وہ دونون مین سے ہرایک یہی چاہتا تہا۔ کہ مین بہگوان کے پیچھے بیٹھون آخر لالہ راد ہامل نے ستر ہ سو پچاس روپیہ دیکر خوشی واتسا ہ دکہلایا۔ خوشی کی وجہ سے لالہ راد ہامل کا چہرہ سُرخ انار سا معلوم ہوتا تہا۔ اور دل مین یہ خیال کرتا تہا۔ کہ آج راجہ اندر کی پدوی مجھے پراپت ہوئی ہے۔ اگرچہ پنجاب مین بہت سے جین جلسے ہو چکے ہین۔ لیکن اس قسم کی بولی کبہی نہین ہوئی۔ یہ پہلا ہی موقع ہے۔ کہ ذیرہ والون نے بڑہ کر قدم مارا ہے۔ نگر کیرتن ہو کر رات کو بہجن ہوتے رہے بہگوان کی سواری کے آگے انبالہ شہر اور ہوشیارپور۔ چنڈیالہ وغیرہ شہرون کی بہجن منڈلیان اپنے منوہر بہجنون سے سامعین کے دلون کو خوش کرتی تہین۔ خاصکر انبالہ شہر کی بہجن منڈلی کے شرومنی بابو گوپی چند جی وکیل کے صاحبزادے عزیز جیدا س جی نے شراب اور قمار بازی کی خرابیون کا ایسا فوٹو اُتارنا شروع کیا کہ شرابی اور قمار باز دم دبا کر بہاگتے تہے اور اپنے کرتب کی معافی مانگتے تہے چنانچہ کئی آدمیون نے شراب اور ماس قمار بازی سے توبہ کی انکا ڈرامہ کیا تہا۔ ایک قسم کا لیکچر تہا۔

۲۲ کی صبح کو شری جان سوامی امین پیچے جی مہاراج کا عام پبلک مین جین کی فضیلت پر بڑا دیا کہیان ہوا۔ اس لیکچر مین سرکار دی عملہ کے کل ملازمان تشریف لائے ہوئے تہے۔ اور جو جو بُرے خیالات جین مت کی بابت بیٹہے ہوئے تہے۔ وہ سب کے سب ویاکہیان کے سُننے سے دور ہو گئے۔ رات کے وقت جبکہ کل آدمی بہجن وغیرہ کے سُننے سے فراغت پا چکے تہے۔ تو ایک دگمبری بہائی نے کل یاتریون کے پاس آکر دست بستہ پرارتہنا کی کہ کل صبح سب کے سب میرے گہر بہوجن کرنے کے لئے معہ بہجن منڈلیون کے تشریف لاوین۔ انکے اس دہرم بہاؤ کو دیکہکر سب نے انکے گہر بہوجن کرنا سویکار کیا اور صبح پوجا وغیرہ سے فراغت پاکر بہجن گاتے ہوئے ان کے گہر گئے۔ اور انہون نے بڑے آدر ستکار کے ساتہہ ہر ایک سے سیک ہنڈ کیا۔ اور بڑی خوشی ظاہر کی۔ اور کہانا کہا چکنے کے بعد بڑی الائچی سے مہمان نوازی کی۔ اور گورو مہاراج کے درشن کرکے سب کے سب وداع ہو گئے۔

(نوٹ) افسوس کہ ہمارے بہائی اصلی گیان مارگ کا راستہ تلاش کرنے کے لئے جین پاٹ شالاؤن کی طرف توجہ نہین دیتے۔ اگر ذرا بہی توجہ دین تو ایک کالج تو درکنار۔ ہر ایک شہر مین جین ہائی سکول کہل سکتے ہین معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے جینی بہائی زیادہ تر مقدمون کی طرف رغبت رکہتے ہین۔ ودیا کی طرف انکا ذرا ہی خیال نہین ہے۔ افسوس۔ صد افسوس کیا آپ کی نوکہر سے سمندر مین یونہی غوطہ کہاتی پہرتی۔ سنبہلو۔ ہوشیار ہو جاؤ۔ اب آپ کے سونے کا وقت نہین ہے۔ جب تک اپنی اولاد کو علم نہ دوگے۔ یاد رکہو تب تک دنیا کی گہوڑ دوڑ

زیرہ مین جین اوتسب

زیرہ ضلع فیروزپور مین ایک بڑا مشہور و معروف قصبہ ہے۔ دان سونیا مبری۔ وگیری بہتانک واسی بہائیون کی ایک خاصی تعداد ہے۔ جو سبکے سب آپس مین برادرانہ میل ملاپ رکھتے ہین۔ اس شہر مین شری پارسنانہہ بہگوان کا مندر بڑا ہی رمنیک اور خوشنما دو منزلہ بنا ہوا ہے۔ اور مندر جی کی سجاوٹ ایسی بنی ہوئی ہے۔ گویا اندر مہاراج معہ اندرانیون کے ہمیشہ بہگوان کے درشن کرنے آتے ہین۔ شریمان سوامی امین بجے مہاراج کے اوپدیش سے ۱۵ مرد۔ عورتون نے گیان اد یاپن کرنے کی پرتگیا کی۔ اور اد یاپن کی تاریخ ۲۰ / ۲۱ / ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۵ء قرار پائی۔ زیرہ والون کی طرف سے تلونڈی ریلوے سٹیشن پر تانگے۔ یکہ۔ گاڑی کا انتظام کیا گیا۔ ہر ایک ٹرین پر والینٹر یونیفارم سے آراستہ جے جنیندر کا نشان لگائے ہوئے یاتریون کے استقبال کے لئے موجود رہتے تھے۔ اور یاتریون کی رہایش اور کہانے کا انتظام اور سبہا کا منڈپ ایک بڑی عالیشان مکان مین کیا گیا تہا۔ اور دروازہ پر پولیس کا پہرہ یاتریون کے مال و اسباب و زیورات کی حفاظت کے لئے ہر وقت کمر بستہ موجود رہتا تہا۔ مورخہ ۱۲ / اکتوبر کو نگر کیرتن اور رتہہ یاترہ سے پیشتر مفصلہ ذیل اصحاب نے بڑی خوشی و اُتساہ کے ساتہہ گیان مارگ کے حاصل کرنے کے لئے پارٹ لیا۔

(۱) دہارمک دان اد یاپن گیان پنچمی منجانب لالہ رادہا مل ایشرداس مبلغ گیارہ سو روپیہ ایک موتی قیمتی ستا ہٹہ روپیہ شری مدبہاشند سوری عرف آتما رام جی مہاراج جینی آچاریہ بہینٹ شری مندر جی مین دی گئی۔ تفصیل گیارہ سو روپیہ۔ مبلغ ۲۰۰ روپیہ شری مندر ہستنا گپور ضلع میرٹہہ۔ مبلغ ۱۰۰ روپیہ بہگوان جی کی پوجا بہینٹ ہستنا گپور۔ مبلغ ۱۰۰ روپیہ جین پاٹہشالا انبالہ شہر۔ مبلغ ۱۰۰ روپیہ گیان دان۔

(۲) دہارمک دان۔ منجانب لالہ جیدیال مل۔ بہومل مبلغ چار سو روپئے۔

(۳) ״ ״ ״ ״ لالہ رامچندر خلف لالہ ملکی رام مبلغ چار سو روپئے۔

(۴) ״ ״ ״ ״ لالہ منشی رام خلف لالہ ٹہاکرداس مبلغ دو صد روپئے۔

(۵) ״ ״ ״ ״ لالہ شنکرداس خلف لالہ اودم مل مبلغ دو صد روپئے۔

(۶) ״ ״ ״ ״ لالہ دولت رام خلف لالہ لالو مل مبلغ یکصد روپئے۔

(۷) ״ ״ ״ ״ لالہ امین چند خلف لالہ ہردیال مل مبلغ یکصد روپئے۔

(۸) ״ ״ ״ ״ لالہ خوشی رام خلف لالہ ہردیال مل مبلغ یکصد روپئے۔

(۹) ״ ״ ״ ״ لالہ دینا ناتہہ خلف لالہ ٹیک چند مبلغ اسی روپئے۔

جس بھٹارک لفظ کے سُننے سے ایک وقت دہرم کی دلفریب صورت نظروں کے سامنے ناچنے لگتی تھی ۔
آج اُسی بھٹارک لفظ کے سُننے سے کلجگ کی خوفناک شکل دکھلائی دینے لگتی ہے ۔

یہاں ہم اپنے ناظرین سے یہ عرض کردینا ضروری سمجھتے ہین کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ کثرت یعنی زیادتی کے اصول پر کیا جاتا ہے ۔ اس زمانہ کے بھٹارکوں کا چارتر بہت ہی گرگیا ہے ۔ اسکا یہ مطلب نہین ہے کہ اب کوئی بھی بھٹارک اُتم (اچھے) چارتر والا نہین ہے ۔ سبکے سب گرے ہوئے ہین ۔ ہمین ایسا کبھی نہین سمجھنا چاہیئے ۔ ابھی تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ زیادتی کا خیال کرکے کہا گیا ہے ۔

مُنی گرتے گرتے بھٹارک ہوگئے یہ ٹھیک ہی ہے ۔ لیکن ایسا نہین سمجھنا چاہیئے کہ بھٹارکوں کے زمانہ مین مُنی بالکل عنقا ہوگئے تھے ۔ نہین تھوڑے بہت مُنی برابر ہوتے رہے ہین اور اُنمین آدرش چارتر والوں کی بھی کمی نہین رہی ہے پانچوں انگلیاں یکساں نہین ہوتین ۔ اسی طرح سے بھٹارکوں مین بھی ایسے مہاتما ہوتے رہے ہین اور شاید اب بھی ایک دو ایسے ہوں ۔ جنکے لئے ہمکو فخر ہونا چاہیئے ۔

زمانہ حال مین بھٹارک جاہل قوم کے ظلمی حاکم ہین ۔ اگرچہ وے اپنے کو نرگرنتھ مارگ کے پوجنے اور ماننے والے بتلاتے ہین لیکن اونکا ساز و سامان ایک چھوٹے موٹے راجہ سے کسی درجہ بھی کم نہین ہوتا ۔ انکے سواری کے لئے پالکی ہوتی ہے ۔ بیٹھنے کے لئے اونچی گدی یا سنگھاسن ہوتا ہے ۔ دورے مین چپراس لگے ہوئے کتنے ہی سپاہی ہوتے ہین ۔ ترال کہلانے والا رسویا ہوتا ہے ۔ لاکھوں کی دولت ہوتی ہے ۔ غرض یہ ہے کہ دُنیاوی عیش و آرام کا سب سامان ہوتا ہے ۔ اگر نہین ہوتی ہے تو صرف کپڑے پہننے کو ایک استری نہین ہوتی نہ جانے یہ کسر کیوں چھوڑ دی گئی ہے

جہاں بھٹارکوں کے ماننے والے رہتے ہین وہاں ہوتا ہر ایک گھر پیچھے سالانہ ٹیکس لگتا ہے جسکے وصول کرنے کے لئے بھٹارک کا سپاہی یا پنڈت آتا ہے ۔ جب کوئی شراوک مہاراج کو پوجن کراتا ہے اُسے دکشنا دینا پڑتی ہے ۔ نہین دیتا ہے تو زبردستی لیجاتی ہے ۔ بلا لئے مہاراج پوجن نہین کرتے اور غصہ ہوجاتے ہین ۔

گجرات مین اسوقت ایک بھٹارک ایسے ہین جو ڈنڈے مار مار کر ٹیکس وصول کرتے ہین ۔ اُنکے سپاہی جب تک شراوک مقرر شدہ ٹیکس نہین دیدیتا ہے تب تک اُسے کہین ملنے تک بھی نہین دیتے ۔ اُنکے راج مین یعنی جہاں اُنکی مانتا زیادہ ہے اور جہاں انکا زور ہے کہین کہین شراوکوں کو پوجا کرنیکا بھی اختیار نہین ہے ۔ دکھن کے ایک بھٹارک ایسے ہین جو کاشٹا سنگھی اور مول سنگھی دو گدیوں کے حقدار ہین ۔ آپ جب مول سنگھی شراوکوں مین جاتے ہین تب مور کی پیچھی رکھتے ہین اور جب کاشٹا سنگھیوں مین جاتے ہین تب گائے

ایسا انہون نے نہین کیا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وے دل سے سچے اور جین دہرم کے پکے شردہانی تھے -
اُن بہٹارکون کے وقت کا لٹریچر غور کے ساتہہ پڑہا جاوے اور اتہاس (تواریخ) کا پتہ لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ
اُنسے جین دہرم کی بڑی بہاری پربہاونا ہوئی تہی - اور اونکے زمانہ مین دگمبر فرقہ نے بہت ترقی کی تہی - اب
کچہہ آگے چلئے - جس پریگرہ کو پہلے کے بھٹارکون نے بُرا سمجہا تہا اوسکا زہر آہستہ آہستہ آگے کے بھٹارکون
کے چاریتر پر بھی پھیلتا گیا اور وہ پھیلتا کیون نہین ؟ اُسکی تو خاصیت ہی زہر کی مانند ہے - اگر پریگرہ (دُنیاوی
چیزون) کا رکہنا اچہا ہوتا تو ہمارے دوراندیش رشی مُنی اُسکا نشیدہ ہی کیون کرتے ؟ اس زہر کے اثر نے
آگے کے بھٹارکون کو ایسا مدہوش بنا دیا کہ وے کپڑے وغیرہ رکہنے کو مصیبت نہین بلکہ اپنا فرض سمجہنے لگے
اور دو تین صدیون کے بعد تو وے جینیون کے جگت گرو بن بیٹھے -

جسوقت بھٹارکون کی استھاپنا ہوئی اسکے کئی سو برس پہلے سے ہندوستان مین اشانتی پھیلی ہوئی تہی - مسلمانون
کی چڑہائیون سے اونکی ظالمانہ حکومت سے ہندو راجاؤن کی خانہ جنگیون سے اور لوٹ کھسوٹ کرنیوالون کی
زیادتی سے ملک کی حالت بڑی ہی خوفناک ہو رہی تہی - اور یہ قاعدہ ہے کہ جب تک ملک مین سلطنت ہی
ٹھیک نہین ہوتی تب تک انسان کی دبی ہوئی طاقتین ظاہر نہین ہوتین - جب لوگون کو ہر وقت اپنی جان
و مال - اپنے اہل و عیال ہی کی حفاظت کا فکر گھیرے رہتا تہا تب پڑھنا لکہنا کیسے ہوسکتا تہا ؟ اسوجہ سے
ودیا کا رواج بہت تہوڑے لوگون مین رہ گیا تہا - گرہستیون مین تو حساب کتاب اور چٹھی پتری کی ودیا ہی ساری
پنڈتائی کی سند سمجہی جانے لگی تہی - دہارمک - آتمیک ودیاؤن کا پرچار صرف اوس زمانہ کے برہمنون اور
دہرم گرون ہی مین رہ گیا تہا - ایسی جہالت اور اندھکار کے زمانہ مین بھٹارکون کے چارتر (چال چلن) پر پریگرہ
کے زہر کا اثر اور بہی زیادہ چڑہ گیا - کیونکہ ایک تو پریگرہ کی خاصیت ہی چارتر کو کمزور کر دیتی ہے اور پہر شراؤکون
مین بہولے بھگتون کے سوائے ایسے لوگ نہین رہے جو اُن کے دلون مین ایسا خوف پیدا کرتے کہ "یہہ
لوگ ہماری اس خودغرضانہ چال چلن دیکہکر کیا کہینگے ؟" یعنی لوگ لحاظ ہی بھٹارکون مین سے اُٹھہ گئی -
بہگت جنون نے سمجہا کہ "مہاراج جو کچہہ کرتے ہین شاستر کے مطابق کرتے ہونگے اور مہاراج نے سمجہا کہ جو کچہہ
ہم کرتے ہین وہی ٹھیک ہے" "ہم کرین سو قاعدہ" - بس اسی طرح بھٹارکون کا چارتر تنزلی کی طرف آنکہہ
بند کرکے دوڑتا گیا اور آخر کار سومارگ (ٹھیک راستہ) سے اتنی دور جا پڑا کہ آجکل کے بھٹارکون کو دیکہکر
اس بات کا شک بہی نہین کیا جا سکتا کہ یہ اُن پرم دگمبر مُنیون کے پیروکار ہین جو کبہی جنگلون - بنون - پہاڑون
کے غارون یا ایسی دیگر جگہون مین تل ماتر پریگرہ سے بہی دور رہکر گھور تپ کرتے تھے -
آجکل کے بھٹارک کیسے ہین یہ لکہتے ہوئے ہمکو بڑا رنج ہوتا ہے - اور اپنی پرانی اور ایکی حالت کو دیکہکر رونا آتا ہے

دیگر امنائے کے شاستروں سے یہ بہی پتا لگتا ہے کہ تیرھوین صدی کے ساد ہو لنگا لوارن کے لیے کبھی کبھی اپنے بدن کے حصہ کو ڈہک لیتے تہے۔ لیکن ہر وقت کپڑا انہین پہنتے تھے۔ اوس وقت لنگا لوارن لستر۔ چٹائی شاستر ونکا بیٹھن۔ دوائیان وغیرہ تہوڑا سا پرگرہ رکہتے تہے۔ لیکن پندروین اور اوسکے بعد کی صدیون مین بہنکر دون پرگرہ رکہنے لگے۔ پہلے بہت سے سادہوؤن کے سنگ مین رہتے تہے۔ بعد مین علیحدہ علیحدہ گری استھاپت کرکے اکیلے ہی رہنے لگے۔ اسطرح چارتر کی کمزوری کے کارن منی دہرم سے گرکر یہ بھٹارک روپ پدوی جاری ہوئی۔

جس طرح منیون کے چارتر مین کمزوری ہونے ہوتے انہین کچھ عرصہ مین بھٹارکون کا روپ پراپت ہوگیا۔ اسی طرح شروع مین جو بھٹارک ہوئے تہے روکنے چارتر مین کمزوری آتے آتے انہین آجکل کے بھٹارکون کا روپ مل گیا۔ منیون کی جو نیچے سے نیچی حالت تہی وہ بھٹارکون کی اونچی سے اونچی حالت تہی اور جو بھٹارکون کی نیچے سے نیچی حالت ہے وہ آجکل کے بھٹارکون کی موجودہ حالت ہے۔ زمانہ ان سب کو تنزلی کے غار کی طرف لے جارہا ہے۔ کھینچتے کھینچتے تو سادھون کی یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب آگے انہین اور کون حالت نصیب ہوگی اس خیال کے آنے سے دل مین بڑی چوٹ لگتی ہے۔

بھٹارکون کا چارتر پہلے کیسا ہوگا؟ اس مین شک نہین کہ شروع کے بھٹارک منی دہرم سے گرکر تنزلی کی طرف جانے لگے تہے۔ بستر دہارن کرنے لگے تہے۔ عموماً ایک ہی جگہ رہنے لگے تہے۔ اور تہوڑا بہت درپیہ (روپیہ) بہی پاس رکہنے لگے تہے۔ لیکن یہ سب انہون نے صرف اپنی خودغرضی کے لیے ہی نہین کیا ہوگا بلکہ اونکے دلون مین دہرم مارگ کو قایم رکہنے کی خواہش ضرور رہی ہوگی۔

یہ ہمکو ماننا ہوگا کہ شروع کے بھٹارکون نے اصلی دہرم سے خود گرکر بہی دہرم کی بڑی سیوا کی ہے بلکہ ڈوبتے ہوئے دہرم کو بڑا بہاری سہارا دیا ہے۔ ان مین سکل کیرت۔ ششبہ چندر۔ پربہا چندر۔ گیان بہوشن وغیرہ بڑے بڑے بہاری عالم اور گرنتہ کرتا اور اصلی چارتر کے دہاری ہوگئے ہین۔ انکی وجہ سے جین دہرم کی بڑی بہاری پربہاونا ہوئی ہے۔ اون بھٹارکون کے صدہا شاگرد ہوتے تہے۔ جو ہمیشہ شاستردن کی سوادہیائے کیا کرتے تہے اور شہر بہ شہر اور گانون بہ گانون گہوم پہر کر دہرم اپدیش کرکے شراوکون کو سومارگ (اچہے راستہ) پر لگاتے تہے۔ اگرچہ وے خود کپڑے وغیرہ پرگرہ رکہتے تہے لیکن اسے اچہا نہین سمجہتے تہے۔ اپنی شکتی کی کمزوری کا انہین ضرور رنج رہتا تہا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا ہے کہ اُس زمانہ کے عالم وفاضل بہٹارک دگمبر فرقہ کو کتنے گہرے گڑہے مین پٹک دیتے! اگر وہ اپنے بہیس کو اور اپنے چارتر کو اچہا سمجہتے (کم سے کم اپنے رچے ہوئے گرنتہون مین تو اسکا منڈن ضرور ہی کرتے مگر

بجے رات کو ہی موانہ تک کے لئے گھوڑا گاڑی کا انتظام کر لیا۔ اور ۱۶ ر نومبر کی صبح کو میرٹھ سے سوار ہو کر ۹ بجے موانہ پہونچے، یہان گاڑیان تیار تھین۔ ان بیل گاڑیون کا انتظام آشرم کی طرف سے کیا گیا تھا۔ وہان سے سوار ہو کر تقریباً ۱۱ بجے ہستناپور جی پہونچے۔

۱۷ ر ۱۸ ر ۱۹ ر ۲۰ ر ۲۱ ر نومبر تک ہستناپور رہے۔ ان تاریخون کے حالات رپورٹ ہستناپور سے چوکہ اسی پرچہ مین چھپی ہے۔ معلوم ہونگے۔ ۲۱ ر نومبر ۱۹۱۵ء کو دو بجے دن کے ہستناپور سے سوار ہو کر موانہ ہوتے ہوئے رات کے ۸ بجے میرٹھ شہر پہونچے۔ رات کو دہرم شالہ مین آرام کیا۔ صبح اشنان وغیرہ سے فارغ ہو کر جین مندر مین درشن کئے۔ بعد اسکے ریلوے اسٹیشن پر آئے بہائی مختار سنگہ جی ۸ بجے کی ٹرین سے سوار ہو کر خورجہ کو روانہ ہوئے اور ہم ۹ بجے کی ٹرین سے سوار ہو کر ۱۱ بجے دیوبند آگئے۔ اسطرح سے ہماری یہ یاترا پوری ہوئی۔ فقط

جوتی پرشاد ایڈیٹر جین پردیپ

گذشتہ اور موجودہ بھٹارکون کا مقابلہ

(از بابو جمبت لال جین سی۔ ٹی۔ پہاڑی دہیرج دہلی)

سب سے پہلے ہمکو وچار کرنا ہے کہ بھٹارک ہونے کا رواج کسطرح سے جاری ہوا کیونکہ جین دہرم کے تینون فرقون (دگامبری۔ سوتیامبری۔ اور ستھانک واسی) شاسترون مین ان بھٹارکون کا کہین بہی ذکر نہین کیا گیا۔ پھر یہ بڑا بہاری سوال اٹھتا ہے کہ بھٹارک لوگ کسطرح سے جینون کے گرو بن بیٹھے اور خاصکر دگمبر آمنائو روپی کشتی کے تو یہ ملاح ہی کہلانے لگے؟

دگمبر آمنائے کے شاسترون مین منی چھلک۔ ایلک کی ہی پدوی بیان کی جاتی ہین۔ بھٹارک پدوی کا کہین بہی ذکر نہین تہا۔ اسلئے یہ لوگ منی تو ہو ہی نہین سکتے۔ اور نہ یہ اپنے آپ کو شراوک خیال کرتے ہین اور بہت سے شراوک بہی انکو اپنے سے بڑا سمجھتے ہین۔ اسلئے جیسا ہماری ناقص عقل مین اور تحریرات نا تہورام جی پریمی اڈیٹر جین ہتیشی کی رائے مین ان بھٹارکون کا رواج ہوا ہے وہ اسطرح سے ہے۔

بیر نروان سمبت ۶۰۹ کے قریب منی لوگ اپنے دہرم مین کمزور ہونے لگے۔ یعنی منی دہرم کا پالن جیسا کہ چاہئے تہا نہ کر سکے۔ بہت سے منی بہرشٹ ہونے لگے۔ رفتہ رفتہ منی دہرم مین بہت بڑی کمزوری آنے لگی۔ بہت سے منیون نے سردی کی برداشت نہ کر کے اور شرم وحیا کے بس ہو کر بستر دہارن کرنے شروع کر دئے۔ پہاڑون مین تپ کرنیکی شکتی نہ رہکر آبادیون مین مقیم ہو گئے۔ پندرہوین صدی مین جب بھٹارکون کی استھاپنا ہوئی تہی تب وے بستر دہارن کرنے لگے تھے۔ بلکہ ایسا کہنا چاہئے کہ خاص طور سے بسترون کو دہارن کر کے ہی بھٹارک کہلانے

ہم آپکے مکان پر پہونچے۔ آپکے بزرگ والد صاحب آپ سے بھی زیادہ پریمی پائے گئے۔ آپ سے ملکر دلکو بڑا آنند ہوا۔ اسطرح سے گھومتے پھرتے ملتے ملاتے ہم مہاشے پوڈیا چندر جی بی۔ اے اور بھائی مختار سنگھ جی کے دہلی سے ۴ بجے سوار ہوکر ۹ بجے میرٹھ شہر پہونچے۔

چونکہ جب سے ہستناپور مین برہمچریہ آشرم قایم ہوا ہے۔ تب سے ہستناپور کے بہت سے جاتری میرٹھ اور مواؔنہ کو جانے لگے ہین۔ اس لئے میرٹھ شہر کی ہر دو جین دہرم شالاؤن مین یاتریون کی بہیڑ بہاڑ سے جگہ تک نہین رہتی۔ اسی طرح آج بھی ہر دو دہرم شالاؤن مین بہت زیادہ بہیڑ ہتی۔ لیکن پہر بھی سورگیہ لالہ دہرم داس جی کی جین دہرم شالہ مین ایک کوٹھری مل گئی۔ جسمین ہم تینون نے رات کو آرام کیا۔ تھوڑی دیر بعد بھائی انت پرشاد جی اور بھائی شیو پرشاد جی ہماری تلاش مین ادہر آنکلے۔ انہون نے اصرار کیا کہ چلو جین بورڈنگ ہاؤس مین آرام کرنا۔ لیکن اب اسباب کہول دیا جا چکا تہا۔ اس لئے انکار کرنا پڑا۔ انکی زبانی معلوم ہوا کہ جین بورڈنگ ہاؤس کے بورڈرس معہ بابو منسر سین بی سپرنٹنڈنٹ کے بغرض خدمات ادا کرنے میلہ کی ہستناپور تشریف لے گئے ہین۔ اور کل ہلوگ بھی جاوینگے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سہارنپور کے رئیس لالہ جمبو پرشاد جی معہ بہت سے صاحبان کے ہستناپور تشریف لے گئے ہین وے وہان جاکر برہمچریہ آشرم کی بڑے زور شور کے ساتہہ مخالفت کرینگے۔ حالانکہ ہمکو اس بات کا یقین تک نہین آیا لیکن ہستناپور مین جاکر ان لوگون کی کی ہوئین وہ حرکتیں دیکھین کہ جنکا خواب مین بھی خیال نہین تہا۔ اُن لوگون نے محض آشرم کی مخالفت ہی نہین کی۔ بلکہ آشرم کے برہمچاریون اور کاریہ کرتاؤن کے ساتہہ دشمنی ظاہر کی۔ اور آشرم کو خاک مین ملانے کے وہ وہ تدابیرین کین کہ جنکا بیان کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ لیکن ستیہ کی سدا جے ہوتی ہے۔ آخیر کار اس مخالفت کی ہوا نے آشرم کو بجائے نقصان پہونچانے کے الٹا فائدہ پہونچایا۔ مخالفین نے اپنے پرنام کشائے روپ کرکے اشبہ کرم کا بندہ کیا۔ لیکن خیر خواہان۔ اور کارکنان آشرم سے (جو قریب قریب کل میلہ کے لوگ تہے) شانتی اور پریم سے کام لیا۔ اُنہون نے پتھر برسائے۔ انہون نے پھول سمجھکر سر پر چڑہائے۔ اُنہون نے گالیان دین۔ انہون نے لایق بھائیون کا تحفہ سمجھکر منظور کین۔ اُنہون نے شامیانہ کے رسہ کاٹکر اور بلیان گراکر انکو دبانا چاہا۔ انہون نے اپنے بھائیون کی خوشنودی کے لئے دب کر مرجانا چاہا۔ اُنہون نے لیمپون اور لالٹینون کی روشنی گل کرکے انکو مارنا چاہا۔ انہون نے اسکے لئے بہی آمادگی ظاہر کی۔ غرض ہر طرح کی بد سلوکی ان لوگون نے برداشت کی۔ اس واقعہ کا پبلک کے اوپر اچہا اثر پڑا۔ پبلک کو بخوبی روشن ہوگیا کہ آشرم سچائی پر ہے اپنے دہرم پر ہے۔ یہ قوم کی بہبودی چاہتا ہے۔ دہارمک اور لوک ترقی چاہتا ہے۔ اسکے کارکن شانتی پریہ ہین۔ اسہی وجہ سے بلا کسی اپیل کے ہی تقریباً اڑہائی ہزار کا چندہ جمع ہوگیا۔

ابھلاشا ہے کہ یہ اسکول دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے۔

اسکے بعد دوپہر کے ہونے والے جلسہ مین شریک ہوئے۔ آج بابو پربھو رام جی کا اہنسا دہرم کے اوپر ویاکھیان ہوا۔ آپنے اہنسا دہرم کی خوبی اور جین مت کا دیگر متون پر اہنسا دہرم کی چھاپ لگا دینا جس خوبصورتی سے ظاہر کیا در اصل وہ آپکا ہی حصہ تہا۔ آپکے ویاکھیان کا اثر پبلک کے دلون پر جسقدر پڑا وہ بیان سے باہر ہے۔

اسکے بعد بابو دیا چندر جی بی۔اے کا تعلیم کے اوپر ایک پُرجوش لیکچر ہوا۔ چونکہ آج برادری کے مشہور وکیل راے صاحب لالہ موتی ساگر جی کے یہان دعوت تہی۔ اس لئے جلسہ ۳ بجے ساپت کیا گیا۔

شام کو ۴ بجے سے پہر جلسہ شروع ہوا۔ سب سے اول بابو پربھو رام جی کا پروپکار کے اوپر ویاکھیان ہوا۔ اسکے بعد نیایاچاریہ پنڈت مانک چند جی نے جین دہرم کی عظمت دکہلاتے ہوئے ایک پراثر تقریر کی۔ اسکے بعد لالہ دلیل سنگھ جی و دیگر چند اصحاب کی تقاریرین ہوئین۔ اور کچھ وقت ہمکو بھی دیا گیا۔ ہمنے انسانی فرض پر تقریر کی۔ دکہلایا کہ بزرگون کا کیا فرض ہے۔ اُنکو اپنے کلیان کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اُنکی زندگی کا سفر طے ہوا چاہتا ہے اور دوسرا سفر درپیش ہے۔ اُسکے لئے کیا کیا سامان درکار ہوگا۔ اسی طرح سے نوجوانون کو جیون یاترا کے لئے کن کن چیزون کی ضرورت ہوگی۔ اُنکو کیا کرنا چاہئے انکا کیا فرض ہے۔ وغیرہ اس کے بعد لالہ جینتو مل جی سکریٹری سبہا نے گورنمنٹ عالیہ اور دیگر اصحاب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے سبہا کا جلسہ ساپت کیا۔

۱۶ نومبر ۱۹۱۷ء کی صبح کو لالہ جگی مل جی سے رشبہ برہمچریہ آشرم کے بارہ مین کچھ باتین ہوتی رہین بعد مین ہم چاندنی چوک مین آئے آج ہماری دعوت لالہ دلیل سنگھ جی جین سید واڑہ دہلی کے یہان تہی۔ ناظرین لالہ دلیل سنگھ جی کو بہولے نہین ہونگے۔ آپ وہی جین کمار ہین کہ جنہون نے سید واڑہ کی جین پاٹھ شالا کے لئے بیس ہزار روپیہ اکٹھا کر دینے کا پرن کیا ہے اور جب تک روپیہ اکٹھا نہ ہو جائے تب تک سر پر ٹوپی اور پاؤن مین جوتا پہننا تیاگ دیا ہے۔ آپ بڑے یوگیہ پُرش ہین باوجود سوئیتامبر استہانک باسی ہونے کے بہی ہر ایک جین فرقہ سے میل رکھتے ہین۔ مندر مین جاتے ہین۔ شاستر اور اُپدیش سُنتے ہین۔ آپکا ارادہ ہے کہ اپنے لڑکے کو رشبہ برہمچریہ آشرم ہستناپور مین داخل کرین۔ لہذا اس غرض کو لیکر آپ ہستناپور کے جلسہ مین تشریف بہی لائے تہے۔ لیکن ۱۹ نومبر کی رات کی جاہلانہ حرکت سے دُکہی ہو کر چلے گئے۔ اور ہم سے کہہ گئے کہ بہاگن کی اشٹاہیون مین آوینگے۔ تب لڑکے کو داخل کرینگے۔

بھجن منڈلی تو یہانکی قوم مین بہت ہی مشہور ہو گئی ہے۔ حساب کتاب کا تو کہنا ہی کیا ہے لالہ پارسداس جی نے
بڑے ہی عمدہ طور سے مثل آئینہ کے بنا یا ہے۔ لالہ مہابیر پرشاد جی اور لالہ پارسداس جی آشرم کی ترقی مین خاص
طور سے حصہ لیتے ہین ہم آپ دونون صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور جین اناتھ آشرم دہلی کی ترقی دل و
جان سے چاہتے ہین۔ ہمکو یہ معلوم کرکے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ جین اناتھ آشرم کا رسالہ جین پرچارک
بہت جلد ایک لایق ایڈیٹر کے ہاتھون مین جانے والا ہے۔ یقین ہے کہ جین پرچارک کی بہت جلد کایا
پلٹ ہوگی۔ آشرم کو دیکھکر ہم سبہا منڈپ مین آئے۔ سبہا کا جلسہ زیر پریذیڈنسی فخر قوم بابو جگت پرشاد
جی جین ڈپٹی کنزرویٹو دہلی کے ہو رہا تہا۔ چند اصحاب کے پُرجوش دیا کہیان ہوئے۔ بابو دیا چندر جی نے
بوڑہون اور بچون کی شادی پر پُرجوش تقریر کی جلسہ مین جین۔ اجین سب شامل تہے۔ بعد مین ایک نظم بہی
بہی پڑہی جس کا اثر اچہا پڑا۔ دس بجے کے بعد جلسہ سماپت ہوا۔

۵ نومبر ۱۹۱۵ء کو ضروریات سے فارغ ہوکر درشن کئے۔ پہر چاندنی چوک مین آئے۔ بابو پہر ہورام جی ہمراہ
تہے۔ وے اور ہم تہانک کے مکان مین گئے۔ وہان تہانک کے سادہو دیا کہیان دے رہے تہے۔ ہم
بہی جاکر بیٹھ گئے۔ ہماری سمجھ مین کچھ نہین آیا۔ کیونکہ اُن لوگون کے شاستر ابہی تک شاید پراکرت
مین یا کسی دوسری زبان مین ہین۔ ہم انکی باتون کو اُنکے بہکت ہی سمجھ سکتے ہین۔ جو گاہ بگاہ۔ یان مہاراج
دہنہ ہو مہاراج وغیرہ کہا کرتے ہین۔ تہوڑی دیر بیٹھکر ہم لوگ چلے آئے۔ چونکہ ہمارے لئے لالہ جگی مل
جی رئیس پہاڑی دہیرج دہلی نے گہوڑا گاڑی بہیجی تہی۔ اس لئے ہم پہاڑی دہیرج پہونچے۔ وہان
مندر جی مین درشن کئے۔ بعد اسکے جین اینگلو سنسکرت اسکول مین گئے۔ اس اسکول کی عمارت اب
نئی تیار ہوئی ہے۔ اسکے جلسہ کی کارروائی ناظرین جین پردیپ نمبر ۱ مین پڑھ چکے مین۔ عمارت
بڑی عمدہ اور ہوادار ہے۔ کمرہ کہلے ہوادار اور صاف ہین۔ اسوقت اسکول مین پانچ ٹیچر ہین ہیڈ
ٹیچر بابو جمیت لعل جی جین ہین۔ طالب علمون کی تعداد تقریبا ۷۰ کے ہے۔ اور ۷۰ کے قریب حاضری ہے
پڑہائی شروع ہونے سے پہلے پرارتہنا ہوتی ہے۔ اور ٹیچر لوگ کچھ نصیحت آمیز سپیچ بہی دیتے ہین۔ لڑکون
کی صفائی پر پورا دہیان دیا جاتا ہے۔ پڑہائی اچھے طریقے سے ہوتی ہے۔ یقین تو یہ ہے کہ یہ اسکول بہت
جلد ماڈل اسکول ہو جائیگا۔ اس اسکول کی جان لالہ جگی مل جی ہین۔ آپ کی تعریف ہم زیادہ نہ کرکے
تہوڑے سے لفظون مین ہی کئے دیتے ہین کہ آپ ایک بڑے مالدار آدمی ہین۔ لیکن غرور آپکے پاس تک
بہی نہین آسکا۔ آپ ادشبہ برہمچریہ آشرم ہستناپور کی انتظامیہ کمیٹی کے سبہاپتی ہین۔ اسکول کے لڑکون
سے چند سوالات ہوئے اور برہمچاری شیتل پرشاد جی نے کئے۔ جنکا جواب صحیح ملا۔ ہماری دل و جان سے یہی

دہلی پہونچے - دہلی مین ۱۳ نومبر لغایتہ ۱۵ نومبر تک بنگلہ والے جینیون کی جین دہرم پرچارنی سبہا کا تیسرا سالانہ
جلسہ تہا - یہ جلسہ دہلی کے مشہور مکان "راما تہیٹر" واقعہ بازار چاندنی چوک متصل فوارہ مین ہوا تہا - یہ مکان
یہان کے رئیس رائے بہادر لالہ شو پرشاد جی (چہنا مل والون) کا ہے - آپنے جینی بہائیون کی درخواست
پر تین دن کے لئے مکان بلا کسی کرایہ کے عطا فرمایا - اسکے لئے جین دہرم پرچارنی سبہا آپکی ممنون و مشکور ہے
س سبہا مین لکہنؤ سے بابو دیا چند جی بی - اے - سورینہ سے پنڈت مکہن لعل جی نیایا چاریہ - لاہور سے
بابو پربہو رام جی کہتری جین - بنارس سے جین دہرم بہوشن برہمچاری شیتل پرشاد جی ایڈیٹر جین متر - اور
چند بہائی باہر سے تشریف لائے تہے - ہمارے آنے سے پیشتر سبہا کے ۲ تین اجلاس ہو چکے تہے - آج
رات کو چوتہا جلسہ تہا -
ابہی سبہا کی کارروائی شروع ہونے مین دیر تہی - اس لئے لالہ پارسداس جی رئیس سپرنٹنڈنٹ جین اناتہ آشرم
دہلی ہمکو اور بابو دیا چند جی کو آشرم دکہلانے کے لئے گئے - دیکہنے سے معلوم ہوا کہ آشرم کی اسوقت حالت اچہی ہے
مکان بہ نسبت پہلے کے وسیع ہے اور صاف ہے پڑہائی کا انتظام معقول ہے - بلکہ ضرورت سے زیادہ
خرچ ہو رہا ہے - جسکو ہم ایک طرح سے فضول کہہ سکتے ہین - آشرم کا اسکول پانچوین جماعت تک رہنا چاہئے
اس سے آگے کے لڑکون کو دیگر اسکولون مین تعلیم دلائی چاہئے - دہلی جیسے مقام پر ایک دو جین مڈل
سکول کہل جانے کوئی بڑی بات نہین ہے لیکن یہ معلوم کرکے افسوس ہوا کہ دہلی کے دہلی بہائی یتیم
بچون کے اسکول مین اپنے لڑکون کو پڑہاتے ہوئے برائی سمجہتے ہین - اپنے بچون کو ان بچون کے
پاس بٹہلانے مین اپنی ہتک خیال کرتے ہین - ان لوگون کے کتنے چہوٹے دل مین یہ لوگ کتنے محدود
دائرہ مین پڑے ہوئے ہین - کہ جو غریبون سے اتنی نفرت کرتے ہین - دیگر اسکولون مین خواہ انکے
بچہ چوڑہے اور چمارون کے بچون مین ملکر بیٹہین لیکن جین اناتہ آشرم کے بچون مین ملکر بیٹہنا کسر شان
سمجہا جاتا ہے - ہائے ری! سنگدل - تیرا ستیاناس ہو - کیا تو جینیون کے ہی حصہ مین آگئی ہے - بس یہی وجہ
ہے کہ جو آج آشرم کے اسکول کا خرچ ہمکو بہی زیادہ اور فضول معلوم دے رہا ہے - اور ہم آشرم کی کمیٹی
سے التجا کر رہی ہین - کہ خرچ کو گہٹانا چاہئے اور آشرم کے اسکول کو بجائے مڈل کے پانچوین کلاس تک
کر دینا چاہئے - کہانے پینے - اور پہننے کا عمدہ انتظام ہے - محض دودہ کی کمی کی جاتی ہے - ہماری رائے
مین جو بچہ پڑہتے ہین - انکو دودہ ضرور ملنا چاہئے - دماغی محنت کے لئے دودہ گہی سے اچہی غذا اور
کوئی نہین ہے - اور دماغی کام کرنے والون کو اسکا استعمال کرنا ضروری ہے - لڑکے خوش پائے گئے -
کسی کو کوئی شکایت نہین ہے اور اس بات کو ہم ہی کیا کہتے ہین - بلکہ بچون نے گہوم پہر کر دکہلا دیا ہے

ضروری ہے۔ لیکن پھر بھی دودہ نہین ملتا۔ جبکہ کل ۱۲ بچون کے رہتے ہوئے یہ حالت ہے۔ جب زیادہ تعداد
ہوجائے پر کیا ہوگا۔ اسکا اندازہ ناظرین خود لگا سکتے ہین۔
لڑکون سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ دو اڑہائی ماہ سے پڑہائی بند ہے۔ عیسائی ماسٹر بیمار ہے۔ اب وہ
ہے کوئی کام نہین کراتا۔ لیکن کچھ دنون پہلے اُسکا کام کردیا کرتے تھے۔ رات کو ایک دو لڑکا اب بھی اُسکے
کمرہ کے باہر سوتا ہے۔ یہ سب لڑکون کی زبانی معلوم ہوا ہے۔ دھارمک تعلیم کے بغیر ان لڑکون کی بڑی حالت
ہے۔ انکو یہ بھی خبر نہین ہے کہ ہم کیا ہین۔ اور کیا بنینگے۔
چندری۔ اور سوت کی تھیلیان جوان لڑکون کی تیار کی ہوئی بتلائی جاتی ہین ہمکو دکھلائی گئین۔ اگر
دراصل وہ چیزین ان بچون کی تیار کی ہوئی ہین۔ تو اچھا ہی ہے۔ لیکن دھارمک شکشا پھر بھی لازمی اور
ضروری ہے۔ مینجر صاحب نے گھوم پھر کر کل عمارت دکھلائی۔ یہ کل عمارت کئی سو بچون کے رہنے کیلئے
کافی ہے۔ اور اسمین اسقدر گنجایش ہے کہ بہت سے کمرہ تیار ہو سکتے ہین۔ لیکن اتنی بڑی عمارت مین
کل بارہ بچے اور وہ بھی بلا کسی دھارمک شکشا کے جس طریقہ سے رکھے گئے ہین۔ اُس سے اس عالیشان
عمارت کو دھبہ لگتا ہے۔ جب تک ان بچون کی تعلیم کا۔ ان کے کھان پان اور پوشش کا عمدہ انتظام نہ
ہوجائیگا تب تک ہم تو یہی کہینگے کہ اتنے بڑے مکان مین لڑکے قید کردیئے گئے ہین۔ مینجر صاحب کے اصرار
کرنے پر ہمنے معاینہ بک مین اپنا نوٹ بھی دیا ہے۔ یقین ہے کہ سیٹھ صاحب اُسکو بھی ضرور پڑھینگے۔ غرض
سیٹھ میوارام جی کو اس آشرم کی کایا پلٹ کرنے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔ اور اس آشرم کو ایک نمونہ
کا آشرم بنا کر سورگیہ سیٹھ اسولک چند جی کی کیرتی پتاکہ کو بھارت ورش مین پھرا دینا چاہئے۔ سیٹھ میوارام
جی بڑے یوگیہ اور ملنسار ہین۔ اُنسے ہمکو بہت کچھ امید ہے۔ اسکے بعد ہم بورڈنگ ہاؤس مین آئے۔
یہان پر بابو شنکر لعل جی۔ بابو موہن لعل جی و دیگر طالب علمون سے ملے۔ یہان کے طالب علمون مین دھارمک
بھاؤ پایا گیا۔ آج اتوار کا دن تھا۔ کچھ لڑکے ہون کر رہے تھے۔ ویدون کے منتر پڑھ رہے تھے۔ جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس اسکول کی چہار دیواری کے اندر آریہ سماج کام کر رہا ہے۔ چلو اچھا ہے۔ افسوس
تو اُن اسکولون اور کالجون کی حالت پر کرنا چاہئے کہ جہان کے طالب علم فیشن کے متوالے بنکر ناول۔ ناٹک
سوانگ۔ تماشون مین ہی اپنا قیمتی وقت گذارتے ہین یا بالکل ناستک بن جاتے ہین۔ اس اسکول
کے طالب علمون مین ہندو دھرم کی حفاظت کا مادہ تو پایا جاتا ہے۔ یہ کیا کم خوشی کی بات ہے۔
یہان سے بھائی مختار سنگھ جی بھی دہلی اور ہستناپور کا جلسہ دیکھنے کے لئے ہمارے ہمراہ چلے۔ ہم دونون سیٹھ
میوارام جی کی گھوڑا گاڑی مین سوار ہوکر خورجہ جنکشن سے ۳ بجے کی ریل مین بیٹھکر شام کے پانچ بجے

کوئی کارن آکر نہین تہا۔ کہ جو یہ خرابی دور ہو جائے۔ مین بذات خود ہر طرح سے تیار ہون میرے بہائی بندھو
سب میری بات کو مانتے ہین۔ گھر کی مستورات بھی چون نہین کر سکتی۔ اس لئے مین ہر طرح سے اس خرابی کو
دور کرنے کے لئے تیار ہون۔ مین تحریر دے سکتا ہون۔ اقرارنامہ لکہہ سکتا ہون۔ غرض جسطرح کوئی چاہے
مین کرنے کے لئے تیار ہون مجھے یہ رشتہ داریان بہت ہی ناگوار گذرتی ہین۔ اور کہٹکتی ہین۔ اسپر مین نے
کہا کہ آپ ہاتہرس کے سیٹھہ سالگرام جی سے خط وکتابت کرین۔ اور اُن لوگون کو سمجہا کر اپنے نیک خیالات
مین شامل کرین۔ اپنے اسکا وعدہ کیا اور کہا کہ مین ضرور ایسا کرونگا۔ آپنے یہ بھی فرمایا کہ ہمارے گھرون مین
چند لڑکے اور لڑکیان ہین۔ انکے رشتہ ہم دیش کے اگر والون مین کرنے کے لئے تیار ہین، آپکے ان وسیع
خیالات سے ہماری طبیعت بڑی خوش ہوئی۔ یقین ہے کہ آپ اپنے وعدہ کو پورا کرینگے۔ اور مارواڑی
اگر وال جین سماج سے اس خرابی کو دور کرینگے۔

آپنے جین اناتہہ آشرم دکہلانے کے لئے اپنی گاڑی منگوائی۔ اور ایک پنڈت جی کو جو کہ از خود کو آشرم کے
منیجر بتلاتے تہے۔ ہماری ساتہہ بہیجا۔ کچہہ دیر بعد ہم امولک چند جین اناتہہ آشرم مین پہونچے۔

اس آشرم کی عمارت کو دیکہکر ہمارے دل مین طرح طرح کے خیال پیدا ہونے مثلاً ”یہ عمارت یتیمون کے لائق کبھی
نہین ہوسکتی۔ یہ تو سیٹھہ ساہوکارون کے رہنے لائق عمارت ہے۔ کہان تو یتیم خانہ یعنی بدقسمتون کے رہنے کی جگہ
اور کہان یہ لاکہون روپیہ کی عمارت۔ کہین ہمکو دہوکہ تو نہین دیا گیا۔ یا ہمسے مذاق تو نہین کیا گیا“ ہم ابھی چار
مین غوطہ لگا رہے تہے کہ منیجر صاحب نے ایک یتیم لڑکے کو پکارا۔ جب وہ بہاگ کر سامنے آیا۔ تب ہمارا بھرم دور ہوا۔
تب معلوم ہوا کہ نہین! ہمارا وچار غلط تہا یہی عمارت ”سیٹھہ امولک چند جین اناتہہ آشرم“ کی عمارت ہے۔
تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اسوقت کل ۲۱ یتیم ہین جنمین ۱۱ لڑکی ہین۔ اور دس لڑکے ہین۔ لڑکون کے
نام۔ نتہا۔ کہنی۔ تلسی۔ چہوٹن۔ مٹرو۔ کلوا۔ بسکہا۔ لکشی۔ خوشحال۔ اور رام پرشاد ہے۔ یہ لڑکے ہر ایک
قوم کے ہین۔ لڑکے بے شعور اور میلے کچیلے۔ دیکھے گئے۔ انکے کپڑے بہت خراب تہے۔ چہرہ اُترے ہوئے تہے۔
جسم کا ہر ایک حصہ کمزور پایا گیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نہلانے اور پہنانے کا کوئی انتظام نہین ہے ہمنے
منیجر صاحب کا دہیان ایک لڑکے کے پیرون کی طرف دلایا کہ جو سب سے بڑا لڑکا تہا۔ اسکے پیرون پر بہت زیادہ
میل جما ہوا تہا دوسرے چہوٹے لڑکون کی بات تو کہنا ہی کیا ہے۔ کہانا تین وقت ضرور ملتا ہے لیکن وہ
اچہا نہین ملتا۔ صبح کو تو نمک ڈالی ہوئی روٹی ملتی ہے۔ اور دوپہر کو دال روٹی۔ شام کی روٹی مین ایک کہچڑی
ہوتا بتلایا جاتا ہے۔ لیکن لڑکون سے معلوم ہوا کہ روٹی رات کو ملتی ہے۔ دن رہتے جیسے کبھی مل جاتی ہے
ورنہ اکثر رات ہو جاتی ہے۔ دودھ بالکل نہین ملتا۔ حالانکہ بہت سے بچے اتنے چہوٹے ہین کہ انکو دودھ ملنا

ایک لڑکا کپاس کے کارخانہ مین پچاس روپیہ ماہوار کا ملازم ہو گیا ہے۔ آشرم کی عمارت بڑی عالیشان ہے
جسکو دیکھکر آپ ضرور خوش ہونگے۔ لڑکون کو کہانا دن سے مل جاتا ہے۔ تین دفعہ کہانا ملتا ہے۔ مینجر ایک
برہمن ہے۔ جو ۳۰ روپیہ ماہوار پاتا ہے۔ عیسائی ماسٹر کو پچاس روپیہ ماہوار دیا جاتا ہے۔ رسوئی بنانے اور
دیگر انتظام کے لئے جدا جدا دو برہمن ہین۔ غرض کل انتظامات ٹھیک ہین۔ دہارمک شکشا کے بارے مین
خاموشی دکہلائی گئی۔ ابہی تک کوئی انتظام دہارمک تعلیم کا نہین ہے۔ ہمنے کہا کہ جب تک دہارمک
تعلیم ان یتیمون کے دلون مین نہین جہلائی جایگی۔ تب تک انکا کیا ہوگا یہ اندازہ لگانا بڑا مشکل ہے
یتیمی کی حالت مین بُری بہلی طرح سے پیٹ کا گڈہا تو یہ بہی بہر لیتے۔ لیکن انکے ہندو دہرم کی رکشا کو
لئے جو آپنے بیڑا اٹہایا ہے وہ منشا تو ابہی وقت پیدا ہو سکتا ہے جبکی انکو دہارمک تعلیم دیجائیگی
ورنہ انکی پرورش کر دینے یا کاریگر بنا دینے سے کیا فائدہ ہوگا۔ جب یہ بہٹے کٹے اور کاریگر ہو کر نکلینگے۔
تب ہی ادہرمی لوگون کے ہاتہون مین جا پڑینگے۔ کیونکہ انکے اندر دہارمک تعلیم تو ہوگی نہین کہ جس سے
یہ اپنے دہرم کی رکشا کر سکین۔ بس نتیجہ یہی ہوگا کہ یہ وہی ہوتے نظر آوینگے کہ بچپن کے زمانہ مین
ہوتے ہین۔ اب آپنے کیا کیا۔ دوسرون کا کام اپنے ذمہ لیا۔ یا انکی پرورش کرکے اور انکو کاریگر بنا کے
ایک بہت بُری تعداد ادہرمیون کے حوالہ کر دینے کا ٹہیکہ کیا۔ اگر آپ انکے ہندو دہرم کی رکشا چاہتے
ہو یا جین اناتہہ آشرم کا نام روشن کیا چاہتے ہو یا پوجیہ پتا جی کی سچی یادگار قایم کیا چاہتے ہو تو ان کو
دہارمک تعلیم دو۔ ورنہ ان یتیمون کی پرورش کرکے خود ہی ادہرمیون کی امداد مت کرو۔ خوشی کی بات
ہے کہ سیٹھ صاحب نے ہماری درخواست قبول و منظور کرکے فرمایا کہ ہم ضرور دہارمک شکشا کا انتظام
کرینگے۔ پہر ہمنے کہا کہ آجکل مارواڑ مین قحط ہے۔ آپ کیون وہان سے اناتہہ بچے لینے کی کوشش
نہین کرتے۔ آپنے جواب مین فرمایا کہ ہم لینے کو تیار ہین۔ آپ کوشش کرکے منگا دین ہم نے
کہا کہ آپ دو چار آدمی وہان بہیجئے گا۔ تب بہت کچھہ کام ہو سکتا ہے۔ اسپر جواب دیا کہ واتی پہاو
سیٹھ منیٰ لال جی کے سورگباس ہوجانے سے میرے اوپر کام کا بہت زور پڑ گیا ہے۔ اس لئے اسوقت
مین پریشانی کی حالت مین ہون۔ لیکن کچھہ دنون بعد اناتہہ آشرم کی طرف خاص طور سے توجہہ دونگا۔
اسکے بعد ہمنے مارواڑ مین جین اور دیشنو اگروالون کے رشتہ ناطون کے بارے مین ذکر کیا۔ اور اسکے
نقصانات پر آپکی توجہہ دلائی اور کہا کہ ہاتہرس کے جین اگروال آپکے منہ کی طرف کو دیکھہ رہے ہین
وہ کہتے ہین کہ اگر آپ اس بیڑے کو اٹہا دین تو بہت جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔ اسپر آپنے فرمایا کہ
مین اس خرابی کو بہت دنون سے محسوس کر رہا ہون۔ اور یہ سب کچھہ ٹہیک ہے۔ لیکن ابہی تک

ہین۔ آپ دیش کل رتن تہے۔ بڑے دہارمک پرش تہے۔ آپکا کاروبار ہماری جین سماج کے مشہور گہرانہ رانی والو کے شرکت مین تہا۔ آپ کا سورگباس اب حال مین ہوا ہے۔ یہ ہائی اسکول کی عمارت ہندوستان کے دلون پر ہمیشہ کے لئے آپکا نام لکہدینے کو کافی ہوگی۔ آپ اپنا نام امر کر گئے ہین آپکا گہرانہ ایک مشہور گہرانہ ہے۔ گورمنٹ مین آپکے گہرانہ کی بڑی عزت ہے۔ جب کینا ڈا ٹاپو کے ہندوستانیون کا دکہہ دیکہنے کے لئے سنہ ۱۹۱۲ء مین بہارت سرکار نے کمیشن بھیجا تہا تب اسمین رائے بہادر سیٹھ تہی مل جی کے بہتیجہ لالہ چمن لعل جی شریک تہے۔ اس سے بخوبی پتہ لگ سکتا ہے کہ سرکار گورمنٹ کو آپکے گہرانہ پر کتنا بہروسہ ہے اس بورڈنگ ہاؤس کے پاس ہی ایک دہرم شالہ ایک جین صاحب کی ہے۔ آپکو یہان کے لوگ سیٹھ گگومل جی کے نام سے پکارتے ہین۔ سنا جاتا ہے کہ آپکی پوجیہ ماتا جی جین دہرم سے بڑی پریت رکہتی ہین۔ اور انکو دہرم کی بڑی شردہا ہے۔ لیکن اس دہرم شالا کی حالت بڑی ردی ہے۔ سنڈے مسٹنڈے لوگ پڑے رہتے ہین۔ سلفہ پینے والون کا جہمگٹ لگا رہتا ہے۔ کیا ہی اچہا ہو کہ اگر لالہ صاحب اسکا انتظام معقول کر دین۔ یہ دہرم شالہ ریلوے اسٹیشن خورجہ شہر سے بہت نزدیک ہے۔ اسمین یاتریون کو بڑا آرام مل سکتا ہے۔ لیکن اسوقت مل سکتا ہے جبکہ انتظام معقول ہو جائے۔ ورنہ موجودہ حالت مین تو ٹہیرنا درکنار کہڑے ہونے کو بہی جی نہین چاہتا۔ یقین ہے کہ سیٹھ صاحب اسطرف کافی توجہ دینگے۔

۱۴ نومبر سنہ ۱۹۱۵ء کو ہم شہر مین گئے بڑے جین مندر کے درشن کئے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس جین مندر مین یوروبین لوگ بہی جاتے ہین کیونکہ یہان پر ایک سائن بورڈ لگا ہوا ہے جسمین لکہا ہے کہ مندر کے اندر جوتا۔ چہڑی وغیرہ لیکر کوئی نہین جا سکتا۔ صرف مندر کا جوتا پہنکر یوروبین جا سکتے ہین۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ اس مندر جی کے لئے وسیع خیالات کام مین لائے گئے ہین بعض جگہ کے دولتمند جینی تو ان جینیون تک کو بہی باہر نکال دیتے ہین کہ جن پر میلے کپڑے یا اونی شال ہو۔

اسکے بعد ہم اگروال سماج کے بکیار ائے بہادر سیٹھ میوارام جی سے ملے۔ آپ سے جین قوم اچہی طرح واقف ہے۔ آپ رانی والے سیٹھون مین سے ہین۔ آپ کورے سیٹھ ہی نہین ہین بلکہ جین دہرم کے پنڈت بہی ہین۔ آپنے اپنے پوجیہ پتا جی کی یادگار مین ایک امولک چند جین اناتہ آشرم خورجہ مین کہولا ہے۔ یہ وہی اناتہ آشرم ہے کہ جسکا منیجر ایک بوڑہا عیسائی ہے سیٹھ صاحب سے ملکر اناتہ آشرم کے متعلق باتین ہوئین آپنے فرمایا کہ اسوقت ۱۵ - ۱۶ یتیم ہین۔ عیسائی منیجر نہین ہے بلکہ ماسٹر ہے۔ پڑہائی معمولی ہوتی ہے۔ لیکن لڑکون کو دستکاری سکہلائی جاتی ہے

رشتہ داری سے لڑکے اور لڑکی دونون اپنے ہاتھون سے نکلکر جین دہرم کے دشمن بن رہے ہین ہمنے یہان کے
مارواڑی اگروالون سے اس بارے مین بات چیت کی۔ جسکو سنکر وہ پہر ایک خرابی اور نقصان کا اقرار کرتے
ہین۔ لیکن اعتراض چال چلن اور رسم درواج کا پیش کرتے ہین۔ اُنکا کہنا ہے کہ ہمارے یہان اس طرح کا
زیور کپڑا پہنا جاتا ہے اور اسی دیش کے اگروالون مین اور طرح کا پہنا جاتا ہے۔ بس صرف پہناوے کے
سبب سے پیاری سنتان کے دہارمک گلے متبیات کی چُھری سے کاٹے جاتے ہین۔ جس جین دہرم کو
آتما کا کلیان کرنے والا مانا جاتا ہے۔ اُس جین دہرم سے اپنی پیاری سنتان کو ہمیشہ کے لئے جُدا کیا
جاتا ہے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے۔ کتنا بڑا انیائے ہے۔ کیا کبھی اس مضمون پر مارواڑی اگروال سماج کے
مکہیا سیٹھ سالگ رام جی ہاتہرس یا سیٹھ میوا رام جی خورجہ نے غور کیا ہے۔

ہمنے ان لوگون کو چند جوشیلے لفظون مین سمجہایا۔ اور آئندہ آنے والی زبردست خرابیئین دکہلائین جنکو
سنکر ان لوگون نے کہا کہ اگر اس معاملہ مین خورجہ کے راے بہادر سیٹھ میوا رام جی کوشش کرین تو
کامیابی ہوسکتی ہے۔ اور یہ کُل خرابی دور ہوسکتی ہے۔ ہمنے ان لوگون سے وعدہ کیا۔ کہ ہم ابھی خورجہ
جاتے ہین۔ اور سیٹھ میوا رام جی سے ملکر اس معاملہ پر بحث کرتے ہین۔ یقین ہے کہ وے ضرور ہماری
بات کو منظور کرینگے۔

ہاتہرس مین سبہا کا عام جلسہ نہین ہوسکا۔ کیونکہ لالہ مصری لعل جی جین منتری بال سبہا کی بیگنی کا بواہ تہا وہ
کوئی انتظام نہین کرسکے۔ لالہ مصری لعل جی ایک نوجوان اور پریمی پرش ہین۔ آپنے بیگنی کا بواہ سنسکار
جین ریتی سے کرانا وچار رکہا تہا۔ یقین ہے کہ آپکے ارادہ مین کافی کامیابی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جین ریتی
سے سنسکار ہونے پر چند جین بہائی ناراض تہے ہمکو ایسا معلوم ہوا تہا۔

۱۳ دسمبر ۱۹۱۵ء کو ہاتہرس سے بارہ بجے سوار ہوکر برہمچاری جی تو سیدہے دہلی کو چلے گئے۔ اور ہم راستہ مین
خورجہ اُترے۔ ریل گاڑی مین علیگڈہ کے نوجوان بنارسی پرشاد جی بوہرہ کو سگریٹ نوشی کے نقصانات دکہلا کر
سگریٹ پینے سے پرہیز کرایا اس نوجوان نے حلف اُٹہایا کہ مین کبھی سگریٹ نوشی نہ کرونگا۔" خورجہ جنکشن
سے چلکر خورجہ شہر کے اسٹیشن پر تقریباً ۳ بجے پہونچے چونکہ ہم اپنے آنے کی اطلاع بہائی مختار سنگہ جی
جین طالب علم انٹرنس کلاس ہائی اسکول خورجہ کو پہلے دے چکے تہے اس لئے بہائی مختار سنگہ جی اسٹیشن
پر مل گئے۔ اور ہمکو بورڈنگ مین لے گئے۔ یہ بورڈنگ اور ہائی اسکول ایک ہی احاطہ مین واقعہ ہین۔
اسکول کی عمارت بڑی عالیشان بنی ہوئی ہے۔ بورڈنگ ہاؤس کے دو احاطہ ہین۔ کمرہ بڑے عمدہ
بنے ہوئے ہین۔ یہ کُل عمارتین سورگیہ سیٹھ راے بہادر لالہ ہتی مل جی سی۔ آئی۔ ای کی بنوائی ہوئی

۱۳ دسمبر ۱۹۱۰ء کو یہان کی جین پاٹھ شالا دیکھی۔ اسکو بالکل ردی حالت مین پایا۔ پنڈت گنیشی لعل جی جیسے ودوان کے ہوتے ہوئے اس پاٹھ شالا کی یہ حالت دیکھکر بہت دکھ ہوا ہمارے خیال مین تو اس پاٹھ شالا نے پنڈت گنیشی لعل جی کو بالکل ناکارہ بنا دیا ہے۔ ہم ان پنڈت جی سے واقف ہین۔ دیوبند کی پاٹھ شالا مین کچھ دنون پڑھا چکے ہین لیکن یہان پر تو یہ کچھ ایسے سُست سے ہوگئے ہین۔ کہ انکو بات کرتے ہی آلس آتا ہے اسکی وجہ صرف یہی ہے کہ برادری تنخواہ دیتی ہے لیکن کام نہین لیتی۔ تین چار لڑکے کل پڑھتے ہین۔ اور وہ بھی ایک یا دو گھنٹہ پاٹھ شالا رات کو بھی کُھلتی ہے لیکن تعداد وہی ہوتی ہے۔ ہماری راے مین برادری ہاتھرس کو یہ پاٹھ شالا اُٹھا دینی چاہئے بجائے اسکے جو روپیہ خرچ ہو رہا ہے وہ کسی ہوشیار طالب علم کے وظیفہ مین خرچ کرنا چاہئے۔ ایسا کرنے سے بہت فائدہ ہوگا چونکہ آج برہمچاری شیتل پرشاد جی بھی آگرہ سے تشریف لے آئے تھے۔ اس لئے رات کو جین مندر مین سبھا ہوئی۔ سب سے پہلے لالہ مصری لعل جی سہگانی منتری جین بال سبھا ہاتھرس نے منگلاچرن کیا۔ اسکے بعد ایک ہاتھرس کے بھائی نے کچھ بھاشن کیا۔ پھر برہمچاری شیتل پرشاد جی کا دہرم اُپدیش ہوا جسکا اثر حاضرین کے دلون پر اچھا پڑا۔ اسکے بعد آپنے جین سماج کا سُدہار کیسے ہو۔ اس مضمون پر تقریبًا ایک گھنٹہ کہا۔ اسکے بعد لالہ مصری لعل جی نے دھنیاواد دیکر اور جے کارا بول کر سبھا بسرجن کی۔

یہان کے ماروڑی جین اگروالون کے رشتہ ناطے سب ماروڑی وشنو اگروال لوگون مین ہوتے ہین۔ جین اگروالون کی کل لڑکیان وشنو اگروالون کے یہان بیاہی جاتی ہین۔ اور اسیطرح سے کل لڑکے بھی اُنہین کے یہان بیاہے جاتے ہین۔ اس رشتہ داری سے یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وے جین لڑکیان جنہون نے بارہ چودہ سال کی عمر تک جین دہرم کا سیون کیا۔ ویتراگ بھگوان کا درشن کیا۔ جہان کر پاٹھ کیا اور رات کو بھوجن کہایا۔ یکلخت سسرال مین جا کر جین دہرم سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہین۔ اور کچھ دنون بعد جین دہرم کی کٹر دشمنی بن جاتی ہین چونکہ ان لوگون مین استری شکشا کا پرچار بالکل نہین ہے اس لئے وے بھولی اور ان پڑھ لڑکیان بہت جلد جین دہرم کے خلاف ہوکر وشنو دہرم کو قبول کر لیتی ہین اور اپنی تمام عمر متھیات کے پوجنے مین لگا دیتی ہین۔ اسطرح سے کل لڑکیان جین کل مین پیدا ہوکر پاپی والدین کی بدسلوکی سے متھیاتی بنا دی جاتی ہین۔ ایسے ہی انکے گھرون مین جو لڑکون کی بہوئین آتی ہین۔ وے کٹر متھیاتی آتی ہین۔ آکر کیا۔ انکے آچرن۔ انکے سبھاو اور انکی دہارمک بُدہی بالکل متھیات کے رنگ مین رنگی ہوئی ہوتی ہین اس لئے وے آکر اس جین کل مین بھی متھیات کا رنگ چڑہا دیتی ہین۔ اگر گھر کے لوگ کسی طرح سے ان متھیاتی بہوؤن کے جنگل سے بچے بھی رہے تو کیا ہوا۔ لڑکا تو ہرگز بھی نہین بچ سکتا۔ وہ تو جسطرح سے استری کہتی ہے اُسی طرح سے عمل کرتا ہے۔ اور اس وشنو بہو کی سنتان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ اُس پر تو متھیات کا گہرا رنگ جم جاتا ہے۔ اسطرح سے اُس

اور نومبر ۱۹۱۸ء کو موتی کٹرہ کی لائبریری دیکھی۔ جسکا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین۔ اسکے بعد روشن محلہ کی سوتیامبر سماج کے گیان پنچمی اُتسب مین شریک ہوئے۔ سوتیامبر بھائیون کی خواہش پوری کرنے کے لئے ہمکو بھی کچھ دیاکھیان دینا پڑا۔ ہمنے کہا کہ جب تک درشن گیان۔ چارتر۔ تینون رتنون کی ایکتا نہین ہوگی تب تک جیو کش حاصل نہین کرسکیگا۔ یہ جین دھرم کا اٹل سدہانت ہے۔ اسی طرح سے جب تک دگمبری۔ سوتیامبری۔ ستہانک واسی۔ تینون فرقہ ملکر ایک نہین ہو جاوینگے تب تک ہم دُنیا کی نظرون مین عزت سے نہین دیکھے جاوینگے۔ نہ ترقی کے میدان مین پہونچ سکینگے۔ اور نہ اپنی بگڑی ہوی دشا کو سدہار سکینگے۔ اس لئے ہم سبکو ساماجک درشٹی سے ایک ہوجانا چاہئے۔ اور ملکر کام کرنا چاہئے۔

دہارمک قواعد کی پابندی حسب دستور کرتے جائیے۔ اسمین کوئی ہارج نہین۔ لیکن ساماجک باتون مین ایک ہوکر کام کرنا چاہئے۔ تیرتھ کشیترون کے جھگڑے دور کردینے چاہئین۔ تیرتھون کی بندنا سبکو اپنے اپنے طریقہ سے کرنی چاہئے کوئی تیرتھ کسی خاص کا نہین ہے۔ کوئی مندر کسی کی ملکیت نہین ہے۔ جو تیرتھون کی بندنا کرینگے۔ جو مندرون کے درشن کرینگے اُن پر اُن سب کا حق ہے۔ یہ تاحق کے جھگڑے دور کرکے ایک ہوجاؤ۔ دُنیا ہمکو ہنس رہی ہے۔ بھائیون کے تکرار کو دیکھکر اس گھر کی پھوٹ کو دیکھکر خوش ہورہی ہے۔ کہتی ہے کہ دیکھو اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے بھائیون! دوسرون کو ہنسنے کا موقعہ مت دو۔ اپنی اور اپنے بزرگون کی توہین مت ہونے دو۔ ملکر کام کرنے مین بڑے فائدے ہین۔ اگر آپ باہمی جھگڑون کو دور کرکے ایک ہوجاؤگے۔ اور ملکر کام کروگے تو جسقدر روپیہ مقدمات مین برباد ہورہا ہے۔ جسقدر روپیہ کو ہمارا اُلو بناکر غیر لوگ خوشی سے کہا رہے ہین۔ اُس قدر روپیہ سے جین کالج بناؤ۔ جین ہای اسکول قایم کرو۔ یہ روپیہ تعلیمی کمی کو پورا کرنے کیلئے بہت کافی ہوگا۔ اور پھر جب ہم سب ایک ہوکر کام کرینگے تب روپیہ کی کیا کمی رہیگی۔ روپیہ کا سوال یا باہمی بے اعتباری تو تب تک ہی ہے کہ جب تک باہمی جھگڑے چل رہے ہین ورنہ ہر ایک خرابی دور ہوکر آنند ہی آنند نظر آنے لگیگا۔ اسکے بعد منی مہاراج شری۔ ۔ ۔ جی نے ہمارے لکچر کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اب روشنی کا زمانہ ہے گیان پرچار کا وقت ہے اسوقت باہمی نفاق کو اُٹھا دینا چاہئے اور ملکر کام کرنا چاہئے۔

اسکے بعد ہم بھوجن وغیرہ سے فارغ ہوکر دو بجے کی گاڑی مین سوار ہوکر شام کو ۴ بجے ہاتہرس پہونچے۔ ہاتہرس ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ لیکن بڑا خوبصورت ہے۔ یہان پر جین مندر تین ہین۔ یہان کے جینی زیادہ کھنڈیلوال اور مارواڑی اگروال ہین۔ ایک مندر مارواڑی اگروالون کا بازار مین ہے۔ بڑی رونق کی جگہ ہے۔ اس مندر کا انتظام لالہ پیم چند منشی رام جی کے ہاتھ مین ہے آپ بھی مارواڑی اگروال ہین۔ لالہ منشی رام جی یہان کی جین بال سبھا کے سبھاپتی ہین۔ اور اس سال جین مہاسبھا متہرا کے اُپدیشک بھنڈار کے سکرٹری مقرر ہوئے ہین۔ ہم آپکے ہی مکان پر ٹھہرے۔ آج رات کو کوئی انتظام سبھا وغیرہ کا نہین ہوسکا۔

رہیگی۔ سادہوؤں کے لئے جو کمرہ ہے وہ بہت نفیس ہے۔ لائبریری کے کمرہ مین روشنی کم ہے۔ اور کسیقدر سیلاب بھی ہے۔ اس مکان مین کبوترون کو دانہ ملتا ہے۔ اور جانورون کی رکشا بھی کیجاتی ہے۔ اسکے بعد روشن محلہ کی سوتیامبر جین پاٹھشالا اور جین لائبریری دیکھی۔ اس لائبریری کی طرف سے بہت سی جین پستکین چھپواکر فروخت بھی کی جاتی ہین۔ مکان بڑا عالیشان ہے۔ پستکون کا سنگرہ اچھا کیا گیا ہے۔ جین اخبارات بھی بہت آتے ہین۔ اس سے سوتیامبر جین اچھا فائدہ اُٹھاتے ہین۔ یہان کی پاٹھشالا دیگر جین پاٹھشالاؤن سے کچھ بڑھی چڑھی ہے طالب علمون کی حاضری بھی اچھی ہے۔ ماسٹر لوگ بھی کافی ہین۔ پڑھائی کا انتظام بھی معقول ہے۔ لیکن پھر بھی غور کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا سوتیامبر سماج دہارمک جوش سے کام کر رہا ہے۔ یہ معلوم کرکے ہمکو بڑی خوشی ہوتی ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ جو سوتیامبر سماج کے لکھپا اپنی حال کے ساتھ ہی ساتھ اپنے دگمبری اور استھانک واسی بھائیون کو بھی لیکر ترقی کے میدان مین کھڑا کر دیوین۔ یہ اُسی وقت ہوسکتا ہے کہ جب تیرتھ کشیترون کے باہمی جھگڑے گھرون مین نمٹا کر دلون کی کدورتین نکال دی جاوین۔ ورنہ جب تک یہ باہمی جھگڑے بنے ہوئے ہین۔ تب تک تو ایک کو دوسرے کے اوپر بھروسہ ہی نہین ہوسکتا۔ پھر بھلا جین سماج کا شدھار یا کلیان کیسے ہوسکتا ہے۔

اسکے بعد شانتی کلب کی لائبریری دیکھی۔ اس مین چند پستکین بہت پراچین ہین۔ جنکی نقل ہونی ضروری ہے۔ ورنہ اُنکے تھوڑے کچھ دنون بعد بالکل نشٹ ہوجاوینگے۔ اس کلب کے ممبر لالہ دہرم چند جی۔ لالہ جواہر لعل جی۔ لالہ ہزاری لعل جی وغیرہ بڑے اُتساہی اور قابل نوجوان ہین۔ ان لوگون کے اندر دہارمک پریم کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ ان لوگون سے ملکر ہمکو بڑی خوشی ہوئی۔

آج رات کو جین کمار سبھا موتی کٹرہ مین ویاکھیان ہوا چونکہ اس سبھا کی طرف سے ہی نوٹس چھپوا کر تقسیم کئے گئے تھے اس لئے تعداد حاضرین جلسہ قریباً پانچ یا چھ سو کے تھی۔ سب سے پہلے شانتی کلب کے ممبران نے بھجن گائے۔ اسکے بعد برہمچاری شیتل پرشاد جی کا پراوپکار کے بارے مین اتنا پُر اثر اور جوشیلا ویاکھیان ہوا کہ حاضرین جلسہ پر از حد اثر پڑا۔ چونکہ اس سبھا مین مستورات کے لئے بھی پردہ کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ اس لئے مستوراتین بھی آئی تھین۔ برہمچاری جی نے انکو بھی دہارمک شکشا دیتے ہوئے پروپکار کرنے کی ضرورت دکھلائی۔ آپکے ویاکھیان کی تعریف ہم نہین کرسکتے جو لوگ وہان موجود تھے وہ خود جانتے ہین۔ اسکے بعد ہمارا ویاکھیان ہوا۔ چونکہ یہ سبھا جین کمارون کی تھی۔ اس لئے ہمنے جین کمارون کو بتلایا کہ تمکو جیون یاترا کرنی ہے۔ تمکو کن کن باتون کی ضرورت ہے۔ تمہارا کیا فرض ہے۔ تمکو کیا کرنا ہوگا کس طرح سے تمہاری زندگی اعلیٰ زندگی بنیگی۔ تمسے قوم کو کتنی امید ہے تمہاری موجودہ حالت کیسی ہے۔ تمکو کسقدر سدہار کی ضرورت ہے۔ وغیرہ۔ اسکے بعد چند بھجن ہوکر سبھا برخاست ہوئی۔

فرمادین۔ آج رات کو سونیا میر سماج کے منتری شانت ناتھ جی کے سدھ مین "شانتی کلب" کی طرف سے جلسہ
اس جلسہ کے نوٹس چھپوا کر تقسیم کئے گئے تھے۔ جسکی وجہہ سے حاضرین جلسہ کافی تعداد مین تھے۔ اول شانتی
کلب کے ممبران نے بھجن گائے۔ یہ شانتی کلب جین قوم کے ہر فرقہ کے نوجوانون نے قایم کیا ہے۔ اسمین دگمبر
تھانک واسی۔ سب خوشی کے ساتھہ شامل ہوتے ہین۔ اور سب اسکے ممبر ہین۔ اسکے سکرٹری بابو امرت لال
جین بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل ہین۔ آپ بڑے اُتساہی اور پریم پرش ہین۔ بھجن ہونے کے بعد سماج
کی موجودہ حالت پر ویاکھیان ہوا جسمین یہ بتلایا گیا کہ سماج کی حالت کتنی کمزور ہے۔ یہ کمزور کیون ہو
اور کسطرح دور ہوکر سماج اصلی حالت پر آسکتی ہے۔ اسکے بعد برہمچاری شیتل پرشاد جی کا جین دھرم
سدھانت پر بھاشن ہوا۔ پہر چند بھجن ہونے کے بعد جلسہ آنند کے ساتھہ سماپت ہوا۔ اس جلسہ کا
کی طبیعت پر اسقدر پڑا۔ اور اتنی خوشی ہوئی کہ اگلے روز کے لئے جین کمار سبھا موتی کٹرہ کے منتری
اپنے یہان جلسہ کرانے کا اعلان کیا۔ حالانکہ ہمارا وچار متھرا جانے کا تھا لیکن انکا پریم دیکھکر متھرا جا
کیا گیا۔ اور انکے جلسہ مین شامل ہونا منظور کیا۔

۱۰ نومبر ۱۹۱۵ء کو بیلن گنج کی لکشمی چند جین لائبریری کا معائنہ کیا۔ یہ لائبریری سورگیہ سیٹھ لکشمی چند
اوسوال سونیا میر جین کی یادگار مین قایم کی گئی ہے۔ لائبریری مین پستکون کا سنگرہ اچھا کیا گیا ہے
کے مشہور شاستری سورگیہ شریان رام مصر شاستری کا کل پستکالیہ خرید کر اس لائبریری مین لایا گیا
یہ لائبریری آگرہ کی دیگر جین لائبریریون سے بڑھ چڑھ کر ہے۔ جین دودوالون کو یہ لائبریری ضر
چاہئے۔ اس لائبریری سے پبلک بہت کم نفع اُٹھاتی ہے یہ معلوم کرکے ہمکو بڑا دکھہ ہوا۔ اس ل
مین کسی چیز کی کمی نہین۔ اسکے قایم کردہ بڑے دولتمند آدمی ہین۔ وہ پبلک کے لئے ہر طرح کی کتابین
ہین۔ طرح طرح کے اخبارات منگا سکتے ہین۔ غرض عام لائبریریون کی طرح سے اسکو روپیہ کی کمی
لیکن کمی ہے تو صرف یہ ہے کہ اس سے پبلک فائدہ نہین اُٹھاتی۔ جس سے ان لوگون کا ا
نہین بڑھتا۔ ہماری رائے تو ضرور پبلک کو اس لائبریری سے فائدہ اُٹھانا چاہئے۔ اسکے بعد
باڑہ کی سونیا میر تھانک واسی جین پاٹھہ شالا اور جین لائبریری دیکھی۔ جین پاٹھہ شالا مین ا
شدھار کی ضرورت ہے۔ لیکن لائبریری کچھہ اچھی ہے۔ اخبارات کافی منگائے جاتے ہین۔ اور ا
بہت سے بھائی فائدہ اُٹھاتے ہین۔ یہ پاٹھہ شالا اور لائبریری تھانک کے مکان مین ہے۔ مکا
بنا ہوا ہے۔ لیکن موجودہ مکان پاٹھہ شالا کا بہت ردی ہے۔ طالب علمون کی تندرستی کے
ہے۔ اوپر جو کمرہ بنایا جا رہا ہے وہ پاٹھہ شالا کے لایق ہے۔ اور ہمکو بتلایا گیا ہے کہ اُسمین پاٹھہ

مظفرنگر مین تین گھنٹہ ٹہر کر شام کے ۶ بجے کی ٹرین مین سوار ہو کر رات کے ۲ بجے آگرہ پہونچے اور بابو جیت پرشاد
جی کے یہان قیام کیا۔ یہان آکر ہمکو معلوم ہوا کہ شریمان جین دہرم بھوشن برہمچاری شیتل پرشاد جی بھی آجکل یہان آئے
ہوئے ہین۔ اور جین بورڈنگ ہاؤس کے کھلوانے کی کوشش کر رہے ہین۔ یہان پر جین بورڈنگ ہاؤس کے لئے
چند کمرے بن کر تیار ہو گئے ہین یہ کمرہ بالکل کالج کے پاس بنے ہین۔ سنہ ۱۹۱۶ء مین بورڈنگ کھل جائیگا۔ آگرہ کالج
مین پڑھنے والے جین طالب علمون کو بعد امتحان اور گرمی کی چھٹیون کے ابھی بورڈنگ مین قیام کرنا چاہئے۔
ہم بعد دوپہر کے راجہ منڈی پہونچے اور برہمچاری جی سے ملے۔ راجہ منڈی کے سرسوتی پستکالیہ کو دیکھا۔ لالہ
بھیرو سے لعل جی اسمین خاص طور سے حصہ لیتے ہین۔ انتظام اچھا ہے۔ پستکین بھی بہت زیادہ ہین۔ اور جینیون
کے علاوہ اجین لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھاتے ہین۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ راجہ منڈی اسٹیشن کے
پاس لالہ بھیرو سے لعل جی کی طرف سے دہرم شالا بن رہی ہے، یہ دہرم شالا بڑے آرام کی جگہ ہے۔ اور یہان
کی آب ہوا بھی نہایت اچھی ہے۔ جگہ کھلی ہوئی ہے۔ عمارت بھی عالیشان بنی ہے۔ تعمیر لگی ہوئی ہے۔
یقین ہے کہ اس سال بالکل تیار ہو جاویگی۔ لالہ صاحب کا ارادہ ہے کہ اس دہرم شالا مین ایک کمرہ سرسوتی بھون
کے لئے بنایا جائے جسمین جین دہرم کے گرنتھ اور جین اخبارات اس واسطے رکھے جائین کہ دہرم شالا مین آرام
کرنے والے مسافر اُسسے فائدہ اُٹھاوین۔ شری جی آپکے ارادہ مین کامیابی عطا فرماوین۔ آج رات کو شری جین مندر
جی دھولیا گنج مین برہمچاری شیتل پرشاد جی کا ویاکھیان ہوا۔ آپنے بتلایا کہ آتما کو شانتی کسطرح ملتی ہے۔ اور موکش
کا مارگ کیا ہے۔ اسکے بعد ہمکو بھی کچھ کہنا پڑا۔ ہمنے کہا کہ جب تک برتن صاف نہین ہوگا تب تک اچھی عمدہ چیز نہین
رکھی جائیگی۔ لہذا شانتی رس کے لئے دل کے برتن کو صاف کرو۔ دلون کو پاک صاف بناؤ۔ دلون کو نیکی سے پُر کرو
پروپکارتا کی عادت ڈالو۔ تب شانتی رس سے فائدہ اُٹھا سکوگے۔ تب موکش مارگ پر چل سکوگے۔ اور تب
تمہاری آتما کا کلیان ہو سکیگا۔
اسکے بعد اگلے روز رات کو برہمچاری جی کا اور ہمارا اُپدیش شری شانتی ناتھ جی کے سوتیا میر مندر مین ہونا قرار پایا
اور جلسہ برخاست ہوا۔
۹ نومبر سنہ ۱۹۱۵ء کو موتی کٹرہ کی جین پاٹھشالا دیکھی۔ پاٹھشالا کی حالت قابل سدھار ہے۔ طالب علم بہت کم آتے
ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ برادری کی توجہ اسطرف بہت کم ہے۔ موتی کٹرہ مین ایک جین کمار سبھا اور جین
لائبریری بھی قایم ہے۔ یہ لائبریری ہمنے ۱۱ نومبر کو دیکھی۔ جین کمار سبھا کا انتظام قابل تعریف ہے۔ اسکے سکریٹری
بابو ونگی لعل جین ہین۔ آپ ایک نوجوان طالب علم ہین۔ انٹرنس کلاس مین تعلیم پاتے ہین، ہم اسکے چند
ممبران سے ملے۔ ان لوگون کے اندر قومی خدمت کا شوق پایا گیا۔ شری جی انکے ارادون مین کامیابی عطا

ہماری یاترا

ہم ۶ رنومبر ۱۹۱۸ء کو ریلوے اسٹیشن دیوبند سے دو بجے دن کے ریل میں سوار ہو کر مظفر نگر پہونچے۔ اسٹیشن پر بابو امرت سر یا لعل جی کے پاس قیام کیا۔ یہان سے شہر کو گئے۔ مہاشہ کانشی ناتھ جی فدا سے ملے۔ آپ آریہ سماج کے ممبر ہین۔ ایک اچھے اور قابل شاعر ہین۔ آپکی شاعری کا رنگ ریفامری کی طرف زیادہ ٹپکتا ہے۔ آپ کا سوبھاؤ بہت اچھا ہے۔ اسکے بعد لالہ اوگرسین جی صراف سے ملے ہستنا پور چلنے کی تحریک کی۔ یہان پر آج شری ہمیشنکھر جی کے مقدمہ کی بابت جینیون کے اظہار لینے کے لئے کمیشن آیا ہوا تہا۔ کمیشن کے ہمراہ جینیون کی طرف سے بہائی جگمندر داس جین بارہ بنکی تہے۔ جہانتک ہمکو معلوم ہوا ہے اس کمیشن کے ذریعہ سے بہت کم کام ہوا ہے۔ بہائی جگمندر داس بہی اسکی طرف کوئی خیال نہین کرتے۔ جینیون کا خون پسینہ بہا کر کمایا ہوا روپیہ برباد ہو رہا ہے۔ غیر لوگ موج اڑا رہے ہین۔ اور ہماری بیوقوفی پر قہقہہ لگا رہے ہین۔ ایک باپ کے دو بیٹے بلا کسی خاص وجہ کے لڑ بہن جہگڑ ہین۔ اور دوسرے لوگ فائدہ اٹہا دین۔ بس یہی حالت ہماری ہو رہی ہے۔ شری مہابیر بہگوان کا چلایا ہوا مارگ گرہن کرنے والے دگمبری۔ سوتیامبری۔ آپس مین لڑین اور ان سے دشمنی رکہنے والے لوگ انکے تلکہ سے موج اڑا دین۔ یہ بڑا افسوس ہے۔ کیا ان دونون فرقون مین ایسے سمجہدار آدمی نہین رہے۔ کہ جو ان جہگڑون کو گہر مین بیٹہکر دور کر دین۔ پیارے جینیون! ہوش مین آؤ۔ ان جہگڑون مین جو روپیہ لگتا ہے وہ معمولی حیثیت کے جینیون کا لگتا ہے۔ دولتمند جینی روپیہ لگانے کے بجائے کہانے کو تیار ہین۔ اس مقدمہ کے لئے دو تین لاکہ روپیہ قوم دے چکی ہے۔ لیکن کچھ پتہ نہین کہ اسقدر روپیہ کہان اور کیسے خرچ ہوا۔ سُنا جاتا ہے کہ چالیس ہزار کے قریب تو خورجہ والے سیٹھ سورگیہ پرمیشٹی داس جی کے یہان جمع ہے۔ غرض کل روپیہ ادہر ادہر ہو کر ایک طرح سے برباد ہو گیا ہے۔ نہ کوئی حساب کا لینے والا ہے۔ اور نہ کوئی دینے والا ہے" پیاری قوم آنکہین کہول۔ روپیہ بڑی محنت سے کمایا جاتا ہے۔ اسکو بلا سوچے سمجھے بلا حساب کتاب دیکہے بڑے آدمیون کی شان کو دیکہکر انکے پیچہے مت ڈال۔ بڑے آدمیون کی بڑی باتین ہوتی ہین۔ بڑے آدمیون کے بڑے بہاگ ہوتے ہین۔ اس لئے تجہکو اپنا روپیہ ایسے کامون مین لگانا چاہئے کہ جس سے دہرم کی رکشا ہوتی ہو۔ پرانیون کو شانتی ملتی ہو۔ اور آتما کا کلیان ہوتا ہو۔ ان آپس کے لڑائی جہگڑون کو اور نالش مقدمونکو امیر لوگون کے اوپر چہوڑ دے انکے سپرد کر دے۔ وے انکے کرنے مین ہوشیار ہین۔ انکے پاس کافی روپیہ ہے۔ یہ لڑائی جہگڑے انکے بائین ہاتہہ کے کہیل ہین۔ تو ان سے جُدا رہ اور دوسرے طریقہ جو دہرم کی رکشا اور قوم کی ترقی کے ہین۔ انکو اختیار کر۔ دیکہین اپنا تلک لگا۔

جائین۔ یا اچھی طرح کے دیگر سامان کئے جائین۔ لازم تو یہ ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا آدمی ہو اوسکو سادگی سے رہنا چاہیئے۔ انگلینڈ مین ایک اتنا بڑا دولتمند ہے۔ کہ اُسکی آمدنی فی منٹ تقریبًا تین سو روپیہ ہے۔ روس کے زار سے بھی اُسکی آمدنی زیادہ ہے۔ لیکن اُسکا خرچ تقریبًا تین سو یا چار سو روپیہ ماہوار کا ہے۔ اسی طرح سے ہمکو بھی سادگی سے رہ کر بچے ہوئے روپیہ کو اپنے بھوکے بھائیون کی امداد مین لگانا چاہیئے۔

لیکن دُکھ کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اسطرف کسی کی توجہ نہین جاتی۔ کوئی بھی مائی کا لال آگے بڑھکر دُکھی بھائیون کی خبر نہین لیتا۔ ہملوگ کسی پرانی پرندا سا دُکھ آجانے پر ہائے! ہائے!! کہکر یہ تو دکھلاتے ہین کہ ہم بڑے رحم دل ہین۔ لیکن اُسکے دُکھ کو دور کرنے کا انتظام نہین کرتے۔ ہماری دیا کہنے کے لئے ہے۔ کرنے کے لئے نہین۔ ظاہرا ہے۔ اندرونی نہین۔

پیارے جینی بھائیو! اپنے دل کو رحیم بناؤ۔ خود رحمدل بنو۔ ظاہرا بنانے سے ثواب کے بدلے عذاب ہوتا ہے۔ اپنی آتما کو اتنی باادب بناؤ۔ کہ وہ غیرون کی بڑی بڑی امداد کرتی ہوئی بھی غرور نہ کرے۔ اُسکے دل مین گھمنڈ نہ آجائے۔ بلکہ دن بدن وہ امداد اور خدمات زیادہ کرے۔ اور اپنی خودغرضی کو بھول جائے۔ ہر ایک کام کو بہت سوچ وچار کر کرنا چاہیئے۔ ضروری خرچ کے سوائے فضول خرچ مت کرو۔ جو کام سادگی سے نکلے۔ اُسکے لئے آڈمبرت بڑھاؤ۔ دیکھو تمہاری طرف ہزارہا تڑپتی ہوئی آتمائین کس نظر سے دیکھ رہی ہین۔ اُنکی طرف تم بھی رحم کی نظر ڈالو۔ اُنکی رکشا کرو۔ اُنکو بیوپار مین لگاؤ اگر اُنکے پاس پونجی نہین ہے تو بیوپار کے لئے پونجی دو۔ یتیمون اور اپاہجون کے لئے کھانے پینے کا بندوبست کرو۔ کوئی یتیم یا کوئی اپاہج کسی بھی عمر کا ہو۔ کسی بھی جین فرقہ یا جات کا ہو۔ اور کسی بھی حالت مین ہو۔ اُسکی امداد کرو۔ اُسکو اس قابل بناؤ کہ وہ آیندہ جلکر اپنی امداد از خود کر سکے۔ غرض یہ ہے کہ جین سماج کو روٹیون کے سوال سے جسطرح بن سکے بے فکر کردو۔

ازجین پربھات

نوٹ - روٹی کا سوال بڑا معقول ہے۔ روٹی سے بڑا کام نکلتا ہے۔ ابھی ہسنا پور مین ایک مالدار آدمی نے بھوکے لوگون کو روٹیان کھلا کر بڑا کام نکالا۔ غرض دُنیا مین روٹی بڑی چیز ہے۔ اس لئے قومی لیڈرون کو سب سے پہلے روٹی کا سوال اُٹھانا چاہیئے۔ یہی ہماری رائے ہے۔

ایڈیٹر

اپنے بھائیون کی پرورش پر توجہ دو۔ ہمارا کہنا یہ نہین ہے کہ تعلیم وغیرہ کا پرچار مت کرو۔ نہین ایسا نہین۔ یہ تو آپکو ضرور کرنا چاہئے۔ لیکن تعلیم کے پرچار مین آڈمبر مت بڑھاؤ۔ نمونہ کی عمارتون مین مت پھنسو۔ ہزارون اور لاکھون روپیہ کی نمونہ دار عمارتین آج کل کے انسٹیٹوشنون کو نہین چاہتی۔ ہزارہا بھائیون کو خالی پیٹ رہنے دینے کی نسبت اسکولون۔ کالجون۔ یتیم خانون۔ ودیالیون۔ آشرمون اور گروکلون کی عالیشان عمارتون مین لاکھون روپیہ لگا دینے مین زیادہ ثواب نہین ہے۔ اور زیادہ یا کمی ثواب کا تو دوسرا سوال بلکہ اُلٹا پاپ ہے کیونکہ بلا ضرورت کام کرنے مین پاپ ہی ہوتا ہے۔ اُن لاکھون روپیہ سے ہمارے ہزارہا بھوکے مرتے بھائیون کے پران بچینگے۔ صدہا گھرون کی پرورش ہوگی ہزار تڑپتی ہوئی آتماؤن کو شانتی ملیگی۔ اُن روپیون سے ہزارون جیوتی کے بالک پیٹ بھر کر سوچن کرتے ہوئے تعلیم حاصل کرینگے۔ اسلئے آڈمبر کو مت بڑھاؤ سادگی سے تعلیم کا پرچار کرو۔ ٹوٹے پھوٹے کچے پکے مکانون مین جہان جیسے ڈال کر اسکول کھولو۔ لاکھون روپیہ چونے اور پتھرون مین لگانے سے تعلیم کا پرچار نہین ہوتا۔ تعلیم کا پرچار ہوتا ہے عالم لوگون کے پڑھنے اور پڑھانے سے۔

اسلئے انسٹیٹوشنون مین عالمون کا بندوبست کرو۔ بڑی بڑی عمارتین تو ایک قسم کا جیل ہین۔ ان سے تعلیم کا کیا تعلق۔ درختون کے نیچے بیٹھکر قدرتی آنند کے ساتھہ ساتھہ تعلیم کا پرچار کرو۔ اور اگر بڑی لمبی چوڑی عمارتون ہی کی ضرورت ہے تو ہمارے بیتر تہہ کشیترون پر یا ہندوستان کے دیگر مقامات پر ہوگی۔ اور روپیہ بھی بچ جائیگا۔ اسی طرح سے ہمارے یہان پوجہ جن مندرون کی بھی کمی نہین ہے انہین ہی پوجن کرنے والے نہین ہین۔ تب نئے نئے مندرون کے بنانے کی اب ضرورت نہین ہے۔ جو روپیہ آپ انہین لگانا چاہتے ہو اُس سے بھوکے پیٹون کی اگنی شانت کرو۔

دیکھو تمہارے ملک کے دس کروڑ آدمی دن بھر مین ایک مرتبہ بھوجن کرکے پانی پیٹ پر پٹی باندھ کر سوتے ہین۔ ہندوستان کے ہر ایک آدمی کی آمدنی ۹ پائی روز ہے۔ جس شخص کی آمدنی ایک روپیہ روز ہے۔ تو سمجھہ لیجئے کہ اُس نے تقریباً بیس آدمیون کی آمدنی چھین کر اپنے کو بھوکا رکھا ہے۔ پھر سینکڑون اور ہزارون کی آمدنی والون کی وجہ سے نہ معلوم کتنے بھائی بھوکے مرتے ہونگے۔ ایسی حالت مین جن باتون کی یا جن کامون کی ضرورت نہین ہے۔ اُنکی طرف توجہ نہ دیکر اپنے بھائیون کی بھوک مٹانے کا انتظام کرو۔

پیارے مترو! ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اپنے خانگی کاروبار سادگی کے ساتھہ کرے۔ کوئی ضرورت نہین ہے۔ کہ عیش وآرام کے لئے موٹر۔ ٹم ٹم۔ اور بائیسکلین رکھی جائین۔ بجلی کے پنکھے اور روشنی لگائی

موٹے تازہ ہو رہے ہین۔ اور نرم نرم گدّون پر پڑے لچک رہے ہین۔ ہمارا اسطرح سُکھی رہنے کا کیا حق ہے۔ دوسرے لوگ بھوکے مرین۔ اور ہم یون آرام سے رہتے ہوئے اُنکو طعنہ مارین۔ یا یون خیال رکھو اس پاپ کا پھل تمکو ضرور چکھنا پڑیگا۔ دولتمند لوگ تو اسطرف توجہ کیون دینے لگے ہین۔ جن کانون مین رات دن موٹرون کی دہک دہک بجلی کے پنکھون کی رٹ رٹ اور ٹم ٹم گاڑیون کی کھڑ کھڑ ہڑ ہڑ رہتی ہے اُن کانون مین بھوکے لوگون اور خالی پیٹون کی دہیمی آواز کہین جا سکتی ہے۔ کہاوت ہے کہ نقارہ کی آواز مین طوطی کی آواز کون سُنتا ہے۔

ایسے لوگون کو یہی نظر آتا ہے کہ ساری سماج سُکھی ہے۔ اور اگر انکے پاس کوئی پیٹ پٹیتا آتا ہے تو یہ اُسکو ٹھگ سمجھتے ہین۔ دھکّے دیکر نکال دیتے ہین۔ اُسکی بُری حالت کرتے ہین۔ بھوکے پیٹ سمجھتے ہین۔ کہ فلان دولتمند دھرماتما ہے۔ لاکھون کا دان کرتا ہے۔ اخبارات اُسکی تعریف کا ڈنکہ بجا رہے ہین۔ چلو وہ ہماری بھی کچھ سُنیگا۔ لیکن جونہی کہ وے لوگ دولتمندون کے دروازہ پر آتے ہین۔ تو نہی اُن بیچارون کو طرح طرح کی باتین سُننا پڑتی ہین۔ جنکا کہ اُنکو خواب مین بھی خیال نہ تھا۔ ان دولتمندون کے دلون کا کافی ثبوت اُسی وقت ملتا ہے لاکھون روپیہ کے دان کرنے والون کو جب اس شکل مین دیکھا جاتا ہے تبھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ دولتمند لوگ دانی نہین ہین۔ بلکہ مانی ہین۔ اُنکو دان ویر نہ کہکر مان ویر کہنا چاہئے۔ انکے یہ سب دان مان (غرور) کے لئے ہین۔ دیا کی لئے نہین۔ رحم کے لئے نہین۔ ان کے دلون مین دیا نہین ہے دیا بھرے دلون مین دغا۔ فریب۔ ٹھگائی وغیرہ جگہ نہین پا سکتی۔ نہ دیسے دل ان عیبون سے پُر ہوتے ہین اور نہ وے دوسرون کے اندر ہی عیب دیکھتے ہین۔ دوسرون کی قابل رحم حالت کو معلوم کرتے ہین خواہ وہ نقلی ہی کیون نہو وے پگہل جاتے ہین۔ اور امداد کرتے ہین۔

مہاتما ایشور چندر ودیا ساگر کو دیکھئے۔ انکے پوتر جیون پر ایک بار نظر ڈالئے تب آپکو پتہ چلیگا کہ دیا کیسی ہونی چاہئے۔ اور دان کسکو کہتے ہین۔ جس دھرم کی جڑ دیا ہی ہے۔ اور جس دیا کے مضمون سے ہزارہا گرنتھ بھرے پڑے ہین۔ اُسکے پیرو کاران کی یہ حالت۔ اپنے بھوکے مرنے والے بھائیون کے بھائیون کے ساتھ اسقدر بریم۔ کیا اسی کا نام پربھاؤنا ہے۔ کیا اسی کا نام دان ہے۔ کیا اسی کو دھرم کہتے ہین۔ نہین۔ ہرگز نہین۔ پیارے جینیون! سچا دان کرنا سیکھو۔ سچی دیا کرنے کا ربط ڈالو۔ جیسا تمہارے دھرم کا اُپدیش ہے۔ اُسکے مطابق اپنے آپکو بناؤ۔ جب تم اپنے بھائیون کی ہی پرورش نہین کر سکتے تو تم سے دُنیا کے دیگر جیوون کو کیا امید ہو سکتی ہے۔ لہذا سب سے پہلے

صرف ایسے ہی لوگون سے تو کام نہین چلتا۔ سماج کی ترقی کا دارومدار تو عام پبلک پر ہی ہے۔ اور سماج کی بھی عام پبلک بھوکھ کے مارے مر رہی ہے پھر بتلائیے تو سہی کہ آپکی باتون کو سننے تو کون سُنے۔ پیٹ سُننے کی اجازت دے تب ہی نہ۔ آپ کہتے ہین کہ تعلیم حاصل کرو۔ اس سے ترقی ہوگی۔ جات پات کا بندھن توڑو اس سے تعداد بڑھیگی۔ ہم کہتے ہین کہ آپکی بات تو معقول ہے۔ لیکن بھوکھ کے مارے خالی پیٹ یہ سب کچھ کیسے ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہو بھی سکتا ہے تو اُسکا نتیجہ کیا اچھا نکل سکتا ہے۔ کبھی نہین۔ ہرگز نہین۔

مترو! چاہے جس پہلو پر غور فرمائیگا لیکن سب سے پہلا سوال روٹیون کا ہے۔ اسکے حل کرنے کے سوائے دوسری کوئی بھی تدبیر قومی ترقی کی نہین ہے۔ ہر ایک بات کی حد ہوتی ہے۔ شرم کی بھی کوئی حد ہے۔ جسکی وجہ سے ہماری بہائی اپنے کُل۔ اپنے دھرم۔ اور اپنی جات کو دیکھکر شرم کے مارے کچھ نہین کہتے اندر ہی اندر گھُٹے جاتے ہین۔ لیکن ایسا کب تک ہوگا۔ کب تک بھوکھ کو برداشت کرینگے۔ ایک نہ ایک روز اُنکو شرم دور کرنی پڑیگی۔ اور وے گداگری کرنے کے لئے مجبوراً طیار ہونگے۔ اور ہونگے کیا ہو رہے ہین۔ کام شروع ہوگیا ہے۔ کچھ عرصہ مین انکی بھی تعداد بڑھ جائیگی۔ اگر اسکا کوئی انتظام آپ لوگون نے نہ کیا تو یاد رکھو کہ یہ سب تعداد عیسائیون یا آریہ سماجیون کے ہاتھون مین چلی جائیگی۔ کیا آپکو معلوم ہے کہ ہندوستان کے ۶ کروڑ آدمی کیون عیسائی ہوئے ہین۔ محض روٹیون کی وجہ سے۔ آپکی تعداد کیون کم ہوئی۔ صرف روٹیان نہ ملنے سے۔ آپ مین اموات کی تعداد زیادہ کیون ہے اسکا بھی باعث روٹیون کا نہ ملنا ہی ہے۔

پیارے پریمیون! سب سے پہلے روٹیون کا انتظام کرو۔ بعد مین دوسری طرف خیال دوڑاؤ۔ ہر سال ہماری سماج مین لاکھون روپیہ کا دان ہوتا ہے۔ لیکن اسطرف کوئی بھی دانی خیال نہین کرتا۔ اور خیال کہان سے کرین۔ دولتمند لوگ سب کو اپنے جیسا سُکھی سمجھتے ہین۔ دوسرون کے دُکھون کی اُنکو کچھ بھی پرواہ نہین ہے۔ اُنکی بڑی اونچی حویلیون کے اندر دوسرون کی چیخ و پکار نہین پہونچنے پاتی۔ اگر کوئی بے شرم ہوکر اُنکے دروازہ پر جاتا ہے تو اُسکو دولتمندون کے پاجی۔ اور خوشامدی نوکرون کے سخت بچن گھایل کردیتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ تمکو لعنت ہے۔ شرم نہین آتی جیتا ہوکر بھیک مانگتے ہو۔ ڈوب مرو۔ جاؤ کوئی روزگار کرو جس سے کام چلے۔ اس طرح کے سخت کلامی سے اُس بیچارہ کے دلکو توڑ مروڑ دیا جاتا ہے۔

لیکن ان بے شرم اور بے حیا مُفت خورون کو یہ نہین سوجھتا کہ ہم جو حرام کی روٹیان کھا کر اسقدر

اور ہو گئے تو اور بھی مشکل کا سامنا ہے۔

مترو! ایسی حالت ایک دو۔ دس۔ بیس۔ سو دو سو گھروں کی نہیں ہے۔ بلکہ ہزارہا گھروں کی یہ حالت ہے۔ ہزارہا جینی ایک مرتبہ بھوجن کرکے رات کو پیٹ سے پٹی باندھ کر سوتے ہیں۔ ہزار جینیوں کو ایک ایک دن اپواس اور ایک ایک دن بھوجن۔ اور بھر وہ بھی ایک ہی مرتبہ کرنا پڑتا ہے۔ صدہا جینی بھائی مفلسی کی وجہ سے اپنی پیاری سنتان کی پرورش کا بار دوسروں کے ہاتھوں میں دے رہے ہیں اور ہزار بھائیوں کی راتیں روتے روتے گذرتی ہیں اسلئے کہنا پڑتا ہے کہ سب سے پہلا سوال روٹیوں کا ہے روٹیوں سے ہی ترقی۔ روٹیوں سے ہی دھرم۔ روٹیوں سے ہی قومی انسٹیٹیوشن روٹیوں سے ہی تعلیم۔ روٹیوں سے ہی سدھار۔ اور روٹیوں سے ہی قومی تعداد کی ترقی ہے۔ سب سے پہلے روٹیوں کی بات۔ بعد میں دوسری۔ اگر روٹیاں نہیں ہیں۔ اور پیٹ خالی ہے۔ تو آپ چاہے کتنا ہی ترقی ترقی چلاتے رہیئے۔ لیکن آپکی سننے والا اور آپکی باتوں پر غور کرنے والا ایک بھی نہیں ملیگا۔ مگر ہاں روٹیوں کی بات کہیئے۔ روٹیاں ملنے کی تدبیر بتلایئے۔ اُن کے پیٹ کو بھرنے کا انتظام کیجیئے تو پھر سامنے میں آپکی دریافتیں بھی سُنی جائینگی اور غور سے سُنی جا کر اُن پر عمل کیا جائیگا۔ بھائی صاحب! ذرا آپ بھی غور کیجئے کہ کیا خالی پیٹ کیا پڑھائی ہو سکتی ہے۔ خالی پیٹ کیا کسی بات پر غور لیا جا سکتا ہے خالی پیٹ کیا آپکے سمجھتے جا سکتے ہیں۔ خالی پیٹ کیا آپکے مضامین پڑھے جا سکتے ہیں۔ خالی پیٹوں کے واسطے خالی پیٹوں کے کان۔ اور خالی پیٹوں کی آنکھ روٹیوں کی طرف ہوتی ہیں روٹیوں کے سوائے نہ اُنکو کچھ سوجھتا ہے اور نہ اچھا لگتا ہے۔ کسی نے بھوکے سے سوال کیا کہ ایک اور ایک کتنے ہوتے ہیں۔ بھوکے نے جواب دیا کہ دو روٹی۔ ہا! بھوک۔ ہا! خالی پیٹ اگر جواب میں بھی آگیا تو بھی دو روٹیوں کا سوال۔

ہا! کیسی خوفناک حالت۔ ہندوستان کی سب سے معزز تجارتی سماج کو آج دانہ دانہ کے لئے ترسنا پڑ رہا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے روٹیوں کے سوال کو حل کیجئے۔ بعد میں دوسرے سوال کو اُٹھایئے آپ کہتے ہیں کہ ہماری قوم سو رہی ہے وہ جاگتی نہیں۔ یا وہ مردہ ہے۔ بے جان ہے۔ اور اسکو اپنی ترقی کا ذرا بھی خیال نہیں ہے۔ لیکن ہم اسکے خلاف ہیں۔ ایسا بالکل نہیں ہے۔ قوم جاگ رہی ہے۔ ہوشیار ہے۔ زندہ ہے۔ اور ترقی کا خیال بھی رکھتی ہے۔ لیکن پیٹ خالی ہے۔ خالی پیٹ کچھ نہیں ہوتا۔ جتنا پیٹ بھرا ہے وہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ دان دے رہے ہیں۔ انسٹیٹیوشن جاری کر رہے ہیں۔ سبھا سوسائٹی میں جاری ہیں۔ اخبارات خرید رہے ہیں۔ لیکن

اس گھر مین چار آئے چار اُٹھ کھڑی ہوئی
جانے یہ کب سے تار یہان برقرار ہے

ہین سب سوار کشتیٔ عمر روان ہین یان
آتا ہے کوئی وار کوئی جاتا پار ہے

اس تختۂ ہستی پہ ہے چو سر بچھی ہوئی
ہوتی ہے کہین جیت کہین ہوتی ہار ہے

ہے جہان بین تیری عبث اے ! سکندرا
بحر جہان تو دار ناپیدا کنار ہے

اُڑتے ہین کہین چھچھے ناکے کہین مچے
ویرانہ ہے کہین یہان لالا زار ہے

محشر کہین بپا ہے کہین شادی کی ہے دہوم
بستی کہین خزان ہے کہین پر بہار ہے

پڑہتے کہین قصیدے کہین مرثیہ پڑہین
صدر حمت کہین ہین کہین مار مار ہے

اس گلشن جہان مین کہین گل ہین کہین خار
ہوتا ہے کوئی شاد کوئی سوگوار ہے

جب ہے یہی دستور تو پہر غم مین کیون مرین
گذرے خزان وہان جہان آتی بہار ہے

رنج والم بے سود ہے تیرا اے شہنشاد
غم ہوتے ہین اُنہین جنہین خوشی [illegible]

از سر سوتی الہ آباد

ہاے اروی

ناظرین گھبرایئے نہین۔ اب وہ زمانہ نہین رہا جبکہ ہندوستان کی تجارت کا تیسرا حصہ جین قوم کے ہاتھ مین تہا۔ بلکہ اب وہ زمانہ ہے کہ جو جینیون کے ہاتھون سے رہی سہی تجارت بھی چھین رہا ہے۔ اور ان مین روٹیون کی فکر کی چکی میتا پیس رہا ہے۔ چھوٹے چھوٹے دیہاتون مین نکل جایئگا۔ وہان آپکو ہماری بات کی سچائی معلوم ہو جایئگی۔ آپ دیکھیئے کہ صبح کے پانچ بجے سے ہمارے بہت سے بھائی اور ہماری قوم کے بہت سے ننھے بچے کمر پر من من دو دو من کی گھٹریان لادے آس پاس کے گانون مین پہیری لگانے جا رہے ہین۔ تمام دن اسہی طرح ایک گانون سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے مین گھوم پہر کر شام کو آفتاب غروب ہونے کے وقت دو چار آنہ پیدا کر کے گھر پر واپس آرہے ہین۔ ان لوگون کا کبھی شام کو بہوجن ہو جاتا ہے اور کبھی نہین۔ فکر کے مارے چہرہ مرجہائے ہوئے ہین۔ جسمانی طاقت نہ ہوتے ہوئے بھی گٹھری لادنے کا روزانہ کام ان بیچارے مصیبت کے مارون کو پیٹ کی آگ بجہانے کے لئے کرنا پڑتا ہے۔ وہ دو چار چار روپیہ کی جمع سے اپنے بال بچون کی پرورش کرتے ہین۔ ایسے لوگون کے جسم پر کپڑا تک نہین محض دنیاوی شرم کو دور کرنے کے لئے کل ایک ہی کپڑا دہ ہوتی ہے۔ گھر مین تو ماکولات کی دیگر ضروریات کی کون کہے یہان پیٹ کا گڈہا بھی بہرنا مشکل ہے۔ اور اگر ایسی حالت مین ایک سوال بچہ

(نوٹ) خواتو ہمیشہ کے ہی لئے ترک کرنا لازمی ہے۔ یہ سب عیبوں کی جڑ ہے۔ جن مہاشیوں نے ایک سال کے لئے تیاگ کیا ہے۔ انکو لازم ہے کہ ہمیشہ کے لئے تیاگ کر دیں۔ ایڈیٹر

(۵) انبالہ شہر سے لالہ چرنجی لعل جی سکرٹری شری آتمانند جین سبھا تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۱ نومبر کو شام کے پانچ بجے اس سبھا کا جلسہ زیر پریذیڈنسی لالہ گنگا رام صاحب رئیس آنریری مجسٹریٹ بڑی دھوم دھام سے ہوا۔ جلسہ کی کاروائی چند بھجن گا کر شروع ہوئی۔ اسکے بعد رپورٹ ہائے شری آتمانند جین اسکول جین کنیا پاٹھ شالا اور جین سبھا سنائی گئیں۔ اسکے بعد طلباء اسکول نے سنسکرت کے اشلوک سنائے۔ اور اپر پرایمری کلاس کے دو لڑکوں نے ایک مختصر سا انگریزی ڈرامہ کرکے دکھلایا۔ ازاں بعد پانچوں جماعت کے ایک لڑکے نے تعلیم کے بارے میں ایک پرجوش تقریر کی جسکو سنکر حاضرین جلسہ دنگ رہ گئے۔ سبھاپتی صاحب نے اس لڑکے کی تقریر کو بہانتک پسند کیا کہ اپنی طرف سے ایک میڈل دینے کا وعدہ فرمایا۔ اسکے بعد کنیا پاٹھ شالا کی کنیاؤں نے بھجن گا کر سنایا۔ اور ایک کنیا نے تعلیم نسوان پر تقریر کی۔ اسکے بعد سبھاپتی صاحب نے اپنے دست مبارک سے طلباء اسکول و کنیا پاٹھ شالا کو انعام تقسیم فرمایا اور بعد ازاں آپنے ایک مختصر سی تقریر بھی کی اسکے بعد لالہ مصری لعل جی نے کنیا پاٹھ شالہ کی امداد کا سوال پبلک کے روبرو پیش کیا جسپر مبلغ [illegible] روپیہ فوراً جمع ہوگئے۔ اسکے بعد بھجن گا کر جلسہ کی کارروائی ساپت ہوئی۔ جلسہ نہایت [illegible] کے ساتھہ ہوا شہر کے کل معززان احباب اہلکار و وکلار شامل تھے۔ حاضرین کی تعداد تقریباً پانچسو کے تھی۔

کنیا کے لئے ور کی ضرورت

ایک خوبصورت تیرہ سالہ کنیا جین اگروال جیندل گوت کی ہے۔ جسکے لئے ۱۶ لغایت ۲۰ سال تک کی عمر کا لڑکا مطلوب ہے۔ لڑکا کم از کم انٹرنس پاس ہو۔ یا برسر روزگار تجارت ہو خط و کتابت اس پتہ سے ہونی چاہئے۔

بھگوانداس دلیپ سنگھ جین بازار کمبل گنج رہتک

دکھ اور سکھ

نہ سکھ کو ہے قرار نہ دکھ کو قرار ہے جو چیز ہے دنیا میں وہ سب بے قرار ہے

جین اسکول پانی پت صہ ـ گئوشالہ پانی پت صہ ـ جین مندر پانی پت صہ ـ جین اناتھ آشرم دہلی صہ
جین کنیا پاٹھ شالہ دہلی صہ ـ جین پردیپ دیوبند صہ ـ رشبہ برہمچریہ آشرم ہستناپور صہ ـ جین مندر کرنال صہ ـ
جین مندر سونی پت صہ ـ جین مندر گوہانہ صہ ـ جین مندر رہتک صہ ـ جین مندر انبالہ صدر صہ ـ جین مندر
رڑکی صہ ـ جین مندر شملہ صہ ـ جین مندر شاملی صہ ـ جین بورڈنگ ہاؤس لاہور صہ ـ کل ایکسو روپیہ

(نوٹ) ہم اس دان کی مثال کو اپنے نوجوان دوستون کے روبرو پیش کرتے ہوئے درخواست کرتے ہین
کہ آپ بھی بھائی سوہن چندجی کی اس نیک لائن پر چلنے کے لئے تیار رہین ـ شری جی آپکو خوش رکھین اور
آپکے دل مین ہمیشہ دہارمک بھاؤ بنے رہین ـ اپنی تو یہی پرارتھنا ہے ـ ایڈیٹر

(۳) راولپنڈی سے لالہ دیوا چند جی سکریٹری جین سومتی منڈل تحریر فرماتے ہین کہ مورخہ
۵ و ۶ نومبر ۱۹۳۱ء کی رات کو اس منڈل کا زیر صدارت بابو دیپ چند جی جین دیوالی اُتسب منایا
گیا ـ ۵ نومبر کی رات کو لالہ خازنچند جی اور سکریٹری دیوا چند جی کے لیکچر ہوئے ـ آپنے دکہلایا کہ شری
مہابیر سوامی نے جنم سے لگا کر دکشا تک اور دکشا سے کیول گیان کی پراپتی تک کسقدر پریشہون اور
تکالیف کا مقابلہ کیا ـ اور آخیر مین کرم بیریون کو فتح کرکے موکش حاصل کیا ـ ۶ نومبر کی رات کو
لالہ پربھو رام جی کہتری جین لاہور سے تشریف لائے ـ اور آپنے لیکچر دیا ـ جسمین شری مہابیر
سوامی کے کیول گیان کی پراپتی سے موکش حاصل کرنے تک کا بیان کیا گیا ـ اسکے بعد لالہ
خازنچند جی لالہ آتم چند جی لالہ نند کامل جی کے بھی دہرم بیشے پر لیکچر ہوئے ـ اور جین دہرم
بالک سدہار سبھا کے بھجن ہوئے لالہ آتم چند جی کے بھجن بڑے پُر اثر ہوئے ـ ان جلسون کا
بھاؤ حاضرین کے دلون پر اچھا پڑا ـ بعد اسکے لالہ پربھو رام جی و دیگر ممبران اور کارکنان کا شکریہ
ادا کیا گیا ـ اور آخیر مین یہہ بتلاتے ہوئے کہ دیوالی کا تیوہار شری مہابیر سوامی کے موکش پدہارنے
کی یادگار مین منایا جاتا ہے ـ جلسہ سماپت ہوا ـ

(۴) نجیب آباد ضلع بجنور سے لالہ ہرپرشاد جی منتری جین کمار سبھا تحریر کرتے ہین کہ کاتک بدی
اسمٹی کو زیر صدارت لالہ انوپ سنگہ جی کے اس سبھا کا جلسہ ہوا ـ منگلاچرن ہونے کے بعد لالہ
گزاری لعل جی جین منتری والون کی بھیجی ہوئین ۹ کتابین اور مبلغ پانچ روپیہ شکریہ کے ساتھہ
قبول کئے گئے اور سات بسنون کے اوپر اپدیش ہوئے جسکا اثر سب کے دلون پر کافی ہوا
اور دس بھائیون نے جوا کہیلنا ترک کیا ـ جنمین ۷ لڑکون نے تا زندگی اور ۳ نے ایک سال
کے لئے ـ بعد جے کاربول کر سبھا سماپت کی گئی ـ

مثل مہ ہلال اسے کہتے ہین لوگ
اُڑتا ہے جب فلک پہ غبارا پریم کا

کیا پوچھتے ہو نور فزائی پریم کی
کرتا ہے مہ کو ماند ستارا پریم کا

گر چاہتے ہین ہم کہ گذارا خوشی سے ہو
چاہین کہ بیشتر ہو گذارا پریم کا

درد نفاق سے جنہین یاس علاج ہے
کرلے نہین وہ کس لئے چارا پریم کا

یارب وہ وقت آئے کہ آئے ہین نظر
شیدا جہان پریم سے سارا پریم کا

چھایا ہر ایک سمت مین تئے نظر پریم
تارا بنے ہر آنکھ کا تارا پریم کا

دیکھین کہ ہے پریم کی بارش پریم سے
کہوندین پریمی راہ مین گارا پریم کا

پھیلی ہوئی ہو بوئے خوش آیند چار سو
پہولا ہوا ہو پھول ہزارا پریم کا

ہے لطف اگر پریم سے ہمکو پریم ہو
دلمین ہوا نس دل ہو ہمارا پریم کا

دل بحر بیکران محبت مین غرق ہو
مشکل نہین سلے جو کنارا پریم کا

آواز تو پریم کی دیتا ہے ہر بشر
دیکھین ہو کس کے نام اجارا پریم کا

یارون کے یار جنکے رہینگے خوشی سے وہ
جنکو ملیگا غیب سے یارا پریم کا

منزل رسی کی انکو نہین فکر زینہار
پھرتے ہین تیز رو جو طرارا پریم کا

ہر رنگ مین پریم کی رنگت ہو آشکار
ہر سنگ مین عیان ہو شرارا پریم کا

بوئے نفاق انکو پسند آئے کسطرح
ہے جنکے دلکو عشق گوارا پریم کا

سچے پریمیو تم اسے سینچتے رہو
جو بارور ہو نخل تمہارا پریم کا

اہل نظر کو ہو وہ درخشان نظر عطا
ہر سو نظر مین آئے نظارا پریم کا

خط وکتابت

(۱) ایڈر سے لالہ ہیم چندر جگن لعل جی لکھتے ہین - کہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۵ء کو بمقام ایڈر ملک گجرات مندر بنتھی سوتیا مبر بھائیون کا ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جسمین آچاریہ شری کمل وجے جی صدر نشین ہوئے - اس جلسہ مین سوتیا مبر مورتی پوجک سنگہ کی طرف سے شری منی مہاراج لبھ دیسے جی کو جین درشن دیاکہیان دھیپتی کا خطاب دیا گیا -

(۲) پانی پت سے لالہ جیکمار سنگہ جی تحریر فرماتے ہین کہ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ لالہ شو جی چند جی جین بی - اے نے انگلش کالج سے امسال امتحان انجنری پاس کیا تہا - اُنہون نے اپنی پہلے ماہ کی سالم تنخواہ جو مبلغ (؟) اُنکی تھی

جین سیوک سمتی

پارسال جو "بھارت ورشیہ جین کمار پریم سوسائٹی" بستنا پور کے جلسہ پر چند نوجوانون نے قایم کی تھی اُس سوسائٹی کا نام تبدیل کرکے "جین سیوک سمتی" رکھدیا گیا ہے۔ اسکے اغراض ومقاصد سب تیار ہو گئے ہین۔ امسال چند ممبران بھی کام کے کرنے والے مل گئے ہین۔ اسکے سکرٹری بجائے لالہ چھوٹی پرشاد جی دیوبند کے بابو ہزاری لال جی بڑوت اور جوائنٹ سکرٹری بجائے بابو چیر سین جی مظفر نگر کے لالہ سکھ چند جی بڑوت مقرر ہوئے ہین سبھاپتی لالہ جوتی پرشاد جی ایڈیٹر جین پردیپ دیوبند کو بنایا گیا ہے۔ سمتی مذکور کے خلاصہ حالات معہ اغراض ومقاصد کے پبلک پر بہت جلد ظاہر کئے جاوینگے یقین ہے کہ سمتی اپنے فرایض کو انجام دیتی ہوئی قومی سیوا مین کسی طرح کی بھی کمی نہ کریگی۔

ایک سبھاسد

اگلا نمبر وی۔پی آویگا

معزز ناظرین! جین پردیپ کا اگلا نمبر بلغ "عدد روپیہ ایک آنہ" کا وی۔پی کیا جاویگا۔ کرپا کرکے آپ ہمارا وی۔پی وصول کرلیوین۔ اگر کسی خاص وجہ سے آپ ابھی وی۔پی وصول کرنا نہ چاہین تو ہمکو فوراً ہی اطلاع دیدیوین۔ تاکہ دفتر کا نقصان نہ ہو۔ اطلاعاً عرض ہے۔

ایڈیٹر

پریم راگ

از بابو بھولا ناتھ جی جین درخشان مختار عدالت بلندشہر

کیونکر نہ ہمکو لفظ ہو پیارا پریم کا
جس نے دلون مین نقش اتارا پریم کا

اسکو کسی سہارے کی حاجت نہین کبھی
جسکو لگا ہوا ہے سہارا پریم کا

مردہ دلون مین از سرنو ڈالتا ہے روح
وہ ہے حیات بخش اشارا پریم کا

عیسیٰ کی قُم باذنی کی حاجت نہین اُسے
جو زندہ دل ہے شوق سے مارا پریم کا

پوچھے کوئی انہین سے جو اسکے شہید ہین
کسطرح دلپہ چلتا ہے آرا پریم کا

امداد کی پریم نے اسکی پریم سے
جس نے نام دل سے پکارا پریم کا

جس دل مین ہے پریم نہین زنگ کا وہ غلام
اکسیر سے بھی بڑھ کے ہے پارا پریم کا

والی مثال صادق آجائیگی۔

۱۰ نومبر کی صبح کو اشنان وغیرہ سے فارغ ہوکر مندر کے درشن اور نسیان کی بندنا کی۔ آج تمام یاتریوں میں رات کے واقعہ کا ذکر پھیلا ہوا تھا۔ ہر ایک یاتری افسوس ظاہر کرتا تھا۔ اور مستورات کے دلوں پر تو اب تک خوف چھایا ہوا تھا۔

آج بارہ بجے سے زیر صدارت لالہ جگجوت سنگھ جی رئیس بڑوت سبھا کا جلسہ شروع ہوا۔ بہت سے اصحاب کے لیکچر ہوئے ہر ایک نے یہی کہا کہ کام کرنے والوں کو بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دُنیا کے جاہل اور بُرے لوگ ہر طرح سے تکلیف پہونچانے پر کمربستہ رہتے ہیں۔ لیکن بھلے لوگوں کو اور کام کرنے والے لیڈروں کو ان کی باتوں سے انکی دی ہوئی تکالیفوں سے ہرگز نہ گھبرانا چاہیئے۔ انکے ہر ایک حملہ کو برداشت کرنا چاہیئے از خود اُف تک نہ کرنی چاہیئے۔ اگر حملہ کرنے والوں کو کسی طرح سے بھی جواب دیا گیا تو انمیں اور ہم میں کیا فرق رہا۔ دونوں طرف جاہلوں کی لائین بن جائیگی۔ اسلئے رات کی طرح سے ہر ایک حملہ کو برداشت کرنا ہی چاہیئے" وغیرہ آج کی سبھا ۳ بجے برخاست کی گئی۔ اسکے بعد شری مندر جی کے احاطہ میں ہستناپور مندر کی عام کمیٹی ہوئی۔ [illegible] وغیرہ سُنایا گیا۔ اس موقعہ پر بھی آشرم کے بردمیوں نے آشرم کے اوپر بہت سے حملے کئے لیکن چونکہ معززان اصحاب رات کے واقعہ سے ہوشیار تھے اس لئے اُنہوں نے معاملہ کو بڑھنے نہیں دیا۔ اور کمیٹی کی ضروری کارروائی کے بعد جلسہ سماپت کردیا۔

آج رات کو ۷ بجے سے نیایاچاریہ پنڈت مانک چند جی نے شاستر پڑھے اسکے بعد سبھا کا جلسہ شروع ہوا سبھاپتی لالہ منولعل جی جینکر میرٹھ بنائے گئے۔ برہمچاری شیتل پرشاد جی کا دان دھرم کے بارہ میں اپدیش ہوا۔ اس اپدیش کا اثر پبلک پر ایسا پڑا کہ پبلک نے آشرم کی امداد کے لئے روپیہ دیکر اپنا اُتساہ پرگٹ کیا۔ اس روپیہ کی صحیح تعداد ہمکو معلوم نہیں ہوئی غالبًا اڑھائی ہزار کے قریب ہوگا۔ اسکے بعد سبھاپتی صاحبان قومی لیڈران۔ ہمدردان اور گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کیا گیا۔

پھر برہمچاری شیتل پرشاد جی نے شانتی پاٹھ پڑھا۔ اسکے بعد جلسہ کی کارروائی سماپت کی گئی۔

۱۱ نومبر کو اشنان وغیرہ سے فارغ ہوکر آنند کے ساتھ درشن پوجن کیا۔ آج کا دن آخری دن تھا۔ لہذا ایک بجے کے قریب شری جی کی سواری رتھ میں بڑی دھوم دھام سے نکلی۔ شری شانت ناتھ جی کی نشی پر بھون ہوا۔ اس طرح سے برودہ کی اگنی کو شانت کرتا ہوا یہ جلسہ سماپت ہوا۔ اور یاتری لوگ طرح طرح کے خیالات لیکر اپنے اپنے گھر واپس گئے۔

چونکہ بہت سے آدمیون کی خواہش تھی کہ آج سبھا کا جلسہ مندر جی کے احاطہ مین ہو اسلئے رات کو
شری مندر جی کے احاطہ مین اول تو شاستری جی پنڈت لکھمن لعل جی نے پڑہے۔ اسکے بعد سبھا کا جلسہ
شروع ہوا اس جلسہ مین رائے بہادر لالہ رجوالا پرشاد صاحب ایگزیکیٹو انجینیر میرٹھ بھی تشریف فرما تھے
برہمچاری شیتل پرشاد جی کا جین سدہانت پر اُپدیش ہو رہا تہا۔ حاضرین کی تعداد دو ہزار سے زاید
تھی سب صاحب آنند کے ساتھ اُپدیش سُن رہے تھے۔ سبھا مین آنند کے مارے سناٹا چہا رہا تہا۔
کہ اتنے ہی مین بہت سے جاہل لوگ جو کہ اُپدیشون کا ہونا دہرم کے خلاف بتلاتے ہین۔ اور آشرم
سے یا دیگر جین استہانون سے قدرتی طور پر مخالفت رکہتے ہین) شور و غل مچاتے ہوئے سبھا کی
اندر آ گہسے حاضرین جلسہ کے اوپر بُری طرح سے گر پڑے۔ تمام روشنی گل کر کے سبھا کی میز اُٹھا کر پھینکدی
اینٹ پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ اور شامیانہ کے رسے کاٹ کر بلیان گرا دی۔ ان بیچارے لوگون
کی زبان سے بد تہذیبی کے کلام برس رہے تھے۔ مارو آشرم والون کو۔ سر توڑ دو آشرم والون کا۔
آشرم والا کوئی بچکر نہ نکلے وغیرہ۔ اس واقعہ سے خوف کہا کر مستورات بُری طرح سے بہاگین۔
کسی کی گود سے بچہ گر پڑا۔ کسی کے پیر مین چوٹ لگی۔ کوئی ٹھوکر کہا کر گر پڑی۔ کتنے ہی معصوم بچون
کے چوٹین آئین۔ غرض اس جاہلانہ کارروائی سے کیا مرد اور کیا عورت سبکو تکلیف ہوئی۔ اور
صدمہ پہونچا۔ ان لوگون کی یہ نادرشاہی دو گہنٹہ تک قایم رہی آخیر مین یہ لوگ لالہ لیکھراج لعل
جی کو زبردستی پکڑ کر مندر سے باہر لے گئے۔ اور اُنکی ساتہہ بے ادبی سے پیش آکر اپنی نالایقی کا اظہار
پبلک پر اچھی طرح سے کر دیا۔ لیکن واہ رے دہرم ہیرو! واہ رے قومی سیوا کے کرنے والو سوامی کے
آشرم پر مرمٹنے والو۔ گالیان کہائین۔ اینٹ پتہر کی مار سہی۔ شامیانہ کے نیچے دبنا منظور کیا۔ لیکن حملہ
کرنے والون کی طرف اُنگلی تک کا اشارہ نہین کیا۔ از خود چون تک نہین کی۔ کہا بہائی مارو۔
ہم مرنے کے لئے تیار ہین۔ ہم اکلنک دیو کے نقش قدم پر چل رہے ہین۔ جو جو تکالیف تم دو گے۔ سب
برداشت کرینگے۔ اور آخیر تمہارے بہلے کی کہینگے۔ اس بیہودہ اور کمینہ حرکت سے تمام سبہا مین ناراضی
چہا گئی۔ اور لوگون نے ایسا کرنے والون کو حقارت کی نظر سے دیکہا۔ ہم ان مہان پرشون کا پتہ
شکایتاً درج نہ کرتے ہوئے کہ جنکی طرف سے یہ فعل سرزد ہوا ہے افسوس ظاہر کرتے ہین کہ ہا!
پاپی زمانہ تو اس دہرماتما اور معزز قوم کے لوگون سے بھی ایسے کمینہ کام کرانے پر تیار ہو گیا۔ یہ دیا
دہرم کی ڈینگ مارنے والی قوم بھی اس طرح سے [illegible] اسپہتیا کا برتاؤ کرنے
لگی۔ ہم اس معاملہ پر زیادہ لکہنا نہین چاہتے۔ ورنہ اپنی جانگہہ اُگہاڑیئے اور آپ ہی مرئیے لاج

لالہ اوگرسین جی۔ لالہ خیراتی رام جی۔ لالہ موتی رام جی۔ دیوبند سے فخر قوم بابو سورج بھان جی۔ پنڈت جگل کشور جی بابو چیتن داس جی وکیل۔ لالہ جینی لعل کیرت چند جی امروہہ سے لالہ بہاری لعل جی انبالہ سے لالہ شیامل جی۔ سہارنپور سے لالہ جمبو پرشاد جی۔ پنڈت پنا لعل جی۔ روہتک سے ماسٹر شو رام سنگھ جی۔ اٹاوہ سے حکیم چندرسین جی و دیگر اصحاب کاندھلہ سے لالہ سولچند جی و دیگر بہت سے معزز اصحاب تشریف لائے تھے۔

ہم ۱۷ نومبر کو تقریباً ۱۲ بجے ہستناپور پہونچے۔ اشنان کیا۔ شری جی کے درشن کئے۔ آج تقریباً دو بجے آشرم کے منڈپ میں سبھا ہوئی جسکے پریذیڈنٹ بابو مانک چند جی بی۔ اے وکیل سونی پت بنائے گئے۔ چند اصحاب کے دھارمک اور سماجک بشئے پر بڑے پُر اثر لیکچر ہوئے۔ رات کو اول شاستر سبھا ہوئی نیایا چاریہ پنڈت مکھن لعل جی نے شاستر پڑھے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے شاستر جی ہوکر پھر سبھا کا جلسہ شروع ہوا۔ سبھاپتی دہلی کے لالہ نیمے مل جی رئیس بنائے گئے۔ اور بڑے پُر اثر اُپدیش ہوئے۔

۱۸ نومبر کی صبح کو ضروریات سے فارغ ہوکر شری جین مندر جی کے درشن کئے۔ اور نشیاں بندن کیلئے گئے۔ بڑا آنند آیا۔ آج پھر تقریباً ایک بجے کے سبھا کا جلسہ شروع ہوا۔ لالہ ہردیان سنگھ جی رئیس بڑوت سبھاپتی بنائے گئے۔ اور دھارمک اپدیش ہوئے۔ حاضرین جلسہ پر اُپدیشوں کا بڑا اثر پڑا۔

رات کو ۷ بجے سے شاستر سبھا شروع ہوئی آج پنڈت مکھن لعل جی نے شاستر پڑھے۔ بعد شاستر جی ہوجانے کے سبھا کا جلسہ شروع ہوا۔ روہتک کے ایک صاحب سبھاپتی بنائے گئے۔ اور دھارمک اُپدیش ہوئے۔ تقریباً ۱۱ بجے کے جلسہ سماپت ہوا۔

۱۹ نومبر کی صبح کو اشنان وغیرہ سے فارغ ہوکر شری جین مندر میں درشن کئے اور نشیاں بندی کی آج آشرم کی انتظامیہ کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ ساہو جگمندر داس جی بدستور سابق سکرٹری رہے اور ادھشٹاتا ایک سال کے لئے برہمچاری شیتل پرشاد جی مقرر ہوئے۔ آپکی ماتحتی میں فخر قوم بابو سورج بھان جی نے کام کرنا منظور کیا۔ اور چند ضروری باتیں متعلق آشرم طے کی گئیں۔

آج تقریباً دو بجے دن کے سبھا کا جلسہ شروع ہوا سب سے پہلے بھجن منڈلی اناتھ آشرم دہلی۔ بھجن منڈلی انبالہ شہر و ماسٹر شیو رام سنگھ اور لالہ اوگرسین کاندھلہ والوں کے بھجن ہوئے۔ اسکے بعد دیوبند کے بابو چیتن داس جی وکیل سبھاپتی بنائے گئے۔ چند اصحاب کے بڑے پُر اثر لیکچر ہوئے۔ آخیر میں جب عدہ پارسال چار والنٹیرز جین بورڈنگ ہاؤس میرٹھ کو چار میڈل اور عزیز جین داس انبالہ شہر کو دو میڈل سبھاپتی صاحب کے ہاتھوں سے دیدیئے گئے۔ اسکے بعد سبھا بسرجن ہوئی۔

مُردون کو مین جلادون رس دہرم کا پلاکر

گھر گھر مین جاکے بانٹون مین پریم کی مٹہائی | ودیا کی روشنی سے دینے لگے دکہائی
پہر ایک ہر ایک کو سمجھے اپنا پریمی بہائی | ہر ایک ہر ایک کے دُکہہ مین ہونے لگے سہائی

جیتے جی مین یہہ کرونگا تن من لگا کے اپنا
سیوا کرونگا سب کی سب کچھہ گنوا کے اپنا

مختصر رپورٹ میلہ ہستناپور
چوتھا سالانہ جلسہ رشبہ برہمچریہ آشرم

پیارے متروا ہمیشہ کی طرح امسال بہی متی کاتک سُدی ۸ لغایت پورناسی مطابق ۱۴ لغایت ۱۸ نومبر ۱۹۱۵ء تک شری ہستناپور کا میلہ اور رشبہ برہمچریہ آشرم کا چوتہا سالانہ جلسہ بڑے آنند کے ساتہہ ہوگیا۔ اس سال جلسہ مین پچہلے چند سالون کی نسبت یاتری لوگ زیادہ تعداد مین آئے تہے۔

آشرم کی طرف سے ڈیرہ۔ بچہونون کا کافی انتظام تہا۔ جاتریون کو ٹہیرنے کی کوئی تکلیف نہین ہوئی۔ بہوجن کا انتظام بہی معقول تہا میرٹہہ سے آنے والے بہائیون کے لئے موانہ مین بیل گاڑیان کافی تعداد مین ملتی نہین یہ انتظام بہی آشرم کی جانب سے تہا۔ غرض آشرم کی طرف سے یاتریون کو ہر طرح سے آرام پہونچانے کا معقول انتظام کیا گیا تہا۔

میلہ کا انتظام کرنے کے لئے ہمیشہ کی طرح سے امسال بہی پولس آئی تہی۔ لیکن جین کمارون نے بہی بطور والنٹیرز میلہ کی اچھی خدمات کین۔ رات کو پہرہ دیا۔ دن مین ہر طرح کی خبر گیری کی۔ حالانکہ امسال والنٹیرز پارسال کی نسبت بہت کم تہے۔ لیکن پہر بہی انکی خدمات سے میلہ کو ہر طرح کا آرام پہونچا۔

اس میلہ مین بنارس سے جین دہرم بہوشن برہمچاری شیتل پرشاد جی۔ پنڈت امراؤ سنگہ مورینہ سے نیایا چاریہ پنڈت مکہن لعل جی۔ لکہنؤ سے بابو دیا چند جی۔ دہلی سے لالہ جگی مل جی۔ لالہ جگناتہہ جی۔ لالہ دیبی سنگہ جی۔ پنڈت مکہن لعل جی سوجین اناتہہ آشرم۔ میرٹہہ سے بابو امراؤ سنگہ جی وکیل۔ لالہ کندن لعل جی۔ لالہ منولال جی۔ ماسٹر متر سین جی سپرنٹنڈنٹ جین بورڈنگ ہاؤس معہ بورڈرس۔ سونی پت سے بابو تانکچند جی بی۔ اے وکیل۔ نجیب آباد سے ساہو سلیک چند جی۔ لالہ جگمندر داس جی۔ بجنور سے لالہ ہیرا لعل جی۔ بڑوت سے لالہ بہگوت سنگہ جی لالہ ہردیان سنگہ جی لالہ ہزاری لعل جی۔ مظفر نگر سے

ایک جین کمار کی پریم بھری بھاؤنا

سروگیہ دیو! تمسے میری یہ التجا ہے سنسار گہن بن مین جو دکھ بھرا ہوا ہے
اُس دُکھ کے میٹنے کی گُن گیان جو دوا ہے وہ ہاتھہ مین ہو میرے یہ میری بھاؤنا ہے

مین اُس دوا سے میٹون دُکھ جگ کے پرانیون کا
اور پھر مٹا دون دل سے اپا نیوٹن کا

برہمچاری ہو کے ودیا کرون مین حاصل — عالم بنون مین پورا ہر ایک فن مین کامل
ہو کر دھرم کا ماہر ہر اک عمل کا عامل — چکھون چکھاؤن سب کو گُن گیان کے سہاپل

رکشا کرون مین اپنے بل ویریہ کی بنہا کر
سیوا کرون دھرم کی مین جسم و جان گنوا کر

ارجن سا بل ہو مجھہ مین اور بھیم سی ہو طاقت — نکلنک سی ہو ہمت! نکلنک سی شجاعت
شرپال جیسی تہرتا اور رام جیسی عزت — لشمنو سا پریم مجھہ مین لچھمن سی ہو محبت

ہر پالس جیسی مجھہ مین ہان! دان بیرتا ہو
سکھپال جیسی مجھہ مین ہان! دھیان دھیرتا ہو

سادہ غذا ہو میری سادہ چلن ہو میرا — مین ہون وطن کا پیارا پیارا وطن ہو میرا
سچا بچن ہو میرا ایکہ پرت ہو میرا — آدرش زندگی ہو آتم بھجن ہو میرا

دُنیا کے پرانیون سے ایسا میرا نبادہ ہو
مجھکو بھی اُنکی چاہ ہو — اُنکو بھی میری چاہ ہو

دُنیا کے بیچ کردون گُن گیان کا اُجیرا — اور دور سب بھگا دون اگیان کا اندھیرا
ہر ایک کا مین کرا دون آرام سے بسیرا — میٹون دلون سے سبکے یہ لفظ تیرا میرا

مین سبکو ایک کردون آتم کا رس چکھا کر
باہم پریم سبکو مہا ویر کی سنا کر

بھولون کو راہ بتا دون ہمراہ خود مین جا کر — گرتون کو مین اُٹھا دون ہاتھون مین ہاتھہ لاکر
ڈرتے ہوئے بچا دون چھاتی اُنھین لگا کر — سوتون کو مین جگا دون آواز سے بلا کر

جھگڑون کو مین مٹا دون ہان! پریم راگ گا کر

شراب کے نشہ مین متوالا ہوتا ہے۔ بہلا ایسی حالت مین کب ممکن ہے کہ جو اسکو اپنا برا بہلا سوجھے اور یہ راستہ بچا کر چلے کیونکہ وہاں کی آنکہین تو اسکی بالکل جاتی ہی رہتی ہین۔ ٹہیک اسی وجہ سے سنسار کو کہہ روپ ہے۔ اور اس مین ذرا بہی انتظام نہین ہے۔ اگر یہ سوارتہ (خود غرضی) نہ ہوتا تو کون کہہ سکتا تہا کہ "دنیا کی مطلب کی"

اشعار } غرض مطلب کی ہے دنیا نہ اس سے ہو ذرا غافل ۔ جو اسکا داؤ لگ جائے تو گہرا گہاؤ پہونچا ہے

تھیٹر کا تماشہ

تھیٹر کے تماشہ مین ہزارہا لوگ تماشبین کی حیثیت سے جاتے ہین۔ ان لوگون مین سب طرح کے لوگ ہوتے ہین۔ کوئی گانے کو پسند کرتا ہے۔ تو کسی کو ناچنا اچہا لگتا ہے۔ کوئی راگ مین لین ہے تو کوئی بیراگ مین مست ہے۔ کوئی سنجوگ ہوتے ہوئے دیکہنا چاہتا ہے تو کوئی بیوگ ہوتے وقت مو تا ہے۔ غرض ہر ایک کی جداگانہ طبیعت اور جداگانہ خیال پایا جاتا ہے۔ اور ہر ایک اپنی طبیعت اور خیال کے مطابق عمل کرتا ہے۔ لیکن اب دیکہنا یہ ہے کہ جو ایکٹر (تماشہ کرنے والا) تہوڑی دیر پہلے ایک بڑے بہاری چوڑے ملک کا راجہ بنا ہوا تہا۔ اور اب وہ بالکل لنگوٹ بند فقیر نظر آ رہا ہے یا ایک دوسرا ایکٹر جو اس راجا کی رانی کا روپ بنائے ہوئے تہا اور اب بہکارن کی شکل مین ہے کیا وہ بہی کچھ دکہی ہین۔ کیا اس حالت کی تبدیلی سے اُنکے دلون پر بہی کچھ خوشی یا رنج کے آثار نمایان ہوئے ہین ہمارے خیال مین ہی نہین بلکہ جو سچ پوچہا جائے تو وہ تو بیچارے ایکٹر ہین۔ انکو تو تماشہ کرنے سے غرض ہے۔ اگر وہ کسی کہیل کے اندر خود کو خود مانکر رنج و غم مین مبتلا ہو جائین تو کہنا پڑیگا کہ انکی سخت غلطی ہی نہین بلکہ بالکل بے وقوفی ہے۔ پہر بہلا جب خود راجا سے بہکاری۔ اور رانی سے بہکارن بننے والے ایکٹر ہی خوشی اور غمی کے جنجال سے مبرا ہین تو ان لوگون کا جو دام دیکر محض تماشہ دیکہنے کی غرض سے بطور تماشبین کے تشریف لے جاتے ہین۔ خوشی یا غمی ماننا اگر سخت جہالت نہین تو اور کیا ہے۔ ہمکو جہانتک یاد پڑتا ہے ایک مرتبہ راجہ ہریشچندر کا ڈرامہ دیوبند مین ہوا تہا (جسکو ۴ سال کا عرصہ ہو گیا ہوگا) جب راجہ ہریشچندر کو بہنگی کا ملازم ہونا پڑا تو تب بہت سے لوگ سچ مچ رونے لگے تہے۔ اور دکہی ہونے لگے تہے۔ لیکن ان کا رونا یا دکہی ہونا انہی لوگون تک محدود تہا۔ اس رونے اور دکہی ہونے سے راجہ ہریشچندر (اصلی یا نقلی) کی آتما کو کوئی فائدہ نہین پہونچتا تہا۔ ایکٹر دن پر کوئی اثر نہین ڈالتا تہا بلکہ ایکٹر لوگ جی مین خوش ہوتے تہے کہ دیکہو ایک راجہ کی نقل کرکے ہم نے اصل کے دشمنون کو کیسا چھکایا ہے۔ لیکن ایسے واقعہ صرف ایک ہی وقت نہین بلکہ ہزارون ہوتے رہتے ہین اور بہولے لوگ دکہی ہوکر روتے رہتے ہین۔ لیکن جو لوگ محض تماشہ دیکہنا چاہتے ہین۔ اور جو اس بات سے بخوبی واقف ہین کہ اس کہیل کے اندر کوئی بہی اصلیت نہین ہے۔ بلکہ یہ تو ایک کہیل ہے اس سے تو بجائے رونے دہونے کے کچھ نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور پہر اس پر عمل کرنا چاہیئے تب کچھ بہلائی ہے۔ ورنہ محض اتفاقیہ کو دیکہکر رنج و غم مین مبتلا ہو جانا اور ایک جہوٹی بات کو سچی مان کر رونے لگ جانا بجز برائی کے اور کچھ بہی نہین ہے۔

بچھڑتا میلہ!

ابھی تھوڑی دیر پہلے اس جگہ پیارے پیارے چھوٹے بڑے میدان میں صدہا ذی روح گھومتے ہوئے تھے۔ ہزاروں رنگ برنگ خوش پوش انسان گھوم رہے تھے۔ بال بچوں کی وجہ سے رونق ہو رہی تھی۔ شور و غل کا یہ عالم تھا کہ کان پڑی سنائی نہیں دیتی تھی۔ دکانوں کی وجہ سے ایک بہت خوبصورت بازار لگ گیا تھا۔ خرید و فروخت کی بھرمار ہو رہی تھی۔ غرض جنگل میں منگل ہوتا جسکو کہتے ہیں ٹھیک وہی ہو رہا تھا۔ اس میلہ کی چہل پہل میں ہر ایک انسان ایسا محو ہو رہا تھا کہ دیگر باتوں کی سدھ بدھ بھی نہیں تھی لیکن ابھی ابھی اسکے اختتام کا وقت آتا تھا کہ میلہ کا نام و نشان مٹ گیا۔ اور کورا جنگل کا جنگل ہی رہ گیا۔ اب نہ کوئی ڈیرا ہے نہ تمبو ہے۔ نہ عورتیں نہ مرد ہیں۔ اور نہ وہ بال بچے ہی ہیں کہ جنکی وجہ سے اس میلہ کی رونق دوبالا ہو رہی تھی۔ دوکاندار سودا بیچکر اپنے گھر چلے گئے اور انکی خالی دوکانیں بہت بھیانک معلوم دے رہی ہیں۔ خرید و فروخت کا نقشہ اب تک آنکھوں کے آگے گھوم رہا ہے چلتی پھرتی تصویریں یاد آ آ کر رنج دلا رہی ہیں۔ اب یہ بچھڑے ہوئے میلہ کا یاتری کھڑا سوچ رہا ہے کہ کیا میں نے یہ خواب دیکھا تھا۔ یا بائسکوپ کمپنی کا تماشہ تھا۔ کہ دم میں کچھ سے کچھ ہو گیا۔ آنکھیں جھپکنے کی دیر تھی کہ مداری کے جادو کا خاتمہ ہو گیا۔ اب اس غریب کی پریشانی کا اندازہ لگائیے گا کہ جو تھوڑی دیر پہلے ہزاروں مرد عورتوں کے گروہ میں گھوم رہا تھا۔ اور اب اکیلا اس سنسان خوفناک۔ اور دور دراز جنگل میں بیٹھا ہوا حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا ہے اور گھٹنوں میں سر دئے ہوئے کچھ سوچ رہا ہے۔

پیارے مترو! اس طرح کے صدہا بچھڑتے ہوئے میلے آپ نے دیکھے ہونگے۔ اور آپ کے دل پر انکا اثر بھی ہوا ہوگا لیکن نہیں معلوم وہ اثر میلہ سے واپس آکر گھر پر کتنی دیر رہا ہوگا۔ وہ میلہ کا بچھڑتا ہوا حسرت بھرا نظارہ کیا کبھی یاد بھی آجاتا ہے کیا کبھی ویراگ کی گھڑی دل پر سانپ کی طرح سے لوٹ جاتی ہے۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارا خیال کہاں تک صحیح ہے لیکن ہم یہ ضرور کہینگے کہ دنیاوی جیووں کے دل ایسے سخت ہو رہے ہیں کہ ایک روز نہیں بلکہ دنیاوی میلہ روز بروز دیکھ رہے ہیں۔ اور پھر بھی انہی میں محو ہو رہے ہیں کہ دنیا میں ایک میلہ لگتا ہے۔ دوسرا بچھڑتا ہے۔ لیکن یہ جیو اسکی ذرا بھی پرواہ نہ کرکے روز روز کے میلوں میں چہل پہل کا لگا ہوا پھرتا ہے اور گرہ کی کمائی کا ٹکہ برباد کر رہا ہے۔

بھائی لوگو! بچھڑتے ہوئے میلوں سے سبق حاصل کرو۔ جہاں پر دور دراز کے یاتری لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور خرید و فروخت کرتے ہیں اسی کا نام میلہ ہے۔ لیکن یہ کب تک میلہ لگا رہا اور ختم ہوا۔ ٹھیک اسی طرح سے دنیا روپی میلہ میں بھی کہیں کہیں سے یاتری آکر جمع ہوتے ہیں اور سب نفع پاپ پن روپی سودا خرید کئے جاتے ہیں۔ جو گانٹھ میں بندھا نکال لاتے ہیں۔ وہ سب کھاتے ہیں لیکن اس ہی میلہ میں ایسے ہوشیار آدمی بھی آتے ہیں کہ جو کل میلہ دیکھ جاتے ہیں اور اپنی گرہ کا ٹکہ بچاتے ہوئے اور بھی کچھ کما کر لے جاتے ہیں۔ بھائی مترو! تم بھی ایسا ہی کرو۔ میلہ بچھڑنے والا ہے۔ پھر کچھ کرتے دھرتے نہ بنیگا۔

ہم نہین سمجھتے کہ اس بھولی سماج کا کیا ہو رہا ہے۔ اسکی وچار شکتی کو کونسی دیمک چاٹ گئی ہے جب اسکو اپنی پیاری سنتان کا ہی خیال نہین ہے تب پھر دنیا مین خیال کس کا ہوگا۔ ان ڈرامون کے اندر تھوڑی عمر کے خوبصورت لڑکون کو عورتین بنایا جاتا ہے۔ اب آپ خیال کر سکتے ہین کہ حاضرین پر انکے گانے اور ناچنے کا کیا اثر پڑتا ہے اور ان لڑکون کی کیا کیفیت ہو جاتی ہے۔ اس بدچلنی اور بداخلاقی کے سوائے سب سے زیادہ ایک اور خرابی بھی جلدی نکلنے والی ہے جسکی وجہ سے آجکل ہمارے تیرتھ استھانون مین لکڑی کے سنہرے ہاتھی گھوڑے۔ بیل اونٹ۔ یا دیگر سامان بڑھتے جاتے ضروری قرار دئے جانے لگے ہین اور اس سامان کے بغیر تیرتھ اتسب کا ہونا نہ ہونا ہی مانا جانے لگا ہے (جسکی وجہ سے لوگ روپیہ خرچ کر کرکے روز بروز دیوالہ دہرا رہے ہین۔ اور جو نہین سکتے وے دور دور سے مانگکر اپنا کام چلا رہے ہین۔) ٹھیک اسی طرح سے کچھ دنون مین یہ دہرم ناسک ڈرامہ بھی اتسب کا ایک ضروری انگ سمجھا جانے لگیگا۔ اور انکے بدون کوئی بھی اتسب نہین ہوا کریگا۔ ہمکو خوف ہے کہ شاید انکی شکل تبدیل ہوتے ہوتے کچھ عرصہ بعد سناتن دہرمیون کی طرح سے ہمکو بھی دہرم استھانون پر نٹ ہی ڈبلانی پڑجائین۔ بس بھائیو۔ آنکھین کھولو۔ امرت مین زہر مت گھولو۔ اس ویراگ مئی دہرم کو بیشے اندریون کا پوشک مت بناؤ۔

شری مہاویر سوامی کی ودیا گیت شکست (؟) کی جائے۔ اپدیش دیتی ہے۔ ہم تم لوگ کیسے انکی حکم عدولی کرتے ہو۔ کیا تمکو انکے کلیان کاری بچنون پر شردھا نہین رہی۔ کیا تمکو آنکھین ہوتے ہوئے بھی اندھے اور گہے گڑھے مین گرنا منظور ہے۔ کیا تم نہین چاہتے کہ ہماری سنتان ایک لائق سنتان بنکر دنیا مین اپنا فرض پورا کرے۔ اگر بھائی صاحب تم ان سب باتون کے خواہشمند ہو تو ان سوانگ تماشون کا سوا کر دو۔ چونکہ ڈرامون کی زہر بھری کتابون کو جلا دو اپنی بیش بہا قیمتی سنتان کی خواہشون کو اور لگادو اس نیک تعلیم کی طرف اپنی پیاری سنتان کو پھر دیکھنا کہ تمہاری زندگی کسقدر سکھ اور شانتی سے کٹیگی۔

ہم امید کرتے ہین کہ ان ڈرامون کے شوقین ہماری تحریر سے ضرور کچھ فائدہ حاصل کرینگے۔

نصیحت پر ہماری کب وہ عاجز غور کرتے ہین
ہمیشہ الٹے چل چلکے اوندھے منہ گرتے ہین
} مبتلا

خطاب کی بیماری

جین سماج کی اداوتا بڑے ہی وسیع دائرہ کو لئے ہوئے ہے۔ ان باتون مین اسکی برابری کوئی بھی سماج نہین کرسکتا۔ جس بات کے لئے جین سماج کا ایک مرتبہ قدم اٹھ جاتا ہے پھر کیا مجال جو ذرا بھی پیچھے ہٹ جائے۔ پھر تو اسکی ہیرا چال ترقی ہی کیطرف ہوتی جاتی ہے۔ کچھ دنون سے اس سماج کے اندر خطابات دینے کا رواج جاری ہوا ہے۔ شروع شروع مین بعض خطابات جائز

اور نمادوم ـ یا اسی قسم کا دوسرا کوئی اور لفظ ہے ـ ہر ایک دھارمک دل مین سب سے پہلے اپنے اشٹ دیو کا سمرن کیا جانا نہایت ضروری ہے ـ یہان تک کہ بڑے بڑے مہان آچاریون نے بھی گرنتھ رچتے ہوئے منگلاچرن کہا ہے ـ لیکن ایک مہا سبھا ہے کہ جو دھارمک سبھا ہوتے ہوئے بھی دھارمک نشان پر پانی پھیر رہی ہے ـ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہا سبھا ناستک بن رہی ہے ـ ورنہ کوئی وجہ نہین تھی کہ شروع مین منگلاچرن ـ یا اوم یا شری ـ وغیرہ لگائے جاتے ـ یا اسی قسم کا کوئی منگل سُوچک نشان نہ ہوتا جس سے کہ مہا سبھا کے دھارمک ہونے کا نتیجہ ہوتا ـ پس ایسی حالت مین کہا جاتا ہے کہ یا تو مہا سبھا ناستک بن رہی ہو یا مہا منتری نے چھاپے کی وجہ سے ایسے دھارمک شبدون کو لکھنا پسند نہین کیا ہے ـ غرض دونون باتون مین سے ایک ضرور ہے ـ یقین ہے کہ مہا سبھا کے مہا منتری صاحب اسکا جلدی جواب دینگے کہ ایسا کیون کیا گیا ہے ـ تاکہ اطمینان ہوجاوے ـ پرکاشک

جین سماج اور اُسکے ڈرامہ

جیسے ہندوستان کے اندر تقریباً بیس سال کے عرصہ مین طاعون کی بیماری نے اپنا گھر بنا لیا ہے ـ ٹھیک اسیطرح سے دس پندرہ سال کے عرصہ مین بیراگ کے راگ گانے والی بھولی جین سماج کے اندر کمبخت ڈرامون کا رواج زور پکڑ گیا ہے ـ اور پکڑتا جارہا ہے ـ کچھ عرصہ پیشتر کسی کسی مقام پر انکا ہونا سنا کرتے تھے ـ لیکن اب جین دنیا مین ہر طرف انکا ہونا سُنا جاتا ہے ـ گانے بجانے اور ناچنے کی تعلیم جین سماج مین زیادہ ہوتی جارہی ہے اسوقت بہتیرے اندریون کے غلام ان سوانگ تماشون کو بڑی محبت بھری نظرون سے دیکھ رہے ہین اور انکو جین دھرم کا ایک مہان انگ سمجھکر بڑا اپدیشی ہونا مان رہے ہین ـ لیکن وہ زمانہ بہت نزدیک آنیوالا ہے ـ کہ ان لوگونکو اپنی پر افسوس کرنا ہوگا ـ اور ہاتھ مل کر پچھتانا پڑیگا ـ

گانے ناچنے اور ہاتھ پیر مٹکانے کی تعلیم کیا کیا رنگ لائیگی ـ جب اس بات کا وچار کیا جاتا ہے تو دل پر بڑی سخت چوٹ لگتی ہے جب ہماری پیاری اور نازک دلون والی سنتان زنانہ سوانگ بھر کر چینک مٹک کے ساتھ تھیٹر کے پلیٹ فارم پر ہمارے ہی روبرو ناچیگی ـ تب کیا اُس سے آئندہ کسی ادب آداب کی امید بقایا رہ سکتی ہے ـ کیا اُس سے با اخلاق ـ اور نیک چلن بنے رہنے کی امید کیجا سکتی ہے ـ ہرگز نہین ـ بالکل نہین قطعی نہین ـ آجکل ہماری سنتان بلا دھرم دیا کے اور پوری دیکھ بھال کے ویسے ہی دل بدل بگڑتی جارہی ہے ـ کہان پران کی شدھتا ؟ اٹھنے بیٹھنے کا قاعدہ ـ ادب آداب کا لحاظ اور دھرم کرم کی باتین سب گرتی جارہی ہین ـ کھلے میدان وہ وہ کار یہ کئے جارہے ہین کہ جنسے نیچ قومین بھی پرہیز اور کنارہ کرنے لگی ہین ـ پھر ایسی حالت مین ہم نہین کہہ سکتے کہ یہ ناچنے گانے کی تعلیم کیا اثر ڈالیگی ہماری اپنی رائے تو یہ ہے کہ جیسے جنم کے اندھے کی آنکھون مین کوئی خاک ڈالکر اسکا ورتیا ناس کرنا چاہے ٹھیک اسیطرح سے دھرم کی آنکھون سے اندھی سنتان کو ہم ناچنے گانے کی خاک سے اور بھی اندھی بنانا چاہتے ہین ـ

لیکن بے شرمی کا جامہ پہنکر پھر بھی بھولی پبلک کو نفرت دلانے پر تلے ہوئے ہین۔ ہمنے بہت سے موقعون پر دیکھا ہے کہ مخالف لوگون نے چھپے جین گرنتھ خرید کئے ہین بعض بھولے بھائی چھپے گرنتھون کی سوادھیاے کرتے ہین اور آنند کے ساتھ پڑھتے ہین لیکن جین مندر تک لیجانا معیوب سمجھتے ہین۔ ہمنے جہان تک معلوم کیا ہے ایسے بھائیون کو مخالف پارٹی نے بہکا رکھا ہے کہ بھائی گھر پر تم خوب پڑھو لیکن مندر کے اندر ہرگز نہ لاو۔ اس مین پاپ لگے گا۔

اس ہستناپور کے میلہ پر چھاپے کی جین پستکین بڑی دہوم دھام سے خریدی گئین۔ شاید تین دوکانین لگی ہوئی تھین ہمارا خیال مین تو شاید ہے کہ پانچسو چھ سو روپیہ کی پستکین خریدی گئی ہون لیکن یہ کہنے کے لئے ہم ہر وقت تیار ہین کہ جتنی شدھ چھپی پستکین پانچسو روپیہ مین آتی ہین اتنی اشدھ لکھی ہوئی پستکین تین ہزار روپیہ سے کم مین نہین ملتین۔ پھر نہین معلوم کہ چھپی پستکون سے کیون نفرت ہے۔ ہمکو یہ معلوم کرکے افسوس ہوتا ہے کہ اس روشنی کے زمانہ مین بعض بعض اشخاص ایسے سوے پڑے ہین کہ جنکو اب تک بھی دھارمک ودیا کا خیال نہین ہے اور وے چھاپے کے نام سے اتنا ہی گھبراتے ہین جتنا کہ بخار والا آدمی مٹھائی سے۔ بھائی چھاپے کے مخالفون! آنکھین کھولو۔ اب اس سوال کو بلائے طاق رکھو۔ اب جگہ جگہ چھپی پستکون اور گرنتھون کا پرچار ہوگیا ہے۔ اب یہ سوال بالکل فضول ہے۔ اب تو اس مخالفت کو چھوڑکر جین گرنتھون کے پرچار مین کوشش کرو۔ بڑے بڑے مہان گرنتھ شدھتا کے ساتھ چھپواؤ۔ اور لاگت کے دامون پر قوم کے ہاتھون مین پہنچاؤ پھر لوگون کو اسکی چاشنی چکھاؤ۔ اب بھولے پن سے کام نہین چلتا۔ اپنا نفع نقصان بھی دیکھو سوارتھی لوگون کے پنجون مین پھنسے ہوئے بہت زمانہ گذر گیا۔ اب کچھ اپنی آتما کی بھلائی کا بھی کام کرو چھپے اور لکھے گرنتھون مین ذرا بھی بھید بھاؤ نہ سمجھو۔ جو لکھی گئی ہے وہ بھی جین بانی ہی ہے۔ اور جو چھپی ہوئی ہے وہ بھی جین بانی ہی ہے۔ یہ دونون ایک برابر ہین۔ ایک ہی مہاتما کے بچن ہین۔ یہان پر محض مشکل اور آسان کا سوال ہے لکھے گرنتھ مشکل سے مہنگے اور غلط ملتے ہین۔ اور چھپے گرنتھ بہت آسانی کے ساتھ شدھ اور سستے ملتے ہین۔ بس اسکے سوائے اور کوئی فرق نہین ہے عزت دونون کی برابر کرنی چاہیئے دونون طرح کے گرنتھ جیو کا کلیان ایک برابر ہی کر سکتے ہین۔ پس بھائی لوگون خوب دل کھول کر جین دھرم کے گرنتھون کو چھپوا کر عام مین پرچار کرو۔ تاکہ دنیا شری مہاویر سوامی کی پوتر اور کلیان کاری بانی سے محروم نہ رہ جائے۔ ہم امید کرتے ہین کہ جین سماج جین گرنتھون کے پرکاش اور پرچار کا انتظام بڑی خوبصورتی کے ساتھ کریگا۔ بندہ جین بانی بھکت

کیا بھارت ورشیہ دگمبر جین مہاسبھا ناستک ہوگئی ہے

ہمارے پاس جین مہاسبھا کی بیسوین سالانہ رپورٹ آئی ہے جو مہاسبھا کے سبھاپتی کی آگیا انوسار مہاسبھا کے منتری لالہ جمبو پرشاد جی رئیس اور زمیندار سہارنپور نے چھپوائی ہے۔ رپورٹ یکم اکتوبر ۱۹۱۳ء لغایت ۳۰ اکتوبر ۱۹۱۵ء تک کی ہے۔ لیکن ہمکو یہ دیکھکر بڑا ہی تعجب ہوا کہ رپورٹ کے اول صفحہ پر یا دوسرے صفحہ پر کوئی بھی منگلاچرن نہین ہے۔

اخبار عام کے ایڈیٹر کا فرزند میدان جنگ مین

اخبار عام لاہور کے ایڈیٹر پنڈت گوپی ناتھ جی بڑے ہی بہاگیہ شالی پرش ہین۔ آپ جس ہمت اور مردانگی کے ساتھ اخبار عام کے ذریعہ سے ملک کی سیوا کر رہے ہین۔ وہ کسی سے چھپا ہوا نہین ہے۔ لیکن یہ معلوم کرکے نہایت ہی خوشی ہوتی ہے کہ اب حال ہین آپکے لخت جگر آپکی رضامندی سے برٹش گورنمنٹ کی خدمت بجالانے کے لیے میدان جنگ مین تشریف لے گئے ہین۔ اور آج کل بصرہ مین موجود ہین۔ برٹش گورنمنٹ کی خدمت کا عملی ثبوت پبلک پر ظاہر کر دیا۔ ہم شری سروگیہ دیو سے پرارتھنا کرتے ہین کہ آپکا نور چشم میدان جنگ سے برٹش گورنمنٹ کی فتح ہوجانے کے بعد بڑی عزت اور ناموری کے ساتھ باخوشی آپکی سیوا مین آئے اور ہم لوگون کو فخر کا موقعہ دے۔

جین قوم مین چھپے ہوئے شاستروں کا پرچار

"دہرتی کا راستہ مخالفت کے نوکیلے دانتون مین کو نکلا ہے" یہ فقرہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اگر جین گرنتھو کے چھپوانیکی بدولت فخر قوم بابو سورج بہان جی وکیل کو جین برادری سے علیحدگی کا سارٹیفکٹ نہ ملتا۔ تو آج جین ملک کو جین گرنتھون کے درشنون سے بہنک جانا پڑتا۔ لیکن اس سوربیر کی مستقل مزاجی اور جوانمردی نے آج وہ کام کر دکہلایا کہ جو پراچین زمانہ مین سوامی اکلنک دیو کی ہمت اور استقلال نے کیا تہا۔ آج جین گرنتھون کا جہنڈا گہر گہر مین موجود ہے۔ مندرون مین چھاپے کی پوجا پاٹہہ آنند کے ساتھ پڑھی جاتی ہین اور چہوٹے بڑے جین گرنتھ معمولی قصبونکے مندرون مین نظر آرہے ہین۔ ان چھپے گرنتھون کی بدولت جین سماج مین صدہا لائیبریری اور جین بالی ہینڈ ارقائم ہوگئے ہین۔ اس چھاپے نے جین گرنتھون کا رس دوسرے لوگون کو پلا دیا ہے۔ دور دراز دیشون اور جنگل پہاڑ ون مین پڑے ہوئے جینی بہائیون کو اگر جینی بنے رہنے مین کوئی مددگار ہوئے ہین تو وے چھپے ہوئے گرنتھہ ہی ہوئے ہین۔ نو عمر طالب علمون کو اگر کسی نے دہارمک جامہ پہنانے کا کام کیا ہے تو وہ چھپے ہوئے جین گرنتھون ہی نے کیا ہے۔ اور اگر استری سماج کی بگڑی حالت سدہارنے اور استری سماج کو دہرم کی طرف لگانے مین کسی نے سنتر پیونکا ہے تو وہ چھپے ہوئے جین گرنتھون ہی نے پہونکا ہے غرض آج کل جین سماج مین جو کچھ بھی دہارمک بیداری کے نشان پائے جاتے ہین ان سب کا اگر کوئی کارن ہے تو وہ جین گرنتھون کا چھپ کر پرچار ہونا ہی ہے۔

اسقدر مفید اور دہارمک کام مین بعض کوتہ اندیش اب تک روڑا اٹکانے کے لئے کمر کسے ہوئے ہین۔ حالانکہ ایسے لوگون کو چھپے گرنتھون سے دلی نفرت نہین ہے لیکن ظاہرداری کے دکہلانے کو ایسے مخالف بنے ہوئے ہین کہ جسکا کوئی ٹہکانہ ہی نہین چلتا۔ جہانتک معلوم ہوا ہے اور ہمنے تحقیق کی ہے کہ ہر ایک مخالف کے گہرون مین چھپے ہوئے گرنتھ موجود ہین

جاسنگی ایڈیٹر ۱۱ نومبر ۱۹۱۲ء

جین وجے پریس سورت پریس ایکٹ کے پنجہ میں

سورت کے شاہ مولچند کشن داس جی کاپڑیا نے جین وجے پریس جاری کر رکھا ہے۔ اور ابھی پریس میں دگمبر جین اور جین متر چھپتے ہیں۔ اس پریس میں تقریباً چھ ماہ ہوئے گجراتی بھاشا میں "بھارت درد سادرش" نام کی کوئی کتاب چھپی تھی جسکی وجہ سے گورنمنٹ نے پریس ایکٹ کے مطابق مبلغ پانچسو روپیہ کی ضمانت ضبط کرتے ہوئے مبلغ پندرہ سو روپیہ کی ضمانت اور مانگ لی ہے۔ جو فوراً داخل کر دی گئی۔ ہم اس واقعہ پر افسوس کرتے ہیں اور شاہ مولچند جی کو صلاح دیتے ہیں کہ آئندہ سوچ سمجھ کر کام کریں اور اپنی ضبط شدہ ضمانت کے واپس لینے کی درخواست کریں یقین ہے کہ سرکار اس معاملہ پر پھر غور کریگی۔

جینوں کی تہذیب کو دیمک چاٹ گئی

کیا کہا جینیوں کی تہذیب کو دیمک چاٹ گئی۔ بھلا بھائی یہ کیسے۔ ارے یار جانے بھی دو یار۔ میں نے تو تہذیب کہا ہے نہ کہ تمیز۔ بس کیوں ہنسنے کے لئے میری زبان کھلواتے ہو۔ نہیں بھائی صاحب یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ مہربانی کرکے صاف صاف بتلا دیجئے۔ ذرا پارسال کی بات کو یاد کر لیجئے۔ کیوں یاد ہے نا۔ پارسال کی وہی بات جو ایڈیٹر صاحب کے ساتھ گذری تھی۔ ہاں یاد ہے۔ تو کیا آپ بھی اُن پارسال والوں کی طرح سے دھمکی دیتے ہیں۔ خیر میرا ارادہ تو ظاہر کرنیکا نہ تھا لیکن تم کھلوا کر ہی رہوگے۔ اچھا تو سنو۔ اس شبہ پر جو پیش ہوئے ہیں اسی جلسہ میں جو کہ ابھی حال میں ہوا ہے۔ مہا سبھا کے درمیان خاص جینی لوگوں نے وہ وہ تقریریں کیا ہے کہ جو تہذیب کی شان کو دو بالا کر رہا تھا۔ وہ تو ایک رام کی کرپا تھی کہ سبھا کے سبھاپتی ایسے لوگ بنا دئیے جاتے تھے کہ جو بھی بھلی بری نگاہ ہی نذر کرتے تھے۔ ورنہ سبھا کے اندر اس قسم کی بدتہذیبی تو کوئی بھی سماج گوارا نہیں کرسکتا۔ کیوں بھائی صاحب کیا یہ بالکل سچی بات ہے۔ اگر سچی بات ہے تو مہربانی کرکے یہ بھی بتلا دیجئے گا کہ ایسے لوگ کہاں کے بولنے والے تھے۔ بس جناب آپکی مہربانی ہے۔ مجھکو تو معاف رکھئے گا۔ میں اخبار کا ایڈیٹر نہیں ہوں جو دو چار ہزار گواہ پیدا کرلونگا۔ میں تو ایک معمولی سا غریب ہوں ان کی بابت کوئی ایک بھی کہہ کر نہ دیگا۔ لیکن یہ کہہ سکتا ہوں کہ سب بڑے آدمی تھے۔ ورنہ پہلو تو کوئی بھی ایک دکھا کر خاموش کر دیتا۔ ٹھیک ہے بھائی ٹھیک ہے میں بھی تو کہتا تھا کہ یہ ماجرا کیا ہے۔ تو پھر بھلا تم نے پہلے ہی کیوں نہ کہہ دیا کہ بڑے جینوں کی تہذیب کو دیمک چاٹ گئی۔

جو دل لگی نہ ہو تو کچھ دل کی لگی تو ہو ٭ سچ پوچھئے تو بات یہی ہے خدا لگی

بے احتیاطی اور لاپرواہی کا نتیجہ ہے۔ ٹھیلے والے مقررہ وزن سے زیادہ وزن لادتے تھے جس سے بیلوں کے اوپر سختی اور میونسپلٹی کی سڑک خراب ہوتی تھی اسکے علاوہ ہانکنے میں اسقدر لاپرواہی کرتے تھے کہ راستہ چلتوں کے چوٹیں لگتی تھیں ان باتوں کی عام شکایت تھی جسکی وجہ سے میونسپلٹی کو مجبوراً بیل ٹھیلوں کے بند کرنے کا قاعدہ بنانا پڑا۔ آئندہ اپریل ۲۹ء سے بیل ٹھیلے میونسپلٹی دیوبند کی کسی سڑک پر نہیں چل سکیں گے۔ اگر کوئی چلائیگا تو وہ سزائے جرمانہ کا مستحق ہوگا جسکی مقدار پچاس روپیہ ہوگی دوسرا قاعدہ سڑک پر کوڑا کرکٹ ڈالنے کی بابت بنایا گیا ہے۔ جسکا منشاء یہ ہے کہ کسی سڑک پر کوڑا کرکٹ واسطے اٹھائے جانے بذریعہ میونسپلٹی کے ۱۵ اپریل لغایت ۱۵ ستمبر صبح کے ۷ بجے تک اور ۱۶ ستمبر لغایت ۱۴ اپریل صبح کے ۸ بجے تک ڈالا جاسکیگا۔ اسکے بعد نہیں۔ اگر کوئی اسکے بعد کوڑا ڈالیگا تو اسکو سزائے جرمانہ ہوگی جسکی مقدار پچاس روپیہ تک ہوسکتی ہے۔ یہ قاعدہ بھی بہت مفید ہے لیکن اس میں کچھ ترمیم کی ضرورت ہے۔ (۱) ایک تو یہ کہ بجائے سات اور آٹھ کا قائم رکھنے کے یہ شرط لگانی چاہیئے کہ جب تک میونسپلٹی کی گاڑیاں کوڑا نہ اٹھالیوین تب تک کوئی شخص کوڑا ڈال سکتا ہے۔ اسکے بعد نہیں کیونکہ موجودہ حالت میں ایک گھڑی کو ہاتھ رکھنے والے کے پاس ہونی چاہیئے ایک جمعدار صفائی کے۔ اور ایک ایک دو گواہوں کے پاس جو بعض مرتبہ اس قسم کے مقدموں میں واسطے شہادت کے جایا کرینگے۔ و نیز بہت ممکن ہے کہ مقدمہ ثابت نہ ہو خارج ہوجایا کرے یا کوئی بے قصور خواہ مخواہ چالان ہوکر سزا پاجایا کرے دوسرے یہ بھی غور طلب بات ہے کہ جب ایک کوڑے کا ڈھیر پڑا ہوا ہے۔ اور کسی نے آکر ایک ٹوکرا کوڑے کا ۸ بجے اسپر ڈال دیا اسکو کوڑا ڈالتے کسی حاکم صفائی نے دیکھ لیا۔ اور چالان کردیا۔ لیکن ملزم کہتا ہے کہ میں نے کوئی کوڑا نہیں ڈالا۔ وہاں تو بہت بڑا ڈھیر لگا ہوا تھا میرے نام خواہ مخواہ کو لیا جاتا ہے یا یہ کہ بیشک میں نے کوڑا ڈالا ہے لیکن دو من کوڑا جو پہلے پڑا ہوا تھا اگر سیر آدھ سیر میں نے بھی ڈال دیا تو کیا قصور کیا۔ اور یہ بات بھی سچی ہے کہ دو من کوڑے پر اگر کسی نے آدھ سیر کوڑا ڈال دیا تو کیا ہوگیا ہاں اگر بالکل صاف جگہ میں کوئی کوڑا ڈالے تو وہ بہت برا کرتا ہے اور اسکے خلاف بہت جلد گواہ بھی مل سکتے ہیں۔ اور چالان ہوکر سزا بھی پاسکتا ہے۔ اسکے لئے زیادہ کوشش انتظام کی ضرورت نہیں ہے۔ اسواسطے میونسپلٹی کو بجائے وقت کی پابندی کے یہ ضرور کرنا چاہیئے کہ جب تک کوڑے کی گاڑیاں کوڑا نہ اٹھالے جاویں تب تک کوڑا ڈالا جاسکیگا بعد سڑک صاف ہوجانے کے نہیں۔ اس سے ایک یہ بھی فائدہ ہوگا کہ صفائی بھی روزانہ ہوتی رہیگی ورنہ شہر بری طرح سے سڑا کریگا۔ (۲) دوسرے اس قاعدہ کی سزا بہت زیادہ رکھی گئی ہے۔ کوڑے کی صفائی میں اسقدر خرچ نہیں ہوسکتا۔ اگر کوئی ایک ٹوکرا کوڑے کا شہر سے باہر ڈلوانا چاہے تو ایک پیسہ میں جا سکتا ہے لیکن ذرا سی غلطی پر پچاس روپیہ تک جرمانہ کا مستحق ہونا پڑتا ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے اور اس قسم کی کارروائی زیادہ تر غریب لوگ کرتے ہیں۔ امیر لوگ تو اپنے کوڑے کرکٹ کو اپنی گاڑیوں میں ڈال کر باغ باغیچوں یا کھیت کیاریوں میں پہنچا دیتے ہیں لہذا غریب لوگوں کا خیال میونسپلٹی کو خاص طور سے رکھنا چاہیئے۔ ہماری سمجھ میں جرمانہ کی مقدار زیادہ سے زیادہ پانچ روپیہ تک رکھی جائے تو ٹھیک ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ میونسپل بورڈ کی کمیٹی ہماری ترمیم پر غور فرمائیگی اور نتیجہ سے ہمکو اطلاع دیگی

(نوٹ) اس سال میں برہمچاریوں کی اوسط حاضری ۵۸ رہی ہے۔ اور رسوئی کے برتنوں اور ملازموں کا خرچ بھی اسمیں شامل ہے۔
خادم قوم گینداں لعل ادھشٹاتا۔

گوشوارہ آمدنی خرچ شعبہ برہمچریہ آشرم دستنا پور بابتہ یکم اکتوبر ۱۵ء لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۶ء تک

آمدنی				خرچ			
مد	روپیہ	آنہ	پائی	مد	روپیہ	آنہ	پائی
دان سادھارن یعنی معمولی	۱۳۳۹۶	۷	۳	بھوجن کھاتہ	۱	۳	۰
دان ماہواری بطور چندہ	۱۰۸۶	۲	۶	بھوجنالیہ کھاتہ	۵۷۵۴	۳	۳
آمدنی بھوجن	۳۲۲۷	۰	۰	بورڈنگ ہاؤس خرچ	۲۲۵۶	۰	۰
ودیالیہ کھاتہ	۳۸	۰	۰	ودیالیہ کھاتہ	۳۵۲۷	۹	۰
بورڈنگ ہاؤس	۵۶	۰	۰	برہمن یعنی دورہ خرچ	۱۳۹۱	۱۰	۹
سود کھاتہ	۱۳۵۰	۲	۶	پستکالیہ کھاتہ	۷۸۰	۱	۰
شفا کھاتہ	۵۵	۹	۳	دفتر کھاتہ آشرم	۷۱۹	۰	۰
بٹہ کھاتہ	۲۴	۰	۷	دوائی خانہ	۷۰۴	۱۴	۹
				پرچار کھاتہ	۱۲۷۴	۹	۹
	۱۹۲۵۵	۶	۱	بھیتی یعنی تعمیر متفرق	۵۲۵	۱۵	۹
				دفتر سکریٹری	۴۳۴	۸	۶
				جلسہ کاتک سالانہ	۴۲۳	۷	۰
					۱۷۲۹۱	۰	۹

(نوٹ) اس سال میں برہمچاریوں کی اوسط حاضری ۱۷ رہی ہے اور اس میں برہمن۔ ملازمان کی تنخواہ اور برتنوں کی خرید بھی شامل ہے کہ جو اس سال خرید کیے گئے ہیں۔
خادم قوم گینداں لعل ادھشٹاتا۔

میونسپل بورڈ دیوبند اور اسکے دو قاعدے

دیوبند کی میونسپلٹی نے ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۶ء کے جلسہ میں دو قاعدے بنائے ہیں۔ جو بڑے ضروری ہیں۔ اور ملک کیلئے مفید ہیں ان دونوں قاعدوں میں سے ایک قاعدہ جو کہ میل کھیلوں کے بارے میں بنایا گیا ہے۔ وہ معلوم ہوتا ہے کہ ہسپتال والوں کی

سکھو میری بے وقت کی موت سے نصیحت لو میری بال بدھوا ہونے کی دکھ بھری زندگی ہے۔ ہا! کاش کہ میری شادی اُس بچپن کی عمر میں نہ ہوتی تو اس معصوم کو یوں دکھ بھوگنے نہ پڑتے اور جو میری ماں بگڑے پڑوسنوں کے گنڈوں میں آکر میرے باپ کو علاج کرنے سے نہ روکتی تو میری موت ننھی منھی سی عمر میں نہ ہوتی اور میں دنیا سے ارمان بھرا ہوا دل لیکے ہو نہ آتا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔ اب تو میری کہانی سے آپ لوگ ہی کچھ نفع اوٹھا سکتے ہیں۔

کاش یہ میری کہانی اگر عمر کے چھوٹے لڑکے سن پائیں یا کوئی دھرماتما آدمی اونکو سنادے تو اونکو یاد رکھنا چاہئیے کہ وے اٹھارہ یا بیس سال کی عمر سے پہلے ہرگز شادی نہ کرائیں۔ اگر ماں باپ اس بات پر زور دیں تو اونکو چاہئیے کہ وے سپر سوڑ نہ ہوائیں۔ اور صاف کہدیں کہ ہم کو اپنی زندگی برباد کرنی منظور نہیں ہے۔ ہم اوس وقت شادی کرائینگے کہ جب شادی کے قابل بن جائینگے اور نہ اس نام کی شادی اور بیچ کی بربادی سے ہمکو معاف فرمائیگا۔

اچھا ایڈیٹر صاحب آپ اتنا کام ضرور کریں کہ جس پرچہ میں آپ میری چٹھی شائع کریں اوس پرچہ کی ایک کاپی کسی برہمن کے لیٹر بکس میں میرا پتہ لکھکر چھڑوا دیں۔ بس یہ میرے پاس پہونچی ہی نظر آئیگی۔ اگر ممکن ہوا تو اور بھی کچھ لکھونگا۔ زیادہ کیا عرض کروں میں ہوں آپکا .... بالکرام ... نمبر ۵۵۵ از سورگ لوک۔

گوشوارہ آمدنی خرچ رشبھ برہمچریہ آشرم ہستناپور بابتہ یکم اکتوبر ۱۴ لغایتہ ۳۰ ستمبر ۱۹۱۵ء تک

آمدنی: مد	روپیہ	آنہ	پائی	خرچ: مد	روپیہ	آنہ	پائی
دان سادھارن یعنی معمولی	۸۴۶۱	۱۴	۶	بھوجنالیہ کھاتہ	۴۴۶۰	۱۱	۶
دان ماہواری بطور چندہ	۱۸۴۴	۶	۰	بورڈنگ ہاؤس	۱۹۰۴	۱۳	۳
آمدنی بھوجن	۱۹۶	۹	۰	ودیالیہ کھاتہ	۲۴۲۹	۱۴	۹
آمدنی دودھ	۲۵	۰	۰	دفتر کھاتہ آشرم	۶۲۹	۷	۰
ودیالیہ کھاتہ	۵۶	۰	۰	دوائی گھر	۲۶۱	۰	۹
آمدنی کھیتی کھاتہ	۱۰۰۰	۰	۰	پرچار (اوپدیشک)	۱۴۲۵	۴	۱
بورڈنگ ہاؤس	۱۰	۰	۰	کھیتی باڑی تعمیر وغیرہ	۶۱۶	۸	۰
سود کھاتہ	۱۰۷۶	۴	۰	دفتر سکرٹری	۲۴۱	۱۴	۹
پُنڈ کھاتہ	۶۱۵	۱۴	۱۱	جلسہ کاٹنگ سالانہ	۴۹۸	۱۳	۶
بسنتدار کھاتہ	۴۳	۱۱	۹				
گاڑی کھاتہ	۱۱	۰	۰		۱۲۶۷۴	۸	۷

پانچ سال گذر گئے ہیں) وہ جس طرح سے دکھی ہوکر اپنے دن گذار رہی ہے اوسکو ہی خود جانتی ہے جب اوسکے دکھ کا خیال مجکو آتا ہے تو دل لوٹ پوٹ ہوجاتا ہے۔ اور میرے منہ سے ماں باپ کی شان میں بہت برے الفاظ نکلتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاپی ماں باپ اپنی پاپ بھری خواہشات کو دباکر میری اس ننھی سی عمر میں شادی نہ کرتے تو آج میری سوہنی بہو کو اسقدر دکھ اوٹھانا نہ پڑتا۔ اگر میری ماں کی جہالت سے میرے باپ میرا علاج کرانا نہ چھوڑتے تو آج سوہنی سی بہو بدہوا نہ بنتی۔ اگر رسم و رواج ایسی معصوم لڑکیوں کو بدہوا نہ بنایا کرتے تو آج اوسکو برہ کی آگ میں جلانا نہ پڑتا لیکن ہائے افسوس! یہ سب کچھ ہونا تھا اور ہوکر رہا۔ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ اب بھی ایسے پاپی ماں باپ موجود ہیں کہ جو میرے جیسوں کی شادیاں رچاکر ہی خوش ہوتے ہیں اور بدہواؤں کی تعداد روز بروز بڑھاتے چلے جارہے ہیں۔

بزرگ ایڈیٹر! جگاؤ اپنے دیش کو۔ بیدار کرو اپنی قوم کو۔ مٹاؤ شادی صغیر سنی کے رواج کو۔ دور کراؤ عورتوں کی جہالت کو اور بچاؤ مجھ جیسے بچوں کی جان اور گھٹاؤ بال بدہواؤں کی تعداد۔ ورنہ یاد رکھو میں تو اپنی جان سے گیا ہی ہوں۔ اور میرا چھوٹا بھائی بھی کلی کی طرح سے بلا کھلے چلا ہی آیا ہے۔ لیکن تمہارے دیش کا بھی بالکل ستیاناس ہوجائیگا۔ ایک ایک گھر میں کئی کئی بال بدہوائیں نظر آئینگی اور لڑکوں کا ڈھونڈھے سے بھی پتہ نہ چلیگا جو حالت دیش کی اب ہو رہی ہے اس سے ہزار درجہ گر جائیگی۔ تب سوائے رونے اور پچھتانے کے کوئی بھی تدبیر کارگر نہ ہوگی۔

معزز ایڈیٹر۔ میری اس دکھ بھری بپتا کو اون لوگوں تک پہونچادو کہ جو ہندستان والے ہیں۔ بھائی ہندستان والو میری سنو۔ ذرا کان لگاکر سنو میں بھی تمہارے جیسے ماں باپ کا گھر اجاڑ کر یہاں آیا ہوں۔ اس گھر اجاڑنے میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ سب انہیں کا قصور ہے۔ جو میری مندرجہ بالا تحریر سے صاف ظاہر ہے۔ خیر جو کچھ ہوا سو ہوا۔ لیکن اب آپ لوگ آنکھیں کھولیں۔ آج مجکو سورگ لوک میں بھی آپ کا خیال آگیا۔ لیکن اس خیال کے آنے کا سبب میری اور میرے بھائی کی وہ بدہوائیں ہیں کہ جو چھ سات سال کی عمر میں زبردستی بدہوائیں بنائی گئی تھیں۔ اگر آپ لوگ شادی صغیر سنی سے پرہیز کرنے لگیں۔ اور استریوں کو تعلیم دینے لگیں تو میں دعوی کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ دیش بھر میں ایک بھی بال بدہوا نظر نہ آئے۔ یہاں پر شاید آپ لوگ بوڑھوں کی شادی کا سوال اٹھائینگے کہ بوڑھوں کے بواہوں کی وجہ سے بھی تو بہت سی بال بدہوائیں ہوجاتی ہیں۔ لیکن یہ سوال اب بہت جلد حل ہونے والا ہے۔ یہاں سورگ لوک میں ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو ان بوڑھے لوگوں کی عقل کو درست کرنے کی تدابیریں سوچ رہی ہے۔ اس کمیٹی کا عام اجلاس ہولی کے موقع پر ہوگا۔ جو نتیجہ اس کا نکلے گا وہ پیش کروں گا۔ لیکن اب تو سوال بچپن کی شادی کا ہے۔ کہ اسکو دور کرو۔ اگر تم کو اپنے گھر بار پھونس کی آگ سے بچانے ہیں۔ اگر تم کو اپنی عزت آبرو کی حفاظت کرنی ہے۔ اگر تم کو اپنی ہندستان کی محبت ہے۔ اور تم یہ چاہتے ہو کہ ہماری اولاد پھولے پھلے تو یاد رکھو ان سب باتوں کے لئے ایک ہی گرو منتر کافی ہے۔ اور وہ شادی صغیر سنی کا دور کردینا ہی ہے۔ بھائی لوگوں سبق

جبکہ میں ۹ سال پانچ مہینہ کی عمر میں ایک ۶ سال کی معصوم لڑکی کو بیوہ کا خطاب دیکر دوسری دنیا کو چل دیا یعنی یہاں سورگ لوک میں چلا آیا۔

بزرگ ایڈیٹر! سنبھلنا۔ کہانی بڑی دردناک ہے۔ اس جگہ پر میں نے جس کسی کو بھی سنائی ہے۔ اوسکی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہہ نکلا ہے۔ لیکن کیا کروں۔ اب یہ کہانی آپ کے ذریعہ سے ایسے لوگوں تک پہونچانی ضروری سمجھی گئی کہ جو بیرحمی سے کیسے بچوں کی شادیاں کرکے خوشیاں مناتے ہیں یا ہم کیسوں کی زندگیاں خاک میں ملاکر آپ خوش ہوتے ہیں

ہائے اے بیدرد زمین پہ نام ہمارا مٹا دیا　　انکا تو کھیل خاک میں ہمکو ملا دیا

ایسے ماں باپ بڑا فخر کیا کرتے ہیں کہ ہم نے آٹھ سال کی عمر میں اپنے کنور کا بیاہ کیا ہے۔ اور ہمارے آنگن میں دولہا دولہن کھیلتے پیارے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ میرے جیسی موتکے اور بال بیواؤں کی ترقی کے اگر کوئی ذمہ دار ہیں تو ایسے ہی لوگ ہیں۔ یہ سب خرابیں انہی کی وجہ سے ظہور میں آرہی ہیں اور انہی کی وجہ سے بے گناہوں کے خون ہو رہے ہیں۔ آج جب میں اپنی بدھوا کی بے کسی اور دکھ بھری زندگی کا خیال کرتا ہوں تو میرے دکھ کا کوئی بھی ٹھکانا نہیں رہتا جس بھولی بھالی معصوم دلہن کے ساتھ میں گڑیوں کھیلا کرتا تھا اور جو مجھکو اپنے بچپن کی سادگی سے بھائی راجی کہکر پکارا کرتی تھی۔ آج جب میں اسکی درد بھری آہوں سے دھواں نکلتا ہوا محسوس کرتا ہوں تو سچ سمجھنا کہ اس لوک میں بھی میرا آرام جاتا رہتا ہے۔ اور اس دھوئیں سے میرا دم گھٹنے لگجاتا ہے۔ ہائے! کتنا بڑا ظلم ہے کہ جو بچے یہ بھی نہیں سمجھتے کہ بیاہ کیا ہوتا ہے۔ انکو زبردستی اپنے سوارتھ کے بس ہوکر دکھ کے گہرے گڑھے میں ڈالا جاتا ہے۔ ان ننھی ننھی معصوم لڑکیوں کو بدھوائیں بنایا جاتا ہے کہ جنکے دودھ کے دانت بھی ابتک نہیں ٹوٹے۔ ہا! افسوس۔ ایسے گھور پاپوں کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں کرتا۔

معزز ایڈیٹر! تمہاری برادری میں ایک میرے ہی ماں باپ ایسے نہیں تھے کہ جنہوں نے میری اور میرے چھوٹے بھائی کی زندگیوں کا خاتمہ کرکے دو بال بدھوائیں اپنے گھر میں بٹھلا رکھی ہیں۔ بلکہ کثرت سے ایسے ماں باپ پائے جاتے ہیں کہ جو اپنی معصوم سنتان کے گلوں پر چھری چلا رہے ہیں۔ اور غریب سنتان خوشی کے ساتھ گردن جھکائے ہوئے ہے لیکن یہ ظلم کب تک۔ آخر وہ دن بھی آنے والا ہے کہ ایسے ظلموں کا ستیاناس ہوگا۔ اور دھرم کا پرکاش ہوگا۔ بھلا اگر کوئی انصاف سے کام لے تو کیسے کہا جا سکتا ہے کہ میری بیوی دراصل بدھوا ہے۔ وہ بدھواؤں کی شمار میں کیسے آسکتی ہے اسنے مجھکو کبھی بھی کہکر پکارا تھا وہ تو مجھکو دل سے بھائی مان رہی تھی اور میں بھی اسوقت سوہنی بہنا کہنے کے سوائے اور کچھ نہیں جانتا تھا کہ وہ کون ہے اور میری کیا لگتی ہے۔ لیکن برا ہو تمہارے رسم و رواج کا کہ وہ لاکھ کنواری ہونے پر بھی بدھوا ہی بنادی گئی۔

ہا! اب اس مظلوم کی عمر ۱۴ سال کی ہے۔ کیونکہ میرے بیاہ کو ۹ سال اور مجھے اس دنیا سے آئے ساڑھے

میں روتا دہوتا جاے قیام پر لایا گیا۔ اور کچھ کھیل کھلونہ دیکر بہلایا گیا۔ رات کو پھیروں کا وقت ہوا ہیں جگایا
گیا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ بچپن کی نیند کس غضب کی ہوتی ہے۔ میں رونے لگا۔ کہ مجھے سونے دو۔ باپ نے کہا کہ
بیٹا سوہنی بہو بھی لاوگے حلوا ملنے کا وقت آیا ہے اب ملیگی۔ میں نے کہا کہ بس تھی لے آو۔ لاکر مجھے دیدینا
میری اس سیدھی سادھی بات کو سنکر سب ہنس پڑے۔

خیر جوں توں کرکے مجکو پھیروں پر لے ہی گئے۔ لیکن میں نے مارے غصہ کے جاگ کرہی نہ دیا۔ ایک مرتبہ برہمن مجھے
ارگھیہ چڑھواتا چاہتا تھا اوسکے لئے پھر جگایا گیا۔ جاگنے کو جاگ تو میں ضرور گیا۔ لیکن غصہ میں آکر وہ ارگھیہ برہمن کے
منہ پر اس زور سے دے مارا کہ جس سے بیچارے غریب کی ایک آنکھ پھوٹ گئی۔ اور وہ تمام عمر تک ایک ہی آنکھ والا
رہا۔ اور میں خود رونے لگا۔ مجھے روتے دیکھکر سوہنی بہو بھی رونے لگی۔ کیونکہ وہ ابھی پانچ چھ سال کی لڑکی تھی۔
اوسکو بھی بواہ شادی کی کچھ خبر نہ تھی کہ بواہ کس جانور کا نام ہے۔

خیر دو تین روز بعد ہم اپنے گھر آگئے۔ یہاں بڑا مزہ رہا۔ میں سوہنی بہو کے ساتھ خوب کھیلا کرتا۔ اور کبھی کبھی دو چار
تماچے بھی رسید کر دیا کرتا جس سے وہ ننھی سی لڑکی رونے لگتی۔ اوسکا رونا سنکر میری ماں مجکو گالیاں دیتی اور مارنے
آتی۔ لیکن میں ہنستا ہوا باہر گلی میں بھاگ جاتا۔ اور لڑکوں میں اپنی اس دلیری کو پیش کرتا۔ جب شام کو واپس
گھر آتا۔ تو پھر سوہنی بہو سے کھیلنے کے لئے کہتا۔ لیکن وہ یہ کہکر ٹالدیا کرتی کہ بھائی راجی ہم تیرے ساتھ نہیں کھیلتے
تو تو مارتا ہے۔

لائق ایڈیٹر! یہ سب کہانی میری اوس زمانہ کی ہے جبکہ میری عمر آٹھ نو سال کے قریب تھی۔ اور میں بالکل بے فکر تھا۔ لیکن
اب ذرا کڑی چھاتی کرکے سنئے گا۔ اب میری داستان بواہ کی خوشی کے بالکل خلاف پڑیگی۔ اب وہ باجے گاجے کا ذکر
نہیں ہوگا۔ نہ اب باجھاری۔ آتشبازی کا قصہ سنایا جائیگا۔ نہ اب ناچ رنگ کا تذکرہ ہوگا۔ بلکہ اب تواریخ و غم کی
کتاب کھولی جائیگی۔ ماتم کے ورق پیش کئے جائینگے۔ ہا! ابھی میری شادی کے پورے چھ ماہ بھی نہیں گذرے تھے کہ
مجکو اچانک بخار آنے لگا۔ اور بخار بھی وہ بخار کہ ڈاکٹر لوگ ۱۰۶ ڈگری کا بتلانے لگے۔ دو چار روز علاج ہوا۔ لیکن اسکے
بعد پڑوس کی عورتوں نے ماں کو کہا کہ تو اندھی ہو رہی ہے کہ جو لڑکے کو دوائی دے دیکر گھول رہی ہے یہ بخار تو ماتا ما
کا بھی ہے۔ تو ماتا کے نام پر بے فکر ہو کر بیٹھ جا۔ اور کوئی بھی دوائی نہ دے۔ بلکہ ماتا کے گیت گوا۔ ماتا کی بول قبول کر۔
کلوا بھگتی کو بلوا کر لڑکے کو جھڑوا۔ پھر دیکھنا ماتا رانی کی مہر سے لڑکا نو برنو ہو جائیگا۔ اور جو تو دوا دارو دیگی تو ماتا ناراض
ہو کر نہ معلوم کیا کر دیگی۔

اس لمبی چوڑی خوفناک تجویز کو سنکر میری ماں نے سب دوا دارو اٹھا کر پھینک دی۔ اور میرے باپ کو وہ اٹھارہ آنہ
کی مستانی کر تو ہی بیٹھی۔ وہ بیچارہ علاج سے ہاتھ کھینچ بیٹھا۔ اور میرا روز بروز حال خراب ہوتا گیا۔ آخر وہ وقت آگیا

خوش ہوگا۔ بھائی بہنا بواہ بڑی خوشی کا باعث ہوتا ہے۔ دیکھہ پارسال پرتاب سنگھ کے بیٹے چندر سین کا ہوا تہا تیرے یاد ہے نہ۔ کیسے کیسے تماشہ اور ناچ رنگ ہوتے تہے بس اوس سے بڑہیا تیرا ہوگا۔ کیونکہ مین تیرے لالاجی کو خوب سمجہا دیا ہے کہ بالکرام کا بواہ بہت دہوم سے کرنا۔ چاہیے چہوٹے لالا کے بواہ مین کمی کر دینا لیکن یہ پہلم پہل کا بواہ ہے اس مین خوب دل کہولکر روپیہ لگانا۔

مین ماں کی یہ باتین سنکر بہت خوش ہوا۔ اور ایک سوہنی سی بہو کے دہیان نے مجھے ایسا پاگل بنا دیا کہ مین سب لڑکون میں یہی کہتا پہرا کرتا تہا کہ دیکھو میرے ساتہہ کہیلنے کے لئے ایک سوہنی سی بہو آویگی مین بہو کے اصلی مطلب کو نہ جانکر خود یہ خیال کر لیا تہا کہ سوہنی سی بہو کسی کہلونہ کا نام ہوگا۔ جو میرے کہیلنے کے لئے دلی۔ یا آگرہ سے منگوایا جائیگا۔ مین اس سوہنی سی بہو کے سبق کو نہ صرف لڑکون پر ہی ظاہر کرتا۔ بلکہ بڑے بزرگون کو بھی چڑایا کرتا تہا کہ دیکھو میرے واسطے ایک سوہنی سی بہو آنیوالی ہے جسکو مین خوب لئے پہرونگا۔ اور تم کو ہرگز نہ دیکہاؤنگا۔ بڑے بزرگ میرے اس بہولے پن پر ہنس دیا کرتے تہے۔ اور بڑے خوش ہوا کرتے تہے۔

خیر صاحب! جون تون کرکے بواہ کا دن بہی آگیا۔ اور مجھے ہاتہی پر بٹہلا کر سسرال کی طرف لیکر چل دئے لیکن مین گہبرا گیا چونکہ مجھکو زیادہ تر ماں نے ہی اپنے پاس رکہا تہا۔ وہ بڑا پیار کیا کرتی تہی۔ اگر باپ کبھی پڑہنے کے لئے چھ سال مین بہیجنا چاہتا تہا۔ تو ماں۔ اسکے سر ہوجایا کرتی تہی کہ جاؤ ہم اپنے بالک کو نہین پڑہاتے کیا ہم کو نوکری کرانی ہے یہ کہکر طرح طرح کی گالیان دینے لگتی تہی اس لئے ہاتہی پر بیٹھکر میں نے ماں کو یاد کیا اور شور مچایا کہ میری ماں کو بہی لاؤ۔ یہ سنکر لوگ ہنسنے لگے۔ لیکن مین رونے لگا۔ مجھے بہت سمجہایا گیا کہ بیٹا ماں کا وہان کام نہین ہے لیکن مین نے ایک کی نہین سنی اور روتے چلا گیا۔ خیر تہوڑی دور چلکر یہ میرا رونا بند ہوگیا۔ اور مین کسی دوسرے خیال مین لگ گیا کچھ دیر بعد بارات سسرال پہونچی بعد ناچ رنگ کے تیسرے پہر سسرال کے دروازہ پر پہونچے بس وہاں کی کیفیت عجیب تہی۔ میرے باپ نے بہر بہر مٹہہ روپیہ بکہیرنے شروع کر دئے۔ جب چہنا چہن کی آواز میرے کان مین آئی اور مین نے روپیہ بکہیرتے دیکھے تو میرے منہ مین پانی بہر آیا۔ اور دل مین یہ آیا کہ ہاتہی سے کود کر روپیہ چہینون۔ لیکن یہ بات میرے بس کی نہین تہی۔ اس لئے خاموش ہو رہا لیکن پہر بہی اس خواہش کو بالکل نہ دبا سکا اور یہی سوچتا رہا کہ یا رام کوئی روپیہ میرے پاس بہی آن پڑے تو اچھا ہے۔ مین یہی سوچ رہا تہا کہ چٹ ایک روپیہ میری طرف کو آیا میں اوسکو دبوچنا چاہتا تہا کہ وہ کمبخت کٹاک سے میرے ماتہے میں لگا۔ اور مین بیہوش ہوگیا۔ میرے بے ہوش ہوتے ہی شور مچ گیا۔ ٹہرو۔ ٹہیرو۔ کیا کرتے ہو۔ لڑکے کے چوٹ آئی ہے پیشانی پر گہاؤ ہوگیا ہے۔ خون بہہ نکلا ہے۔ غرض اس چوٹ نے رنگ مین بہنگ کر ڈالا۔ تہوڑی دیر بعد مجھکو ہوش آیا۔ مین دہاڑ مار مار کر رونے لگا۔ اور پیاری ماں کو یاد کرنے لگا۔ میری ماں کو بلاؤ۔ میری ماں کو بلاؤ یہ سنکر سسرال کی عورتین جو تماشہ دیکھہ رہی تہین۔ کہلکہلا کر ہنس پڑیں۔

شام تک گھر آجائے تو تب بھی غنیمت ہے۔ لہٰذا دونوں بھائی گلے سے ملو ایک دھرم کے دھارمی ہو ایک گرو کے چیلے ہو پھر لڑائی کیوں۔ پہاڑ کو دو کمبری اٹھا کر نہیں لے جائینگے نہ پہاڑ سوتیامبروں کے اٹھائے اٹھ سکتا ہے۔ پہاڑ تو وہیں رہیگا جہاں پر قایم ہے۔ اور پوجا بھی وہیں ہوگی جہاں ہو رہی ہے پھر لڑائی کیوں۔
لہٰذا ایسی نازک حالت دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ اس بے جنگی لڑائی کو دور کرو۔ چونکہ اس مقدمہ کی شروعات سوتیامبروں کی طرف سے ہوئی ہے۔ اس لئے سوتیامبر بھائیوں سے خاص درخواست ہے کہ اپنی اس جہاد یوکیسی مایا کو دور کرو اور اس جھگڑے کی زہریلی بیل کو کاٹ ڈالو۔ یقین ہے کہ آپ سمجھ اس پر غور کرینگے۔ پردیپ

جاپانی والدہ کی نصیحتیں

(اپنی بیاہی لڑکی کو)

(۱) تم اپنے بیاہ کے وقت سے میری لڑکی نہیں رہی۔ اس لئے تم کو اپنی سسرال والوں کے احکام کی اسطرح تعمیل کرنی چاہئیے جیسا کہ کرتی رہی ہو۔ (۲) بیاہی جانے پر تمہارا خاوند تمہارا آقا ہوگا اس لئے ہمیشہ ادب اخلاق سے پیش آنا۔ اپنے خاوند کی اطاعت عورت کے لئے اعلیٰ درجہ کی نیکی ہے۔ (۳) اپنی ساس کو ہمیشہ خوش رکھنا۔ (۴) خدمت کرنا۔ کیونکہ اس سے تمہارے خاوند کی شفقت منقطع ہو جاویگی۔ (۵) اگر تمہارا خاوند غلطی پر ہو تو بھی برا نہ مانو۔ بلکہ جب وہ سکوت میں ہو تب اسکو نرمی سے سمجھاؤ۔ (۶) بہت نہ بولنا۔ اپنے ہمسایوں کی بدگوئی نہ کرنا۔ اور جھوٹ سے ہمیشہ پرہیز کرنا۔ (۷) سویرے اٹھنا اور دیر سے بستر پر جانا۔ جب تک تم پچاس سال کی نہ ہو جاؤ تب تک پبلک جلسوں اور میلوں میں نہ جاؤ۔ (۸) گھر کے انتظامات نہایت خوبی اور کفایت شعاری سے کرو۔ (۹) کسی نجومی سے مشورہ ہرگز نہ لینا۔ (۱۰) اگرچہ تم جوان بیاہی جاتی ہو لیکن چھوٹی عمر کی سوسائٹی میں بہت زیادہ میل جول نہ رکھنا۔ متانت اور سنجیدگی اختیار کرنا۔ (۱۱) فوق البھڑک لباس ہرگز نہ پہننا۔ بلکہ صاف اور حیادار لباس پہننا۔ (۱۲) اپنے باپ کی دولت یا مرتبہ کا بھول کر بھی خیال نہ کرنا۔
(نوٹ) وہ دن کب آئیگا جب بھارت کی مائیں بھی اپنی لڑکیوں کو ایسی نصیحتوں سے قابل بنایا کرینگی۔ "پردیپ"

ضرورت ہے

ایک جین پنڈت کی جو سنسکرت اور ویاکرن پڑھا ہوا ہو۔ اور جین شاستروں سے بخوبی واقف ہو نیز وید کے سبڈوانل آنیسر ایچ ملعل جی اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تاکہ انکو سوادھیائے میں کافی امداد ملے اور ویاکرن بھی پڑھا سکیں تنخواہ ملنا روپیہ ماہوار سے ... تک دی جا سکتی ہے۔ اور رہنے کے لئے مکان مفت تنخواہ یا بوصاف اپنے پاس سے دینگے جنکو ملازمت کرنی ہو وے مندرجہ بالا پتہ سے خط و کتابت کریں۔

ٹونک ان تیرتھنکرون کی ہین کہ جو یہان سے موکش تو نہین گئے لیکن ٹونک بنی ہوئی ہین۔ ان کے علاوہ ایک پرانا جل مندر
ایک پرانی ٹونک گوتم سوامی کی ہو نئی ٹونک (ایک) اور چبوترہ (۳) ہو نئے بنے ہوئے ہین اور وے شبہہ سوامی۔ رکھ
بہانن۔ چندانن اور بردہ مان کی کہلاتی ہین۔ دو دہرم شالائین۔ اسطرح سے کل ۳۲ ٹونک چبوترہ۔ اور دہرم شالائین
پہاڑ پر ہین۔ ان کل کا فیصلا سی موافق ہوا۔ ۲۰ ٹونک پرانی ان تیرتھنکرون کی جو یہان سے موکش گئے ہین اور ایک
ٹونک گوتم سوامی کی یعنی ان ۲۱ ٹونک پر فریقین کا برابر حق رہا۔ چونکہ انمین سے بعض ٹونک سوتیامبرون کی بنائی ہوئی
ہین لیکن جن مقامات پر یہ بنی ہین۔ وے انادی کال کی ہین بعض انکی مرمت سوتیامبرون نے کرائی ہے اس سے انکا
بالکل حق نہین ہوسکتا بلکہ دگمبریون کا پوجنے کا حق ہے۔ اس لئے فریقین کو ان پر برابر حق دیا گیا۔
علاوہ ان کے دس ٹونک اور چبوترہ جنکو کہ دگمبری خود بھی نہین پوجتے اور سوتیامبریون کے بنوائے ہوئے ہین انکو
دگمبری لوگ سوتیامبریون کی اجازت سے پوج سکینگے۔ اور جل مندر مین چونکہ اسوقت کوئی دگمبر پرتما نہین ہے
اور نہ کوئی چیز دگمبریون کا اس کے بارے مین ملا۔ اس لئے اسمین دگمبریون کا کوئی حق نہین رہا۔ جن ۲۱ ٹونک پر فریقین کا
برابر حق رہا ہے انکے پوجنے مین سوتیامبر دگمبرون کو اور دگمبر سوتیامبرون کو ذرا بھی ہارج نہین ہونگے۔
خرچہ سوتیامبرون کا آدہا دگمبرون کے اوپر ڈالا گیا۔ باضابطہ نقل ملنے سے اور بھی باتین معلوم ہونگی۔

سماج سیوک سوجی لال پردان جیہرت رکشا کمیٹی

(نوٹ) مقدمہ کے فیصلہ کو (جو ہمکو معلوم کرایا گیا ہے) دیکھنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کا رنگ ابھی اور پہلیگا
ابھی فیصلہ کو لیکر فریقین پری کونسل کی سرن مین جائینگے۔ اور دس بیس ہزار کا خون کرینگے۔ ہمکو افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا
ہے کہ اس جین سماج کے کچھ دن ہی برے آگئے ہین۔ جو ایک پتا کے پوتر اس طرح سے دہن کو غارت کرنے کے لئے تیار ہوتے
ہین۔ ماہ بہادون مین جو مضمون مسٹر بادی لعل سوتی لعل شاہ نے جین ہتیشی مین پرکاس کرایا تہا۔ اور جس پر ہمارے بھی
دستخط تھے۔ اسمین اس معاملہ کی جڑ اکہاڑنے کے لئے دونون فرقون سے کہا گیا تھا۔ اور ایک اچھے طریقہ سے سمجھا دیا گیا تھا
کہ اگر ذرا بھی کوشش کیجائے تو یہ خواہ مخواہ کی دشمنی بہت جلد دور ہوسکتی ہے۔ لیکن جنکو لڑائی جھگڑون سے رغبت ہے
وے ایسی نیک صلاح پر کب عمل کرنے والے ہین ہمکو ایک ۱۸ صفحہ کا ٹریکٹ ملا ہے جسکی سرخی ہے "دگمبر بہائیون۔ کوٹ
نیت سے بچو" اسی ٹریکٹ مین مسٹر بادی لعل کے مضمون پر نہرا کلا گیا ہے۔ اور اس پر دستخط کرنے والون کو بھی حقارت
کی نظر سے دیکہا گیا ہے۔ لیکن ان جھگڑون کے شیدائیون کو ذرا بھی شرم نہ آئی کہ فیصلہ ہونے مین مزہ ہے یا جھگڑا بڑھانے
مین۔ ہم اب بھی صلاح دیتے ہین کہ باہمی جھگڑا بالکل ہی دور کردیا جائے۔ اور اسکا فیصلہ آپسمین کرلیا جائے۔ ورنہ یہ
جھگڑے کی زہریلی بیل اس قسم سے پہیل گئی ہے کہ جینیون کی کئی پشتون کو کافی ہوگی۔ ہم دگمبر اور سوتیامبر دونون کو
خبردار کرتے ہین کہ اگر تمکو اپنی سنتان سے پیار ہے اور تم اپنا بہلا چاہتے ہو تو اب بھی کچھ نہین بگڑا۔ اگر صبح کا بھولا

کے پریذیڈینٹ لالہ جیوا مل جی کا ہونہار خوبصورت تعلیمیافتہ اور اکلوتا فرزند عزیز لال چند ظالم پلیگ کی چوٹ مین آکر کال کے گال مین جا سویا۔ عزیز مذکور کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ اور ابھی پانچ ماہ ہوئے شادی ہوئی تھی۔ افسوس اس کمبخت پلیگ نے ہزار ہا والدین کی گودین خالی کر دین۔ ہزار ہا کم سن لڑکیون کو بیوہ بنا دیا۔ ہزار ہا معصوم بچون کو یتیم کر دیا لیکن پُدُشٹ اب تک بھی نیست و نابود نہین ہوا مرحوم لال چند جین پردیپ کا خریدار تہا۔ اور بڑا ہی ہونہار لڑکا تھا۔ ہم نہین کہہ سکتے کہ اس جین سماج کا کیا ہونہار ہے کہ جو ایسے ایسے قابل اور ہونہار نوجوان اس سے بچھڑے چلے جاتے ہین ہم مرحوم لال چند کے دُکھی والدین اور بدبہاگا استری کے اس دُکھ مین ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے شری شانت ناتھ جی سے پرارتھنا کرتے ہین کہ مرحوم کی آتما کو شانتی اور گھر کے لوگون کو صبر عطا کرین۔ پردیپ

رتھ اتسب اور کیش لوچ کا جلسہ فیروزپور مین

فیروزپور پنجاب مین ایک مشہور شہر ہے اس شہر مین شری پنا لال جی کا چوماس ہوا ہے جسکی خوشی مین یہان بہائیون نے منگسر سدی دوج لغایت پنچمی تک (یعنی ۲۷ لغایت ۲۹ نومبر ۱۹۱۲ء) بموقعہ کیش لوچ رتھ اتسب کرنے کا وچار کیا ہے۔ اس موقعہ پر سماج کے دور والون کو شامل ہونے کے لئے نمسترن دیا گیا ہے۔ اُمید ہے کہ وے ضرور سیدہار ینگے۔ اس لئے جین سماج سے پرارتھنا ہے کہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے۔ اور دہرم کی پرببہاونا او ویراگ کا فوٹو ملاحظہ فرما کر دہرم لابھ اٹھائے

سمید سکھر جی کے مقدمہ کا فیصلہ

جین سماج کو معلوم ہے کہ شری مہابیر سوامی کے پوجک سوتیامبرون اور دگمبرون مین عرصہ سے ایک مقدمہ سکھر جی کے بارے مین چل رہا تہا۔ سوتیامبر لوگون نے ایک دعویٰ دگمبریون کے مقابلہ پر کیا تہا کہ اس پہاڑ پر دگمبریون کا کوئی حق نہین ہے۔ وے سوتیامبریون کی اجازت سے اور انکے ہی طریقہ سے پہاڑ کی بندنا کر سکتے ہین۔ اس دعویٰ کو پایہ ثبوت تک پہنچانے کے لئے بہت سے ثبوت بھی داخل کئے گئے۔ لیکن اس فرضی بات مین انکو بالکل کامیابی نہین ہوئی۔ مقدمہ ہذا کے فیصلہ سے یہ بھی ظاہر نہین ہوتا کہ آخر کامیابی کسکو ہوئی۔ ہماری رائے مین تو فریقین کا روپیہ غارت ہوا۔ اور نتیجہ کچھ بھی نہین نکلا اس فیصلہ کی بابت جو چٹھی ہزاری باغ سے آئی ہے اُسکی نقل نیچے دی جاتی ہے جس سے ناظرین بخوبی معلوم کر سکینگے کہ مقدمہ ہذا مین کسکو کامیابی ہوئی ہے۔

ہزاری باغ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۱۲ء

مانیہ ور۔ جوہار

آج شری سمید سکھر جی کے مقدمہ نمبر ۲۸ سنہ ۱۹۱۲ء والے کا فیصلہ سنا دیا گیا جسکی باضابطہ نقل مل جانے پر آپکی سیوا مین بہیجی جائیگی پہاڑ پر کل ٹونک وغیرہ اسی مطابق ہین۔ ٹونک سان تیرتھنکرون کے ہین کہ جو پہلے سے موکش گئے ہین۔ اور ہم پہلی

بہائیون کے لئے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین دی جاتی۔ غریب بہائی بے روزگار ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین کیا مجال جو کوئی امیر
آدمی اُنکو امداد دیکر بارروزگار کردے۔ غریب گھر کے لڑکے تعلیم حاصل کرنے کے لئے روتے پھرتے ہین لیکن کوئی بھی دولت مند کہلانے
والا جینی اُنکی اس پکار کو نہین سنتا۔ کتنی ہی غریب عورتین بوجہ تنگدستی کے بھوکی ننگی۔ ٹوٹی پھوٹی چاردیواریون کے اندر بُرے
حالون پڑی ہوئی ہین لیکن کوئی بھی مائی کا لال اُنکی اس تنگدستی کو دور کرنے کے لئے تیار نہین ہے۔ پس کہنا پڑتا ہے کہ ایسی
حالت مین جین سماج کا دولتمند ہونے کا دعویٰ اور فخر غلط ہے ہمارا اپنا خیال ہے کہ جب تک سماج روپیہ کو جائز طور سے خرچ
کرنا نہین سیکھے گی جب تک فضول خرچی سے مُنہ نہین موڑیگی اور جب تک بلا ضرورت میلون ٹھیلون کے لگانے سے پرہیز
نہین کریگی تب تک اس کا دولتمند ہونا مشکل ہی نہین بلکہ نا ممکن ہے اور اس سماج کی ترقی کا ہونا اتنا ہی دشوار ہے
کہ جتنا بغیر انجن کے گاڑیون کا ایک قدم چلنا۔ چونکہ زمانہ کا تقاضا ہے کہ آنکھین کھول کر چلنا چاہئے اور یہ بھی بخوبی روشن ہو چلا
ہے کہ اب جین سماج مین ودیا دان کی بڑی بھاری ضرورت ہے۔ پھر اگر ایسی حالت مین بھی دولت جمع نہ کیجائیگی تو کیسے کام چلیگا
امیر لوگون کو اس بات کا گھمنڈ بالکل چھوڑ دینا چاہئے کہ ہمارے پاس دھن ہے۔ زمین ہے۔ آبرو ہے۔ عزت ہے۔ اگر ہم فضول
خرچی کرتے ہین تو کیا پرواہ ہے۔ اگر ہم لاکھون روپیہ فضول لٹاتے ہین تو کیا حرج ہے۔ اُنکو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی
اس لاپرواہی سے آپ خود تو غریب لوگون کی شمار مین آہی جائینگے لیکن آپ لوگون کی دیکھا دیکھی جو معمولی حیثیت کے
بہائی گھر بار تک کو گروی رکھکر بیاہ شادیان کرڈالتے ہین۔ اُنکی کیا گت ہوگی اُنکی بربادی کا پاپ کس کے ذمہ ہوگا۔ آپ کی
زندگی اور عزت تب ہی تک ہے کہ جب تک سماج مین غریب لوگون کا وجود قایم ہے۔ اور جب غریب لوگون کا وجود ہی قایم
نہین رہیگا تب آپکی امیری دو کوڑی کو بھی بکیگی۔

اس مضمون کے لکھنے کا منشاء ہمارا یہ نہین ہے کہ ہم امیر لوگون کی بُرائی کرین۔ یا اُنکو بُری بھلی سُنائین۔ بلکہ یہ منشاء ہے
کہ امیر لوگ از خود فضول خرچی دور کرتے ہوئے اپنے دیگر بہائیون کو اس کے پھندے سے چھڑا دین اور روپیہ بچا دین
تاکہ سماج کے دولت مند ہونے کی بات سچ ہوجائے۔ اور یہ بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ اپنے غریب بہائیون کو روپیہ
کی امداد دیکر بارروزگار کرین۔ غریب طالب علمون کو وظیفہ دیکر پڑھانے مین امداد دین۔ غریب عورتون کو کھانے پینے کی مدد
دین۔ غرض سماج کے اُٹھانے اور بڑھانے مین حتی الامکان کوشش کرین۔ تب کہین جاکر دولتمند ہونے کا دعویٰ اور فخر
صحیح ہوسکتا ہے۔ یقین ہے کہ جین سماج کے امیر آدمی اسطرف توجہ فرمائینگے۔

القلم غلط دعویٰ ہے اے عاجز تمہارے پیر ہونے کا۔ بہلا بے پیر کیونکر پیر ہوسکتے ہین دنیا مین

شوک!

راولپنڈی سے لالہ دیوا چند جی جین سکریٹری جین ستر منڈل نے یہ شوک سماچار دیکر ہمارے دل کو دکھی کیا ہے کہ ان منڈل

کی تعلیم دیجاوے تو یہ ہم بزور کہہ سکتے ہیں کہ یہ آسمین بھی گوے سبقت لیجا سکتی ہیں ۔لیلاوتی نے دکھلا دیا کہ استریان حساب
مین مردون سے کم نہیں ہین کن کن چیزون مین مقابلہ کرین مسز اینی بیسنٹ سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے تھیوسافی
مت کا پرچار کرنا بڑے بڑے عالمون کو اوس مذہب کا پیرو بنانا ۔اس دیوی کا کام ہے جس نے انکے لیکچر سنے ہین وہ جانتے
ہین کہ استری ہونیسے انھین کسی بات کی کمی نہین ہے ۔یہ پلیٹ فارم پر بڑی عمر رسیدہ ہونیکی حالت مین بھی شیر کی طرح
گرجتی ہین ۔انکی مرتبہ کتابین دنیا کے لئے قواعد تعلیم و فرض کے سرچشمہ ہین ۔مہارانی وکٹوریہ اور ایلزبیتھ نے کس خوبصورتی
سے راج کا کام انجام دیا ۔آپ خود وچار کرلیں ۔استریون مین کسی چیز کی کمی نہین ہے جسطرف لگا دیجئے مردون سے
کسی طرح پیچھے نہ رہینگی ۔ہمارے مضمون کی پختگی کے لئے اتنے دلائل ہین کہ اگر اونکو مکمل لکھا جاوے تو ایک کتاب طیار
ہو جاوے اسواسطے ہم صرف یہ لکھکر استریون کے تعلیم یافتہ ہونیسے ہماری اولاد پر نہایت اعلی اثر پڑ سکتا ہے ۔اور یہ کہ
اگر ہمکو دنیا کو دکھلانا ہے کہ ہمارا خاندان ہماری قوم اور ہمارا ملک صفات اعلی سے منور ہے تو ہمکو استریونکی تعلیم مین کوشان ہونا چاہئے
ختم کرینگے

تعلیم یافتہ ماتاؤن کا اولاد پر نیک اثر

بچون کی شروع کی زندگی ماں کے پاس ہی زیادہ تر ختم ہوتی ہے ۔ماں اگر تعلیم یافتہ اور صفات محمودہ سے منور ہے تو یہ
ناممکن ہے کہ بچہ کی طبیعت پر اوس کا اثر نہو ۔اونکی ابتدائی تعلیم کا بہت بڑا حصہ ماں کے پاس ختم ہو جاویگا ایک تعلیم
یافتہ ماں ایک سال کے اندر جو کچھ اپنے بچون کو بتا سکتی ہے شاید اتنا ایک لائق اوستاد سالون مین بھی نہ بتا سکے ۔
ماں کی تعلیم کا بڑا حصہ ایسا ہوگا جس کا بھولنا دشوار ہے ۔ماں بچے کے character کا ایک سانچہ ہے وہ جیسا اونکو
بنانا چاہے بنا سکتی ہے حقیقت کی ماں نے اپنے پیارے حقیقت کو بتلایا "پیارے بیٹے دھرم ورد یش کے لئے اپنے کو قربان
کر دینا بہتر ہے وقت " ۔چنانچہ حقیقت نے اپنی ماں کے اپدیش پر ثابت قدم رہتا ہے اور آج حقیقت کا نام پنجاب مین صرف
اہل پنجاب بلکہ دنیا والے عزت سے یاد کرتے ہین اگر دادا بھائی نوروجی کی ماتا تعلیم یافتہ نہ ہوتی تو کیا آج وہ ہمارے
ماتا کے لائق فرزندون مین شمار کئے جاتے ۔انگریزی کی یہ کہاوت کہ بالکل راست واقع ہوتی ہے کہ "one good
mother is worth a hundred school masters"
ایک اچھی ماتا اسکول کے سو اوستادون کے برابر ہے جہانتک عقلمندون نے وچار کیا ہے کہ استریون کا ہاتھ کسی
قوم کو عمدہ بنانے مین ہمیشہ کامیاب رہا ہے ۔مبارک ہین وے لوگ جو تعلیم نسوان کو ضروری اور لابدی خیال کرکے
اوسکی بہبودی کے لئے کوشان ہین اور اوسکو اعلی پائنٹ پر پہنچانیکے لئے محنت کر رہے ہین ۔
(نوٹ) تعلیم کا عمدہ اثر جیسا مردون پر پڑتا ہے ۔ویسا ہی عورتون پر پڑتا ہے ۔وے لوگ غلطی پر ہین جو اونکو کہدیا
کرتے ہین کہ عورتین تعلیم پاکر بگڑ جاینگی ۔ہمارے لائق اور ہونہار دوست نے یہ اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ عورتونکو

پہلے ہی لڑکی کو نیک بن اور جو ہوشیار ہو اوسکو بھی نیک بنا۔ موزون اور پاکیزہ کام کر۔ اور اونکو سست نہ رہنے دے اور
پس تو ایک نہایت شاندار زندگی پیدا کریگی اور مرنے کے بعد وہ وسیع و فراخ میدان جو شاعر لوگ اپنے جوشیلے شعرون مین
بیان کرتے ہین ملیگی لہذا جو حقوق پرشون کو تھے وہی استریون کو تھے۔ اگر پرش اپنی مرضی سے شادی کرسکتا تھا تو استریان بھی
کا حق رکھتی تھین۔ اگر پرش میدان کارزار مین اپنی جوانمردی کا سکہ بٹھا سکتا تھا۔ تو استریان بھی میدان رزم ہی مین اپنی قربانی کو
اپنی زندگی کا بہترین استعمال خیال کرتی تھین۔ مہارانی لکشمی نے دشمنون کو میدان مقابلہ مین غیر معمولی مدد دی تھی۔ شیواجی کی
سوانح عمری کو پڑھ جائیے اوسکو اتنی تقویت دینے والی اوسکو اس بات کے لئے طیار کرنیوالی کہ لڑائی اور دھرم پر قربان ہونا ہی
کشتریون کا کام ہے۔ اوسکو اوپدیش کرنیوالی کہ غلام بنکر زندہ رہنے سے مرجانا ہی ہمارا کاریہ ہے اوسکی ماتا ہی تھی۔ ماتا نے ہی
اسکو اتنا جوانمرد اور شجاع بنایا اور مرہٹہ قوم کا راج اوسکے ہی فیض قدم سے قایم ہوا ہمارے رواج رشی دنیاوی عیش و آرام
کو بہتر نہ سمجھکر ریاضت دنیوی مین مشغول ہوتے ہین تو اصل دیوی ہی پوشاک زرق برق کو خیرباد کہکر پہاڑون کی گپھا اور
پاک سرچشمہ کے حاصل کرنیکی غرض سے چلی جاتی ہے جسکے لئے بڑے بڑے عالم سرگردان و پریشان ہین۔ اب بھی یورپ اور
امریکہ وغیرہ مہذب ملکون مین استریون کو اس ہی نظر سے دیکھا جاتا ہے جس نظر سے پرشون کو۔ اونکو [illegible]
کہا جاتا ہے۔ یعنی استری پرش کا آدھا حصہ ہے اور وہ بہتر ہے۔ شروع مین لڑکا اور لڑکی دونون کو یکسان تعلیم دیجاتی ہے۔ دونون
ایک ہی اسکول مین بھرتی کئے جاتے ہین۔ دونون کی تعلیم ساتھ ساتھ ہوتی ہے۔ دونون ڈگریان حاصل کرتے ہین۔ دونون
نوکری کرتے ہین دونون ایک ساتھ دفتر مین کام کرتے ہین۔ پرش بھی جج ہوتے ہین استریان بھی۔ پرش بھی ایک سوسائٹی
کے ممبر ہوسکتے ہین۔ اور استریان بھی اوسی سوسائٹی کی ممبر ہوسکتی ہین۔ پرش بھی [illegible] ہوسکتے ہین اور استریان بھی۔
کسی بات مین بھی استریان پرشون سے کم نہین ہین۔ بلکہ عادت مین کہین بڑھکر ہین۔ ان دیشون مین استریان بیویون کے
موافق پوجی جاتی ہین۔ در اصل لایق استریان ہی دیویان ہین پہلے پرش اپنا نقشہ استری کو کہانی مین پڑھاتا ہے پیچھے
آپ پڑھتا ہے۔ کوئی لکچرار جب ایسی مجلس مین جسمین استری پرش دونون ہوتے ہین تو پہلے لیڈیز (Ladies) اور پھر جنٹلمین
([illegible]) کہکر مخاطب ہوتا ہے قانون قدرت بھی ہمکو یہی یقین دیتا ہے انسان کے جسم کو دیکھا جاوے پرش
اور استری دونون کے جسم یکسان ہین۔ جاننے دیکھنے کی شکتی دونون مین ہے من بھی دونون کے ہے۔ آب و ہوا کا دونون
پر یکسان اثر پڑتا ہے دونون ایک ہی سبب سے بیمار ہوتے ہین۔ اور دوا بھی دونون پر یکسان اثر کرتی ہے۔ اگر پرش
طاقت اور دلیری مین بڑھا ہوا ہے تو استریان شرم اور خوبصورتی مین بڑھی ہوئی ہین۔ یہی نہین اگر استری اور پرشون کو
یکسان تعلیم دیجاوے تو استریان بہ صفت موصوف ہوسکتی ہین سوامی سنکر اچاریہ اور دو یادھری کے شاستر ارتھ کو پڑھ
جائیے تب معلوم ہوسکتا ہے کہ استریان فصاحت و بلاغت مین بھی کسقدر ترقی کرسکتی ہین۔ سلطانہ چاند عورت ہی
تھی جس نے ہندوستان کے شاہنشاہ اکبر کے دانت کھٹے کردئے تھے۔ اسی طرح اگلا انکو قوا عداج ([illegible]

سہارتا کی۔ پھر کل حساب شالا سبھا پتی صاحبان و حاضرین جلسہ و لیکچرار و ہیڈنک وہ النٹرینس اور دیگر کل میلہ کے بھائیون کا شکریہ ادا کیا گیا آپکے بھائی اننت پرشاد جی ودیارتھی کالج میرٹھ نے شانتی پاٹھ بڑی ہی منوہر لے مین پڑھا۔ اور شانتی پاٹھ پاٹھ کے بعد اس سال کا آخیری جلسہ سماپت کیا گیا تھی۔ تینون کے درمیان مین آشرم کی انتظامیہ کمیٹی کی بھی تین مٹنگ ہوئین۔ عہدہ داران کا نیا چناؤ نہین ہوا سب بدستور سابق رہے آئندہ سال کے لئے ایکسولڈ کون کے واسطے ۲۱ ہزار روپیہ کے خرچ کا بجٹ پاس ہوا۔ پچھلا حساب سنایا گیا جسکی جانچ کے لئے مظفرنگر کے رئیس لالہ ہوشیار سنگھ جی و لالہ بارو مل جی رئیس اور لالہ دہرم جی رئیس مقرر ہوئے کمیٹی مین ۶ ممبر نئے بنائے گئے جنکے نام یہ ہین۔ (۱) لالہ جگجوت سنگھ جی رئیس بڑوت۔ (۲) لالہ ڈولی چند جی رئیس دہلی۔ (۳) پنڈت محبوب سنگھ جی رئیس فریل (۴) بابو اجیت پرشاد جی آگرہ (۵) بابو اوگر سین جی بی اے وکیل حصار۔ (۶) مسٹر سمرت داس جی بیرسٹر میرٹھ۔ ۹ نومبر کی صبح کو خوب آنند رہا۔ یاتری لوگون نے بڑے چاؤ اور بھکتی سے درشن۔ پوجن کیا۔ پھر تقریباً ایک بجے کے شری جی کی سواری رتھ مین نکلی۔ اور گاجے باجے کے ساتھ نسیان جی پہنچین۔ اس میلہ پر جین دہرم کی چھپی ہوئی پستکین بہت زیادہ فروخت ہوئین۔ اور سب نے اس بات کو پسند کیا کہ جن گرنتھون کے درشن ہونے بھی مشکل تھے وہ آج کتنی آسانی کے ساتھ چھاپے کی بدولت دستیاب ہو رہے ہین۔ یہان پر اس بات کا ذکر کر دینا بھی لازمی ہے کہ مظفرنگر کے رئیس لالہ ہوشیار سنگھ جی نے بھی ہستناپور مین دہرم شالا بنوانے کا ارادہ کیا ہے جسکے لئے آپکے سوپوتر سکھبیر سنگھ نے کمیٹی مین درخواست کی تھی جو خوشی کے ساتھ منظور ہوئی یقین ہے کہ یہ دہرم شالا اسی سال ہی مین تیار ہو جائیگی۔ غرض جلسہ اور میلہ بہت آنند کے ساتھ ہوگیا ہم بھی ۱۰ نومبر کو چلکر ۱۱ نومبر کو اپنے گھر آ گئے۔ ایڈیٹر

تعلیم نسوان

(از بھائی سمیر سہائے جی جین طالب علم فیض عام ہائی سکول میرٹھ)

کسی ملک یا جاتی کے لئے اگر کوئی خاص سوال ہے تو یہ ہے کہ اوسکے اندر تعلیم کی کیا حالت ہے۔ دنیا مین انسان ہی اشرف المخلوقات ہے اور وہ دو حصوں مین منقسم ہے استری اور پرش۔ میرے اس کہنے اور جاننے کہ تعلیم سے انسان کا دل منور ہو جاتا ہے اور حصول تعلیم انسان کو ایک لازمی امر ہے دنیا کے کسی فرد بشر کو اختلاف نہ ہوگا۔ مگر تعلیم نسوان پر اکثر کی رائے ہے کہ اس سے سماج کا کوئی فائدہ نہین اور یہ کہ تعلیم نسوان دہرم۔ قوم اور ملک کے لئے ہمیشہ ہانی کارک ثابت ہوئی ہے۔ رائے مندرجہ بالا کی تحقیق کے لئے ہمکو تعلیم نسوان پر لکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی ورنہ تعلیم نسوان کا سوال کبھی پیش نہین کیا جا سکتا تھا۔ ہم اپنے مضمون مین اس بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرینگے کہ استریان پرشون سے کبھی کسی وصف مین کم نہین رہی ہین۔ اور یہ کہ انکا درجہ پرشون کے برابر ہے اور کوئی وجہ نہین کہ وہ تعلیم مین پرشون سے پیچھے رکھی جاوین اور اونکو تعلیم حاصل کرنیکا حق نہ دیا جاوے۔

اسکو چاہیئے کہ اپنے دہن کو دویا دان مین لگاوے۔ غرض پنڈت جی کے لیکچر کا اتنا اثر پڑا کہ بلاکسی اپیل کے یا مانگنے کے حاضرین
جلسہ نے خود بخود آشرم کی امداد کے لئے روپیہ دینا شروع کر دیا سب سے بڑی رقم لالہ لال چند جی رئیس دہلی والون کی ہے یعنی
آپ نے مبلغ ایک ہزار روپیہ واسطے عمارت کے دینا منظور کیا ہے اور تقریباً دو ہزار روپیہ نقد اور وعدون مین لکھا گیا ہے۔ آج
سے آج کا جلسہ تقریباً بارات کے ۱۱ بجے سماپت کیا گیا۔ ۸ ر نومبر کو بھی کل کی طرح سے درشن۔ پوجن اور نشی بندن کا آنند رہا
پھر وہی وقت مقررہ پر شاستر سبھا کا آنند رہا۔ اسکے بعد شری جین مندر جی مین مندر کے متعلق عام سبھا ہوئی جسکے سبھاپتی لالہ
دہوم سنگھ جی رئیس مظفر نگر بنائے گئے جسمین مندر جی کی آمدنی اور خرچ کا حساب سنایا گیا۔ پھر ظاہر کیا گیا کہ آئندہ سال کے
لئے کمیٹی نے دہرم شالہ کے لئے پانچ ہزار روپیہ کی منظوری دی ہے اور یہ بھی منظور ہوا ہے کہ کل نیون پر پتھر لگوائے جائین
تیرتھنکرون کا نام اور ضروری باتین یاتریون کی سہولیت کے لئے کہودی جائین بعد اسکے چند تجویز پیش کی کہ جب دہرم
کی جگہون مین ہوتے ہوئے ہنسیات کو کمیٹی نہین روکیگی تو ایک دن یہ ہنسیات بہت بڑہ جائیگا۔ لہذا کمیٹی اپنے اختیارات
کو کام مین لاکر ہستناپور کی نسیون پر جو چبوتری دیو پترون کے نام سے بنوائی جاتی ہین۔ بچون کے بال منڈوائے جاتے
ہین۔ برہمنون کو کپڑے دئے جاتے ہین۔ اور گھی کے چراغ جلا کر مٹھائی کہلائی جاتی ہے۔ ان کل باتون کو بند کرے۔ تاکہ
تیرتھ کشیتر کی رکشا ہو۔ اور ہنسیات کا پرچار رکے۔ یہ خوشی کی بات ہے کہ اس ہماری تجویز کو پبلک نے پسند کیا۔ اور کمیٹی نے منظور کرلیا
اب آئندہ اسکا انتظام کوشش کے ساتھ کیا جاویگا۔ اس کے علاوہ اور چند تجاویز پیش ہو کر پاس ہوئین۔ اسکے بعد دہلی
نواسی لالہ جگنا تھ جی جوہری کی وہ کارگزاری پیش ہوئی کہ جو انھون نے دہلی سے چند میل کے فاصلہ پر کالی ماتا کے آگے صدہا
بکرون کا خون ہونا روک کر انکی جان بچائی۔ اس آپکی بہادرانہ کارروائی کو سنکر حاضرین بہت خوش ہوئے اور آپکا دہلی کے
ان بھائیون کا کہ جنہون نے اس کام مین آپکی امداد فرمائی ہے شکریہ ادا کیا گیا بعد اسکے سبھاپتی صاحب نے ایک اپنا بنایا
ہوا بھجن کہا پھر پہلے ایک نظم پڑہی اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔
شام کو ۷ بجے سے ۹ بجے تک شاستر جی پڑہتے گئے۔ اسکے بعد آشرم کے منڈپ مین سبھا کا جلسہ شروع ہوا سب سے پہلے بھجن گائے
گئے۔ اسکے بعد لالہ کندن لعل جی رئیس میرٹھ سبھاپتی بنائے گئے۔ پھر کنور دگو جے سنگھ جی نے کہٹ درشن پر لیکچر دیا آپنے دکھلایا
کہ کہٹ درشنون مین سب سے اونچا پایہ جین درشن کا ہے۔ اور کل درشن اسکے اندر سمائے ہوئے ہین آپکا لیکچر
بڑا عالمانہ تھا۔ اور بڑی خوبی کو لئے ہوئے تھا۔ اسکے بعد پنڈت ہنس راج جی شاستری نے کنور صاحب کے لیکچر کی تائید بڑے
ہی آنند تا کے ساتھ کی۔ آپکی تقریر بھی ہی غضب کی ہوتی ہے۔ حاضرین جلسہ پر بڑا اچھا اثر پڑتا ہے۔ انکی تقریر کے بعد چند
بھجن گائے گئے۔ بھائی اوگرسین کا نہل والون کے بھجنون سے سبھا بہت آنند سے ہوئی اور بھائی صاحب کو اس خوبی کی
وجہ سے ایک میڈل سا ہو جگمندر داس صاحب رئیس نجیب آباد نے دینا منظور کیا۔ اسکے بعد ساہو جگمندر داس صاحب
سکرٹری کشیتر پریہ آشرم نے آج کا آخری جلسہ سمجھکر گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اور موجودہ جنگ مین فتح ہونیکی

بہت زیادہ محسوس ہوئی کہ جلسے کے موقعہ پر آشرم کے کاریہ کرتاگنون (پنڈت۔ ماسٹر۔ محافظ۔ و دیگر ملازمان) سے کوئی حصہ
جلسے کے انتظام مین نہین لیا۔ بلکہ تلاش کرنے پر بھی بڑی دیر مین ملے۔ اگر یہ لوگ پانچ چار روز کے لئے تھوڑی سی محنت اور
کوشش کر کے جلسے کا انتظام کرا دیتے تو رونق دوبالا ہو جاتی۔ لیکن ایسا نہین کیا گیا جس سے معلوم ہوتا ہے ان لوگون کو
آشرم اور اُسکے کامون سے کچھ زیادہ دلچسپی نہین ہے۔ ہمکو یہ بات بھی بہت زیادہ محسوس ہوئی ہے کہ تین چار دن کے
لگاتار سبھا کے جلسون مین سے کسی ایک جلسے مین بھی برہمچاریون کو نہین آنے دیا یا وہ خود نہین آئے۔ نہین معلوم اسکی
کیا وجہ ہے۔ اور اسکے اندر کیا فائدہ سوچا گیا ہے ہماری اپنی رائے تو یہ ہے کہ برہمچاریون کو پبلک کے روبرو ایک ہی وقت
نہین بلکہ بار بار آنا چاہئے۔ ان برہمچاریون سے والنٹیرز کا کام لینا چاہئے۔ کیونکہ ان کو قومی خدمت کا سبق سکھلانا ہے
اور وہ اسی طرح سے سکھلایا جا سکتا ہے۔ ورنہ کچھ دنون مین یہ لوگ سماج کے روبرو آتے ہوئے گھبرانے لگینگے۔ اور
اگر اسمین کوئی حکمت عملی ہے تو اُسکو ظاہر کر دینا چاہئے اور ساتھ ہی اسکے سالانہ دورہ کو بھی منسوخ کر دینا چاہئے۔ کیونکہ دورہ
کے دنون مین برہمچارگن پبلک کے روبرو ہی نہین آتے بلکہ گھلتے ملتے جلتے ہین۔ غرض بہت سی باتین ہین جن پر توجہ
کرنی ضروری ہے۔ یاتریون کے لئے ڈیرے تمبوئون کا انتظام سندر جی کی کمیٹی نے کافی کر دیا تھا لیکن بعد مین سنا جاتا
ہے کہ کچھ لوگون کو ڈیرے نہین مل سکے یقین ہے کہ آئندہ سال انتظام کا دائرہ کچھ اور بڑھا دیا جائیگا۔ پولس کا
انتظام اچھا رہا لیکن پھر بھی ۸ نومبر کی رات کو لالہ چھجو مل جی دہلی والون کا اسباب جاتا ہی رہا۔ اور تقریباً تین سو
پچیس روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ یقین ہے کہ پولس اسکے سراغ لگانے کی پوری کوشش کریگی۔ ۸ نومبر کے روز یہ معلوم
کر کے جین سماج مین ایک بھاری جوش پھیل گیا کہ جین میلہ کی کچھ گاڑیون اور ٹمٹمون سے گنگا میلہ کے ٹھیکیدار نے نائب
تحصیلدار کی تحریک سے ٹیکس وصول کر لیا ہے جو بالکل نامناسب و ناجائز ہے۔ لیکن خوشی کی بات ہے کہ یہ جوش
بہت جلد دور کر دیا گیا یعنی ضلع علاقہ صاحب جو گنگا میلہ کے منتظم کی حیثیت سے تشریف لائے ہوئے تھے اُنکے پاس
ساہو جگمندر داس جی رئیس نجیب آباد و دیگر معززین اصحاب تشریف لے گئے تھے۔ ٹیکس کے وصول کرنیکی شکایت پیش
کی جسکو سنکر آپ نے وصول شدہ ٹیکس واپس دلا دیا۔ اور بہت جلد اس شکایت کو دور کر کے جین سماج کے جوش کو ہٹا دیا
جسکے لئے جین سماج آپکا شکریہ ادا کرتی ہے اور آپ جیسے نیک مزاج حاکمون کی دل و جان سے ترقی چاہتی ہے۔
ہم جلسے مین شریک ہونے کی غرض سے ۴ نومبر کی شام کو دیوبند سے میرٹھ پہونچے۔ رات کو جین بورڈنگ ہاؤس مین آرام
کیا۔ ۵ نومبر کو تقریباً دن کے ۴ بجے ہستناپور پہونچے لیکن جب یہ معلوم ہوا کہ آج تک کوئی سبھا ہوئی اور نہ کوئی باہر سے
لیکچرار یا پنڈت صاحب آئے تب بڑا دکھ ہوا۔ لیکن پھر بھی کوشش کر کے آج رات کو آشرم کے سبھا منڈپ مین سبھا ہونے
کا اعلان کرا ہی دیا۔ اور رات کے ۸ بجے سبھا کا جلسہ شروع ہو گیا تعداد حاضرین اچھی خاصی تھی۔ اس جلسے کے سبھاپتی
لالہ [illegible] جی رئیس [illegible] جنکی دو دوکانین دہلی مین ہین ایک صرافہ کی اور دوسری آڑھت [illegible] بنائے گئے۔ منگلاچرن

معلوم کیوں نہیں آتا کہ یتیم لڑکے بھی تو کبھی ماں باپ والے تھے اگر آج کال کے چکر سے بلا ماں باپ والے بن گئے
تو کیا ہوا۔ لیکن دیکھنا تو اس بات کا ہے کہ یہ آدمی سے جانور تو نہیں بنے۔ خیر ہر ایک انسان کا اپنا اپنا خیال جداگانہ
ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کو ایسی ریچ بھاؤ نہیں رکھنی چاہیئے کیونکہ سنسار پرورتن شیل ہے نہ معلوم کیا ہو جاوے۔

ہمارا دہلی شہر میں علاوہ اس سکول اور پہاڑی سکول کے دو تین بڑی بڑی پاٹھ شالائیں ہیں جنمیں ایک مستقل رقم
خرچ ہوتی ہے۔ اگر یہ کل پاٹھ شالائیں ایک جا ہو کر کام کریں تو دہلی شہر میں بہت جلد ایک ہائی سکول بن سکتا ہے۔ سیٹھ
لالہ پارس داس جی سے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے بہت پسند کیا۔ لہذا ہم منتظمان جین پاٹھ شالا
سیٹھ ناگر چند پاٹھ شالا [illegible]۔ اور ہیرا لعل جین مہاودیالیہ کے مالک سیٹھ سوہن لال جی کی توجہ اس طرف دلاتے ہیں کہ اگر دہلی کی
جین برادری میں تعلیم کا اچھے طریقہ سے پرچار کرنا ہے تو اسکی باگ ڈور لالہ پارس داس جی کے ہاتھ میں دیدینی چاہیئے۔
[illegible] اس کو بہت اچھے طریقہ سے چلانے اور کام کرنے کے لئے آمادہ معلوم ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم لالہ پارس داس جی سے بھی پرزور
کہتے ہیں کہ وہ سب مل جل کر کام لینے کے لئے کافی کوشش کریں تاکہ جسقدر روپیہ نا تعلیمی کاموں میں خرچ ہو رہا ہے اسکا سدپیوگ ہو۔
آج دوپہر کو پھر سبھا ہوئی۔ لکھنؤ دگمبر جے سنگھ جی کا اور مہاودیالیہ کا بیان ہوا۔ جسنے دکھلایا کہ سنسار کی ہر ایک سنستھا کو [illegible] کا کارن
ہے سنسار میں سنگھ شکتی کا مرکز اگر کوئی ہے تو وہ ایک دھرم ہی ہے۔ اس پرکار سے آج اس کا [illegible] جلسہ ختم ہوا۔
ہم دہلی سے آج شام کو ۶ بجے سوار ہو کر میرٹھ چلے آئے۔ اور ایک روز میرٹھ میں بورڈنگ ہاؤس میں ٹھہرے۔ چونکہ جین
بورڈنگ ہاؤس میرٹھ کا بعد پانچ سال کے جب سے یہ قایم ہوا ہے اسکا کوئی عام جلسہ نہیں ہوا اس سال ایک عام جلسہ
کرنے کا وچار ہوا ہے۔ اسلئے اسکی بابت کچھ باتیں آنریری سپرنٹنڈنٹ صاحب سے ہوئیں۔ یہ جلسہ ۲۳ و ۲۴ دسمبر ۱۹۱۲ء
کو ہونا قرار پایا ہے۔ جسکا نوٹس جدا اسی پرچہ میں دیا گیا ہے۔ میرٹھ سے ۲۸ اکتوبر [illegible] کو دیوبند واپس آگئے۔ ایڈیٹر

ہستناپور کے میلہ کی مختصر رپورٹ

ہستناپور کا سالانہ میلہ اور رتھ یاترا [illegible] آشرم کا سالانہ جلسہ آنند کے ساتھ ہو گیا۔ کاریہ کرنے والوں کی کمی و [illegible]
کی [illegible] نہ ہونے کی وجہ سے اس سال آشرم کی طرف سے کافی انتظام نہیں ہو سکا۔ نیا انتظام تو کوئی کیا ہوتا لیکن جو
ہوتے تھے وہ بھی نہیں ہو سکے۔ آشرم کا سبھا منڈپ بہت ناکافی تھا۔ اور بالکل بھدا تھا۔ دروازہ پر کوئی سائن
وغیرہ نہیں لگایا گیا تھا جسکی وجہ سے دروازہ بالکل بدصورت معلوم ہوتا تھا۔ آشرم کی طرف سے کوئی اپدیشک یا پنڈت
نہیں بلائے گئے۔ اور نہ کوئی خود ہی آئے۔ آشرم کی طرف سے ہمیشہ یاتریوں کے لئے کچی رسوئی کا انتظام ہوتا تھا لیکن
اس مرتبہ وہ بھی نہیں کیا گیا۔ غرض آشرم کی طرف سے بہت سے انتظامات نہیں ہوئے حالانکہ ان کے نہ ہونے کی وجہ
سے میلہ کے یاتریوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ لیکن پھر بھی جلسہ کی رونق ادھوری رہ گئی جو ہمکو تو بہت کھٹکی [illegible]

خبرونکا گلدستہ

افسوس کہ مرادنواسی سناتن دہرم کے مشہور پنڈت جوالا پرشادجی مصر کا گڑہ مکتیشر مین گنگاجی کے کنارے دیہانت ہوگیا۔
مسٹر تلک سے کچھ دنون پہلے جو ۴۰ ہزار کی ضمانت لی گئی تھی۔ وہ ہائیکورٹ سے خارج ہوگئی یعنی مسٹر تلک کی جیت ہوئی۔
ملتان مین محرم بڑے امن امان کے ساتھ ہوا۔ ہندو لوگون نے چند جگہ شربت کی پیاؤ لگاکر مسلمانون کو شربت پلایا۔
کانپور کے ہفتہ وار ہندی اخبار پرتاپ کے "پرتاپ پریس" سے ایک ہزار کی ضمانت طلب کیگئی۔
گروکل کانگڑی کے گورنر مہاتما منشی رام جی کہتے ہین کہ اگر کانچ کے گلاس کو اچھی طرح سے صاف کرلیا جائے تو پھر مسلمان
کے چھوئے گلاس مین آریہ سماجی پانی پی سکتا ہے۔ ٹھیک ہے جو مہاتما جی کہین سو سچ۔
شولاپور کے سیٹھ سکھارام نیم چند جی دوشی نے بیس ہزار روپیہ لگاکر ایک عام دوائی خانہ کے کہولنے کا نسچیہ کیا ہے
اس دوائی خانہ مین شدھی ادویات ملینگی۔ اسکا مہورت بہت جلد ہونے والا ہے۔
دگمبر جین مہاسبھا کا ہندی جین گزٹ نے جب سے دیوبند چھوڑا ہے تبسے یونہی مارا مارا پھر رہا ہے۔ ابھی تک بیچارہ
متھرا مین پڑا ہوا اپنی زندگی کے دن بڑی بھلی طرح سے کاٹ رہا تہا۔ لیکن اب مہاسبھا نے اسکا وہان رہنا مناسب نہ
سمجھکر بغرض تبدیل آب وہوا سرنو پنڈت رگھناتھ داس جی کے یہان بھیجدیا ہے۔ شاید پنڈت جی کچھ اسکا علاج
کرسکین۔ اچھا ہے۔
بھان پورا کے دھوبیون نے شراب پینے اور ماس کہانے کا بالکل تیاگ کردیا ہے۔ اور یہ قاعدہ بنادیا ہے کہ جو برادری کا
آدمی انکا استعمال کریگا۔ وہ برادری سے جدا کردیا جائیگا۔ کیا ان لوگون کی تقلید اونچی جات کے ہندو بھی کرینگے۔
شری منی مہاراج چندر ساگر جی نے سنہ ہارو مین چوماس پورا کرکے اشہی گاؤن کی ایک علیحدہ جگہ مین کیس لونچ کرلیا ہے۔ ہم
آپکی اس کاروائی کو سنکر بڑے خوش ہوئے ہین۔ کہ آپنے نام کرم کیلئے میلہ لگاکر پانچ چہ ہزار لوگون کے روبرو نمایشی ٹھاٹ سے
کیس لونچ نہین کیا۔ جیساکہ آجکل ہو رہا ہے۔
حمید احمد مدارس کو ہائیکورٹ الہ آباد نے تا زندگی کالے پانی کی سزا اس جرم مین دی ہے۔ کہ اس نے اپنے ۱۰ سالہ بچہ کو خدا کے نام پر
اسوجہ سے قتل کرڈالا۔ کہ خدا مسلمانون کی تعداد مین ترقی کریگا۔ ہائے۔ رے اندہے یقین۔
دیوبند۔ اور بمبئی وغیرہ کے چھپے ہوئے کل گرنتھ اور ہندی کی اخلاقی پستکین۔ اور استریون کے لئے مفید کتابین دفتر جین پردیپ دیوبند
سے مل سکتی ہین۔ جین پردیپ کی امداد مین جوہری لال نواسی الہ آباد حاصل جی نے مبلغ پانچ روپیہ عطا فرمائے ہین۔ جو شکریہ کے ساتھ
جمع کئے گئے ہ دہلی نواسی لالہ کبن لال سیاہ مل جی جین سیلولے نیا بالس نے مبلغ تین روپیہ ماہوار ایک سال تک طالب علم
کو بطور وظیفہ یہان اسرف تباہ مالت بہڑالہ سے دینا شروع کیا ہے۔ اور ٹریکٹ چھپوانے کی منظوری دی ہے۔ ہم لالہ صاحب کا شکریہ
تمام جین سماج کی طرف سے ادا کرتے ہین اور امید کرتے ہین کہ لالہ صاحب ہمیشہ اسی طرح سے دان کرتے رہینگے۔